خطباتِ محمدی

تصنیف

ترجمان القرآن والسنۃ حضرت مولانا محمد صاحب محدث جوناگڈھی

تصحیح و تقدیم

مختار احمد ندوی

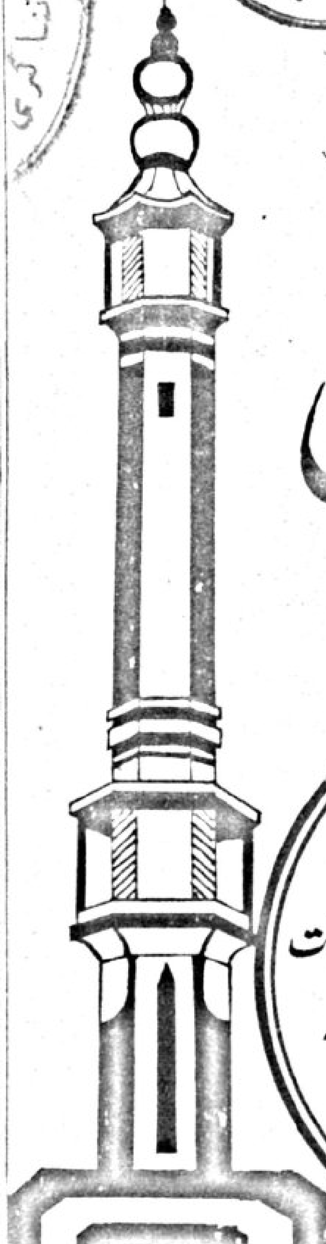
ادارہ دعوتِ دین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

(آل عمران : ۱۳۸)

یہ لوگوں کے لئے بیان ہے اور متقیوں کے لئے ہدایت اور نصیحت



خطباتِ محمدی

کامل پانچ حصے

جسمیں

کائنات کے خطیب اعظم
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ایکہزار خطبات
کی بہترین ترجمانی وتشریح کی گئی ہے
اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی
واحد کتاب

: تصنیف :
ترجمان القرآن والسنۃ حضرت مولانا محمد صاحب محدث جوناگڈھی

: تصحیح وتقدیم :
مختار احمد ندوی

ناشر
الدار السلفیہ

۲۲۲۔ جے بی بی مارگ (بلاسس روڈ)
متصل مہاراشٹرا کالج بمبئی ۸ ۔۔۔۔۔۔ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

"خطباتِ محمدی" اسکے ایک خوبصورت جدید ایڈیشن کو شیدائیانِ سنّتِ محمدی کے سامنے پیش کرتے ہوئے دل بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز اور قلم حمد وثناء کے موتی بکھیر رہا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اُردو زبان کی اس مایۂ ناز، منفرد اور بے نظیر کتاب کی اشاعت کا ارمان دل میں کتنے دن سے مچل رہا تھا۔ سچ ہے ہر چیز کا وقت عند اللہ مقرر ہے اور سارے امور اللہ کی مرضی اور مشیت ہی کے تابع ہیں۔ بالآخر وہ ساعتِ سعید آج آہی گئی اور دو سال کی مسلسل جدّوجہد، وقت، مال اور علم وفن کی عظیم قربانی کے بعد کتاب کو پریس کے حوالے کرتے ہوئے دل جذبۂ شکر وسپاس سے لبریز ہے اور زبان ترانۂ حمد سے زمزمہ سنج۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست　　آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر پدید

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتمّ الصالحات

خطباتِ محمدی کی اہمیت: جمعہ کے خطبات پر دُنیا کی مختلف زبانوں میں بیشمار کتابیں موجود ہیں۔ اور ان میں اب بھی مسلسل اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ ان میں اچھے بُرے ہر طرح کے مجموعے پائے جاتے ہیں لیکن عام طور پر یہ خطبے علماء کے طبع زاد اور ان کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں ہمارے علم واطلاع کی حد تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ خطبات کی جمع وترتیب اور منابرِ جمعہ کے لئے ان کی تقدیم کا عظیم کام اب تک مولانا محمد صاحب جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی نے نہیں کیا ہے۔ اس لحاظ سے خطبات محمدی اپنے موضوع پر ایک منفرد اور مثالی کتاب ہے۔

حضرت مولانا مرحوم بذاتِ خود ایک سحر بیان خطیب تھے۔ خطابت کا ملکہ فطری طور پر

ان کے اندر قدرت نے بڑی فیاضی سے کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ فن خطابت سے اُنکی طبعی دل چسپی کا اثر تھا کہ "خطباتِ محمدی" کی جمع وترتیب کا خیال ان کے دل میں پیدا ہوا۔ ان کے زمانے میں ان جیسا مؤثر، جامع خطیب کوئی اور نہ تھا۔ وہ بجاطور پر "خطیب الہند" کہے جانے کے مستحق تھے۔ مولانا مرحوم کو سنّتِ نبویؐ سے عشق تھا۔ احادیث پر اُن کی بڑی گہری اور وسیع نظر تھی۔ "خطباتِ محمدی" میں انھوں نے سارے ذخیرۂ حدیث سے چُن چُن کر خطباتِ نبویؐ کے موتیوں کو جمع کر دیا ہے۔ "خطبات محمدی" کے اس پورے مجموعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایکہزار سے زائد خطبات موجود ہیں۔

خطباتِ محمدی کی علمی حیثیت : عام طور سے جمعہ کے خطبات پر جو مجموعے اُردو زبان میں پائے جاتے ہیں وہ عموماً بے حد سطحی، غیر معیاری اور غیر ثقہ ہیں۔ قصّے کہانیوں، نظم و اشعار سے بھرپور نہ حالاتِ زمانہ کا لحاظ، نہ دورِ حاضر کے مسائل پر ہدایات وتبصرہ۔ ان کو سن کر سامعین پر قبرستان جیسا غیر مانوس سناٹا طاری ہو جاتا ہے۔

لیکن "خطباتِ محمدی" کی زبان اتنی شیریں ہے کہ پڑھنے اور سُننے والے دونوں پر یکساں وجد طاری ہو جاتا ہے، لوگ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی سحر بیان خطیب اپنی شیریں بیانی کا جادو بکھیر رہا ہے اور خطبات کا لفظ لفظ دل میں اُترتا جاتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ کا کوئی ایسا موضوع باقی نہیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب نہ فرمایا ہو۔ "خطبات محمدیؐ" کے یہ تمام بکھرے موتی اس مجموعہ میں ایک دلکش ہار کی طرح مناسب ترتیب کے ساتھ پرو دیئے گئے ہیں۔

اس مجموعے میں آپ نہ موضوع احادیث پائیں گے نہ اسرائیلیات، نہ قصّے، نہ چٹکلے، بلکہ خطیب الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند ترین پاکیزہ، رُشد وہدایات سے بھرپور خطبات، صحیح احادیث اور معتبر و مُسلَّم دینی کُتُبِ تفسیر وحدیث سے ماخوذ تحقیق وتنقید کی کسوٹی پر کسے ہوئے، چھان پھٹک کر ایک ایک لفظ جانچ تول کر لکھے اور ترتیب دیئے گئے ہیں۔

الدّارُ السّلفیّہ کا علمی و تحقیقی اضافہ : ادارہ الدّارُ السّلفیّہ کے قیام کا اوّلین مقصد یہ ہے کہ علمائے سلف صالح کی علمی خدمات کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق

نئے قالب میں ڈھال کر جدید دُنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ابتک الحمدللہ ادارہ سے ایکسو نئے اُٹھ چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوکر پوری علمی دُنیا میں مقبول عام و خاص ہو چکی ہیں۔

خطبات محمدی کی طباعت کے لئے بہت سے مخلصین نے ادارہ کو مشورے دیئے اور بعض نے شدت سے مطالبہ کیا کہ خطباتِ محمدی جیسی عظیم و نادر کتاب اس کی حقدار ہے کہ ادارہ الدّارالسّلفیہ کے اعلیٰ طباعتی معیار کے مطابق زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر علمی دُنیا کے سامنے تحفۂ محمّدی کی حیثیت سے پیش ہو۔ یہ خطیب الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت و فدائیت کا اظہار ہوگا۔ اور آپؐ کے خطبات کے جامع و مترجم حضرت مولانا محمد صاحب جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مبارک کوشش کو خراج تحسین ہوگا۔

ادارہ نے اللہ کا نام لے کر اس کی طباعت کا فیصلہ کرلیا اور مولانا مرحوم کے جانشین اور ادارہ کے ممدر محترم مولانا محمد یعقوب بن مولانا محمد صاحب جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب جامع مسجد جوناگڑھ سے اس کتاب کا حقِ طباعت قانونی و تحریری طور پر باضابطہ فریقین کی رضامندی کے ساتھ حاصل کیا گیا۔ مولانا موصوف نے اپنی اور جملہ ورثاء کی طرف سے ادارہ کو اس کتاب کی طباعت واشاعت کے لئے قانونی اجازت نامہ تحریری طور عطا فرمایا، جس کے لئے ادارہ مولانا اور ان کے خاندان کا شکر گذار ہے۔

اس قانونی اجازت کے بعد ادارہ نے اس کتاب کی طباعت کا انتظام شروع کیا سب سے پہلے کتاب کو مزید آسان شکل میں چھاپنے کے لئے اس کی جملہ عربی عبارتوں کو کتاب کے پورے صفحات میں سے نکال کر ہر صفحہ کے داہنی جانب لکھا گیا جس کے بالمقابل نصف آخر پر اس کا ترجمہ ہے۔ اس طرح آیات واحادیث کا عربی متن واضح اور نمایاں ہوگیا ہے جس سے کتاب مزید خوبصورت ہوگئی ہے۔

ساتھ ہی پانچوں جلدوں کی فہرست کتاب کے شروع میں مکمل طور پر چھاپ دی گئی ہے تاکہ ناظرین پوری کتاب کے مضامین کو بیک وقت دیکھ سکیں۔ کتاب کا سائز پہلے $\frac{23 \times 36}{8}$ تھا۔ جو ایسی مفید اور کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب کے لئے مناسب نہ تھا۔ اِس لئے اسکی دوبارہ ازسرِنو کتابت $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز پر کرائی گئی جس سے کتاب کا حُسن دوبالا ہوگیا ہے۔

کتاب کی تصحیح وطباعت پر ادارہ نے اپنی بھرپور فنی ومالی قوتوں کو صرف کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

ادارہ کو فخر ہے کہ پہلی بار یہ کتاب اس اعلیٰ معیار کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہوکر شیدائیانِ سنّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔ اُمّید ہے کہ ادارہ کی یہ عظیم دینی خدمت دینی طبقوں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک علمی ودینی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کے مؤلف وناشر وناظرین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

مُختار احمد ندوی

الدارُ السلفیہ

جنوری ۱۹۹۰ء

خطیب الہند

حضرت مولانا محمد صاحب محدث جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

خطباتِ محمدی کے مؤلف حضرت مولانا محمد صاحب جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہندستان کے ان یادگارِ زمانہ علماءِ حدیث میں ہوتا ہے جو اپنے علمی کمالات، دینی وجاہت، عملی کردار، حسنِ صورت وسیرت اور مجاہدانہ کارناموں سے زمانہ پر چھا گئے۔

مولانا ۱۸۹۰ء میں اپنے آبائی وطن جوناگڈھ ضلع کاٹھیاواڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ابراہیم تھا۔ آپ کا تعلق میمن قوم سے تھا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے وطن مالوف ہی میں حاصل کی۔ مقامی اساتذہ میں مولانا عبداللہ صاحب جوناگڈھی کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

دہلی میں قیام و تعلیم و فراغت:۔ اس وقت دہلی ہندستان کا مادرِ علم تھا۔ ملک و بیرونِ ملک کے تشنگانِ علم یہاں آکر علمی پیاس بجھاتے تھے۔ دہلی کی ہر مسجد ایک بڑی علمی درسگاہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ آپ نے بھی ۱۹۱۲ء میں دہلی کا رخ کیا۔ مدرسہ امینیہ دہلی کا مشہور و مرکزی مدرسہ تھا۔ آپ نے اپنا علمی سامان سفر سب سے پہلے یہیں کھولا لیکن جذبۂ عمل بالحدیث اور تقلیدی قیود وحدود سے طبعاً آزاد تھے اس لئے مدرسہ کی فضا راس نہ آسکی اور جلد ہی اس کو خیرباد کہہ کر عاملین بالحدیث کے مشہور دینی و علمی مرکز صدر بازار میں مولانا عبدالوہاب صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے دارالکتاب والسنۃ میں داخل ہو گئے یہاں باقاعدہ درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ اس وقت دہلی میں مولانا عبدالرحیم صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسند علم پھاٹک حبش خان دہلی میں لگی ہوئی تھی جو حضرت میاں صاحب نذیر حسین محدث رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ عاملینِ بالحدیث کا مرکز تھا۔ آپ نے اس علمی مرکز سے بھرپور استفادہ کیا اور حدیث کی پوری تعلیم یہیں حاصل کی۔ علومِ عقلیہ کی تعلیم دہلی کے مشہور

اساتذہ مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی اور مولانا محمد ایوب صاحب پراچہ سے حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے دہلی میں مسجدِ اہلِ حدیث اجمیری گیٹ کو اپنا مستقر بنایا اور وہاں مدرسۂ محمدیہ کی باقاعدہ بنیاد ڈالی اور مدرسہ کو شائقینِ علومِ نبویہ کا مرکز بنا دیا۔ مدرسہ میں آپ باقاعدہ درس و تدریس کے منصب پر فائز تھے۔

بے مثال تصنیفی خدمات: قدرت نے آپ کو درس و تدریس و خطابت کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بڑا پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا، آپ نے اپنے قلم سے شرک و بدعات کے استیصال کے لئے تلوار کا کام لیا اور ہندستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے شرکیہ مراسم اور تقلیدی جمود کو پاش پاش کر ڈالا۔ حق کے اس جواں مرد سپاہی نے توحید و سنّت کے ہر محاذ سے دینِ حق کی حمایت کی اور شرک و بدعات کے تمام قلعوں پر زبان و قلم کے گولے برسائے۔ آپ کے قلم حق رقم سے جو شاہکار علمی اور تحقیقی رسائل اور اعلیٰ کتابیں مرتب ہو کر شائع ہوئیں وہ اُردو زبان میں دینی علوم کا بڑا قابل فخر سرمایہ ہیں جس کے بارِ احسان سے اُردو دُنیا کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

آپ کے چھوٹے بڑے رسائل اور کتابوں کی تعداد سَو سے متجاوز ہے لیکن آپ کی ان علمی یادگاروں میں تین شہ پارے ایسے ہیں جن پر پوری ملّتِ اسلامیۂ ہند کو بجا طور پر ہمیشہ ناز رہے گا اور یہ کتابیں تاریخ کے ہر دَور میں اپنے لائق مؤلّف کے نام کو زندہ و روشن رکھیں گی۔

اوّل:۔ مؤلّف کی سب سے معتبر و جامع تفسیر ابن کثیر، جو مشہور محدّث و مؤرّخ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی مایۂ ناز سلفی تفسیر ہے۔ مولانا مرحوم نے اس ضخیم تفسیر کو من و عن اُردو زبان میں منتقل کر کے اس عظیم تفسیر سے اُردو دُنیا کو استفادہ کا موقع دیا۔ جو آج تک ہند۔ و۔ پاک میں بار بار چھپ کر عام و خاص میں مقبول ہو چکی ہے۔

دوم:۔ علّامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "اعلام الموقعین"، جو دین محمّدی کے سمجھنے اور دینِ حق کی معرفت کے لئے ایک جامع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے "دینِ محمّدی"، کے نام سے اس کا بھی اُردو میں ترجمہ کر کے اُمّت پر احسانِ عظیم کیا ہے جسے بلاشُبہ رہتی دُنیا تک ہمیشہ علمی و مذہبی حلقوں میں یاد کیا جاتا رہے گا۔

سوم :- ہماری یہ زیرِ مطالعہ آپ کی محبوب کتاب "خطباتِ محمدی" جو اس خلوص اور محنت کے ساتھ لکھی اور شائع کی گئی کہ اس سے ہزاروں مساجد کے منبر گونج اُٹھے، اور لاکھوں گھرانے ترانۂ محمدی سے گونج اٹھے۔ اس کتاب کا درس مساجد و دینی مجالس میں آج تک مسلسل اور باقاعدہ دیا جا رہا ہے۔

اخبار محمدی :- ان تصنیفی خدمات کے علاوہ آپ نے اپنے "اخبار محمدی" کے ذریعہ ملک میں توحید و سنّت کی آواز بلند کی۔ اخبار محمدی مدّتوں ہندستان کے مطلع صحافت پر توحید و سنّت کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکتا رہا۔ جس کی ضیاء پاش کرنوں سے پورا مُلک روشن ہوا۔

عدیم المثال خطیب :- خطیب الہند حضرت مولانا محمد صاحب محدّث رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خطابت کا ایسا ملکہ اور قدرت عطا فرمائی تھی کہ وہ ہر موضوع پر نہایت جامع اور مدلّل و مؤثّر خطاب فرماتے تھے۔ آپ کی آواز میں ایسی کشش اور تاثیر تھی کہ خطبۂ مسنونہ شروع کرتے ہی سامعین پر رقّت طاری ہو جاتی تھی۔ اور بعض بے اختیار ہو کر زار و قطار آنسو بہانے لگتے تھے اور خطبہ سے متأثر ہو کر کتنے علانیہ تائب ہوتے تھے۔ آپ کے مواعظ اور توحیدی خطاب نے ہندستان میں تقلید اور شرک و بدعت کی بساط اُلٹ ڈالی اور بلا مبالغہ لاکھوں آدمی شرک و بدعات سے تائب ہو کر سچے موحّد اور متّبع سنّت بن گئے۔

آپ کا چہرہ نورانی اور شکل و صورت ایسی موہنی اور پسندیدہ تھی کہ جس کی نظر پڑی آپ کا معتقد اور گرویدہ ہو جاتا، اس پر آپ کا عمل بالحدیث اور اتباعِ سنّت کا جذبہ سونے پر سہاگے کا کام دیتا۔

اِسی حق گوئی کا نتیجہ تھا کہ اہلِ تقلید نے آپ کی مایۂ ناز کتاب "درۂ محمدی" کے خلاف کِھسیا کر کلکتہ ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا اور عرصۂ دراز تک آپ کو اس سلسلہ میں پریشان ہونا پڑا۔ لیکن استقامت کے اس پہاڑ نے ہمیشہ صبر و استقلال سے ہی ان کا مقابلہ کیا۔

وفات :- آپ اپنی عمر کے پچاس سال پورے کر کے یکم صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء اپنے آبائی وطن جوناگڈھ میں اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)۔ آپ کی وفات پر ہمارے دوست مولانا ابوالمعارف شاد اعظمی مئوی نے حسب ذیل تاریخ لکھی:

آہ حضرت العلامہ مولانا محمد جوناگڈھی
نیز ―――――――――――――――
۱۴ عیسوی ۱۹

لقد مات فی الوطن المبارك وفقه ۔ سمی رسول اللّٰہ شیخ محمد

فقال بقلب الحزن شاد مؤرخا ۔ تخلی الی اللّٰہ الجمیل محمد

علامہ مرحوم کی وفات پر نصف صدی کے قریب کا طویل عرصہ گذر رہا ہے لیکن اُن کے علمی برکات اور صدائے حق کی گونج پورے ہند۔و۔پاک میں سُنائی دے رہی ہے۔ اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہٗ وعافہٖ واعف عنہٗ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ.

اٰمین ط

دُعاگو

مختار احمد ندوی

جنوری ۱۹۹۰ء

فہرست خطبات محمدیّہ مع تعداد و مضامین خطبہ

حجۃ الوداع کے خطبے

مرض الموت کے خطبے

فہرست مضامین خطباتِ محمدّی

تمّت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ
(آل عمران - ۱۳۸)

خطبات نبوی کا مستند ترین مجموعہ

مُسمّٰی بہ

خطبات محمّدی

جلد اوّل

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو تراسی ۱۸۳ خطبات، پینسٹھ ۶۵ صحابہ کرام کی روایات اور حدیث کی پچاس مستند کتابوں کے حوالوں سے نقل کر کے عربی متن اور سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔

مؤلفہ

خطیب الہند مولانا محمّد صاحب محدّث جوناگڈھی رحمہ اللہ

ناشر

الدار السلفیہ

۲۴۲ جے بی بی مارگ (بلاسس روڈ) متصل مہاراشٹر اکالج بمبئی ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

پہلے جمعہ کا پہلا خطبہ جس میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دس خطبے ہیں

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ٥ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ٥ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ٥ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ٥ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ٥ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥.

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ٥ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ٥ وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ٥ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ٥ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ٥ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ٥ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ٥ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ٥ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ٥ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ٥ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ٥ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ٥

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ یہی خطبہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اپنے ہر وعظ و خطبے کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: "تمام تعریفیں اکیلے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو سزاوار ہیں۔ ہم ہمیشہ اسی کی تعریفیں بیان کرتے رہتے ہیں اور اپنے ہر کام میں اسی کی مدد کے محتاج ہیں۔ ہم رب العالمین سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی کی پاک ذات پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے اعمال کی برائیوں سے بھی ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں یقین مانو کہ جسے باری عزّ وجلّ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ خود ہی اپنے در سے دھتکار دے اس کی رہبری کوئی نہیں کرسکتا۔ ہماری تہہ دل سے گواہی ہے کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک اور ساجھی اور ساتھی نہیں۔ اسی طرح ہم تہہ دل سے اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور اس کے آخری رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد یقین مانو کہ تمام باتوں سے بہتر بات اللہ عزّ وجلّ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں اور راستوں میں سب سے بہتر طریقہ اور راستہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں جو دین خدا میں اپنی طرف سے نئے نکالے جائیں۔ یاد رکھو دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لیجانیوالی ہے۔

ع یہ خطبہ مختلف الفاظ سے کم و بیش زیادت و نقصان کے ساتھ ابوداؤد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد وغیرہ میں موجود ہے۔ ہم نے سب الفاظ جمع کردیئے ہیں۔ ۱۲۔ محمد

میرے بھائیو! اس وقت آپ کے سامنے سورۂ قٓ کی جن چند آیتوں کی میں نے تلاوت کی ہے یہی وہ سورت ہے کہ جسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اپنے جمعہ کے ہر خطبہ میں پڑھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صحیح مسلم میں ہے "حضرت اُمّ ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر خطبۂ جمعہ میں اسے پڑھتے ہوئے سُنتے سُنتے حفظ کر لیا"۔ اِن آیتوں میں جناب باری عزّوجلّ نے دوزخ و جنّت کا نقشہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے عذاب ہولناک اور اُس کی نعمتیں بے حد و بیشمار۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے عذابوں سے محفوظ رکھے اور دونوں جہان کی نعمتیں عطا فرمائے۔

(۲) مسلمان بھائیو! آؤ! آج میں تمہیں اپنے اور تمہارے اور ساری دُنیا کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سناؤں:

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِتَّقُوْا ھٰذَا الشِّرْکَ، فَاِنَّہٗ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ، فَقَالَ لَہٗ مَنْ شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَکَیْفَ نَتَّقِیْہِ وَھُوَ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ قَالَ قُوْلُوْا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔

یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے خطبہ بیان کرتے ہوئے ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اس شرک سے بچو۔ اس کی چال تو چیونٹی کی چال سے بھی ہلکی اور پوشیدہ تر ہے یہ سن کر کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر چال والا ہے تو ہم کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سُنو! مقدور بھر بچتے رہو اور ساتھ ہی یہ دُعا بھی کرتے رہو کہ الٰہی ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ ہم تیرے ساتھ کسی کو شریک کریں اور جانتے بھی ہوں اور تیری بخشش طلب کرتے ہیں اُس شرک سے بھی جو ہم سے ہماری لاعلمی میں ہی ہو گیا ہو۔

یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بیان فرماتے ہیں جبکہ آپ نے خود اپنے خطبہ میں بھی بیان فرمایا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن حزن رضؓ اور حضرت قیس بن مضارب رضؓ نے اُن سے کہا یہ جو آپ نے اس وقت اپنے خطبہ میں بیان کیا ہے اس کی دلیل دیجئے ورنہ ہم خلیفۃ الرسولؐ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں آپ کی شکایت پیش کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو مجھ سے دلیل لو۔ یہ کہہ کر آپ نے فرمایا کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خطبہ میں میں نے یہ سُنا ہے۔ یہ حدیث مسند احمد اور طبرانی میں موجود ہے ابو یعلیٰ میں یہ بھی ہے کہ اِس دُعا کو ہر دن تین بار پڑھنی چاہیئے۔

(۳) شرک کی بُرائی میں مَیں آپ کو رسول خدا محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور خطبہ بھی سُناؤں:

(یہ خطبہ تفسیر ابنِ کثیر جلد اوّل میں موجود ہے) ۔اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ماں زاد بھائی حضرت طفیل بن سخبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خطبے کے لئے کھڑے ہوئے ۔جناب باری تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی خوب حمد وثنا بیان کرکے پھر فرمایا:

اِنَّ طُفَیلًا رَأیٰ رُؤْیًا اَخْبَرَ بِهَا مَنْ اَخْبَرَ مِنْكُمْ وَاِنَّكُمْ قُلْتُمْ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِيْ كَذَا وَكَذَا اَنْ اَنْهَاكُمْ عَنْهَا فَلَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ ۔

"یعنی اے لوگو! طفیل نے ایک خواب دیکھا جسے تم میں سے بعض سے اُس نے بیان بھی کیا ہے ۔تم ایک کلمہ زبان سے نکالا کرتے ہو میں نے ارادہ بھی کیا تھا کہ تمہیں اس سے روک دوں لیکن بعض وجوہ سے میں آج تک بیان نہ کرسکا۔اب میں تمہیں تاکیداً منع کرتا ہوں کہ خبردار ہرگز ہرگز یوں نہ کہنا کہ "جو خدا اور رسول چاہے" بلکہ یوں کہا کرو کہ "جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے"۔"

مسلمان بھائیو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں ۔یاد رکھو کبھی یہ نہ کہنا کہ جو خدا اور رسولؐ چاہے۔کسی مخلوق کی چاہت خدا کی چاہت کے سامنے کوئی چیز نہیں ۔کیا آپ کے کانوں میں قرآن کریم کی یہ آیت نہیں پڑی: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ "یعنی تمہاری چاہتیں اور تمہاری منشاء کچھ کام نہیں آتی ۔وہی ہوتا ہے جو اللہ رب العالمین کا چاہا ہوا ہو"۔ اسی تفسیر ابن کثیر میں حدیث ہے کہ ایک شخص نے رسولِ خدا آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کہیں کہہ دیا کہ "مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ" "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں" یہ سُنتے ہی حضورؐ سخت غضبناک ہوگئے اور فرمانے لگے: اَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا قُلْ مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ "یعنی کیا تو مجھے اللہ کا شریک ٹھہرا رہا ہے؟ یوں نہ کہہ بلکہ یوں کہہ کہ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے"۔ افسوس آج کل کے بعض مسلمانوں کی زبان پر یہ الفاظ چڑھے ہوئے ہیں۔ اُنھیں چاہیئے کہ اِن شرکیہ الفاظ سے توبہ کرلیں اور انھیں چھوڑ دیں۔

ہاں میں یہ بھی بیان کردوں کہ جس خواب کی طرف حضور علیہ السلام نے اپنے اس خطبہ میں اشارہ فرمایا ہے وہ کیا تھا؟ اسی تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت طفیلؓ فرماتے ہیں: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ چند یہودی بیٹھے ہوئے ہیں مَیں اُن کے پاس گیا اور میں نے اُن سے کہا تم ہو تو بڑے اچھے لوگ لیکن افسوس تم میں یہ بڑی خرابی ہے کہ تم حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو۔تو انھوں نے کہا کہ تم بھی تو بھلے آدمی ہو لیکن ایک کھوٹ تم میں بھی ہے کہ تم کہتے ہو کہ جو اللہ چاہے اور محمدؐ چاہیں (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اب میں آگے چلا تو میں نے نصرانیوں کی ایک جماعت بیٹھی دیکھی ۔میں نے اُن سے بھی یہی کہا کہ تم اچھے لوگ ہو لیکن تم میں یہ بُرائی بہت بڑی ہے کہ تم حضرت مسیحؑ کو

خدا کا بیٹا بتلاتے ہو۔ انھوں نے کہا تم بھی بہت اچھے لوگ ہو لیکن تم میں خرابی یہ ہے کہ تم کہا کرتے ہو" جو کچھ خدا رسول چاہے"۳۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنا یہ خواب بعض صحابہ سے ذکر کیا۔ پھر جب دربارِ محمدی میں پہونچا تو آپ سے بھی اپنا یہ خواب بیان کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا کسی اور سے بھی تم نے اپنا یہ خواب بیان کیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس پر آپ نے اپنے خطبہ میں یہ فرمایا۔

(۴) برادران! آؤ میں آپ کو وہ خطبہ سناؤں جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سُنایا۔ طبرانی میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے اپنے اس خطبہ میں فرمایا:

لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا وَلَهٗ خَلِيْلٌ مِّنْ اُمَّتِهٖ وَاِنَّ خَلِيْلِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ وَاِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا، اَلَا وَاِنَّ الْاُمَمَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ وَاِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذَالِكَ۔ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاُغْمِيَ عَلَيْهِ هُنَيْئَةً۔ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهَ، اَللّٰهَ فِيْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَشْبِعُوْا بُطُوْنَهُمْ وَاكْسُوْا ظُهُوْرَهُمْ وَاَلِيْنُوا الْقَوْلَ لَهُمْ۔

یعنی ہر نبی کے لئے اُس کی اُمّت میں سے کوئی نہ کوئی ولی دوست ضرور ہوتا ہے میرے ایسے ولی دوست حضرت ابوبکر بن ابو قحافہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یاد رکھو تمہارے نبی کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنالیا ہے۔ سُنو اور اچھی طرح سُن رکھو کہ تم سے پہلے کی اُمّتوں نے اپنے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیں (یعنی اُنکی قبروں پر اور اُنکی قبروں کے پاس وہ کام کرنے لگے جو مسجدوں میں خدا کے سامنے کرنے چاہئیں مثلاً سجدہ رکوع ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے ہونا دعائیں کرنا وغیرہ) خبردار میں تمہیں اس سے روکتا ہوں اور یہ تمام کام تم پر حرام کر رہا ہوں۔ اے میرے اُمّتیو! اللہ کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہو کہ میں نے تمہیں اپنے رب العالمین کے پیغامات پہونچا دیئے؟ (ہم نے کہا ہاں) تین مرتبہ آپ نے ہم سے یہ اقرار لیکر پھر تین مرتبہ خدا کو اس پر گواہ کیا کہ الٰہی تو گواہ رہ۔ اس کے بعد دیر تک آپ پر بے ہوشی طاری رہی پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا دیکھو میں تمہیں تمہارے غلاموں اور ماتحتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں۔ سُنو! انھیں پیٹ بھر کھانے کو دیتے رہو، اُن کو کپڑے پہناتے رہو اور اُن سے نرمی سے پیش آیا کرو۔"

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ پر لاکھوں درود و سلام نازل فرمائے۔ آخر وقت تک کھٹکا ہے کہ کہیں اگلی اُمّتوں کی طرح میری اُمّت بھی قبر پرستی میں نہ لگ جائے۔ اس لئے باوجود بیماری کے، باوجود طاقت نہ ہونے کے انھیں سمجھا رہے ہیں اور قبر پرستی سے منع فرما رہے ہیں لیکن افسوس اُمّت نے آپ کی اس آخری وصیت پر بھی عمل نہ کیا بلکہ اس کا خلاف کیا اور کھلے بندوں گور پرستی شروع کردی۔ بھائیو! اس سے بچو! سجدوں کے لائق ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

میرے خیال میں یہاں پر "جو محمد چاہے" چھوٹ گیا۔

مُرادیں اور حاجتیں اُسی سے مانگو۔ دیکھو قرآن پاک کا فرمان ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ "یعنی اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو وہ بھی مثل تمہارے خدا کے غلام ہی ہیں"۔ فرماتا ہے: یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "زمین آسمان کی ساری مخلوق اُسی کے در کی سوالی ہے"۔ پس اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مسلمانو! اپنا کلمہ پھر سے پڑھ لو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اطاعت کے قابل نہیں"۔

چونکہ سارے دین کا خلاصہ صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اور مخلوق خدا کے حقوق ادا کئے جائیں اور حضورؐ کا یہ آخری وقت ہے اس لئے مختصر لفظوں میں پورے دین کو بیان فرما دیا کہ حقّ اللہ ادا کرو یعنی اس کیساتھ کسی نبی ولی پیر شہید فقیر کو شریک نہ کرو حق مخلوق ادا کرو یہانتک کہ جو تمہارے ماتحت ہیں انکا بھی پورا خیال رکھو۔

(۵) آؤ! میں تمہیں سرور رسولاں شفیع مذنباں صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور خطبہ سناؤں۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے کھڑے ہو کر ہمیں ایک مرتبہ خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا:

عُدِلَتْ شَھَادَۃُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاکِ بِاللّٰہِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ ثُمَّ قَرَأَ: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ۔

یعنی لوگو! جھوٹی شہادت و گواہی دینا خدا کے ساتھ شرک کرنے کے برابر کر دیا گیا ہے۔ یہی بات آپ نے تین دفعہ بیان فرمائی۔ پھر بطور پختگی کے آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ لوگو! تم گندگی سے یعنی بتوں سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی کنارہ کش رہو۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جھکے رہو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ پوری آیت اس کے بعد یہ ہے: وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ ۝ خدا کے ساتھ شریک کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے پھر پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اُسے کسی دور دراز جگہ جا پٹکے۔

الغرض شرک بہت بُری بلا ہے۔ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے لیکن شرک ناقابل بخشش گناہ ہے۔ مشرک پر جنت حرام ہے۔ جہنم اس کا ابدی مقام ہے۔ الٰہی ہمیں شرک و کفر سے بچا۔ جب کوئی شخص توحید پر قائم ہو جائے تو اُس کے لئے لازوال بہاریں ہیں۔

(۶) چنانچہ رسول کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم میدان قدید کے خطبہ میں بعد از حمد و ثنا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اَشْھَدُ عِنْدَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُ عَبْدٌ یَّشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ

ثُمَّ یُسَدِّدُ اِلَّا سَلَكَ فِی الْجَنَّةِ (رواہ احمد) "یعنی میں خدا کو حاضر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کی اور میرے رسول اللہ ہونے کی سچے دل سے گواہی دے اور اس پر مضبوط رہ کر ٹھیک ٹھاک رہے درنگی پر جم جائے اور اسی حالت میں اُسے موت آئے تو وہ قطعاً جنّت میں جائے گا۔"

(۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے خطبۂ وداع میں ایّامِ تشریق کے درمیانی دن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَّ اِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ۔ اَلَا لَافَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَّلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَّلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقَاكُمْ۔ اَلَاهَلْ بَلَّغْتُ۔ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللهِ۔ قَالَ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِیْثَ فِیْ تَحْرِیْمِ الدِّمَآءِ وَالْاَمْوَالِ وَالْاَعْرَاضِ۔ رواہ البیہقی (ترغیب وترہیب)

"یعنی اے لوگو! تمہارا رب یکتا اکیلا اور ایک ہی ہے۔ لوگو تم سب ایک باپ کے بیٹے ہو سُنو کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی بزرگی ہے۔ نہ سُرخ، سیاہ سے افضل ہے نہ سیاہ سُرخ پر کوئی فوقیت رکھتا ہے۔ ساری بزرگی کا مدار تقویٰ پر اور اللہ کے ڈر پر ہے سُنو! قرآن فرماتا ہے: تم سب سے زیادہ بزرگی والا خدا کے نزدیک وہ ہے جس کے دل میں اس کا لحاظ اور تقویٰ سب سے زیادہ ہو۔ خدا کے بندو مجھے جواب دو کہ میں نے احکام خدا کی تبلیغ تم میں کر دی؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ بیشک آپ نے فرمانِ خدا پوری امانت داری کے ساتھ ہمیں پہونچا دیئے۔ تو آپ نے فرمایا اب تم میں سے جو موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ جو موجود نہیں اُنھیں بھی میری یہ حدیثیں پہونچا دیں۔ پھر آپ نے بیان فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں خون مال عزت سب حرام ہیں۔ نہ مسلمان کا ہاتھ مسلمان پر اُٹھنا چاہیئے، نہ اُس کا مال مارنا چاہیئے اور نہ اُس کی آبرو ریزی کرنی چاہیئے۔"

مسلمانو! اپنے نبی علیہ السلام کے اس آخری خطبے پر دوبارہ نظریں ڈال جاؤ اور توحید خداوندی پر اور آپس کی رحمدلی پر متفق ہو جاؤ۔ جناب باری ہمیں تمہیں توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

(۸) صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضورؐ مع صحابہؓ میدانِ حُدیبیہ میں تھے وہاں رات کو بارش ہوئی۔ صبح کو آپ نے لوگوں کو نماز فجر پڑھائی۔ فارغ ہو کر اُن کی طرف مُنھ کر کے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ۔ قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ

"یعنی تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کو علم ہے۔ آپ نے فرمایا:

عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ رَحْمَتِہٖ فَذَالِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ۔ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا اَوْ کَذَا فَذَالِکَ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ۔

جناب باری عزّ وجلّ نے ارشاد فرمایا کہ اس بارش کے برسنے نے میرے بہت سے بندوں کو ایماندار بنا دیا اور بہت سے میرے بندوں کو کافر بھی بنا دیا۔ جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم پر یہ بارش محض خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوئی تو یہ میرے ساتھ ایمان رکھنے والے اور ستاروں سے کفر کرنے والے ہوگئے۔ اور جن کی زبانوں سے یہ نکلا کہ فلاں فلاں نچھتر کی وجہ سے فلاں فلاں ستارے کے فلاں برج میں آنے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی، وہ میرے ساتھ کافر ہوگئے اور ستاروں پر ایمان لائے۔"

پس اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھو۔ جس طرح قرآن پاک نے فرمایا ہے: مَا بِکُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰہِ۔ "تمہارے پاس جو نعمتیں ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف سے ہی ہیں۔" دُنیا کا کوئی بڑے سے بڑا کسی نعمت کے دینے پر قادر نہیں۔ سب نفع نقصان پروردگار عالم کے ہاتھ میں ہی ہے۔ یہانتک کہ قرآن کریم اپنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اپنی اُمت کے کان کھول دو۔ انھیں کہہ سناؤ کہ: لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ "میں تمہارے کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا،" بلکہ فرمایا اے نبیؐ یہ بھی اعلان کردو: لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا۔ "مجھے اپنی جان کے بھی کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں،" بلکہ یہ سب کچھ اختیار جناب باری کے ہاتھ ہے۔ فرماتا ہے: بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ۔ "ہر چیز کی بادشاہت اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔" فرمان ہے: تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ "بابرکت ہے وہ خدا جس کے ہاتھ میں سارا ملک ہے جو ہر چیز کا مالک ہے اور ہر کام پر قادر ہے۔" فَسُبْحَانَہٗ مَا اَعْظَمَ شَاْنُہٗ، آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ شرک تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔

(۹) حجۃ الوداع کے خطبہ میں شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ الْمُصَلُّوْنَ۔ وَمَنْ یُّقِیْمُ الصَّلٰوتِ الْخَمْسَ الَّتِیْ کَتَبَھُنَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَیَصُوْمُ رَمَضَانَ وَیَحْتَسِبُ صَوْمَہٗ وَ یُؤْتِی الزَّکٰوۃَ مُحْتَسِبًا طَیِّبَةً بِھَا نَفْسُہٗ وَیَجْتَنِبُ الْکَبَائِرَ الَّتِیْ نَھَی اللّٰہُ

یعنی خدا دوست وہ لوگ ہیں جو نمازوں کے پورے پابند ہیں جو لوگ پانچوں فرض نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے رہیں اور نیک نیتی سے طلب ثواب کے لئے رمضان المبارک کے فرض روزے رکھیں اور زکوٰۃ بھی خوش نفسی سے اجر طلبی کے لئے ادا کرتے رہیں اور جن کبیرہ گناہوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے روک دیا ہے اُن سے باز رہیں۔

عَنْهَا۔ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَمِ الْكَبَائِرُ۔ قَالَ تِسْعٌ۔ اَعْظَمُهُنَّ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَالسِّحْرُ وَ اَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَ اَكْلُ الرِّبٰو، وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا۔ لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ هٰؤُلَاءِ الْكَبَائِرَ وَ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ اِلَّا رَافَقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بُحْبُوْحَةِ جَنَّةٍ اَبْوَابُهَا مَصَارِيْعُ الذَّهَبِ۔

تو وہ میری رفاقت میں میرے پڑوس میں اعلیٰ درجہ کی جنت میں داخل ہوں گے جس کے کواڑ بھی سونے کے ہوں گے۔ یہ سُنکر ایک صحابیؓ نے سوال کیا کہ اے خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو فرمائیے کہ وہ کبیرہ گناہ کیا کیا ہیں؟ کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا "وہ نو ہیں جن میں سب سے بڑا تو اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اور کسی ایمان والے کو ناحق قتل کر دینا اور میدان جہاد سے بھاگ کھڑا ہونا۔ اور نیک پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا اور جادو کرنا، اور یتیم کا مال کھا جانا، اور سود خواری کرنا، اور مسلمان ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اور بیت اللہ شریف کی حرمت وعزت نہ کرنا جو تمہارا قبلہ ہے زندگی میں بھی اور بعد از موت بھی۔ سُنو! جو شخص اِن بدکاریوں سے، ان کبیرہ گناہوں سے بچے، نماز زکوٰۃ کا پابند ہو وہ جنت میں بھی میرا ساتھی ہوگا"۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن)

(۱۰) مسلمان بھائیو! آؤ میں تمہیں اپنے اس خطبہ کو ختم کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان بھی سُنا دوں جسے حضورؐ عموماً اپنے ہر خطبہ میں صحابہؓ کو سُنایا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔ "یعنی حضور علیہ السلام اپنے ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے: لوگو! اُس کا ایمان نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس کا دین نہیں جو وعدوں کو پورا نہ کرتا ہو"۔

پس ایماندار پر ضروری ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرے اور قول قرار پورا کرتا رہے۔ اس کا خلاف کرنا دراصل نفاق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا۔ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (رواہ البخاری ومسلم)" یعنی چار بدعادتیں جس میں ہوں وہ اللہ کے نزدیک منافق ہے۔ اور ان چاروں سے جس میں ایک ہو اس میں ایک علامت نفاق ہے، جب تک کہ اس سے باز نہ آئے اوّل تو امانت میں خیانت، دوسرے بات میں جھوٹ، تیسرے قول قرار کی عدم پابندی، چوتھے لڑائی جھگڑے کے وقت گالیاں بکنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام بدعادتوں سے محفوظ رکھے۔ اَقُولُ قَوْلِی ھٰذَا اَسْتَغْفِرُاللہَ لِی وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلے جمعہ کا دوسرا خطبہ جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے منقول ہیں

(۱) اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ ۝ مَنْ یَّھْدِہِ اللہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۝ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۝ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ عہ

(۲) فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللہِ ۝ وَاَوْثَقُ الْعُرٰی کَلِمَۃُ التَّقْوٰی ۝ وَخَیْرُ الْمِلَلِ مِلَّۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَخَیْرُ السُّنَنِ سُنَّۃُ مُحَمَّدٍ ۝ وَاَشْرَفُ الْحَدِیْثِ ذِکْرُ اللہِ ۝ وَاَحْسَنُ الْقَصَصِ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ ۝ وَخَیْرُ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُھَا ۝ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ۝ وَاَحْسَنُ الْھَدْیِ ھَدْیُ الْاَنْبِیَآءِ ۝ وَاَشْرَفُ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّھَدَآءِ ۝ وَاَعْمَی الْعَمٰی الضَّلَالَۃُ بَعْدَ الْھُدٰی ۝ وَخَیْرُ الْاَعْمَالِ مَا نَفَعَ ۝ وَخَیْرُ الْھُدٰی مَا اتُّبِعَ ۝ وَشَرُّ الْعَمٰی عَمَی الْقَلْبِ ۝ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی ۝ وَمَا قَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ مِّمَّا کَثُرَ وَاَلْھٰی ۝ وَشَرُّ الْمَعْذِرَۃِ حِیْنَ یَحْضُرُ الْمَوْتُ ۝ وَشَرُّ النَّدَامَۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا یَاْتِی الْجُمُعَۃَ اِلَّا دُبُرًا ۝ وَمِنْھُمْ مَّنْ لَّا یَذْکُرُ اللہَ اِلَّا ھُجْرًا ۝ وَمِنْ اَعْظَمِ الْخَطَایَا اللِّسَانُ الْکَذَّابُ ۝ وَخَیْرُ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ ۝ وَخَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی ۝ وَرَاْسُ الْحِکْمِ مَخَافَۃُ اللہِ عَزَّوَجَلَّ ۝ وَخَیْرُ مَا وَقَرَ فِی الْقُلُوْبِ الْیَقِیْنُ ۝ وَالْاِرْتِیَابُ مِنَ الْکُفْرِ ۝ وَالنِّیَاحَۃُ مِنْ عَمَلِ الْجَاھِلِیَّۃِ ۝ وَالْغُلُوْلُ مِنْ حَرِّ جَھَنَّمَ ۝ وَالسُّکْرُ کَیٌّ مِّنَ النَّارِ ۝ وَالشِّعْرُ مِنْ اِبْلِیْسَ ۝ وَالْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ ۝ وَشَرُّ الْمَاْکَلِ مَالُ الْیَتِیْمِ ۝ وَالسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ ۝ وَالشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ ۝ وَاِنَّمَا یَصِیْرُ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَوْضِعِ اَرْبَعَۃِ اَذْرُعٍ ۝ وَالْاَمْرُ اِلَی الْاٰخِرَۃِ ۝ وَمِلَاکُ الْعَمَلِ خَوَاتِمُہٗ ۝ وَشَرُّ الرُّؤْیَا رُؤْیَا الْکَذِبِ ۝ وَکُلُّ مَا ھُوَ اٰتٍ قَرِیْبٌ ۝ وَسِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ ۝ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ ۝ وَاَکْلُ لَحْمِہٖ مِنْ مَّعْصِیَۃِ اللہِ ۝ وَحُرْمَۃُ مَالِہٖ کَحُرْمَۃِ دَمِہٖ ۝ وَمَنْ یَّتَاَلَّ عَلَی اللہِ یُکَذِّبْہُ ۝ وَمَنْ یَّغْفِرْ یُغْفَرْ لَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْفُ یَعْفُ اللہُ عَنْہُ ۝ وَمَنْ یَّکْظِمِ الْغَیْظَ یَاْجُرْہُ اللہُ ۝ وَمَنْ یَّصْبِرْ عَلَی الرَّزِیَّۃِ یُعَوِّضْہُ اللہُ ۝ وَمَنْ یَّتَّبِعِ

عہ یہ خطبہ مسلم شریف کی ایک مطول حدیث میں مروی ہے۔ ۱۲ منہ

السُّمْعَةَ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهٖ ۝ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُضَاعِفِ اللّٰهُ لَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۝

محترم بھائیو! یہ پورا خطبہ جو آپ نے سُنا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ ہے۔ میدانِ تبوک میں آپ نے یہ خطبہ اپنے تیس ہزار صحابہؓ مجاہدین کی موجودگی میں رجب ۹ھ میں سُنایا تھا۔ مجھے کہنے دیجئے کہ اس خطبے میں اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سارا دینِ خدا بیان فرمادیا ہے۔ میں آپ سے کہوں گا اور بہ تاکید کہوں گا کہ اس مبارک خطبے کے ایک ایک لفظ کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنالیجئے۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا کے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ مبارک الفاظ آج تیرہ سو برس کے بعد بھی بجنسہٖ اسی طرح ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں، جس طرح حضورؐ نے بیان فرمائے۔ اے ربّ العالمین! جس طرح تُو نے ہم پر یہ فضل وکرم فرمایا کہ اپنے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مبارک، متبرّک، اور پاک الفاظ ہمارے کانوں تک پہنچائے اب یہ فضل وکرم بھی فرما کہ ہمارے دل میں یہ الفاظ اُتر جائیں، اور ہم ان پر عامل بھی بن جائیں آمین یا ارحم الراحمین۔ یہ خطبہ زاد المعاد میں موجود ہے۔ پہلے آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، جیسی کہ کرنی چاہئے۔ اس کے بعد فرمایا:

"جان لو اور یہ یقین مان لو تمام سچّی باتوں میں سب سے زیادہ سچّی بات کتابِ خدا قرآنِ کریم ہے اور سب سے مضبوط سہارا تقویٰ کا کلمہ ہے، خدا کے ڈر کی باتیں ہیں۔ سب سے بہتر دین، دینِ ابراہیمی ہے۔ سب طریقوں سے بہترین طریقہ خدا کے رسول حضرت محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا طریقہ ہے۔ تمام باتوں میں بہتر بات وہ ہے جو ذکر اللہ زبان سے ادا ہو۔ قصّوں، کہانیوں میں کچھ نہیں رکھا۔ سب سے بہتر وعظ و پند کے سچّے اور بہترین قصّے قرآنِ کریم میں ہیں۔ بہترین کام وہ ہیں جو انسان پوری تن دہی اور عزمِ راسخ سے کرے، اور جو کتاب وسُنّت سے ثابت ہوں۔ اور بدترین کام وہ ہیں جو دینِ خدا میں از خود نکال لئے جائیں، اور پھر انہیں دینی کام سمجھ کر ان پر عمل کیا جائے۔ تمام راہوں میں سب سے عمدہ راہ پیغمبروں کی ہے۔ سب سے بہتر موت کفّار کے ہاتھ سے میدانِ جنگ میں راہِ خدا کا جہاد کرتے ہوئے جامِ شہادت پینا ہے۔ تمام اندھاپوں سے بُرا اندھاپا یہ ہے کہ خدا کی طرف کی ہدایت موجود ہوتے ہوئے انسان گمراہی کو اختیار کرے۔ سُنو! بہتر عمل وہ ہے جو نفع دے، اور بہتر ہدایت وہ ہے جس پر عمل کیا جائے۔ بدترین اندھا وہ ہے جسکے دل کی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں۔ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یعنی دینے والا لینے والے سے بہتر ہے۔ جو چیز کافی ہو جائے، گو وہ کم ہو اُس سے بہتر ہے جو ہو تو زیادہ مگر خدا سے

غافل کرنے والی ہو۔ یعنی وہ دولت مند جو اپنی دولت کے نشہ میں احکامِ خدا کے ماننے سے رُوگرداں ہیں، اُن سے وہ کم دولت والے اچھّے ہیں جو کھا پی لیں اور یادِ خدا میں لگے رہیں۔ عذر معذرت اگر کرنی ہے آج کرلو موقع ہے۔ موت کے وقت کی معذرت بے سُود ہے۔ بلکہ نہایت بد ہے۔ اسی طرح آج اگر اپنی برائیوں سے نادم ہو جاؤ تو سُود مند ہے۔ قیامت کے دن کی ندامت و پشیمانی بے حاصل ہے۔

سُنو! وہ کیسے لوگ ہیں؟ جو بہت دیر کر کے جمعہ میں آتے ہیں، اُن پر بھی تعجب ہے جن کے دل ذکر اللہ میں نہیں لگتے۔ ان کی زبان سے بھی اللہ کا ذکر بہت کم ادا ہوتا ہے۔ بہت بڑا مجرم وہ ہے جو بے تُکی کہتا جائے۔ جھوٹی زبان والا ہو۔ تونگری دل سے ہوتی ہے نہ کہ مال سے۔ مال کی زیادتی کا نام غِنا نہیں بلکہ دراصل غنی وہ ہے جس کے دل میں قناعت ہو۔ توشہ بھتہ دنیا کی چیزوں کے جمع کرنے کا نام نہیں اصلی کارآمد توشہ تقویٰ ہے۔ دل میں خدا کا خوف بٹھا لینا ہے حکمتیں اُس پر کُھلتی ہیں جس کے دل میں خوفِ خدا ہو۔ اللہ عزّوجلّ کا ڈر تمام بھلی باتوں کا سر ہے۔ دل میں جو چیزیں جم جاتی ہیں اُن میں سب سے بہتر چیز یقین اور پختہ عقیدہ ہے۔ سُنو دینی عقائد میں چوں چرا کرنا، شک شبہ کرنا کفر ہے۔ میّت پر چیخنا چلّانا، کپڑے پھاڑنا، سینہ کوبی کرنا، پچھاڑیں کھانا، ماتم و شیون کرنا گذشتہ زمانے کے کفّار کی خصلت ہے۔ سُنو خیانت کی سزا آتشِ دوزخ ہے۔ شراب کا پینا دوزخ کی آگ کا داغ لگوانا ہے۔ بُرے اشعار اور فحش اور خلافِ شرع غزلیں یہ سب ابلیس کی طرف سے ہیں۔ یاد رکھنا تمام گناہوں کی جڑ نشہ آور چیز کا استعمال کرنا ہے۔ کوئی لُقمہ مالِ یتیم کو ظلماً کھا جانے سے زیادہ بُرا نہیں۔ سعادت مند بھلا انسان وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر ہوشیار ہو جائے اور بدنصیب بُرا انسان وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بُرا لکھ دیا گیا ہو۔

لوگو! سوچو سمجھو! اپنے انجام پر غور کرو۔ آخر چار ہاتھ کے تنگ و تاریک گڑھے میں جانا ہے۔ یہ فانی دنیا ختم ہو جائے گی۔ پھر اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ سُن لو اعمال کا انجام خاتمہ پر ہے۔ نہ دیکھا ہو اور کہہ دینا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے، یہ کبیرہ گناہ ہے۔ دنیا کا یہ سین بھی ایک خواب ہے جو تعبیر چھوڑ کر گذر جائے گا۔ آنے والی چیز کو آئی سمجھا کرو۔ عقلمند ہونے والی کو ہوتی ہوئی سمجھا کرتے ہیں۔

مسلمانو! کسی ایماندار کو گالی دینا فاسق بننا ہے۔ مومن کو قتل کرنا کافر ہونا ہے۔ مومن کی غیبت کرنا خدا کی نمکحرامی کرنا ہے۔ مومن کے مال کی عزّت بھی اس کی جان کی عزّت کے برابر ہے۔ بھول نہ جاؤ اور بڑھ بڑھ کر خدا پر باتیں نہ بناؤ۔ ایسوں کو خدا جھٹلا دیا کرتا ہے۔ اوروں کی تقصیریں معاف کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی

بخش دے گا۔ دوسروں کی خطاؤں سے درگذر کرو، جناب باری تمہاری لغزشیں بھی معاف فرمادے گا۔ غصّہ پی جایا کرو، اللہ تعالیٰ بہت بڑا اجروثواب عنایت فرمائے گا۔ جو لوگ مصیبت پر صبر کریں، اللہ تعالیٰ انہیں اجر اور بدلہ اور عوض دیتا ہے۔ ریاکاروں کو عذاب وسزا بھی سب کو سُنا کر جتنا بتا کر بڑی رُسوائی سے ہوگی۔ صبر کی عادت ڈالنے والوں کو ربّ العالمین بڑھا چڑھا کر اجرعطا فرمائے گا۔ خدائی نافرمانیوں سے بچو! ورنہ خدا کی سزاؤں کے لئے تیار رہو۔ اللہ ہماری خطائیں معاف فرمائے۔ خدایا ہمارے گناہ بخش۔ الٰہی ہم تجھ سے معافی کے طالب ہیں“۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝ اَلْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۝ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّیْنَ ۝ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۝ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی ۝ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۝ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ ۝ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ ۝ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَھَمُّ وَاَجَلُّ وَاَکْبَرُ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دوسرے جمعہ کا پہلا خطبہ جس میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سات خطبے منقول ہیں

(۱۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ۝ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۝ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ ۝ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ ۝ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ ۝ وَلَا

”مسلمان بھائیو! جمعہ کا دن ہے۔ اللہ کا دربار ہے۔ نیک ساعت ہے۔ خدا اور اس کے رسولؐ کا کلام سُنایا جا رہا ہے۔ غور سے سُنو! اور عمل کی نیّت سے سُنو! اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن بھی اپنا کلام سُنائے اور اپنا دیدار دکھائے، اور اپنے حبیبؐ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین! ابھی جو خطبہ میں نے سُنایا یہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ہے، ابوداؤد شریف میں موجود ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں ”تمام تعریفوں کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہم اس کی مدد کے محتاج ہیں اور کسی اور سے ہم مدد نہیں مانگتے۔ اس کی جناب میں ہم اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں سے ہم

يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ
بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ
الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ
وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ
اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ
الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝
وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝
لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا
عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝

اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جسے خدا اپنی راہ سمجھا دے اسے تو کوئی بھٹکا نہیں سکتا۔ اور جسے وہی دور ڈال دے اس کا ہاتھ تھام کر صحیح راہ چلانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ میری گواہی ہے کہ معبود برحق اس کے سوا کوئی نہیں۔ اور میرا دل مانتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حق دیکر بھیجا ہے جو مومنوں کو خوشیاں سنانے والے اور کفار کو آگاہ کرنے والے ہیں جن کی نبوت قیامت کے قریب ہوئی ہے، جن کے بعد رہتی دنیا تک کوئی نبی و رسول نہیں آنے کا۔ یقین مانو کہ نجات ابدی اور فلاح دارین خدائے تعالیٰ کی اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری میں ہی ہے۔ جو اس راہ سے ہٹتا ہے وہ نجات سے محروم رہ کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ کوئی بھی خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"

معزز حاضرین! سورۂ قٓ کی جن آیتوں کی تلاوت آج کے خطبہ میں میں نے کی ہے۔ ان میں پروردگار نے اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ انسان باوجودیکہ اوپر تلے سے، دائیں بائیں سے مصیبتوں اور آفتوں میں گھرا ہوا ہے مگر پھر بھی ہوش میں نہیں آتا۔ پیدا ہوا تو کسی اور کے بس سنے پھر موت تاک میں، کراماً کاتبین اعمالنامہ لکھنے میں، بات بات پر نگہبانی، حرف حرف پر باز پرس، کسی طرح ٹالے نہ ٹلنے والا موت کا زہریلا جام اُس کے منھ سے لگا ہوا، اور یہی نہیں کہ اس کے بعد چھٹی ہو۔ صُور پھنکتے ہی پھر پہلا دن۔ اِدھر سے گواہ شاہد آن کھڑے ہوئے، اُدھر سے نامۂ اعمال پیش ہو گئے، دھر پکڑ شروع ہو گئی۔ اب اگر آنکھیں کھلیں بھی تو کیا حاصل؟ بھائیو! خدا کا لحاظ کرو۔ اپنے ساتھ کے فرشتوں کا لحاظ کرو۔ خدا کے احسانوں کو یاد کرو۔ موت سے ڈرو۔ اور غفلت میں زندگی بسر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہماری حیات اپنی اطاعت پر اور ہماری موت اپنی رضامندی پر کرے۔ آمین

کچھ شک نہیں کہ دنیا میں بڑے بڑے بولنے والے گذرے، بڑے بڑے لیڈر، مولوی، واعظ، خطیب، ناصح، ریفارمر ہوئے۔ اعلیٰ درجہ کی حکمت بھری باتیں دنیا کے پیشواؤں نے کیں۔ آج بھی بزرگوں کے بہت سے موتی جڑے فرامین ہم میں موجود ہیں۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ جو نور و برکت، سرور و رحمت، خیر و عافیت، لذت و راحت

کلامِ ختم المرسلین، سرورِ نبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم میں ہے، اُس سے یکسر اور سب کے کلام خالی ہیں۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ گذشتہ جمعہ کے خطبہ کی طرح آج بھی میں آپ کو خطباتِ محمّدیّہ ہی سناؤں :

(۱۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ یَئِسَ اَنْ یُّعْبَدَ بِاَرْضِکُمْ وَلٰکِنْ رَضِیَ اَنْ یُّطَاعَ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِکَ مِمَّا تَحَاقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِکُمْ، فَاحْذَرُوْا۔ اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَّا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا، کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ۔ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ)

"یعنی رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا : لوگو! شیطان اس سے تو نا اُمید ہو چکا ہے کہ اُس کی عبادت تمہاری اس زمین میں کی جائے۔ ہاں اُسے یہ اُمید بندھی ہوئی ہے کہ اور چھوٹے چھوٹے اُمور میں ہی اس کی تابعداری کر لی جائے، اور اسی سے وہ خوش ہو جایا کرے پس تمہیں بہت چوکنا رہنا چاہئے۔ سنو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوط تھامے رہے اور اس پر سختی سے عامل رہے تو کبھی بھی شیطان کی آرزو بر نہ آئے گی، تم گمراہ نہ ہو سکو گے۔ وہ چیزیں یہ دو ہیں: ایک تو کتاب اللہ۔ قرآن کریم۔ دوسرے سنّتِ رسول اللہ۔ حدیثِ رسولِ کریم"۔

(۱۵) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مَرْعُوْبٌ فَقَالَ: اَطِیْعُوْنِیْ مَا کُنْتُ بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ وَعَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ۔ اَحِلُّوْا حَلَالَہٗ وَحَرِّمُوْا حَرَامَہٗ۔ (رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ)

"یعنی ایک مرتبہ حضورؐ دہشت زدہ ہو کر آئے اور ہمیں یہ خطبہ سنایا میں جب تک تم میں موجود ہوں میری اطاعت و اتباع کرتے رہو۔ اور کتابُ اللہ کو لازم پکڑے رہو۔ دیکھو اس کے حلال کو حلال سمجھا کرو اور اس کے حرام کو حرام مانا کرو"۔

(۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ۔ اَلَا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ فَرَائِضَ۔ وَسَنَّ سُنَنًا۔ وَحَدَّ حُدُوْدًا۔ وَاَحَلَّ حَلَالًا۔ وَحَرَّمَ حَرَامًا۔ وَ شَرَعَ الدِّیْنَ۔ فَجَعَلَہٗ سَھْلًا سَمْحًا وَّاسِعًا۔ وَلَمْ یَجْعَلْہُ ضَیِّقًا۔ اَلَا اِنَّہٗ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ

"یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے خطبے میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کا پورا حق مقرّر فرما دیا ہے۔ ربّ العالمین نے فرائض بھی بیان فرما دیئے ہیں، سُنّتیں اور طریقے بتلا دیئے ہیں۔ حدیں مقرّر کر دی ہیں۔ حلال کا حلال ہونا اور حرام کا حرام ہونا واضح فرما دیا ہے۔ سارا دین نہایت صفائی سے کامل فرما دیا ہے۔ اور اپنے دین کو سہل، آسان، وسیع اور کشادہ بنا دیا ہے۔ اس میں کوئی تنگی ترشی اور کمی نہیں رکھی۔ سن لو وہ بے ایمان ہے جو امانت دار نہ ہو۔

وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔ وَمَنْ نَكَثَ ذِمَّةَ اللّٰهِ طَلَبَهٗ۔ وَمَنْ نَكَثَ ذِمَّتِيْ خَاصَمْتُهٗ۔ وَمَنْ خَاصَمْتُهٗ فَلَجْتُ عَلَيْهِ۔ وَمَنْ نَكَثَ ذِمَّتِيْ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِيْ۔ وَلَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ الخ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

وہ بے دین ہے جو قول و قرار، عہد و پیمان کا پابند نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم احکام اور اس کے ذمّہ کو توڑنے والوں سے جواب طلبی کرنے والا خود خدائے تعالیٰ ہے۔ میری ذمّہ داری کو توڑنے والوں سے میں ہی لڑونگا (مثلاً مجھ پر ایمان رکھنے والے کو جو قتل کر ڈالے، میرے ذمّہ پر دشمن کو امن دے کر پھر اُن سے غدّاری کرے، میرے حرام کو حلال کرلے، اُن سے میں آپ ہی نمٹ لوں گا) اور ظاہر ہے کہ جس کے مقابلہ پر میں آپ آجاؤں تو میں غالب ہو کر ہی رہوں گا۔ سنو! میرا ذمّہ توڑنے والے میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔ بلکہ وہ میرے حوض کوثر پر بھی نہ آسکیں گے۔"

معزز حضرات! سرورِ رُسل صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ تین خطبے آپ کے سامنے ہیں جو بتلا رہے ہیں کہ ہمارے عمل عقیدے کے لائق صرف دو چیزیں ہیں۔ قرآن اور حدیث۔ ہمارے دو ہاتھوں میں دو چیزیں دے کر اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم سے جُدا ہوئے ہیں۔ جب تک ہم اِن دو چیزوں کو تھامے رہیں گے، جب تک یہ دو چیزیں ہمارے ہاتھوں میں رہیں گی نہ ہم برباد ہوں گے، نہ ذلیل ہوں گے، نہ دین ہمارے ہاتھ سے جائے گا نہ دنیا ہم سے رُوٹھے گی۔ یہ دو چیزیں قرآن و حدیث ہیں۔ پس ایک ہاتھ میں امانتِ خدا قرآنِ کریم لے لو۔ دوسرے میں امانتِ رسولِ خدا حدیث شریف لے لو۔ اور دونوں مُٹھیاں زور زور سے بند کرلو۔ دیکھو چور آئیں گے، ڈاکو لگیں گے، لُٹیرے ستائیں گے۔ گٹھ کٹے آنکھیں دکھائیں گے۔ خبردار مُٹھی نہ کھولنا۔ ہرگز ہرگز ڈھیلی بھی نہ کرنا۔ امانتِ خدا کو، عطیۂ رسولؐ کو اگر کھو بیٹھے تو ڈُوب جاؤ گے۔ تباہ ہو جاؤ گے۔ دین دُنیا سے کھوئے جاؤ گے۔

ہاں، خیال رکھنا دو ہاتھ تھے، دو چیزیں دے دی گئیں۔ اب نہ تیسرا ہاتھ، نہ تیسری چیز۔ عقل بھی باور کرتی ہے کہ نہ خدا جیسا کوئی اور، نہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی آنے والا رسول۔ اس لئے اب نہ تیسرے کا کلام دین میں داخل ہو سکے، نہ ہمیں اس کے ماننے کی ضرورت۔ سنو! حضورؐ نے اپنے خطبہ میں صاف فرما دیا کہ ہر طرح دینِ خدا پورا ہو چکا ہے۔ فرائض، سُنن، حدود، حلال و حرام، احکام، ممانعت سب بیان ہو چکی ہے۔ پس قرآن و حدیث کے سوا جو کچھ ہے وہ دینِ خدا سے باہر ہے۔ یہ ہے ہمارے ہاتھ میں خدائی کتاب جو صاف فرماتی ہے کہ: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝

"آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا، تمہیں اپنی بھرپور نعمتیں دے چکا اور تمہارے لئے اس اسلام کے دین ہونے پر میں رضامند ہو چکا۔"

پس اصل دینِ خدا کے رسولؐ کے ہاتھوں پورا ہو چکا اور وہ وہی ہے جو قرآن و حدیث میں ہے۔ رائے اور قیاس، اجتہاد و تقلید یہ دینِ خدا میں داخل نہیں۔ پروردگار کی طرف سے جو دین اس کے رسول رحمۃ للعالمینؐ ہمیں دے کر گئے ہیں وہ وہی ہے جو حدیث و قرآن میں ہے، اور وہ اتنا کافی ہے کہ اس کے بعد ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اسی لئے حضورؐ نے فرمادیا: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوْسٰی وَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ۔ (دارمی) "قسم بخدا! آج اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے لئے ظاہر ہو جائیں اور تم اُن کی پیروی میں لگ کر مجھے چھوڑ دو تو بلاشک و شبہ تم سب گمراہ ہو جاؤ۔" پھر تعجب ہے کہ آج مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو چھوڑ کر تیرے میرے اقوال اور قیاسات اور رائے اور اجتہاد کی تابعداری شروع کر دی۔ پس میں دردِ دل سے کہوں گا، خدا لگتی کہوں گا، انصاف اور حق کی کہوں گا کہ مسلمانو! حضورؐ کا کلمہ پڑھنے والو! اپنی روش پر دوبارہ نظریں ڈال جاؤ۔ ورنہ وقت آرہا ہے کہ ظالم لوگ اپنے ہاتھوں کو حسرت و افسوس سے چبائیں گے اور کہیں گے: یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۝ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۝ "ہائے افسوس! کاش کہ میں نے اللہ کے رسولؐ کی راہ پکڑی ہوتی اور کاش کہ فلاں کی عقیدت مندی نہ کی ہوتی۔"

(۱۷) برادران آیئے! میں آپ کو اسی مضمون پر آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور خطبہ سناؤں۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَۃً ذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ ۝ وَوَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ ۝ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذِہٖ لَمَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ ۝ فَمَاذَا تَعْھَدُ اِلَیْنَا؟ قَالَ: قَدْ تَرَکْتُکُمْ عَلَی الْبَیْضَآءِ ۝ لَیْلُھَا کَنَھَارِھَا ۝ لَا یَزِیْغُ عَنْھَا بَعْدِیْ اِلَّا ھَالِکٌ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۝ فَعَلَیْکُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ

"یعنی ایک دن نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پُر تاثیر اور درد بھرا خطبہ سنایا کہ ہمارے دل تھرّا گئے، کلیجے بے قابو ہو گئے اور زار زار رونے لگے۔ آخر نہ رہا گیا تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا یہ خطبہ تو الوداعی خطبہ رخصتانہ وعظ معلوم ہو رہا ہے تو ہمیں کچھ آخری نصیحت و وصیت کرتے جایئے۔ آپؐ نے فرمایا، سنو! میں نے تمہیں ایسے پاک و صاف میدان میں چھوڑا ہے جہاں کی رات بھی دن کے برابر روشن ہے۔ میں نے خدا کا دین سارا کا سارا تمہیں صحیح طور پر پہنچا دیا ہے۔ جس میں کوئی چیز نہ چھوٹی ہے نہ اندھیرے میں رہی۔ اس کے بعد تو وہی اِدھر سے اُدھر ہوگا

عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ وَاِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَاِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ حَيْثُ مَا قِيْدَ انْقَادَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ ۰ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ۰ وَاِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا ۰ وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِيْ اخْتِلَافًا شَدِيْدًا ۰ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ۰ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ۰ وَاِيَّاكُمْ وَالْاُمُوْرَ الْمُحْدَثَاتِ ۰ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۰ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهٗ)

جس کی قسمت پھوٹ گئی ہو۔ سنو! میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے گا۔ پس اس اختلاف کے وقت تم میری جانی پہچانی سنتوں سے اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کے طریقوں سے چمٹ جانا۔ نہ صرف ہاتھ پاؤں سے ہی بلکہ دانتوں ڈاڑھوں اور کچلیوں سے بھی اسے مضبوط تھام لینا۔ دنیا کی ہوا کے جھونکے اور باطل کی طاقتوں کے جھٹکے تمہیں سنت سے ہٹا نہ دیں۔ سنو! تم میری فرمانبرداری کرتے ہی رہنا گو پہنچانے والا کوئی حبشی غلام ہی ہو مومن کی مثال تو نکیل والے اونٹ کی سی ہے کہ جدھر نکیل مڑی اُدھر گھوم گیا۔ اسی طرح ایماندار کے کان میں جو بات خدا رسول کی پہنچی تو تسلیم کرلی۔ یہ نہ دیکھا کہ پہنچانے والا کون ہے؟ لوگو! اللہ تعالیٰ کا لحاظ کرو اور ڈر خوف رکھو۔ خدا کی اور میری باتیں سنتے رہو اور اُن پر عمل کرتے رہو، گو پہنچانے والا حبشی غلام ہو (یہ مطلب بھی اس جملے کا ہوسکتا ہے کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین جامع شروط مسلم آزاد خود مختار بادشاہ کی طرف سے کوئی حکم احکام لے کر اگر کوئی حبشی غلام بھی آئے، تو اُس کی سنو اور مانو) میرے امتیو! میرے بعد کی نئی نکلی ہوئی باتوں سے بہت دُور رہو، ان سے بچتے رہو۔ اور یقین مان لو کہ یہ نو پیدا اُمور سب گمراہی کے جال ہیں۔"

اکثر سنا جاتا ہے کہ میاں اس اختلافِ علماء نے ہمیں تو پریشان کر دیا ہے۔ کس کی مانیں، کس کی نہ مانیں؟ اس سوال کا جواب میں نہیں، اللہ کے رسولؐ، رسولوں کے سردارؐ نے اپنے اس خطبہ میں دے دیا کہ ایسے وقت سب علماء کو، مولویوں کو، درویشوں کو، اماموں کو، مجتہدوں کو، صوفیوں کو چھوڑ دو۔ اور صرف کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کو بطریقِ خلفاءِ راشدین لے لو۔ یہی ہدایت کی راہ ہے۔ اسی کو قرآن نے فرمایا: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔ "یعنی جس کسی امر میں اختلاف ہو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ یعنی اس کا فیصلہ قرآن میں اور حدیث میں ٹٹولو۔ اگر تم میں خدا پر اور قیامت پر ایمان ہے۔ یہی روش آغاز اور انجام کے اعتبار سے خیریت اور بھلائی والی ہے۔" پس اختلافی مسئلہ کے وقت کسی پیر یا امام کے قول کو ٹٹولنا ایمان کے خلاف ہے، اور غلط راستہ ہے۔ ایسے وقت صرف اللہ رسول کے فرمان کی طرف ہی جھکنا چاہیئے۔

یہی شرطِ ایمان ہے۔ بزرگوں کی اور بڑوں کی تابعداری مشروط ہے کہ خدا و رسول کی تابعداری کے ماتحت ہو ورنہ فرمانِ رسولؐ ہے: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ (سنن) "یعنی خدا کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی بھی ماننا حرام ہے۔" محترم بھائیو! مانا کہ بڑوں کے بول بھی بڑے ہوتے ہیں۔ لیکن ان سب بڑوں کے بڑے اللہ کے رسول ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو نور و ہدایت آپ کے فرمان میں ہے وہ کسی دوسرے کے کلام میں ہو ہی نہیں سکتی۔ قرآن فرماتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ "میرے یہ نبی تو کسی شرعی امر میں زبان کھولتے ہی نہیں جس وقت تک میں بذریعہ وحی کے انہیں حکم نہ دوں۔" یہ بات کسی مجتہد امام مولوی پیر مرشد کو نہ حاصل ہے، نہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے سب کے اقوال لینے اور چھوڑ دینے کے قابل ہیں۔ بجز حبیبِ خدا محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جس طرح آیتِ قرآنی کا منکر ایمان سے خارج ہے، حدیثِ صحیح کا منکر بھی ایمان سے خارج ہے۔ یاد رکھنا کبھی حدیثِ رسولؐ کے مقابلہ میں کسی امام پیر مرشد کے قول کو پیش نہ کرنا۔ اس سے بڑھ کر بے دینی اور توہینِ رسولؐ اور نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث پر عامل رکھے۔ آمین ۞

(۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ ۝ وَعَلَا صَوْتُهٗ ۝ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ ۝ كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ ۝ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ ۝ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ ۝ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاِنَّ خَيْرَ الْاُمُوْرِ كِتَابُ اللّٰهِ ۝ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ۝ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ۝ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۝ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَعَلَيَّ وَاِلَيَّ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَمُسْلِمٌ مَعَ اخْتِلَافِ الْفَاظٍ)

"یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خطبہ بیان فرماتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی، غصہ بڑھ جاتا۔ گویا کہ آپ دشمن کے کسی لشکر سے اپنے والوں کو ہوشیار کر رہے ہیں کہ وہ صبح شام ہی تم پر ٹوٹ پڑنے والا ہے۔ اپنے خطبہ میں فرماتے: میں اور قیامت اس طرح قریب قریب ہیں اور اپنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر ان کی طرف اشارہ کر کے بتلاتے پھر فرماتے: حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تمام اُمور میں سب سے بہتر کتاب اللہ قرآن کریم ہے۔ اور تمام راستوں اور طریقوں میں بہتر راستہ اور عمدہ طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی طرح تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں جو دینِ خدا میں نئے نکالے جائیں۔ یاد رکھنا ہر ایک ایسا نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ آپ اپنے خطبے میں یہ بھی ارشاد فرماتے کہ میری اُمت میں سے جو مرے اور مال چھوڑ کر مرے وہ سب اُس کے وارثوں کا ہے۔ میرا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ لیکن جو مرے اور کچھ مال نہ چھوڑے اور اُس پر

قرض ہو تو میں آپ اسے اپنے پاس سے ادا کروں گا۔ اسی طرح جو چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرے اور مال نہ ہو تو اُن کی پرورش اور ان کی خوراک و پوشاک میرے ذمّے ہے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے سچے نبی پر ہزاروں درود و سلام نازل فرمائے۔ اُمّت پر کس قدر شفقت اور رحمت ہے؛ کہ ان کا بوجھ آپ اپنے ذمّے لے رہے ہیں، اور اُن کا مال ان کے وارثوں کو سونپتے ہیں۔ اسلام کے یہی پاکیزہ قوانین ہیں جو اس کی صداقت پر چار چاند لگاتے ہیں۔ آج بھی جو مسلمانوں کا امام ہو اُس کے ذمّے اس حکم کی ادائیگی ہے۔ ساتھ ہی حضورؐ کے خطبے کے اصلی مضمون پر غور فرمائیے کہ کس قدر عمل بالحدیث کی رغبت دلاتے ہیں، اور کس قدر بدعتوں سے روکتے ہیں؛ کوئی خطبہ حضور کا اس مضمون سے خالی نظر نہیں آتا۔ لیکن افسوس کہ پھر بھی اُمّت نے آپ کے بعد بہت سی نئی چیزیں نکال لیں اور انہیں دین سمجھنے لگے۔ مسلمانو! جس کام کے کرنے کا ارادہ کرو، پہلے دیکھ لیا کرو کہ حضورؐ نے کیا ہے یا نہیں؛ اگر نہیں کیا ہے تو چھوڑ دو، نہ کرو۔ کیا ہے تو دیکھو کس طریقے سے کیا ہے؛ جو طریقہ آپ کا ملے اسی طرح تم بھی کرو۔ سُنو! خدائے جلّ وعلا فرماتا ہے:

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ "ایمان والو! اللہ رسول سے آگے نہ بڑھو۔" مسلمانو! میں تو یہی کہوں گا کہ اتّباع کرو اور ابتداع نہ کرو۔ تابعداری کرو اور نئے نکلے ہوئے کاموں سے باز آؤ؛

(١٩) آؤ، میں تمہیں کتاب طبرانی کبیر سے حضورؐ کا ایک خطبہ اور سُناؤں جس کے راوی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقام جحفہ میں ہمیں ایک خطبہ سُنایا۔ جس میں فرمایا:

اَلَیْسَ تَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۝ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۝ وَاَنَّ الْقُرْاٰنَ جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۝ قُلْنَا بَلٰی ۝ قَالَ فَاَبْشِرُوْا فَاِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ طَرَفُهٗ بِیَدِ اللّٰهِ ۝ وَطَرَفُهٗ بِاَیْدِیْكُمْ ۝ فَتَمَسَّكُوْا بِهٖ ۝ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَهْلِكُوْا وَلَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا ۝

"یعنی میرے ساتھیو! کیا تم خدائے تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے اور اس کے سوا کسی کے لائق عبادت نہ ہونے اور میرے رسولِ خدا ہونے، اور قرآنِ کریم فرقانِ حمید کے خدائی کتاب ہونے کی گواہی نہیں دیتے؛ سب نے جواب دیا کہ ہاں بے شک ہم سب اس کے گواہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: بس تو خوش ہو جاؤ۔ سُنو! اس کتاب اللہ قرآن کریم کا ایک سرا تو خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو۔ پھر تو نہ تم ہلاک و تباہ ہو سکتے ہو۔ نہ تم گمراہ اور برباد ہو سکتے ہو۔"

بھائیو! اس صاف حدیث کے مطلب کی وضاحت خود حدیث میں موجود ہے۔ میں کیا کہوں؟ قرآن و حدیث کو مضبوط تھام لو۔ اس میں جو ہے دین ہے، شریعت ہے۔ جو اس میں نہیں وہ نہ دین ہے، نہ شریعت ہے۔ اپنے اسلاف پر نظریں ڈال لو! جنہوں نے دنیا کے اِس سرے سے اُس سرے تک قبضہ کر لیا۔ اور ایسی بے نظیر پھرتی سے جس کی مثال دنیا میں ڈھونڈھنی بے سود ہے۔ اُن کے ہاتھ میں یہی دو چیزیں تھیں۔ انہی کی روشنی میں وہ اُٹھتے بیٹھتے تھے، چلتے پھرتے تھے۔ پھر جب یہی دونوں چیزیں انہیں بس تھیں تو آج تمہیں کسی تیسری چیز کی کیا ضرورت ہے؟ اُٹھو! اور خدائی رسّی کو مضبوط تھام لو۔ تاکہ اپنا کھویا ہوا عروج پھر سے حاصل کر لو، اور دوبارہ دنیا میں اسی طرح چمک اُٹھو جس طرح آج سے پہلے تھے۔ یہ جو کچھ نکبت و ادبار، نحوست و پھٹکار ہے، صرف قرآن حدیث کے چھوڑنے سے ہے۔ آؤ، پھر سے ان دونوں جواہر سے اپنی مٹھیاں بھر لیں۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ اِيَّانَا وَاِيَّاكُمْ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى ٥ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ اٰمِيْن !!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دوسرے جمعہ کا دوسرا خطبہ جس میں آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خطبے ہیں

(۲۰) اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ٥ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ٥ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ٥ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ٥ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ٥ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ)

"الٰہی تیرا شکر ہے۔ الٰہی تو ہی مدد کرنے والا ہے۔ الٰہی تو ہی گناہ بخشنے والا ہے۔ الٰہی ہمیں بُرائیوں سے بچا۔ تُو جسے سیدھی راہ پر کھڑا کر دے اُسے کوئی بھی اِدھر اُدھر نہیں کر سکتا۔ اور جسے تو آپ اپنی راہ بھلا دے اس کی رہبری بھی کسی کے بس کی بات نہیں۔ بے شک تیرے سوا کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں۔ سب عابد ہیں اور معبود برحق ایک تو ہی ہے۔ بے شک حضرت محمد مصطفےٰ مکّی، مدنی، عربی تیرے بندے اور تیرے عابد ہیں۔ ساتھ ہی تیرے پیغام پہنچانے والے تیرے سچے رسول ہیں۔ الٰہی تو ان پر درود و سلام بھیجتا رہ اور بہت بہت بھیجتا رہ۔"

(۲۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَلَا اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مجمع میں کھڑے ہو کر ہمیں حضورؐ نے ایک خطبہ سنایا جس میں فرمایا: لوگو، سنو! تم سے پہلے کے اہل کتاب بہتّر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری یہ اُمّت تہتّر فرقوں میں متفرق ہو جائے گی۔

وَاِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ ○ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ ○ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ ○ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ ○ وَاِنَّهٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِهِمُ الْاَهْوَآءُ ○ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا يَبْقٰی مِنْهُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصَلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ ○

جن میں سے ۷۲ جہنمی ہیں اور ایک جنتی ہے۔ یہی جنتی گروہ جماعت ہے۔ سنو اور باور کر لو! کہ میری اُمت میں ایسی قومیں بھی نکلنے والی ہیں جن کے رگ و پے میں خواہشیں اس طرح سرایت کر جائیں گی، جیسے باؤلے کتے کے کاٹے کا زہر اُس شخص کے رگ و پے میں رچ جاتا ہے جسے وہ کاٹ لے، کہ اس کا زہر باد ہر ہر ہڈی اور ہر ہر جوڑ میں اتر کر جاتا ہے"

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

مسلمان بھائیو! اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے اس سے یہ معلوم کر لیا ہوگا کہ اس اُمت میں بھی گروہ بندی ہونے والی ہے، اور یہ ہوئی۔ اس وقت مسلمان مختلف گروہ میں بٹ گئے اور لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے تئیں حق پر اور دوسروں کو ناحق پر سمجھ رہا ہے۔ آؤ اس کا فیصلہ بھی بزبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن لو۔ صحابہؓ نے آپ کا یہ فرمان سن کر خود آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ! وہ ناجی گروہ، وہ جنتی جماعت کونسی ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: مَا اَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَاَصْحَابِیْ۔ (ملاحظہ ہو ترمذی شریف وغیرہ)

یعنی "حق والی اور جنتی جماعت وہ ہے جو اُس چیز پر عامل ہو، اس روش پر قائم ہو، جس پر آج میں ہوں اور میرے اصحابؓ ہیں"

رگڑے جھگڑے کی تو بات ہی اور ہے۔ ورنہ ضد کو، نفسانیت کو اور دھاندھی کو چھوڑ کر غور فرمائیے کہ آج یہ وصف کس جماعت میں نظر آتا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کسی کے مقلد تھے؟ اور خصوصاً اِن چار مذاہب میں سے کسی کے پابند تھے؟ اس کا صاف صحیح، سچا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ نہ تھے۔ اس لئے کہ وہ چاروں بزرگ امام جن میں سے ایک ایک کی تقلید شروع ہوئی، یہ سب پیدا ہی ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برسوں بعد۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۰ھ میں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ میں۔ تو گویا ایک سو سال اسلام پر گذر جاتے ہیں۔ لیکن دنیائے اسلام نے اب تک ان اماموں کا منہ بھی نہ دیکھا۔ پھر ان کی تقلید کہاں سے ہوتی؟ اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ جنتی وہ جماعت ہے جو اس پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے ساتھی۔

جہاں بغیر ایچ پیچ کی ایک سیدھی اور صاف بات آپ صاحبان نے یہ سن اور سمجھ لی۔ اسی طرح ایک اور بھی ایسی ہی سیدھی اور صاف بات سن لیجئے کہ صحابہؓ اور حضورؐ سب عاملِ وحیِ خدا تھے۔ وہ چیز جس پر آپ اور

آپ کے اصحاب تھے، وہ فقط خدا کی وحی تھی اور بس۔ جس کے دو حصّے تھے۔ ایک کا نام کلام اللہ، دوسرے کا نام حدیثِ رسول اللہ۔ پس آج اس اختلاف کے وقت بھی حق والی جماعت، ناجی گروہ جنّتی فرقہ وہی ہے جس کے ہاں قابلِ عمل وعقیدہ صرف یہی دونوں چیزیں ہوں۔ یعنی حدیث وقرآن۔ جس جماعت نے ان دو چیزوں میں کسی تیسری چیز کو داخل کیا وہ اس وصف سے خارج ہو کر ناری گروہ میں، ناحق والے فرقوں میں شامل ہو گئی۔ ترمذی کی ایک حدیث میں اس مبارک جماعت کی یہ صفت بھی آئی ہے: اَلَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ سُنَّتِيْ

یعنی یہ لوگ میری اُن سُنّتوں کی اصلاح کریں گے جو اوروں نے بگاڑ دی ہوں۔"

آؤ میں تمہیں اس خطبے کے راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ کا خود کا بھی ایک خطبہ سناؤں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ جماعت حضورؐ کے وقت سے ہے اور قیامت تک رہے گی:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَامَ مُعَاوِيَةُ خَطِيْبًا، فَقَالَ اَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا وَطَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ لَا يُبَالُوْنَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ نَّصَرَهُمْ۔ (ابن ماجہ)

"یعنی آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا: لوگو! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ قیامت کے قائم ہونے تک میری اُمّت میں سے ایک جماعت لوگوں پر غالب رہے گی۔ اُنہیں نہ اپنے مخالفین سے کوئی ڈر اور خوف ہو گا، نہ اپنے موافقین کی مدد کا سہارا۔"

بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ یہ جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ پس یہ وصف کہ حضورؐ کے زمانہ سے ہو اور آخر زمانہ تک رہے، اس نے بھی اس جماعت کی تعیین ایک بڑی حد تک کر دی۔ کیونکہ کوئی بھی تقلیدی مذہب حضورؐ کے زمانے میں نہ تھا۔ پس صاف لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حق والی جماعت، ناجی فرقہ، جنّتی گروہ اس اختلافِ اُمّت کے وقت صرف وہ ہے جو قرآن وحدیث پر رہے۔ اور ان دو پر ہی دینِ خدا کو شروع اور ختم سمجھتا ہے، ان میں کسی ملونی کا قائل نہیں۔ ہر ہر مسئلہ میں ہر ہر معاملہ میں سُنّتِ رسول اللہ پر تمسک کرنے والا ہو، اور کسی اور کی تابعداری کے شوق میں حدیث سے اِدھر اُدھر ہٹنے والا نہ ہو۔ اسی کو حضورؐ نے فرمایا: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ ۝ (بیہقی) یعنی اُیسے فساد وفرقت کے وقت جس نے میری حدیثوں اور میری سُنّتوں پر چنگل مار لیا، اُسے ایک نہیں بلکہ ایک سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔" کیونکہ دُنیا اس کی دشمن ہو جائے گی، ہر جماعت اسے اپنی طرف بُلائے گی اور یہ حدیث وقرآن کا ساتھ نہ چھوڑیگا۔

اس لئے اس کے دشمنوں کی تعداد بڑھتی جائے گی، لیکن الحمدللہ وہ اسے اس کے دین میں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

(۲۲) آؤ، جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ اور بھی سُن لو :-

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ. اَلْكَلَامُ وَالْهَدْيُ. فَاَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ ٥ وَاَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ٥ اَلَا وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ ٥ فَاِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ٥ وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ٥ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ٥ اَلَا لَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوْا قُلُوْبُكُمْ ٥ اَلَا اِنَّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيْبٌ ٥ اِنَّمَا الْبَعِيْدُ مَا لَيْسَ بِاٰتٍ ٥ اَلَا اِنَّمَا الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ ٥ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ ٥ اَلَا اِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ ٥ وَسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ ٥ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ٥ اَلَا وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ ٥ فَاِنَّ الْكَذِبَ لَا يَصْلُحُ بِالْجِدِّ وَلَا بِالْهَزْلِ ٥ وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ صَبِيَّهٗ ثُمَّ لَا يَفِيْ لَهٗ ٥ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ ٥ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ ٥ وَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ ٥ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ ٥ وَاِنَّهٗ يُقَالُ لِلصَّادِقِ صَدَقَ وَبَرَّ ٥ وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ كَذَبَ وَفَجَرَ ٥

" اصل اور جڑ اسلام کی صرف دو چیزیں ہی ہیں۔ ایک کلام دوسرے طریقہ۔ کلام سے مراد کلام اللہ ہے، جو تمام کلاموں کا سردار ہے۔ اور طریقہ سے مراد طریقۂ نبوی ہے، جو تمام طریقوں سے بہتر اور بھلا ہے۔ بس انہی دو چیزوں پر مدارِ اسلام ہے۔ یہی دو چیزیں دینِ خدا کی جڑ ہیں۔ یعنی قرآن و حدیث۔ سُنو! میں تمہیں صاف لفظوں میں سمجھا رہا ہوں کہ نئے کاموں سے بچتے رہو۔ جو کام میرے دین میں نئے نکلیں وہ تمام بُرے کاموں سے زیادہ بُرے کام ہیں۔ تم ان سے بہت بچتے رہو۔ میری اصطلاح میں یہ سب اُمور بدعت ہیں۔ اور ہر بدعت نری گمراہی ہے۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ زمانہ گذرنے کے ساتھ تمہارے دل سخت ہوتے جائیں۔ سُنو! جس کا ہونا یقینی ہے اسے دُور نہ سمجھو، بلکہ بہت ہی قریب جانو۔ نہ اپنی موت کو دور سمجھو، اور نہ قیامت میں دیر سمجھو، بلکہ گویا آئی ہوئی جانو۔ دور تو وہ چیز ہے جو انہونی ہے۔ دیکھو بُرے لوگ وہ ہیں جو ماں کے پیٹ سے ہی بُرے بن کر پیدا ہوتے ہیں۔ بھلا آدمی وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے، اوروں کے واقعات سے سبق لیتا رہے۔

مسلمانو! یاد رکھو مومن کا قتل کرنا کفر ہے۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے کسی دُنیوی جھگڑے اور اختلاف کی بنا پر بول چال چھوڑ رکھنا حرام ہے۔ مسلمانو! جھوٹ سے پرہیز کرو۔ یہاں تک کہ ہنسی ہنسی میں بھی جھوٹ نہ بولو۔ نہ واقعات میں جھوٹ بولو۔ نہ قصداً جھوٹ بولو نہ مذاقاً۔ دیکھو میں تو تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے کسی بچے سے بھی وعدہ کرلو تو اسے پورا کیا کرو۔ خبردار اس کا خلاف نہ کرنا۔ جھوٹ انسان کو بدکردار اور بدکار و گنہگار بنا دیتا ہے اور یہ بدیاں بالآخر

اَلَا وَاِنَّ الْعَبْدَ یَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا ○ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ) اُسے جہنّم نشین کر دیتی ہیں۔ اس کے برخلاف سچ بولنا نیکی، بھلائی اور پرہیزگاری کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور یہ نیک اوصاف خلد نشین کر دیتے ہیں۔ سچّے کو دنیا میں اور خدا کے ہاں سچّا اور نیک کہا جاتا ہے۔ اور جھوٹے کو دونوں جہان میں کذّاب اور فاجر کہا جاتا ہے۔ دیکھو انسان جھوٹ بولتے بولتے خدا کے ہاں کذّاب لکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے کذب پر مُہرِ خداوندی لگ جاتی ہے۔"

میرے بھائیو! یہ خطبۂ نبویہ آپ کے کانوں میں ہے۔ کیا اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ صاف نہیں ؟ کہ اِنَّمَا ھُمَا اثْنَتَانِ "مدارِ دین، اصلِ اسلام صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ یعنی قرآن وحدیث۔ پس آپ ان دو میں کسی تیسری کا اضافہ نہ کریں۔ یقین مانئے کہ رائے قیاس داخلِ دین نہیں۔ ائمہ یا اماموںؒ میں سے کسی ایک کے اقوال کی پابندی اور تقلید اِن دو کے سوا تیسری چیز ہے۔ جسے اسلام کے احکام کہنا سراسر دین میں ایک تیسری چیز اپنی طرف سے داخل کرنا ہے۔ اس سے بچو۔ یہی وصیت ہمارے اُن چاروں بزرگ اماموں کی ہے، جن کی تقلید آج کی جاتی ہے۔ سُنئے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ مسلمانو! نہ میری تقلید کرنا نہ امام مالکؒ کی تقلید کرنا، نہ کسی اور کی۔ بلکہ احکامِ اسلام وہاں سے لینا جہاں سے ان بزرگوں نے لئے ہیں۔ یعنی قرآن حدیث سے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ جب میرا کوئی مسئلہ خلافِ حدیث دیکھو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر دے مارو۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسا کوئی نہیں جس کی سب باتیں عمل کے لائق ہوں بجز محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جسے میری دلیل (کتاب وسنّت) معلوم نہ ہو اسے صرف میری بات پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ (ملاحظہ ہو عقد الجید للشاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ)

پس چاروں اماموں کا مذہب بھی یہی تھا کہ اصل اسلام صرف یہی دو چیزیں ہیں۔ ان کی وصیت بھی یہی تھی۔ اسی کی طرف آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ حدیث و قرآن والے بن جاؤ۔ اللہ تمہیں نیک سمجھ دے۔ آمین۔

حضرات! تقلید نہ تھی، موجودہ رائے قیاس کا مجموعہ نہ تھا اور خدا نے فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ پھر اس کامل دین میں کسی تیسری چیز کو داخل کرنا اسے کامل نہ ماننا اور فرمانِ خداوندی کی تکذیب کرنا ہے۔ پس میں آج کا خطبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ پر ہی ختم

کرتا ہوں کہ اِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ ؀ سچا دیندار فرقہ ناجیہ ہیں داخل حق والا ہی ہے جو دین خدا کو صرف قرآن و حدیث میں ہی مانے۔ اور ان دو کے سوا کسی تیسری چیز کو داخل دین نہ جانے۔ ؏

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ؀ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ؀ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؀ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ ؀ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ ؀ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ ؀ حَيْثُ مَا كَانُوْا مِنْ مَّشَارِقِ الْاَرْضِ اِلٰى مَغَارِبِهَا ؀ وَانْصُرْهُمْ نَصْرًا عَزِيْزًا ؀ قُوْمُوْا اِلٰى صَلٰوتِكُمْ ؀ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ؀ ؏ ؏

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تیسرے جمعہ کا پہلا خطبہ۔ جس میں رسول اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

(۲۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؀ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ؀ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ؀ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؀ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ؀ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؀ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ؀ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ؀ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ؀ وَنَسْاَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ يَّجْعَلَنَا مِمَّنْ يُّطِيْعُهٗ وَيُطِيْعُ رَسُوْلَهٗ ؀ وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهٗ وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ ؀ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهٖ وَلَهٗ ؀ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ؀ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀ تَبَارَكَ الَّذِيْ

"ساری خوبیوں، تعریفوں، بڑائیوں، بزرگیوں کا مالک ایک اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے۔ ہم اس کی امداد کے محتاج ہیں۔ ہم اپنی کوتاہیوں کی اس سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنی بداعمالیوں اور سرکش نفس کی سرتابیوں سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ جسے راہ راست دکھادے اسے کوئی بھٹکا نہیں سکتا۔ اور جسے وہ اپنی راہ سے دور ڈال دے، اس کی رہبری بھی کوئی نہیں کرسکتا۔ بلاشبک وشبہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کے سوا کوئی اور کسی قسم کی عبادت کے لائق نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہم دل سے قائل ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔ جنہیں پروردگار عالم نے حق کے ساتھ اپنا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ جو خوشخبریاں سنانے والے اور دھمکانے والے ہیں جو قیامت کے قریب بھیجے گئے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ جس نے خدا کی اور اس کے رسول کی مان لی اور تابعداری میں لگ گیا اس نے کامیابی حاصل کرلی۔ اور جس نے خدا رسول کی نافرمانی کی وہ بہک گیا اور بھٹک گیا ہم اپنے پالنے والے

بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ٥ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ٥ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ٥ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ٥ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ٥

مرتی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے اور اپنے رسول کے تابعداروں میں بنالے۔ اپنی رضامندی کے کام ہم سے کرائے۔ اور اپنی ناراضگی کے کاموں سے ہمیں بچائے۔ ہم سب اسی کی مدد سے جیتے جاگتے کھاتے پیتے زندہ سالم ہیں۔ اور ہم ہیں بھی اُسی کے غلام، اور اس کی ملکیت ہیں۔"

برادران، اس وقت جو خطبہ میں نے پڑھا ہے یہ بھی رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ ہے۔ ابوداؤد میں موجود ہے۔ اس کا ترجمہ بھی بحمد اللہ آپ نے سن لیا۔ اس کے بعد میں نے سورۂ تبارک کی چند آیتوں کی تلاوت کی ہے جن میں رب العالمین نے اپنی بڑائی، بزرگی، بادشاہت سطوت بیان فرمائی ہے۔

(۲۴) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوکر اپنے خطبے میں سورۂ تبارک کی تلاوت فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسان اور اسکی پاکیزگیاں بیان فرمائیں اور لوگوں کو نصیحت کی۔ الفاظ مبارکہ بھی سُن لیں۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ وَهُوَ قَائِمٌ يُذَكِّرُ بِاَيَّامِ اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

اس خطبے میں جب حضورؐ کی زبانی یہ سورت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سُنی تو حضرت اُبی بن کعبؓ کو ٹھوکا مار کر پوچھا کہ یہ سورت کب اُتری ہے؟ میں نے تو آج ہی اسے سُنا؟ آپ نے انہیں چُپ رہنے کا اشارہ کیا اور کچھ نہ بتلایا۔ جب نماز سے لوٹے تو حضرت ابوذرؓ نے شکایت کی کہ آپ نے میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا، سُنو! آج کی اس نماز سے سوائے اس لغویت کے جو تم نے کی تمہیں اور کچھ نہیں ملا۔ یہ سُن کر حضرت ابوذرؓ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، اُبی نے سچ کہا۔

اس سے معلوم ہوا کہ خطیب کے خطبہ کے وقت ہر قسم کی بات چیت حرام ہے۔ بلکہ جمعہ کا ثواب اس سے

لہ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ خطبہ جمعہ کا مقصد عظیم وعظ نصیحت ہے اور وہ وعظ ونصیحت ہی کیا جو سامعین کی زبان میں نہ ہو اور وہ صرف بیٹھے ہوئے خطیب کا منھ تکتے رہیں۔ کاش مسلمان اس کو سمجھیں خصوصًا وہ علماء کرام جو غیر عربی زبانوں میں خطبہ جمعہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ فقط محمد داؤد راز ۱۲ منہ

جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ بعض روایتوں میں اس کے بعد اسی کے ساتھ حضورؐ کا یہ فرمان بھی منقول ہے:۔ اِذَا سَمِعْتَ اِمَامَكَ يَتَكَلَّمُ فَانْصِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ (رواه احمد) "یعنی جب امام خطبہ پڑھنا شروع کر دے تو خاموش رہو۔ یہاں تک کہ وہ خطبہ ختم کر لے"۔

صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ جمعہ والے دن میں آیا، حضورؐ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں حضرت اُبی بن کعبؓ کے پاس بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ براءت پڑھی۔ تو میں نے حضرت اُبیؓ سے دریافت کیا کہ یہ سورت کب اُتری ہے؟ آپ نے غضبناک تیکھی نگاہ سے مجھے گھورا اور کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے پھر سوال کیا اور پھر اسی طرح مجھ پر خشم آلود نگاہ ڈال کر حضرت اُبی بن کعبؓ خاموش ہو رہے۔ کچھ دیر گذری تو مجھ سے پھر نہ رہا گیا، اور میں نے بیتابانہ پھر سوال کیا۔ لیکن اس تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا اور مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ جب نماز ہو چکی تو میں نے ان سے ان کے اس فعل کی شکایت کی۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ بس آج کی نماز تو تمہاری یہی حرکت ہوئی جو تم نے کی۔ مجھے مزید رنج ہونے لگا اور سیدھا خدمت نبوی میں پہنچا، اور سارا واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بے شک اُبیؓ نے سچ کہا۔

صحیح ابن حبان میں قریب قریب ایسا ہی واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بھی خطبے کے وقت مسجد میں آئے اور حضرت اُبی بن کعبؓ کے پاس بیٹھے اور کچھ دریافت کیا جس کا جواب نہ پا کر آزردہ ہوئے اور نماز کے خاتمہ کے بعد حضرت اُبیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ مجھ پر کچھ خفا ہیں، جو میری بات کا جواب بھی نہ دیا؟ آپ نے فرمایا سنو، تم نے تو آج ہمارے ساتھ جمعہ پڑھا ہی نہیں۔ کہا یہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ حضورؐ تو خطبہ کہہ رہے تھے اور تم باتیں کر رہے تھے۔ یہ سنتے ہی ابن مسعودؓ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، صَدَقَ اُبَيٌّ صَدَقَ اُبَيٌّ اَطِعْ اُبَيًّا۔ "اُبیؓ نے سچ کہا، اُبیؓ سچے ہیں، تو ان کی بات تسلیم کر لے"۔

(۲۵) ہاں اگر کوئی شخص آئے ہی ایسے وقت میں کہ خطبہ ہو رہا ہو تو اسے حکم ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کے بیٹھے اور انہیں ہلکی کر کے پڑھے۔ یعنی لمبی قراءت ان میں نہ پڑھے۔ چنانچہ ابوداؤد میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَعَدَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ لَا۔ قَالَ قُمْ فَارْكَعْ (وفي رواية)

"یعنی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو حضرت سُلیک غطفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور بغیر دو رکعت نماز پڑھے بیٹھ گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم دو رکعت پڑھ کر بیٹھے ہو؟ انہوں نے

هُوَ سُلَيْكُ الْغَطْفَانِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (وَفِي رِوَايَةٍ) صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا (وَفِي رِوَايَةٍ) ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: إِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِمَا۔ (مسلم، ابن ماجۃ، ابوداود)

جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے اسی وقت حکم دیا کہ کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعت ادا کر کے پھر بیٹھو۔ پھر فرمایا لوگو! تم میں سے کوئی جب کبھی ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اُسے چاہئے کہ دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لے"۔

برادران! اس سے پہلے ایک پورا خطبہ میں آپ حضرات کو سُنا چکا ہوں، جس کا مقصود اتّباعِ سُنّت تھا، میں اُسے آپ کو پھر یاد دلاتا ہوں۔ کیا آپ کو یاد نہیں؟ کہ ایمان اسلام نام ہی اس کا ہے کہ انسان حضورؐ کا ارشاد سُنتے ہی سر جھکا دے اور بے جھجک قبول کر لے۔ پس ارشادِ حضور آپ کے سامنے ہے کہ جب کوئی جمعہ کے دن ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو وہ دو رکعت پڑھ لے۔ پس اوّل تو خطبہ شروع ہونے سے پہلے لازمی طور پر مسجد میں حاضر ہو جایا کرو۔ اور کم سے کم دو رکعتیں ورنہ جتنی آسان ہوں پڑھ کر دربارِ خداوندی میں باادب بیٹھ جایا کرو۔ تلاوتِ قرآن میں، ذکر اللہ میں، نوافل میں، دُعا میں یہ وقت گذارو۔ لیکن بالفرض کبھی دیر ہو جائے اور ایسے وقت مسجد میں پہنچو کہ خطبہ ہو رہا ہو تو دو رکعت ہلکی سی پڑھ کر بیٹھا کرو، یونہی نہ بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی کہے بھی کہ فلاں امام نے اس سے منع کیا ہے، فلاں مذہب میں یہ رکعتیں نہیں ہیں تو تم جواب دیدو کہ اُس امام کے امام، بلکہ نبیوں کے بھی امام، بلکہ کُل جہان کے امام خدا کے حبیب حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ حکم ہے۔ آپ نے اپنے سامنے اس حکم کی تعمیل کرائی ہے اور عام طور پر یہ ارشاد فرمایا۔ پس حضورؐ کا فرمان، سب کے فرمان پر مقدّم ہے۔ آپ ایک حکم دیں اور دوسرے اس سے روکیں۔ اس حالت میں آپ کے حکم کا انکار کر کے دوسرے کے حکم کی تعمیل ہمارے نزدیک ایمان کے خلاف ہے۔ ہمارے امام حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں: اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي۔ یعنی جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ اور بھی اسی طرح کے بہت سے اقوال امام همام رحمۃ اللہ علیہ کے موجود ہیں۔

یہ سُنّت وہ سُنّتِ موکّدہ ہے، کہ مروان بن حکم کے زمانہ میں فرمانِ شاہی ہوا تھا کہ جب بادشاہ خطبہ پڑھ رہے ہوں تو کوئی دو رکعت نماز نہ پڑھے کیونکہ اس میں شانِ شاہی کی تحقیر ہے۔ لیکن جب صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہٗ ایسے ہی موقع پر پہنچتے ہیں تو آپ اس قانونِ حکومت کی بالکل پرواہ نہیں کرتے اور دو رکعتوں کی نیت باندھ لیتے ہیں۔ حکومت کے سپاہی ان کی طرف لپکتے ہیں کہ انہیں ماریں پیٹیں اور جبراً ان کی یہ نمازیں تڑوا دیں۔

لیکن آپ اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور اس سُنّت کو ادا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ سُنّتِ رسول کسی بادشاہ کے حکم اور قانون پر قربان نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ تمام قوانینِ سلطنت ایک سُنّت پر بائیں پاؤں تلے روندے جاسکتے ہیں (ملاحظہ ہو ترمذی شریف)۔ الغرض یہ حکم کہ خطبہ ہوتے ہوئے دو رکعت آنے والا نہ پڑھے یہ مروانی بدعت ہے۔ اس بادشاہ نے عید کے خطبہ کو بھی نماز سے پہلے کر دیا تھا۔ حالانکہ حضورؐ اسے بعد از نمازِ عیدین پڑھا کرتے تھے۔ پس سُنّت کے مقابلہ پر کسی کا قول و فعل کوئی چیز نہیں۔ ❊

(۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ۔ لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَکُوْنَنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ ۝ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّابْنُ مَاجَةَ وَغَیْرُهُمَا)

"یعنی حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے منبرِ نبویؐ پر حضورؐ کے خطبے میں یہ بھی سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا: یا تو لوگ جمعہ میں حاضر نہ ہونے سے باز آئیں گے۔ ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر مار دے گا جس سے وہ بالکل غافل ہو جائیں گے۔"

(۲۷) احکامِ جمعہ کے بیان میں ایک خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بھی سُن لیجئے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ یَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَیْتَ وَاٰنَیْتَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَغَیْرُهٗ)

"یعنی حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جمعہ والے دن جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے، ایک صاحب آئے اور لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے آنے لگے۔ آپ نے اس طرح انہیں کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: بیٹھ جاؤ، تم نے ایذا دی اور دیر لگائی۔"

معلوم ہوا کہ جسے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ لوگوں پر سے کودتا ہوا، صفیں چیرتا ہوا آگے نہ بڑھے۔ یہ حرام ہے کہ ایک تو دیر کر کے آیا، دوسرے اوروں کو ایذا دی۔ بلکہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ ایسا شخص گویا جہنّم کے پُل پر چڑھ رہا ہے اور چل رہا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ نماز سے فراغت پا کر حضورؐ نے اس سے پوچھا کہ ہمارے ساتھ جمعہ ادا کرنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ مطلب یہ تھا کہ یہ جو تم نے لوگوں کے سروں پر سے چھلانگیں ماریں، اس سے تمہارے جمعہ کا ثواب جاتا رہا۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ محض اس لئے کہ میں کسی ایسی قریب جگہ بیٹھوں کہ آپ کی نگاہیں مجھ پر پڑیں۔ آپ نے فرمایا، میں نے تو دیکھا کہ تم نے ان کی گردنیں پھلانگیں

اور انہیں ایذا دی. سُنو! جو مسلمان کو ایذا دے، اس نے گویا مجھے ایذا دی اور مجھے ایذا دینا گویا خدا کو ایذا دینا ہے۔

(۲۸) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ہ وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا ہ وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَۃِ ذِکْرِکُمْ لَہٗ ہ وَکَثْرَۃِ الصَّدَقَۃِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ ہ تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا ہ وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَۃَ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا ، فِیْ یَوْمِیْ ھٰذَا ، فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا ، مِنْ عَامِیْ ھٰذَا ہ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ہ فَمَنْ تَرَکَھَا فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ بَعْدِیْ ، وَلَہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَآئِرٌ ہ اِسْتِخْفَافًا بِھَا وَجُحُوْدًا بِھَا فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَہٗ ہ وَلَا بَارَکَ لَہٗ فِیْ اَمْرِہٖ ہ اَلَا وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ ہ اَلَا وَلَا زَکٰوۃَ لَہٗ ہ اَلَا وَلَا حَجَّ لَہٗ ہ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَہٗ ہ اَلَا وَلَا بِرَّ لَہٗ ہ حَتّٰی یَتُوْبَ ہ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ہ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا، لوگو! اللہ کی طرف رجوع کرو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آئے۔ مرنے سے پہلے توبہ کرلو۔ کوئی آفت آجائے اس سے پہلے نیکیاں کرلو۔ وہ تعلق جو تمہارے اور خدا کے درمیان ہے اُسے جوڑنا اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرنے سے ہی ہوگا، اور بکثرت صدقہ دینے سے۔ پوشیدہ پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی۔ یہی وہ چیز ہے جس سے تمہاری روزیوں میں برکتیں ہوں گی، تمہیں دشمنوں پر غلبہ ہوگا اور ہر نقصان کی تلافی ہو جائے گی۔ ذکر اللہ اور خیر خیرات میں یہ فوائد ہیں۔ لوگو! معلوم کرلو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا ہے میری اس جگہ میں، آج کے دن، اس ماہ اور اس سال میں۔ وہ آج سے لے کر رہتی دنیا تک فرض رہے گا۔ قیامت تک اس کی فرضیت ٹلے گی نہیں۔ جو شخص میری زندگی میں یا میرے بعد چھوڑ دے، امام اس وقت خواہ عادل ہو یا ظالم۔ اور چھوڑے اُسے ہلکا سمجھ کر یا اس کا انکار کر کے، اس کے لئے میری بددعا ہے کہ۔ پروردگارِ عالم اس کے تمام کام اس پر پراگندہ کر دے، اس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہ ہو۔ خدا کرے اس کے کسی کام میں برکت نہ ہو۔ یاد رکھو! اس طرح جمعہ کی نماز چھوڑنے والے کی نہ نماز قبول ہے، نہ زکوٰۃ، نہ اس کا حج ہے، نہ اس کا روزہ۔ بلکہ جب تک وہ توبہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کی کسی نیکی کو قبول نہ فرمائے گا۔ ہاں سچے دل سے توبہ کرنے والوں کی توبہ جنابِ باری بھی قبول فرماتا ہے“

محترم بھائیو! کس قدر افسوس ہے، اُن نام کے مسلمانوں پر جو جمعہ کے مبارک دن کی بھی قدر نہیں کرتے۔ پروردگار عالم کے اس عام دربار دُربار میں بھی حاضری نہیں دیتے۔ مجھے کہنے دیجئے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نمک حرام گندے بندے ہیں. جمعہ کی فرضیت کا حضورؐ کا یہ خطبہ آپ کے سامنے ہے، جو گویا تفسیر ہے آیۂ کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی "اے مومن بندو! جمعہ کی اذان سنتے ہی ذکرِ اللہ کی طرف لپکو۔ کام کاج تجارت کسب خرید و فروخت اور کل دُنیوی اشغال چھوڑ دو، جنہیں اذانِ جمعہ نے اب تم پر حرام کر دیا ہے۔ کاش کہ تم صحیح علم رکھتے تو یقین جان لیتے کہ یہی تمہارے حق میں بہتر و افضل ہے۔" ❁

میرے عزیزو اور بزرگو! واللہ کلیجہ کانپتا ہے، دل دہلتا ہے کہ جہاں ایک طرف مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں، وہاں دوسری جانب ایک گروہ وہ بھی ہے جو جمعہ کی فرضیت کا بھی ایک حد تک منکر ہو بیٹھا ہے۔ صاف کہتے ہیں کہ دیہات میں گاؤں گوٹھ میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ یہ ہے خدا کے کلام کو بدل دینا، یہ ہے فرض کو حرام ٹھیرانا۔ مسلمانو! آیتِ قرآن پر دوبارہ نظر ڈال جاؤ۔ آیت ہر ایماندار پر جمعہ فرض کر رہی ہے، خواہ گاؤں کا ہو، خواہ شہر کا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی فرضیت پُر زور طریق پر کھلے لفظوں میں بتاکید بیان فرما رہے ہیں۔ اپنے وقت سے لے کر قیامت تک اس کی فرضیت اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرما رہے ہیں۔ ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ۔ یعنی "جمعہ حق ہے، واجب ہے ہر مسلمان پر"، یعنی خواہ وہ شہر میں رہتا ہو، خواہ دیہات میں یا گاؤں گوٹھ میں۔ دارقطنی کی حدیث میں ہے: مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَیْہِ الْجُمُعَۃُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر جس کا ایمان ہو، اُس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے۔" لیکن ایک گروہ کہتا ہے کہ نصف سے بھی کم مسلمانوں پر فرض اور نصف سے بہت زائد مسلمانوں پر فرض نہیں۔ حالانکہ قرآن کی کسی آیت میں، صحاح وغیرہ کی کسی حدیث میں یہ نہیں۔ پھر کیا قیامت ہے کہ اقوالِ فقہاء کو، قیاساتِ ائمہ کو داخلِ دین کر کے آج ہم خدا کے فرائض کو منسوخ کرنے بیٹھ گئے؟ میں اس سے پہلے کے خطبہ میں اسے بخوبی وضاحت و دلائل سے بیان کر چکا ہوں کہ کلامُ اللہ و کلامِ رسول کو کلامُ النّاس کے مقابلہ میں چھوڑنے والا، اسلام سے دستبرداری کرنے والا ہے۔ پس خدا کی مانو، اُس کے رسول کی مانو، قرآن کی مانو، حدیث کی مانو، اور جمعہ دیہاتوں میں اور شہروں میں قائم کرو۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا لگ جائے گی۔ عمر بھر پریشانیوں میں گھرے رہو گے۔ برکتیں ہٹ جائیں گی۔ نیکیاں برباد اور گناہ لازم ہو جائیں گے۔

سنو! اسلام میں سب سے پہلا جمعہ جو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا وہ بقیع نامی ایک گاؤں میں ہی پڑھایا تھا، جو مدینہ[1] شریف کے پاس ہے۔ اُس وقت یہاں مسلمانوں کی کُل تعداد صرف چالیس تھی۔ رضی اللہ عنہم

[1] اور خود مدینہ شریف بھی تو اس زمانے میں ایک گاؤں ہی تھا جس میں آپ نے تشریف لانے پر جمعہ قائم فرمایا جیسا کہ علامہ ابن حزم نے محلّی میں وضاحت کے ساتھ اس چیز کو بیان فرمایا ہے۔ ۱۲۔ محمد داؤد راز

اجمعین۔ (ملاحظہ ہو ابن ماجہ وغیرہ)

(۲۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ اَتَی الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے سنا ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے آنے والے کو چاہیئے کہ غسل کرے۔"

گو یہ غسل فرض وواجب تو نہیں رہا، لیکن ہاں اس کی سخت تاکید ہے۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔ لیکن چونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ صرف وضو بھی کافی ہے اس لئے فرضیتِ غسل جاتی رہی۔ تاہم جمعہ کے دن غسل ضرور کرلینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: جو شخص جمعہ والے دن خوب اچھی طرح نہائے دھوئے، غسل کرے اور سویرے سویرے مسجد میں جائے۔ پیدل چل کر جائے، سواری پر نہ جائے اور امام سے قریب ہو کر بیٹھے، اور کان لگا کر خطبہ سنے اور کوئی لغویت نہ کرے۔ اثنائِ خطبہ میں کلام وغیرہ نہ کرے تو اسے اپنے ایک ایک قدم پر ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ یعنی سال بھر کے روزوں کا اور سال کی تمام راتوں کے قیام کا۔ (ابوداؤد وغیرہ)

(۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا عَلٰٓی اَحَدِكُمْ لَوِ اشْتَرٰی ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰی ثَوْبَیْ مِهْنَتِہٖ۔ وَفِیْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اِنْ وَجَدَ سَعَةً۔ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

"حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں: میں نے اپنے کانوں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو جمعہ کے خطبے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا حرج ہے اگر وسعت وفراخی اور کشادگی والے لوگ جمعہ کے دن کا لباس معمولی لباس کے علاوہ رکھ لیا کریں۔ گو ضروری نہیں لیکن بہت ہی بہتر وافضل یہی ہے۔"

پس جہاں تک ہوسکے جمعہ کے دن اچھا لباس پہن کر آیا کرو۔ خوشبو مل لیا کرو۔ مسجد کو معطّر کردو۔ میلے کچیلے بن نہائے، سڑے بھسے کپڑے پہنے نہ آؤ۔ یہ تمہاری عید کا دن ہے۔ اس دن دانتوں کو بھی خوب صاف کر لیا کرو۔ اچھی طرح مسواک کیا کرو تاکہ بدبو کا ازالہ ہو جائے۔ مجمع میں خراب ہوائیں نہ پھیلیں۔ ایک سے ایک کو تکلیف نہ ہو۔ یہ جمعہ آٹھ دن کے گناہ معاف کرا دیا کرتا ہے۔ یہ بڑی فضیلت کا دن ہے۔ اس دن کی قدر وعزت کرو۔ سنو! حدیث شریف میں موجود ہے کہ اس دن جس قدر امام سے قریب بیٹھو گے اُسی قدر قیامت کے دن خدا کا

قرب اور اس کی نزدیکی حاصل ہوگی۔ اور جمعہ کی حاضری میں جس قدر تاخیر کروگے، گو جنت میں جاؤ گے لیکن رہوگے وہاں بھی پیچھے ہی پیچھے۔ آج جامع مسجد کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں، جو آنے والوں کے نام نمبروار درج کرتے رہتے ہیں۔ ہاں امام کے منبر پر آتے ہی وہ اپنے دفتر سمیٹ لیتے ہیں۔ پس آگے بڑھو، پیچھے نہ ہٹو۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسرے جمعہ کا دوسرا خطبہ۔ جس میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سات خطبے ہیں

(۳۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ٥ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ٥ اَمَّا بَعْدُ ٥ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ ، يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا ٥ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ ٥ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ ٥ (رَوَاهُ مَالِكٌ)

"حمد و صلوٰۃ کے بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے خطبے میں ایک دن فرمایا کہ اے مسلمانو! تمہارے اِس جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے عید کا دن بنایا ہے۔ تم اس دن غسل کرلیا کرو۔ اور جس کے پاس خوشبو ہو کیا حرج ہے اگر وہ جمعہ والے دن مل لیا کرے؛ اور مسواک ضرور کیا کرو۔"

(۳۲) جمعہ کے خطبے میں لوگوں نے عبارت آرائی اور بعض ایسی ہی غیر ضروری چیزیں شامل کرکے اسے جسم بے جان بنالیا ہے۔ حالانکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کا حال حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

كَانَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا ٥ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ ٥ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا ٥ وَخُطْبَتُهٗ قَصْدًا ٥ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

"جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے۔ دونوں کے درمیان بیٹھ جایا کرتے تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو پند و نصیحت، وعظ و بیان سناتے۔ آپ کی نماز نہ تو بہت زیادہ لمبی ہوتی تھی، نہ بالکل مختصر۔ اسی طرح خطبہ بھی نہ بہت دراز ہوتا نہ بالکل مختصر۔

بلکہ نماز و خطبہ دونوں درمیانی درجے کے ہوتے تھے"۔

اس کی تفصیل بھی ابوداؤد کی حدیث میں آئی ہے کہ حضورؐ آتے ہی منبر پر چڑھ جاتے۔ مؤذّن اذان شروع کر دیتا۔ اذان ہو جانے کے بعد آپؐ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں خاموش رہتے۔ پھر دوبارہ کھڑے ہو کر خطبہ بیان فرماتے۔ مسلم شریف میں ہے۔ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے جاتے۔ حضرت عمرو بن حُریث رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ جمعہ کے خطبے کے وقت حضورؐ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا جس کے دونوں پلّے آپؐ اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (رواہ مسلمؒ)۔ ؞

(۳۳) حضرت یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۔ (متفق علیہ)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے خطبے میں منبر پر یہ آیت شریف تلاوت فرما رہے تھے: وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط یعنی جہنمی چلّائیں گے اور ناقابلِ برداشت عذابوں کی تاب نہ لا کر شور مچائیں گے اور کہیں گے کہ اے داروغۂ جہنّم! تم ہی جنابِ باری میں دعا کرو کہ وہ ہمیں موت دیدے"۔ (قَالَ اِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ ۝ وہ جواب دیں گے کہ اے کافرو تمہاری موت کو موت آگئی۔ اب تو تم ہمیشہ یہیں ان ہی عذابوں میں اور اسی حال میں پڑے رہو گے) ؞

(۳۴) آیئے میں آپ کو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبے کا ایک عجیب واقعہ سناؤں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا اسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ اجْلِسُوْا ۔ فَسَمِعَ ذٰلِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ۔ فَجَلَسَ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

" ایک مرتبہ آپ خطبے کے لئے جمعہ کے دن منبر پر آئے اور فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، آ رہے تھے۔ ابھی مسجد کے دروازے پر ہی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مبارک الفاظ کان میں پڑے کہ آپ بیٹھ جانے کا حکم فرما رہے ہیں وہیں بیٹھ گئے، ایک قدم آگے کو نہ اُٹھایا۔ آپ نے جب انہیں وہاں بیٹھے ہوئے دیکھا تو دوبارہ ارشاد فرمایا کہ عبداللہ آؤ! یہاں آ کر بیٹھو"۔

آپ نے صحابۂ کرام رضی کی حکم برداری دیکھ لی؛ کہ الفاظ کان میں پڑتے ہی حکم کی بجا آوری کر لی۔ یہ نہیں کہ حیلے حوالے ٹٹولیں۔ سچی تابعداری یہی ہے۔ اللہ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ آمین! جمعہ کے دن گوٹ مار کر یعنی کپڑے سے یا ہاتھوں سے گھٹنوں کو تھام کر راحت سے بیٹھنا ممنوع ہے۔ اس لئے کہ اس طرح نیند آجائے گی اور خطبہ سنا نہ جائے گا۔

ہاں جب یہ خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ترمذی و ابوداؤد وغیرہ ملاحظہ ہو)۔ بیٹھے بیٹھے اگر نیند آنے لگے تو اُسے چاہئے کہ جگہ بدل دے۔ تاکہ اس حرکت سے نیند اُڑ جائے۔ (ملاحظہ ہو ترمذی شریف)۔ کسی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر آپ اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ امام کے خطبے کے وقت آپس میں بات چیت کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایسے شخص کی مثال گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں، اور جو اُس سے کہے چُپ رہو، اس کا بھی جمعہ نہیں ہوتا۔ (ملاحظہ ہو مُسند احمد) بلا عُذرِ شرعی محض سُستی اور کاہلی سے جو شخص تین جمعہ چھوڑ دے، اُس کے دل پر مُہرِ خداوندی لگ جاتی ہے۔ (نسائی وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے)۔ غلام، عورت، سخت بیمار اور بچے پر جمعہ فرض نہیں۔ (ابوداؤد)۔ یہ لوگ ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ مسلم شریف میں ہے، حضورؐ فرماتے ہیں، میرا قصد ہو رہا ہے کہ جو لوگ جمعہ میں نہیں آتے اُن کے گھر جلا دوں۔ جمعہ کا تارک خدا کے نزدیک منافق ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں: جمعہ کا دن تمام دنوں کا سید و سردار ہے۔ یہ دن خدا کے نزدیک سب دنوں سے زیادہ عظمت و حُرمت والا ہے۔ بلکہ یہ دن عیدِ اضحیٰ اور عید الفطر سے بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔ اس میں پانچ عجیب باتیں ہیں:۔ اوّل اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا۔ دوم اسی دن انہیں زمین پر اُتارا۔ سوم اسی دن انہیں فوت کیا۔ چہارم اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے وہ عطا فرماتا ہے۔ ہاں حرام چیز کا سوال نہ ہو۔ پنجم اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ تمام مُقرّب فرشتے، آسمان، زمینیں، ہوائیں، پہاڑ، سمندر سب کے سب اس دن دہشت زدہ رہتے ہیں کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے۔ (رواہ احمد) قبولیت کی جس ساعت کا ذکر اس حدیث میں ہے وہ یا تو امام کے منبر پر آنے سے لے کر نمازِ جمعہ کا سلام پھیرنے تک ہے یا عصر کے بعد سے مغرب کے وقت تک۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ پس جمعہ کے دن غروبِ آفتاب سے قبل ہی اگر ہو سکے تو ربّ العالمین کی طرف متوجّہ ہو جایا کرو۔ یہ غفلت کا وقت نہیں ہے۔ اس دن کا ایک وظیفہ یہ بھی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھنے چاہئیں۔ اس دن سورۂ کہف کی تلاوت بھی ضرور کر لیا کرو۔ (ترغیب وترہیب)

(۳۵) فِیْ مَرَاسِیْلِ عَطَآءٍ وَّغَیْرِہٖ اَنَّہٗ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ اَقْبَلَ بِوَجْہِہٖ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ قَالَ الشَّعْبِیُّ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ یَفْعَلَانِ ذٰلِکَ۔ (زاد المعاد)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک تھی کہ منبر پر چڑھتے ہی لوگوں کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا کرتے۔ السّلام علیکم۔ اسی سنّت پر حضرتِ صدیقِ اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی عامل رہے۔"

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اکثر خطبوں کا خاتمہ استغفار پر ہوا کرتا تھا۔ ابو داؤد میں ہے کہ خطبوں کے وقت عموماً آپؐ کے ہاتھ میں لکڑی ہوتی تھی۔ کبھی کبھی (شاید جہاد کے میدان میں) آپ کمان پر بھی ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ حاجت اور مصلحت کے مطابق آپ کے خطبے ہوا کرتے۔ جس چیز کے بیان کا وقت ہوتا اُسی کو آپ بیان فرما دیا کرتے۔ جناب باری عزّ وجلّ کی بڑائی، اس کے احسان و انعام کا ذکر، قواعدِ اسلام، دوزخ جنّت کا بیان، تقویٰ کی ہدایت، غضب خدا سے بچنے کا اور رضا مندیِ رب حاصل کرنے کا حکم ہر خطبہ میں ضرور ہوا کرتا تھا۔

(۳۶) چنانچہ بسا اوقات اپنے خطبہ میں فرماتے :

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّکُمْ لَنْ تُطِیْقُوْا اَوْلَنْ تَفْعَلُوْا کُلَّ مَآ اُمِرْتُمْ بِہٖ، وَلٰکِنْ سَدِّدُوْا وَاَبْشِرُوْا۔ (رَوَاہُ ابْنُ الْقَیِّمِ فِیْ زَادِ الْمَعَادِ)

"لوگو! ناممکن ہے کہ سارے ہی دین پر تم سے عمل ہوتا رہے۔ کبھی کوئی گناہ تقصیر تم سے سرزد ہی نہ ہو۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں ٹھیک ٹھاک رہو، درستگی پر جمے رہو۔ جہاں تک ممکن ہو اپنی روش سنّت کے مطابق رکھو پھر کوئی وجہ نہیں کہ تم مایوس کر دیئے جاؤ۔ خوش رہو اور امیدوارِ مغفرت رہو۔"

(۳۷) ایک مرتبہ آپ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ کے نواسے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما آگئے۔ سُرخ رنگ نیچے نیچے کرتے پہنے ہوئے تھے، اور گرتے پڑتے آرہے تھے۔ اُنہیں دیکھ کر آپؐ نے خطبہ چھوڑ دیا اور اُتر کر دونوں نواسوں کو اٹھا لیا پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا :

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ۝ رَأَیْتُ ھٰذَیْنِ یَعْثُرَانِ فِیْ قَمِیْصَیْھِمَا فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ کَلَامِیْ فَحَمَلْتُھُمَا۔ (زاد المعاد)

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد یں تمہارے لئے فتنہ اور آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں بچّوں کو اپنے کُرتوں میں اُلجھتے گرتے پڑتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ خطبہ چھوڑ کر انہیں اُٹھا لیا۔"

مُسلم بھائیو! اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ جمعہ کے متعلق کچھ اور بیان بھی سُن لو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دن خصوصیت کے ساتھ ہمیں عطا فرمایا ہے۔ یہود و نصاریٰ دونوں اس لحاظ سے گرے ہوئے ہیں۔ ہفتہ یہود کا دن ہے۔ اتوار نصرانیوں کا دن ہے۔ اسی طرح مراتب اور درجات میں بھی بحمد اللہ یہ اُمّت ان اُمّتوں سے آگے ہے۔ اس دن کا نام فرشتوں میں یَوْمُ الْمَزِیْد ہے۔ یعنی خدائی انعام و اکرام کا یہ دن ہے۔ دنیا کے دنوں کے انداز سے گویا اسی دن جنّتیوں کے لئے جنّت میں دربارِ عام منعقد ہوا کرے گا۔ جہاں انھیں بہت سی نعمتیں بڑھا دی جائیں گی۔ اور جہاں وہ کلام رب سُنیں گے اور دیدارِ خداوندی سے لُطف اندوز ہوں گے۔

اس دن صبح کی فرض نماز میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ پڑھا کرتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۂ ھَلْ اَتیٰ۔ یہی مسنون طریقہ ہے۔ لیکن افسوس بہت سے مسلمان محض اس وجہ سے اِس سُنّت کے تارک ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں اس کی سُنّیت تسلیم نہیں کی گئی۔ بلکہ آپ حیرت واستعجاب سے سُنیں گے کہ فقہا رنے لکھا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ نعوذ باللہ! اس کے صاف معنیٰ یہ ہوئے کہ سُنّتِ رسولؐ پر عمل کرنا مکروہ ہے۔ ایسے موقع پر ایک سچّے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ بآوازِ بلند خدا کو اور اس کی مخلوق کو گواہ کرکے کہدے کہ اللہ کے رسولؐ سچّے۔ مخالفینِ حدیث جھوٹے۔ رسولؐ اللہ کا عمل عمل کے لائق۔ اس سُنّت کو مکروہ کہنے والوں کی بات ہمارے نزدیک مکروہ اور ناپسند۔

جمعہ کے دن کا ایک مخصوص حکم یہ بھی ہے کہ اس دن زوال کے وقت نماز ممنوع نہیں۔ حدیث میں ہے کہ اس دن جہنّم بھڑکائی نہیں جاتی۔ جمعہ کی نماز میں حضور علیہ السّلام عموماً سورۂ سَبِّحِ اسْمَ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں سورۂ ھَلْ اَتَاکَ پڑھا کرتے تھے، یا سورۂ جمعہ اور سورۂ مُنافقون۔ اس دن اپنی مسجدوں کو معطّر رکھا کرو۔ خلیفۃ الرّسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نعیم کو خاص اس کام پر مقرّر کیا تھا کہ وہ جمعہ والے دن مسجد کو مُعطّر رکھیں۔ بلکہ اسی وجہ سے ان کو نعیم مجمر کہا جاتا ہے۔

مُسند احمد میں حدیث ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: یہودیوں کو اس جُمعہ پر، اور خانۂ کعبہ کے قبلہ ہونے پر، اور امام کے پیچھے ہم جو آمین کہتے ہیں اِس پر سخت تر حسد ہے۔ جمعہ کی ایک یہ خصوصیت بھی واضح رہے کہ صرف اس دن کا قصداً روزہ رکھنا منع ہے۔ مسند احمد میں ہے۔ حضرت جُنادہ ازدی اپنی قوم کے سات اور آدمیوں کے ساتھ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں جمعہ والے دن حاضر ہوتے ہیں۔ اس وقت آپؐ ناشتہ کر رہے تھے۔ آپؐ نے انہیں بھی ناشتے کے لئے بلایا۔ انہوں نے کہا ہم تو روزے سے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کل کا روزہ رکھا تھا؟ کہا نہیں فرمایا: آنے والے کل کا روزہ رکھوگے؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا: پھر اس جمعہ کے روزے کو بھی افطار کرلو۔ چنانچہ ہم سب آپ کے ساتھ بیٹھ گئے اور روزہ توڑ دیا۔ پھر آپ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں آئے، منبر پر بیٹھے اور پانی منگوا کر سب کے دیکھتے ہوئے نوش فرمایا۔ تاکہ سب لوگ معلوم کرلیں کہ جمعہ والے دن حضورؐ روزہ نہیں رکھا کرتے۔

الغرض جمعہ بڑی فضیلت کا دن ہے۔ اس کا خاص اہتمام کیا کرو۔ نمازِ جمعہ حضور علیہ السّلام سورج ڈھلنے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اذان آپ کے وقت میں ایک ہی ہوتی تھی، جبکہ آپ منبر پر بیٹھ جاتے۔ جمعہ کی ایک رکعت بھی جسے باجماعت نہ ملے وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔ امام خطبہ کھڑا ہو کر کہے۔ قرآن سے اور سنّت سے یہی ثابت ہے۔ بلکہ جو بلا عذر بیٹھ کر خطبہ کہے وہ بدعتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چوتھے جمعہ کا پہلا خطبہ جس میں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چار خطبے ہیں

(۳۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۝ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ وَلِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِیْھَا سَمِعُوْا لَھَا شَھِیْقًا وَّھِیَ تَفُوْرُ ۝ تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْھَا فَوْجٌ سَاَلَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِھِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝

روئے زمین کے درختوں کی قلمیں بنا کر اور روئے زمین کے پانیوں کی روشنائی گھول کر بھی اگر رب العالمین معبودِ برحق کی حمد و ثنا لکھی جائے تو قلمیں گھس جائیں گی، سیاہیاں ختم ہو جائیں گی، لیکن رب کے پیارے اور نہ ختم ہونے والے اوصاف کبھی ختم نہ ہوں گے۔ دنیا کی عمر کے برابر عمر پاکر بھی اگر کوئی شخص خدا کی ان گنت اور بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہے تو ناممکن۔ ہر ہر سانس پر رب کی تسبیح و تکبیر پڑھتا ہے مگر اس کی پاکیزگی اور بڑائی کے مقابلہ میں پھر بھی کچھ نہیں۔ ہواؤں میں اڑنے والے پرند، سوراخوں میں رہنے والے جانور، گردن جھکا کے چلنے والے چوپائے، زمین پر رینگنے والے کیڑے، گھنے جنگلوں میں بادشاہت کرنے والے درندے، سربفلک پہاڑوں کی چوٹیاں، بچھی ہوئی اور پھیلی ہوئی زمین، روانی سے بہتے ہوئے دریا، موجیں مارنے والے سمندر، خاموش درخت، باادب فرشتے، ناری اور ترابی مخلوق، زنّاٹے بھرتی ہوئی طاقتدار ہوا، اونچا اور جھکا ہوا آسمان، چمکتے ہوئے ستارے اور سورج چاند۔ ہاں کائنات کا ایک ایک ذرّہ جس کی تعریفوں کے بیان میں مشغول ہے۔ وہ ذاتِ اقدس الٰہ العالمین اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہی ہے۔ سب اسی کے محتاج اور وہ سب سے بے نیاز، سب اس کا دیا کھانے والے

اور اس کا ہاتھ تکنے والے۔ کسی کو ایک نتھنا پھڑ کانے کی، ایک سانس لینے کی، بلکہ مُنھ پر سے مکھی اُڑانے کی طاقت بھی نہیں۔ اس کی عظمت کے سامنے سب دبکے ہوئے، اس کے دبدبے کے سامنے سب دست بستہ۔ کون سا دل ہے جس کی اس کی ذات سے اُمیدیں بندھی ہوئی نہ ہوں؟ کون سا دل ہے جو اُس کے خوف سے خالی ہو؟ سب کا مالک، سب کا رازق۔ وہی عزّت و ذلّت کا دھنی، امیری غریبی پر قادر۔ سارے مُلک کا تنہا مالک، مارنے اور جِلانے والا، تندرست اور بیمار کرنے والا۔ بھوک کے وقت نرم و گرم غذا دینے والا، پیاس کے وقت سرد و خنک پانی دینے والا، سوتے ہوؤں کی حفاظت کرنے والا وہی ہے۔ جس کا علم محیطِ کُل، جس کی قدرت ہر چھوٹے بڑے پر، جس کی سمع و بصر ادراک سے دُور، جو پانی کو پتّھر کر دینے پر، جو آگ کو باغ کر دینے پر، جو دشمن کو دوست کر دینے پر، جو رحمت کو زحمت کر دینے پر قادر ہے، وہ وہی ہے جس کی سلطنت آسمان و زمین پر ہے۔ جس کا حکم ہر شئے پر ہے۔ جس کا کوئی ارادہ مُراد سے جُدا نہیں۔ جس کا کوئی حکم ٹلتا نہیں جس کا کوئی فرمان بدلتا نہیں۔ جس کا نہ کوئی وزیر ہے نہ مُشیر، جس کا نہ کوئی ضدّ ہے نہ ندّ، جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ساجھی، جس کی نہ اولاد نہ ماں باپ، جس کی نہ قوم نہ برادری۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پھولوں میں خوشبو اُس کی دی ہوئی، منظروں میں دلفریبی اس کی رکھی ہوئی، چہروں میں خوبصورتی اس کی پیدا کی ہوئی، میاں بیوی میں، اولاد اور ماں باپ میں محبّت اس کی عطا فرمائی ہوئی۔ پھلوں میں ذائقہ اس کا دیا ہوا۔ پتّیوں میں رنگ اس کا بھرا ہوا۔ دریاؤں میں روانی اس نے دی، سورج چاند میں روشنی اس نے دی۔ زبان کو بولنے کی، آنکھوں کو دیکھنے کی، کانوں کو سُننے کی، دل کو سمجھنے کی، ہاتھوں کو پکڑنے کی، پاؤں کو چلنے کی، معدے کو ہضم کرنے کی طاقت اُسی نے دی ہے۔ وہ بے شمار نعمتیں ہمیں دے چکا، لیکن اس کے خزانے ویسے ہی بھرپور ہیں، جیسے ان نعمتوں کے دینے سے پہلے تھے۔ ہم اَن گنت نعمتیں اس سے لے چکے، لیکن ہماری محتاجی ویسی ہی ہے، جیسی ان نعمتوں کے ملنے سے پہلے تھی۔ نہ کبھی اس کی بے نیازی ختم ہو، نہ کبھی ہماری محتاجی ختم ہو۔ سب کی سُننے والا، گنہگاروں پر بھی شفقت رکھنے والا، کسی کو اپنے در سے محروم نہ پھیرنے والا، گرے پڑوں کو سہارا دینے والا، ضعیفوں اور عاجزوں کی فریاد رسی کرنے والا، مصیبتوں میں کام آنے والا، بے موسم کے پھل دینے والا، بڑھاپے میں اولاد دینے والا، مُردوں کو زندہ کر دینے والا، دُور و نزدیک کی سُننے والا وہی ہے۔

وہ کون ہے جو تم پر تم سے زیادہ مہربان ہے؟ وہ کون ہے جس نے ماں کے پیٹ میں تمہاری پرورش کی؟ وہ کون ہے جس نے دنیا میں آنے سے پہلے تمہاری خوراک ماں کے سینے میں جمع کر دی؟ وہ کون ہے جس نے آنکھ، ناک، کان اور زبان تمہیں دی؟ وہ کون ہے جو تمہیں کھلاتا پلاتا ہے، سُلاتا جگاتا ہے؟ بیوی بچّے، دوست احباب کس نے دیئے؟ آسمان سے پانی

اُتارنا، زمین سے اناج اُگانا کس کے ہاتھ ہے؛ اسی کے جس کا عرش آسمانوں پر ہے، جس کا حکم ہر جگہ ہے، جس کی سلطنت چپے چپے پر ہے۔ اسی کا نام اللہ ہے، وہی رحمٰن ہے، وہی رحیم ہے، وہی ربّ العالمین ہے، وہی عبادتوں کے لائق ہے۔

گلگشتِ چمن کروں کہ سیرِ صحرا دیکھوں　　یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں

ہیں چار طرف ترے ہزاروں جلوے　　حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالٰی جَدُّهٗ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ ۝

دنیا میں رحمت بن کر آنے والا، بھٹکتے ہوؤں کو راہ پر لگانے والا، رب کا پیارا، اُمّت پر مہربانیوں والا، خدا کا کلام لانے والا، رب کا پیام سُنانے والا، نبیوں میں سردار بننے والا، غیروں کا غم کھانے والا، دشمن پر رحم کرنے والا، بدخواہ کی خیرخواہی کرنے والا، غریبی کو امیری پر، فقیری کو بادشاہی پر ترجیح دینے والا، بوریہ نشینوں کو تختِ سلطنت دِلوانے والا، گڈریوں کو عالم کا سُلطان بنانے والا، اُمّیوں کو علماء کا استاد بنانے والا، ظُلمت کو نُور سے، کُفر کو ایمان سے، بُرائی کو بھلائی سے، بدی کو نیکی سے، رات کو دن سے، خزاں کو بہار سے، اندھیرے کو روشنی سے، شرک کو توحید سے، بدخصلتی کو خوش خُلقی سے بدلنے والا، معراج کو جانے والا، معجزے دِکھانے والا، رحمۃ للعالمین لقب پانے والا، ساری دنیا کی طرف بھیجا جانے والا، دنیا کو آباد کرنے والا، ویرانوں کو بسانے والا، کُفر کو توڑنے والا، اسلام کو پھیلانے والا، نیکی کی نیو رکھنے والا، خوش اخلاقیوں کا رواج دینے والا۔ رحمت کا نشیمن، معرفت کا معدن، علم کا برج، احسان کا مخزن، وہ جس نے خدا کی سلطنت پھیلائی، وہ جس نے پیتل کو سونا بنایا، وہ جس نے ربّ کی منادی سنائی، وہ جس نے حقانیت کی آواز لگائی، باطل کی طاقتوں کو جس نے میٹ دیا، مغروروں کے غرور ڈھا دیئے، باطل کے جھنڈے اُکھاڑ دیئے، کفر کی قلعی کھول دی، شیطان کو منہ چھپاتے ہی بنی، ضلالت کو منہ کی کھانی پڑی، شرک کو جان کھونی پڑی، بداخلاقی کا نام نہ رہا، گناہوں کا کام نہ رہا، جنّات کی حکومت کا خاتمہ ہوا، بُرائیوں کے دیئے بُجھ گئے، دھوکہ بازیوں کے چراغ گُل ہوگئے، بُت اوندھے منہ گرے، شراب خانے ویران ہوئے، قمار خانے خراب ہوئے، اڈّے اُٹھ گئے، بُت خانے اُجڑ گئے، صلیبیں اُتر آئیں، رسم و رواج کے طوق الگ ہوگئے، آبائی طریقے اُٹھ گئے، رحمت کی بدلیاں چھاگئیں، فضل کی بارش برسنے لگی، لُطف و کرم کا ایک نیا آسمان بنا، فیض و برکت کی نئی زمین قائم ہوئی، کفر کے لشکر ہلاک ہوئے، باطل کی دلیلیں ٹوٹیں، شیطانی فوجیں بھاگیں۔

ہاں وہ جس کی آمد نے دنیا کو لرزہ براندام کر دیا، ایک ایک دل میں جس کی دہشت سما گئی، ایک ایک پتّہ پتّہ بن گیا، ہر ایک بید کی طرح تھرّانے لگا، صرف رعب سے جی بیٹھا جانے لگا، جس کی شریعت صاف تھی، جس کی

فطرت نیک تھی، جس کی عصمت خدا کے ہاتھ تھی، جس کی نیکی عام تھی، جس کے کلام میں شیرینی تھی، جس کے چہرے پر نورانیت تھی، جس کے دل میں پاکیزگی تھی، جس کا سینہ کھلا ہوا تھا، جس کی سخاوت بڑھی ہوئی تھی، جس کی شجاعت بے نظیر تھی، جس کی حقّانیت کھلی ہوئی تھی، جس کی راہ خطرے سے خالی تھی، جس کے پاس خدا کی وحی آتی تھی، جس کے گھر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں، جو گناہوں سے معصوم تھے، جو خدا کی طرف سے محفوظ تھے، جن کے ساتھ آسمانی لشکر تھے، جن کی صحبت میں خدا کے چیدہ بندے تھے، جن کی زبان پر خدا کا کلام جاری تھا، سارے عالم کے افسر، صاحب حوض وکوثر، سرورِ رسولاں، شاہِ انس وجاں، یاسمینِ چمنِ محبوبیت، اورنگ نشینِ انجمنِ مقبولیت، بدر الدجیٰ، شمس الہدیٰ، یگانۂ ہر یگانہ، ہمائے ہر خانہ، زہد وقناعت میں بے بدل، صبر واستقامت میں ضرب المثل، مقرّبِ بارگاہِ ربّانی، مخزنِ کمالاتِ انسانی، لُطفِ ربّانی سے مسرور، نظرِ صمدانی کے منظور، متواضع بے نظیر، محبِّ فقر وفقیر، اکرام خداوندی سے سرفراز، منصب نبوّتِ عامّہ سے ممتاز۔

کون؟ وہ جس کی آمد کی بشارت ہر نبی نے دی۔ کون؟ وہ جس کی آمد کی خبر ہر کتاب میں لکھی گئی۔ کون؟ وہ جس کا نام پچھتّر کروڑ انسانوں کی زبان پر ہے۔ کون؟ وہ جس کی رسالت کی گواہی بلند مناروں پر گونج رہی ہے۔

اے ربّ العالمین تو اس رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن پر اپنے بے شمار درود وسلام نازل فرما۔ اے ہر جاندار کے مالک، تمام اِنس وجاں کی طرف آنے والے اس نبیؐ پر اپنے کروڑوں درود وسلام نازل فرما ؎

گُل ہے اگر بدن تو پسینہ گلاب ہے ؎ صلِّ علیٰ وہ جسمِ رسالتمآب ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

اے خدائے تبارک وتعالیٰ کے بندو! اور اے ختم المرسلینؐ کے اُمتیو! اس وقت آپ کے سامنے قرآن کریم کی سورۂ تبارک کی جو آیتیں تلاوت کی گئی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ قہّار وجبّار نے جو سزائیں کفّار کے لئے مقرر کی ہیں ان کا قدرے بیان فرمایا ہے کہ اس کی آگ نہایت تیز وتند ہے۔ وہ کلیجہ کو جھلسا دینے والی اور چہرے کو جھلسا دینے والی ہے۔ خود جہنّم کا ہر حصّہ اپنی تیزی کی وجہ سے اس طرح آپس میں دوسرے حصّے کو توڑ رہا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے اب یہ آتش کدہ پھٹا اور آسمان وزمین کو جلایا۔ کافروں اور مشرکوں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اور اوپر سے، نیچے سے، دائیں سے، بائیں سے آتشِ دوزخ انہیں پھونک رہی ہے۔ آہ! ہمدردی تو کون کرتا؟ اُلٹا ڈانٹا ڈپٹا جا رہا ہے کہ بدنصیبو کیا خدا کا پیغمبر تم تک نہ پہنچا تھا؟ شرم وندامت سے ہاں کہتے ہی بن پڑتی ہے۔ اپنے تئیں کوسنے لگتے ہیں۔ پھر جبّار وقہّار کی ڈانٹ پڑتی ہے کہ لعنت تم پر، میری نہ مانی! میرے رسولوں کو جھٹلایا! تھو ہے تم پر، اب پڑے جلتے رہو!!

الٰہی! ہماری توبہ ہے۔ ارحم الرّاحمین خدا ہم پر رحم، الٰہی ہم پر کرم۔ ہم تیرے ماننے والے ہیں۔ ہم تیری خدائی کے اقراری ہیں۔ الٰہی اپنی کریمی کے صدقے، ہمیں اس جہنّم سے بچا! ہمیں اپنی ناراضگی سے بچا! ہمیں اپنی ڈانٹ ڈپٹ سے بچا۔ آمین! ؟

(۳۹) محترم بھائیو! ایک طرف تو یہ لعنت ہوگی، یہ مار پیٹ ہوگی، یہ سزا اور عذاب ہوگا۔ اب دوسری طرف کی سُنئے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰى قُبَّةِ اُدُمٍ، فَقَالَ: اَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ ٥ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ؟ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ٥ اَتُحِبُّوْنَ اَنَّكُمْ رُبُعُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ٥ فَقَالَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ٥ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ٥ مَا اَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اِلَّا كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَاۤءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعَرَةِ الْبَيْضَاۤءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ ٥

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ سُنایا۔ اس وقت آپ چمڑے کے خیمے سے پشت ٹکائے ہوئے تھے۔ فرمایا: سُنو! جنّت میں صرف وہی شخص جائے گا جو مسلمان اللہ رسول کا تابعِ فرمان ہو۔ لوگو تم یہ کہو کیا میں نے خدائی پیغام تمہیں پہنچا دیا۔ ہم سب نے کہا، بیشک آپ نے فرمایا، پروردگار تُو گواہ رہ۔ پھر فرمایا: کیا تم اس سے خوش ہو کہ اہلِ جنّت کی چوتھائی تعداد صرف تمہاری ہی ہو؟ ہم سب نے کہا، ہاں یا رسول اللہ، ہم اس سے خوش ہیں۔ پھر فرمایا: اچھا اور لو، کیا تم راضی ہو کہ اہلِ جنّت کی ایک تہائی تعداد صرف تمہاری ہی ہو؟ ہم سب نے کہا، ہاں ہاں یا رسول اللہ اب تو ہم بہت ہی خوش ہیں۔ فرمایا: لو اور سُنو۔ مجھے ربّ العالمین سے اُمید بلکہ یقین ہے کہ جنّتی لوگوں کی تعداد کے دو حصّے ہوں گے۔ آدھے میں تو حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسٰیؑ تک کی اُمّت کے مسلمان لوگ۔ اور آدھوں آدھ صرف میری اُمّت۔ سُنو! تمہارے سوا کی اور اُمّتوں کے مقابلہ میں تمہاری گنتی اتنی کم ہے جیسے سفید رنگ بَیل کے جسم پر کچھ سیاہ بال ہوں۔ ظاہر ہے کہ یک رنگ بیل کے سفید بالوں کی نسبت اس دھبّے کے سیاہ بالوں کی تعداد بہت ہی کم ہوگی۔ ایسے ہی تم اور اُمّتوں کے مقابلے پر ہو۔ یعنی کفّار کے مقابلہ میں بحیثیت مسلمان ہونے کے تمہاری تعداد بہت کم ہے۔ یا اس کی مثال یوں سمجھو کہ جیسے سیاہ رنگ بیل کے سیاہ بالوں کے مقابلہ میں اس کے جسم کے ایک دھبّے کے سفید بال۔"

(۴۰) وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

جو خطبہ مع ترجمہ میں بیان کر چکا ہوں اس خطبے سے پہلے کا یہ خطبہ ہے۔ اس میں آپؐ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ: قیامت کے دن اللہ عزّ وجلّ حضرت

يَا اٰدَمُ، فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ۝ قَالَ
يَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ ۝ قَالَ وَمَا بَعْثُ
النَّارِ؟ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعِيْنَ
قَالَ فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ ۝ وَتَضَعُ
كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى
وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝
قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ ۝ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَيُّنَا ذَاكَ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ يَاْجُوْجَ
وَمَاْجُوْجَ اَلْفٌ وَّمِنْكُمْ رَجُلٌ ۝ قَالَ، ثُمَّ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا
رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَبَّرْنَا
ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ
اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ
تَعَالٰى وَكَبَّرْنَا ۝ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ
بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ
الْجَنَّةِ ۝ اِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ
الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ
فِيْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ ۝ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اے آدمؑ! آپ جواب دیں گے الٰہی میں حاضر ہوں، میری خوش قسمتی ہے کہ بجا آوریِ حکم کے لئے مستعد ہوں الٰہی ہر طرح کی خیر خیریت تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ جنابِ باری فرمائے گا اچھا اُٹھو اور اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ الگ کرو۔ حضرت آدمؑ عرض کریں گے الٰہی کتنوں میں سے کتنے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہ وہ وقت ہوگا جبکہ بچّہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حمل والی کا حمل گر جائے گا۔ تُو دیکھے گا کہ لوگ بدمست ہو رہے ہیں حالانکہ دراصل مدہوش نہیں، بلکہ اللہ کے عذاب بہت سخت ہیں۔ یہ سن کر صحابہؓ کے دل مُرجھا گئے۔ وہ غمگین اور افسردہ خاطر ہو کر آپؐ سے دریافت کرنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! ہر ہزار میں سے ایک ہی نجات پائے گا؛ خدا جانے وہ خوش نصیب کون ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: مایوسی کو دُور کرو، لو سنو، خوش ہو جاؤ، میں تمہیں ایک خوشخبری سناؤں۔ یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار اور تم میں سے ایک۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: سنو، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے تو اُمید ہے کہ کل اہلِ جنت کی چوتھائی تعداد صرف تمہاری ہوگی۔ اب تو صحابہ کرامؓ کے دل کھل گئے، خوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے لگے اور بے ساختہ منہ سے تکبیروں کی آواز بلند ہو گئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: لو اور خوشیاں مناؤ۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے تو یہ اُمید ہے بلکہ یقین ہے کہ تمام اہلِ جنت میں تہائی تعداد صرف تمہاری ہوگی۔ صحابہؓ نے اس پر اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور تکبیر بیان کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اُس خدا کی قسم جو میری جان کا مالک ہے، مجھے یقینی طور پر یہ اُمید ہے کہ تم آدھوں آدھ اہلِ جنت کے ہو۔ یعنی آدھے میں سب اُمتیں اور آدھے میں صرف محمدی۔ تمہاری مثال تو اور اُمتوں کے مقابلہ پر ایسی ہی ہے جیسے چند سفید بال، سیاہ رنگ بیل کے جسم پر۔ یا جیسے کوئی نشان جانور کے اگلے پیر پر۔ ٭

یہ نعمتیں اور رحمتیں یہاں ہوں گی، وہ لعنتیں اور سزائیں وہاں ہوں گی۔ اب جو شخص جیسا چاہے عمل کرے۔ دونوں راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ جہنّم کی نسبت فرمان ہے: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ یعنی اے کافرو اور مشرکو! اب اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتو! سُن لو، اب تو تمہیں عذاب ہی عذاب بڑھتے رہیں گے۔ سزاؤں پر سزائیں اور سختیوں پر سختیاں ہوتی رہیں گی۔ اب تم رحمتِ رحیم سے اور کرمِ کریم سے مایوس ہو جاؤ۔ ٹھیک اس کے بالمقابل اہلِ جنّت کی نسبت فرمان ہے: لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ جو چاہیں گے پائیں گے۔ اور جب ساری چاہتیں پوری ہو جائیں گی تو ہم اور بھی اپنی نعمتیں بڑھاتے جائیں گے۔ الغرض بڑا بھاری دن ہوگا۔ سزا اور جزا ہر اعتبار سے قیامت کا دن عظمت والا دن ہے۔ ✤

(۱۴) آئیے میں آپ کو اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوہِ صفا کا وہ زبردست خطبہ سُناؤں جسے آپ نے تمام مسلمانوں اور نامسلموں کو جمع کر کے سب کے سامنے پڑھا تھا۔ جو نبوّت کی پہلی نورانی اور سُریلی آواز تھی۔ قرآن کریم میں آیت نازل ہوتی ہے: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ اپنے خویش و اقربا کو، رشتے کنبے والوں کو ذرا بیدار اور ہوشیار کر دیجئے۔ اُسی وقت آپؐ قریشیوں کو جمع کرنے کے لئے کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ جاتے ہیں۔ با آوازِ بلند عادتِ عرب کے مطابق قوم کو آواز دیتے ہیں، لوگو دوڑو، لوگو دوڑو۔ اہلِ مکّہ گھبرا گھبرا کر لپکتے ہیں کہ الٰہی کیا بات ہے؟ آواز تو حضرت محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی ہے۔ جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو آپؐ فرماتے ہیں:

يَا بَنِيْ فُلَانٍ، يَا بَنِيْ فُلَانٍ، يَا بَنِيْ فُلَانٍ، يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ، يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟ قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا۔ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ۔ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ۔ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ۔ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ۔

"اے فلاں کی اولاد، اے فلاں کی اولاد، اے فلاں کی اولاد، اے عبد مناف کی اولاد، اے عبدالمطّلب کی اولاد! وغیرہ۔ جب سب آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ پہلے یہ بتلاؤ کہ اگر میں تمہیں کسی ایسی بات کی خبر دوں جو بظاہر غلط سی معلوم ہوتی ہو تو کیا پھر بھی تم مجھے سچّا کہو گے؟ سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ہاں بے شک ہم آپ کو سچّا سمجھیں گے۔ اس لئے کہ آج تک حالانکہ آپ کا سن چالیس سے تجاوز کر چکا، ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اس پوری عمر میں ایک مرتبہ بھی کوئی غلط اور جھوٹ لفظ اپنی زبان سے نکالا ہو۔ آپ نے فرمایا: اب سنو، میں تمہیں خدا کے عذابوں سے ڈرا رہا ہوں جو بڑے سخت ہیں، جو تمہارے سامنے ہی ہیں۔ جو اُس کے اور اُس کے رسول کو نہ ماننے کی وجہ سے تم پر برس پڑیں گے

یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ ۝
یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ ۝ فَاِنِّیْ
لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ۝ غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ
رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا ۝ وَفِیْ رِوَایَةٍ، یَا
فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ۝ یَا صَفِیَّةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ۝ یَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ۝
لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ۝ سَلُوْنِیْ مِنْ
مَّالِیْ مَا شِئْتُمْ ۝ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ، اِشْتَرُوْٓا
اَنْفُسَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۝ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ
شَیْئًا ۝ اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ
شَدِیْدٍ ۝ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُکُمْ کَمَثَلِ رَجُلٍ
رَاَی الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ یَرْبَاُ اَهْلَهٗ ۝ فَخَشِیَ
اَنْ یَّسْبِقُوْهُ ۝ فَجَعَلَ یَهْتِفُ یَا صَبَاحَاهُ ۝
فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّکَ، اَمَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِهٰذَا،
ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ . تَبَّتْ
یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ
وَمَا کَسَبَ ۝ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّ
امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ
مِّنْ مَّسَدٍ ۝ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) ع

پس ہوشیار ہوجاؤ۔ میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔ اے کعب بن لوی کی اولاد، اپنے تئیں جہنّم سے بچالو۔ اے بنو مُرّہ بن کعب تم بھی آگِ دوزخ سے بچاؤ کرلو۔ اے اولادِ عبد شمس، تم بھی آگِ دوزخ سے بچ جاؤ۔ اے عبدِ مناف کے خاندان والو، تم بھی اپنے تئیں آگ سے بچالو۔ اے بنو ہاشم، تم بھی ایمان قبول کرکے خدائی آگ سے نجات حاصل کرلو۔ اے میری پیاری بچّی فاطمہؓ، تم بھی اپنے تئیں دوزخ سے بچالو۔ اے میری پھوپھی جان صفیّہ بنت عبد المطّلب، تم بھی آتشِ دوزخ سے بچنے کا سامان کرلو۔ اے عبّاسؓ میرے چچا، آپ بھی ایمان قبول کرکے نارِ جہنّم سے چھٹکارا حاصل کرلیجئے۔ سُن لو، میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک خدا کے ہاں نہیں ہوں۔ میری قرابت پر مطمئن ہوکر عملِ نیک چھوڑ نہ بیٹھنا۔ ہاں جو دنیاوی قرابت داری ہے اُسے بیشک میں نبھاتا رہوں گا۔ صلہ رحمی میرا شیوہ ہے۔ تم میرا مال اگر مجھ سے مانگو تو لو حاضر ہے۔ لے جاؤ جتنا بھی چاہو۔ لیکن خدا کے ہاں کی کسی چیز سے میں تمہیں بے پرواہ نہیں کرسکتا۔ پس ڈر جاؤ۔ ہوشیار ہوجاؤ۔ میری اور تمہاری مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی شخص دشمن کو دیکھ لے جو چھُپ کر تاک میں بیٹھا ہو تو وہ اپنی قوم کو ہوشیار کرنے اور انہیں محفوظ ہوجانے کی ہدایت کرنے کیلئے دوڑتا ہوا اُن کی طرف بڑھے۔ لیکن پھر دل میں خیال گذرے کہ ایسا نہ ہو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی کہیں دشمن اُن پر حملہ نہ کردے تو وہ راستے میں سے ہی چیخنے چلّانے لگے کہ میرے بھائیو! ہوشیار ہوجاؤ۔ اپنا بچاؤ کرلو۔ دشمن کمین گاہ میں چھپا ہوا ہے۔ اسی طرح تمہارے شرک وکُفر کی وجہ سے جو عذابِ خدا تمہارے سروں پر منڈلا رہے ہیں، میں تمہیں ان سے ہوشیار کر رہا ہوں۔ اللہ سے ڈر جاؤ۔ اور عذابِ خداوندی کی آگ تمہاری انگنائیوں میں برسنے لگے اس سے پہلے تم خدا کو واحد اور مجھے سچّا رسول مان لو۔ اتنا سُننا تھا کہ راس الکفر ابولہب اُٹھ کھڑا ہوا اور بکنے لگا۔ تیرا بُرا ہو، تُو ہلاک ہوجائے۔ اسی لئے تُو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ اور بھی جو کچھ زبان پر چڑھا، بکتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ آپؐ نے تو کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن اسی کے بارے میں قرآن کریم کی سورۃ اللّہب نازل ہوئی جس میں فرمان ہے کہ

ع اس خطبے کے الفاظ احادیث میں بکھرے ہوئے ہیں، جو یہاں جمع کرلئے ہیں۔ ۱۲ منہ

ابولہب تباہ ہو جائے اور وہ ہلاک ہو ہی گیا۔ نہ اس کا مال اس کے کام آیا، نہ اس کی کمائی۔ شعلوں والی آتش دوزخ میں یہ داخل ہوگا اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد لاد کر لانے والی ہے۔ جس کے گلے میں ایک بٹی ہوئی رسّی ہے اور ہوگی"۔

برادران! روزِ قیامت کی اہمیت کا احساس آپ کو اب تو ہو گیا ہوگا کہ وہ دن نفسی نفسی کا ہوگا۔ وہاں کام آنے والی چیز صرف عملِ نیک ہوگی۔ اگر عمل اچھا ہے تو باغ و بہار، لُطفِ پروردگار اور گُل و گلزار ملے گا۔ ورنہ جہنّم کی آتشِ سوزاں، فرشتوں کے گُرزِ گراں، خدا کی ڈانٹ اور جھڑکیاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے لُطف و رحم سے اپنے عذابوں سے محفوظ رکھّے، اور اپنی نعمتوں سے اپنے فضل و کرم سے مالامال فرمائے۔ آمین۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ٥ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ٥ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چوتھے جمعہ کا دوسرا خطبہ۔ جس میں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چھ خطبے ہیں

(۴۲) اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ٥ وَاُصَلِّىْ عَلٰى نَبِيِّهِ الَّذِىْ لَا نَبِىَّ بَعْدَهٗ ٥ اَمَّا بَعْدُ ٥ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ ٥ حَتّٰى لَوْ اَنَّ رَجُلًا كَانَ بِالسُّوْقِ لَسَمِعَهٗ مِنْ مَقَامِىْ هٰذَا ٥ حَتّٰى وَقَعَتْ خَمِيْصَتُهٗ كَانَتْ عَلٰى عَاتِقِهٖ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ٥ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ)

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا: لوگو میں تمہیں دوزخ کی آگ سے ڈرا رہا ہوں۔ لوگو جہنّم سے بچنے کے اعمال کیطرف میں تمہیں متوجّہ کر رہا ہوں۔ اس فرمان کے وقت آپ کی آواز بہت ہی بلند تھی۔ یہاں تک کہ میری اس جگہ سے بازار والوں تک آواز پہنچ رہی تھی۔ بار بار فرماتے جاتے تھے اور رقّتِ قلب اور جوش و خلوص کا یہ عالم تھا کہ چادرِ مبارک کندھے پر سے سرک کر قدموں پر گر پڑی"۔

(۴۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا: اے مسلمانو! جن چیزوں کی حرص و رغبت اللہ عزّ و جلّ نے تمہیں دی ہے

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اِرْغَبُوْا فِيْ مَا رَغَّبَكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ ۝ وَاحْذَرُوْا مِمَّا حَذَّرَكُمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَخَافُوْا مِمَّا خَوَّفَكُمُ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ جَهَنَّمَ ۝ فَاِنَّهَا لَوْ كَانَتْ قَطْرَةٌ مِّنَ الْجَنَّةِ مَعَكُمْ فِيْ دُنْيَاكُمُ الَّتِيْ اَنْتُمْ فِيْهَا حَلَّتْهَا لَكُمْ ۝ وَلَوْ كَانَتْ قَطْرَةٌ مِّنَ النَّارِ مَعَكُمْ فِيْ دُنْيَاكُمُ الَّتِيْ اَنْتُمْ فِيْهَا خَبَّثَتْهَا عَلَيْكُمْ ۝ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

ان میں تم آپ بھی رغبت اور حرص کرو۔ اُن کاموں کو شوق سے بجالاؤ۔ اور جن چیزوں سے اللہ عزّوجلّ نے تمہیں روکا اور ڈرایا ہے اُن سے تم آپ بھی رُک جاؤ اور باز آجاؤ۔ جناب باری عزّوجلّ نے تمہیں اپنے عذابوں سے، اپنی سزاؤں سے اور جہنّم سے ڈرایا ہے، تم بھی اس سے ڈر جاؤ۔ اور ہر وقت اُن سے خوفزدہ رہا کرو۔ آؤ میں تمہیں جنّت اور دوزخ کا نقشہ اپنے مختصر الفاظ میں سناؤں۔ سُنو! اگر ایک قطرہ جنّت کا تمہاری اِس دنیا میں مل جائے تو یہ ساری کی ساری لذیذ، مرغوب اور بہترین چیز بن جائے۔ اور اگر ایک قطرہ جہنّم کا تمہاری اس دنیا میں مل جائے تو یقین مانو کہ یہ ساری دنیا برتنے کے قابل بھی نہ رہے۔ سب بگڑ جائے اور خبیث و بدترین چیز بن جائے۔ (نہ تمہیں اس میں کوئی لذت آئے نہ رغبت ہو۔ پس اب سوچ لو کہ جنّت جس کا مقام ہو جائے اس کی راحتوں کا کیا ٹھیک ہے؟ اور جہنّم جس کا مقام ہو جائے اُس کی تکلیفوں کا کیا ٹھیک ہے؟)

برادران! یہ ہے قرآن کریم جو اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم دیتا ہے: نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ "میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ بے شک میں بہت ہی بڑا بخشنے والا، اور مہربان بھی ہوں ساتھ ہی یاد رکھو کہ میرا عذاب بھی نہایت ہی المناک ہے۔"

آہ! خدا جانے ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ کس قدر ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں؟ کہ نہ کبھی اپنے گناہوں کی طرف ہماری نظر اُٹھتی ہے، نہ کبھی عذابِ خدا کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ ذرا سی رنج دہ خبر اور دنیاوی مصیبت پر تو ہماری آنکھیں جو دھار آنسو بہا دیتی ہیں۔ لیکن دوزخ کے عذابوں کا ذکر نہ ہمارے دلوں پر چوٹ لگا سکتا ہے، نہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری کر سکتا ہے۔ برادران! اب میں کیا کہوں کہ میں کیسا؟ اور آپ کیسے؟ لیکن آؤ، میں تمہیں ساری دنیا سے افضل و بزرگ اور معصوم محض آنحضور محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک واقعہ مع خطبہ سُناؤں

(۴۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَطَبَ فَقَالَ: لَا تَنْسَوُا الْعَظِيْمَتَيْنِ ۝ اَلْجَنَّةَ وَالنَّارَ ۝ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى جَرٰى، اَوْ بَلَّ دُمُوْعُهٗ جَانِبَيْ لِحْيَتِهٖ۔ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ

"ایک مرتبہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا: میرے اُمّتیو! خبردار، دو بڑی چیزوں کو نہ بھولنا یعنی جنّت و دوزخ کو۔ اِتنا فرماتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بے قابو ہو کر خوفِ خدا سے اس قدر روئے کہ دونوں آنکھوں کے آنسوؤں نے دونوں طرف سے داڑھی مبارک بھگو دی۔ پھر

نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ لَمَشَيْتُمْ اِلَى الصَّعِيْدِ ۝ وَلَحَثَيْتُمْ عَلٰى رُءُوْسِكُمُ التُّرَابَ ۝ (رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى)

فرمانے لگے: اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جن اُمورِ آخرت کا مجھے علم ہے، تمہیں بھی ہوجاتا تو تم جنگلوں میں نکل کھڑے ہوتے اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگتے۔"

برادران! آپ نے دیکھا کہ رسولِ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیا تھی؟ خوفِ خدا کا کس قدر غلبہ تھا؟ لیکن آہ! ہم آج آخرت کے کھٹکے کو گویا دل سے نکال بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں پر مہربانیاں ہم پر ہو رہی ہیں، ہم نافرمانیوں پر نافرمانیاں اس کی کرتے جاتے ہیں۔ خوف، ڈر، دہشت، حرص، محبت، لالچ، رغبت کچھ نہیں۔ بھائیو! اللہ کی رحمتوں کے امیدوار رہو، اور اس کے خوفناک عذابوں سے لرزاں و ترساں رہو کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ کے رسول، رسولوں کے سرتاج و سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں یہ حالت ہوتی تھی کہ صحابہؓ فرماتے ہیں: يُصَلِّيْ وَلِصَدْرِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الرَّحَا مِنَ الْبُكَآءِ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗد)۔ "نماز پڑھتے ہوئے آپ زار و قطار روتے تھے، اور رونے کی آواز کو روکنے کی وجہ سے آپ کے سینے میں وہ گھٹتی تھی، اور ایسی گھڑگھڑاہٹ ہوتی تھی، گویا چکی چل رہی ہے۔"

حاضرینِ کرام! یاد رکھئے، نرم دل کر کے خوفِ خدا سے آنسو بہا کر رب سے عاجزی کرنا، یہ چیز خدا کو بہت ہی پسند ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اِدھر آنکھ خوفِ خدا سے آنسو بہاتی ہے، اُدھر سارا جسم جہنم پر حرام ہوجاتا ہے۔ جس رُخسار کو خوفِ خدا سے بہا ہوا آنسو تر کرتا ہے، اُس پر قیامت کے دن کی ذلت و رُسوائی حرام ہوجاتی ہے۔ ایک ایک آنسو آگ کے پہاڑ کے پہاڑ بُجھا دیتا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں: سب سے پیارا قطرہ خدا کے نزدیک اُس خون کا ہے جو راہِ خدا میں بہے، اور اس آنسو کا ہے جو خوفِ خدا سے کسی آنکھ سے نکلے۔ بھائیو! اپنے دلوں کو لرزتے ہوئے اپنے کلیجوں کو کپکپاتے ہوئے اور اپنی آنکھوں کو روتی ہوئی رکھو۔ طبرانی کی حدیث میں ہے: عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ، عَيْنٌ بَكَتْ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۝ "دو آنکھیں ایسی ہیں جن پر جہنم حرام ہے۔ ایک تو وہ جو آدھی رات کو خوفِ خدا سے روئے، دوسری وہ جو راہِ خدا میں مسلمانوں کی چوکیداری میں رات بھر بیدار رہے۔"

آؤ میں تمہیں اس کی بابت بھی حضور علیہ السلام کا ایک خطبہ سناؤں:

(۴۵) عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكٰى

"ایک مرتبہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ایک خطبہ سنایا (جس میں جنت دوزخ کا، خدا سے ڈرنے کا بیان تھا جسے سن کر)

رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ ۝ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَهِدَكُمُ الْيَوْمَ كُلُّ مُؤْمِنٍ
عَلَيْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ كَاَمْثَالِ الْجِبَالِ الرَّوَاسِيْ
لَغُفِرَ لَهُمْ بِبُكَآءِ هٰذَا الرَّجُلِ ۝ وَذٰلِكَ
اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَبْكِيْ وَتَدْعُوْا لَهٗ وَتَقُوْلُ،
اَللّٰهُمَّ شَفِّعِ الْبَكَّآئِيْنَ فِيْمَنْ لَمْ يَبْكِ ۝
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حاضرین میں سے ایک صحابیؓ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آج کے دن ہمارے اس مجمع میں تمام مومن موجود ہوتے ایسے کہ جن کے سروں پر بڑے بڑے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوتے تو اُن سب کو بھی بوجہ اس شخص کے رونے کے بخش دیا جاتا یہ اس لئے کہ اس کے رونے نے فرشتوں کو بھی رُلا دیا ہے۔ وہ سب اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اور یہ دعا بھی کر رہے ہیں کہ الٰہی رونے والوں کی شفاعت نہ رونے والوں کے حق میں بھی قبول فرمالے"۔

آپ نے دیکھا کہ خوفِ خدا سے رونے کی فضیلت کس قدر ہے؟ اور ان آنسوؤں کا مرتبہ خدا کے نزدیک کیا ہے؟ آؤ، رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی خطبہ اور بھی سُن لو:

(۴۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
قَالَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ: يٰٓا
اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ
نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۔ تَلَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ
عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَخَرَّ فَتًى مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ۔ فَوَضَعَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى فُؤَادِهٖ
فَاِذَا هُوَ يَتَحَرَّكُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ فَقَالَهَا
فَبَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ ۔ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَمِنْ بَيْنِنَا؟ فَقَالَ اَوَمَا سَمِعْتُمْ قَوْلَهٗ تَعَالٰى
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝
(رَوَاهُ الْحَاكِمُ) وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ وَالْاَصْبَهَانِيْ

"قرآن کریم کی آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا جب اُتری۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہؓ کو یہ آیت سُنائی کہ اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آتشِ دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر تند خو مضبوط فرشتے ہیں، جو خدائے تعالیٰ کے کسی فرمان کی بجاآوری میں دریغ نہیں کرتے، اور جو حکم دیا جاتا ہے اُسے بجالاتے ہیں۔ یہ آیت سُنا کر پھر فرمایا: یہ دوزخ کی آگ وہ ہے جو ایک ہزار سال تک دھونکی گئی تو سُرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک اور سُلگائی گئی تو سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سخت سیاہ ہے، اس کے شعلے کسی وقت بجھتے نہیں جہنم کا یہ بیان اور خدائی سزاؤں کی یہ سختی سُن کر آپ کے سامنے ہی جو ایک بزرگ صحابی حبشی بیٹھے تھے۔ اُن کی چیخ نکل گئی اور بلبلا بلبلا کر رونے لگے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہوگئے۔ اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے سامنے رونے والے بزرگ کون ہیں؟

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وُقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ، فَقَالَ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ عَامٍ حَتّٰی احْمَرَّتْ وَاَلْفَ عَامٍ حَتّٰی ابْیَضَّتْ وَاَلْفَ عَامٍ حَتّٰی اسْوَدَّتْ، فَھِیَ سَوْدَآءُ مُظْلِمَۃٌ، لَا یُطْفَأُ لَھَبُھَا۔ قَالَ، وَبَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَسْوَدُ فَھَتَفَ بِالْبُکَآءِ فَنَزَلَ عَلَیْہِ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَنْ ھٰذَا الْبَاکِیْ بَیْنَ یَدَیْکَ؟ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْحَبَشَۃِ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ مَعْرُوْفًا۔ قَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِیْ فَوْقَ عَرْشِیْ لَا تَبْکِیْ عَیْنُ عَبْدٍ فِی الدُّنْیَا مِنْ مَّخَافَتِیْ اِلَّا اَکْثَرْتُ ضِحْکَھَا فِی الْجَنَّۃِ ○

آپ نے فرمایا: ایک حبشی شخص ہیں، اور ہیں بڑے نیک آدمی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ایک پیغام جناب باری آپ کو پہنچا دوں، اور آپ کے ذریعہ آپ کی اُمّت کو۔ اللہ تعالیٰ جلّ وعلا کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی عزّت کی قسم، اپنے جلال کی قسم، اور اپنی اس بلندی کی قسم جو عرشِ عظیم پر ہے کہ میرے جس بندے کی آنکھ میرے خوف سے روئے گی، میں ہمیشہ ہمیشہ اُسے جنّت الفردوس میں ہنستا ہوا ہی رکھوں گا۔ اب حضورؐ اس نوجوان کے پاس آئے، اُس کے دل پر ہاتھ رکھا، دیکھا کہ دل ہل رہا ہے، کلیجہ اُچھل رہا ہے، بیتاب ہے۔ خوفِ خدا نے دل توڑ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے نوجوان کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ انہوں نے اُسی وقت اس کلمہ کو کہا تو آپؐ نے انہیں جنّت کی بشارت دی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم سب میں سے صرف اسی کو؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں۔ کیا تم نے جناب باری عزّوجلّ کا یہ ارشاد نہیں سنا، ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ؕ یعنی یہ صرف اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے کا ڈر اپنے دل میں رکھے اور میری ڈراونی دھمکیوں سے خوفزدہ رہے۔"

آپ نے سُن لیا کہ خوفِ خدا دل میں رکھنے کا اور خوفِ خدا سے رونے کا درجہ کیا ہے؟ مجھے کہنے دیجئے کہ جسقدر خوفِ خدا جس دلمیں زیادہ ہو اُسی قدر وہ خدا کا پیارا ہے۔ پس اپنی آنکھوں کو رونے والی بناؤ اور اس سے پہلے رو لو کہ قیامت کا دن آئے اور وہاں سینکڑوں ہزاروں برس رونا پڑے اور وہ بھی بے سُود!

سُنو! حضرت اُمّ الولید بنت عمر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن شام کو ہمیں اللہ کے رسولؐ نے وعظ فرمایا:

(۷۴) یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ؟ قَالُوْا وَمَا ذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ تَجْمَعُوْنَ مَا لَا تَأْکُلُوْنَ، وَتَبْنُوْنَ مَا لَا

"اے لوگو! کیا تم شرم و لحاظ نہیں کرتے؟ لوگوں نے کہا، حضور کس بات کی شرم؟ آپؐ نے فرمایا: دیکھو تم وہ جمع کر رہے ہو جو کھا نہیں سکتے، اور وہ بنا رہے ہو جو بسا نہیں

تَعْمُرُوْنَ، وَتَأْمُلُوْنَ مَا لَا تُدْرِكُوْنَ. سکتے۔ اور وہ آرزوئیں کر رہے ہو، اور وہ اُمیدیں باندھ رہے ہو،

اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ ؟ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ) جو پا نہیں سکتے۔ تم اس سے شرماتے نہیں ؟"

معلوم ہوا کہ یہ دُنیا طلبی اور یہ بے صبری اور یہ دن رات کی ہائے وائے یہی وہ چیز ہے جو خدا سے، آخرت سے، جنّت دوزخ سے غافل کر دیتی ہے۔ پس جتنا خدا دے اُس پر قناعت کرو، خدا کی طرف جُھکتے رہو، رب کا خوف دل میں رکھو، بداعمالیوں سے بچو اور ہر وقت خدا سے جنّت کی طلب کرتے رہو اور دوزخ سے پناہ مانگتے رہو۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُوْمُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ ـ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ۝ ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پانچویں جمعہ کا پہلا خطبہ۔ جس میں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سات خطبے ہیں

(۴۸) اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۝ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۝ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ (وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ آج جو خطبہ میں نے پڑھا ہے، یہ بھی خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ ہے۔ مدینہ شریف میں آنے کے بعد دوسرا جمعہ جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پڑھایا اس میں یہی خطبہ پڑھا تھا۔ (ملاحظہ ہو زاد المعاد وغیرہ)

اس کے بعد میں نے سورۂ براۃ کی چند آیتیں تلاوت کی ہیں. جمعہ کے خطبہ میں منبر پر اس سورت کا پڑھنا بھی حضورؐ سے ثابت ہے. صحیح ابنِ خزیمہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

(۴۹) اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَجَلَسْتُ قَرِیْبًا مِّنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَقَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُوْرَةَ بَرَآءَةَ، فَقُلْتُ لِاُبَیٍّ مَتٰی نَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ؟ قَالَ فَتَجَهَّمَنِیْ وَلَمْ یُکَلِّمْنِیْ. (اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ)

"میں جمعہ والے دن مسجد میں پہنچا، حضورؐ خطبہ پڑھ رہے تھے، میں حضرت اُبیؓ کے پاس بیٹھ گیا. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ برأت تلاوت فرمائی تو میں نے اپنے پڑوسی حضرت اُبیؓ سے دریافت کیا کہ یہ سورت کب اُتری ہے؟ انہوں نے میری طرف غضبناک تیوروں سے گھورا، لیکن کوئی جواب نہ دیا. تین مرتبہ میں نے بے صبری سے سوال کیا اور تینوں بار سوائے کڑوے تیور سے دیکھنے کے میں نے کوئی جواب نہ پایا. نماز ہو چکنے کے بعد میں نے حضرت اُبی بن کعبؓ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: تُو نے خطبہ ہوتے ہوئے بول کر اپنی نماز سے سوائے لغویت کے اور کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا. میں یہ سُن کر گھبرایا ہوا حضورؐ کی خدمت میں پہنچا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: اُبیؓ سچے ہیں."

اِس مبارک سورت کی جو آیتیں اس وقت آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہیں، ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں سے دلی محبّت رکھنے سے روکا ہے. بھلا توحید وشرک کا کیا میل؟ باوجود اس ممانعت کے پھر بھی جو شخص ایسا کرے اُسے اپنے اٹل اور سخت عذابوں سے دھمکایا ہے. خدا کے عذابوں کی سختی اور اس کی نعمتوں کی کشادگی اور فراخی کا بیان اس سے اگلے خطبے میں بھی ہو چکا ہے، اور سُنئے:

(۵۰) اَیُّهَا النَّاسُ! قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰهِ لَیُصْعَقَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ لَیَدَعَنَّ غَنَمَهٗ لَیْسَ لَهَا رَاعٍ. ثُمَّ لَیَقُوْلَنَّ لَهٗ رَبُّهٗ لَیْسَ لَهٗ تَرْجُمَانٌ وَّلَا حَاجِبٌ یَحْجُبُهٗ دُوْنَهٗ. اَلَمْ یَاْتِكَ رَسُوْلِیْ فَبَلَّغَكَ؟ وَاٰتَیْتُكَ مَالًا وَّاَفْضَلْتُ عَلَیْكَ. فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ؟ فَلَیَنْظُرَنَّ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا فَلَا یَرٰی شَیْئًا. ثُمَّ لَیَنْظُرَنَّ قُدَّامَهٗ

میں اس خطبے کا ترجمہ کروں اس سے پہلے یہ بیان کر دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے پیر والے دن مدینہ شریف پہنچے. قبا بستی میں قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام کیا. جمعرات تک یہیں رونق افروز رہے. مسجدِ قبا کی نیو رکھی. جمعہ کے دن یہاں سے تشریف لے چلے، جمعہ کی نماز کے وقت آپ بنو سالم بن عوف کے قبیلے میں بطنِ وادی میں تھے. یہیں آپ نے جمعہ کی نماز ادا کی. مدینہ شریف کا پہلا جمعہ یہی ہے. ابھی تک مسجدِ نبوی کی تعمیر نہیں ہوئی تھی. حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

فَلَا يَرٰى غَيْرَ جَهَنَّمَ۔ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّتَّقِىَ بِوَجْهِهٖ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقٍّ مِّنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنَّهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(رَوَاهُ فِىْ زَادِ الْمَعَادِ)

آپ اُن کے قبیلے میں خُطبے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ عزّوجلّ کی خوب خوب حمد وثنا بیان فرمائی۔ پھر اَمَّا بَعْدُ کہہ کر وہ خُطبہ سُنایا جو ابھی میں نے آپ کو سُنایا ہے۔ پس مدینہ شریف کا سب سے پہلا خطبہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہی ہے۔ اب اس کا ترجمہ سُنئے۔ اللہ تعالیٰ کی پوری حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

"لوگو! اپنے لئے اپنے جانے سے پہلے توشہ بھیجو۔ یعنی جو آخرت میں کام آئیں ایسے نیک اعمال موت سے پہلے کرلو۔ موت آنے والی ہے۔ اور یہاں کی سب جمع جتھا چھوڑ کر تمہیں سفرِ آخرت کرنا ہے۔ تم میں سے ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور اپنے ریوڑ کو بے رکھوالے کے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ اُسے اپنے سامنے کھڑا کر کے اُس سے سوال کرنے والا ہے۔ اُس وقت تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی مترجم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے تم کھڑے ہوگے اور وہ تمہارے عین سامنے ہوگا۔ بیچ میں کوئی آڑ یا پردہ نہ ہوگا۔ وہ ربِ جلیل اپنے عبدِ ذلیل سے خود پُوچھے گا کہ کیا تیرے پاس میرے رسول اور اُن کا لایا ہوا دین نہیں پہنچا تھا؟ (جس کا جواب بجز ہاں کہنے کے اور کچھ نہ بن پڑے گا۔) وہ دریافت فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ کیا تیری ضرورتوں سے فاضل چیزیں میں نے تجھے عطا نہیں فرمائی تھیں؟ اب بتا کہ یہاں تُو نے اپنے لئے کیا بھیج رکھا ہے؟ انسان ہکّا بکّا اور چوکنّا ہو کر گھبرا گھبرا کر، دائیں بائیں، آگے پیچھے نظریں دوڑائے گا، لیکن سوائے آتشِ دوزخ کے اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ پس میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ اگر اُس وقت اُس جہنّم کی آتشِ سوزاں سے بچنا چاہتے ہو، تو آج راہِ خدا میں جو ہوسکے خیرات کرو، اور کچھ نہیں ہوسکتا تو آدھی کھجور ہی راہِ للّٰہ دیکر اپنے چہرہ کو جہنّم سے آزاد کرلو۔ فرض کرو کہ کوئی ایسا ہی غریب ہے کہ اس کے پاس یہ بھی نہیں تو کوئی بھلی بات زبان سے نکال کر ہی اپنا بچاؤ کرلو۔ سُنو! اللہ کریم بڑا قدر دان ہے۔ وہ ایک ایک نیکی کا ثواب بڑھا بڑھا کر چڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ ایک کے بدلے دس، اور پھر زیادہ اور پھر زیادہ، یہاں تک کہ ایک کے بدلے سات سات سو تک۔ اللہ تعالیٰ تم پر سلامتی نازل فرمائے اور اپنی برکتوں اور رحمتوں سے تمہاری جھولیاں بھر دے۔"

بھائیو! اللہ کے رسول، رسولوں کے سردار و سرتاج صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مدینہ شریف کا پہلا خطبہ آپ کے سامنے ہے۔ دیکھ لو، اس میں نجات کی کتنی سستی اور آسان صورت بتلائی گئی ہے۔ پس جہنّم کے اور اپنے درمیان صدقات وخیرات، حسنات وزکوٰۃ کی ایک مضبوط آڑ بنالو۔ ﷺ

(۵۱) امام محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوسری مرتبہ خطبہ

دیا اور فرمایا:

إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللهُ فِي قَلْبِهِ ۝ وَأَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ ۝ فَاخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ ۝ إِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَأَبْلَغُهُ ۝ أَحِبُّوا مَا أَحَبَّ اللهُ ۝ أَحِبُّوا اللهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ ۝ وَلَا تَمَلُّوا كَلَامَ اللهِ وَذِكْرَهُ ۝ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوبُكُمْ ۝ فَإِنَّهُ قَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهُ مِنَ الْأَعْمَالِ ۝ وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيثِ ۝ وَمِنْ كُلِّ مَا أُوتِيَ النَّاسُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ ۝ فَاعْبُدُوا اللهَ ۝ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۝ وَاتَّقُوهُ حَقَّ تُقَاتِهِ ۝ وَاصْدُقُوا اللهَ صَالِحَ مَا تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ ۝ وَتَحَابُّوا بِرُوحِ اللهِ بَيْنَكُمْ ۝ إِنَّ اللهَ يَغْضَبُ أَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهُ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ۝

(رَوَاهُ صَاحِبُ زَادِ الْمَعَادِ)

"لوگو! تمام باتوں میں بہترین بات کتابِ خدا قرآن مجید ہے۔ جس کے دل میں یہ رچ گیا، جس کی نگاہ میں یہ کھُپ گیا، جس کے سینے کی یہ زینت بن گیا اور جسے اس نے کفر سے ہٹا کر اور بچا کر اسلام میں پہنچا دیا اور اس نے دنیا کے اور تمام لوگوں کے کلام کو چھوڑ کر کلام اللہ کو پسند کر لیا، یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔ کتابِ خدا ہی سب سے زیادہ حُسن و خوبی والی اور سب سے زیادہ فصاحت و بلاغت والی، اور سب سے زیادہ کمال و جمال والی ہے۔ لوگو! جن کاموں کو اللہ تبارک و تعالیٰ پسند فرماتا ہے تم بھی اُنہی سے محبت رکھو۔ اپنے پورے دل سے خدا کے ساتھ محبت رکھو، تاکہ دل کے کسی گوشے میں کسی اور کی محبت کی ذرا سی جگہ بھی باقی نہ رہے۔ مسلمانو! کلامِ خدا کی تلاوت اور اس کی تعمیل و تسلیم سے اور ذکر اللہ سے کسی طرح کسی وقت بے نیاز نہ ہونا۔ نہ اس سے گھبرانا، نہ سیر ہو جانا۔ دیکھو تمہارے دل اس بارے میں سخت نہ ہو جائیں۔ اس سے تمہارے دل ہٹ نہ جائیں، ملولِ خاطر ہو کر تلاوتِ قرآن موقوف نہ کر دینا۔ دیکھو تمام نیکیوں سے اور کل اعمالِ صالحہ سے بہترین چیز یہی کلام اللہ شریف قرآنِ کریم ہے۔ کسی کی بات، کسی کا قول، کسی کا کلام اِس خدائی کلام کے برابر نہیں۔ خدا کے تمام انعاموں میں سے بڑا انعام یہی ہے۔ جو بھلی باتیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں، جو حلال حرام کا بیان ان کے سامنے کیا گیا ہے ان میں سب سے بہترین چیز یہی ہے۔ لوگو! ہمیشہ ایک خدا ہی کی عبادت کرتے رہنا۔ خبردار کبھی بھی اس کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ جو زبانی اقرار ربّ العالمین سے کئے ہیں سب کو سچّا کر دکھاؤ۔ لوگو! خدا کی رحمت کو بیچ میں رکھ کر آپس میں ایک ہو کر رہو۔ دیکھو خدا سے جو قول و قرار کئے ہیں انہیں بلکہ اُن میں سے کسی کو توڑ دینا، خدا کو خفا کر دیتا ہے۔ ایسا کرنے سے غضبِ خدا برس پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے اور اپنی رحمت و برکت تمہیں عطا فرمائے۔"

محترم حضرات! خدا کے رسولؐ کے نورانی الفاظ ہمارے کانوں میں ہیں، اور یہ بھی خدا کا خاص احسان ہے کہ آج صدہا برس کے بعد بھی ہمارے کان ہمارے نبیؐ کے الفاظ سے آشنا ہو رہے ہیں۔ فالحمدُللہ! آپ نے اس خطبے میں سُنا ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی اور تقوے طہارت کی ہدایت فرمائی ہے۔ ساتھ ہی کلام اللہ شریف کی تلاوت اور تعمیل وتعلیم کی رہبری فرمائی ہے۔ پس اگر قیامت کے ہولناک عذابوں سے بچنا ہے تو خدا کی رسّی قرآن وحدیث کو مضبوط تھام لو اور تقوے طہارت کی عادت ڈال لو۔

آؤ، میں تمہیں اللہ کے رسولؐ کا ایک مکّی خطبہ سُناؤں:

(۵۲) اِنَّ الرَّائِدَ لَا يَكْذِبُ اَهْلَهٗ ٥ وَاللّٰهِ لَوْكَذَبْتُ النَّاسَ جَمِيْعًا مَّا كَذَبْتُكُمْ ٥ وَلَوْ غَرَرْتُ النَّاسَ جَمِيْعًا مَّا غَرَرْتُكُمْ ٥ وَاللّٰهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ٥ اِنِّىْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ خَاصَّةً ٥ وَّاِلَى النَّاسِ كَآفَّةً ٥ وَاللّٰهِ لَتَمُوْتُنَّ كَمَا تَنَامُوْنَ ٥ وَلَتُبْعَثُنَّ كَمَا تَسْتَيْقِظُوْنَ ٥ وَلَتُحَاسَبُنَّ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ وَلَتُجْزَوُنَّ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا ٥ وَبِالسُّوْٓءِ سُوْٓءً ٥ وَاِنَّهَا الْجَنَّةُ اَبَدًا ٥ اَوْلَنَارٌ اَبَدًا ٥

"بھائیو! سالارِ قافلہ اپنے ہی قافلے کو بہکائے، ایسا ہو سکتا ہے؟ بفرضِ محال میں اوروں کے سامنے جھوٹ بھی بول لیتا، لیکن کیا تمہارے سامنے بھی جھوٹ بولنے کی جرأت کر سکتا ہوں؟ فرض کرو کہ میں اوروں کو دھوکہ بھی دے لیتا، لیکن اے میری قوم کے بزرگو! کیا آپ کے سامنے بھی میں کوئی فریب بازی کر سکتا ہوں؟ تم جانتے ہو کہ میں نے اپنی پوری عمر میں نہ تو کبھی جھوٹی بات زبان سے نکالی، نہ کوئی مکر وفریب کیا۔ پھر تم سے جو میرے ہو، ناممکن کہ میں کوئی غلط بات یا کوئی فن فریب کروں۔ میں تمہیں باور کراتا ہوں، اور قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں، مجھے قسم ہے اُس پاک پروردگار معبودِ برحق کی، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، میں اُس کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ میں اُس کا دین لے کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ اے اہلِ مکہ، اے خاندانِ قریش، اے عرب کے لوگو! تمہاری طرف خاصّتاً اور رُوئے زمین کے لوگوں کی طرف عامّتاً۔ پس تم سب میری نبوّت ورسالت کو تسلیم کرو، مجھے اللہ کا رسول مان لو۔ ساتھ ہی اس بات کو بھی سمجھ لو کہ تم سب مر کر پھر جیوگے۔ اس مر کر جینے میں کوئی شک وشبہ نہ کرو۔ کیا تم اپنا روز کا سونا اور جاگنا نہیں دیکھتے؟ یہی دلیل ہے مر کر جی اُٹھنے کی۔ وہ جو روز سوتا ہوا اور بیدار ہوتا ہو، وہ مر کر جی اُٹھنے کا انکاری کیسے ہو سکتا ہے؟ اس دارِ آخرت میں تم سے تمہارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ نیکی بدی پر جزا سزا ملے گی، اگر توحید پر، رسالت کی تسلیم پر، نیکیوں پر قائم رہے تو ہمیشگی والی جنت تمہارا مقام ہوگی اور اس کے خلاف کیا تو بدوں کا اور بُروں کا ٹھکانا ابدی جہنم ہے۔"

اِس خطبے کے الفاظ اور اس کے مضمون نے میرے خیال سے آپ کو یہ بتلا دیا ہوگا کہ یہ آغازِ نبوّت کے

زمانہ کا خطبہ ہے۔ رؤسائے مکّہ کے سامنے محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بول رہے ہیں، انہیں اسلام کی، توحید و رسالت کی تلقین کر رہے ہیں، ایمان کے اصول کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اُن کے شک و شبہہ کو مٹا رہے ہیں ـ انہیں دلیلوں سے سمجھا رہے ہیں۔ یہی خطبے تھے جنہوں نے صدیوں کے کُفرستان کو چمنستانِ توحید بنا دیا۔ یہی نوری الفاظ تھے جنہوں نے ہزاروں برس کے اندھیروں کو اُجالوں سے تبدیل کر دیا۔ لیکن آج یہی خطبے ہیں جو ہمارے مُنجمد دلوں پر کوئی اثر نہیں کرتے۔ ہم میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جن کو آخرت کا خیال لگ گیا ہو، اور اُن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہوں، وہ مالک کے سامنے حساب کتاب کے لئے پیش ہونے کے منظر کو سامنے کر کے لرز اُٹھے ہوں۔ پس میں کہوں گا اور پھر کہوں گا کہ حساب سے پہلے اپنا حساب آپ کر لو۔ سوچ لو کیا خطائیں کی ہیں اور کیا نیکیاں کمائی ہیں؟ میدانِ محشر میں عجیب بے بسی اور بے کسی کے ساتھ ہی کس مپرسی ہوگی۔ صحیح مسلم شریف میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خطبہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ بھی سُن لیجئے:

(۵۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا بِمَوْعِظَةٍ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ٥ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ مُشَاةً حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ٥ كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ ٥ اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ٥ اَلَا وَاِنَّهٗ سَيُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ مِنْهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ٥ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اَصْحَابِيْ، فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ؟ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ٥ وَكُنْتُ

"لوگو! تم میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیدل چلا کر جمع کئے جاؤ گے۔ اس حال میں کہ تم ننگے پیروں، ننگے بدنوں اور بے ختنہ ہو گے۔ جس طرح ابتدائی پیدائش ہم نے شروع میں کی تھی، اسی طرح مار ڈالنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کریں گے۔ یہ ہمارا اپنا وعدہ ہے جسے ہم پورا کر کے ہی رہنے والے ہیں۔ لوگو! یاد رکھو، اس دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ سُن لو، میری اُمّت میں سے کچھ لوگ لائے جائیں گے، لیکن انہیں بائیں جانب سے گرفتار کر لیا جائے گا۔ تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا، یہ سمجھ کر کہ شاید انہیں پہچانا نہیں گیا۔ میں باوازِ بلند کہوں گا کہ خدایا، یہ تو میرے اُمّتی ہیں، میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد جو بدعتیں کی تھیں اُن کا علم آپ کو نہیں۔ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے وصال کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئے کام نکال لئے تھے؟ اتنا سُنتے ہی میں بھی بیزار ہو جاؤں گا، اور خدا کے نیک بندے حضرت

عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ج فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَيُقَالُ لِي إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ ۝ (صحیح مسلم شریف)

عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو میں بھی اپنی طرف سے دُہرا دوں گا کہ میں انہیں دیکھتا بھالتا رہا، جب تک اُن میں موجود رہا، لیکن جب تُو نے مجھے اُن سے جُدا کر لیا پھر تو تُو ہی اُن کا نگہبان رہا اور تو ہر چیز پر شاہد ہے۔ الٰہی اگر تُو انہیں عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تُو انہیں بخش دے تو تُو بڑا غالب اور بہت ہی حکمتوں والا ہے۔ اُس وقت مجھ سے کہا جائے گا کہ تیرے ان سے جُدا ہونے کے بعد یہ تو اپنی ایڑیوں کے بل مُرتد ہوتے رہے، پیچھے ہٹتے رہے۔"

محترم محمدیو! آپ نے سُن لیا، ایک تو میدانِ محشر کی اس حالت کو اپنی نگاہوں کے سامنے سے کبھی نہ ہٹاؤ، دوسرے اس بات کو کبھی نہ بھولو کہ حضورؐ کے بعد کسی کام کو دین میں نکالنا نہایت ہی بُرا ہے۔ یہاں تک کہ ایسے لوگوں کی پکڑ کے بعد اُن کو شفاعتِ رسولِ خدا بھی میسّر نہیں ہونے کی، حالانکہ اور گُنا ہگار شفاعت سے چھوڑ دیئے جائیں گے لیکن بدعتیوں سے خود رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم بیزار ہو جائیں گے اور صاف فرما دیں گے، سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي۔

"ان کا مُنھ جلاؤ، انہیں میرے سامنے سے ہٹاؤ جنہوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل ڈالا تھا۔"

پس میدانِ محشر کی رُسوائی سے بچت چاہنے والے کے لئے بدعت سے دُوری بھی ضروری ہے۔ ؛

(۴۵) اسی کتاب صحیح مسلم شریف میں اسی خُطبے کے مُتّصل حضور علیہ السّلام کا ایک خطبہ اور بھی ہے۔ آؤ اسے بھی سُن لو:

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ، أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَّا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هٰذَا۔ كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ۔ وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ۔ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيٰطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ۔ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَّا أَحْلَلْتُ لَهُمْ۔ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطٰنًا۔

" لوگو! مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ آج اس نے جو علم مجھے سکھایا ہے، جس سے تم بے علم ہو وہ میں تمہیں بھی بتا دوں۔ جنابِ باری عزّ وجلّ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندوں کو جو مال اپنی مہربانی سے عطا فرمایا ہے وہ اُن کے لئے حلال ہے۔ میں نے اپنے بندوں کو اخلاص اور دینِ حنیف پر، اسلام اور فطرت اور راہِ حق پر پیدا کیا، لیکن شیطان نے آکر ان کے دین پر ڈاکہ ڈالا اور دینِ حنیف سے دُور کر کے میری حلال کردہ چیزوں کو اُن پر حرام کر دیا۔ پھر انہیں بہکایا کہ یہ میرے ساتھ اوروں کو شریک کریں جن کی خدائی کی کوئی دلیل نہیں۔ یہ اس کے بہکاوے میں آکر میرے ساتھ اوروں کو بے دلیل

وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ
عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ
وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ
وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَّا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ.
تَقْرَءُهٗ نَائِمًا وَّيَقْظَانَ. وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ
اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا. فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَّثْلَغُوْا
رَأْسِيْ فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً. فَقَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ
كَمَا اَخْرَجُوْكَ. وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ. وَاَنْفِقْ
فَسَيُنْفَقُ عَلَيْكَ. وَابْعَثْ جَيْشًا نَّبْعَثْ
خَمْسَةً مِّثْلَهٗ. وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ
عَصَاكَ. قَالَ: وَاَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ:
ذُوْسُلْطَانٍ مُّقْسِطٌ مُّتَصَدِّقٌ وَّمُوَفَّقٌ.
وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى
وَمُسْلِمٍ. وَعَفِيْفٌ مُّتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ.
قَالَ: وَاَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ
لَا زَبْرَ لَهٗ، اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعًا لَّا يَبْتَغُوْنَ
اَهْلًا وَّلَا مَالًا. وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى
لَهٗ طَمَعٌ وَّاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ. وَرَجُلٌ لَّا
يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ
اَهْلِكَ وَمَالِكَ. وَذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ
وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ. (وَفِيْ رِوَايَةٍ)
اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا
يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ، وَّلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ ۝

شریک ٹھہرا بیٹھے۔ اور سنو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین والوں کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا خواہ وہ عرب ہوں یا غیر عرب سوائے چند اہلِ کتاب کے راہ یافتہ لوگوں کے جو سچے دین پر باقی رہ گئے تھے۔ پروردگار ربّ العالمین نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا نبی بنا کر اس لئے مبعوث کیا کہ خود تجھے بھی آزمالوں اور تیری وجہ سے اوروں کی بھی آزمائش کرلوں۔ میں نے تجھ پر وہ کتاب نازل کی جو دھونے سے بھی مٹے نہیں، رہتی دنیا تک جس کتاب کا ایک شوشہ بھی کسی طرح نہ مٹے گا جس کی تحریر کو پانی دھو نہیں سکتا، جسے تُو سوتے جاگتے پڑھتا ہے۔ یعنی اس کی تلاوت بالکل آسان ہے۔ سنو، مجھ سے جنابِ باری عزّوجلّ نے یہ بھی فرمایا کہ ان قریشیوں کو سوخت کر ڈال، لیکن میں نے کہا الٰہی پھر تو یہ میرا سر کُچل دیں گے اور اسے روٹی کیطرح کا کردیں گے، جس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا انہیں بھی اسی طرح نکال دو، جس طرح انہوں نے تمہیں نکال دیا۔ جس طرح یہ تم سے لڑتے ہیں میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان سے غزوہ کرو۔ ہم آپ تمہاری مدد پر ہیں۔ تم میری راہ میں مال خرچ کرو، تمہیں میں آپ دیتا رہوں گا۔ تم ان پر لشکر کشی کرو، میں تم سے پانچ گنی زیادہ فوج ان پر بھیج دوں گا۔ اپنی اطاعت کرنیوالوں کو ساتھ لے کر نافرمانوں سے جہاد برپا کردو۔ لوگو سنو! اہلِ جنّت تین قسم کے لوگ ہیں: اوّل تو وہ حاکم جو منصف، سخی اور نیک ہو۔ دوسرے وہ رحم وکرم کرنے والا، نرم ونیکدل شخص جو اپنے رشتہ داروں اور عام مسلمانوں کے ساتھ مہربانی بھرا برتاؤ برتنے والا ہو۔ تیسرے وہ جو باوجود کُنبہ قبیلہ کی کثرت کے، باوجود عیال دار اور بال بچوں والا ہونے کے باعفت ہو، مالِ حرام سے بچنے والا ہو اور

دستِ سوال بھی پھیلانے والا نہ ہو، بلکہ شکر و قناعت سے اپنا اور اپنے متعلّقین کا پیٹ پال رہا ہو۔ لوگو! جہنّمیوں کی پانچ قسمیں ہیں، وہ بھی سُن لو۔ کنگلا گراپڑا، سفلہ اور کمینہ شخص جو نرا گھامڑ جانگلو بیوقوف ہو۔ جو تم میں ذلّت کے ساتھ پڑا پھرتا ہو۔ نہ تو اس کے بال بچے ہوں، نہ مال و دولت ہو۔ نہ اس کی طلب ہو، بلکہ آوارہ گرد ہو، عیالداری سے متنفّر ہو اور اپنا بوجھ دوسروں پر ڈالے ہوئے ہو۔ دوسرے وہ جو پرلے سرے کا خائن ہو، چھوٹی سی بے جان چیز پر بھی جس کی رال ٹپک پڑتی ہو اور کم و بیش کسی چیز میں خیانت کرنے سے نہ چُوکتا ہو۔ تیسرے وہ شخص جو صبح شام مسلمانوں کو دھوکہ دیتا پھرتا ہو، کبھی مال میں کبھی عیال میں۔ چوتھے بخیل انسان یا فرمایا کذّاب دروغ گو جھوٹا۔ پانچویں بدگو فحش بکنے والا، گالیاں، کوسنے اور لعنت ملامت بکثرت کرنے والا، بدخُلق، بدزبان۔

مسلمانو! ربّ العالمین نے میری جانب وحی کی ہے کہ میں تم سب کو اس کا حکم پہنچا دوں کہ تم تواضع، فروتنی، مسکینی، عاجزی سے دنیا کی زندگی بسر کرو۔ کبھی کسی پر حقارت کی نظر نہ ڈالنا۔ کبھی کسی سے اپنے تئیں افضل و اعلیٰ نہ گننا، کبھی کسی دوسرے پر غرور و بڑائی نہ کرنا۔ نہ کسی وقت کسی پر ظلم و ستم، بغاوت اور سرکشی کرنا۔"

یہ تھا حضورؐ کے اس خطبے کا مختصر مطلب۔ بحمداللہ آج کے اس پہلے خطبے میں آپ کو رسول کریم علیہ التحیّۃ والتّسلیم کے سات خطبے سُنا چکا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ، وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پانچویں جمعہ کا دوسرا خُطبہ۔ جس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چھ ۶ خُطبے ہیں

(۵۵) بِسْمِ اللّٰہِ ۰ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ۰ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ۰ اَمَّا بَعْدُہٗ ۰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلنَّادِمُ یَنْتَظِرُ مِنَ اللّٰہِ الرَّحْمَۃَ ۰ وَالْمُعْجِبُ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ ۰ وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اَنَّ کُلَّ عَامِلٍ سَیَقْدَمُ عَلٰی عَمَلِہٖ ۰ وَلَا یَخْرُجُ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَرٰی حُسْنَ عَمَلِہٖ وَسُوْءَ عَمَلِہٖ ۰ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: گناہ سے نادم و پشیمان ہونے والا اللہ عزّوجلّ کی رحمت کو اپنی طرف متوجّہ کر لیتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ رحمتِ رب کا منتظر رہے، اور گناہ کرتے ہوئے بھی بے فکری کرنے والا اور چین سے بیٹھ رہنے والا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا منتظر ہے۔ اے خدا کے بندو! خوب جان لو کہ ہر شخص اپنے اعمال کا بدلہ عنقریب پانے والا ہے۔ دنیا سے آنکھیں بند کرے اس سے پہلے ہی اپنے اعمال کی اچھائی بُرائی دیکھ لے گا۔ یاد رکھو، اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ لوگو یہ دن رات

بِخَوَاتِيْمِهَا ۝ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ مَطِيَّتَانِ ۝ فَاَحْسِنُوا السَّيْرَ عَلَيْهِمَا اِلَى الْاٰخِرَةِ ۝ وَاحْذَرُوا التَّسْوِيْفَ ۝ فَاِنَّ الْمَوْتَ يَأْتِيْ بَغْتَةً ۝ وَلَا يَغْتَرَّنَّ اَحَدُكُمْ بِحِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ ۝ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (رواه الاصبهانی)

تمہاری دو سواریاں ہیں، جن پر سوار ہو کر تم آخرت کے سفر کو جا رہے ہو۔ پس احسان اور بھلائی کے ساتھ یہ سفر طے کرو۔ خبردار، دھوکے میں نہ رہ جانا کہ ابھی موت نہیں آنے کی۔ سمجھ لو کہ موت تو چپکے سے اچانک آ کھڑی ہوتی ہے۔ تم گناہ کرو اور حلیم و بُردبار خدا تمہاری پکڑ جلدی نہ کرے، تو اس سے دھوکے میں نہ پڑ جانا کہ ہم عذابِ خدا سے چھوٹ گئے۔ سنو! جنّت دوزخ تو تم سے لگی ہوئی ہے، بلکہ تمہاری جُوتی کے تسمے سے بھی زیادہ وہ تم سے قریب ہے۔ پھر حضورؐ نے قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت فرمائی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ جو شخص ایک ذرّے کے برابر نیکی کرے گا وہ اُسے دیکھ لے گا اور جو شخص ایک ذرّے کے برابر بدی کرے گا اُسے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔"

آہ! اگر یہ دل ہلا دینے والے خطبے بھی ہم کو چوکنا نہیں کر سکتے تو ہماری بدنصیبی میں کیا شک رہ گیا؟ مسلمانو!! آخرت کا توشہ جمع کر لو۔ ❁

(۵۶) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ رُبُعُ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ۝ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ ۝ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ ۝ قَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۝ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِيْ ۝ قَالَ مَا شِئْتَ ۝ قَالَ قُلْتُ الرُّبُعَ؟ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ ۝ قَالَ قُلْتُ الثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ ۝

"حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں، چوتھائی رات گذر جانے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر فرمایا کرتے تھے: لوگو! خدا کا ذکر کرو، لوگو ذکر اللہ سے غفلت نہ کرو۔ لوگو دل دہلا دینے والی اور کلیجے کپکپا دینے والی قیامت آ رہی ہے، جس کے پیچھے پیچھے لگنے والی بھی آ رہی ہے۔ موت اپنے ساتھ کی مصیبتیں لئے ہوئے آ رہی ہے، موت اپنے ساتھ آفتیں لئے ہوئے دوڑی چلی آ رہی ہے۔ حضرت اُبیؓ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دُعا کے لئے کچھ وقت مقرر کر لیا ہے تو اس میں سے کتنے وقت کو آپ پر درود پڑھنے میں گذار دوں؟ آپ نے فرمایا، جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا کہ پاؤ وقت؟ فرمایا، بہت اچھا اور جتنا زیادہ کرو اچھا ہے۔ میں نے کہا پھر ایک تہائی؟ تو بھی آپ نے یہی فرمایا۔ میں نے کہا، آدھوں آدھ؟

قُلْتُ النِّصْفَ؟ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ ○ قَالَ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا يَّكْفِيْ هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ ○
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

جب بھی آپ نے یہی فرمایا۔ میں نے کہا، پھر دو تہائی؟ اس کا جواب بھی آپ نے یہی دیا کہ اچھا ہے اور اگر زیادہ وقت لو تو اور اچھا ہے۔ میں نے کہا بس حضورؐ، پھر تو میں اپنا سارا وقت آپ پر درود پڑھنے میں ہی گذارا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا، اگر ایسا کرے گا تو تیری تمام پریشانیاں دُور ہو جائیں گی اور گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔"؏

برادران! اگر قیامت کی سختیوں سے بچنا چاہتے ہو تو نمازوں کی پابندی کرو اور گناہوں سے بچو۔ سُنو!

(۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: لَآ اُقْسِمُ، لَآ اُقْسِمُ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ اَبْشِرُوْا، اَبْشِرُوْا. مَنْ صَلَّى الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ وَاجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ دَخَلَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَ ○ قَالَ الْمُطَّلِبُ سَمِعْتُ رَجُلًا يَّسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُنَّ؟ قَالَ نَعَمْ. عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ الرِّبَا.
(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور دو دو مرتبہ قسم کھائی پھر اُترے، پھر فرمایا: خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ۔ بشارت سُن لو۔ جو پانچوں وقت کا نمازی ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہتا ہے، وہ جنّت کے جس دروازے سے چاہے جنّت میں چلا جائے۔ وہ کبیرہ گناہ یہ ہیں:۔

۱۔ ماں باپ کی نافرمانی
۲۔ اللہ کے ساتھ شرک
۳۔ ناحق کا قتل
۴۔ پاکدامن عورتوں پر تہمت
۵۔ مالِ یتیم کا کھا جانا
۶۔ میدانِ جہاد سے بھاگ کھڑا ہونا
۷۔ سُود کھانا"

(۵۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ اَكَبَّ فَاَكَبَّ،

"حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کو کھڑے ہوئے۔ خطبہ پڑھتے ہوئے تین دفعہ یہ فرما کر کہ اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، پھر آپ نے سر نیچا کر لیا تو

؏ عربی کے الفاظ ترغیب میں اسی طرح ہیں۔ ترجمہ میں ہم نے اور احادیث بھی سامنے رکھ لی ہیں۔ ۱۲ منہ۔

كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا يَبْكِي لَا يَدْرِي عَلَى مَاذَا حَلَفَ؛ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَفِي وَجْهِهِ الْبُشْرَى. فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ. قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَيَصُومُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكٰوةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ. وَقِيلَ لَهُ ادْخُلْ بِسَلَامٍ ۝ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ۝ وَفِي رِوَايَةِ الْحَاكِمِ: تَلَا: إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝

ہم سب کے سر بھی نیچے ہو گئے اور سب کے سب رونے لگے کہ الٰہی کیا بات ہے ؟ کس چیز پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی ؟ بارے تھوڑی دیر بعد حضورؐ نے سر مبارک اونچا کیا۔ ہم نے بھی اپنے سر اُٹھائے، دیکھا تو حضورؐ کے چہرۂ مبارک پر شگفتگی ہے۔ واللہ یہ دیکھ کر ہمارے تو مُرجھائے ہوئے دل کھِل گئے اور یہ معلوم ہونے لگا کہ گویا ہمیں ساری دُنیا کی بادشاہت مل گئی، بلکہ اس سے بھی بہتر نعمت حاصل ہو گئی۔ اب آپ نے ارشاد فرمایا کہ: جو بندۂ خدا پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اُس کیلئے جنّت کے تمام دروازے کھُل جاتے ہیں، اور کہہ دیا جاتا ہے کہ جس دروازے سے چاہو سلامتی کے ساتھ اندر چلے جاؤ۔ یہ فرما کر پھر آپ نے قرآن کی وہ آیت تلاوت کی جس میں فرمان ہے کہ اگر تم اُن کبیرہ گناہوں سے باز رہے جن سے تم روک دیئے گئے ہو تو ہم تمہاری بُرائیاں تم سے دُور کر دیں گے اور تمہیں عزّت و حُرمت کے ساتھ جنّت میں پہنچا دیں گے"۔ ❁

(۵۹) عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ وَالْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ. فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا

"دن کے ابتدائی حصّہ میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ مُضر کے لوگ حاضرِ دربار ہوئے۔ اُن کے بدن پر کپڑا بھی ڈھنگ کا نہ تھا۔ عموماً ننگے پنڈے تھے۔ کسی نے چادر کو بیچ میں سے کاٹ کر اُس میں گرہ لگا کر باقی اوڑھ لی تھی، کوئی عبا کو اسی طرح گلے میں ڈالے ہوئے تھا۔ اُن کے اِس فقر و فاقہ کو دیکھ کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار ہو گئے۔ چہرے کا رنگ متغیّر ہو گیا، گھر میں گئے (شاید وہاں تلاش کیا کہ کچھ مل جائے تو انہیں دیدیں) پھر باہر آئے اور حضرت بلالؓ کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ بعد از اذان تکبیر ہوئی۔ نماز با جماعت ادا کرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ایک پُرزور خطبہ دیا۔ جس میں پہلے تو آپ نے

وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ وَالْاٰيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ، يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِينَارِهٖ، مِنْ دِرْهَمِهٖ، مِنْ ثَوْبِهٖ، مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ، حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ - قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ - قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ، حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا، مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ ۝

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سورۂ نساء کے شروع کی آیت تلاوت کی جس میں فرمانِ باری عزّ وجلّ ہے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو جس نے تمہیں صرف ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے۔ اُسی سے اُس نے اس کا جوڑا پیدا کیا، پھر ان دونوں سے تمام مرد و عورت پھیلا دیئے۔ اللہ سے ڈرو جس کے پاک نام سے آپس میں ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو۔ قرابت داریوں اور رشتے ناتے کے توڑنے سے بھی بچتے رہو۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تم سب پر نگہبان ہے۔ پھر آپ نے سورۂ حشر کی آیت تلاوت فرمائی، جس میں ارشادِ خداوندی ہے: ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ آج دیکھ بھال کرلے کہ کل قیامت کے دن کے لئے اس نے کیا بھیج رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ادب و لحاظ رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ (ان دونوں آیتوں کی تلاوت کے بعد آپ نے لوگوں کو خیرات و صدقات کی رغبت دلائی اور فرمایا: کچھ نہیں تو آدھی کھجور ہی نام للہ دے کر عذابِ آخرت سے بچو۔ جس پر ہر ایک نے اپنی طاقت کے مطابق راہِ للہ دینا شروع کر دیا) کوئی دینار دینے لگا، کوئی درہم، کوئی کپڑا، کوئی گیہوں، کوئی کھجور وغیرہ۔ اتنے میں ایک انصاری صحابیؓ ایک تھیلی کی تھیلی اُٹھا لائے، جسے اُٹھا سکنا ان کے بس کا نہ تھا بلکہ وہ تھک گئے تھے اور اُٹھ نہ سکتی تھی۔ پھر تو تو چل میں چل ہر ایک نے دینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک ڈھیر اناج کا لگ گیا اور ایک ڈھیر کپڑوں کا ہو گیا۔ آپ کے چہرے کی افسردگی بھی اب جاتی رہی، بلکہ خوشی کے مارے آپ کا چہرہ چمکنے لگا۔ یہ معلوم ہونے لگا کہ گویا آپ کا چہرہ سونا منڈھا ہوا ہے۔ پھر فرمایا: جس نے اسلام میں کوئی بہتر طریقہ سب سے پہلے جاری کیا (جیسے آج کے مجمع میں سب سے پہلے جس نے ہاتھ بڑھا کر راہِ للہ کچھ دیا) اُسے اس کا اپنا اجر بھی ملے گا اور اس پر جو بھی اس کے بعد عمل کریں ان کا اجر بھی اُسے ملے گا۔

بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے اجر گھٹائے جائیں۔ یہی حال اسلام میں کسی بدعت نکالنے والے کا ہے کہ اس کا اپنا گناہ بھی اُسے ہوگا اور اس کے بعد جو بھی اس پر عمل پیرا ہوں ان سب کا گناہ بھی اس پر ہوگا، لیکن خود عمل کرنے والوں کے گناہ کم ہو کر نہیں۔ ان پر تو ان کا اپنا بوجھ رہے گا اور اس پر اُس کا اپنا اور اُن سب کا بھی۔"

یہ خطبہ ہمیں بتلا رہا ہے کہ میدانِ محشر کی رُسوائیوں سے بچنے کا سبب صدقہ خیرات کرنا، سُنّتوں پر عمل کرنا اور بدعتوں سے دُور رہنا ہے۔ پس جو ہو سکے ہمیشہ راہِ للّٰہ نیک بخت، موحّد، متبعِ سُنّت لوگوں کے ساتھ سلوک کرتے رہیے۔ سُنّت کے عمل پر چمٹ جائیے اور بدعتوں سے اپنے دل میں نفرت پیدا کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقِ خیر دے۔ آمین! ۞

(۶۰) رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰۤی اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ. فَاِنَّھَا تُقِیْمُ الْعِوَجَ، وَتَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْٓءِ، وَتَقَعُ مِنَ الْجَآئِعِ مَوْقِعَھَا مِنَ الشَّبْعَانِ ٥ (رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی)

"حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس منبر کی لکڑیوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خطبہ دیتے ہوئے سُنا ہے کہ لوگو! آتشِ دوزخ سے بچو گو آدھی کھجور سے ہی ہو۔ یعنی مال نہ ہو تو آدھی کھجور ہی راہِ للّٰہ دیدو تاکہ وہی جہنم سے بچاؤ کا سبب بن جائے یاد رکھو، صدقہ تمام کجی اور کمی دُور کر دیتا ہے۔ اس سے موت کی بُرائی اور بدی دفع ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھوکے کے اُسی جگہ واقع ہوتا ہے جو اُس کی جگہ آسودہ سے ہے۔"

پس اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنی طاقت بھر راہِ خدا میں خرچ کرتے رہو۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ، اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ، اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ ۞

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چھٹے جمعہ کا پہلا خطبہ۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو[۹] خطبے ہیں

(۶۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ٥ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَاَسْتَغْفِرُہٗ وَاَسْتَھْدِیْہِ ٥ وَاُوْمِنُ بِہٖ وَلَآ اَکْفُرُہٗ وَاُعَادِیْ مَنْ یَّکْفُرُہٗ ٥ وَاَشْھَدُ

"تمام تعریفوں کا مستحق بلکہ مالک صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے۔ میں اُس کی حمد بیان کرتا ہوں، اور اُسی سے مدد طلب کرتا ہوں، اُسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ ساتھ ہی اس مالک سے ہدایت کا

عـلہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فسطاط کے منبر پر جو خطبہ پڑھا تھا، اسے انہی الفاظ پر ختم کیا تھا۔ (مسند احمد و طبرانی) ۱۲ منہ

أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ٥
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥ أَرْسَلَهٗ
بِالْهُدٰى وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَةِ ٥ عَلٰى فَتْرَةٍ
مِّنَ الرُّسُلِ ٥ وَقِلَّةٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَضَلَالَةٍ
مِّنَ النَّاسِ ٥ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ ٥
وَدُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَةِ ٥ وَقُرْبٍ مِّنَ الْأَجَلِ ٥
مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ٥
وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ٥ وَفَرَّطَ وَ
ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا ٥ أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ
فَإِنَّهٗ خَيْرُ مَا أَوْصٰى بِهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ
أَنْ يَّحُضَّهٗ عَلَى الْآخِرَةِ ٥ وَأَنْ يَّأْمُرَ
بِتَقْوَى اللّٰهِ ٥ فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَكُمُ اللّٰهُ
مِنْ نَّفْسِهٖ ٥ وَلَآ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ نَصِيْحَةً
وَلَآ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ذِكْرًا ٥ وَإِنَّ تَقْوَى
اللّٰهِ لِمَنْ عَمِلَ بِهٖ عَلٰى وَجَلٍ وَّمَخَافَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ
عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰى مَا تَبْغُوْنَ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ ٥
وَمَنْ يُّصْلِحُ الَّذِيْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ مِنْ
أَمْرِهٖ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ لَا يَنْوِيْ بِذٰلِكَ
إِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ يَكُنْ لَّهٗ ذِكْرًا فِيْ عَاجِلِ أَمْرِهٖ ٥
وَذُخْرًا فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ٥ حِيْنَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ
إِلٰى مَا قَدَّمَ ٥ وَمَا كَانَ مِنْ سِوٰى ذٰلِكَ
يَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ أَمَدًا بَعِيْدًا ٥
وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ٥

خواہاں ہوں۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کا کفر نہیں کرتا، بلکہ کافروں سے دشمنی رکھتا ہوں۔ میری گواہی ہے کہ عبادت کے لائق صرف اسی کی ذات ہے۔ کسی نبی ولی پیر فقیر شہید اچھے بُرے کی ذات کسی قسم کی عبادت کے لائق اُس کے سوا نہیں۔ میں دل سے مانتا ہوں اور زبان سے کہتا ہوں کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور اس کے ایلچی قاصد اور سچے رسول ہیں جنہیں خدائے تعالیٰ نے ہدایت و نور و نصیحت و عبرت دے کر اُس وقت بھیجا جبکہ نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ٹوٹے ہوئے مدت بیت چکی تھی، خدائی علم کا پتہ نہیں چلتا تھا، لوگ گمراہیوں کے تاریک غار میں اُتر چکے تھے، زمانہ ختم ہونے کو تھا، قیامت قریب آ چکی تھی، اجل سر پر منڈلا رہی تھی۔ پس اب جس نے خدا کی باتیں مان لیں جس نے تعلیم محمدیؐ کو لے لیا، اس نے رُشد و ہدایت کو پا لیا، اور جس نے ان دونوں سے مُنہ موڑ لیا بلکہ نافرمانی میں لگ گیا وہ بہک گیا، اُس نے تقصیر کی اور راہِ راست سے بہت دُور جا پڑا۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اس کا لحاظ رکھو۔ ایک سچے مسلمان کو اس کے بھائی کی طرف سے بہتر سے بہتر وصیت یہی ہو سکتی ہے کہ اسے آخرت کی رغبت و لالچ دلائے، اُسے خوفِ خدا کی ہدایت کرے۔ لوگو! حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو، جیسے کہ خود اُس نے تمہیں اپنی ذات سے ڈرتے رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ نہ تو اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت ہے، نہ اس سے افضل کوئی ذکر ہے۔ جان لو کہ آخرت کی جن بھلائیوں کے تم امیدوار ہو وہ سب موقوف ہیں اُن نیک اعمال پر جو تم خوفِ خدا اور تقویٰ سے بجا لاؤ۔ جو شخص صرف رضائے الٰہی کی جستجو میں اپنے اُن تمام کاموں اور ارادوں کی اصلاح کرلے جو اُس کے اور خدا کے درمیان ہیں، خواہ وہ پوشیدہ اُمور ہوں، خواہ ظاہری تو

وَالَّذِي صَدَقَ قَوْلَهُ وَأَنْجَزَ وَعْدَهُ لَا خُلْفَ
لِذَٰلِكَ ۝ فَإِنَّهُ يَقُولُ عَزَّ وَجَلَّ، مَا يُبَدَّلُ
الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝
فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي عَاجِلِ أَمْرِكُمْ وَآجِلِهِ ۝ فِي
السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ۝ فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ
عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ ۝ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ
اللّٰهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ وَإِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ
يُوَقِّي مَقْتَهُ ۝ وَيُوَقِّي عُقُوبَتَهُ وَيُوَقِّي سَخَطَهُ
وَإِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُبَيِّضُ الْوُجُوهَ ۝ وَيُرْضِي
الرَّبَّ وَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ ۝ خُذُوا بِحَظِّكُمْ
وَلَا تُفَرِّطُوا بِجَنْبِ اللّٰهِ ۝ وَقَدْ عَلَّمَكُمُ
اللّٰهُ كِتَابَهُ ۝ وَنَهَجَ لَكُمْ سَبِيلَهُ ۝ لِيَعْلَمَ
الَّذِينَ صَدَقُوا وَيَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَحْسِنُوا
كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ۝ وَعَادُوا أَعْدَاءَهُ ۝
وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۝ هُوَ
اجْتَبَاكُمْ وَسَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۝ لِيَهْلِكَ مَنْ
هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ ۝ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۝ فَأَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ ۝ وَ
اعْمَلُوا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ ۝ فَإِنَّهُ مَنْ يُصْلِحْ مَا بَيْنَهُ
وَبَيْنَ اللّٰهِ يَكْفِهِ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ ۝
ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يَقْضِي عَلَى النَّاسِ ۝ وَلَا يَقْضُونَ
عَلَيْهِ ۝ وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ ۝ وَلَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ ۝
اللّٰهُ أَكْبَرُ ۝ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ ۝
(طبری، قرطبی، مواہب اللدنیۃ)

ربّ العالمین اُسے دنیا میں نیکنام و نیک انجام کر دے گا، اور معاملہ کی یہ اصلاح آخرت میں بھی اُسے نیکیوں کے انبار اور ذخیرے کی صورت میں پروردگار عطا فرمائے گا۔ یہی وہ وقت ہوگا جب انسان اپنی نیکیوں کا سخت تر محتاج ہوگا۔ اور نیکیوں کے سوا اور اعمال سے اُسے اس روز اس قدر نفرت ہوگی کہ کہے گا، کاش! میرے اور ان نکمّے اعمال کے درمیان بعید غایت فاصلہ اور دُوری ہوتی۔ لوگو! جناب باری تبارک و تعالیٰ تمہیں خود اپنی ذاتِ گرامی سے ڈرا رہا ہے کہ تم اس کی خفگی اور ناراضگی سے اپنا بچاؤ کر لو۔ تم اس بچاؤ کی طرف جُھکے کہ رحمت و رافت، مہربانی و نرم دلی والے خدا کی محبت تم کو لپک لے گی۔ اُس سے بڑھ کر بندوں پر کسی کی شفقت نہیں۔ اُس خدا کی قسم جس کی بات سچّی ہے، جس کے وعدے پورے ہو کر ہی رہتے ہیں، کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ اَن مٹ بات ہے، ٹل نہیں سکتی۔ سُنو! خود اللہ عزّ و جلّ کا فرمان ہے کہ میرے پاس کی باتیں بدلتی نہیں، اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔ لوگو! اللہ ربّ العزّت سے ڈرو۔ دنیوی معاملات میں بھی اور اُخروی معاملات میں بھی، پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی۔ اللہ تعالیٰ سے جو ڈرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اُسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اس کا لحاظ رکھنے والا اسکا خوف کھانیوالا ہی سب سے بڑا نصیب والا، سب سے زیادہ کامیاب اور بڑا مقصد ور ہے۔ یاد رکھو کہ خدا کی خفگی سے، خدائی سزاؤں سے اور رب کی ناراضگی سے بچانے والی چیز تقویٰ اور اللہ کا ڈر ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن چہرہ نورانی رہے، مُنہ سفید رہے، رب راضی رہے، بلند درجے ملیں، تو اللہ کا ڈر دل میں رکھو، ہر وقت خدا سے ڈرتے رہو۔ لوگو! اپنا حصہ لے لو۔ لوگو! خدا کے پڑوس میں کمی نہ کرو۔ یعنی جتنی ہو سکیں نیکیاں کر کے درجات بڑھا لو۔ کوتاہیاں کر کے نعمتِ ربّ سے محروم نہ رہ جاؤ

تم کیا دیکھ نہیں رہتے کہ اس نے اپنی پاک کتاب تمہیں سکھادی؟ تمہارے لئے ہدایت کا رستہ کھول دیا؟ یہ اسی لئے کہ سچے اور جھوٹے دنیا پر کھل جائیں۔ خدا نے تمہارے ساتھ احسان وسلوک کیا ہے۔ تم بھی اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ احسان وسلوک سے پیش آؤ۔ اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ راہِ خدا میں جم کر جہاد کرو، ایسا کہ ادائیگی حقِ نمک ہو جائے۔ اُسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔ تاکہ ہر ہلاک ہونے والا دلائل دیکھ لینے کے بعد ہلاک ہو اور ہر زندگی حاصل کرنے والا بھی دلائل کے ساتھ زندہ رہے۔ نیکی کرنے کی قوت صرف مددِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ لوگو! اللہ کا ذکر بکثرت کیا کرو۔ موت کے بعد کام آئیں وہ اعمال کرلو۔ سنو! اللہ تعالیٰ کے اور اپنے درمیان کے تعلقات اگر تم سنوار لوگے تو تمہارے اور دنیا کے اور لوگوں کے درمیانی تعلقات اللہ تبارک تعالیٰ خود سنوار دے گا۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر کی سب لوگوں پر چلتی ہے۔ نہ کہ لوگوں کی خواہش کا وہ پابند ہے۔ وہ تمام مخلوق پر حاکم اور سب کا مالک ہے۔ وہ نہ کسی کا مملوک ہے، نہ اُس کی مملکت میں سے کسی چیز کا کوئی اور مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور تمام قوتیں اور طاقتیں اسی کی طرف سے ہیں"۔

ناظرینِ کرام! یہ خطبہ وہ ہے جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد وہاں کے پہلے جمعہ میں بیان فرمایا۔ یہی خطبے تھے جنہیں سُن کر مسلمانوں کے دل خوف وطمع سے پُر ہو جاتے تھے۔ انہی موثر خطبوں نے تین سو تیرہ ہستیوں کو ایک ہزار غرقِ آہن، ساز وسامان والوں سے بھڑا دیا تھا، اور ذرا سی دیر میں کفر اور کافروں کا دھڑ توڑ کر رکھ دیا تھا۔ یہی خطبے تھے جن کے اثرات نے چالیس سال میں دنیا کی کایا پلٹ دی تھی۔ نہ صرف یہ کہ حکومتِ ظاہری بدل دی ہو، بلکہ دلوں پر بھی حکومت بدل دی تھی۔ ہزار ہا بُت اوندھے گرا دیئے گئے، اور خدائی راج ان کی جگہ جم گیا۔ کفر وشرک کے ڈھیر موحّد بن گئے، اور سنکھ قرنا اور گھنٹال کی جگہ بلند میناروں میں اذانوں کی آوازیں گونج گئیں۔

پس میرے بھائیو! یہی خطبے سنو اور ان پر عمل کرو۔ یہ خطبہ جو آپ نے سُنا، مدینہ شریف کا اوّل خطبہ تھا۔ اب حج کا آخری خطبہ بھی سن لیجئے، جسے اس مطوّل خطبے کا مختصر کہنا بالکل درست ہو گا۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں حضورؐ فرماتے ہیں:

(۶۲) اِتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ○ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ ○ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ ○ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ ○ وَحُجُّوْا بَيْتَ رَبِّكُمْ ○ وَاَطِيْعُوْا ذَا اَمْرِكُمْ ○ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ ○

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)

"اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، پانچوں وقت کی نمازیں باقاعدہ اوّل وقت مطابقِ سُنّت پابندی سے ادا کرتے رہو۔ اور رمضان المبارک کے روزے رکھتے رہو، اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوش نفسی سے ادا کرتے رہو، اور اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرو، اور جو جامع شروط مسلمان حکمران ہوں اُن کی اطاعت کرو، تو یقیناً اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگے"۔

محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیو! واللہ، یہ خُطبے وہ ہیں جو بے جان چیزوں پر بھی اپنا زبردست اثر ڈالتے تھے۔ بخاری وغیرہ میں بھی ہے، اور ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ :

(۶۳) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَخْطُبُ اِلٰی جِذْعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ حَنَّ الْجِذْعُ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی کَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ، حَتّٰی اَتَاہُ فَالْتَزَمَہٗ فَسَکَنَ ۝ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ سَعْدٍ فِیْ طَبَقَاتِہٖ)

"منبر تیار ہوا اس سے پہلے حضورؐ ایک کھجور کے تنے کو ٹیک لگا کر خطبہ کہتے تھے۔ جب لکڑی کا منبر تین زینوں کا آپ کے لئے بنوایا گیا اور آپ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ کہنے لگے اور کھجور کا وہ خشک تنہ وہاں سے ہٹا کر دور رکھ دیا گیا تو ادھر آپ نے خطبہ شروع کیا، اُدھر وہ خشک لکڑی بچوں کی طرح بے تابی اور بے کلی سے بلبلا کر رونے لگی۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ یہ دیکھ کر حضورؐ نے خطبہ چھوڑ کر وہاں جا کر اس پر پھر سے ٹیک لگائی تو وہ بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر دیر میں خاموش ہوئی۔ آخر اسے حضورؐ کے حکم سے منبر تلے دفن کر دیا گیا۔ جو ذکرِ خدا اس سے پہلے سُنتی تھی، اس کی جدائی میں آج یہ سر دھنتی تھی۔ بلکہ طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے کہ اس کے رونے نے صحابہؓ کو بھی رُلا دیا اور وہ ڈر گئے، گھبرا اُٹھے۔"

اللہ اکبر! آہ، خشک چوب جس کے پاکیزہ کلام کے اثر سے متاثر ہو، اس کے کلام سے اگر کسی انسان کا دل اثر پذیر نہیں ہوتا تو مجھے کہنے دیجئے کہ وہ پتھر دل انسان قطعاً مردہ دل ہے۔ اور تعجب ہے اُن پر جو جمعہ والے دن محض الفاظ کا ایک خوبصورت ڈھانچہ مسجد کے منبر پر دل لبھاؤنی آواز سے پڑھ دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ خطبہ ادا ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ خطبہ تو اسی کا نام ہے کہ قرآن پڑھا جائے، لوگوں کو جس زبان کے وہ ہوں اُس میں وعظ و نصیحت کی جائے، اُن کے دلوں کو تڑپایا اور گرمایا جائے۔ سُنئے! ابنِ ابی شیبہ میں ہے :

(۶۴) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْہِہٖ ثُمَّ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، وَیَحْمَدُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُثْنِیْ عَلَیْہِ وَیَقْرَأُ سُوْرَۃً ثُمَّ یَجْلِسُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ ثُمَّ یَنْزِلُ۔ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ یَفْعَلَانِہٖ۔ (رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَصَاحِبُ تُحْفَۃِ الْاَحْوَذِیْ)

"جمعہ والے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر آتے ہی لوگوں کی طرف منہ کر کے السلام علیکم کہتے۔ پھر حمدِ باری تعالیٰ سے اپنے خطبے کو شروع کرتے اور حمد و ثنا کے بعد قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھتے۔ درمیان خطبہ میں ذرا سی دیر بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے، پھر ختم کر کے منبر پر سے اُتر آتے۔ یہی سُنت طریقہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی برتا جاتا رہا۔"

عموماً اپنے ہر خطبہ میں آپ موت کو، سفرِ آخرت کو، احوال و اہوالِ قیامت کو نہایت رقت انگیز پیرائے میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں :

(۶۵) اَیُّهَا النَّاسُ! كَاَنَّ الْمَوْتَ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِنَا قَدْ كُتِبَ ○ وَكَاَنَّ الْحَقَّ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِنَا قَدْ وَجَبَ ○ وَكَاَنَّ الَّذِيْ نُشَيِّعُ مِنَ الْاَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِيْلٍ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ ○ نُبَوِّئُهُمْ اَجْدَاثَهُمْ، وَنَاْكُلُ مِنْ تُرَاثِهِمْ ○ كَاَنَّا مُخَلَّدُوْنَ بَعْدَهُمْ ○ وَنَسِيْنَا كُلَّ وَاعِظَةٍ ○ وَاَمِنَّا كُلَّ جَائِحَةٍ ○ طُوْبٰى لِمَنْ شَغَلَهٗ عَيْبُهٗ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ ○ طُوْبٰى لِمَنْ اَنْفَقَ مَالًا اِكْتَسَبَهٗ مِنْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ ○ وَجَالَسَ اَهْلَ الْفِقْهِ وَالْحِكْمَةِ ○ وَخَالَطَ اَهْلَ الذُّلِّ وَالْمَسْكَنَةِ ○ طُوْبٰى لِمَنْ زَكَتْ وَحَسُنَتْ خَلِيْقَتُهٗ، وَطَابَتْ سَرِيْرَتُهٗ، وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهٗ ○ طُوْبٰى لِمَنْ اَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَّالِهٖ ○ وَاَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهٖ ○ وَوَسِعَتْهُ السُّنَّةُ ○ وَلَمْ تَسْتَهْوِهِ الْبِدْعَةُ ○

"لوگو! کیوں ایسے ہو بیٹھے کہ گویا موت دوسروں کے لئے ہے، ہمارے لئے موت ہی نہیں، گویا کہ اوروں کے ذمّے حقوق کی ادائیگی لکھی گئی ہے، لیکن ہم اس حکم سے یکسر مستثنیٰ ہیں۔ جن مُردوں کو ہم رخصت کر آئے ہیں، کیا ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ تھوڑی سی مدّت کے سفر کے بعد یہ ہم میں واپس آنے والے ہیں؟ آہ! کیا بات ہے کہ انھیں قبر میں دفن کر کے، اُن کی میراث کا مال پاکر ہم بدمست ہو جاتے ہیں؛ نہیں سمجھتے کہ اسی طرح جو ہمارا ہے دوسروں کو دے کر ہم بھی اس مٹّی کے ڈھیر تلے ہمیشہ کے لئے سونے والے ہیں۔ بلکہ ہم تو گویا یہ جان چکے ہیں کہ یہ تو مر گئے، لیکن ہم تو ہمیشہ زندہ ہی رہیں گے۔ آہ! نصیحت کی باتیں ایک ایک کر کے ہم اپنے دماغوں سے نکال دیا کرتے ہیں، اور ہر آفت و مصیبت سے بے فکر ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ سُنو! مستحقِ مبارکباد وہ ہے جو اپنے عیب کی اصلاح میں لگ کر دوسروں کی عیب جوئی سے باز آ گیا۔ خوش نصیب ہے وہ جو حلال طریق پر مال حاصل کرے، پھر راہِ خدا میں خرچ کرے۔ علماء اور صلحاء کی مجلس میں بیٹھے، غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ میل جول رکھے۔ بھلا انسان وہ ہے جس کے اخلاق بلند پایہ اور بہتر ہوں، جس کا دل پاک ہو اور جو باطن کا صاف اور سچا ہو۔ جو کسی کو ایذا، تکلیف، رنج اور دُکھ نہ پہنچاتا ہو۔ مبارکباد ہو اُسے جو اپنا فاضل مال راہِ خدا میں خرچ کرے، اور بچے اس اور فضول گوئی سے بچے۔ سُنّت کو کافی سمجھے۔ اسی کو شرع سمجھ کر ہمیشہ اسی کے عمل میں عمر گذارے، اور بدعتوں سے کنارہ کش رہے، بلکہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر کبھی نہ دیکھے۔"

برادران! سچ تو یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں خدائی عظمت جتنی چاہئے اتنی نہیں رہی۔ ورنہ خوفِ خدا ہمیں ہر بُرے کام سے روک دیتا اور بھلے کام پر آمادہ کر دیتا۔

اللہ ربّ العزّت کی صفات کا ایک خطبہ محمّدیہ اور بھی سُن لو۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ:

(۶۶) قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ ۝ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ ۝ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ ۝ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ ۝ حِجَابُهُ النُّوْرُ ۝ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ النَّارُ ۝ لَوْ كَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ ۝ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

"اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمیں ایک خطبہ سُنایا جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی پانچ صفتیں بیان فرمائیں: اوّل تو یہ کہ اللہ تعالیٰ اُونگھ اور نیند سے پاک ہے۔ اُسے یہ پھبتا ہی نہیں کہ وہ سوئے دوسرے یہ کہ میزان اسی کے ہاتھ ہے، جس کے لئے چاہے جھکا دے اور جس کے لئے چاہے اُونچی اُٹھا دے۔ تیسرے یہ کہ رات کے اعمال اس کے پاس پہنچائے جاتے ہیں، دن سے پہلے۔ اور دن کے اعمال اس کی طرف چڑھائے جاتے ہیں، رات سے پہلے۔ چوتھے یہ کہ اُس کا حجاب نور ہے، بعض روایتوں میں ہے کہ نار ہے۔ پانچویں یہ کہ اگر وہ حجاب ہٹ جائے تو اس کے نورانی اور پاک چہرے کی تجلّیاں تمام مخلوق کو جلا دیں۔ جہاں جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔ یعنی تمام مخلوق کو۔"

پس اس بلند و برتر خدا کی عزّت وعظمت اپنے دل میں رکھو، اور ہر وقت اس کے خوف سے، اس کی پکڑ دھکڑ کے ڈر سے اور اس کے جاہ وجلال سے لرزاں وترساں رہو۔ اور ہر وقت اس کے فرمان پر خود بھی عمل کرتے رہو اور دوسروں کو بھی پہنچاتے رہو تاکہ وہ بھی عمل کریں۔ سُنئے!

(۶۷) فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اَبِيْ رِفَاعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: اِنْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ ۝ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهٖ، لَا يَدْرِيْ مَا دِيْنُهٗ؟ قَالَ فَاَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَ خُطْبَتَهٗ، حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ ۝ فَاُتِيَ بِكُرْسِيٍّ حَسِبْتُ قَوَائِمَهٗ حَدِيْدًا ۝ قَالَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِيْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ۝ ثُمَّ اَتٰى خُطْبَتَهٗ فَاَتَمَّ اٰخِرَهَا ۝

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ! میں ایک بدیسی انجان آدمی ہوں، اپنے دین سے بھی بے خبر ہوں۔ اسی لئے حاضرِ خدمت ہوا ہوں کہ آپ سے دین سیکھوں۔ یہ سُنتے ہی آپ اُن کی طرف متوجہ ہو گئے، خطبہ چھوڑ دیا۔ لوہے کے پایوں کی ایک کرسی لائی گئی، جس پر آپ بیٹھے۔ اور جو خدا کا دیا ہوا علم آپ کو تھا، اس میں سے آپ نے مجھے بھی سکھانا شروع کیا۔ پھر اس کے بعد آپ نے اپنا متروکہ خطبہ پڑھ کر ختم کیا۔"

(۶۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ
يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ ○ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ
الرَّجُلَانِ ○ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ
وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ ○ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا
سَدَّ الْاُفُقَ ○ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِيْ ○
فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ○ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ
اُنْظُرْ هٰكَذَا ○ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا
سَدَّ الْاُفُقَ ○ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ
هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُضِيْئُ وُجُوْهُهُمْ
اِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ○ وَفِيْ رِوَايَةٍ مُتَمَاسِكُوْنَ
اٰخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ○ لَا يَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰى
يَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ ○ ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ ○
فَخَاضَ النَّاسُ فِيْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ ○ فَقَالَ بَعْضُهُمْ
فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ
وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا ○
وَذَكَرُوْا اَشْيَاءَ ○ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا الَّذِيْ تَخُوْضُوْنَ
فِيْهِ؟ فَاَخْبَرُوْهُ ○ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہمارے مجمع میں تشریف لائے اور فرمایا: اُمّتیں میرے سامنے لائی گئیں۔ بعض بعض انبیاء ایسے بھی تھے کہ جن کے ساتھ صرف ایک ہی مسلمان ان کا اُمّتی تھا۔ کسی کے ساتھ دو ہی تھے، کسی کے ساتھ آٹھ دس تھے، اور کوئی کوئی نبی تو ایسا بھی تھا کہ جس کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اتنے میں میں دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی جماعت ہے جس نے کناروں کو ڈھانپ لیا ہے۔ میرے دل میں تمنا اُٹھی کہ خدا کرے یہ میری اُمّت ہو۔ اتنے میں مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو ادھر دیکھو۔ اب جو میں نظر ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس کی کثرت کی وجہ سے آسمان کے کنارے بھی نظر نہیں آتے۔ اُسی وقت آواز آئی کہ یہ ہے آپ کی اُمّت۔ ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی کان میں آئی کہ ان کی پیشوائی کرنے والے ان کے ساتھ ستر ہزار اور ہیں، جو بغیر حساب کتاب کے جنّت میں جائیں گے۔ جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے چمکتے ہوئے ہوں گے۔ یہ سب ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے ہوئے باتیں کرتے ہوئے ایک ساتھ جنّت میں جائیں گے۔ کوئی آگے پیچھے نہ ہوگا۔ اتنا فرما کر آپ اُٹھ کر اپنی منزل میں تشریف لے گئے تو صحابہؓ میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ یہ بغیر حساب و عذاب جنّت میں جانیوالے کون بزرگ ہوں گے؟ کسی نے تو خیال آرائی کی کہ اس سے مراد صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بعض نے قیاس دوڑایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوں گے اور خدا کے ساتھ شرک کیا ہی نہ ہوگا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی قیاسی باتیں ہونے لگیں۔ اتنے میں حضورؐ پلٹ کر آگئے اور فرمایا: کس چیز میں غور و خوض ہو رہا ہے؟ صحابہؓ نے واقعہ بیان کر سنایا تو آپؐ نے فرمایا: سنو! یہ بے حساب و عذاب جنّت میں جانے والے وہ ہیں جو نہ شگون لیں، نہ دَم جھاڑ کرائیں،

وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ ۝ وَلَا يَكْتَوُوْنَ ۝ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا يَرْقُوْنَ ۝ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ ۝ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ۝ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ ۝ وَفِيْ رِوَايَةٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ ۝ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ ۝ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ۝ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نہ داغ لگائیں، بلکہ صرف پروردگار پر توکّل رکھتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت عکّاشہ بن محصن اسدیؓ چادر سنبھالتے ہوئے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسولؐ! دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے انہیں میں سے کر دے۔ آپ نے دُعا کی کہ خدایا! اِنہیں اُنہی میں سے کر دے۔ اس پر ایک اور انصاریؓ نے کھڑے ہو کر یہی گذارش کی۔ (غالباً یہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) تو آپ نے فرمایا: اب تو عکّاشہ سبقت لے گئے"۔

اِس خطبے کے راوی حضرت ابنِ عباسؓ کی یہ روایت اُن کے شاگردِ رشید حضرت سعید بن جبیرؒ اس وقت بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ پوچھتے ہیں کہ کل رات ایک تارا جھڑا تھا، اُسے تم میں سے کسی نے دیکھا تھا؟ تو حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہاں میں نے دیکھا تھا۔ پھر خیال آتا ہے کہ کہیں یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں تہجّد کی نماز کے لئے اُٹھا ہوؤں گا تو دیکھا ہوگا۔ اس لئے جھٹ سے کہا، سُنئے میں نماز میں نہ تھا بلکہ مجھے کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا تھا، اس لئے نیند نہیں آئی تھی۔ تو حضرت سعیدؒ نے کہا، پھر تم نے کیا کیا؟ حضرت حصینؒ نے کہا، میں نے اس پر دم کرالیا۔ پوچھا اُس بات پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ آپ نے فرمایا، ایک حدیث نے جو ہم نے حضرت شعبیؒ سے سُن رکھی ہے۔ پوچھا، وہ کیا حدیث ہے؟ میں نے کہا کہ دم جھاڑا صرف نظر لگنے پر ہے یا زہریلے جانوروں کے کاٹے پر۔ آپ نے فرمایا، اچھا ہے جس کے پاس جو حدیث پہنچ جائے وہ اس پر عمل کرلے۔ لیکن ہم نے تو حضرت ابنِ عبّاسؓ سے یہ حدیث سُنی ہے۔ زاں بعد آپ نے وہ حدیث بیان فرمائی جو اوپر گذری۔

یہ خطبہ بھی دل میں خوفِ خدا بٹھانے اور دنیاوی اسباب سے نظر ہٹانے کے متعلّق ہے۔ آئیے اِسی مضمون پر حضورؐ کا ایک خطبہ اور بھی سُن لیجیے:

(۶۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ! لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُّقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ ۝

"اے لوگو! کوئی چیز تمہیں جنّت سے قریب کرنے والی اور جہنّم سے دُور کرنے والی ایسی نہیں جس کا میں نے تمہیں حکم نہ دے دیا ہو۔ اور نہ کوئی چیز ایسی باقی ہے جو تمہیں جہنّم سے قریب کرنیوالی اور جنّت سے دُور ڈالنے والی ہو، اور میں نے تمہیں اس سے

وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ ۝ وَإِنَّ الرُّوحَ الْأَمِينَ، وَفِي رِوَايَةٍ وَإِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوعِي أَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا أَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ ۝ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ ۝ فَإِنَّهُ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ ۝ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ رُوحَ الْقُدُسِ)

روک نہ دیا ہو۔ (کیوں میرے مسلمان بھائیو! میرے نہیں بلکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس خطبے کے سُننے والو! کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ فلاں مسئلہ قرآن حدیث میں نہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ سارا دین جو بتلانا تھا ہمیں بتلا دیا گیا۔ جب حضورؐ فوت ہوئے، وحی بند ہو گئی۔ دینِ خدا میں اب نہ کوئی زیادتی ہو سکے، نہ کمی۔ بس اُس کامل کو آپ بھی لے لیجئے اور ہرگز خدا کے پیغمبرؐ کے بعد کے کسی نکلے ہوئے رسم و رواج، بدعت، اجتہاد، رائے اور قیاس کو دین میں داخل نہ سمجھئے) زاں بعد ارشاد ہوتا ہے کہ رُوح الامین میرے پاس وحی لائے ہیں کہ کوئی انسان اس وقت تک مرتا نہیں جب تک اپنی پوری روزی کھا پی نہ لے۔ خبردار رہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ حرص و طمع سے، حرام اور ناجائز طریق سے مال کو طلب نہ کرو۔ (کیونکہ قسمت میں جو ہے مل کر ہی رہے گا۔ اور حرام کاریوں اور دغا فریب کے بعد بھی اگر قسمت میں نہیں، ہرگز نہ ملے گا۔ اور جو قسمت کا ہے، نہایت ایمانداری اور بھل منساہت کے بعد بھی مل کر ہی رہے گا) دیکھو رزق کے پہنچنے میں کبھی کچھ تاخیر ہو جائے تو حرام و ناجائز ذرائع سے اس کی تلاش میں نہ لگ جانا۔ اچھی طرح دل میں جما لو کہ روزیاں خدا کے پاس ہیں۔ اور اس کے پاس کی چیزیں اس کی اطاعت و فرماں برداری سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نافرمانیاں کر کے اس کے ہاتھ سے کچھ بھی کوئی بھی چھین نہیں سکتا۔"

برادران! توکّل و صبر اور قناعت عجب چیز ہے، جسے مل گئی سمجھ لو ساری دنیا اسے مل گئی۔ اور اگر یہ نہیں تو وہ انسان کنگلا، محتاج، غریب، مسکین، بیکس اور محض فقیر ہے۔ اس کا دل ہمیشہ اندوہ و ملال، حُزن و تکلیف میں ہی رہے گا۔ حدیث شریف میں تو یہاں تک آیا ہے کہ جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی پھرتی ہے، اسی طرح اس کا رزق بھی اس کی جستجو میں رہتا ہے۔ پس روپے پیسے کے لئے دین کو نہ بگاڑو۔ دیکھو کھائیں گے دس بیس اور پکڑے جاؤ گے تم اکیلے۔ پس اللہ سے ڈر کر نیکیاں کر لو۔ برائیوں سے رُک جاؤ۔ سنو! فرمانِ خداوندی سنو! فرمان ہے: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ اور ارشاد ہے: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ اور فرمان ہے: نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ۔ فرمان ہے: اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ۔ یعنی تمام جانوروں کو اور تم انسانوں کو اللہ ہی روزیاں دے رہا ہے۔ روزیوں کا دینے والا، زبردست قوّت والا، زمین پر سانس لینے والے ہر ایک کو رزق دینے والا

تمہیں اور انہیں پالنے والا وہ ہے جس کے شایانِ شان یہ جملہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا اور تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے۔

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پچھلے جمعہ کا دوسرا خطبہ جس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ۲ دو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ ٥ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهٖ ٥ اَمَّا بَعْدُ ٥ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ٥ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٥ " جو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، اس کے لئے ۲ دو ۲ دو جنّتیں ہیں۔ کیا اب بھی اے انسانو اور اے جنّو! تم اپنے رب کی کسی نعمت کے منکر ہوسکتے ہو؟" لَا بِشَيْئٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ ٥ " الٰہی اور الٰہ العالمین! ہم تیری بے انتہا نعمتوں میں سے کسی ایک نعمت کو بھی نہیں جھٹلاتے۔ بلکہ تیری ایک ایک نعمت پر ہم تیری حمد وثناء بیان کرتے ہیں"۔

برادران! خدا سے ڈرو۔ دُنیوی مسرّتوں میں خوفِ خدا کو اور قبر کو نہ بھولو۔ عظمتِ خداوندی اور حالِ قیامت کا خطبہ سنو! :

(۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمٰوٰتِهٖ وَاَرْضِيْهِ بِيَدِهٖ ٥ وَقَبَضَ يَدَهٗ ٥ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا ٥ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْمَلِكُ ٥ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ ٥ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ قَالَ وَيَتَمَايَلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ٥ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ اَسْفَلِ شَيْئٍ

" ایک مرتبہ منبر شریف پر خطبہ دیتے ہوئے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ جبّار وقہّار ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیگا۔ پھر آپ نے مٹھی بند کرلی۔ پھر کبھی بند کرلیتے کبھی کھول لیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح مٹھی میں زمین وآسمان کو لئے ہوئے فرمائے گا، میں غلبہ اور قدرت والا ہوں، میں حقیقی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں بادشاہ؟ اور کہاں ہیں غلبہ، قوت اور قبضہ کا دعویٰ کرنے والے؟ اور کہاں ہیں تکبّر کرنے اور اینٹھے اکڑنے والے؟ یہ فرماتے ہوئے آپ دائیں بائیں جھکتے جاتے تھے اور آپ کی حرکت کی

مِّنْهُ ۝ حَتّٰى اِنِّىْ لَاَقُوْلُ اَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

وجہ سے منبر اوپر تلے سے برابر ہل رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں ڈرنے لگا کہ کہیں یہ حضورؐ سمیت گر نہ پڑے۔"

(۱۷) ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے آئے۔ یہاں آکر صحابہؓ کو ہنستے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرَى الْمَوْتَ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ ۝ فَاِنَّهٗ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ: اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ ۝ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ ۝ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ ۝ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ ۝ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ ۝ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا ۝ اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى ظَهْرِىْ اِلَىَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَىَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِىْ بِكَ ۝ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ ۝ وَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ ۝ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا ۝ اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى ظَهْرِىْ اِلَىَّ ۝ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَىَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِىْ بِكَ ۝ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ ۝ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ ۝ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِىْ جَوْفِ بَعْضٍ ۝ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا ۝ لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِى الْاَرْضِ

"اے لوگو! اگر تم لذتوں کو فنا کر دینے والی موت کو یاد رکھتے تو تمہیں یہ ہنسیاں نہ آتیں۔ لوگو! راحت و لذت شکن موت کی یاد کیا کرو۔ دیکھو، تم میں سے ہر ایک کی ہونے والی قبر میں سے ہر روز یہ صدا آتی ہے کہ میں انجان جگہ ہوں، میں تنہائی کا گڑھا ہوں، میں مٹی کا مکان ہوں، مجھ میں سانپ، بچھو، کیڑے مکوڑے بھرے پڑے ہیں۔ مسلمانو! جب مومن بندے کو تم دفن کرتے ہو تو قبر اسے خوش آمدید اور مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ میری پیٹھ پر جتنے لوگ چل رہے ہیں اُن سب سے زیادہ میرا محبوب تُو تھا۔ اب آج میں تیری والی بنی ہوں اور تُو میرے بس میں ہے۔ اب تُو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں! پھر وہ کشادہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تک مسلم میت کی نظر پہنچتی ہے وہاں تک کشادگی اس میں ہو جاتی ہے، اور جنت کی طرف اس کے لئے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب فاجر یا کافر بندہ مرتا ہے تو قبر اُسے کہتی ہے تُو بُرا آیا، نہایت بُری گھڑی آیا۔ نہ میں تجھے خوش آمدید کہوں، نہ تجھے مرحبا کہوں۔ جتنے لوگ آج میری پیٹھ پر چل پھر رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ میں تیری دشمن تھی۔ آج تُو میرے بس میں آیا ہے، اور مجھ میں سمایا ہے۔ دیکھ کہ آج میں بھی تجھ سے اپنے مدتوں کے بدلے کس طرح لیتی ہوں؛ یہ کہہ کر چوطرف سے سکڑنے اور سمٹنے لگتی ہے اور اُسے دبوچنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں، اور بائیں جانب کی پسلیاں داہنی طرف کی پسلیوں میں گھس جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں

مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهٗ وَيَخْدُشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ ٥ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ٥ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ڈال کر فرمایا اِس طرح۔ اور اس کی قبر میں ستّر اژدھے مقرّر کردیئے جاتے ہیں جو اس قدر زہریلے ہوتے ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار دے تو زمین سے کوئی چیز پیدا نہ ہو سکے، رہتی دنیا تک کوئی ہریالی زمین پر دکھائی نہ دے۔ یہ سب سانپ اُسے ڈستے اور کاٹتے رہتے ہیں۔ قیامت تک یہ اسی کرب و بلا میں رہتا ہے۔ پھر آخر میں فرمایا۔ سُن لو، یا تو قبر جنّت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنّم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔"

مسلمانو! نہیں معلوم میری اور آپ کی موت کب آنی ہے؟ موت نہ جوان سے ڈرے، نہ بچّے پر ترس کھائے، نہ بڈھے کا لحاظ کرے۔ موت کے لئے اور موت کے بعد کے لئے تیّار رہو، اور وہ اعمال کرلو جو بعداز موت کام آئیں۔ یاد رکھو! سب سے بڑا عمل خوفِ خدا ہے، جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔ سُنو!

تھوڑی سی دیر کا تقویٰ اور خوفِ خدا انسان کو مالامال کردیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کئی مرتبہ یہ قصّہ سُنا۔ آپ فرماتے ہیں، بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو ہمیشہ دن رات بُرائیوں میں پھنسا رہتا تھا۔ کوئی سیاہ کاری ایسی نہ تھی جو اس سے چھوٹی ہو۔ نفس کی کوئی بُری خواہش ایسی نہ تھی جسے اس نے پوری نہ کی ہو۔ ایک مرتبہ وہ ایک عورت کو ساٹھ دینار دے کر زنا کاری کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ جب تنہائی میں اپنے بُرے کام کے ارادہ پر مستعد ہوتا ہے تو وہ نیک بخت عورت بیدِ لرزاں کی طرح تھرّانے لگتی ہے۔ اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں، چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کلیجہ بانسوں اُچھلنے لگتا ہے۔ کفل حیران ہو کر پوچھتا ہے، آخر اس ڈر، خوف، دہشت و وحشت کی وجہ کیا ہے؟ (پاک باطن، شریف النّفس اور باعصمت) لڑکی اپنی لڑکھڑائی ہوئی زبان سے بھرّائی ہوئی آواز میں جواب دیتی ہے: (مجھے خدا کے عذابوں کا خیال ہے۔ اِس ذلیل کام کو ہمارے پیدا کرنے والے خدا نے ہم پر حرام کردیا ہے۔ یہ فعلِ بد ہمیں ہمارے مالک ذوالجلال کے سامنے ذلیل ورسوا کرے گا۔ منعمِ حقیقی، محسنِ قدیمی کی یہ نمک حرامی ہے۔ واللہ! میں نے کبھی بھی خدا کی نافرمانی پر جُرأت نہیں کی۔ ہائے حاجت اور فقر و فاقہ نے (کم صبری اور بے استقلالی نے) آج یہ روزِ بد دکھایا۔ (کہ جس کی لونڈی ہوں اس کے سامنے اس کے دیکھتے ہوئے اس کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہوں۔ اپنی عصمت بیچنے اور اپنے اچھوتے دامن پر دھبّہ لگانے کے لئے تیّار ہو گئی۔ لیکن اے کفل! بخدائے لایزال مجھے خوفِ خداوندی گھلائے جارہا ہے۔ اس کے عذابوں کا کھٹکا کانٹے کی طرح دل میں کھٹک رہا ہے۔ ہائے آج کا دو گھڑی کا لُطف صدیوں تک خون تھکوائے گا اور عذابِ الٰہی کا

لقمہ بنائے گا۔ اے کفل خدا کے لئے اس بدکاری سے باز آ، اور اپنی اور میری جان پر رحم کر۔ آخر خدا کو منہ دکھانا ہے۔ اس نیک نہاد پاک باطن عصمت مآب خاتون کی پُرتاثیر تقریر، اور بے لوث سچّی مخلصانہ خیرخواہی کفل پر اپنا گہرا اثر ڈالتی ہے اور چونکہ دل کی بات ہوتی ہے، دل ہی میں اپنا گھر کرتی ہے۔ ندامت اور شرمندگی چوطرف سے گھیر لیتی ہے اور عذاب الٰہی کی خوفناک شکلیں در و دیوار سے دکھائی دینے لگتی ہیں، اپنے انجام پر غور کرکے، اپنی سیاہ کاریوں کو یاد کرکے رو دیتا ہے اور کہنے لگتا ہے، اے پاکباز عورت! تُو محض ایک گناہ اور وہ بھی ناکردہ پر اس قدر کبریائے ذوالجلال سے لرزاں و ترساں ہے۔ (ہائے! میری تو ساری عمر انہی بدکاریوں اور سیاہ اعمالیوں میں بسر ہوگئی۔ میں نے اپنے مُنھ کی طرح اپنے نامۂ اعمال کو بھی سیاہ کرلیا۔ خوفِ خدا کو کبھی پاس بھی نہ پھٹکنے نہ دیا۔ عذابِ الٰہی کی بھول کر بھی پرواہ نہ کی۔ ہائے میرا مالک مجھ سے غصّہ ہوگا، اس کے عذاب کے فرشتے میری تاک میں ہوں گے، جہنّم کی غیظ و غضب کی، قہر آلود نگاہیں میری طرف ہوں گی، میری قبر کے سانپ بچھّو میرے انتظار میں ہوں گے) مجھے تو تیری نسبت بہت زیادہ خدا سے ڈرنا چاہئے۔ (نہ جانے میدانِ محشر میں میرا کیا حال ہوگا؟) اے بزرگ عورت! گواہ رہ، میں آج تیرے سامنے سچّے دل سے توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ رب کی ناراضگی کا کوئی کام نہ کروں گا۔ خدا کی نافرمانیوں کے پاس بھی نہیں پھٹکوں گا۔ میں نے وہ رقم تمہیں لِلّٰہ دی اور اپنے ناپاک ارادے سے ہمیشہ کے لئے باز آیا۔ (پھر بصد گریہ وزاری جنابِ باری میں توبہ استغفار کرتا ہے اور رو رو کر اپنے اعمال کی سیاہی دھوتا ہے۔ دامنِ امید پھیلا کر دستِ دعا دراز کرتا ہے کہ بارِ الٰہا! میری سرکشی سے درگذر فرما، مجھے اپنے دامنِ عفو میں چھپالے، میرے گناہوں سے چشم پوشی کر، مجھے اپنے عذابوں سے آزاد کر!) حضورؐ فرماتے ہیں: اسی رات کفل کا انتقال ہوگیا۔ صبح کو لوگ دیکھتے ہیں کہ اس کے دروازے پر قدرتاً لکھا ہوا ہے، اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ (اللہ تعالیٰ نے کفل کے کُل گناہ معاف فرما دیئے۔) لوگ اس سے تعجّب کرتے ہیں۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ)

آپ نے دیکھا کہ دو گھڑی کے خوفِ خدا نے عمر بھر کے گناہوں کو جلا کر بھسم کردیا۔ سُنو، اور کان کھول کر سُنو! خوفِ خداوندی تمام نیکیوں سے بڑی نیکی ہے اور تمام بُرائیوں سے بڑی بُرائی خوفِ خداوندی، خشیّتِ الٰہی اور تقویٰ کا نہ ہونا ہے۔

میں آج کے اپنے اس خطبے کو اسی پر ختم کرتا ہوں، اور خاتمے پر آپ کو اس آیتِ قرآنی کا سُنانا ضروری سمجھتا ہوں۔ سُنو! فرمانِ باری تعالیٰ ہے: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

"دل میں اللہ کا ڈر رکھنا، زبان کو پاک صاف اور سچی رکھنا، وہ عمل ہے جس پر بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں اور کُل گناہ معاف ہو جاتے ہیں"

اَللّٰھُمَّ اٰتِ اَنْفُسَنَا تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا ۝ اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا ۝

اب اُٹھو اور دل لگا کر نماز ادا کرو۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ستائیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ۔ جس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دس خطبے ہیں

(۷۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ خَلْقُہٗ ۝ قَضٰی فِیْھِنَّ اَمْرَہٗ ۝ وَوَسِعَ کُرْسِیَّہٗ عِلْمُہٗ ۝ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا قَطُّ اِلَّا مِنْ فَضْلِہٖ ۝ ثُمَّ کَانَ مِنْ قُدْرَتِہٖ اَنْ جَعَلَنَا مُلُوْکًا ۝ وَاصْطَفٰی مِنْ خَیْرِ خَلْقِہٖ رَسُوْلًا ۝ اَکْرَمَہٗ نَسَبًا ۝ وَاَصْدَقَہٗ حَدِیْثًا ۝ وَاَفْضَلَہٗ حَسَبًا ۝ فَاَنْزَلَ عَلَیْہِ کِتَابَہٗ ۝ وَائْتَمَنَہٗ عَلٰی خَلْقِہٖ ۝ فَکَانَ خِیَرَۃَ اللّٰہِ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ عہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ؕ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریفوں اور اس کے رسولوں پر درود وسلام کے بعد جو خطبہ میں نے اس وقت پڑھا ہے، اسے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے درباری خطیب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ بنو تمیم کے خطبے کے مقابلے میں رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے پڑھا تھا۔ اس کا مزید حصہ بھی انشاء اللہ میں آپ کو سناؤں گا۔ اس میں بیان ہے کہ تمام تعریفوں کے لائق فقط اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے جو تمام مخلوق کا خالق ہے۔ آسمان زمین بھی اسی کی مخلوق میں ہیں۔ اور جو ان میں ہو رہا ہے اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اس کا فرمان ہر جگہ جاری ہے اس کے علم نے اس کی کرسی کو بھی گھیر لیا ہے۔ جو کرسی آسمان وزمین سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ خدا کے فضل وکرم کے بغیر کوئی کام نہیں بنتا۔ یہ بھی اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنا دیا۔ اس نے تمام مخلوق میں سے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چن لیا اور آپ کو برگزیدہ رسول بنا لیا، جو سب سے زیادہ شریف النسب ہیں، اور سب سے زیادہ سچی اور پاک زبان والے ہیں، اور حسب کے اعتبار سے بھی سب سے افضل اور برتر ہیں۔ پروردگار نے آپ کو پیغمبری کی نعمت کے ساتھ ہی اپنی کتاب کی

عہ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام (خطبۃ ثابت بن قیسؓ بامر الرسول صلّی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۲ منہ) وسنأتی بتمامہا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ۱۲ منہ

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نعمت بھی عطا فرمائی اور اپنی پاکیزہ تر کتاب آپ پر نازل فرمائی، اور اپنی کُل مخلوق پر آپ کو امین بنا کر مبعوث فرمایا پس یقیناً آپ ساری مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔ (اللہ عزّوجلّ آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کے اصحاب پر درود و سلام نازل فرمائے۔)

مسلمان بھائیو! اللہ ہم سب پر رحم فرمائے۔ اس وقت جن چند آیتوں کی میں نے تلاوت کی ہے، یہ سورۂ توبہ کی آیتیں ہیں۔ آنحضورؐ سے اس سورہ کی تلاوت منبر پر خطبۂ جمعہ میں منقول ہے۔ پس اس سُنّت کی ادائیگی پر بھی ہم اللہ تعالیٰ کا احسان مانتے ہیں اور اس کا شکر بجالاتے ہیں۔ اِن آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے سچّے مومنوں کو اُس تجارت کی خبر دی ہے جو اس نے اپنی خاص مہربانی سے اُن کے ہاتھ کی ہے، کہ ان کی جانیں اور ان کے مال تو اُس کے۔ اور اس رب کی جنّت ان کی۔ اے پاک پروردگار! ہم تیرے صدقے، ہم تجھ پر نثار، تو کیسا مہربان خدا ہے؟ جان بھی تیری دی ہوئی، مال بھی تیرا عطا کیا ہوا۔ سچ تو یہ ہے کہ عوضِ معاوضہ کچھ بھی نہیں۔ یہ تمام تیری رحمتوں کے کرشمے ہیں کہ تو ہمارے دل خوش کر دیتا ہے۔ اے کریم خدا! ہمارے پاس ہمارا کیا ہے؟ ہم تو خود بھی ہمارے نہیں۔ ہم تیرے غلام! غلام کا اور غلام کی کُل ملکیت کا حقیقی مالک آقا ہی ہوتا ہے۔

(۷۳) برادران! سخت دھوکے کی بات ہے کہ ہم یہاں کسی چیز کو اپنی سمجھیں۔ سُنو!

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ۝ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ، وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ ۝ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ ۝ وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ ۝ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ ۝ وَلٰكِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ۝ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن نکلے اور شہداءِ اُحد کے جنازے کی نماز پڑھی جس طرح جنازہ پڑھا کرتے ہیں، پھر لوٹ کر منبر پر تشریف لائے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگو! میں تمہارا میرِ ساماں ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ خدا کی قسم، اس وقت میں اپنے حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں، زمین کے خزانے دے دیئے گئے ہیں۔ واللہ، مجھے اس کا تو ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، البتہ اس کا بہت خوف ہے کہ تم دُنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔" (اور یہ باعث ہوگا بربادی کا)

(۷۴) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا

"جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بحرین والوں سے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی تھی، اور ان پر اپنی طرف سے حضرت علاء بن حضرمیؓ کو

مَا يَسُرُّكُمْ ○ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا ○ وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا اَلْهَتْهُمْ ○

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

امیر بنا دیا تھا جزیے کی اس رقم کے لئے آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو بھیجا تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، یہ رقم وصول کر کے آ رہے تھے تو انصارؓ کو پتہ چل گیا۔ صبح کی نماز میں وہ سب جمع ہو گئے اور حضرت ابو عبیدہؓ بھی آ پہنچے۔ جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو انصار رضوان اللہ علیہم آپؐ کے سامنے جا بیٹھے۔ آپ انہیں دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا؛ شاید تم نے سن لیا ہو گا کہ حضرت ابو عبیدہؓ بحرین سے جزیے کی رقم لے کر آ گئے ہیں؟ انصارؓ نے جواب دیا: ہاں یا رسول اللہؐ! بات تو یہی ہے۔

اس پر آپ نے انہیں یہ خطبہ سنایا:

اے میرے صحابیو! تم خوش ہو جاؤ، اور بہتری اور خوشی کی امیدیں رکھو۔ قسم خدا کی، میں تم پر فقیری سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ مجھے یہ خوف لگ رہا ہے کہ ایسا نہ ہو دُنیا کی کثرت جب تمہارے پاس ہونے لگے، اور تمہاری دلی رغبت اس کی طرف ہونے لگے، اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی خواہش تمہیں گدگدانے لگے تو کہیں تم ہلاک وتباہ نہ ہو جاؤ۔ یہ ہیں تم سے پہلے کے لوگ، اِن کی بربادی کا باعث بھی یہی ہوا۔"

اللہ کے رسولؐ پر لاکھوں درود وسلام ہوں، جو فرمایا تھا پورا ہوا۔ آپ کی اُمت دُنیا کی مالک بن گئی۔ مال رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ قیصر وکسریٰ کے خزانے ان کے ہاں آئے، بڑی بڑی شاہزادیاں اُن کی لونڈیاں بنیں۔ لیکن جب انہیں حُبِّ مال وجاہ نے گھیر لیا تو خدا سے غافل ہونے لگے اور آج یہ بُرے دن دیکھنے پڑے۔ اِسی مضمون کا ایک اور خطبہ بھی سُن لیجئے:

(۷۵) اِنَّ اَكْبَرَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ ○ قِيْلَ مَا بَرَكَاتُ الْاَرْضِ؟ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا ○ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ○ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهٖ ○ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ اَنَا، قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ ○ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَاَنَّهٗ حَمِدَهٗ ○ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ ○ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ

"مجھے تم پر سب سے بڑا خوف اُن برکتوں کا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے لئے زمین سے نکالے گا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ زمین کی برکتوں سے کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: دُنیا کی زینت۔ اس پر ایک صحابیؓ نے سوال کیا، کہ کیا بھلائی بھی بُرائی کو لے آتی ہے؟ آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے سمجھ لیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پہلے تو ہمیں اُس کا سوال کچھ اچھا نہیں معلوم ہوا تھا۔ لیکن پھر ہم نے اس کی تعریف بیان کی۔ کچھ دیر بعد آپ نے اپنی پیشانی نورانی سے پسینہ پونچھا اور گویا کہ سائل کی تعریف کی اور فرمایا: سائل کہاں ہے؟ سنو! بھلائی کا نتیجہ بھلائی ہی ہے۔ خیر تو خیر کو ہی لاتی ہے لیکن غلط استعمال نہایت بُرے

خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ ٥ وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا ٥ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ تَأْكُلُ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ٥ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ ٥ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ ٥ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ ٥ وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ٥

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

نتائج پیدا کرتا ہے۔ یہ مال رنگ روپ میں نہایت ہرا بھرا ہے، ذائقہ میں نہایت میٹھا ہے۔ لیکن یہی سبز میٹھا چارہ جو نہر کے کنارے اُگتا ہے، اسی کے زیادہ کھانے سے جانوروں کا پیٹ پھول جاتا ہے اور وہ مرجاتے ہیں، کبھی مرنے کے قریب ہو جاتے ہیں: بجز اُن جانوروں کے جو اس سبز چارے کو چر کر اپنی کوکھیں بھر کر رک جاتا ہے۔ پھر دھوپ کے رُخ بیٹھ کر جگالی کرنے لگتا ہے۔ آخر جب مینگنیاں کرلیتا ہے، پیشاب آجاتا ہے تو پھر جاکر چرنے چگنے لگتا ہے۔ اسی طرح اس دنیوی مال کو حق لیتے ہوئے حق و انصاف کا ساتھ نہ چھوڑے، پھر حقداروں کے حق ادا کرتا رہے تو بیشک یہ مال اس کے لئے خدائی کاموں میں اور دُنیوی کاموں میں معونت ثابت ہوگا۔ لیکن جو اس مال کے حاصل کرنے کے وقت حق وناحق کا خیال نہ رکھے۔ (نہ خرچ کے وقت اس کا خیال رکھے) اس کی مثال تو ایسی ہے، جیسے کھاتا چلا جائے لیکن پیٹ نہ بھرے۔ اور یہ مال بروزِ قیامت اس کے سر پر بوجھ ہوگا اور اُس کے خلاف گواہ بن کر کھڑا ہوگا۔"

الغرض دنیا میں انسان کو زاہدانہ زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ نہ دنیا کو بقا ہے نہ اس کی چیزوں کو، اور نہ یہاں کے آدمیوں کو۔ دوستو! پھونک پھونک کر قدم رکھو۔ زیادہ وقت یادِ خدا میں گذارو۔

(۷۶) بھائیو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر بڑے حریص تھے۔ بڑے لمبے لمبے خطبے بیان کرتے تھے تاکہ لوگ فتنوں سے بچیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں، دُنیا طلبی میں خدا کو بھول نہ جائیں۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْفَجْرَ فَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ ٥ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ٥ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ٥ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ٥ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ ٥ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہی منبر پر چڑھ گئے اور یہیں خطبہ دینے لگے، یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ منبر پر سے اُترے، نمازِ ظہر پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ گئے، اور خطبہ شروع کر دیا، یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا تو اُترے، یہیں نمازِ عصر پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ بیان کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے یہیں وہ باتیں بتائیں

فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا ۝ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) جو قیامت تک پیش آنے والی تھیں۔ اب ہم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو ہم سب سے حافظہ میں زیادہ ہوگا۔"

(۷۷) آؤ، میں آپ کو حضورؐ کا وہ خطبہ بھی سنا دوں جو منبرِ نبویؐ کے بنتے ہی پہلا خطبہ آپ نے اس منبر پر چڑھ کر دیا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَخْطُبُ اِلٰی جِذْعٍ فِي الْمَسْجِدِ قَآئِمًا ۝ فَقَالَ اِنَّ الْقِيَامَ قَدْ شَقَّ عَلَيَّ ۝ فَقَالَ لَهٗ تَمِيْمُ الدَّارِيُّ، اَلَا اَعْمَلُ لَكَ مِنْبَرًا كَمَا رَأَيْتَ يُصْنَعُ بِالشَّامِ؛ فَتَشَاوَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ فَرَاَوْا اَنْ يَّتَّخِذَهٗ ۝ فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ لِيْ غُلَامًا يُقَالُ لَهٗ كِلَابٌ اَعْمَلُ النَّاسِ ۝ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ اَنْ يَّعْمَلَهٗ ۝ فَاَرْسَلَهٗ اِلٰی اَثْلَةٍ بِالْغَابَةِ ۝ فَقَطَعَهَا ثُمَّ عَمِلَ مِنْهَا دَرَجَتَيْنِ وَمَقْعَدًا ۝ ثُمَّ جَآءَ بِهٖ فَوَضَعَهٗ فِيْ مَوْضِعِهِ الْيَوْمَ ۝ فَجَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْهِ وَقَالَ: مِنْبَرِيْ هٰذَا عَلٰی تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ ۝ وَقَوَائِمُ مِنْبَرِيْ رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ ۝ وَقَالَ: مِنْبَرِيْ عَلٰی حَوْضِيْ ۝ وَقَالَ: مَا بَيْنَ مِنْبَرِيْ وَبَيْتِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ۝ (طبقات ابن سعد ص۱۰)

"جمعہ کے دن حضور علیہ السلام کھڑے کھڑے مسجدِ نبویؐ میں خطبہ پڑھتے ہوئے ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگایا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اب کھڑا رہنا مجھے تکلیف دیتا ہے۔ اس پر حضرت تمیم داریؓ نے یہ مشورہ دیا کہ ایک منبر بنا لیا جائے جیسا کہ ملک شام میں ہوتا ہے۔ آپ نے اور مسلمانوں سے بھی دریافت فرمایا۔ سب نے اس تجویز کی موافقت کی۔ اس پر حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے، وہ بڑھئی کے کام میں بہت ہوشیار ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا تو اُسے کہو منبر بنا لائے۔ چنانچہ اُسے کہا گیا کہ غابہ جنگل کے جھاؤ کے درخت کے تختے لے آئے۔ اس نے لا کر اس لکڑی کا منبر بنایا، جس کے دو زینے تھے، پھر تیسری بیٹھک تھی۔ جب وہ تیار کر چکا اور لے آیا اور جہاں اب منبر ہے وہیں رکھدیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرا یہ منبر جنّت کے دروازے پر ہے۔ میرے اس منبر کے پایے جنّت کے دروازوں پر ہیں، اور فرمایا، میرا یہ منبر میرے حوضِ کوثر پر ہے، اور ارشاد فرمایا کہ میرے منبر اور میرے مکان کے درمیان کی جگہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حج وزیارت نصیب فرمائے، اور ہماری ان آنکھوں سے ہمیں مسجدِ نبویؐ اور روضۂ جنّت یہاں دکھائے اور وہاں عطا فرمائے۔ آمین۔

(۷۸) ایک اور واقعہ بھی اسی منبر کے متعلق سن لیجئے۔ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن یہ منبر بنایا گیا اور مسجد میں رکھا گیا:

فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ كَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ خَلْفَهُ ۝ ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ۝ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَهْقَرٰى ۝ فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ۝ ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ ۝ فَصَنَعَ فِيهَا كَمَا صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى ۝ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلٰوتِي ۝

(طبقات ابن سعد، صحیح بخاری وغیرہ)

" پہلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم آکر اس پر بیٹھے پھر ہمیں نماز باجماعت پڑھانی شروع کی۔ منبر پر کھڑے ہو کر آپ نے اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہا۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی۔ قیام پورا کر کے پھر تکبیر کہہ کر آپ نے منبر پر ہی رکوع کیا۔ پھر سَمِعَ اللّٰهُ الخ کہہ کر وہیں کھڑے رہے۔ پھر اُلٹے پیروں منبر سے اُتر کر منبر کی جڑ میں سجدہ کیا۔ پھر سجدوں سے فارغ ہو کر دوبارہ منبر پر چڑھ گئے اور پہلی رکعت کی طرح نماز پوری کی۔ نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا کہ تم میری اقتدا کر سکو اور میری نماز بھی سیکھ سکو۔"

الغرض قول سے فعل سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دین سکھا گئے، خوفِ خدا کے فوائد بتلا گئے۔ پس میری بھی آپ حضرات کو یہی نصیحت ہے کہ اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اور اپنی عمر کی ہر گھڑی میں خوفِ خدا دل میں رکھو۔ اور عمل مطابقِ سنّت رکھو۔ آؤ میں تمہیں زہد و تقویٰ پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پُر اثر خطبہ سناؤں۔ آپؐ اپنے اس خطبہ میں فرماتے ہیں:

(۷۹) أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ لَكُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوا إِلٰى مَعَالِمِكُمْ ۝ وَإِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوا إِلٰى نِهَايَتِكُمْ ۝ إِنَّ الْمُؤْمِنَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ ۝ بَيْنَ أَجَلٍ قَدْ مَضٰى لَا يَدْرِي مَا اللّٰهُ صَانِعٌ بِهٖ ۝ وَبَيْنَ أَجَلٍ قَدْ بَقِيَ لَا يَدْرِي مَا اللّٰهُ قَاضٍ فِيهِ ۝ فَلْيَأْخُذِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ ۝ وَمِنْ دُنْيَاهُ لِآخِرَتِهٖ ۝ وَمِنَ الشَّيْبَةِ قَبْلَ الْكِبَرِ ۝ وَمِنَ الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَوْتِ ۝ فَوَالَّذِي

" اے لوگو! تمہارے لئے نشانات لگ چکے ہیں، پس وہاں تک پہنچ کر رُک جایا کرو۔ یعنی حدودِ شرع سے تجاوز نہ کرو۔ اور تمہارے لئے ایک حدِّ انتہا ہے وہاں جا کر رُک جاؤ۔ یعنی جس کام کی جہاں تک اجازت ہو کرو، آگے نہ بڑھو۔ اور یہ کہ آخرت آرہی ہے، وہاں کے لئے نیک اعمال کا توشہ لے کر پہنچو۔ مومن تو دو خوفناک حالتوں کے درمیان ہے۔ جو عمر گذر چکی نہ معلوم اس کا نتیجہ عند اللہ کیا ہوا ہے؟ اور جو عمر باقی ہے اللہ ہی کو علم ہے کہ اس میں وہ کیا کرنے والا ہے؟ پس انسان کو چاہئے کہ ایسے اعمال کرلے جو خود اُسی کے کام آنے والے ہیں۔ اے

نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُّسْتَعْتَبٍ ۝ وَلَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةُ اَوِ النَّارُ ۝

(رَوَاهُ فِي الْمَوَاهِبِ وَالْبَيَانِ وَالتَّبْيِيْنِ)

لائق ہے کہ دُنیا میں سے آخرت سنوارنے کا حصّہ مہیّا کرلے اور بڑھاپا آنے سے پہلے اپنی جوانی سے فائدہ اُٹھا کر طاقت بھر نیکیاں جمع کرلے۔ زندگی سے موت کا توشہ موت کے پہلے اکٹھا کرلے۔ اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی جان ہے کہ موت کے بعد شرمندگی دفع کرنے کا کوئی موقع نہ رہے گا۔ اُس وقت پچھتانا بے سود ہوگا۔ اِس دُنیا کے اُجڑنے اور اسے چھوڑنے کے بعد دو ہی گھر ہیں، یا جنّت یا دوزخ"۔

(۸۰) مسلمانو! یہ میری اور آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آج رحمۃٌ للعالمین کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہمارے کانوں میں پہنچ رہے ہیں۔ پس ہوشیاری سے سُنو، عمل کی نیّت سے سُنو!

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ ۝ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ ۝ وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطٰنِ ۝ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ ۝ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ ۝

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ایک خُطبے میں فرمایا کہ شراب تمام گناہوں کی اصل جڑ اور مجموعہ ہے۔ عورتیں شیطانی رسّیاں ہیں، اور دُنیا کی محبّت تمام سیاہ کاریوں کا سر ہے۔ راوی نے آپ سے اس فرمان کو بھی سُنا ہے کہ عورتوں کو پیچھے ہی رکھو اس لئے کہ خود جناب باری نے انہیں پیچھے کر دیا ہے"۔

(۸۱) عَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ ۝ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ ۝ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ ۝ اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ اَجَلٌ صَادِقٌ ۝ وَيَقْضِيْ فِيْهَا مَلِكٌ قَادِرٌ ۝ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ ۝ وَيَحْكُمُ فِيْهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ ۝ يُحِقُّ فِيْهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ ۝ كُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ كُلَّ اُمٍّ يَتْبَعُهَا وَلَدُهَا ۝

"حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خُطبہ پڑھا، جس میں آپ نے فرمایا: ہوشیاری سے سُن لو! دُنیا اسی موجودہ ساز و سامان کا نام ہے، جسے نیک و بد سب کھا رہے ہیں۔ اور آخرت صحیح معنیٰ میں ایک وقت مقرّر ہے، جس میں قدرتوں والا، عدل و انصاف والا سچّا بادشاہ اللہ ربّ العالمین خود فیصلے کرے گا، جن فیصلوں میں حق و باطل صاف نِکھر آئے گا۔ لوگو! اللہ والے بنو۔ دُنیا والے نہ بنو۔ دیکھو ہر اولاد اپنی ماں کے پیچھے لگتی ہے۔ اگر تم نے دُنیا کو ماں بنا لیا تو تم اسی کے ساتھ ہوؤ گے۔ اور اگر آخرت کو ماں بنایا ہے تو اُس دن کامیاب بن جاؤ گے۔ سُنو! نیکی بھلائی اور

أَلَا وَإِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ ۝ أَلَا وَإِنَّ الشَّرَّ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي النَّارِ ۝ أَلَا فَاعْمَلُوْا ۝ وَأَنْتُمْ مِّنَ اللّٰهِ عَلٰى حَذَرٍ ۝ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّكُمْ مَعْرُوْضُوْنَ عَلٰٓى أَعْمَالِكُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

(رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَأَبُوْنُعَيْمٍ)

مطابق سُنّت ہر عمل جنت میں ہے۔ اور ہر بُرائی اور بدی پوری کی پوری جہنم میں ہے۔ خوب سوچ سمجھ کر نیک اعمال کرتے رہو۔ اور پھر خدا سے ڈرتے بھی رہو۔ اور اس بات کا یقین رکھو کہ ایک دن اعمال پیش ہوں گے، اور ایک ایک ذرے برابر کی بدی اور نیکی آنکھوں کے سامنے ہوگی"۔

برادران! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ پر غور کیجئے، اور اس پُرفریب دنیا میں پھنس کر آخرت کو فراموش نہ کر دیجئے۔ یہ دنیا تو آخرت کے لئے ایک کھیتی ہے، جو یہاں بوؤ گے وہ وہاں پاؤ گے۔ پس اس کے حاصل کرنے میں اور اس کے حاصل ہو جانے کے بعد خدا سے اور قیامت سے غافل نہ ہو جاؤ۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اللہ کے رسولؐ کے ان الفاظ کو کبھی نہ بھولو گے کہ نیکیاں کرو اور پھر بھی خدا سے ڈرو کہ نہ جانیں قبول بھی ہوئیں یا مُنھ پر مار دی گئیں۔ اور جب یہ ہے تو ہم جیسے لوگوں کو جو نیکیوں سے خالی اور گناہوں سے پُر ہیں، خدائے تعالیٰ سے کس قدر ڈرنا چاہیئے؟ فرمانِ قرآن ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ " (لوگو! اپنے مقدور بھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو) اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنا اور اس کی نافرمانیوں سے بچنا اسی کا نام اسلام ہے۔ یہ فرمانبرداری اور نافرمانیوں سے بچنا اسی وقت ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں خوفِ خدا ہو۔ خوف اور ڈر ہی انسان کو روکتا ہے۔ دیکھئے! سانپ سے ہمیں خوف ہے۔ کبھی اُس کے منھ میں اُنگلی ڈالتے ہوئے کسی انسان کو نہیں دیکھا ہوگا۔ شیر سے ڈر ہے۔ کبھی اس کے مُنھ میں جاتے ہوئے کوئی نہیں دیکھا گیا ہوگا۔ آگ سے ڈرتے ہیں۔ کبھی اس میں کودتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا گیا۔ اسی طرح جس دل میں اللہ عزّوجلّ قہار و جبّار کا ڈر ہوتا ہے، وہ کبھی اس کی نافرمانیوں کی طرف رُخ بھی نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ اس کی تابعداری میں لگا رہتا ہے۔ اسی لئے جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: رَأْسُ الْأَمْرِ التَّقْوٰى. (اسلام کے کُل کاموں کا سر تقویٰ ہے۔) جس طرح بغیر سر کے دھڑ بیکار ہوتا ہے، اسی طرح تقویٰ کے بغیر کُل کام بے سرے ہیں۔ آج دُنیا میں جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، کل قیامت کے دن وہ امن و امان سے رہے گا۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَّبِّهٖ جَلَّ وَعَلَا أَنَّهٗ قَالَ:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ عزّوجلّ نے مجھ سے فرمایا: میں اپنے بندوں پر نہ تو دو خوف جمع کرتا ہوں، نہ دو امن

وَعِزَّتِیْ لَآ اَجْمَعُ عَلٰی عَبْدِیْ خَوْفَیْنِ وَاَمْنَیْنِ ۝ اِذَا خَافَنِیْ فِی الدُّنْیَا اٰمَنْتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۝ وَاِذَآ اٰمِنَنِیْ فِی الدُّنْیَآ اَخَفْتُهٗ فِی الْاٰخِرَةِ ۝ (رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ)

جو مجھ سے دُنیا میں ڈرتا رہا، قیامت کے دن اسے امن وامان دوں گا۔ اور جو شخص دنیا میں مجھ سے بے خوف ہوگیا، قیامت والے دن وہ خوف اور ڈر میں رہے گا۔"

یہی خوفِ خدا ہے جس نے صحابۂ کرامؓ کے دلوں کو خدا کی طرف مائل کر دیا تھا۔ مستدرک حاکم میں حدیث ہے کہ ایک نوجوان انصاریؓ کا دل خوفِ خدا سے لبریز تھا۔ عذابوں اور خوفِ خدا کا ذکر سُن کر بہت رویا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اُسے گھر سے نکلنا بھاری ہو پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ خود اس کے مکان پر تشریف لے گئے، اور اُسے گلے لگایا۔ بس اسی وقت اس کی رُوح پرواز کر گئی۔ آپ فرمانے لگے اس کے کفن دفن کی تیاری کرو۔ فَاِنَّ الْفَرَقَ فَلَذَ کَبِدَہٗ۔ (خوفِ خدا نے اس کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔)

بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت زرارہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بنو بشیر کی مسجد میں امامت کر رہے تھے کہ سورۂ مدّثر شروع کی۔ جب اِس آیت تک پہنچے، فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ۝ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ ۝ (جب صُور پھونکا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی، پس آج کا دن ہر ایک پر بھاری ہوگا، اور کفّار پر تو ہرگز ہرگز آسان نہ ہوگا۔) پس خوفِ خدا دل میں جوش مارتا ہے اور بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ اور رُوح پرواز کر جاتی ہے۔ (حاکم)

لوگ آپ سے کہتے ہیں، حضورؐ آپ کے بال تو ابھی سے پکنے لگے۔ فرماتے ہیں: مجھے سورۂ ہُودؔ، سورۂ واقعہ، اور سورۂ عَمّ یتساءلونَ وغیرہ کے قیامت کے زوردار بیانوں اور اس دن کی دہشت وخوف نے قبل از وقت بڈھا بنا دیا۔ باوجودیکہ آپ ختم الانبیاء، افضل الرسل، برگزیدۂ خدا ہیں۔ مگر تاہم خوفِ خدا کی یہ حالت ہے کہ عبداللہ بن شخّیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں خدمتِ مبارک میں حاضر ہوا، دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں۔ آنکھوں سے ساون بھادوں کی طرح آنسو گر رہے ہیں۔ روتے روتے اس قدر ہچکی بندھ گئی کہ گویا چکّی چل رہی ہے۔ یا ہانڈی میں اُبال آرہا ہے۔ (ابوداؤد)۔ اللہ اللہ! جب نبیِ معصومؐ کے خوف اور ڈر کا یہ حال ہے کہ نہ راتوں کو چین ہے نہ دن کو آرام۔ رخسارِ مبارک سے آنسو خشک نہیں ہوتے، ڈاڑھی تک تر ہے، ہچکیاں بندھ گئی ہیں۔ پھر بھلا ہم تم جیسے سرتاپا گناہوں میں ڈوبے ہوئے معصیت کے پُتلوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ یہاں رکھا ہی کیا ہے۔ نہ عمل ہیں نہ تقویٰ۔ خدایا بجز تیری رحمت کے کوئی سہارا نہیں۔

اے خواجۂ خواجگان دمِ خشم وعتاب ۔۔۔ کیا تاب کہ دے سکے کوئی تجھ کو جواب
گر جرم کا میرے وزن کرنا ٹھیرا ۔۔۔ انصاف سے کر اپنے کرم کا بھی حساب

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا، وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساتویں جمعہ کا دوسرا خطبہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خطبے ہیں

(۸۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۝ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۝ اَمَّا بَعْدُ! عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۝ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا بَعْدَ الْعَصْرِ۝ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَکُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَکَرَهٗ۝ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ۝ وَکَانَ فِیْمَا قَالَ۝ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْهَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۝ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ۝ وَذَکَرَ اَنَّ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ فِی الدُّنْیَا۝ وَلَا غَدْرَ اَکْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِیْرِ الْعَامَّةِ۝ یُغْرَزُ لِوَآءُهٗ عِنْدَ اِسْتِهٖ۝ قَالَ وَلَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْکُمْ هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ یَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهٗ۝ وَفِیْ رِوَایَةٍ، اِنْ رَاٰی مُنْکَرًا اَنْ یُّغَیِّرَهٗ۝ وَفِیْ رِوَایَةٍ، اَلَا اِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ کَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۝ فَبَکٰی اَبُوْ سَعِیْدٍ وَقَالَ قَدْ رَاَیْنَاهُ فَمَنَعَتْنَا هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ نَّتَکَلَّمَ فِیْهِ۝ ثُمَّ قَالَ: اَلَا اِنَّ بَنِیْ اٰدَمَ خُلِقُوْا

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن عصر کی نماز کے بعد رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہمیں خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے اور قیامت تک آنے والے واقعات بیان کر سنائے۔ جس نے حفظ کر لیا اسے تو یاد ہوں گے، اور جو بھول گیا وہ بھول ہی گیا۔ اس خطبے میں آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ دنیا ذائقہ کے لحاظ سے بہت میٹھی ہے، رنگ کے اعتبار سے بہت شوخ سبز ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا کی خلافت عطا فرما کر دیکھنے والا ہے کہ اس وقت تمہارے اعمال کا کیا رنگ رہتا ہے؟ پس میں تمہیں ہوشیار کر رہا ہوں کہ دنیا کے اور عورتوں کے فتنے سے بچتے رہنا۔ سنو! ہر غدار عہد شکن کے پاس قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا، تاکہ ساری دنیا دیکھ لے کہ یہ بد عہد خائن ہے۔ یہ جھنڈا اتنا ہی بلند اور بڑا ہوگا جیسی اس کی غداری بد عہدی اور خیانت کاری تھی۔ سب سے بڑا غدار وہ ہے جو عام لوگوں کا بادشاہ ہو، پھر بھی خیانت، عہد شکنی اور بد عہدی کرے۔ اس کی بیٹھک کی جگہ اس کا جھنڈا گاڑا جائے گا۔ دیکھو جو حق بات تم جانتے ہو اس کے بیان کرنے سے لوگوں کی ہیبت کھا کر رک نہ جاؤ۔ بری اور خلاف شرع بات دیکھ کر صرف لوگوں کے خوف کی وجہ سے اسے بدلنے سے باز نہ رہو۔ سب سے بہتر جہاد یہ ہے کہ انسان ظالم بادشاہ کے سامنے بھی حق گوئی سے باز نہ رہے۔ (اتنا بیان فرما کر راوی حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ رونے لگے، اور کہنے لگے، یہ قصور تو

عَلٰی طَبَقَاتٍ شَتّٰی ۰ فَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّ
يَحْيٰی مُؤْمِنًا وَّيَمُوْتُ مُؤْمِنًا ۰ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ
كَافِرًا وَّيَحْيٰی كَافِرًا وَّيَمُوْتُ كَافِرًا ۰ وَمِنْهُمْ مَنْ
يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّيَحْيٰی مُؤْمِنًا وَّيَمُوْتُ كَافِرًا ۰
وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَّيَحْيٰی كَافِرًا وَّيَمُوْتُ
مُؤْمِنًا ۰ قَالَ، وَذَكَرَ الْغَضَبَ ۰ فَمِنْهُمْ مَنْ
يَّكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ، سَرِيْعَ الْفَيْئِ فَاِحْدٰهُمَا
بِالْاُخْرٰی ۰ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ بَطِيْئَ الْغَضَبِ
بَطِيْئَ الْفَيْئِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰی ۰ وَخِيَارُكُمْ
مَنْ يَّكُوْنُ بَطِيْئَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْئِ ۰
وَشِرَارُكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ بَطِيْئَ
الْفَيْئِ ۰ قَالَ: اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّهٗ جَمْرَةٌ
عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ ۰ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی انْتِفَاخِ
اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ ۰ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْئٍ
مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ ۰
قَالَ وَذَكَرَ الدَّيْنَ ۰ فَقَالَ: مِنْكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ
حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا لَهٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ ۰
فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰی ۰ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ
سَيِّئَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ ۰
فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰی ۰ وَخِيَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ
عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ
اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ ۰ وَشِرَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ
عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ

ہم سے ہو ہی گیا۔ خلافِ شرع اُمور دیکھے اور ڈر دہشت کی وجہ سے خاموش ہو رہے)۔ لوگو! سنو، انسان طرح طرح کے پیدا کئے گئے ہیں۔ بعض تو ایمان پر ہی پیدا ہوتے ہیں، ایمان پر ہی جیتے ہیں اور ایمان پر ہی مرتے ہیں۔ بعض پیدائشی کافر ہوتے ہیں، پھر اسی کفر پر زندگی گذارتے ہیں، اور اسی کفر پر اُنہیں موت بھی آتی ہے۔ بعض وہ بھی ہیں جو پیدا ہوتے ہیں مسلمانوں کے ہاں، زندہ رہتے ہیں ایمان پر، لیکن مرتے وقت کافر مرتے ہیں۔ اور بعض اُن کے برخلاف بھی ہیں کہ پیدا ہوئے کفر پر، زندہ رہے کفر پر، اور مرے ایمان پر۔ پھر آپ نے غصّے اور غضب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں بہت جلد غصّہ آجاتا ہے، لیکن پھر جلد ہی اُتر بھی جاتا ہے، یہ تو خیر ایک دوسرے کا بدلہ ہو گیا۔ لیکن ان کے خلاف بعض ایسے بھی ہیں جنہیں دیر سے غصّہ آتا ہے لیکن پھر جاتا بھی ہے دیر میں۔ تو خیر یہ بھی ادلا بدلا ہو گیا۔ مگر بھلے لوگ وہ ہیں جنہیں غصّہ آئے تو بڑی دیر میں لیکن جائے بہت جلد۔ اور بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں غصّہ آ تو جائے جلدی اور جائے دیر سے۔ پھر فرمایا: غصّے اور غضب سے تو بچتے ہی رہو۔ یہ تو انسان کے دل پر آگ کا ایک انگارا ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ (غصّہ کے وقت) کیسی رگیں اُبھر آتی ہیں؟ نتھنے پھول جاتے ہیں اور آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں؟ آؤ! غصّے کا اُتار میں تمہیں بتلاؤں۔ غصّہ آتے ہی انسان کو چاہئے لیٹ جائے، زمین سے لگ جائے۔ پھر آپ نے قرض کا بیان کیا اور فرمایا: تم میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ جب اُن پر کسی کا قرض ہو تو اچھی طرح ادائیگی کرتے ہیں۔ دیر درنگ تاخیر اور بے وجہ حیلے نہیں کرتے۔ لیکن جب اُن کا قرض کسی کے ذمّے ہو تو طلب و تقاضا نہایت بُری طرح کرتے ہیں۔ خیر یہاں تک بھی ادلا بدلا تھا۔ بعض کی عادت ان کے خلاف ہوتی ہے۔

اَلْفُحْشَ فِی الطَّلَبِ ۞ حَتّٰی اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُءُوْسِ النَّخْلِ وَ اَطْرَافِ الْحِيْطَانِ فَقَالَ: اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰی فِيْهَا اِلَّا كَمَا بَقِیَ مِنْ يَّوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰی مِنْهُ ۞ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ)

اُن پر اگر کسی کا قرض ہو تو ادائیگی بُری طرح کرتے ہیں، لیکن اگر اُن کا قرض کسی پر ہو تو طلب و تقاضے میں سختی، نالائقی، جلدی اور فحش گوئی نہیں کرتے خیر یہ بھی برابر برابر چھوٹے۔ لیکن خدا کے نزدیک بہتر وہ ہیں کہ جب اُن کے ذمّے کسی کا قرض ہو تو اچھی طرح ادائیگی کر دیا کریں۔ اور جب اُن کا قرض اور کے ذمّے ہو تو طلب و تقاضا میں بھی اچھائی برتیں۔ اور تم میں سب سے بدترین لوگ وہ ہیں کہ اُن پر قرض ہو تو ادائیگی میں بُرائی کریں، اور جب اُن کا قرض کسی پر ہو تو طلب میں بُرائی برتیں۔

اسی طرح آپ مسائل بیان فرماتے رہے۔ طور طریقے دین و دُنیا کے بھی اپنے اس مبارک خطبے میں بتلاتے رہے یہاں تک کہ مغرب کا وقت بالکل سر پہ آگیا۔ دھوپ صرف کھجور کے درختوں کی چوٹیوں پر اور باغوں اور دیواروں کے سروں پر رہ گئی تو آپ نے فرمایا: دیکھو! سارے دن کے مقابلہ میں جتنا دن اب باقی رہ گیا ہے، اتنا ہی زمانہ شروعِ دنیا سے قیامت تک میں باقی رہ گیا ہے۔ یعنی قیامت اب بالکل قریب ہے"۔

برادران! اس خطبۂ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کرو، اور ان فرامین کے خلاف کبھی نہ کرو۔ دُنیا کے فتنوں سے، عورتوں کے فتنوں سے، غدّاری سے بچو۔ حق بات کو علی الاعلان کہہ دیا کرو۔ اپنے ایمان کی پوری حفاظت کرو۔ نیکیوں پر بھروسہ کر کے بیٹھ نہ رہو۔ نہ جانے کل دل کی کیفیت کیا ہو جائے؟ ثابت قدمی بڑی چیز ہے۔ غصّے سے بچو، بلکہ غصّہ پی جانے کی پاک عادت ڈالو۔ کسی کا کوئی حق تم پر ہو تو ادا کر دو۔ کسی پر تمہارا کوئی حق ہو تو اس پر سختی اور تنگی نہ کرو۔ موت کو سر پر سوار سمجھو۔ دیکھو دُنیا کے لوگوں کے حقوق کا سر پر رہ جانا وہ گناہ ہے جس کی معافی نہیں ہے۔

(۸۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ۞ اَرِقَّاءَكُمْ اَرِقَّاءَكُمْ ۞ اَطْعِمُوْهُمْ مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۞ وَاكْسُوْهُمْ مِّمَّا تَلْبَسُوْنَ ۞ فَاِنْ جَاءُوْا بِذَنْبٍ لَّا تُرِيْدُوْنَ تَغْفِرُوْنَ فَبِيْعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تُعَذِّبُوْهُمْ ۞ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

" رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا: اپنے ماتحتوں اور غلاموں کا خیال رکھو، اپنے غلاموں نوکروں چاکروں اور ماتحتوں کا پورا خیال رکھو۔ اپنے کھانے میں سے اُنہیں بھی کھلاؤ اپنے پہننے میں سے اُنہیں بھی پہناؤ۔ اگر اُن سے کوئی ایسی ہی خطا سرزد ہو جائے کہ تم اس سے درگذر کرنا ہی نہیں چاہتے تو انہیں بیچ دو لیکن خدا کے ان بندوں کو عذاب نہ کرو۔ انہیں سخت سزائیں نہ دو"۔

(۸۴) رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ مَآ اٰمُرُكُمْ اِلَّا بِمَآ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ○ وَلَآ اَنْهَاكُمْ اِلَّا عَمَّا نَهَاكُمُ اللّٰهُ عَنْهُ ○ فَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ ○ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَطْلُبُهٗ رِزْقُهٗ كَمَا يَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ ○ فَاِنْ تَعَسَّرَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ مِّنْهُ فَاطْلُبُوْهُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ○

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

"غزوۂ تبوک والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر ہمیں خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: لوگو! میں تمہیں وہی حکم واحکام دیتا ہوں جو مجھے اللہ تعالیٰ تمہیں دینے کو فرمایا کرتا ہے۔ اور انہیں چیزوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو منع فرماتا ہے۔ پس تم رزق کی جستجو میں اچھائی اور فرمانبرداری شرع اختیار کرو۔ اُس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کا رزق اسی طرح تلاش کرتا رہتا ہے جیسے اُس کی اجل۔ دیکھو اگر کبھی روزی رزق میں تنگی پاؤ تو گھبرا کر حدودِ شرع سے قدم آگے نہ رکھنا بلکہ روزی طلب کرو اللہ کی اطاعت سے۔ خدا کی نعمتیں اُس کی فرمانبرداری سے پا سکتے ہو۔"

میں آج کے خطبے کو اسی نصیحت پر ختم کرتا ہوں کہ حلال روزی حلال طریق پر کمانا وہ نیکی ہے جس سے بڑی نیکی اور کوئی نہیں۔ پس میری دعا ہے: اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنَا بِمَا رَزَقْتَنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْهِ ○ (الٰہی، ہمیں بھرپور روزیاں دے، ہمیں قناعت نصیب فرما اور برکت ورحمت عطا فرما۔)

بھائیو! اُٹھو نماز کے لئے، اللہ تم پر رحم فرمائے۔ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ ○ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ ○ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ ○ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آٹھویں جمعہ کا پہلا خطبہ۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْأَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ ○ فَاِنَّهٗ قَدْ دَنَا اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ ○ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

"اللہ ربّ العالمین کی پاک ذات کے لئے ہر طرح کی تعریف سزاوار ہے۔ میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ ہم اس ربّ العالمین سے دعا کناں ہیں کہ وہ ہمیں آخرت کی

إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ○ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ○ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا ○ ع۵

عزتیں عطا فرمائے۔ اس لئے کہ میری اور آپ کی اجل اور موت قریب ہی ہے۔ میری گواہی ہے کہ عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ وہ اکیلا ہے لاشریک ہے۔ میری گواہی ہے کہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول جنہیں اللہ عزّوجلّ نے حق کے ساتھ بھیجا ہے، جو خوشخبریاں سنانے والے اور دھمکانے والے ہیں، اور روشن سورج اور چمکتے چراغ ہیں، تاکہ آپ ہر اُس شخص کو آگاہ کر دیں جس کے پہلو میں زندہ دل ہے، اور کافروں پر حجتِ خداوندی پوری ہو کر حق بات ثابت ہو جائے۔ اللہ اور اُس کے رسول کا مطیع تو راہِ راست پر، رُشد اور بھلائی پر ہے۔ اور نافرمان صریح گمراہی میں ہے۔

ع۶ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

”لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ہی خدا کے پیغمبر آ پہنچے ہیں جنہیں ہر وہ بات شاق گذرتی ہے جو تمہارے لئے تکلیف دہ ہو۔ بلکہ وہ تمہارے ہر نفع کے خواستگار ہیں، خصوصاً ایمان داروں پر تو بہت ہی شفیق و مہربان ہیں، پھر بھی اگر لوگ رُوگردانی کریں تو اے نبیؐ تو کہہ دے کہ مجھے تو صرف خدا کافی ہے، میرا سہارا وہی ہے، اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرشِ عظیم کا رب اور مالک ہے۔“

مسلمان بھائیو! یہ آیتیں ہمیں بتلا رہی ہیں کہ اللہ کے نبیؐ ہم پر کیسے مہربان تھے! ساتھ ہی یہ بھی بتلا رہی ہیں کہ آپ کا مرتبہ خدا کے ہاں کیا کچھ تھا؟ اور خود آپ اللہ کی طرف کس قدر جھکے ہوئے تھے۔ حضورؐ کے درجات و مراتب کے بیان میں مَیں آپ کو خود حضورؐ کا ایک خطبہ سُناؤں۔

(۸۵) صحیح بخاری شریف وغیرہ میں ہے کہ سُورج کو حضورؐ کے زمانے میں اُس دن گہن لگا جس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا۔ آپ نے منادی کرائی کہ لوگو نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔ پھر آپ مسجد میں گئے، دو رکعت نماز پڑھائی۔ ہر رکعت میں دُو دُو رکوع کئے۔ اس نماز میں عورت مرد سب تھے۔ اس نماز کا قیام، رکوع اور سجدہ بہت لمبا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت اسماء بنتِ ابوبکرؓ کو غشی آگئی۔ نماز سے اُس وقت فارغ ہوئے جب سورج کُھل چکا تھا۔ قرأت باآواز بلند پڑھی تھی۔ پہلی رکعت دوسری سے لمبی تھی۔ پہلے رکوع سے اُٹھ کر پھر قرأت شروع کر دی تھی۔ پھر رکوع کیا۔ یوں ہر رکعت میں دُو رکوع اور دُو سجدے کئے۔ پہلی رکعت کے پہلے قیام میں ہی بقدر سورۂ بقرہ کے قرأت کی۔ فارغ ہو کر آپ نے خطبہ دیا جس میں جناب باری عزّوجلّ کی حمد و ثنا پوری طرح بیان فرما کر اَمّا بعد کہہ کر فرمایا:

ع۵ یہ خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ (تاریخ الخلفاء) ۔ ۱۲ منہ

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ
مِّنَ النَّاسِ وَلَا لِحَیَاتِهٖ وَلٰکِنَّهُمَا اٰیَتَانِ
مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ ٥ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهٗ ٥
فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ
وَکَبِّرُوْا وَتَصَدَّقُوْا ٥ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ ٥
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ٥ حَتّٰی یُکْشَفَ مَا بِکُمْ
یَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ٥ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْیَرَ مِنَ
اللّٰهِ اَنْ یَّزْنِیَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِیَ اَمَتُهٗ ٥ یَا
اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ! وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ
قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا ٥ مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ
لَمْ اَرَهٗ اِلَّا وَقَدْ رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا ٥
حَتَّی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ٥ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ
تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ ٥ قَرِیْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ
یُؤْتٰی اَحَدُکُمْ فَیُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟
فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ (اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ) فَیَقُوْلُ هُوَ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی
فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا ٥ فَیُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا ٥
فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُوْقِنًا ٥ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ
اَوِ الْمُرْتَابُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ، سَمِعْتُ النَّاسَ
یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُهٗ ٥ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ یَّتَعَوَّذُوْا
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ٥ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَیْنَاكَ
تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَیْنَاكَ
تَکَعْکَعْتَ ؟ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّةَ وَتَنَاوَلْتُ

"سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اُن کے گہن کو کسی کی موت وزیست سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ اُنہیں کسی کے پیدا ہونے سے گہن لگے، نہ کسی کی موت سے، بلکہ اُن کی اس حالت سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ڈراتا ہے۔ تم جب یہ دیکھو تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ دعائیں کرو، تکبیریں کہو، صدقہ دو، اللہ کا ذکر کرو، اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔ (ہو سکے تو غلام آزاد کرو) اور یادِ خدا میں لگے رہو۔ یہاں تک کہ گہن کھل جائے۔ اے محمدیو! خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت دار کوئی نہیں۔ تم آپ دیکھ لو کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی یا غلام بدکاری زناکاری کرے تو تمہیں کیسی غیرت آتی ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اے اُمتِ محمدؐ کے لوگو! واللہ جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لیتے تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ لوگو! جو جو چیزیں میں نے نہیں دیکھی تھیں وہ بھی آج یہیں اسی جگہ دیکھ لیں۔ یہاں تک کہ جنت دوزخ کو بھی دیکھ لیا۔ سنو! میرے پاس وحی آچکی ہے کہ فتنۂ دجّال سے کچھ کم قبر کا فتنہ نہیں۔ تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتے قبر میں آتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ اس شخص کی بابت تم کیا جانتے ہو؟ ایماندار یقین والا تو صاف کہہ دیتا ہے کہ وہ محمدؐ، اللہ کے رسول برحق ہیں، جو ہمارے پاس دلیلیں اور ہدایتیں لے کر آئے۔ ہم نے بھی تسلیم کر لیا، ایمان لائے اور آپ کی پیروی میں لگ گئے۔ یہ سن کر اُس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ اب میٹھی اور راحت والی نیند سو جاؤ۔ ہمیں تو پہلے ہی سے علم تھا کہ تو یقین وایمان والا ہے۔ رہا منافق اور شک وشبہ والا انسان تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ لوگوں کی سُنی سُنائی میں بھی کچھ کہتا تھا لیکن اس وقت کچھ نہیں جانتا۔ (چنانچہ اسے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔) پھر حضورؐ نے

عُنْقُوْدًا وَّلَوْ اَصَبْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا ٥ وَاُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ ٥ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ ٥ قَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ ٥ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ ؟ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ ٥ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ٥

(بخاری، مسلم، فتح الباری وغیرہ)

حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو کہ وہ تمہیں عذاب قبر سے نجات دے۔ صحابہؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ حضورؐ ہم نے دیکھا کہ نماز پڑھتے پڑھتے آپ نے کچھ آگے بڑھ کر گویا کسی چیز کے لینے کا ارادہ کیا، پھر دیکھا کہ آپ ڈرتے ہوئے گھبراتے ہوئے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے، یہ کیا بات تھی؟ آپ نے فرمایا: پہلے میرے سامنے جنت لائی گئی، میں نے چاہا کہ اس میں سے ایک خوشہ توڑ لوں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو رہتی دنیا تک تم اس میں سے کھاتے رہتے اور پھر بھی اُس میں کوئی کمی نہ آتی۔ اسی طرح میں نے دوزخ کو بھی دیکھا۔ آہ! آج جیسا بھیانک منظر کبھی میری نگاہ سے نہیں گذرا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں اکثر تعداد عورتوں کی ہے۔ لوگوں نے پوچھا حضورؐ اس کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا: یہ اُن کے کفر و ناشکری کی وجہ سے۔ تو دریافت کیا گیا کہ کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہوتی ہیں۔ اگر تم عمر بھر اُن کے ساتھ سلوک و احسان کرتے رہو، پھر کسی وقت بھی ذرا سی کمی دیکھ لیں تو صاف کہہ دیتی ہیں کہ میں نے تم سے کسی وقت کوئی بھلائی نہیں دیکھی"۔

اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطبوں کی تشریح و توضیح مجھ جیسا عاجز کیا کر سکے گا؟ تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ نجات موقوف ہے حضورؐ کی اتباع پر، قبر کا چھٹکارا موقوف ہے اسی جواب پر، یہ چیز بتلا رہی ہے کہ حضورؐ کا مرتبہ خدا کے نزدیک کتنا بڑا ہے؟ یہ بھی آپ کے مرتبے کی بلندی تھی کہ آپ کو جنت و دوزخ یہیں دِکھلا دی گئی۔ فصلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(۸۶) مٹھی بھر مسلمانوں کو لئے ہوئے عرب کے تمام کفار کے مقابلے میں اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ بدر میں اُترے۔ وہاں اپنی جاں باز جماعت کو یکجا کر کے اُن کی صفیں مرتب کر کے اُن میں خطبہ دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی پوری حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّيْ اَحُثُّكُمْ عَلٰى مَا حَثَّكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ٥ وَاَنْهٰكُمْ عَمَّا نَهَاكُمُ اللّٰهُ عَنْهُ ٥ فَاِنَّهٗ جَلَّ وَعَلَا عَظِيْمٌ شَاْنُهٗ يَاْمُرُ الْحَقَّ ٥ وَيُحِبُّ الصِّدْقَ ٥ وَيُعْطِيْ عَلَى الْخَيْرِ

"لوگو! میں تمہیں اسی چیز کی طرف رغبت دلاتا ہوں جس کی رغبت خود اللہ عزّ و جلّ نے دلائی ہے۔ اسی طرح میں تمہیں انہی چیزوں سے روکتا ہوں جن سے اللہ عزّ و جلّ نے ممانعت فرما دی ہے۔ وہ جلال و بلندی والا اعظیم الشان خدا حق باتوں کا ہی حکم فرماتا ہے۔

أَهْلَهُ أَعْلَىٰ مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهُ ۝ بِهِ يُذْكَرُونَ وَ
بِهِ يَتَفَاضَلُونَ ۝ وَإِنَّكُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ بِمَنْزِلٍ مِّنْ
مَّنَازِلِ الْحَقِّ ۝ لَا يَقْبَلُ فِيهِ اللّٰهُ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا
مَا ابْتُغِيَ فِيهِ وَجْهُهُ ۝ وَإِنَّ الصَّبْرَ فِي مَوَاطِنِ
الْبَأْسِ مِمَّا يُفَرِّجُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ الْهَمَّ وَ
يُنَجِّي مِنَ الْغَمِّ ۝ وَتُدْرِكُونَ النَّجَاةَ فِي الْآخِرَةِ
فِيكُمْ نَبِيُّ اللّٰهِ يُحَذِّرُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ ۝ فَاسْتَحْيُوا
الْيَوْمَ أَنْ يَطَّلِعَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّنْ
أَمْرِكُمْ يَمْقُتُكُمْ عَلَيْهِ ۝ فَإِنَّهُ تَعَالَىٰ يَقُولُ:
لَمَقْتُ اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۝ اُنْظُرُوا
الَّذِي أَمَرَكُمْ بِهِ مِنْ كِتَابِهِ ۝ وَأَرَاكُمْ مِّنْ
آيَاتِهِ ۝ وَأَعَزَّكُمْ بَعْدَ الذِّلَّةِ ۝ فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ
يَرْضَ رَبُّكُمْ عَنْكُمْ ۝ وَاسْأَلُوا رَبَّكُمْ فِي
هٰذَا الْمَوْطِنِ أَمْرًا تَسْتَوْجِبُوا الَّذِي وَعَدَكُمْ بِهِ
مِنْ رَّحْمَتِهِ وَمَغْفِرَتِهِ ۝ فَإِنَّ وَعْدَهُ حَقٌّ وَّ
قَوْلَهُ صِدْقٌ وَّعِقَابَهُ شَدِيدٌ ۝ وَإِنَّمَا أَنَا
وَأَنْتُمْ بِاللّٰهِ الْحَيِّ الْقَيُّومِ الَّذِي إِلَيْهِ لَجَأْنَا
وَبِهِ اعْتَصَمْنَا ۝ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝
يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِينَ ۝

(سیرۃ الحلبیۃ وغیرہ)

وہ سچائی کو دوست رکھتا ہے، بھلائیاں کرنے والوں کو وہ اپنے پاس بڑے مرتبے عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے اُن کا ذکر مذکور ہوتا ہے اور اسی سے انہیں فضیلتیں ملتی ہیں۔ سُنو! حق کی منزلوں میں سے ایک منزل پر آج تمہارے قدم آپہنچے ہیں۔ یہاں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ارادے سے جو کام کروگے وہی مقبول ہوگا۔ پس بوقتِ جہاد اپنی نیّت صرف کلمۃُ اللہ کی بلندی کی ہی رکھو۔ نہ مال و متاع کی نہ شہرت و تعریف کی سُنو! جب ہر طرف سے مایوسی گھیر لے، اور بظاہر کوئی بھی صورتِ غلبہ کی اور چھٹکارے کی نہ رہے، اس وقت بھی مایوس نہ ہونا۔ اگر تم نے میری یہ بات مان لی تو یہی وہ کام ہے جس سے تمام رنج و غم دُور ہوجائیگا اور ہر مشکل آسان ہوجائے گی۔ ساتھ ہی آخرت کی نجات بھی میسّر ہوجائے گی۔ میرے ساتھیو! سُنو! تم میں خود خدا کا پیغمبر موجود ہے جو تمہیں روکتا بھی ہے اور آگے بھی بڑھاتا ہے۔ امر و نہی کر رہا ہے دیکھو، آج ایسی کوئی غلطی نہ کر بیٹھنا جس سے اللہ تعالیٰ تم سے ناخوش ہوجائے۔ فرمانِ خدا ہے کہ اس کی ناراضگی کا وبال زبردست ہے۔ جو اور کسی کی ناراضگی میں نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر نظر میں رکھو، جو اپنی کتاب میں وہ تمہیں دے چکا ہے اور اپنی نشانیاں تمہیں دکھلا چکا ہے۔ ذلّت کے بعد اُسی نے تمہیں عزّت عطا فرمائی ہے پس تم احکامِ خدا پر صبر و عزم کے ساتھ جم جاؤ اور اپنے دین پر مضبوط ہوجاؤ اسی سے ربّ العالمین تم سے راضی ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے اس جہاد کے موقع پر ایسی دُعائیں کرو اور ایسے نیک کام کرو کہ اس کا وعدہ تمہارے ساتھ پورا ہو، رحمت و مغفرت تمہیں حاصل ہوجائے۔ بیشک وعدۂ خداوندی اٹل ہے، بیشک کلامِ خدا راست ہے، بیشک اسی کے عذاب بڑے ڈراؤنے اور نہایت سخت ہیں۔ خود میں بھی اور تم سب بھی اُسی حیّ و قیّوم زندہ و قائم خدا کی مدد سے یہاں آباد ہوسکتے ہیں۔ ہم سب اسی کی طرف جھکتے ہیں، اسی کی ذات سے مضبوطی حاصل کرتے ہیں، اسی پر توکّل اور بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی جانب ہم سب کو جانا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور کُل مسلمانوں کو بخشے" آمین!۔

یہی وہ مبارک خطبہ ہے جس کے بعد تین سو آدمیوں نے کُفر کا دھڑ توڑ دیا اور کُفر کی طاقت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ پس آج بھی اگر ہمارا عمل اس پر ہو جائے تو یہی عمل ہماری ترقّی کے لئے اور ہمارے دشمنوں کی پستی کے لئے کافی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی کی برکت اور آپ کی قدر و مرتبت بھی اس خطبے سے ظاہر و باہر ہے۔ اور سُنئے!

(۸۷) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَيَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً لَّمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا صَلّٰى عَلَيَّ ۝ فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِّنْ ذٰلِكَ اَوْ لِيُكْثِرْ ۝ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

"جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے خطبے میں اِرشاد فرمایا کہ جب تک کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے اُس وقت تک اللہ کے فرشتے بھی اُس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ اب اختیار ہے کہ جو چاہے اس میں کمی کرے، جو چاہے زیادتی کرے۔"

اِس مبارک و متبرک خُطبے میں جہاں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت و بزرگی آپ کو معلوم ہوئی، ویسے ہی آپ پر درود بھیجنے کی اہمیت اور اس کی فضیلت بھی معلوم ہوگئی ہوگی۔ پس درود شریف بکثرت پڑھا کیجئے۔ خصوصاً جمعہ کے دن درود شریف کی بہت ہی کثرت کیجئے۔ افسوس ہے کہ آج بہت سے مسلمان اس سے بھی غافل ہو گئے۔ وہ حضورؐ کا نام سُن کر انگوٹھے چُومنے اور اُنہیں آنکھوں پر رکھنے لگے حالانکہ یہ بِدعت ہے۔ اصل سُنّت حضورؐ کا نامِ مبارک سُن کر درود پڑھنا ہے۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس درجے بڑھتے ہیں اور دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ پس حضورؐ کا نام سُن کر درود پڑھا کیجئے۔ انگوٹھے چُومنے کی بِدعت سے باز رہئے۔ ؏۵

(۸۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرْتُقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَاٰمَنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۝ ثُمَّ قَالَ: تَدْرُوْنَ لِمَ اٰمَنْتُ ؟ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۝ قَالَ جَآءَنِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: اِنَّهٗ مَنْ

"حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ ایک مرتبہ مسجد میں آئے (ہمیں حکم دیا کہ ہم منبر کے پاس جمع ہو جائیں۔ جب ہم سب منبر کے پاس بیٹھ گئے تو) آپ منبر پر چڑھنے لگے پہلے زینے پر آمین کہا، پھر دوسرے پر آمین کہا، پھر تیسرے پر آمین کہا پھر ہم سے فرمایا: جانتے بھی ہو کہ خلافِ عادت آج میں نے اِن تینوں زینوں پر تین مرتبہ آمین کیوں کہا؟ ہم نے کہا حضورؐ کو علم ہوگا اور اللہ جانتا ہے

؏۵ انگوٹھے چومنے کی تردید مؤلف کے رسالہ "حقوقِ محمدیؐ" میں ہے۔ مع جوابِ قائلین ۱۲

ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَأَسْحَقَهُ ۝ قُلْتُ اٰمِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا دَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَأَسْحَقَهُ ۝ قُلْتُ اٰمِيْنَ ۝ وَمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ دَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَأَسْحَقَهُ ۝ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ۝ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُمْ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ)

ہم بے خبر ہیں۔ آپ نے فرمایا: سنو! حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے آپ نے تین بد دعائیں کیں اور ہر ایک پر مجھ سے آمین کہنے کو کہا، تو میں آمین کہتا رہا۔ پہلی بد دعا تو یہ تھی کہ الٰہی جس کے پاس تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے تو اُسے غارت و برباد کر۔ میں نے کہا آمین۔ پھر دوسری دُعا یہ کی کہ الٰہی جس نے اپنے ماں باپ کے یا ان دونوں میں سے ایک کے بڑھاپے کے زمانے کو پایا پھر بھی اُن کی خدمت کر کے جنّت میں داخل نہ ہو سکا، بلکہ اُن کے ساتھ احسان و سلوک نہ کرنے کی وجہ سے جہنّم میں گیا، خدایا تو اسے بھی اپنی رحمت سے دُور ڈال اور اُسے برباد کر۔ میں نے کہا آمین۔ پھر تیسری دُعا یہ کی کہ الٰہی جو رمضان المبارک کو پائے اور پھر بھی اُس میں عبادتیں کر کے اپنے تئیں جنّتی نہ بنائے، بلکہ بے رغبتی اور بے پروائی کر کے بخشش خدا سے محروم رہ کر جہنّم میں جائے، خدایا تو اُسے بھی نقصان یافتہ اور اپنی رحمت سے دُور کر دے۔ میں نے کہا آمین!"

محترم بھائیو! یہ خطبۂ رسولؐ تم نے سن لیا۔ خیال فرما لیجئے کہ مدینہ جیسا پاک شہر ہے، مسجد نبوی جیسی مبارک جگہ ہے، منبر پر حضورؐ ہیں، پاس ہی جبرئیل ہیں۔ فرشتوں میں سے بہترین فرشتے کی دُعا ہے، نبیوں میں سے بہترین نبی کی آمین ہے، دُنیا کی بہترین جگہوں میں سے ایک جگہ ہے۔ کیا اس دُعا کی مقبولیت میں کوئی شک ہے؟ پس جن کے ماں باپ ہیں وہ اُن کی خدمت کر کے، ان کا ادب و لحاظ کر کے، ان کی فرمانبرداری اور ان کی اطاعت گذاری کر کے، انہیں خوش رکھ کر جنّت مول لے لیں، اور اس بد دُعا سے بچ جائیں۔ زندگی میں جو رمضان آئے اُسے غنیمت جان کر کمر کس کر عبادت کرو، اور خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش کرالو ورنہ اس بد دُعا سے نہ بچ سکو گے۔ اپنے محترم مکرّم پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک سن کر ضرور درود پڑھ لیا کرو۔ کم از کم چھوٹا درود یعنی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی کہہ لیا کرو۔ ورنہ دین دنیا غارت ہو جائیں گے۔ اللہ ہمیں اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے۔ ع۰

(۸۹) عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا ۝ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ۝ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ۝

"ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ گویا کہ آپ نے کچھ ناگوار کلمہ سنا ہے۔ (ممکن ہے کسی نے آپ کے حسب نسب میں کوئی طعن کیا ہو) تو حضورؐ منبر پر آکر کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا: جانتے ہو میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا: ہاں، لیکن میں محمد ہوں،

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ۝
ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً ۝
ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ۝
ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا ۝
فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا ۝ وَخَیْرُھُمْ بَیْتًا ۝
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

عبداللہ کا بیٹا ہوں، عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا، اور مجھے بہتر مخلوق میں کیا (مثلاً انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا اور مجھے انسانوں میں پیدا کیا) پھر اس کے بھی دو حصے کر دیئے اور مجھے اُن دونوں میں سے بھی بہترین کر دیا۔ (مثلاً عرب اور عجم) پھر اس کے بھی قبیلے بنائے اور مجھے اُن قبیلوں میں سے بھی بہتر قبیلے میں کیا۔ (یعنی قریش غیر قریش) پھر اس کے بھی گھر یعنی شاخیں کیں تو مجھے اس میں بھی بہترین شاخ میں رکھا (یعنی بنو ہاشم میں) پس میں ازروئے نفس کے اور ازروئے قبیلہ وغیرہ کے ہر طرح سب سے بہتر اور بزرگ ہوں۔" (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۹۰) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ السُّلَمِیِّ فِیْ قِصَّۃِ خَیْبَرَ قَالَ ثُمَّ قَامَ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیَحْسَبُ اَحَدُکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یُحَرِّمْ شَیْئًا اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ ۝ اَلَا وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَقَدْ وَعَظْتُ وَاَمَرْتُ وَنَھَیْتُ عَنْ اَشْیَآءَ ۝ اِنَّھَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَکْثَرُ ۝ وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یُحِلَّ لَکُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ ۝ وَلَا ضَرْبَ نِسَآئِھِمْ ۝ وَلَا اَکْلَ ثِمَارِھِمْ ۝ اِذَا اَعْطُوا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ ۝ (اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤد)

"غزوۂ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ جس میں فرمایا: تم میں سے کوئی بے پرواہی اور سہل انگاری کر کے اپنے چھپر کھٹ پر بیٹھا بیٹھا یہ نہ سمجھنے لگ جائے کہ حرام وہی ہے جس کی حرمت قرآن میں موجود ہے۔ دیکھو، اللہ کی قسم! میں نے جو وعظ کئے ہیں، جو حکم دیئے ہیں، جن باتوں سے منع کیا ہے وہ بھی مثلِ قرآن ہیں، بلکہ اور بھی زیادہ۔ سنو! بغیر اجازت کے ان یہود ونصاریٰ کے گھر میں جانا، ان کی عورتوں کو مار پیٹ کرنا۔ ان کے باغات کے پھل توڑنا، یہ سب تم پر حرام ہیں۔ جب تک کہ یہ تمہیں جزیہ ادا کرتے رہیں۔"

حضورؐ کے اِس مرتبہ کو بھی خیال کیجئے کہ آپ کا فرمان عین فرمانِ خدا ہے، کیونکہ شرعی اُمور میں جب تک کہ وحی نہ آجائے آپ کچھ فرماتے ہی نہ تھے۔ ارشادِ خداوندی ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ اور یہ بھی خیال فرمائیے کہ جیسے حضورؐ نے پیشین گوئی کی تھی، ویسے ہی ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو منکرِ حدیث ہو بیٹھے۔ یہ ہے چکڑالویوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلِ قرآن کہتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ ایک بھی صحیح حدیث کا منکر دراصل منکرِ قرآن ہے اور اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

ع۵ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مقبولؐ کو معلوم کرادیا تھا کہ بدبخت منکرینِ حدیث پیدا ہو کر ایسے دعاویِ باطلہ کریں گے۔ اس حدیث سے مسلم اور غیر مسلم کے سماجی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔ ۱۲ منہ

(۹۱) اللہ تعالیٰ نے جس علم کے ساتھ اپنے آخری رسولؐ کو نوازا تھا، اس کا اندازہ حضورؐ کے اس خطبے سے ہو سکتا ہے جو بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ ٥ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ ٥ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ ٥ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَآءِ ٥ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ اَذْكُرُهٗ ٥ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ٥ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو اہم واقعات پیش آنے والے تھے، سب بیان فرما دیئے۔ جنہیں یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا بھول گیا۔ یہ میرے ساتھی، ان سب کو بھی اس کا علم ہے۔ جب کوئی واقعہ سامنے آتا ہے اُس وقت یاد آجاتا ہے کہ اس کی بابت اُس خطبے میں حضورؐ نے یہ بیان فرمایا تھا، ٹھیک اسی طرح جس طرح ہمارے میل جول کا کوئی شخص کسی سفر میں چلا جائے اور مدتوں بعد ہم اُسے دیکھیں تو یاد آجاتا ہے کہ یہ فلاں ہے۔"

مسلمانو! آپ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو دیکھ لیا؟ اُمت میں جو فتنے فساد اور دین کی تبدیلیاں ترقیاں، تنزل ہونے والے تھے، جنہیں شریعت سے تعلق تھا، سب کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتلا دیئے، اور آپ نے اپنے اس خطبے میں جو دن بھر جاری رہا تھا، اُمت کو بتلا دیئے، تاکہ اُمت اُن فتنوں سے محفوظ رہے، اُن نئی راہوں سے الگ رہے۔

(۹۲) اللہ تعالیٰ اپنے سچے پیغمبرؐ پر ہزاروں ہزار درود و سلام نازل فرمائے۔ ابتدائی زمانہ نبوت ہے، قریش میں مخالفت کی آگ بھڑکی ہوئی ہے، سختی سے بندشیں کر رکھی ہیں کہ کوئی آپ کی نہ مانے، حج کا موسم شروع ہو گیا ہے، باہر سے لوگ حج کو آئے ہوئے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک قبیلے کے پاس، ایک ایک شخص کے پاس، ایک ایک ڈیرے خیمے میں جا جا کر پیغامِ رسالت ادا کر رہے ہیں، خطبوں پر خطبے دے رہے ہیں، جن میں فرماتے ہیں:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ٥ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا ٥ يَا بَنِيْ فُلَانٍ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ٥ وَاَنْ تَخْلَعُوْا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ هٰذِهِ الْاَنْدَادِ ٥ وَاَنْ تُؤْمِنُوْا بِيْ وَتُصَدِّقُوْنِيْ

"اے لوگو! اللہ عزوجل تمہیں حکم فرما رہا ہے کہ تم اسی ایک کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اے لوگو! اللہ کی وحدانیت مان لو، کہہ دو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تو دونوں جہان کی کامیابی تمہاری ہے۔ اے قبائلِ عرب کے بہادرو! میں تم سب کی طرف رسول اللہ بن کر آیا ہوں۔ خدا کا یہ حکم تمہیں پہنچا رہا ہوں، کہ تم ایک اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس کے سوا جن جن کی تم پوجا پاٹ

وَتَمْنَعُوْنِي حَتّٰی اُبَلِّغَ عَنِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَا بَعَثَنِيْ بِہٖ ۝ (رَوَاہُ فِی السِّیْرَۃِ الْحَلَبِیَّۃِ)

کر رہے ہو ان سب کو چھوڑ دو، مجھ پر ایمان لاؤ، میری تصدیق کرو اور میرے دشمنوں سے مجھے بچاؤ، تاکہ وہ پیغام خدا میں پوری طرح پہنچا دوں جسے دے کر میرے مالک نے مجھے بھیجا ہے۔"

آہ! ایک طرف یہ سہانی پاک صدا ابھی فضا میں گونج رہی ہے کہ دوسری جانب سے ابولہب ملعون کی شیطانی پُر رعونت صدا بلند ہوتی ہے، کہ لوگو! خبردار، اس کی نہ سننا۔ یہ تو تمہیں تمہارے باپ دادوں کے پرانے دین سے ہٹا رہا ہے۔ تمہارے بزرگوں کا دشمن ہے، نیا مذہب لے کر آیا ہے، تمہارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ خبردار، اس کی نہ ماننا ورنہ لامذہب اور بے دین ہو جاؤ گے۔ اُن سے یہ کہہ کر پھر حضورؐ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ آپ کو برا بھلا کہتا ہے، مارنے لگتا ہے پتھر پھینکتا ہے، یہاں تک کہ پنڈلیاں لہولہان ہو جاتی ہیں۔ لیکن آپ یہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جا پہنچتے ہیں، اور پھر دینِ خدا کی تبلیغ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ خبیث بھی وہیں پہنچتا ہے اور خدائی چراغ کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتا ہے۔ لیکن آخر سڑ سڑ کر مرتا ہے اور اللہ اپنے رسولؐ کی امداد کرتا ہے۔ دنیا کے لوگو! بتلاؤ اور سچ بتلاؤ، واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ اس واقعہ کو تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ کیا تمہیں نہیں معلوم! کہ آج دنیا میں تہتر کروڑ کلمہ گو موجود ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ بلند میناروں سے دن رات میں پانچ مرتبہ یہ سریلی صدا بلند ہوتی ہے، اور کانوں میں انگلیاں دے کر مؤذن پکارتا ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۝ یہی نہیں بلکہ ابولہب کا نام مٹ گیا۔ آج ایک بھی ایسا نہیں جو اسے بھلائی سے یاد کرتا ہو۔ بلکہ آج کروڑوں زبانوں پر یہ لفظ چڑھے ہوئے ہیں۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝

محترم بھائیو! میں آپ کو مرنا سڑنا گلنا، قبر کی بغلی میں بے یار و مددگار ہو کر تنہا سونا، یاد دلا کر کہتا ہوں کہ اپنے اس محترم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ و ادب کرو۔ آپ کے ایک ایک فرمان کے سامنے گردن جھکا دیا کرو۔ کسی مُلّا مولوی امام مجتہد کے قول کو آپ کے فرمان پر مقدم نہ کرو، نہ آپ کی حدیث ماننے میں کوئی پس و پیش کرو۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ ۝ وَمُطِيْعِيْنَ لِرَسُوْلِكَ ۝ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آٹھویں جمعہ کا دوسرا خطبہ۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خطبے ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝

برادران! میں نے ابھی ابھی آپ کو ایک مکی خطبہ محمد مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا سنایا ہے۔ یہی وعظ کہتے ہوئے

جب آپ مع ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما قبیلۂ بنی شیبان پہنچتے ہیں تو اُن کا سردار آگے بڑھ کر آپ سے پُوچھتا ہے کہ اے قریشی بھائی! آپ ہمیں کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں:

(۹۳) اَدْعُوْا اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۝ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۝ وَاِلٰٓی اَنْ تُؤْوُوْنِیْ وَتَنْصُرُوْنِیْ ۝ فَاِنَّ قُرَیْشًا قَدْ تَظَاھَرَتْ عَلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ وَکَذَّبَتْ رَسُوْلَہٗ ۝ وَاسْتَغْنَتْ بِالْبَاطِلِ عَنِ الْحَقِّ ۝ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۝ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۝ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ثُمَّ تَلَا: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۝ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ (سیرۃ الحلبیۃ)

"اے لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے اور اس کے سوا کسی کے لائقِ عبادت نہ ہونے اور اس کے شریک و ساجھی نہ ہونے کی شہادت کی طرف بُلا رہا ہوں۔ اور اس بات کی شہادت کی طرف کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم مجھے جگہ دو، تم میری مدد کرو۔ قریش نے تو خدا کے حکم کے خلاف آستینیں چڑھالی ہیں اور اجماع کر کے امرِ الٰہی کے خلاف مظاہرہ کر رہے ہیں، اس کے رسول کو جھٹلا رہے ہیں اور باطل کو لے کر حق سے بے نیاز بن بیٹھے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے، بے پرواہ ہے، تعریفوں والا ہے۔ اور سُنو! آؤ میں تمہیں خدا کے کلام کی ایک آیت پڑھ سُناؤں، جس میں اُن حرام کاموں کا بیان ہے جو تم پر تمہارے رب نے حرام کر دیے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ شرک تم پر حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمیشہ ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان اور نیکی اور بھلائی کرنا۔ تیسرے یہ کہ روزی رزق کے ڈر سے اپنی اولادوں کو مار نہ ڈالنا۔ تمہیں اور اُن سب کو روزیاں دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فحش کاموں اور بُرائیوں اور بدیوں کی طرف رُخ بھی نہ کرنا۔ وہ ظاہر ہوں تو اور چھپی ہوئی ہوں تو۔ کسی کو قتل نہ کرنا جب تک کہ وہ قتل کے لائق کوئی جرم نہ کر بیٹھے۔ یہی خدا کی وصیتیں ہیں۔ تم آپ ان کی اچھائی اپنی عقلمندی سے بھی سمجھ سکتے ہو۔ ہاں جن چیزوں کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں انہیں اور بھی سُن لو۔ یہ بھی کلامِ خدا کی ایک آیت ہے۔ اس میں فرمان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے عدل و انصاف کا، احسان و سلوک اور بھلائی اور نیکی کا۔ قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے اور انہیں دینے کا۔ وہ تمہیں روکتا ہے بُرائیوں سے، اور بے حیائیوں سے، اور ظلم و ستم سے۔ یہی خدائی وعظ ہے، اور اس لئے ہے کہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو، وعظ و پند قبول کرلو۔"

اِس وعظ کا یہ اثر ہوتا ہے کہ لوگ پُکار اُٹھتے ہیں، واللہ! یہ کسی زمین والے کا کلام نہیں۔ واللہ آپ کی دعوت

نہایت نیک ہے. آپ اچھے اخلاق اور عمدہ عادات کے معلّم ہیں. آپ اچھے اعمال کے سکھانے والے ہیں. آپ بہت عمدہ باتیں کہتے ہیں. آپ نیک راہ بتاتے ہیں. افسوس ہے اُس قوم پر جو اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ آپ کو جھٹلاتی ہے

کچھ ہی دن گذرے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مدنی انصارؓ کو بھیجا اور ان میں حضورؐ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑھا. آؤ اُسے بھی سن لو! :

(۹۴) تَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا الْقُرْاٰنَ وَدَعَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَغَّبَ فِي الْاِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ: اُبَايِعُكُمْ عَلٰٓى اَنْ تَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَآءَكُمْ وَاَبْنَآءَكُمْ بَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ ٥ وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ ٥ وَعَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ٥ وَاَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ ٥ لَا تَخَافُوْا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ٥ وَعَلٰٓى اَنْ تَنْصُرُوْنِيْ فَتَمْنَعُوْنِيْ اِذَا قَدِمْتُ اِلَيْكُمْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ اَنْفُسَكُمْ وَاَزْوَاجَكُمْ وَاَبْنَآءَكُمْ وَلَكُمُ الْجَنَّةُ ٥ (انسان العیون للحلبی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے، قرآن کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بُلایا، اسلام کی رغبت دلائی پھر فرمایا: میں تم سے بیعت کرتا ہوں کہ تم میری حفاظت کروگے، جیسی حفاظت اپنے بال بچّوں کی کرتے ہو. آؤ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ میری سنوگے اور میری مانتے رہوگے، خواہ خوش ہو خواہ کسلمند ہو، اور اس بات پر کہ راہِ خدا میں خرچ کرتے رہوگے، تنگی ہو تو اور آسانی ہو تو، اور اس بات پر کہ بھلائی کی باتوں کا حکم کرتے رہوگے اور بُری باتوں سے لوگوں کو روکتے رہوگے. اللہ کے دین کے پھیلانے میں اپنی زبان ہلاتے رہوگے. اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی مطلقاً پرواہ نہ کروگے میری مدد برابر کرتے رہوگے، اور جب میں آؤں تو جس طرح اپنے اہل و عیال کی بال بچّوں کی اور خود اپنی نگرانی کرتے ہو، اسی طرح میری بھی کرتے رہوگے. ہاں سن لو، اس کے بدلے اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں جنّت الفردوس عطا فرمائے گا“

بھائیو! اسلامی اُصول اور تعلیم اسلام تمہارے سامنے ہے. ہے دنیا کا کوئی مذہب جو اس پاک تعلیم کا دھندلا سا خاکہ بھی اپنے اندر دکھا سکے؟ پس ان اُصولِ اسلامی پر جم جاؤ.

(۹۵) میں آپ حضرات کو دکھانا چاہتا ہوں کہ حضورؐ کی زبانِ مبارک کا کیا اثر تھا؟ بدر کے میدان میں لشکرِ کفّار کے سامنے چند نہتے مسلمان کھڑے ہیں، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفیں درست کرکے آگے بڑھ کر خطبہ بیان فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ ۵ لَا يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ ٥ قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ

”اُس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ آج ان کفّار سے لڑتے ہوئے جو مارا جائے گا، بشرطیکہ نیت اچھی ہو، آگے بڑھ بڑھ کر وار کررہا ہو، پیچھے ہٹنے کا نام نہ جانتا ہو، وہ قطعی جنّتی ہے. میر سمجھا ہو!

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (رَوَاهُ فِي الْجُزْءِ الثَّانِي مِنْ اِنْسَانِ الْعُيُوْنِ فِيْ سِيْرَةِ الْاَمِيْنِ الْمَاْمُوْنِ)

اُٹھو چلو اُس جنّت کی طرف جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے، جو پارسا لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

بس یہ سُننا تھا کہ ایک صاحب جو کھجوریں کھا رہے تھے کہتے ہیں، واہ واہ، اتنا سستا اور اتنا اچھا سودا! اچھا یہ کھجوریں چبا لوں پھر جاتا ہوں اور جنّت میں پہنچتا ہوں۔ پھر کہتے ہیں آخر اتنی دیر بھی کیوں کروں؟ جنّت ہی کے میوے کیوں نہ کھاؤں؟ یہ کہہ کر کھجوروں کو پھینکتا ہے، میان کو توڑتا ہے اور تلوار لے کر کفّار میں گھس جاتا ہے اور برابر لڑتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ زخموں سے چُور ہو کر گرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔ رضی اللہ عنہٗ

(۹۶) فرائضِ نبوّت کا بیان نہایت خوش اسلوبی سے حضورؐ کے ایک خُطبے میں ہے۔ میں چاہتا ہوں آج آپ کو وہ خطبۂ محمدی بھی سُنا دوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدربّ الکعبہؓ فرماتے ہیں: میں مسجدِ حرام میں گیا۔ دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبۃ اللہ کے سایے میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے پاس لوگوں کی ایک مجلس جمی ہوئی ہے۔ میں بھی اس مجلس میں شامل ہو گیا۔ اُس وقت آپ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ ہم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک منزل پر ہم اُترے۔ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کام میں لگ گیا۔ کوئی اپنا خیمہ گاڑ رہا تھا، کوئی اپنے تیر درست کر رہا تھا، کوئی اپنی سواری کے لئے دانہ چارہ ٹھیک کر رہا تھا کہ:

اِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةَ جَامِعَةً ۝ فَاجْتَمَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَّدُلَّ اُمَّتَهٗ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ ۝ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ ۝ وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهٖ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا ۝ وَسَيُصِيْبُ اٰخِرَهَا بَلَاۗءٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا ۝ وَتَجِيْۗءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا ۝ وَتَجِيْۗءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهٖ هٰذِهٖ ۝ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

"ہم نے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُنادی کی آواز سُنی کہ لوگو! نماز کے لئے سب جمع ہو جاؤ۔ ہم نے اپنا کام کاج چھوڑا اور آپ کے پاس سب جمع ہو گئے تو آپ نے یہ خُطبہ ارشاد فرمایا: ہر نبی پر خدا کی طرف سے یہ ضروری تھا کہ اس کی اُمّت کی جو بھلائی اسے معلوم ہو انہیں بھی معلوم کرا دے، اور جس بُرائی سے وہ آگاہ ہو اُس سے اُنہیں بھی مطّلع کر دے۔ میری اس اُمّت کو امن و راحت اور عافیت شروع شروع میں حاصل ہے اور رہے گی۔ ہاں اس کے آخری حصّے میں بڑی بڑی بلائیں آنے والی ہیں، اور سخت ناپسند اُمور کا اظہار ہونے والا ہے۔ بڑے بڑے فتنے آنے والے ہیں جن میں کا ہر ایک دوسرے کو بھلا دے گا۔ مثلاً ایک فتنہ آتا ہے اور اتنا زبردست ہوتا ہے کہ مومن یقین کر لیتے ہیں کہ بس اس میں ہماری ہلاکت ہے، لیکن اس کے ہٹ جانے کے بعد

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۝ وَلْيَأْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِىْ
يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ ۝ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا
فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمْرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ
اِنِ اسْتَطَاعَ ۝ فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ
فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ ۝ الخ
(رَوَاهُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ فِىْ صَحِيْحِهٖ)

پھر جو فتنہ آتا ہے تو وہ اُس سے بھی زبردست ہوتا ہے اور مومن پکار اُٹھتا ہے کہ بس یہی ہلاکت ہے۔ پس جو چاہے کہ جہنم سے دُور کر دیا جائے اور جنت میں پہنچا دیا جائے تو اُسے چاہئے کہ مرتے دم تک ایمان و اسلام کی حفاظت کرے۔ اللہ پر اور قیامت پر اتنا مضبوط ایمان رکھے کہ خواہ دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے لیکن یہ ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہ سرکے۔ موت اسی حالت میں آئے کہ اس کا ایمان ڈانوا ڈول نہ ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ اور سلوک رکھے جو یہ اپنے ساتھ اوروں سے چاہتا ہو۔ سُنو! جس نے (جامع شروط مسلمان) بادشاہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرلی، اس نے اپنے ہاتھ کی کمائی اور اپنے دل کا پھل اُسے سونپ دیا۔ پس اگر اس سے ہو سکے اس کی فرمانبرداری کرے۔ اور کوئی دوسرا امام وقت کا دعویٰ کرکے اس سے جھگڑنے لگے تو اس کی گردن مار دو۔"

حضرت عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں: "اتنا سُن کر میں حضرت عبداللہؓ کے قریب گیا اور کہا، میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب سُنا ہے؟ تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے کانوں کی اور دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ اپنے اِن کانوں سے میں نے سُنا اور میرے اس دل نے اسے پوری طرح یاد رکھا۔ میں نے کہا، یہ دیکھئے آپ کے چچا زاد بھائی (امامِ وقت) ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مار کھائیں۔ اور آپس میں ہی کشت و خون کریں۔ حالانکہ کلام اللہ شریف کی آیت میں ہے: "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت مار کھاؤ۔ ہاں رضامندی کے ساتھ تجارتی صورت میں جو نفع ملے وہ بے شک حلال ہے۔ اسی طرح آپس میں کشت و خون نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے۔" میرے اس سوال پر آپ نے ذرا سی دیر کے سکوت کے بعد جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تم اس کا کہا مانو، اور اللہ کی نافرمانی کو وہ کہے تو تم اس کی نافرمانی کرو۔"

برادران! حضورؐ کے اس خطبے سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کا خلیفہ امام بادشاہ سلطان رُوئے زمین پر صرف ایک ہی ہونا چاہئے اور وہ بھی زور و طاقت، قوت و قدرت والا، فوج و سپاہ، ملک و اسلحہ والا ہو، تاکہ جو اس سے مقابلہ کرے، یہ اس کی گردن توڑ کر رکھ دے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ ۝ "یعنی امام مسلمانوں کا بچاؤ ہے، ڈھال ہے۔" اور حدیث میں ہے: يَأْوِىْ اِلَيْهِ كُلُّ مَظْلُوْمٍ ۝ "ہر مظلوم کا وہ پُشت پناہ ہے۔ وغیرہ ساتھ ہی یہ بھی دیکھو کہ ہمارے نبیؐ کا کتنا بڑا درجہ تھا۔ آنے والے فتنوں سے اور بلاؤں سے آپ نے خدا کی طرف سے اطلاع پا کر ہمیں مطلع کر دیا، اور بتلا دیا کہ کسی فتنے اور جھگڑے سے دب کر ایمان نہ کھو دینا۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ جن جن کی

اطاعت ہم پر واجب ہے وہ بھی مشروط ہے کہ فرمانِ خدا اور رسولؐ کے ماتحت اُن کا حکم ہو۔ ورنہ خلاف کی صورت میں ان کی اطاعت حرام اور شیطانی اطاعت ہے۔ ایماندار بھائیو! جب نبیوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ہر بھلی بُری بات سے اُمّت کو آگاہ کر دیں، تو کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ حضورؐ نے دین کی بہت سی باتیں ہمیں نہیں بتلائیں؟ اس لئے ہمیں ضرورت ہے کہ آپ کے بعد فلاں فلاں بارہ یا چار بزرگ اماموں میں سے ایک کی بات کا ماننا بھی اپنے ذمّے فرض سمجھیں اور جب یہ عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا تو ظاہر ہے کہ پھر کسی کی مستقل تابعداری یا تقلید کی ہمیں ضرورت ہی نہ رہی۔ اس لئے کہ چھوٹی موٹی سب باتیں اللہ کے رسولؐ نے ہمیں سکھا دیں۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ لَجَأْنَا ۝ وَبِکَ اعْتَصَمْنَا ۝ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا ۝ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ۝ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَاللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ ۝ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَھَمُّ وَاَکْبَرُ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نویں جمعہ کا پہلا خطبہ۔ جس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پانچ خطبے ہیں

(۹۷) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ ۝ اَللّٰھُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ ۝ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ ۝ وَلَا ھَادِیَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ ۝ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ ھَدَیْتَ ۝ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ ۝ وَلَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ ۝ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا اَبْعَدْتَ ۝ وَلَا مُبْعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ ۝

(السیرۃ الحلبیۃ)

"الٰہی تیرے ہی لئے تمام تعریف ہے۔ الٰہی اس پر تنگی کرنے والا کوئی نہیں جس کے لئے تُو فراخی کر دے، اور اس کے لئے کوئی کشادگی نہیں کر سکتا جس پر تُو تنگی کر دے۔ اُسے کوئی ہدایت پر نہیں لا سکتا جسے تُو گمراہ کر دے اور جسے تُو ہدایت دیدے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ پروردگار! اُسے کوئی دینے والا نہیں جس سے تُو روک لے اور اُس سے کوئی روک نہیں سکتا جسے تُو عطا فرمائے۔ اُسے قریب کرنے والا کوئی نہیں جسے اے مولا تُو دُور کر دے، اور اُسے دُور کرنے والا بھی کوئی نہیں جسے تُو قریب کر لے۔"

برادران! یہ خطبہ جو میں نے پڑھا ہے یہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ ہے۔ یہ خطبہ آپ نے اُس وقت پڑھا تھا جبکہ جنگ اُحد سے واپس مدینہ منوّرہ تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے زخم خوردہ اصحاب اور دوسرے مجاہدین کو جمع کیا جن میں چودہ عورتیں بھی تھیں۔ انہیں صف بندی سے اُحد پہاڑ کے دامن میں کھڑا کیا، اور یہ خطبہ سنایا۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

"قیامت کا دن وہ خوفناک اور ہولناک دن ہو گا کہ ہر دوست

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا
الْمُتَّقِيْنَ ۞ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ
وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۞ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۞ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ
وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۞ يُطَافُ عَلَيْهِمْ
بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا
تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ
كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۞ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ
فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۞ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ
وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۞ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ
كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ
لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۞
لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ
لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۞

اپنے دوست کا دشمن بن جائے گا، بجز پرہیزگاروں اور خوفِ خدا رکھنے والوں کے۔ اُن سے صاف کہہ دیا جائے گا کہ اے میرے بندو! تم پر آج کے دن کوئی ڈر خوف نہیں اور نہ کوئی غم و ہراس ہے۔ یہ پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور تھے بھی فرماں بردار۔ تم اپنی بیویوں سمیت (جو تم جیسی ہی ایماندار، اطاعت گذار، خوفِ خدا سے ڈرنے والیاں تھیں) جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور خوشی خوشی چلے جاؤ۔ سونے کی طشتریاں، رکابیاں، گلاس اور پیالے لیکر حاضر باش غلمان ان کے پاس اِدھر اُدھر گھومتے پھریں گے۔ جن میں یہ کھائیں گے پئیں گے جس جس چیز کو ان کا جی چاہے اور جن نعمتوں سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ سب کچھ وہاں ان کیلئے مہیا ہوگا۔ اور تم سب یہاں ہمیشہ کے لئے لائے گئے ہو، یہ نہیں کہ اب یہاں سے تمہیں نکال دیا جائے۔ ہاں ہاں اس جنت کے تم مالک بنا دیئے گئے ہو۔ بوجہ اُن نیکیوں کے جو تم دنیا میں کرتے رہے۔ اس میں تمہارے لئے ہر قسم کے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم بافراغت کھاتے رہو گے۔ اب سنو کہ جو نافرمان ہیں، بے ایمان گنہگار ہیں وہ سب کے سب ہمیشہ کے لئے جہنم نشین ہیں کبھی بھی ان کی سزا میں تخفیف نہیں ہونے کی۔ نہ انہیں خود کبھی عذاب کی یا وہاں سے چھوٹنے کی کوئی اُمید باقی رہے گی۔ یہ کوئی ہماری طرف سے ظالمانہ سلوک نہیں بلکہ یہ بدلہ ہے اُن کے شرک و کفر اور ظلم و ستم کا۔ وہ چیخیں گے کہ اے داروغہ جہنم! اپنے رب سے تم ہی دعا کرو کہ وہ ہمیں مار ہی ڈالے، ہمارا کام ہی تمام ہو جائے۔ یہ عذاب ہم سے سہے نہیں جاتے۔ لیکن وہ بھی جواب دیں گے کہ موت کو موت آگئی ہے۔ اب تو تم ہمیشہ اسی حال میں اسی بھڑکتی ہوئی جہنم میں رُسوائی اور ذلت کے ساتھ پڑے رہو گے۔ ہم تو تمہارے پاس حق لا چکے تھے۔ لیکن تم میں کے اکثر لوگ حق کو بُرا سمجھتے رہے"۔

بھائیو! یہ تھا ان مبارک آیتوں کا ترجمہ۔ ان آیتوں میں سے بعض کا منبر پر پڑھنا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی ہے۔ پس الحمدللہ کہ آج اس سنت پر بھی عمل ہو گیا۔ ان آیتوں کی مناسبت سے میں آج

آپ کو خطباتِ محمدیہ بھی سناؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو کھول دے اور ہمیں نصیحت و عبرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(۹۸) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ ارْضَخُوْا مِنَ الْفَضْلِ وَلَوْ بِصَاعٍ، وَلَوْ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَلَوْ بِقَبْضَةٍ، وَلَوْ بِبَعْضِ قَبْضَةٍ ٥ يَقِيْ اَحَدُكُمْ وَجْهَهٗ حَرَّ جَهَنَّمَ، اَوِ النَّارَ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ٥ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ٥ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَاقِي اللّٰهِ وَقَائِلٌ لَهٗ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ ٥ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَّ وَلَدًا؟ ٥ فَيَقُوْلُ بَلٰى ٥ فَيَقُوْلُ اَيْنَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ؟ ٥ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهٗ وَبَعْدَهٗ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ٥ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِيْ بِهٖ وَجْهَهٗ حَرَّ جَهَنَّمَ ٥ لِيَتَّقِ اَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ٥ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ٥ فَاِنِّيْ لَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ ٥ فَاِنَّ اللّٰهَ نَاصِرُكُمْ وَمُعْطِيْكُمْ حَتّٰى يَسِيْرَ الظَّعِيْنَةُ مَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَالْحِيْرَةِ ٥ وَاَكْثَرُ مَا يَخَافُ عَلٰى مَطِيَّتِهَا السَّرَقَ ٥ قَالَ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ فَاَيْنَ لُصُوْصُ طَيٍّ؟ ٥ (زاد المعاد۔ جلد اوّل ص ۲۶۶)

"حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک قوم بالوں کے کمبل اوڑھے ہوئے حاضر خدمت ہوئی۔ ان کی غریبی اور مسکینی ملاحظہ فرما کر) رحمۃ للعالمین بعد از نماز خطبے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ لوگوں کو انہیں دینے کی رغبت دلائی پھر فرمایا: لوگو! جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو اُس میں سے جو ہو سکے راہ خدا دو۔ ڈھائی تین سیر ہی سہی، دو ڈیڑھ سیر ہی سہی، ایک مٹھی ہی سہی، آدھی مٹھی ہی سہی۔ تمہیں چاہئے کہ آتش دوزخ سے اپنے تئیں بچالو، گو ایک کھجور ہی راہ للہ دے کر، آدھی کھجور ہی دے کر۔ اچھا اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو بھلی بات کہہ کر ہی۔ سنو! تم میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے والا ہے، اور جناب باری اُس سے پوچھنے والا ہے کہ میں نے تجھے مال و اولاد نہیں دے رکھی تھی؟ وہ جواب دے گا کہ ہاں، بے شک یہ تیرا عطیہ میرے پاس تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: اب دیکھ کر تو نے اپنے لئے کیا کچھ بھیج رکھا ہے؟ وہ اپنے آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھے گا، لیکن کوئی ایسی چیز نہ پائے گا کہ جس کی وجہ سے اس کا چہرہ دوزخ کی آگ سے بچ سکے۔ میں تم سے پھر تاکید کہتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ کوشش کر کے اپنے چہرہ کو آتش دوزخ سے بچالے، گو آدھی کھجور کی خیرات سے ہی ہو۔ یہ بھی میسر نہ ہو تو بھلی بات کی تبلیغ سے ہی۔ لوگو! میں تم پر فقر و فاقے سے نہیں ڈرتا۔ اللہ تمہارا مددگار ہے، وہی تمہیں دینے والا ہے، وہ تمہاری مدد کرے گا، تمہیں غلبہ دے گا، تمہیں دولتیں عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ تمہاری بادشاہت وسیع ہو جائے گی۔ ایک ایک عورت تنہا اپنی سواری پر سوار نکلے گی اور مدینہ سے حیرہ کا سفر کرے گی اور دشمن کا کھٹکا تو کہاں؟ اُسے اپنی سواری پر کسی چور کا بھی خطرہ نہ ہوگا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں یہ خطبہ سن کر اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ کیا بنو طے قبیلے کے چور اُس وقت نہیں ہوں گے؟

(لیکن یہ واقعہ ہے کہ ایسا ہی ہوا جیسا رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا، اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔)"

برادران! اِس خُطبے میں جو چیز ہے وہ تو آپ کے سامنے ہے کہ اگر چاہتے ہو جہنّم سے نجات پاؤ تو خوشنودیٔ خدا کے لئے جو ہو سکے صدقہ خیرات کیا کرو۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس خُطبے کا واقعہ بھی مختصراً آپ کو سُنا دوں، حاتم طائی جو ایک مشہور سخی تھا، اس روایت کے راوی اور اس خُطبے کے ناقل اُس کے صاحبزادے حضرت عدی رضی اللہ عنہ، یہ فرماتے ہیں: میرا دل رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے بہت بگڑا ہوا تھا۔ جب حضورؐ کا لشکر زیرِ کمانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ میری قوم کے بُت قلس کو توڑنے کے لئے آگے بڑھا اور مجھے میرے غلام سے یہ واقعہ معلوم ہوا تو میں نے اپنے تیز رَو بہترین اونٹوں پر اپنی اہل وعیال کو سوار کیا اور ملکِ شام بھاگ کر چلا گیا۔ میری بہن جو یہاں رہ گئی تھیں وہ قید ہو گئیں۔ جب یہ منجملہ اور قیدیوں کے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش ہوئیں تو کہا کہ میں قبیلۂ طے کے مشہور سخی حاتم کی لڑکی ہوں۔ میں بُڑھیا مسکین مُفلس ہوں۔ مجھ پر کرم کیجئے اور مجھے اِس قید سے رہائی دِلوائیے، مجھ پر احسان کیجئے اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ نے اُسے آزاد کر دیا۔ آزاد ہو کر اُس نے ایک دوسری درخواست پیش کی کہ حضورؐ میرا کوئی ولی وارث نہیں، صرف عدیؔ ہے اور وہ مجھے چھوڑ کر شام چلا گیا ہے۔ اگر آپ مجھے سواری اور توشہ دیں تو میں اپنے بھائی کے پاس پہنچ جاؤں۔ آپ نے اس درخواست کو بھی منظور فرما لیا۔ ایک اونٹ دیا، سامانِ سفر دیا، اور باعزّت رخصت کیا۔ وہ وہاں سے چل کر میرے پاس آئیں، سارا قصّہ بیان کیا اور کہا کہ آنحضرتؐ کی سخاوت نے میرے باپ کی سخاوت کو ماند کر دیا۔ جب مجھے حضورؐ کے ان اخلاق وعادات کا علم ہوا، اور اس احسان کا بوجھ پڑا تو میں نے دل میں سوچا کہ چلوں آپ سے ملوں، آپ کے حالات خود دیکھوں۔ چنانچہ میں وہاں سے چلا، دربارِ رسالت میں پہنچا۔ آپ اُس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کا دشمن تھا، مجھے آپ نے کوئی امن نہیں دیا تھا، بلکہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی خط کتابت بھی نہ ہوئی تھی۔ تاہم آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا، اور مجھے امن وامان عطا فرمائی۔ اتنے میں آپ کے پاس ایک بُڑھیا اپنے ساتھ ایک بچّہ لئے ہوئے آئی، اور کہنے لگی حضورؐ! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ فوراً اس کے ساتھ ہو لئے۔ اُس کا کام کر دیا۔ جب یہ بات میں نے دیکھی تو میرا دل حضورؐ کی محبت وعزت سے بھر گیا، اور میں سمجھ گیا کہ یہ تو سچ مچ اللہ کے رسول ہیں۔ ورنہ سارے عرب کی حکمرانی کے بعد اتنا بڑا بادشاہ ایک بُڑھیا کا کام خود جا کر چل کر کر دے۔ یہ ناممکن ہے۔ آپ نے واپس آن کر پھر میرا ہاتھ تھام لیا، اور مجھے اپنے گھر لے گئے۔ گھر پر نظر ڈال کر تو مجھے کامل یقین ہو گیا کہ آپ اللہ کے پیغمبرؐ ہیں، کیونکہ میں نے دیکھا کہ وہاں بھی کوئی شاہانہ ٹھاٹھ نہیں۔ جب میں آپ کے پاس بیٹھا تو آپ نے مجھے ایک خُطبہ سُنایا۔ آؤ بھائیو، وہ خُطبہ بھی سُن لو:

(۹۹) حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا یُفِرُّكَ؟ اَیُفِرُّكَ اَنْ تَقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ اِلٰهٍ سِوَی اللّٰهِ؟ قَالَ قُلْتُ لَا ٥ قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ سَاعَةً ٥ ثُمَّ قَالَ: اِنَّمَا تَفِرُّ اَنْ یُّقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ٥ وَهَلْ تَعْلَمُ شَیْئًا اَكْبَرَ مِنَ اللّٰهِ؟ قَالَ قُلْتُ لَا ٥ قَالَ فَاِنَّ الْیَهُوْدَ مَغْضُوْبٌ عَلَیْهِمْ وَاِنَّ النَّصٰرٰی ضَالُّوْنَ ٥ قَالَ فَقُلْتُ اِنِّیْ حَنِیْفٌ مُّسْلِمٌ ٥ قَالَ فَرَأَیْتُ وَجْهَهٗ یَنْبَسِطُ فَرَحًا ٥ (زاد المعاد)

"آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: تم کس چیز سے بھاگتے ہو؟ کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے تمہیں انکار ہے؟ کیا اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہے؟ بے ساختہ میں پکار اُٹھا کہ ہرگز نہیں۔ پھر کچھ دیر اور ارشادات فرماتے رہے، پھر فرمایا: کیا اللہ اکبر کہنے سے تم بھاگتے ہو؟ کیا تمہارے علم میں اللہ سے بڑا اور کوئی ہے؟ مجھ سے اس وقت بھی کچھ نہ بن پڑا، بجز اس کے کہ میں نے کہا، ہرگز نہیں۔ فرمایا: سنو! قرآن میں جنہیں غضبِ خدا میں گرفتار کہا گیا ہے وہ یہود ہیں۔ اور جنہیں گمراہ فرمایا گیا ہے وہ نصرانی ہیں۔ میں چونکہ نصرانی تھا، کانپ اُٹھا اور جھٹ سے کہہ اُٹھا کہ یا رسول اللہ! میری نصرانیت سے توبہ ہے۔ میں تو خالص مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ کھل گیا اور میرے اسلام سے آپ بہت خوش ہوئے۔"

یہ تھے حضورؐ کے اخلاق و عادات، یہ تھی آپ کی تواضع اور مسکینی، یہ تھی آپ کی غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، لیکن اس غرض سے کہ انہیں راہِ راست پر لائیں۔ یہ تھی آپ کی سخاوت، اور یہ تھی آپ کی غربا نوازی، اور یہ تھی آپ کی تعلیمی اور تبلیغی برکت، اور یہ تھا آپ کے خطبوں اور وعظوں کا اثر۔ اللہ ہمارے دل بھی کھول دے، اور ان میں اپنے نبیؐ کے کلام کو مضبوط جگہ دیدے۔ آمین۔

(۱۰۰) آؤ، میں تمہیں قیامت کے معاملہ کی سختی کے متعلق ایک خطبۂ نبویہؐ اور سناؤں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ حَتّٰی قَالَ ٥ لَآ اُلْفِیَنَّ اَحَدَكُمْ یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی رَقَبَتِهٖ بَعِیْرٌ لَّهٗ رُغَاءٌ ٥ فَیَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ ٥ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَیْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ٥ لَآ اُلْفِیَنَّ اَحَدَكُمْ یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَّهٗ حَمْحَمَةٌ ٥

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمیں ایک خطبہ سنایا جس میں خیانت کے جرم کا بیان کیا اور اسے بہت بڑا گناہ اور اس کا بہت بڑا وبال اور سزا و عذاب بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ فرمایا: لوگو! ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی قیامت کے دن اِس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو اور وہ بلبلا رہا ہو۔ یہ میرے پاس آ کر کہے کہ حضور مجھے بچائیے اور میں صاف انکار کر دوں کہ میں تجھے کچھ کام نہیں آسکتا۔ میں تو دنیا میں صاف صاف تبلیغ کر چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں

فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ ○ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ○ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَّهَا ثُغَاءٌ ○ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ ○ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ○ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَّهَا صِيَاحٌ ○ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ ○ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ○ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ ○ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ ○ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ○ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ ○ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ ○ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ○
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

نہ پاؤں کہ وہ آئے اُس کی گردن پر کوئی گھوڑا سوار ہو جو ہنہنا رہا ہو اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ مجھے اس سے چھڑائیے اور میں صاف جواب دُوں کہ مجھے کوئی اختیار نہیں۔ میں تو جتا اور بتا چکا تھا۔ میں قیامت والے دن تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا کہ وہ اپنی گردن پر بکری کو چڑھائے ہوئے ہو جو ممیا رہی ہو اور یہ مجھے دیکھ کر فریاد کرے کہ یا رسول اللہ میری مدد کیجئے اور میں صاف کہہ دوں کہ میں تیری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتا۔ میں تو تجھے اس سے آگاہ کر چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کوئی انسان سوار ہو جو شور مچا رہا ہو اور وہ مجھے دیکھ کر امداد چاہے اور میں انکار کر دوں اور کہہ دوں کہ میں تو تمہیں خیانت کے گناہ اور اس کی بُرائی سے آگاہ کر چکا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی اُس دن میرے پاس اس حالت میں آئے کہ اس کی گردن پر چیتھڑے اُڑ رہے ہوں اور مجھے دیکھتے ہی شور مچائے کہ یا رسول اللہ مجھے اس بلا سے چھڑوائیے اور میں کہہ دوں کہ میرے بس کی بات نہیں۔ دنیا میں میری بات تُو نے کیوں نہیں مانی؟ ہاں سنو! اگر کسی کا سونا چاندی مار کھایا ہے تو اوپر کی چیزوں کی طرح یہ بھی گردن پر لدا ہوا ہوگا اور وہ میرے پاس آکر کہے گا کہ یا رسول اللہ میری فریاد رسی کیجئے اور میں کہہ دوں گا کہ میں تجھے کچھ کام نہیں آسکتا۔ میں تو تبلیغ کر چکا تھا۔"
(الغرض یہاں جو خیانت چوری کرے گا، یہاں جس کی جو چیز ناحق مار کھائے گا، وہی چیز بجنسہٖ اس کی گردن پر سوار ہوگی اور یہ رُسوا و فضیحت ہوتا ہوا عذاب اور سزا میں گرفتار میدانِ محشر میں مارا مارا پھرے گا، اور کہیں سے اُسے کوئی مدد نہ پہنچے گی۔ پس خیانت سے، دغا سے، دھوکے سے لوگوں کے حق مارنے سے بہت بچو۔")

(۱۰۱) حضرت ابو حُمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص کو جس کا نام ابن اللتبیہ تھا، اپنا عامل یعنی تحصیلدار بنا کر قبیلہ بنو سلیم کے صدقات وصول کرنے کیلئے بھیجا۔ جب یہ واپس آئے تو حضورؐ نے اُن سے حساب کیا۔ انہوں نے کچھ مال تو آپ کو سونپا اور فرمایا کہ یہ سب

تحصیل کا مال ہے اور کچھ مال اپنے لئے رکھ لیا کہ یہ خاص مجھے بطورِ ہدیہ اور تحفہ کے ملا ہے۔ آپ نے فرمایا خوب، اپنے گھر بیٹھے رہتے پھر دیکھتے کہ کون آکر آپ کو یہ تحفے اور ہدیئے دیتا ہے؟ اس کے بعد راوی کا بیان ہے کہ:

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ ۝ ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْکُمْ عَلَی الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِی اللّٰہُ فَیَأْتِیْنِیْ فَیَقُوْلُ: ھٰذَا مَالُکُمْ وَھٰذَا ھَدِیَّۃٌ اُھْدِیَتْ لِیْ ۝ اَفَلَا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ حَتّٰی یَأْتِیَہٗ ھَدِیَّتُہٗ اِنْ کَانَ صَادِقًا ۝ وَاللّٰہِ لَا یَأْخُذُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنْھَا شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّہٖ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَحْمِلُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۝ فَلَاَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِّنْکُمْ لَقِیَ اللّٰہَ یَحْمِلُ بَعِیْرًا لَہٗ رُغَاءٌ ۝ اَوْ بَقَرَۃً لَّھَا خُوَارٌ ۝ اَوْ شَاۃً تَیْعَرُ ۝ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَّنِ اسْتَعْمَلْنَاہُ مِنْکُمْ عَلٰی عَمَلٍ فَکَتَمَنَا مَخِیْطًا فَمَا فَوْقَہٗ کَانَ غُلُوْلًا یَّأْتِیْ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۝ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رُءِیَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ؟ مَرَّتَیْنِ ۝ بَصُرَ عَیْنِیْ وَسَمِعَ اُذُنِیْ ۝ وَسَلُوْا زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَاِنَّہٗ کَانَ حَاضِرًا مَّعِیْ ۝ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مِنَ الْاَنْصَارِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ ۝ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اقْبَلْ عَنِّیْ عَمَلَکَ ۝ قَالَ وَمَا لَکَ؟ قَالَ سَمِعْتُکَ

"آپ منبر پر آکر کھڑے ہوئے اور وہیں ایک خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: جن چیزوں کا والی اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بنایا ہے ان میں سے کسی پر تم میں سے کسی شخص کو عامل بنا کر بھیجتا ہوں وہ میرے پاس واپس آن کر حصے بخرے کرنے لگتا ہے کہ یہ تو آپ کا ہے اور یہ میرا ہے جو بطورِ ہدیہ اور تحفہ کے مجھے دیا گیا ہے۔ اگر فی الواقع وہ سچا ہے تو ذرا اپنے گھر میں بیٹھا رہتا اور دیکھتا کہ کون اسے ہدیہ اور تحفہ دینے آتا ہے؟ واللہ! اس مال میں سے جو بھی کچھ بھی بلا حق کے لے لے گا، وہ اُسے اپنی گردن پر لادے ہوئے قیامت کے دن خدا کے سامنے لایا جائے گا۔ دیکھو، میں نہیں چاہتا کہ تم میں سے کوئی اونٹ لادے ہوئے بروزِ قیامت خدا کے سامنے لایا جائے جو اونٹ بلبلا رہا ہو، یا وہ گائے اُٹھائے ہوئے ہو جو ڈکرا رہی ہو، یا بکری اُٹھائے ہوئے ہو جو ممیا رہی ہو۔ دیکھو، ہم جسے بھی جس کام پر عامل بنا کر بھیجیں، پھر وہ اگر ایک سوئی یا اس سے بھی کوئی ہلکی یا کم قیمت چیز ہم سے چھپا کر رکھ لے تو یہ بھی خیانت ہوگی جسے لے کر قیامت کے دن پوری ذلّت و رسوائی کے ساتھ خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا۔ پھر حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور اس قدر بلند کئے کہ ہمیں آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر فرمایا: الٰہی تو گواہ رہ، میں نے انہیں پہنچا دیا۔ دو مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔ یہ سن کر ایک انصاریؓ کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے کہ

تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا ۝ قَالَ وَاَنَا اَقُوْلُهُ الْاٰنَ ۝ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَجِئْ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ ۝ فَمَا اُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى ۝ (رَوَاهُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

حضورؐ! مجھے آپ نے عامل بنایا ہے لیکن مجھے اس عمل سے سبکدوش فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا، کیوں کیا بات ہے؟ اس نے کہا جب اس قدر خطرے کا یہ کام ہے تو میں اس میں کیوں پڑوں؟ آپؐ نے فرمایا، بات تو یوں ہی ہے۔ میں تو اب بھی یہی سُناتا ہوں کہ جسے ہم کسی عمل پر عامل کریں اُسے چاہیے کہ چھوٹی بڑی کم و بیش ہر چیز ہمارے سامنے پیش کر دے پھر ہم جو دیں اُسے لے لے اور جو نہ دیں اُس کی طرف نگاہ بھی نہ ڈالے۔"

بھائیو! خالق و مخلوق کا حق ادا کرتے رہو۔ خالق کا بڑا حق یہ ہے کہ اس کی توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ اُلوہیت پر عامل رہو۔ مخلوق کا حق سنبھالنا یہ ہے کہ کسی مسلم کو تمہارے ہاتھوں اور تمہاری زبانوں سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ سُنو! اس حالت میں دنیا سے اُٹھو کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو اور مخلوق میں سے کسی کا حق تمہارے ذمّے کچھ نہ ہو۔ مسلمانو! بخدا یہ خطبے دل کو موم کر دینے والے ہیں۔ یہ خطبے انسان کی موت و حیات کو سنوار دینے والے ہیں۔ یہ خطبے وہ ہیں جن کے سُننے والے اور دلوں میں بٹھانے والے اور عمل کرنے والے دنیا کے بادشاہ بن گئے، خدا کے لاڈلے بن گئے۔ دونوں ہاتھوں سے دُنیا و دین دونوں کی بھلائیاں سمیٹ لیں۔ پس آپ بھی انہیں اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیں اور ان نصیحتوں سے نہ ہٹیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج کے اپنے اس پہلے خطبے کو اسی مضمون پر ختم کروں۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ اِيَّانَا وَاِيَّاكُمْ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَاهُ ۝ وَنَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نویں جمعہ کا دوسرا خطبہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

(۱۰۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهٖ ۝ اَلْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ ۝ اَلْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ ۝ اَلْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطْوَتِهٖ ۝ اَلنَّافِذِ اَمْرُهٗ فِيْ سَمَآئِهٖ وَاَرْضِهٖ ۝ اَلَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهٖ ۝

"تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے سزاوار ہیں جو نعمتیں عطا فرمانے کے باعث واقعی قابلِ تعریف ہے۔ وہی حقیقی معبود برحق ہے، اس لئے کہ اس کی سی قدرتیں اور کسی میں نہیں۔ خوف و ڈر رکھنے کے لائق بھی اسی کی ذات ہے، اس لئے کہ اس کے عذاب سخت، اس کی سزائیں

وَمَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهٖ ۝ فَأَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهٖ ۝ وَأَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ (اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَّةُ)

بے حد اور اس کا دبدبہ اور شوکت و سلطنت سب پر۔ وہ وہی ہے جس کا حکم آسمان و زمین میں چلتا ہے۔ اسی نے اپنی قدرت سے ساری مخلوق کو پیدا کیا۔ اسی نے انسانوں کو اپنے حکم احکام دیکر ممتاز فرمایا۔ اپنا دین اُن میں نازل فرماکر انہیں معزز و محترم کیا۔ اپنا نبی ان میں بھیج کر ان کا اکرام کرکے انہیں ذی مرتبہ بنادیا۔ فالحمدللہ۔“

(۱۰۳) اللہ تعالیٰ کی تعریفوں اور اُس کے آخری رسولؐ پر درود و سلام کے بعد ابھی ابھی یہ بیان تھا کہ قیامت کا دن بہت ہولناک دن ہے۔ اس کے عذاب سخت خطرناک ہیں، اور اس دن کی نعمتیں بھی گراں بہا اور بے پایاں ہیں۔ مسند احمد کی چھٹی جلد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ منقول ہے وہ سُنئے:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَجَهِّزْ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدًا إِلَى الْجَنَّةِ فَبَكٰى أَصْحَابُهٗ وَبَكَوْا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفَعُوْا رُءُوْسَكُمْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا أُمَّتِيْ فِي الْأُمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ فَخُفِّفَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ۔ (مسند)

”قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ کھڑے ہوجاؤ اور اپنی اولاد کو چھانٹ لو۔ ہر ہزار میں سے ایک کم ایک ہزار جہنم کے لئے الگ کرلو، اور ایک جنت کے لئے۔ یہ سنتے ہی صحابہؓ کے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ سر جھکا کر رونے لگے کہ الٰہی ہزار میں سے ایک ہی جب جنت کے لئے ہے تو کیا حال ہوگا؟ کچھ دیر کے بعد حضورؐ نے فرمایا: میرے صحابیو! سر اُٹھاؤ، سنو بخدا میری اُمت تو اور اُمتوں کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے چند سفید بال کسی سیاہ رنگ بیل کی کھال پر ہوں۔ یہ سُن کر صحابہؓ کو کچھ تسکین ہوئی۔“

(۱۰۴) بھائیو! ایمان کی بات تو یہ ہے کہ یہ بھی ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ ہم اللہ کے رسول، رسولوں کے سردار کی اُمت میں پیدا ہوئے جو صاحبِ حوضِ کوثر ہیں، جو شافع و مشفع ہیں، جو ختم المرسلین رحمۃ للعالمین ہیں۔ اب ہمیں بہت احتیاط چاہئے کہ کہیں ہماری اس شرافت کو بٹہ نہ لگ جائے۔ سنو! اسی مسند احمد کی اسی چھٹی جلد سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ سناؤں:

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کنگھی کرا رہی تھی کہ میرے کان میں رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز منبر پر سے آئی کہ آپ فرما رہے ہیں: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ! میں نے مشاطہ سے کہا بس میرا سر لپیٹ دے، میں اپنے سرتاج کا خطبہ سنوں گی۔ اُس نے کہا، اماں جی حضورؐ تو فرما رہے ہیں

اے لوگو! عورتوں کو تو کچھ نہیں فرما رہے ہیں، پھر آپ سر تو گندھوا لیجئے۔ مائی صاحبہؓ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا ہم عورتیں انسان نہیں؟ اُسی وقت اپنا سر لپیٹ لیا اور حجرے کی دیوار کے پاس کھڑی ہو کر آپ کا خطبہ سننے لگیں۔ آپ نے فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ! بَیْنَمَآ اَنَا عَلَی الْحَوْضِ جِیْئَ بِکُمْ زُمَرًا فَتَفَرَّقَتْ بِکُمُ الطُّرُقُ فَنَادَیْتُکُمْ اَلَا ھَلُمُّوْٓا اِلَی الطَّرِیْقِ فَنَادَانِیْ مُنَادٍ مِّنْ بَعْدِیْ فَقَالَ اِنَّھُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَکَ، فَقُلْتُ اَلَا سُحْقًا، اَلَا سُحْقًا ٥ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

"لوگو! میں اپنے حوض پر کھڑا ہوا اپنے اُمتیوں کو پانی پلانے میں مصروف ہوؤں گا کہ دیکھوں گا کہ جماعتیں کی جماعتیں میری طرف بڑھ رہی ہیں کہ اچانک اِدھر اُدھر ہو جائیں گی، میں اسی وقت انہیں پکارنے لگوں گا اور کہوں گا۔ ہاں ہاں کیا کر رہے ہو؟ اِدھر آؤ، اِدھر آؤ۔ اُسی وقت میری پُشت پر سے فرشتے مجھے آواز دیں گے کہ یا رسول اللہ! انہیں چھوڑیئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد آپ کا دین بدل دیا تھا۔ یہ سنتے ہی میرا دل اُن سے پھر جائے گا اور میں کہنے لگوں گا کہ انہیں دھتکار دو۔ انہیں پرے پھینکو، انہیں میرے سامنے ہرگز نہ لاؤ۔"

میرے معزز بھائیو! اگر جامِ کوثر اپنے رسولؐ کے ہاتھوں پینا چاہتے ہو تو خبردار کوئی بدعت نہ کرنا۔ خبردار راہِ رسولؐ سے ورے پرے نہ ہٹنا۔ اگر حدیث کے عمل سے یہاں ہٹے تو وہاں حوضِ کوثر سے ہٹا دیئے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جامِ کوثرِ محمدیؐ نصیب فرمائے۔ آمین!

(۱۰۵) اسی مضمون کا ایک خطبہ منتخب کنزالعمال میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اسے بھی سُن لیجئے۔ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ ٥ وَاِنَّکُمْ وَارِدُوْنَ عَلَیَّ الْحَوْضَ اَعْرَضُ مَابَیْنَ صَنْعَآءَ وَبُصْرٰی ٥ فِیْہِ عَدَدُ النُّجُوْمِ قِدْحَانٌ مِّنْ فِضَّۃٍ ٥ وَاِنِّیْ سَآئِلُکُمْ حِیْنَ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ عَنِ الثَّقَلَیْنِ ٥ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْھِمَا ٥ اَلثَّقَلُ الْاَکْبَرُ کِتَابُ اللّٰہِ ٥ سَبَبٌ طَرَفُہٗ بِیَدِ اللّٰہِ وَطَرَفُہٗ بِاَیْدِیْکُمْ ٥ فَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ

"اے لوگو! جس طرح ایک جماعت کہیں جانے والی ہو تو چند لوگ اُس سے پہلے منزل کا اور رہائش وغیرہ کا انتظام کرنے کیلئے پہلے جاتے ہیں، تاکہ وہاں سب سامان درست کر لیں کہ آنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح تم سب کے لئے قیامت کے دن کا انتظام کرنے کے لئے آگے جانے والا میں ہوں۔ میرے حوضِ کوثر پر تم سب آنے والے ہو جس کی چوڑائی صنعا بستی سے لیکر بصرہ تک کی ہے۔ اس میں چاندی کے بے شمار کٹورے تیر رہے ہیں جن کی گنتی

وَلَا تَضِلُّوْا وَلَا تَبَدَّلُوْا وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ ۝ فَاِنَّہٗ قَدْ نَبَّاَنِیَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۝ اَنَّھُمَا لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ ۝ (کنز)

آسمانی ستاروں کے برابر ہے۔ جب تم حوضِ کوثر پر میرے پاس آؤ گے میں اس وقت تم سے دُو اہم سوال کرنے والا ہوں۔ پس خبردار ہو کہ تم اُن دونوں کے بارے میں میرے پیچھے کیسی کارروائی کرتے ہو؟ سب سے بڑی اہم اور وزنی چیز تو کتاب اللہ یعنی قرآنِ کریم ہے جو خدائی رسّی ہے، جس کا ایک سرا خود خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ میں تمہیں تاکیدی حکم کرتا ہوں کہ کتاب اللہ کو مضبوط تھامے رہو، اس سے چمٹے رہو، اس کا عمل عقیدہ کسی طرح تم سے نہ چھوٹنے پائے۔ دیکھو اس سے اِدھر اُدھر نہ ہونا، نہ اس میں کوئی تبدیلی کرنا۔ اور میری عترت یعنی اہل بیت کی نسبت مجھے میرا رب جو باریک بین خبردار ہے، خبر دے چکا ہے کہ یہ اور وہ یعنی کتاب اللہ الگ الگ نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس میرے حوضِ کوثر پر آئیں۔"

(۱۰۶) اسی کتاب منتخب کنز العمال میں حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یَا اَیُّھَا النَّاسُ! اِنِّیْ بَیْنَمَا اَنَا عَلَی الْحَوْضِ اُتِیَ بِکُمْ رُفْقَۃً رُفْقَۃً ۝ فَذَھَبَتْ طَآئِفَۃٌ مِّنْکُمْ ھٰھُنَا وَھٰھُنَا ۝ فَقُلْتُ مَالَھُمْ ھَلُمُّوْٓا اِلَیَّ ۝ فَصَرَخَ صَارِخٌ فَقَالَ اِنَّھُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَکَ ۝ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا ۝

"اے لوگو! میں اپنے حوض پر ہوں گا، تمہاری جماعتیں جماعتیں لائی جائیں گی لیکن تم میں سے بعض جماعتیں اِدھر اُدھر ہو جائیں گی تو میں کہوں گا ہیں؟ انہیں کیا ہو گیا؟ اِدھر میرے پاس آؤ۔ اسی وقت ایک فرشتہ باآوازِ بلند کہے گا کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد تبدیلیاں کر لی تھیں۔ تو میں کہوں گا پھر انہیں پرے پھینکو، دُور لے جاؤ۔"

(۱۰۷) مسلمانو! ذرا کلیجہ تھام لو! میں اس وقت آپ کو حضورؐ کا وہ خطبہ سُناتا ہوں جو آپؐ نے نہایت رِقّت انگیز، درد آمیز الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ میں مجبور ہوں کہ اس خطبے کے الفاظ کا ترجمہ اسی طرح کروں جو الفاظ ہیں۔ واللہ کلیجہ کٹتا ہے، دل گُھٹتا ہے کہ میں یہ الفاظ کیسے ادا کروں؟ دوستو! تمہیں تمہارے پروردگار کی قسم ہے اپنے نبی کے ان الفاظ کو کبھی نہ بھولنا۔ آہ! یہ دل گداز الفاظ، یہ رُوح فرسا اندازِ بیان ایک مومن کو سچا مومن بنانے کے لئے کافی ہے۔ نسائی وغیرہ میں بھی یہ خطبہ مروی ہے۔ لیکن اس وقت اسے منتخب کنز العمال سے نقل کر رہا ہوں۔ اس کے راوی ایک صحابیؓ ہیں، فرماتے ہیں:

قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَلَا اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ اَنْظُرُکُمْ

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ایک مرتبہ ہمیں خطبہ سُنایا جس میں فرمایا: لوگو! میں تمہارے آنے سے پہلے تمہارے لئے

وَمُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ فَلَا تُسَوِّدُوْا بِوَجْھِیْ ۝ تیاریاں کرنے کے لیے جانے والا ہوں۔ وہاں حوضِ کوثر پر دیکھ بھال کرکے تمہارے انتظار میں رہوں گا، اور چاہتا ہوں کہ تم زیادہ سے زیادہ تعداد میں میرے حوض پر آؤ تاکہ میں اور اُمتوں میں فخر کرسکوں۔ میں اوروں کے سامنے تمہیں پیش کرکے فخر کرنا چاہتا ہوں تو ایسا نہ ہو کہ تم میرے منہ پر سیاہی مَل دو، مجھے اُس دن شرمندہ بنا دو۔"

اللہ اپنے نبیؐ پر درُود و سلام نازل فرمائے۔ اللہ ہمارے نبیؐ کو سُرخرو رکھے۔ اللہ اپنے پیغمبرؐ کو ہماری طرف سے بہترین بدلے عنایت فرمائے اور آپ کے مبارک دل پر کوئی صدمہ نہ آنے دے۔ آہ! کس دردناک انداز میں فرماتے ہیں: کہ اُمّتیو! میری آبرو رکھ لینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بُرائیوں کی وجہ سے اور اُمتوں کے سامنے مجھے نیچا دیکھنا پڑے کہ دیکھو آپ کا حوض خالی پڑا ہے۔ دیکھو آپ کی اُمت جہنّم کی طرف چلی۔ بس میرے بھائیو! سنبھل کر قدم رکھو۔ اپنے نبیؐ کی عزّت کا پاس رکھو۔ گناہ کرتے ہوئے یہ بھی سوچ لیا کرو کہ میں اپنے رسول کو صدمہ پہنچا رہا ہوں۔ مجھے اس سے باز رہنا چاہئے۔ محمّدیو! بھُولے سے بھی فرمانِ محمّدؐ سے نہ ہٹنا۔ میرے مسلم بھائیو! اپنے اعمال کی چوکسی رکھو۔ قرآن حدیث کو سامنے رکھو۔ عمل سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ کہیں اس کام سے خدا کی ناراضگی اور رسولؐ کی نافرمانی تو نہ ہوگی۔ عزیز بھائیو اور بہنو! قیامت کا دن سخت ہولناک دن ہوگا۔ کوئی کسی کے اُس دن کام نہ آئے گا۔

(۱۰۸) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ "وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! یَا صَفِیَّۃَ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ۝ سَلُوْنِیْ مِنْ مَّالِیْ مَا شِئْتُمْ ۝

(رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ)

"قرآن کریم میں جب یہ آیت اُتری: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ (اپنے نزدیکی قرابت داروں کو بھی ہوشیار کردے) تو آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا: اے میری بچّی فاطمہؓ بنت محمّدؐ! اے میری پھوپھی صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب! اور اے میرے دادا عبدالمطلب کی اولاد! میں تمہارے لئے اللہ کے ہاں کچھ بھی ملکیت نہیں رکھتا۔ کسی چیز کا مالک نہیں۔ ہاں، یہاں اگر مالی ضرورت ہو تو جو مانگو دیدوں لیکن وہاں مجھے کوئی اختیار نہ ہوگا۔"

(۱۰۹) مسلمانو! آؤ، میں تمہیں اپنا یہ خطبہ ختم کرنے سے پہلے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک مختصر سا وعظ سناؤں جو آپ کو اور ہمیں کافی وافی ہے۔ کیا اچھا ہو کہ یہ وعظِ رسولؐ ہمیں یاد رہے اور ہم اس کے عامل بن جائیں:

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ ۝ قَالَ: اِذَاکُنْتَ فِیْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ ۝ وَاِیَّاكَ وَمَا تَعْتَذِرُ مِنْهُ ۝ وَاَجْمِعِ الْیَأْسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ ۝

(تاریخ ابنِ عساکر، و منتخب کنز العمال)

"حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حاضر دربارِ نبویؐ ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی مختصر سا وعظ سنائیے۔ آپ نے فرمایا: جب نماز پڑھو تو ایسی پڑھو گویا اس کے بعد موت ہے۔ یہ آخری نماز ہے اور کوئی ایسا کام ہی نہ کرو جس سے معذرت خواہی کرنی پڑے، اور دنیا کے لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اُس سے پوری طرح مایوس ہو جاؤ۔"

(یعنی خلوصِ دل سے نمازیں پڑھو، گناہ کے کاموں سے بچو، اور لالچ و طمع کے پاس بھی نہ جاؤ۔)

(۱۱۰) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۝ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۝ ع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دسویں جمعہ کا پہلا خطبہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس خطبے ہیں

(۱۱۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ۝ وَنَسْتَهْدِیْهِ وَنَسْتَنْصِرُهٗ ۝ وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ۝ وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۝ مَنْ یَّهْدِی اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۝ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ۝ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ غَوٰی ۝ حَتّٰی یَفِیْٓءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰهِ ۝ ع ۵

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے لئے ہی سزاوار ہیں، ہم اُسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اُسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں، اُسی سے سچی راہ کی ہدایت طلب کرتے ہیں اور اُسی سے اپنے کاموں میں مدد چاہتے ہیں۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ اور اپنے اعمال کی برائیوں سے بھی اسی کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ راہِ راست دکھادے اُسے کوئی بہکانے والا نہیں اور جسے وہ دُور ڈال دے اس کی رہبری کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ع ۵ رَوَاهُ الْاِمَامُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ - ۱۲ منہ

ع ۵ منتخب کنز العمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ کا خاتمہ اسی دعا پر ہے - ۱۲ منہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ
وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِیْ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ
الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَيْبٍ
مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ
مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○

اُس کے بندے اور رسول ہیں جس نے اطاعت کی اللہ کی اور فرمانبرداری کی رسولؐ کی وہ کامیاب ہوا، رُشد و ہدایت کو پہنچ گیا، اور جس نے اللہ کی اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کی وہ بہک گیا اور بھٹک گیا جبتک کہ پھر دوبارہ لوٹ کر حکمِ خدا کی تابعداری میں نہ لگ جائے:

"میں اللہ تعالیٰ سُننے والے جاننے والے کی پناہ میں آکر اس سے طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے شیطان مردود کی شرارتوں سے بچائے۔ سارے جہان کا معبود اپنے سچے کلام میں سب سے پہلے تمام دُنیا کو حکم دیتا ہے کہ "اے لوگو! اپنے اُس مُربّی کی عبادت کرو جس نے تم سب کو پیدا کیا ہے اور تم سے اگلوں کو بھی۔ تمہاری نجات اسی توحیدِ خداوندی میں ہی ہے۔ تمہارا مُربّی معبودِ برحق وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا ہے اور آسمان کو چھت۔ اور آسمان سے بارش برسا کر اس سے پھل پیدا کرکے تمہیں روزیاں دی ہیں۔ اُس کا حکم یہی ہے کہ تم صرف اُسی کی عبادت کرو، اور وہ تمہیں اس سے روکتا ہے کہ خبردار اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ علم کا تقاضا یہی ہے، جہاں تم نے توحید کو مع دلائل سن لیا وہاں رسالت کو بھی مع دلائل سُن لو۔ ہم نے جو کچھ اپنے بندے اور رسول پر نازل فرمایا ہے، اس کے ہماری طرف سے ہونے میں تمہیں اگر کوئی شک و شبہ ہے تو تم ایک کام کرو، اس کلام جیسی کوئی ایک سورت ہی تم بھی پیش کردو۔ اور ادھر ہمارا رسول اکیلا ہے، لیکن تمہیں اجازت ہے کہ تم سب مل جاؤ، اور اور بھی تمہارے جتنے مددگار ہیں سب کو بُلا لو۔ اور اگر اس بات میں تم سچے ہو کہ یہ کلام کلامِ خدا نہیں تو اس جیسا پورا کلام تو کیا صرف ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ لیکن یہ تمہارے بس کی بات نہیں، تم ہرگز نہیں کرسکتے۔ پھر خدا کے کلام کو اور اس کے نبیؐ کو جھٹلا کر جہنمی کیوں بنو؟ یاد رکھو کہ جہنم کا عذاب برداشت کے قابل نہیں۔ اس کی آگ کی چھپٹیاں اور ایندھن انسان ہیں اور پتھر۔"

بھائیو! خدا کی توحید اور اس کے سچے رسولؐ کی رسالت کو مان لینے کے بعد سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ آپس میں مسلمان ایک رہیں۔ ایک دوسرے کا سہارا بن جائیں۔ کسی کی مخالفت، حسد اور پردہ دری میں نہ رہیں۔ سنو! :

(۱۱۲) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ وَّابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰٓی

"منبر پر چڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نہایت پُرجوش خطبہ سُنایا، جس میں باوازِ بلند فرمایا اور آواز اس قدر بلند تھی کہ پردہ نشین خواتین نے گھروں کے اندر بھی آپ کی یہ آواز

اَسْمَعَ الْعَوَاتِقَ فِی الْخُدُوْرِ یُنَادِیْ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ ○ یَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ یَخْلُصِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِهٖ ○ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَطْلُبُوْا عَثَرَاتِهِمْ وَلَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِیْنَ ○ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ یَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ یَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ ○ وَمَنْ یَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ یَفْضَحْهُ فِیْ جَوْفِ بَیْتِهٖ ○ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ یَوْمًا اِلَی الْکَعْبَةِ فَقَالَ: مَا اَعْظَمَكِ وَمَا اَعْظَمَ حُرْمَتَكِ ○ وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ ○ (رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُهٗ)

سن لی۔ فرمایا کہ اے وہ لوگو! جو زبانی تو ایمان لائے ہو لیکن دلوں میں اب تک ایمان پیوست نہیں ہوا۔ تم مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ، انہیں عار نہ دلاؤ، ان کی لغزشیں نہ ٹٹولو، نہ مسلمانوں کی غیبتیں کرو، نہ انکی پوشیدگیوں کے پیچھے پڑو۔ جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی پوشیدگی کی ٹٹول، اور ٹوہ میں لگ جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ عیوب کے پیچھے پڑ جائے گا۔ اور یقین مانو کہ جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑ جائے اسے رُسوا اور بدنام کرکے ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ خود اس کے گھر میں بھی اس کی بدنامی، رُسوائی اور فضیحتی ہو جائے گی۔" ایک مرتبہ راوی حدیث حضرت ابن عمرؓ کی نظر جب کعبے پر پڑی تو بے ساختہ کہہ اُٹھے کہ بلاشک و شبہ تو بہت بڑی عزت اور حرمت والا ہے، لیکن جتنی تیری حرمت و عزت و عظمت ہے، بخدا اس سے کہیں زیادہ خدا کے نزدیک ایک ایماندار کی آبرو اور اس کی حرمت و عزت و عظمت ہے۔ پس مومن کو بے عزت کرنے والا کعبۃ اللہ کے ڈھانے والے سے بھی زیادہ گنہ گار ہے"۔

خدا کی خدائی، رسولؐ کی رسالت، ایمان داروں کی حرمت کے بعد ترکِ غفلت کا فریضہ ہے، ورنہ انسان موت کو بھول کر گنہگاری میں پختہ ہو جاتا ہے۔

(۱۱۳) عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَطِیَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاٰی النَّاسَ قَدْ غَفَلُوْا خَرَجَ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَسْجِدَ فَیَقُوْمُ عَلَیْهِ فَیُنَادِیْ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ ○ یَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ! اَتَتْکُمُ الْمَوْتُ بِالْوَجْبَةِ لِاِرَادَةِ سَعَادَةٍ اَوْ شَقْوَةٍ لَازِمَةٍ رَاکِبَةٍ ○ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْهِ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَةِ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ لِاَوْلِیَاءِ اللّٰهِ فِیْ دَارِ الْخُلُوْدِ ○ اَلَّذِیْنَ سَعْیُهُمْ وَرَغْبَتُهُمْ

"جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاں دیکھتے کہ لوگوں میں کچھ غفلت آنے لگی کہ مسجد میں تشریف لاکر منبر پر کھڑے ہو کر باآوازِ بلند یہ خطبہ پڑھتے: اے اہلِ اسلام! موت دندناتی ہوئی آرہی ہے جس کے بعد کچھ لوگ تو سعید اور نصیب ور ہو جائیں گے، اور کچھ لوگ شقی اور بدبخت ہو جائیں گے۔ اولیاء اللہ کے لئے، خدا والوں کے لئے تو موت نعمتیں اور راحتیں اپنے ساتھ لاتی ہے، اور انہیں بلند جنتوں میں پہنچاتی ہے، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ یہ اس لئے کہ ان بندگانِ خدا کی رغبت وچاہت کی چیز آخرت اور جنت ہی تھی۔ بخلاف ان کے

فِيْهَا جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا جَاءَ بِهٖ بِالْخِزْيِ وَ
النَّدَامَةِ وَالْكَرَّةِ الْخَاسِرَةِ فِيْ نَارٍ حَامِيَةٍ
لِّاَوْلِيَاءِ الشَّيْطٰنِ مِنْ اَهْلِ دَارِ الْغُرُوْرِ ○
اَلَّذِيْنَ سَعْيُهُمْ وَرَغْبَتُهُمْ فِيْهَا ○ اَلَا اِنَّ
لِكُلِّ سَاعٍ غَايَةٌ ○ وَاِنَّ غَايَةَ كُلِّ سَاعٍ
اَلْمَوْتُ ○ فَسَابِقٌ وَّمَسْبُوْقٌ ○
(رَوَاهُ اَبُو الشَّيْخِ فِيْ اَمَالِيْهِ وَابْنُ عَسَاكِرٍ)

جو دُنیا کے بندے تھے، جو شیطان کے دوست تھے، جو دنیا کے پھندے میں پھنسے ہوئے تھے، جن کی رغبت و لالچ دُنیا میں ہی منحصر تھی۔ ان کے لئے موت رُسوائی اور ندامت، ویل اور حسرت و افسوس اور زحمت لیکر آتی ہے اور انہیں بھڑکتی ہوئی جہنّم میں پہنچا کر رہتی ہے۔ دیکھو ہر کوشش کرنے والے کی ایک غایت ہوتی ہے لیکن ہر کوشش کرنے والے کی غایت موت ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ خدا کی رحمت کی طرف سبقت کرو یا اس سے پیچھے رہ جاؤ۔"

ایمان و اسلام کے بعد مسلمانوں کے میل جول کے ساتھ ہی موت کی یاد ہو اور ساتھ ہی ساتھ گناہوں سے علیحدگی ہو، خصوصاً کبیرہ گناہوں سے، تو پھر انشاء اللہ موت بھی اچھی ہے اور زندگی بھی مبارک ہے۔

(۱۱۴) عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ يَقُوْلُ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ
مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الزِّنَا؟ قَالُوْا حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗ فَهُوَ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ○ قَالَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ
لَاَنْ يَّزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ
مِنْ اَنْ يَّزْنِيَ بِامْرَاَةِ جَارِهٖ ○ قَالَ فَقَالَ
مَا تَقُوْلُوْنَ فِي السَّرِقَةِ؟ قَالُوْا حَرَّمَهَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ فَهِيَ حَرَامٌ ○ قَالَ لَاَنْ يَّسْرِقَ
الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ اَبْيَاتٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ
مِنْ اَنْ يَّسْرِقَ مِنْ جَارِهٖ ○
(رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

"ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے کہا بتلاؤ زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا، اُسے اللہ نے اُس کے رسولؐ نے حرام کر دیا ہے، وہ قیامت تک حرام ہے۔ آپ نے اُن سب سے فرمایا: انسان کا دس عورتوں سے زنا کرنا ہلکا ہے، بہ نسبت اس کے کہ اپنے کسی پڑوس کی عورت سے زنا کرے۔ پھر دریافت فرمایا کہ اچھا تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ نے اسے بھی حرام کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: دس گھر سے چوری کرنا آسان ہے بہ نسبت اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے کے۔"

(۱۱۵) رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم سب جمع شدہ بیٹھے تھے اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُجْتَمِعُوْنَ فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! اِتَّقُوا اللّٰهَ وَصِلُوْا اَرْحَامَكُمْ ۝ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ اَسْرَعَ مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ ۝ وَاِيَّاكُمْ وَالْبَغْيَ ۝ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ عُقُوْبَةٍ اَسْرَعَ مِنْ عُقُوْبَةِ الْبَغْيِ ۝ وَاِيَّاكُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ ۝ فَاِنَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ تُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ اَلْفِ عَامٍ ۝ وَاللّٰهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ وَّلَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَّلَا شَيْخٌ زَانٍ وَّلَا جَارٌّ اِزَارَهٗ خُيَلَاءَ ۝ اِنَّمَا الْكِبْرِيَاءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالْكِذْبُ كُلُّهٗ اِثْمٌ اِلَّا مَا نَفَعْتَ بِهٖ مُؤْمِنًا ۝ وَّدَفَعْتَ بِهٖ عَنْ دِيْنٍ ۝ وَاِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَّا يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرٰى لَيْسَ فِيْهَا اِلَّا الصُّوَرُ ۝ فَمَنْ اَحَبَّ صُوْرَةً مِّنْ رَّجُلٍ اَوِ امْرَاَةٍ دَخَلَ فِيْهَا ۝
(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

تشریف لائے اور یہ وعظ سنایا: اے جماعتِ مسلمین! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ صلہ رحمی کرتے رہو۔ کسی نیک کام کا ثواب صلہ رحمی کے ثواب سے زیادہ عجلت اور سرعت والا نہیں۔ ظلم و زیادتی، بغاوت و سرکشی سے بچتے رہو۔ کسی گناہ پر اس قدر جلد سزا نہیں ملتی جتنی سرکشی اور بغاوت پر۔ لوگو! ماں باپ کی نافرمانیوں سے بچو۔ سنو جنت کی خوشبوؤں کی لپٹ اور مہک ایک ہزار سال کے فاصلے سے آتی ہے، مگر خدا کی قسم، چار قسم کے لوگ ہیں جو اس سے بھی محروم رہیں گے۔ ماں باپ کے نافرمان، رشتوں ناتوں کو توڑنے والے، بڑھاپے میں زنا کاریاں کرنے والے، اور فخر و تکبر سے اپنے تہمد یا پاجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے۔ یاد رکھو کبریائی اور بڑائی صرف شایانِ شان خدا ہے جو سب کا پالنہار ہے۔ مسلمانو! جھوٹ سرتاپا گناہ کی چیز ہے سوائے اس کے جس سے تم کسی سچے ایماندار کو نفع پہنچائے۔ یا اس سے اپنے دین کا کوئی بچاؤ کرے۔ جماعتِ مسلمین! سنو، جنت میں ایسے بازار بھی ہیں جہاں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوتی۔ اس میں صرف صورتیں ہیں، جو مرد و عورت جس صورت کو پسند کرے وہی صورت اس کی ہو جائے گی۔"

الغرض شرک کبیرہ گناہ ہے۔ نافرمانی رسول کبیرہ گناہ ہے۔ مسلمانوں کو ایذا پہنچانا کبیرہ گناہ ہے۔ مسلمانوں کی غیبت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ مسلمانوں کی عیب جوئی کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ان کی لغزشوں کو ٹٹولنا کبیرہ گناہ ہے۔ ان کی پوشیدگیوں کے پیچھے پڑ جانا کبیرہ گناہ ہے۔ ان کی ہتکِ عزت کبیرہ گناہ ہے۔ موت سے غفلت برت کر اسے بھول جانا کبیرہ گناہ ہے۔ زنا کاری کبیرہ گناہ ہے۔ خصوصاً پڑوس کی عورت سے اور بھی کبیرہ گناہ ہے۔ چوری کبیرہ گناہ ہے۔ لیکن پڑوسی کے ہاں سے چوری کرنا اور بھی کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ سے نہ ڈرنا کبیرہ گناہ ہے۔ صلہ رحمی نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ سرکشی اور تکبر کبیرہ گناہ ہے۔ ماں باپ کو ستانا ان کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ رشتوں ناتوں کو دنیوی وجہ سے توڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ بڑھاپے کی زنا کاری بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ تہمد یا پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکانا کبیرہ گناہ ہے۔ جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ ان سب سے بچو۔ اللہ ہمیں ان سب سے بچائے۔ آمین!

(۱۱۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا خَطَبَ بِالْجَابِیَۃِ فَقَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامِیْ فِیْکُمْ فَقَالَ: اِسْتَوْصُوْا بِاَصْحَابِیْ خَیْرًا ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ۝ ثُمَّ یَفْشُوا الْکَذِبُ حَتّٰی اِنَّ الرَّجُلَ لَیَبْتَدِئُ بِالشَّھَادَۃِ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلَھَا ۝ فَمَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ بُحْبُحَۃَ الْجَنَّۃِ فَلْیَلْزَمِ الْجَمَاعَۃَ ۝ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ مَعَ الْوَاحِدِ ۝ وَھُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ ۝ لَا یَخْلُوَنَّ اَحَدُکُمْ بِامْرَاَۃٍ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ ثَالِثُھُمَا ۝ وَمَنْ سَرَّتْہُ حَسَنَتُہٗ وَسَآءَتْہُ سَیِّئَتُہٗ فَھُوَ مُؤْمِنٌ ۝

(رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ)

"خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام جابیہ میں ایک خطبہ پڑھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ کا بیان کیا کہ جس طرح میں تمہیں سنا رہا ہوں اسی طرح ہمارے مجمع میں کھڑے ہو کر رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ سنایا فرمایا کہ "میرے اصحاب کی خیر خواہی کرو، اُن کا ادب کرو، ان کی عزت و تکریم کا لحاظ رکھو۔ اُن کے بعد اُن کے بعد والوں کا پھر جو اُن کے متصل ہوں۔ پھر تو جھوٹ پھیل جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ خود بخود بن بلائے جھوٹی شہادتوں کے لئے بے پوچھے ابتدا کرنے لگیں گے۔ پس تم میں سے جو بھی جنت کے بہترین مقام کا مالک بننا چاہے اُسے لازم ہے کہ جماعت کو چمٹے رہے۔ شیطان تنہا کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے۔ خبردار! کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ اس لئے کہ ایسے وقت ان دو میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ورغلا دے۔ سنو! ایماندار وہ ہے جسے گناہ برا معلوم ہو اور نیکی اُسے خوش کر دے۔"

(۱۱۷) وَفِیْ مُسْنَدِ اَحْمَدَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ ۝ اَنْذَرْتُکُمُ النَّارَ ۝ اَنْذَرْتُکُمُ النَّارَ ۝ حَتّٰی سَمِعَ اَھْلُ السُّوْقِ صَوْتَہٗ ۝

(رَوَاہُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ تَلْخِیْصِ الْحَبِیْرِ لَہٗ)

"اس قدر بلند آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کہا کہ بازار والوں کے کانوں تک صدائے محمدیؐ پہنچی اور فرمایا: لوگو! میں تمہیں آتشِ دوزخ سے ڈرا رہا ہوں۔ لوگو! میں چاہتا ہوں کہ تم بدیاں ترک کر کے نیکیاں حاصل کر کے اس دوزخ سے بچ جاؤ۔"

پس اے میرے محمدی بھائیو! اصحابہ کی، تابعین کی، تبع تابعین کی محبت دل میں رکھو۔ اُن کا بغض، ان کو برا کہنا، اُن پر تبرا بازی کرنا، انہیں گالیاں دینا کفر ہے۔ ان کی جماعت سے الگ رہنا شیطان بننا ہے۔ بیگانہ عورتوں کے ساتھ خلوت و تنہائی انتہائی بے حیائی اور کبیرہ گناہ ہے۔ نیکیوں سے خوش نہ ہونا برائیوں سے نفرت نہ رکھنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ جہنم سے نہ ڈرنا بھی بدنصیبی کی دلیل اور کبیرہ گناہ ہے۔ ان سب سے بچو۔

(۱۱۸) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ؟ فَاَوْمَأَ النَّاسُ اِلَیْہِ بِالسُّکُوْتِ فَلَمْ یَقْبَلْ وَاَعَادَ الْکَلَامَ ۝ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الثَّالِثَۃِ مَاذَا اَعْدَدْتَ لَھَا؟ قَالَ حُبَّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۝ قَالَ اِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ۝

(رَوَاہُ ابْنُ خُزَیْمَۃَ وَغَیْرُہٗ)

"صحابیِ رسولؐ خادمِ نبی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور آپ سے سوال کیا کہ قیامت کب ہے؟ لوگوں نے اُسے چپ رہنے کا اشارہ کیا، لیکن وہ چپ نہ رہے۔ پھر پوچھا، پھر پوچھا تیسرے سوال کے بعد حضورؐ نے فرمایا یہ بتلاؤ کہ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اُس نے کہا کہ صرف اللہ کی اور اس کے رسول کی محبت۔ آپ نے فرمایا بس پھر تو اُنہی کے ساتھ ہوگا، جن کی تو محبت رکھتا ہے۔"

اللہ کے نبیؐ پر قربان جائیں، ہماری جانیں ہمارے مال، ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کے اس خطبے نے ہمیں تو نہال نہال کر دیا۔ اب جنت سستی ہوگئی۔ وہ مسلمان ہی کیا جس کے دل میں اللہ رسول کی محبت نہ ہو، اور جب یہی جنت کی قیمت ہو تو بتلاؤ جنت کیا مہنگی ہوئی؟ اتنی سی چیز بھی اگر ہم حاصل نہ کر سکے تو یہ ہماری اپنی بدقسمتی ہے۔ ہاں اس موقعہ پر میں یہ بھی بتلا دوں کہ محبتِ خدا اور رسول کیا چیز ہے؟ قرآن کریم کی یہ مشہور آیت تو آپ نے سُنی ہوگی! بلکہ آپ کو یاد ہوگی! قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۚ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (اگر تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت ہے تو تم اتباعِ نبوی میں پیرویِ رسول میں، عملِ حدیث میں مشغول ہو جاؤ تو خدا خود تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔)

حدیث شریف میں ہے: مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ ۝ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ ("مجھ سے محبت رکھنے والا وہ ہے جو میری سُنتوں سے محبت رکھے اور جو مجھ سے محبت رکھنے والا ثابت ہو جائے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔")

اس حدیث اور اس آیت نے معاملہ صاف کر دیا کہ صرف زبانی دعویٰ کافی نہیں بلکہ حُبِّ خدا و رسولؐ موقوف ہے حدیث کا اہل بننے پر، حدیث پر عمل کرنے پر۔ پس میں تم سے کہوں گا اور پُرزور طریق پر کہوں گا کہ خواہ ماں باپ کا خلاف ہو، خواہ قوم برادری کا خلاف ہو، خواہ حاکمِ وقت کا خلاف ہو، خواہ اماموں اور مجتہدوں کا خلاف ہو، خواہ اپنے نفس کا خلاف ہو، خواہ اپنے مفاد کا خلاف ہو، حدیث پر عمل رکھو، سُنتِ نبویؐ کی پابندی کرو۔

اے حاضرین! خدا کا شکر کرو کہ آج تیرہ سو سال بعد بھی تم اپنے رسولؐ کے خطبے اُنہی الفاظ میں سُن رہے ہو

جن میں آج سے تیرہ سو سال قبل آپ کے بزرگ صحابہ کرامؓ نے سُنتے تھے۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ عمل پر مستعد ہو جائیں، ان الفاظ کو دل میں جگہ دیں، حُبِّ رسولؐ پر سب محبتوں کو قربان کردیں، عملِ سُنّت پر سارے اجتہادات اور قیاسوں کو فدا کردیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ وَحُبَّ نَبِيِّكَ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّمِنْ مَّآءٍ بَارِدٍ ۝

مسلم بھائیو! آج کے خطبے کا ماحصل یہی ہے کہ ہمیں نیک اعمال کو اپنا جوہر بنا لینا چاہیئے اور مقدور بھر گناہوں سے خصوصاً کبیرہ گناہوں سے دُور رہنا چاہیئے۔ یہ کبیرہ گناہ جہاں ہمارے لئے وبالِ آخرت ہیں وہاں زوالِ دُنیا بھی ہیں۔ آؤ اس کی بابت بھی ایک خطبۂ محمدیہ سُن لو!

(۱۱۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ ۝ خَمْسُ خِصَالٍ اِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ ۝ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ ۝ لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا ۝ وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ ۝ وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَهَآئِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا ۝ وَلَمْ يَنْقُضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ ۝ وَلَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوْا فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ ۝　(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہماری طرف متوجہ ہو کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: اے گروہِ مہاجرین! پانچ برائیوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ گے۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم انہیں پاؤ۔ جس قوم میں جب فحش کاری ظاہر ہوگی، یہاں تک علانیہ فحش کاریاں ہونے لگیں، اس قوم میں اس گناہ کے باعث طاعون پھوٹ پڑے گا، اور وہ بیماریاں ظاہر ہوں گی جن سے اُن کے اگلے بالکل بے خبر رہے ہوں۔ جو قوم جب کبھی ناپ تول میں کمی کرنے لگے گی، اُن پر قحط سالیاں ڈالی جائیں گی اور وہ سخت مصیبت کے منہ میں ڈال دی جائیں گی اور ان پر ظالم بادشاہ مسلّط کر دیئے جائیں گے۔ جو قوم جب کبھی زکوٰۃ نہ ادا کرے گی اُن سے بارش روک لی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر چوپائے جانور نہ ہوتے تو اُن کے اس گناہ کی وجہ سے آسمان سے ایک قطرہ بھی بارش کا نہ برستا۔ جو قوم خدا کے اور اس کے رسول کے عہد و پیمان کو توڑے گی ان پر اللہ تعالیٰ کسی ان کے غیر مذہب دشمن کو مسلّط کر دے گا جو اُن کے ہاتھوں میں جو کچھ بچا کھچا ہوگا اُسے بھی چھین لے گا۔ جب اُن کے امام اور حکّام کتاب اللہ کے مطابق حکم احکام صادر نہ کریں گے اور قرآن و حدیث کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن میں آپس میں لڑائی اور بلوہ اور فساد ڈال دے گا۔"

لہ آج ہمارے شامتِ اعمال کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ ۱۲۔ مصحح

(۱۲۰) اسی قسم کا ایک خطبہ حضرت ابنِ عباسؓ سے منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

مَاظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ ٥ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ ٥ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قَطَعَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّزْقَ ٥ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ ٥ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ ٥
(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَغَيْرُهٗ)

"جو قوم خیانت کار اور دھوکہ باز ہو جاتی ہے اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ رعب و ڈر ڈال دیتا ہے، وہ بزدل و نامرد ہو جاتے ہیں۔ جس قوم میں زناکاری پھیل جاتی ہے اُن میں موت بھی بکثرت ہو جاتی ہے۔ یعنی زنا فنا کر کے چھوڑتا ہے۔ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی روزیاں گھٹا دیتا ہے۔ بھوکوں مرنے لگتے ہیں۔ رزق کاٹ دیتا ہے جو لوگ قرآن و حدیث کے علاوہ فیصلے کرنے لگتے ہیں اُن میں خون ریزی پھیل جاتی ہے۔ جو قوم عہد و پیمان شکن بن جاتی ہے، اُن پر اُن کا دشمن غالب آجاتا ہے۔"

مسلمانو! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح تمہیں ہمیں سمجھا گئے۔ پھر بھی اگر ہم نہ سمجھیں اور خدا رسولؐ کی محبت سے خالی ہو جائیں، احکامِ خدا کی عزت نہ کریں تو بلاشک و شبہ ہمیں دونوں جہان کے خسارے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے اور دونوں جہان کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ٥ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات خطبے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ٥ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ٥ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا ٥ وَ

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کو سزاوار ہیں جس نے آسمان و زمین کو، اندھیروں اور نور کو پیدا کیا، انسان کو مٹی سے بنایا، پھر اجل کا ایک وقت مقرر فرمایا۔ دوسرا معین وقت اللہ کے نزدیک ہے، پھر بھی تم شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہو۔ وہی معبود برحق ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں بھی۔ وہ تمہاری

اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ○ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ○

سب پوشیدگیاں اور ظاہرداریاں بخوبی جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بھی باعلم وباخبر ہے۔

(۱۲۱) میں نے آپ کو اس سے پہلے کے خطبہ میں کبیرہ گناہوں کی مذمّت اور اُن کی سزائیں سنائی ہیں۔ اسی کے متعلق مزید سُنئے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں ریشم کا کپڑا لیا۔ اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا، اور میں نے آپ سے سُنا کہ (منبر پر کھڑے ہوکر) آپ نے ان دونوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ دونوں چیزیں میری اُمّت کے مردوں پر حرام ہیں۔

اسی سُنت پر عمل کرکے حضرت مسلمہ بن مخلدؓ نے بھی اپنے خطبے میں یہی بیان فرمایا تھا پس مرد ہوکر ریشم پہننا؛ مرد ہوکر سونا پہننا حرام ہے۔ اس سے بھی بچو۔ جہاں آپ ان گناہوں کے کاموں کو چھوڑیں وہاں ان نیک کاموں پر عمل کیجئے۔

(۱۲۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَوَّلَ مَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ فَكُنْتُ فِيْمَنْ جَاءَهٗ فَلَمَّا تَاَمَّلْتُ وَجْهَهٗ وَاسْتَثْبَتُّهٗ عَلِمْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ قَالَ وَكَانَ اَوَّلَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهٖ اَنْ قَالَ۔ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ○ (رواہ الترمذی)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لاتے ہی لوگ آپ کی زیارت کے لئے چل پڑے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ رئیس یہود مدینہ فرماتے ہیں میں بھی آیا۔ پہلی ہی نگاہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منوّر چہرے پر میں نے ڈالی تو میں سمجھ گیا کہ یہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نہیں۔ جوں جوں میں نے غور کیا میں اپنے اس فیصلے پر مطمئن ہوتا گیا۔ (اس وقت حضورؐ خطبہ پڑھ رہے تھے) تو میں نے سب سے پہلے آپ کی زبانی جو الفاظ سُنے وہ یہ تھے کہ ”اے لوگو! سلام پھیلاؤ آپس میں ایک دوسرے سے ملو تو سلام کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔ اور راتوں کو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تم شب بیداری کرو تہجد پڑھو۔ ان کاموں کی وجہ سے تم سلامتی کے ساتھ سلامتی کے گھر جنّت میں پہونچ جاؤ گے۔“

(۱۲۳) رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

یعنی مسجد خیف میں ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سُنایا

قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِ الْخَیْفِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَذَکَرَہٗ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ مَنْ کَانَتِ الدُّنْیَا ھَمَّہٗ فَرَّقَ اللّٰہُ شَمْلَہٗ وَجَعَلَ فَقْرَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَلَمْ یُؤْتِہٖ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَا کُتِبَ لَہٗ۔

(ترغیب ترھیب للمنذری)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی پوری پوری اور بھرپور تعریفوں کے بعد فرمایا جس شخص کی تمامتر کوشش کا مدّعا اور مقصد صرف دنیا ہی دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے حال کو پراگندہ کر دیگا۔ اُسے اطمینان کبھی نصیب نہ ہوگا۔ ساتھ ہی اس کا فقر و فاقہ اسکی پیشانی پر لکھدیا جائے گا گو لکھیتی نبجائے لیکن بخل اور جمع دُنیا کا چسکا اُسے محتاج اور فقیر کی طرح ہی رکھیگا) پھر یہ بھی نہیں کہ دُنیا اُسکی خواہش کے مطابق مل ہی جائے بلکہ دُنیا اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں پہلے سے لکھی جا چکی ہے۔"

پس طلبِ دنیا میں اتنے منہمک نہ ہو جاؤ کہ آخرت سے دھیان ہٹ جائے حلال حرام کی تمیز اُٹھ جائے یہ بھی اکبر الکبائر گناہ ہے۔ تجارت عمدہ چیز ہے۔ طلب دنیا کوئی حرام چیز نہیں بشرطیکہ انسان اللہ کے احکام کا لحاظ رکھے رب سے ڈرتا رہے پاکیزگی بھلائی اور خیر خیرات بھی کرے۔ احکام شرع کا پابند رہے۔

(۱۲۴) عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّہٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَرَأَی النَّاسَ یَتَبَایَعُوْنَ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ۔ فَاسْتَجَابُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفَعُوْٓا اَعْنَاقَھُمْ وَاَبْصَارَھُمْ اِلَیْہِ فَقَالَ۔ اِنَّ التُّجَّارَ یُبْعَثُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فُجَّارًا۔ اِلَّا مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ وَبَرَّ وَصَدَقَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

یعنی حضرت رفاعہؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا۔ آپ میدان عیدگاہ میں گئے۔ لوگوں کو خرید و فروخت میں مشغول دیکھکر کھڑے ہوگئے اور باآواز بلند فرمایا اے تاجرو! اے جماعتِ تجّار! وہ سب کے سب اپنے کام کاج چھوڑ کر آپکی طرف متوجہ ہو گئے گردنیں اُٹھالیں اور آنکھیں آپکے چہرے مُبارک پر جمادیں۔ اسوقت آپنے فرمایا۔ سُنو کل کے کل تاجر بیوپاری قیامت کے دن فاسق و فاجروں میں اُٹھائے جائیں گے بجز اُنکے جو اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پاکیزگی اور خوش معاملگی کریں اور سچ بولا کریں۔

پس آپ حضرات قسموں سے بچیں جھوٹ سے بچیں۔ بُری چیز کو اچھی کہنے سے بچیں۔ ناپ تول کی کمی سے بچیں دوسرے کی اچھی چیز کو بُری نہ کہیں، اپنی بُری چیز کو اچھی نہ کہیں سختی نہ کریں سُنو! حضور کا ایک اور خطبہ سُنو!

(۱۲۵) عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ اِلَیْنَا وَکُنَّا تُجَّارًا وَکَانَ

یعنی ہم تاجروں کے پاس اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عموماً تشریف لایا کرتے اور ہمیں یہ وعظ فرمایا کرتے کہ اے تاجرو! جھوٹ سے بچو۔ جھوٹ ہرگز نہ بولو۔" (مسند ترغیب وغیرہ)

يَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ ٥

ایک حدیث میں ہے کہ گو جھوٹ سے مال بک جائے لیکن برکت گھٹ جائے گی۔ پس آپ تجارت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکتیں دے۔ مگر صداقت و امانت کے ساتھ، سُنئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)۔ یعنی صداقت اور امانت والا تاجر قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپکو حضورؐ کا ایک اور خطبہ بھی سُنا دوں تاکہ تجارت کے اس عظیم الشان گناہ سے لوگ رُکیں۔

(۱۲۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَمْرَ الرِّبٰوا وَعَظَّمَ شَانَهٗ وَقَالَ اِنَّ الدِّرْهَمَ يُصِيْبُهُ الرَّجُلُ مِنَ الرِّبَا اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ فِي الْخَطِيْئَةِ مِنْ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ زِنْيَةٍ يَزْنِيْهَا الرَّجُلُ۔ وَاِنَّ اَرْبَى الرِّبٰوا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ (رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ ذَمِّ الْغِيْبَةِ)

یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ سُنایا جس میں سود کا ذکر کر کے اس کے گناہ کو بہت بڑا عظیم الشان گناہ بتلایا پھر فرمایا سنو! سود کا ایک درہم حاصل کرنا چھتیس مرتبہ کی زناکاری سے بڑھ کر گناہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی سُن رکھو کہ سب سے بڑا سود خوار وہ ہے جو کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔

مسلمانو! کسی اور کا کلام ہوتا تو دلیلیں لاکر اُسے مُدلّل کرنا پڑتا یہ تو کلام ہی اسکا ہے جسکی زبان دلیل ہے جس زبان سے صرف کلامِ خُدا ہی ادا ہوتا تھا۔ پس آپ اس اہمیت کو خیال میں رکھیں سودی لین دین سے احتراز کریں۔ ترغیب ترہیب میں ایک حدیث ہے۔ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے ساٹھ برس تک اللہ کی عبادت تنہائی میں کی تھی۔ ایک دن بارش ہوئی اس کے دل میں خیال آیا کہ آج اپنے حجرے سے باہر نکلوں۔ قدرتِ خدا کا تماشا دیکھوں اور اللہ کی حمد و ثنا زیادہ کروں۔ چنانچہ وہ حجرے سے باہر آیا۔ وہیں ایک عورت اُسے مل گئی اُس سے بات چیت کرنے لگا۔ اسی میں شیطان نے غفلت کھلادی اور اس سے بدکاری کر بیٹھا۔ جب فارغ ہوا تو سخت نادم ہوا۔ توبہ کرنے لگا۔ گھبرانے لگا کہ اب کیا ہوگا؟ دوڑ کر پاس کے ایک جوہڑ میں نہانے کو اُتر گیا۔ اپنے ساتھ جو دو روٹیاں تھیں انھیں کنارے پر رکھدیں۔ یہ نہا رہا ہے جو ایک سائل آیا۔ اور اس سے راہِ للہ کچھ طلب کیا اُس نے ان روٹیوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ لے جاؤ۔ نہا کر نکلا ہی تھا کہ موت آگئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسکی ساٹھ سال کی عبادتیں نیکی کے پلڑے میں رکھی گئیں اور ایک زناکاری کا گناہ بدی کے پلڑے

میں رکھا گیا۔ لیکن گناہ کا بوجھ بڑھ گیا۔ اب اس کی آخری خیرات کام آگئی اور وہ جو دو ایک روٹیاں اس نے خدا کے نام پر دی تھیں وہ جب اس کی نیکیوں کے ترازو میں ڈالدی گئیں تو اس کی بخشش ہوگئی۔ آپ نے دیکھا کہ ایک زنا کا وبال اس قدر زیادہ ہے پھر ایک چونی سود کی چھتیس زنا کاریوں سے بڑھ کر ہے پھر کیا حال ہوگا اُن کا جو ہزار ہا کے لین دین سودی کر رہے ہیں۔ اللہ سے ڈرو، دُنیا نہ کسی کے پاس رہی ہے نہ تمھارے پاس رہے گی۔ یہ چڑھتی ڈھلتی چھاؤں ہے۔ ساری دنیا بھی اگر جمع کرلو تو کیا ہے؟ تمھارا حصہ وہی ہے جو تم نے کھا پی لیا پہن لیا اوڑھ لیا، سو جو کھایا پیا پیشاب پاخانہ بنا۔ جو پہنا اوڑھا، گل سڑ گیا۔ آخر دس گز کفن میں لپیٹ کر دو گز کے گڑھے میں لوگ ڈال دیں گے۔ پس دنیا کے پیچھے اپنی آخرت کو آگ نہ لگاؤ، اور ہاں اے لوگو جو سود سے بچتے ہو تم اپنے دل میں یہ کہکر خوش نہ ہونا کہ صاحب ہم تو اس علّت سے دور ہیں۔ اے جناب ہاتھ نہ پہنچا تو کہدیا کہ انگور کھٹے ہیں ورنہ اگر تمھاری تجارتیں بھی پھیلی ہوئی ہوتیں، تمھارے کاروبار بھی دُمدار ہوتے تو پھر دیکھتے کہ کتنے پانی میں ہو؟ آہ! ہم گو اس سودی لعنت سے بچ گئے لیکن کیا یہ سچ نہیں؟ کہ چلتے پھرتے مسلمانوں کی پگڑیاں اچھالتے رہتے ہیں نہ ہماری زبان سے کوئی بچے نہ ہمارے ہاتھوں سے کسی کو امن۔ بات بات پر ایک مسلمان کی آبرو ریزی ہمارا ہتھکنڈہ بنا ہوا ہے۔ ہم سے ماں باپ نالاں ہم سے قرابت دار پریشاں ہم سے اہل محلہ گھبریاں ہم سے پاس پڑوس بریاں۔ پھر فرمائیے ہم نے کیا کمال کیا؟ آپ ابھی تو سُن آئے ہیں کہ سب سے بڑی سود خواری کسی مسلمان کی عزت پاشی ہے۔ پس بھائیو! کلمہ گو کی عزت اپنی عزت سمجھو۔ کلمہ گو کی ذلّت اپنی ذلّت سمجھو مل بیٹھو۔ سنبھل جاؤ، اللہ کے رسولؐ کے خطبوں کی عزّت کرو۔ اللہ تمھاری عزّت کرے۔ آمین۔

(۱۲۷) عَنْ سُمَرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَاهُنَا اَحَدٌ مِّنْ بَنِيْ فُلَانٍ؟ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ۔ ثُمَّ قَالَ هَاهُنَا اَحَدٌ مِّنْ بَنِيْ فُلَانٍ؟ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ بَنِيْ فُلَانٍ؟ فَقَامَ رَجُلٌ۔ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُجِيْبَنِيْ فِي الْمَرَّتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ؟ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُنَوِّهْ بِكُمْ اِلَّا خَيْرًا اِنَّ صَاحِبَكُمْ مَاْسُوْرٌ بِدَيْنِهٖ۔ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ اَدّٰى عَنْهُ حَتّٰى مَا اَحَدٌ يَّطْلُبُهُ

یعنی حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مرتبہ خطبہ سُنایا جس میں فرمانے لگے یہاں فلاں قبیلے کا کوئی شخص ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر دریافت فرمایا۔ پھر سب خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ سوال کیا یہاں فلاں قبیلے میں سے کوئی شخص ہے؟ اب ایک صاحب بولے کہ یا رسول اللہ میں موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر دو بار تم نے کیوں جواب نہ دیا؟ میں کوئی بُری بات تمھیں پہنچانے والا نہ تھا سُنو! تم میں سے فلاں صاحب جن کے ذمّے کچھ قرض تھا اور وہ انتقال کر گئے تھے میں نے انھیں دیکھا کہ جنت کے دروازے پر روک دیئے گئے ہیں اب اگر تم چاہو تو وہ رقم ادا کر کے اپنے

بِشَیْءٍ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاكِمُ) اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ حُبِسَ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ بِدَيْنٍ كَانَ عَلَيْهِ زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ فَاِنْ شِئْتُمْ فَافْدُوْهُ وَاِنْ شِئْتُمْ فَاَسْلِمُوْهُ اِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ عَلَيَّ دَيْنُهٗ فَقَضَاهُ"

والے کو چھڑا لو اور اگر چاہو تو یونہی قیدی رہنے دو۔ یہ سُنکر ایک صحابی رضؓ نے کہا یا رسول اللہ اُس کا قرض میرے ذمّے اور اسی وقت ادا کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا میں اب دیکھ رہا ہوں کہ تمام طالبِ حق اس کے پاس سے ہٹ گئے سب کو ان کا حق مل گیا اب کوئی باقی نہیں رہا۔ جو اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہو۔"

برادرانِ ایمان سے بتلاؤ ہم میں سے کوئی ہے؟ جو کسی ادنیٰ درجے کے صحابیؓ کی نیکیوں کا مقابلہ کر سکے؟ لیکن تاہم کچھ قرضہ جو باقی رہ گیا تھا اس کی وجہ سے وہ پکڑ لئے گئے۔ آج ہم جو ہزاروں کے حقوق مارے بیٹھے ہیں بے فکر کیوں ہیں؟ کیا ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے؟ کہ ہمارے یہ روزے نماز کافی ہیں؟ ہماری توحید و سنّت کا دعویٰ سب کچھ ہے۔ اللہ سے ڈرو اور خیال کرو کہ اُن پاکباز صحابہؓ پر بھی جنت کے دروازے بند ہو گئے یہ قید کر لئے گئے اس بنا پر کہ کسی کے دو چار درہم کا قرض اُن کے ذمّے رہ گیا تھا۔ پھر ہمارا کیا حال ہو گا کہ کسی کا ورثہ دبا بیٹھے ہیں کسی یتیم کا مال کھا گئے ہیں۔ کسی کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ کسی کا مال لے کر مُکر گئے ہیں۔ گھر بھر کر دیوالے پیٹے ہیں۔ امانت لے کر انکار کر دیا ہے، قرض لے کر ادا نہیں کیا۔ اُٹھو حقداروں کا حق اس سے پہلے ادا کر دو کہ آنکھیں بند ہوں اور یہ دُنیا چھوٹ جائے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۝ اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ۝ يَا غَافِرَ الذَّنْبِ وَالْخَطِيْئَاتِ تَقَبَّلْ مِنَّا الْحَسَنَاتِ ۝ وَتَجَاوَزْ عَنَّا مِنَ السَّيِّئَاتِ ۝ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَعْلٰى وَاَزْكٰى وَاَعَزُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گیارہویں جمعہ کا پہلا خطبہ جسمیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستّرہ خطبے ہیں

(۱۲۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ اَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۝ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ

حاضرین کرام۔ ہم سب محتاج ہیں اور اللہ غنی اور بے نیاز ہے۔ ہم سب اس سے مدد کے طلبگار ہیں اور وہ ہر ایک بیکس کا مددگار ہے۔ ہم سب گنہگار ہیں اور وہ آمرزگار ہے۔ پروردگار تو ہمیں

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ
لَهٗ ٥ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥
اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ
السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
رَشَدَ ٥ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّهٗ
لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ ٥ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد وغیرہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ٥ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ
وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ
وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ
وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ
وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ٥ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا
مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ٥

(۱۲۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ
اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ
وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ وَاسْتَوْصُوْا

گمراہی سے بچا۔ اور راہ راست دکھا۔ الٰہی اپنی کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت پر ہمیں چلا۔ اور اُن کی نافرمانی سے نفرت عطا فرما۔ ہم بیکسوں کی مدد فرما تو مستعان ہے۔

سُورۂ احزاب کی جن چند آیتوں کی تلاوت آپ کے سامنے اس وقت کی گئی ہے۔ ان میں رحمان ورحیم خدا نے مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ ارشاد ہے۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے دبتے رہنے والے مرد اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی دبتی رہنے والی عورتیں، خیرات سخاوت کرنے والے مرد اور خیرات سخاوت کرنے والی عورتیں۔ روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، بدکاریوں سے بچنے والے مرد اور بدکاریوں سے بچنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والی عورتیں۔ ان سب کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے زبردست مغفرت اور بخشش اور بہت بڑے اجر وثواب تیار کر رکھے ہیں۔ اللہ رب العزت کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ نہ مردوں کو بھولا نہ عورتوں کو۔

یعنی حجۃ الوداع میں اللہ کے رسولؐ خطبہ پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بہت بہت حمد وثنا بیان فرماتے ہیں، لوگوں کو پند ونصیحت کرتے ہیں پورا وعظ بیان فرماتے ہیں، پھر فرماتے ہیں۔ لوگو! اپنی عورتوں کے ساتھ بھلے برتاؤ کرو۔ لوگو! یہ بیچاریاں

بِالنِّسَآءِ خَيْرًا ٥ فَاِنَّمَاهُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ ٥ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَالِكَ ٥ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ٥ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ ٥ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ ٥ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ٥ اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ حَقًّا وَّلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا ٥ فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَّنْ تَكْرَهُوْنَ ٥ وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالتِّرْمِذِيُّ)

تو تمھاری قیدی ہیں۔ بطور قیدیوں کے تمھارے ہاتھوں میں ہیں۔ تم ان سے اپنی خدمتیں اچھائی سے لو، اس کے سوا تمھیں ان پر کوئی اختیار نہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ یہ کوئی کھلی بیحیائی کریں۔ اگر ایسا کریں تو تمھیں حق ہے کہ انھیں اپنے بستروں سے الگ کر دو۔ ضرورت دیکھو تو ذراسی گوشمالی بھی کر دو۔ مگر یہ نہیں کہ ہڈی پسلی توڑ دو، زخمی کر کے رکھدو پھر اگر وہ فرمانبرداری میں لگ جائیں تو اور کوئی راہ نہ تلاش کرو۔ سُنو! بیشک تمھارے اُن پر بڑے حقوق ہیں لیکن اسی طرح اُن کے بھی بڑے حقوق تم پر بھی ہیں۔ تمھارا حق اُن پر یہ ہے کہ تمھارے بستر پر اُن سے نہ کچلوائیں جنھیں تم ناپسند رکھتے ہو۔ نہ تمھارے گھروں میں آنے کی انھیں اجازت دیں جن سے تم ناخوش ہو، ہاں اُنکے حق تم پر یہ ہیں کہ تم عمدگی کے ساتھ انھیں کھلاؤ پلاؤ اور پہناؤ اُڑھاؤ۔"

(۱۳۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ عورتوں کے بارے میں اور بھی سُن لو۔

رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا وَافِدَةُ النِّسَاءِ اِلَيْكَ هٰذَا الْجِهَادُ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى الرِّجَالِ۔ فَاِنْ يُّصِيْبُوْا اُجِرُوْا وَاِنْ قُتِلُوْا كَانُوْا اَحْيَاءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ٥ وَنَحْنُ مَعْشَرَ النِّسَاءِ نَقُوْمُ عَلَيْهِمْ فَمَا لَنَا مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْلِغِيْ مَنْ لَقِيْتِ مِنَ النِّسَاءِ اَنَّ طَاعَةَ الزَّوْجِ - وَ

یعنی جناب رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور میں تمام عورتوں کی طرف سے قاصد بن کر آپکی خدمت میں بھیجی گئی ہوں۔ اُن سب کی طرف سے میرا آپ سے سوال ہے کہ مردوں پر تو خدا نے یہ مہربانی فرمائی کہ اُنکے لئے جہاد مقرر کر دیا۔ اگر غالب آئے تو اجر و ثواب ملا اور دنیوی مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ اور اگر ہار گئے مارے گئے تو شہادت کا بہت بڑا درجہ نصیب ہوا۔ رب کے پاس زندہ رہے اور روزیاں کھاتے رہے۔ ہم عورتیں بھی تو آخر انھیں کی خدمت

اِعْتِرَافًا مِّحَقِّهٖ يَعْدِلُ ذٰلِكَ وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ تَفْعَلُهٗ. (رَوَاهُ الْبَزَّارُ)

میں رہتی ہیں۔ کیا ہم اس درجۂ جہاد سے محروم ہی رہیں گی؟ تو آپ نے فرمایا جاؤ جو عورت بھی تم سے ملے۔ میرا یہ پیغام اُن تک پہنچا دو کہ عورتوں کا جہاد یہی ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کریں اور اُن کے حق کا اقرار کریں لیکن افسوس ایسا کرنے والی عورتیں تم عورتوں میں بہت کم ہیں۔"

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عورتوں کی طرف سے بطور ایلچی کے آنے والی اس عورت نے یہ بھی کہا تھا کہ حضور اللہ تعالیٰ مردوں عورتوں سب کا معبود ہے آپ مردوں عورتوں سب کی طرف رسولؐ بنکر آئے ہیں۔ مردوں پر تو یہ کرم کہ جہاد جیسے ہر طرح بہتر سے بہتر عمل اُن کے لئے موجود اور عورتیں اس سے محروم؟ آپنے فرمایا عورتوں کا جہاد یہی ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کے حقوق کو پہچانیں اور اُن کی اطاعت میں لگی رہیں۔

(۱۳۱) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. لَا تُنْفِقُ امْرَاَةٌ شَيْئًا مِّنْ بَيْتِ زَوْجِهَا. قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الطَّعَامُ؟ قَالَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا

یعنی اللہ کے رسول سلام علیہ نے حجۃ الوداع کے اپنے خطبے میں فرمایا عورت اپنے خاوند کے گھر کی کوئی چیز کسی کو نہ دے۔ تو آپ سے سوال کیا گیا کہ کھانے پینے کی چیز بھی بے اجازت نہیں دے سکتی؟ آپ نے فرمایا کھانا دانا تو سب سے بہتر مال ہے۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۱۳۲) فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنْكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ. فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اَوِ اثْنَانِ

یعنی انصار کی عورتوں میں حضورؐ کا وعظ ہوا اس میں آپ نے فرمایا تم میں سے جس کے تین بچے مرگئے ہوں اور وہ صبر و سہارے اللہ کی نعمتوں کے وعدے پر یقین کئے ہوئے ہو، وہ یقیناً جنتی ہے۔ یہ سُنکر اُن عورتوں میں سے ایک نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ اگر دو ہی مرے ہوں اور اس نے صبر کے ساتھ اللہ سے ثواب ملنے کی اُمید پر جزع فزع نہ کی ہو تو؟ آپ نے فرمایا دو پر بھی یہی اجر ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

(۱۳۳) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَّاْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا

یعنی ایک عورت نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ آپ کی حدیثیں تو گویا مردوں ہی کے حصّے میں آگئیں۔ آپ کوئی دن مقرر کر دیجئے کہ ہم حاضر خدمت ہوں اور آپ کو جو خدا نے سکھایا ہے وہ آپ ہمیں سکھائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا فلاں دن فلاں جگہ

مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ. قَالَ اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ إِلَّا كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاثْنَيْنِ

جمع ہوا کرنا۔ چنانچہ وہ جمع ہوئیں آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے اور جو خدا نے آپ کو سکھایا تھا، آپ نے اس میں سے انھیں بھی سکھایا پھر فرمایا سنو! تم میں سے جس کسی عورت کے تین بچے مرجائیں وہ اس کے لئے جہنم کی آڑ بن جائیں گے کسی بیوی صاحبہؓ نے سوال کیا کہ اگر دو ہی مرے ہوں تو ؟ آپ نے فرمایا ہاں دو بھی"

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَغَيْرُهُمَا)

بلکہ مسند احمد اور طبرانی وغیرہ کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ماں باپ دونوں اس صبر وطلبِ ثواب کی وجہ سے مستحق جنت ہو جائیں گے۔ بلکہ جب لوگوں نے پوچھا اگر ایک ہی مرا ہو تو آپ نے یہی ایک کے لئے بھی فرمایا۔ بلکہ فرمایا کچا گرا ہوا بچہ بھی اپنی نال کے ذریعہ تھام کر اپنی ماں کو جنت میں لیجائے گا۔

(۱۳۴) رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا قَالَتْ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ. فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتّٰى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ وَتَبَخْتَرُوا فِي الْمَسَاجِدِ۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ مزینہ کی ایک عورت بنی سنوری ہوئی اپنی زینت اور بناؤ چناؤ کے ساتھ مسجد میں آئی۔ اسی وقت آپ نے تمام حاضرین کو خطاب کرکے فرمایا۔ لوگو اپنی عورتوں کو زینت دار بھڑکیلے لباس پہن کر مسجد میں بن سنور کر آنے سے ممانعت کردو بنی اسرائیل پر اسی وقت لعنت نازل ہوئی۔ جب اُنکی عورتیں زینت اور بناؤ سنگھار کرکے مسجدوں میں آنے لگیں۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

(۱۳۵) رُوِيَ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ بَيْنَ صَفِّ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَقَالَ. يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ إِذَا سَمِعْتُمْ أَذَانَ هٰذَا الْحَبَشِيِّ وَإِقَامَتَهُ فَقُلْنَ كَمَا

یعنی مردوں عورتوں کی صفوں کے درمیان کھڑے ہوکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو! جب تم اس حبشی کی اذان و تکبیر سنو تو جس طرح یہ کہتا ہے، تم بھی کہا کرو تو تمھیں ایک ایک حرف کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں

يَقُوْلُ. فَاِنَّ لَكُنَّ بِكُلِّ حَرْفٍ اَلْفُ اَلْفِ دَرَجَةٍ۔ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لِلنِّسَآءِ فَمَا لِلرِّجَالِ؟ قَالَ ضِعْفَانِ يَا عُمَرُؓ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَفِيْهِ نَكَارَةٌ)

ملیں گی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ ہوا اجر عورتوں کا مردوں کو کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا اے عمرؓ اس سے دُگنا۔

پس اذان و تکبیر کا جواب مرد و عورت سب کو دینا چاہیئے۔ جس طرح مؤذّن کہے اسی طرح یہ بھی کہے ہاں جب حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ سُنے تو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ سُنے تو اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا کہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۳۶) عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ اَلَا لَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا (اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

یعنی فتح مکہ والے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی عورت کو کوئی عطیہ بخشش تحفہ ہدیہ اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر دینا جائز نہیں ہے۔

(۱۳۷) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ اَمْرٌ فِيْ مَالِهَا اِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ "حُسْنِ الْاُسْوَةِ" لِلنَّوَّابِ صِدِّيْق حَسَنْ خَان رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى)

یعنی فتح مکہ کے خطبے میں حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کسی عورت کو اپنے ذاتی مال میں بھی کسی بات کا اختیار نہیں کیونکہ خود اس کی اپنی عصمت کا مالک بھی اس کا خاوند ہے۔

(۱۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَذَكَرَ النِّسَاءَ وَوَعَظَ بِهِنَّ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَأَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا اٰخِرَ يَوْمِهٖ۔ (اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَالتِّرْمِذِيُّ)

یعنی حضورؐ نے اپنے ایک خطبے میں عورتوں کا ذکر کیا انہیں نصیحتیں کیں پھر فرمایا کہ مردو! یہ کیا ہے؟ کہ تم میں سے بعض اپنی بیویوں کو اس طرح مار پیٹ کرنے لگتا ہو جیسے کوئی اپنے غلام کو مارتا ہو۔ بہت ممکن ہے کہ اسی شام کو اسی کیساتھ لیٹے "یعنی جب میل ملاپ اسقدر قریب ہو پھر یہ کسقدر بیوقوفی ہو کہ غصّے کے وقت بے مروّت بنکر لونڈی غلام کا سلوک کرنے لگے۔

(۱۳۹) عَنْ يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَ

یعنی ہجرت کرکے جو عورتیں مدینہ آئی تھیں ان میں سے ایک بیوی صاحبہ کا نام یسیرہؓ تھا۔ آپ فرماتی ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عورتو! سُبحان اللہ

وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُّسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتُنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ)

اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کو لازم پکڑ لو۔ ان کا ورد و وظیفہ کیا کرو اور بکثرت انھیں پڑھتی رہو اور اپنی انگلیوں کی پوریوں پر اُن کی گنتی کیا کرو۔ اسلئے کہ ان سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا اور انھیں جواب دینے کے لئے زبان عطا فرمائی جائے گی۔ دیکھو اے عورتو! اِن کلمات کے پڑھنے میں ہرگز غفلت نہ کرنا ورنہ اللہ کی رحمت سے بُھلادی جاؤگی۔"

(۱۴۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشَهِدْتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ؟ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ کیا آپ نے بھی حضور کے ساتھ نماز عید پڑھی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں حضور اپنے مکان سے نکلے عیدگاہ آئے نماز عید پڑھی پھر خطبہ ارشاد فرمایا نہ اذان ہوئی نہ تکبیر۔ پھر آپ عورتوں کے پاس آئے انھیں وعظ سنایا نصیحتیں کیں اور خیرات کرنے کا حکم دیا۔ میں نے خود دیکھا کہ عورتیں اپنے کانوں کے اور گلے کے زیور اُتار اُتار کر حضرت بلالؓ کو دینے لگیں پھر آپ مع حضرت بلالؓ کے مکان پر واپس تشریف لے گئے۔ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ العیدین)

(۱۴۱) عَنْ جَابِرٍ قَالَ شَهِدْتُّ الصَّلٰوةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَامَ مُتَّكِئًا عَلٰى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهٖ۔ وَمَضٰى اِلَى النِّسَآءِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ۔ فَاَمَرَهُنَّ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عید کی نماز میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ آپ نے نہ اذان کہلوائی نہ تکبیر۔ پہلے نماز عید پڑھی پھر خطبہ پڑھا۔ حضرت بلال کے کھوے پر ٹیک لگائے ہوئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور خوب کی پھر مردوں کو وعظ سنایا۔ انھیں نصیحتیں کیں اور خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری کی رغبتیں دلائیں پھر عورتوں کے مجمع کے پاس آئے۔ حضرت بلالؓ آپکے ہمراہ

بِتَقْوَى اللهِ ـ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ۔
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

تھے۔ انھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا حکم فرمایا۔ بہت کچھ وعظ کہا اور بڑی بڑی نصیحتیں اُن عورتوں کو بھی کیں فَصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔

(۱۴۲) عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَإِذَا صَلَّى صَلٰوتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ۔ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ۔ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ الخ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بقر عید اور میٹھی عید میں یہی تھا کہ گھر سے نکل کر عیدگاہ پہنچکر سب سے پہلے دوگانہ ادا فرماتے۔ پھر لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے اور حضورؐ اُن کی طرف منہ کرکے خطبے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اگر کسی لشکر کو بھیجنا ہوتا تو اس کا ذکر لوگوں سے کرتے۔ اور کوئی کام ہوتا تو اس کا حکم فرماتے اور صدقہ خیرات کا لوگوں کو بار بار تاکیدی حکم فرماتے کہ صدقہ کرو خیرات کرو راہِ للّٰہ اپنا مال خرچ کرو۔ زیادہ سے زیادہ راہِ للّٰہ اپنا مال عموماً عورتیں دیا کرتیں، پھر آپ واپس تشریف لیجاتے"

(۱۴۳) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَغَيْرِهِ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ۔ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ أَفْظَعَ۔ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ۔ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللهِ؟ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ۔

جس دن سورج گہن ہوا۔ حضورؐ نے جماعت کرا کر نماز پڑھائی۔ نماز کی کیفیت بیان کرکے پھر راویؓ فرماتے ہیں کہ اُن رکعتوں کا سلام آپ نے اسوقت پھیرا جبکہ سورج گہن سے نکل چکا تھا۔ ازاں بعد آپنے خطبہ پڑھا۔ جسمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر جو مطوّل بیان فرمایا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ میں نے جہنم کو اسی نماز میں اسی دیوار کے پیچھے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں نے عمر بھر میں اتنا خوفناک خطرناک اور گھبرا دینے والا کوئی منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں زیادہ تر عورتیں جل جُھلس رہی ہیں۔ اسپر لوگوں نے پوچھا حضورؐ اس کی کیا وجہ؟ آپنے فرمایا یہ انکی ناشکری کی بنا پر ہے صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا خدا کی ناشکری اور اس کا کفر کرنے سے؟

وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ۔ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ۔ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمایا خاوندوں کی ناشکری اور بے قدری کرنے سے یہ ناسپاسی ان میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اگر تم اُن کیساتھ عمر بھر احسان وسلوک کرتے رہو، لیکن ایک مرتبہ بھی اگر ذرا سی بے رُخی ہوئی، کوئی بات دیکھی کہ جھٹ سے کہہ بیٹھیں کہ میں نے تو کبھی اس گھر میں کوئی سُکھ نہیں دیکھا کہ مجھ سے تو تو نے کبھی کوئی سلوک کیا ہی نہیں۔

(۱۴۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ اِمْرَأَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جسطرح آقا اپنے غلام کو مارتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے اسی دن کے آخری وقت اس سے مجامعت کرے"۔ یعنی اس افراط تفریط سے بچو کہ جس سے اس قدر میل جول ہے اُسے اسطرح مارو پیٹو۔ اس وعظ کے بعد آپ نے پھر اپنے وعظ میں فرمایا کہ" ایسا بھی نہ کرو کہ کسی کی ہوا نکل جائے تو تم ہنسنے لگو۔ کیونکہ یہ تو سب کے ساتھ ہے"۔

میری بہنو! اللہ تعالیٰ تمہاری مرادیں پوری کرے، تمہیں تمہارے گھروں میں خوش رکھے۔ تم پر وہ مالک الملک مہربان رہے تم نے ابتک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ کے خُطبے سُنے اور بہت سُنے۔ اللہ تعالیٰ ان پر عمل کرنیکی توفیق بخشے۔ آؤ میں تمہیں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مہربانی بھرا پیغام بھی پہنچا دوں جس پر عمل آسان اور ثواب اتنا بڑا کہ اللہ کے رسولؐ تمہیں جنت میں پہنچانے کے ضامن ہیں۔ سُنو۔ حضور فرماتے ہیں۔ اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ)، یعنی جو عورت پانچوں وقت کی نماز برابر ادا کرتی رہے اور رمضان شریف کے روزے برابر رکھتی رہے اور اپنے آپ کو بُرائیوں اور بدکاریوں سے محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری میں لگی رہی تو اُسے قیامت کے دن کہدیا جائیگا کہ جنت کے آٹھوں دروازے تیرے لئے کھُلے ہوئے ہیں۔ جس دروازے سے چاہ چلی جا"۔ پس اے معزز بہنو! اسلام، ایمان، فرمانبرداری خدا اور رسولؐ، سچائی، صبر، تقویٰ، خداوندی خیرات، صدقات، روزے نماز، پاکدامنی، ذکر اللہ کی محافظت کرو۔ بُرائیوں سے، بدکاریوں سے، اپنے خاوندوں کا خلاف کرنے سے، انھیں ناراض رکھنے سے، اُن کی نافرمانی کرنے سے، ہائے واویلا کرنے سے ناشکری اور بے صبری کرنے سے، خاوندوں کے مال کو بیدردی

کے ساتھ ضائع کرنے سے بچو۔ مُردہ اولاد پر صبر کرو اور طلب ثواب کرو۔ زندہ اولاد پر محبت رکھو اور انھیں دینِ خُدا سکھاؤ، اللہ رسولؐ کی باتیں سُنتی رہو، ان پر عمل کرتی رہو، اپنے خاوندوں ہی کو اپنا بناؤ سنگھار دکھا کر خوش کرو اور دل سے اپنا چہرہ اور اپنی زینت چھپاؤ۔ اذان تکبیر اگر سنو تو جواب دیا کرو۔ خاوندوں کی بلامرضی کسی کو کچھ نہ دو، اپنی انگلیوں پر اللہ کا نام جپتی رہو۔ صدقہ خیرات کرتی رہو۔ اللہ سے ڈرتی رہو۔ خاوندوں کی ناشکری اور احسان فراموشی نہ کرو۔ جس حال میں خدا رکھے اس کا شکر ادا کرتی رہو، بے وجہ ہنسنا بات بات پر بگڑنا چھوڑ دو۔ خاوند اگر ناراض ہو جائے تو اُسے منالیا کرو۔ میاں بیوی کے پوشیدہ تعلقات کا ذکر نہ کرو، بیحیائی سے بچو اور قرآن وحدیث کی ماتحتی میں زندگی گذارو! اللہ تعالیٰ تمھارے ہمارے دونوں جہان سنوار دے۔ آمین۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۞ أُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۞ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۞ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۞ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

گیارہویں جمعہ کا دوسرا خطبہ جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساٹھ خطبے ہیں[۱]

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَىٰ ۞ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۞ أَمَّا بَعْدُ۔ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ ۞ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۞ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۞ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۞ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ

اللہ تعالیٰ کی تعریفوں اور اس کے نیک بندوں پر سلام کے بعد۔ شیطان مفسد راندۂ درگاہ کی سرکشی اور اس کے وسوسوں سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آکر کہتا ہوں کہ جناب باری عزوجل نے سُورۂ توبہ کی ان آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ ایماندار مرد اور ایمان والی عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار، ولی دوست اور خیر خواہ ہیں۔ نیکیوں کی تعلیم کرتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً ان پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم وکرم فرمائیگا اللہ تعالیٰ بہت بڑا زبردست اور باحکمت ہے۔

[۱] عورتوں کے متعلق بعض خطبے گذر چکے ہیں کچھ اور آئیں گے۔ خصوصاً چوبیسویں اور انتیسویں جمعہ کے خطبے میں۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ۱۲ منہ

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

ان ایماندار مردوں عورتوں سے جن کے یہ اوصاف ہوں اللہ تعالیٰ کا اٹل اور سچا وعدہ ہے کہ وہ انھیں جنتوں میں لیجائیگا۔ جن کے درختوں تلے چشمے جاری ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اُن کے رہائشی محل بہت صاف ستھرے اور نہایت اعلیٰ اور عمدہ ہوں گے جو ہمیشگی والی جنّت میں انھیں ملیں گے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اُن کے شاملِ حال ہوگی، جو ذراسی بھی ہو تو ساری نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ دراصل زبردست کامیابی بڑی خوش نصیبی اور پوری مراد ملنی یہی ہے۔

پس ہم مردوں عورتوں کو تعلیمِ خداوندی کے ماتحت یہ نیک اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔ ان آیتوں میں جہاں مردوں کا ذکر ہے وہاں عورتوں کا بھی ذکر ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کریمی ہے اور ہمارا شرف ہے کہ وہ مالک ہم سب کو مخاطب فرماتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخر وقت تک عورتوں کو بھی نہیں بھولے چنانچہ حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱۴۵) فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِی النِّسَاءِ۔ اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَاءِكُمْ حَقًّا۔ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا۔ (صحیح مسلم وطبری وابن ھشام)

اے لوگو عورتوں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو گو تمھارے ان پر بڑے حق ہیں لیکن یاد رہے کہ اُن کے بھی تم پر بڑے بڑے حق ہیں۔

(۱۴۶) ابوداؤد میں حضور کے ایک خطبہ میں یہ فرمان بھی ہے۔

اَلَا لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ اَنْ تُعْطِيَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ (ابوداؤد)

عورت کو حلال نہیں کہ اپنے خاوند کے مال میں سے کچھ بھی دے جب تک اس کی اجازت نہ ہو۔

(۱۴۷) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَاْذَنُوْنِيْ فِيْ اَنْ يُّنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِيَ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت علیؓ نے ابوجہل ملعون کی بیٹی سے باوجود فاطمہ بنت نبی صلعم کے نکاح کا مانگا بھیجا، ان لوگوں نے حضورؐ سے اجازت طلب کی تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ سُنایا جس میں فرمایا کہ بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اس کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح علیؓ سے کر دیں۔ (حالانکہ ان کے گھر میں میری بیٹی فاطمہؓ ہے) پس میں اجازت نہیں دیتا ہاں سُن لو میری اجازت نہیں۔ پھر سُنو میں ہرگز اس کا اقرار نہیں کرتا، ہاں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ علی میری صاحبزادی کو طلاق دیدیں اور اُن کی لڑکی سے

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ) وَزَادَ فِي رِوَايَةِ الزُّهْرِيِّ وَأَنَا أَخْوَفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلٰكِنْ وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَبَدًا (رَوَاهُ الْحَافِظُ بْنُ حَجَرٍ فِي فَتْحِ الْبَارِي)

(۱۴۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا. فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا أَنَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ وَلٰكِنِّي أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَّغَيْرُهُ)

نکاح کر لیں۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اس کی مصیبت میری مصیبت ہے اور اس کی ایذا میری ایذا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ یہ دوسرا نکاح میری بچی کے دین کا فتنہ نہ ہو جائے۔ میں حلال کو حرام نہیں کرتا نہ حرام کو حلال کر سکتا ہوں۔ لیکن ہاں بخدائے لایزال اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع ہوں۔ یہ تو کبھی نہ ہوگا۔"

تین شخص ازواج مطہرات کے گھروں پر آئے حضورؐ کی عبادت کا حال پوچھا۔ جب کیفیت معلوم ہوگئی تو گویا انھیں وہ عبادت کم معلوم ہوئی آپس میں کہنے لگے۔ کہاں ہم اور کہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ہمیں تو عبادتیں بہت زیادہ کرنی چاہئیں۔ اس پر ایک نے یہ عہد کیا کہ میں ساری رات تہجد گذاری میں گذار دونگا۔ دوسرے نے کہا میں عمر بھر روزے سے ہی رہوں گا۔ کسی دن ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں تو دنیا کی جھنجھٹ سے بچنے کے لئے نکاح نہ کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی یہ باتیں اور ان کے یہ ارادے پہنچ گئے اس پر آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا کیا بات ہے کہ لوگ ایسے ایسے ارادے کر لیتے ہیں؟ خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اللہ کا خوف رکھنے والا ہوں باوجود اس کے میں نفلی روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ رات کو تہجد بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں اللہ کی عبادت بھی کرتا ہوں اور جورو بچے بھی رکھتا ہوں۔ سُن لو اور یاد بھی رکھ لو کہ میری

سُنّت سے میرے طریقے سے میرے افعال سے جو روگردانی کرے اُن سے جو بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں میرا اُمتی نہیں"۔

یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ اگلی شریعتوں میں جو رہبانیت ترکِ دُنیا اور تجرد کی صوفیانہ زندگی تھی۔ اس سے ہماری شریعت پاک ہے۔ یہ عادل شریعت ایک طرف جہاں ہمیں حقِ خدا کی ادائیگی سکھاتی ہے وہاں دوسری جانب ہمارے اپنے نفس کے اور ابنائے جنس کے حق کی ادائیگی بھی سکھاتی ہے۔ اس میں یہ نہیں کہ غاروں میں پہاڑوں میں بیابانوں میں چلے جاؤ اور عبادت کے سوا کوئی شغل ہی نہ رکھو بلکہ اس میں یہ ہے اور یہی کمال ہے کہ بارش میں پھرو اور پھر دامن تر نہ کرو، بیوی بچے بھی ہوں اور دل کی مشغولی خدا کی طرف ہی ہو، دین کو سنبھالو لیکن ساتھ ہی دنیا میں دنیا والوں کے بھی کام آؤ۔ پس یاد رہے کہ بیوی بچوں خاوندوں اور بیٹے بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی بھی اعلیٰ عبادت ہے۔

ساتھ ہی میری بہنیں اور میرے بھائی اس پر بھی غور فرمالیں کہ کام خواہ کتنا ہی بہتر اور نیک کیوں نہ ہو اگر سنّت کے مطابق نہیں تو وہی بد سے بدتر ہے روزے نماز عبادتِ خدا کوئی بُری چیز نہیں لیکن جب یہ خلافِ سُنت ہوں تو ان کی وجہ سے اللہ کے رسولؐ کی بیزاری ہو جاتی ہے۔ پس یہ جو آجکل لوگ کہدیتے ہیں کہ صاحب تیجے میں کیا حرج ہے؟ اللہ کے نام کا دینا ہی ہے۔ میلاد میں کیا حرج ہے؟ ذکر اللہ ہی تو ہے۔ تعزیہ داری میں کیا حرج ہے؟ نواسۂ رسولؐ کی عزّت وعظمت کا اظہار ہی تو ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ گو کام کتنا ہی اچھا اور بالکل ہی عمدہ کیوں نہ ہوں، چونکہ سنت سے ثابت نہیں اس لئے بد سے بدتر ہے۔ ان کاموں کے کرنے والے قیامت کے دن اُمتِ رسولؐ میں شمار نہ کئے جائیں گے۔ پس بدعتوں سے بچو۔ سنت والجماعت سچے بن جاؤ۔ صحابہؓ کی جماعت کے طریق پر سُنّتِ رسولؐ پر عمل کرو، واللہ الہادی۔

(۱۴۹) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَنَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ (رَوَاهُ فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ شَرْحِ صَحِيْحِ الْبُخَارِيْ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور ہمیں متعہ سے منع فرمادیا"۔ پس متعہ ایک مقررہ وقت کے لئے نکاح کرنا حرام ہے اور اسکی حرمت ابدی ہے۔

(۱۵۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ خُطْبَةِ الْكُسُوْفِ۔ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍؐ مَا اَحَدٌ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّرٰى عَبْدَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ يَزْنِيْ۔ الخ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضورؐ نے اپنے خطبۂ کسوف میں فرمایا۔ جس طرح تم اپنے لونڈی غلام کو زناکاری کی حالت میں دیکھ لو تو غیرت آتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ خدائے تعالیٰ غیرت والا ہے۔ وہ تمھیں ہر وقت دیکھتا رہتا ہے، تم اے مرد وعورتو اس کے لونڈی غلام ہو پس خبردار اس حرام کام میں کبھی مبتلا نہ ہونا۔ ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہو جائیگا۔

(۱۵۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ۔ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ۔ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ۔ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلُ نِصْفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ بَلٰی۔ قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِھَا۔ قَالَ اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی۔ قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)

عیدفطر یا عید اضحی کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ پہنچے، نماز کے بعد مردوں میں خطبہ کہہ کر عورتوں کو خطبہ سُنانے کے لئے آئے اس خطبہ میں آپؐ نے عورتوں کو خیرات کرنے کا حکم دیا اور فرمایا۔ اے عورتو! مجھے جب دوزخ دکھلائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اس میں زیادہ تر جلنے والی عورتیں ہیں عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیوں؟ آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ تم لعن طعن بہت کرتی رہتی ہو اور اپنے خاوندوں کی ناشکری اور بے قدری کرتی ہو۔ باوجود عقل و دین ناقص رکھنے کے تم سے زیادہ میں نے کسی کو عقلمند کی عقل سوخت کرنیوالا نہیں پایا عورتوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ ہمارے عقل و دین کے نقصان کیوجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی شہادت مثل نصف شہادت مرد کے نہیں؟ انھوں نے کہا ہاں یہ تو درست ہے آپؐ نے فرمایا یہی نقصانِ عقل ہے۔ کیا حیض کے ایام میں روزے نماز وہ نہیں چھوڑتی؟ انھوں نے کہا ہاں یہ صحیح ہے فرمایا یہی اُنکا دینی نقصان ہے۔"

پس اے مرد و عورتو! ایماندار بن جاؤ، آپس کی ہمدردیاں اور خیرخواہیاں پیدا کرو۔ ایک دوسرے کے مُمِدّ و مُعاون بنجاؤ۔ اللہ کی باتیں پھیلاؤ، بُرے کاموں سے لوگوں کو روکو، نماز زکوٰۃ کی عادت ڈال لو، اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی سے بچو۔ عورتوں پر ظلم نہ کرو، نہ وہ تمھاری نافرمانی کریں، ایک دوسرے کا حق پہچانو اور کسی کا حق نہ مارو دُنیا کی اس گاڑی کے تم دونوں دو گھوڑے ہو اور تمہیں آخری منزل تک اس کی سواریاں پہنچانی ہیں۔ پس ملجُل کر رہو۔ محبت پیار سے زندگی گذارو۔ غم خواری کی عادت ڈال لو، عورتوں پر مار پیٹ نہ کرو، خصوصاً اُن کے چہرے پر نہ مارا کرو۔ انھیں گالیاں اور ذلت آمیز طعنے نہ دیا کرو۔ نکاح کے اصلی مقصد پر غور کر کے مردو تم کسی غیر عورت پر آنکھ نہ اٹھاؤ، اور عورتو تم خاوندوں پر قناعت کر لو نہ کسی کو اپنی زینت دکھاؤ نہ غیر مرد کا منہ تم دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ہر وقت مشغول رہو، اللہ کا ڈر دل میں رکھو، جھوٹ سے بچو۔ سنت پر عمل رکھو، بدکاریوں اور گناہوں سے اجتناب کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں

میں نیکیوں اور نیکوں کی الفت پیدا کر دے اور برائیوں اور بدیوں سے نفرت ہمیں عطا فرمائے۔ آمین
الٰہی ہم سب تیرے لونڈی غلام ہیں تو ہمیں بخش اور ہمیں ہمارے جوڑوں سے اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ ہمارے دونوں جہان سنوار دے، ہمیں برکتیں دے اور ہم پر رحم فرما۔ آمین۔ قُوْمُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بارہویں جمعہ کا پہلا خطبہ جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو۲ خطبے ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ o وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ o وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَحْمَدُ اِلَيْكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ فِى السَّمٰوَاتِ اِلٰهٌ وَّفِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ o وَاُصَلِّىْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الَّذِىْ لَا نَبِىَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ o وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ o وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ o وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ o وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ o وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ o وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ o وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ o بِاَىِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ o وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ o وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ o وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ o وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ o عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ o

بھائیو! آؤ مل جل کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں جس کا دبدبہ زمین وآسمان پہاڑ ودریا سورج چاند اور ہر ہر چیز پر ہے۔ آؤ اس کی ثنا وصفت بیان کریں جو ہمارا خالق ومالک مربی وآقا ہے۔ آؤ اس رسول پر درود سلام بھیجیں۔ جو ساری دنیا سے افضل ہیں جو اولین وآخرین کے سردار ہیں جو سب سے افضل وبہتر ہیں جو صاحب حوض کوثر اور صاحب شفاعت ہیں جو سب سے پہلے اپنی قبر سے اٹھیں گے جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے اللہ تعالیٰ کے ان پر ان کی آل پر ان کے اصحاب پر لاکھوں درود وسلام ہوں۔ آمین۔

برادران جن آیتوں کی تلاوت میں نے اسوقت کی ہے ان کی بابت سنئے :۔

(۱۵۲) عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں اس سورہ کی انہیں

أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْخُطْبَةِ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَيَقْطَعُ عِنْدَ قَوْلِهِ مَا أَحْضَرَتْ (رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ)

آیتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے"۔ پس الحمد للہ آج میں نے بھی انہی آیتوں کی تلاوت آپ کے سامنے کی ہے۔ ان آیتوں میں قیامت کا ذکر ہے اور اس دن کی ہولناکیوں کا بیان ہے۔ ان آیتوں کا ترجمہ سُنیئے۔ فرمان ہے "اسوقت آفتاب بے نور ہو جائیگا۔ ستارے جھڑ جائیں گے۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں گے گیا بھن اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ وحشی جانور اکٹھے ہو جائیں گے۔ سمندروں میں آگ لگ جائے گی۔ ہر قسم کے لوگ ملا دئیے جائیں گے۔ زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال جواب شروع ہو جائیگا کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے زندہ درگور کر دیا گیا۔ اس دن نامۂ اعمال کھول کھولکر بکھیر دئیے جائیں گے۔ آسمان کی کھال کھینچ لی جائے گی۔ دوزخ بھڑکا دی جائے گی۔ جنت دلہن کی طرح سنوار کر بالکل پاس لاکر کھڑی کر دی جائے گی۔ یہ وقت ہوگا کہ ہر شخص جان لیگا کہ اس نے آج کے دن کے لئے کیا کچھ بھیج رکھا ہے۔

اس قیامت سے پہلے دنیا میں کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی جنمیں بہت بڑی نشانی دجّال ملعون کا آنا ہے۔ اس دجال سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ہوشیار کر دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ اسوقت آئیگا جب لوگ اس کا ذکر بھول جائیں گے۔ اس کا چرچا زبانوں پر نہ رہیگا۔ اشاعہ میں ہے کہ منبروں پر مسلمانوں میں جب اسکا ذکر جاتا رہیگا اسوقت یہ برآمد ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ذکر کر کے فرمایا کرتے تھے کہ میری اس بات کو خوب سمجھ بوجھ لو یاد کر لو عمل میں لاؤ ایک دوسرے کو پہنچاتے رہو۔ سلف صالحین کا فرمان ہے کہ اپنے بچوں کو بھی اس سے ہوشیار کر دو اور مکتب کے معلمین کو کہدو کہ وہ بچوں کو دجّال سے متنبّہ کر دیا کریں۔ پس آؤ آج ہم بھی رسول خُدا کے فرمان پر عمل کریں۔ میں آپ کو حسبِ عادت دجّال کے متعلق جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سناؤں۔

(۱۵۳) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ وَحَذَّرَنَاهُ فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ۔ إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ مُنْذُ ذَرَأَ اللهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔ وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خطبہ میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر سُنایا، اس سے ڈرایا اور اس سے بچاؤ کے لئے ہوشیار کیا۔ خطبے کا اکثر حصّہ اسی بیان میں تھا۔ اسی بیان کے ضمن میں آپ نے فرمایا۔ جب سے اللہ تعالی نے دُنیا رچائی ہے اور اولاد آدمؑ کو پیدا کیا ہے تب سے زمین پر کوئی فتنہ فتنۂ دجّال سے بڑا نہیں۔ اللہ تبارک وتعالی نے جتنے انبیاء کو بھیجا۔ سب نے

اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَهُ الدَّجَّالَ۔ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ
وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔ وَهُوَ خَارِجٌ فِيْكُمْ
لَا مَحَالَةَ۔ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا بَيْنَ ظَهْرَا
نَيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ۔ وَاِنْ يَّخْرُجْ
مِنْ بَعْدِيْ فَكُلُّ امْرِئٍ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ۔ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ
عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَاِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ
بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَيَعِيْثُ يَمِيْنًا وَّ
يَعِيْثُ شِمَالًا۔ يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا فَاِنِّيْ
سَاَصِفُهٗ لَكُمْ صِفَةً لَّمْ يَصِفْهَا اِيَّاهُ نَبِيٌّ
قَبْلِيْ۔ اِنَّهٗ يَبْدَاُ فَيَقُوْلُ اَنَا نَبِيٌّ وَّلَا نَبِيَّ
بَعْدِيْ۔ ثُمَّ يُثَنِّيْ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ وَلَا
تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا۔ وَاِنَّهٗ اَعْوَرُ وَ
اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ
بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ۔ يَقْرَؤُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ
كَاتِبٍ اَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ
اَنَّ مَعَهٗ جَنَّةً وَّنَارًا۔ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَّجَنَّتُهٗ
نَارٌ۔ فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهٖ فَلْيَسْتَغِثْ
بِاللّٰهِ وَلْيَقْرَاْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ فَتَكُوْنَ
عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا كَمَا كَانَتِ النَّارُ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ
اَنْ يَّقُوْلَ لِاَعْرَابِيٍّ اَرَاَيْتَ اِنْ بَعَثْتُ
لَكَ اَبَاكَ وَاُمَّكَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَبُّكَ؟
فَيَقُوْلُ نَعَمْ۔ فَيَتَمَثَّلُ لَهٗ شَيْطَانَانِ فِيْ

اپنی اپنی امت کو اس سے خبردار کیا مگر یہ چیز ہم پر بہت زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ میں آخری نبیؐ ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ تو لامحالہ وہ تم میں ہی آئیگا۔ اب اگر وہ میری موجودگی میں آگیا تو میں آپ اس سے نمٹ لوں گا۔ تمام مسلمانوں کی طرف سے میں آپ اسے سمجھ لوں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو ہر شخص اپنی اپنی طرف سے اس سے جھگڑ لے۔ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنا خلیفہ بناتا ہوں۔ ہر ہر مسلمان کے لئے۔ وہ شام وعراق کے درمیانی علاقے سے نکلے گا اور بہت تیز چلتا ہوا چوطرف فساد پھیلادے گا دائیں بائیں سب جگہ ہو آئیگا۔ پس اے بندگان خدا ثابت قدم رہنا محفوظ رہنا۔ آؤ میں تمہیں اس دجال کی ایک ایسی علامت بتلادوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتلائی۔ وہ پہلے تو نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں آخری نبیؐ ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر وہ اس دعوے سے ترقی کریگا اور کہیگا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ لیکن میں تم سے کہہ جاتا ہوں کہ اس زندگی میں کوئی بھی خدا کو دیکھ نہیں سکتا۔ اچھا اور سُنو وہ کانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس نقصان سے پاک ہے اور بلند وبالا ہے۔ وہ کانا نہیں ہے۔ اور ایک نشان یہ بھی ہے کہ اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوا ہے جسے ہر مومن پڑھ لیگا خواہ وہ پڑھا ہوا ہو یا نہ ہو۔ سُنو اس کے جو فتنے ہوں گے انمیں ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ جنت دوزخ بھی ہوگی۔ دراصل اسکی دوزخ جنت ہے اور اس کی جنت دوزخ ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو ایسا موقع پڑ جائے کہ وہ اُسے اپنی جہنم میں ڈالنا چاہے تو وہ جناب باری میں فریاد رسی چاہ کر سورۂ کہف کے شروع کی

صُوْرَةِ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ۔ فَيَقُوْلَانِ يَا بُنَيَّ
اتَّبِعْهُ فَاِنَّهٗ رَبُّكَ وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ
اَنْ يُّسَلَّطَ عَلٰى نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَيَقْتُلُهَا
وَيَنْشُرُهَا بِالْمِنْشَارِ حَتّٰى يُلْقٰى شِقَّتَيْنِ
ثُمَّ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا فَاِنِّيْ
اَبْعَثُهُ الْاٰنَ۔ ثُمَّ يَزْعُمُ اَنَّ لَهٗ رَبًّا غَيْرِيْ
فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ وَيَقُوْلُ لَهُ الْخَبِيْثُ مَنْ رَّبُّكَ؟
فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ۔ وَاَنْتَ عَدُوُّ اللّٰهِ اَنْتَ
الدَّجَّالُ۔ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ بَعْدُ اَشَدَّ بَصِيْرَةً
بِكَ مِنِّي الْيَوْمَ۔ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ
فَحَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ
الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ
اُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ۔ قَالَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ
وَّاللّٰهِ مَا كُنَّا نُرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ
بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ قَالَ
الْمُحَارِبِيُّ ثُمَّ رَجَعْنَا اِلٰى حَدِيْثِ اَبِيْ رَافِعٍ
قَالَ وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يَّاْمُرَ السَّمَاءَ
اَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرُ وَيَاْمُرُ الْاَرْضَ اَنْ
تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يَّمُرَّ
بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُوْنَهٗ فَلَا تَبْقٰى لَهُمْ سَائِمَةٌ
اِلَّا هَلَكَتْ وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يَّمُرَّ بِالْحَيِّ

دس آیتیں پڑھ لے تو وہ آگ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جائے گی۔ جیسے کہ خلیلِ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہو گئی تھی اس کے فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ایک اعرابی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے مردہ ماں باپ کو زندہ کر دوں تو تو مجھے اپنا رب مان لیگا؟ وہ کہیگا ہاں۔ چنانچہ اسی وقت دو شیطان اس کے ماں باپ کی شکل بنا کر آ کھڑے ہونگے اور کہیں گے پیارے بچے اس کی مان لے۔ یہ تیرا رب ہے۔ اس کے فتنوں میں ایک یہ بھی ہے کہ ایک شخص پر اُسے قابو دیدیا جائیگا وہ اُسے آرے سے چروا دیگا۔ ٹھیک دو ٹکڑے کر دیگا۔ پھر لوگوں سے کہیگا دیکھو میں اپنے اس بندے کو دوبارہ زندہ کر دیتا ہوں لیکن پھر بھی یہ یہی کہے گا کہ میرے سوا اور کوئی اسکا رب ہے۔ چنانچہ وہ اُٹھا بٹھائیگا اور اس سے کہیگا کہ بتلا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور تو تو دجال ہے۔ دشمن خدا ہے۔ واللہ اس وقت جتنا یقین مجھے تیرے دجال ہونے کا ہے اس سے پہلے اتنا نہ تھا۔ لوگو میری اُمت میں سب سے بلند درجے والا جنتی یہی ہے۔ (اسے سُنکر صحابہؓ نے خیال کر لیا تھا کہ یہ شخص حضرت عمر فاروقؓ ہونگے لیکن آپ کی شہادت کے بعد یہ خیال دور ہو گیا) لوگو! دجال کے زبردست فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے حکم سے آسمان سے بارش ہو گی اور اس کے حکم سے زمین سے پیداوار نکلے گی۔ اس کا ایک اور فتنہ بھی سُن لو۔ وہ ایک قبیلہ والوں کے پاس جائیگا وہ اُسے نہیں مانیں گے تو اُن کے تمام جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کا فتنہ یہ بھی ہے کہ جو قبیلہ اس کی خدائی

يُصَدِّقُوْنَهٗ فَيَأْمُرُ السَّمَآءَ اَنْ تُمْطِرَ
فَتُمْطِرُ وَيَأْمُرُ الْاَرْضَ اَنْ تُنْبِتَ
فَتُنْبِتُ۔ حَتّٰى تَرُوْحَ مَوَاشِيْهِمْ مِنْ
يَوْمِهِمْ ذَالِكَ اَسْمَنَ مَا كَانَتْ
وَاَعْظَمَهٗ وَاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ وَاَدَرَّهٗ
ضُرُوْعًا وَاِنَّهٗ لَا يَبْقٰى شَيْئٌ مِّنَ
الْاَرْضِ اِلَّا وَطِئَهٗ وَظَهَرَ عَلَيْهِ اِلَّا
مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَا يَاْتِيْهِمَا مِنْ نَّقْبٍ
مِّنْ نِّقَابِهِمَا اِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ بِالسُّيُوْفِ
صَلْتَةً حَتّٰى يَنْزِلَ عِنْدَ الظَّرِيْبِ الْاَحْمَرِ
عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبْخَةِ۔ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ
بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ۔ فَلَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ
وَّلَا مُنَافِقَةٌ اِلَّا خَرَجَ اِلَيْهِ فَتَنْفِي الْخَبَثَ
مِنْهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَ
يُدْعٰى ذَالِكَ الْيَوْمُ يَوْمُ الْخَلَاصِ۔
فَقَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ بِنْتُ اَبِي الْعَكَرِ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ
هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيْلٌ وَّجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ
وَاِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ فَبَيْنَمَا اِمَامُهُمْ
قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّيْ بِهِمُ الصُّبْحَ اِذْ نَزَلَ
عَلَيْهِمْ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ
ذَالِكَ الْاِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرٰى
لِيَتَقَدَّمَ عِيْسٰى يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عِيْسٰى يَدَهٗ

کو مان لیگا۔ یہ حکم دیگا کہ آسمان اُن پر بارش برسائے اور زمین اپنی پیداوار بھی اُن کے لئے اُگائے۔ چنانچہ یہی ہوگا کہ جب اُن کے جانور شام کو چر چگ کر واپس آئیں گے تو خوب موٹے تازے ہوگئے ہوں گے، کوکھیں خوب بھری ہوئی ہونگی دودھ تھنوں میں بہت کچھ اترا ہوا ہوگا۔ دجّال اپنے انہی ہتھکنڈوں کے ساتھ ساری زمین پر پھرتا رہیگا۔ ہاں حرمین شریفین مکہ مدینہ میں اس کا گذر نہ ہوگا۔ اس کے جس راستے پر یہ جائیگا وہاں ننگی شمشیروالے فرشتوں کو چوکیدار پائیگا۔ آخر عاجز آکر مدینہ شریف کے باہر سرخ پہاڑیوں کے پاس جہاں سخت وشور زمین ختم ہوتی ہے، اپنا پڑاؤ ڈال دیگا۔ اسوقت مدینہ شریف میں تین زلزلے آئیں گے۔ ان سے ڈر کر یہاں جتنے منافق مرد اور منافق عورتیں ہونگی سب بھاگ کھڑے ہونگے اور دجال کے ساتھ مل جائیں گے اور جسطرح لوہے کی میل کچیل کو بھٹی علیحدہ کردیتی ہے، اسی طرح مدینہ بھی ان گندے لوگوں کو الگ کردیگا۔ اسی لئے اس دن کا نام ہی یوم الخلاص پڑجائیگا، یعنی صفائی نتھارا اور تمیز کا دن۔ یہ سُنکر حضرت اُم شریکؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا وہ اس دن بہت کم ہوں گے۔ اور انکی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی۔ انکا امام ایک نہایت دیندار صالح شخص ہوگا۔ اُن کا یہ امام انھیں صبح کی نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھا ہوا ہوگا۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام اُتریں گے یہ امام پچھلے پیروں پیچھے کی طرف سرکنے لگے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں لیکن

بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ تَقَدَّمْ فَصَلِّ
فَاِنَّهَا لَكَ اُقِيْمَتْ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ اِمَامُهُمْ
فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِفْتَحُوا الْبَابَ فَيُفْتَحُ وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ
مَعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ يَهُوْدِيٍّ كُلُّهُمْ ذُوْسَيْفٍ
مُحَلًّى وَّسَاجٍ فَاِذَا نَظَرَ اِلَيْهِ الدَّجَّالُ
ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ وَيَنْطَلِقُ
هَارِبًا وَّيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ
لِيْ فِيْكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِيْ بِهَا فَيُدْرِكُهٗ
عِنْدَ بَابِ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهٗ فَيَهْزِمُ
اللّٰهُ الْيَهُوْدَ فَلَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِّمَّا خَلَقَ
اللّٰهُ يَتَوَارٰى بِهٖ يَهُوْدِيٌّ اِلَّا اَنْطَقَ اللّٰهُ
ذٰلِكَ الشَّيْءَ لَا حَجَرٌ وَّلَا شَجَرٌ وَّلَا حَائِطٌ
وَّلَا دَابَّةٌ اِلَّا الْغَرْقَدَةَ فَاِنَّهَا مِنْ
شَجَرِهِمْ لَا تَنْطِقُ اِلَّا قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ
الْمُسْلِمَ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ فَتَعَالَ اُقْتُلْهُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاِنَّ اَيَّامَهٗ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً السَّنَةُ
كَنِصْفِ السَّنَةِ وَالسَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَاٰخِرُ
اَيَّامِهٖ كَالشَّرَرَةِ يُصْبِحُ اَحَدُكُمْ عَلٰى
بَابِ الْمَدِيْنَةِ فَلَا يَبْلُغُ بَابَهَا الْاٰخَرَ
حَتّٰى يُمْسِيَ فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
كَيْفَ نُصَلِّيْ فِيْ تِلْكَ الْاَيَّامِ الْقِصَارِ؟

آپ اُن کے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھکر
فرمائیں گے کہ تم ہی آگے بڑھکر امامت کراؤ تکبیر تمہارے
لئے ہی کہی گئی ہے۔ چنانچہ نماز وہی پڑھائیں گے نماز
سے فارغ ہو کر اللہ کے نبی حضرت عیسٰی علیہ السّلام فرمائیں گے
شہر کا پھاٹک کھولدو، چنانچہ کھولدیا جائیگا۔ ادھر مسیح دجّال
ستر ہزار یہودیوں کا لشکر لئے پڑا ہوگا ان میں کا ہر ایک مرصع
سنہری ہتھیاروں سے آراستہ ہوگا۔ جب دجّال کی نگاہیں
نبی اللہ علیہ السلام پر پڑیں گی تو وہ گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا
ہے۔ وہاں سے بھاگیگا۔ لیکن حضرت عیسٰی علیہ السّلام
فرمائیں گے اے دشمن خدا میرے ہاتھ سے تیرا قتل مقدر
ہوچکا ہے ایک وار میرا تجھ پر پڑنا ضروری ہے چنانچہ آپ
اُسکا پیچھا کریں گے اور مشرقی باب اللد کے پاس اسے جا پکڑیں
گے اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کردیں گے۔ اب یہودیوں
کو شکست ہوگی وہ بھاگیں گے اور اِدھر اُدھر چھپنے لگیں گے
مگر جس درخت پتھر و دیوار کے پیچھے چھپینگے اُسی کو اللہ
تعالٰی زبان دیگا۔ اور وہ بآواز بلند کہیگا اے اللہ کے
بندے مسلمان، یہ ہے یہودی میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے
آ اور اسے قتل کرڈال۔ ہاں ببول کا درخت نہیں بتلائے
گا یہ یہودی کا درخت ہے۔ اُس کی یہاں کی مدت چالیس
سال کی ہے۔ سال آدھے سال کے برابر اور سال ایک
مہینے کے برابر اور مہینہ مثل جمعہ کے اور باقی دن مثل شرارے
کے۔ انسان صبح کو شہر کے ایک دروازے پر ہو وہ شہر کے
دوسرے دروازے تک پہنچے۔ تو شام ہوجائیگی۔ یہ سُنکر

قَالَ تُقَدِّرُوْنَ فِيْهَا الصَّلٰوةَ كَمَا تُقَدِّرُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الطِّوَالِ ثُمَّ صَلُّوْا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ اُمَّتِيْ حَكَمًا عَدْلًا وَّ اِمَامًا مُّقْسِطًا يَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَيَذْبَحُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَتْرُكُ الصَّدَقَةَ فَلَا يُسْعٰى عَلٰى شَاةٍ وَّلَا بَعِيْرٍ وَتُرْفَعُ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَتُنْزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ حَتّٰى يَدْخِلَ الْوَلِيْدُ يَدَهٗ فِي الْحَيَّةِ فَلَا تَضُرُّهٗ وَتُفِرُّ الْوَلِيْدَةُ الْاَسَدَ فَلَا يَضُرُّهَا۔ وَيَكُوْنُ الذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَاَنَّهٗ كَلْبُهَا۔ وَتُمْلَاُ الْاَرْضُ مِنَ الْمُسْلِمِ كَمَا يُمْلَاُ الْاِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَتَكُوْنُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَا يُعْبَدُ اِلَّا اللّٰهُ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا وَتُسْلَبُ قُرَيْشٌ مُلْكَهَا وَتَكُوْنُ الْاَرْضُ كَفَاثُوْرِ الْفِضَّةِ تُنْبِتُ نَبَاتَهَا بِعَهْدِ اٰدَمَ حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ مِنَ الْعِنَبِ فَيُشْبِعُهُمْ وَ يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الرُّمَّانَةِ فَتُشْبِعُهُمْ وَيَكُوْنُ الثَّوْرُ بِكَذَا وَكَذَا مِنَ الْمَالِ وَتَكُوْنُ الْفَرَسُ بِالدُّرَيْهِمَاتِ۔ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا يُرَخِّصُ الْفَرَسَ؟

صحابہؓ نے کہا حضورؐ پھر ان چھوٹے دنوں میں نماز کی کیا صورت ہوگی؟ آپ نے فرمایا جیسے بڑے دنوں میں انداز سے نماز پڑھوگے۔ اسی طرح ان چھوٹے دنوں میں بھی انداز سے نماز پڑھ لیا کرنا۔ سُنو! جناب عیسیٰ علیہ السلام میری اُمّت میں حاکم عادل اور امام منصف ہوں گے صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ہٹا دیں گے، زکوٰۃ وصدقہ ترک کر دیا جائیگا۔ بکریوں پر اونٹوں پر کوئی کوشش نہ ہوگی۔ حسد و بغض زمین پر سے اُٹھا لیا جائیگا۔ ہر زہریلے جانور کا زہر ہٹ جائیگا۔ بچے اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں ڈال دینگے لیکن بوجہ زہر نہ ہونے کے وہ انھیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ بچے اور بچیاں شیروں اور چیتوں کو ماریں پیٹینگی لیکن وہ انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ بھیڑیا بکریوں میں مثل ریوڑ کے کتے کے پھرتا رہے گا زمین صلح سے بھری ہوئی ہوگی۔ جیسے کوئی برتن صرف پانی سے پُر ہو۔ روئے زمین پر ایک ہی کلمہ (اسلام) ہوگا۔ سوائے خدائے واحد کے کسی کی پرستش اور پوجا عبادت اور بندگی نہ ہوگی لڑائیاں بالکل بند ہو جائیں گی۔ ملکیت قریش سے چھن جائے گی۔ زمین مثل چاندی کے تھال کے ہو جائے گی۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانے میں جو برکتیں اور پیداوار زمین کی تھی وہی پھر ہونے لگے گی۔ یہاں تک کہ انگور کا ایک خوشہ ایک جماعت کو کافی ہوگا۔ ایک انار ایک قبیلے کو بس ہوگا بیل بہت گراں قیمت ہو جائیں گے۔ گھوڑے چند درہموں کے عوض بکنے لگیں گے، لوگوں نے پوچھا، حضورؐ گھوڑوں کے

قَالَ لَا تُرْكَبُ لِحَرْبٍ أَبَدًا. قِيلَ لَهُ
فَمَا يُغْلِي الثَّوْرَ؟ قَالَ تُحْرَثُ الْأَرْضُ
كُلُّهَا وَإِنَّ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ ثَلَاثُ
سَنَوَاتٍ شِدَادٍ يُصِيبُ النَّاسَ فِيهَا
جُوعٌ شَدِيدٌ يَأْمُرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ فِي
السَّنَةِ الْأُولَى أَنْ تَحْبِسَ ثُلُثَ مَطَرِهَا
وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا
ثُمَّ يَأْمُرُ السَّمَاءَ فِي الثَّانِيَةِ فَتَحْبِسُ
ثُلُثَيْ مَطَرِهَا وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ
نَبَاتِهَا. ثُمَّ يَأْمُرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ
الثَّالِثَةِ فَتَحْبِسُ مَطَرَهَا كُلَّهُ فَلَا تَقْطُرُ
قَطْرَةً وَّيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ نَبَاتَهَا
كُلَّهُ فَلَا تُنْبِتُ خَضْرَاءَ فَلَا تَبْقَى
ذَاتُ ظِلْفٍ إِلَّا هَلَكَتْ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ
قِيلَ فَمَا يُعِيشُ النَّاسَ فِي ذَالِكَ
الزَّمَانِ؟ قَالَ التَّهْلِيلُ وَالتَّكْبِيرُ
وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ. وَيُجْزِي ذَالِكَ
عَلَيْهِمْ مُجْرَى الطَّعَامِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ
سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ
عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيَّ يَقُولُ يَنْبَغِي
أَنْ يُدْفَعَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ
حَتّٰى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكُتَّابِ ۰
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

سستا ہونے کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اب لڑائیاں رہی نہیں۔ پوچھا بیلوں کے مہنگا ہونیکی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا ساری زمین میں کھیتی باڑی ہونے لگے گی اس وجہ سے۔ لوگو سنو۔ دجال کی آمد سے پہلے تین سال نہایت سخت آئیں گے جنمیں دنیا بھوکوں مرنے لگیگی پہلے سال تو تہائی بارش اور تہائی کھیتی باغ خدا کے حکم سے کم ہو جائے گی۔ دوسرے سال دو تہائی اور تیسرے سال تو نہ ایک قطرہ بارش کا برسیگا۔ نہ ایک دانہ اناج کا پیدا ہوگا۔ زمین سوکھ جائیگی ہری چیز کہیں پیدا نہ ہوگی۔ بھوک کے مارے کھر والے چوپائے جانور سب ہلاک ہو جائیں گے بجز انکے جنھیں خدا چاہے۔ یہ سنکر پھر آپ سے سوال ہوا کہ یا رسول اللہ اسوقت لوگوں کا گذران کس چیز پر ہوگا؟ آپ نے فرمایا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ. سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے پر۔ یہ غذا کا قائم مقام ہو جائیگا۔" اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے وارد کی ہے۔ آپ اسے تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے استاد سے انھوں نے اپنے استاد سے سُنا کہ یہ حدیث تو اس قابل ہے کہ مکتبوں کے استادوں کو دیدی جائے کہ وہ اسے بچوں کو سکھائیں اور لکھائیں پڑھائیں (تاکہ مسلمان اس فتنے سے آگاہ ہو جائیں اور اس کا بچاؤ معلوم کرلیں)

مسلمانو! اللہ کے نبی محترم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے آپنے دجال اور اس کے فتنوں کے متعلق سُن لئے۔ پس اس سے اس کے فتنوں سے آگاہ رہئے

اس دجّال کے چیلے چانٹے جو آج ہمارے زمانے میں برساتی کیڑوں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں، اُن سے بھی ہوشیار رہیئے کبھی یہ لمبے گیسو بڑھا کر گیروے کپڑے پہن کر کسی قبر کی مجاورت کر کے پیر کے لباس میں ظاہر ہو کر دنیا کو اپنے فریب کے دام میں پھانستے ہیں، اپنے سامنے جھکاتے ہیں۔ قبروں کے سجدے کراتے ہیں خود گمراہ اور جاہل ہوتے ہیں وہی چیز مریدوں میں پھیلاتے ہیں انھیں دھوکے دیتے ہیں۔ اپنا برس بھر کا ٹیکس وصول کرنے سے مطلب رکھتے ہیں بیعتیں لیتے ہیں اور گھروں میں گھُس کر پاکھنڈ پھیلاتے، ان سے بھی بہت ہوشیار رہئے، یہ دین کے جہاں ڈاکو ہیں وہاں دنیا کے بھی بھیڑیئے ہیں کبھی یہ مولویوں کے روپ میں ظاہر ہو کر لوگوں کو قرآن حدیث سے ہٹاتے ہیں ان پر عمل کرنے کو بے دینی بتلاتے ہیں کبھی بلا استحقاق امامت نبوت اور کشف وکرامات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفِتَنِ ہ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ ہ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ہ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بارہویں جمعہ کا دوسرا خطبہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ہ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ط اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ہ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا ھُمْ بِسُکَارٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ ہ

"اے حمد و ثنا کے لائق خدا ہم تیری حمد و ثنا بیان کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ جس شان کے لائق تو ہے ہم ہرگز بیان نہیں کر سکتے۔ مالک الملک تو اپنے ثنا گویوں میں ہمیں رکھ۔ ہم تیرے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خواہ عمر بھر اسی مشغلہ میں مشغول رہیں، لیکن تیرے نبیؐ کے حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ مسلم بھائیو! قیامت کے زلزلے سے ڈرو۔ جس کی گھبراہٹ سے حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے لوگ مدہوش ہو جائیں گے، مائیں اپنی دودھ پیتی اولاد کو بھول جائیں گی۔ عجب حیرانی و پریشانی کا معاملہ ہوگا۔" اس دن کام آنے والے عمل کر لو۔ میں نے آپ کو ابھی دجّال کے

متعلق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سُنائے ہیں آؤ اور بھی سُن لو۔

(۱۵۴) عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ
ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ
وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِىْ طَائِفَةِ النَّخْلِ
فَلَمَّا رُحْنَا اِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا
فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ؟ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ
فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِىْ طَائِفَةِ
النَّخْلِ۔ فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِىْ
عَلَيْكُمْ۔ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا
حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ
فِيْكُمْ فَامْرُءٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ۔ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِىْ
عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ
طَافِئَةٌ كَاَنِّىْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ
قَطَنٍ۔ فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ
فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ۔ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً
بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ۔ فَعَاثَ يَمِيْنًا
وَّعَاثَ شِمَالًا۔ يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا
قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهٗ فِى الْاَرْضِ؟
قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا۔ يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَّيَوْمٌ
كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ
كَاَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر سُنایا باآواز بلند بیان کیا اور کبھی کبھی آواز کچھ ہلکی بھی ہو جاتی تھی۔ اُس کے عظیم الشان فتنوں کا ذکر بھی کیا اور اس کے ان فتنوں کا ایمانداروں پر نہایت حقیر ہونا بھی بیان فرمایا۔ اتنا خوفناک بیان تھا اور اس انداز سے بیان فرمایا کہ ہمیں یہ معلوم ہونے لگا کہ بس اب دجال آیا ہی چاہتا ہے۔ گویا ہمارے باغات تک وہ پہنچ چکا ہے اس کے بعد مجمع برخاست ہو گیا۔ شام کو جب ہم آئے تو ہم سب خوفزدہ تھے۔ ہمارے چہرے سے یہ حالت آپ نے بھی معلوم کر لی۔ پھر بھی دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ دہشت زدہ کیسے ہو رہے ہو؟ ہم نے کہا آج کی صبح کے آپکے بیان سے اور اس میں بلندی و پستی نے ہمیں ایسا دہشت زدہ کر رکھا ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں گویا دجّال ان درختوں کے کسی حصّے میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا لیکن مجھے تو تم پر اس سے زیادہ خوف کسی اور ہی چیز کا ہے دجّال کی بابت تو یہ ہے کہ اگر وہ میرے سامنے آگیا تو میں آپ ہی اس سے نمٹ لونگا۔ اور اگر اس کے نکلنے کے وقت میں تم میں نہ ہوا تو ہر شخص اپنا بچاؤ آپ کرے۔ اللہ تعالیٰ کو میں ہر مسلمان پر اپنا خلیفہ کر چکا ہوں۔ سنو دجال جوان عمر اُلجھے اور مُڑے ہوئے بالوں والا ہے۔ اس کی ایک آنکھ روشنی سے محروم ہے یوں سمجھو کہ جیسے تمھارے ہاں عبد العزیٰ

اَلْيَوْمُ الَّذِىْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ
يَوْمٍ؟ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ
قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ
فِى الْاَرْضِ؟ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ
الرِّيْحُ۔ فَيَأْتِىْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ
فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ۔ فَيَأْمُرُ
السَّمَآءَ اَنْ تُمْطِرَ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ
فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ
مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّهٗ
خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِى الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ
فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ
فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْئٌ
مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ
لَهَا اَخْرِجِىْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا
كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلًا
مُّمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ
جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهٗ
فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ وَيَضْحَكُ فَبَيْنَمَا
هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ بْنَ
مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ
الْبَيْضَآءِ شَرْقِىَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ
وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا
طَأْطَأَ رَأْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ

بن قطن ہے اُسی کے مشابہ وہ بھی ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو وہ مل جائے تو اُسے چاہئے کہ اس کے سامنے سورۂ کہف کے اول کی آیتیں پڑھے وہ شام و عراق کے درمیانی راستے سے نکلیگا۔ پھر دائیں بائیں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ پس اے بندگانِ خدا ثابت قدم اور مضبوط رہنا۔ ہم نے پوچھا یارسولؐ اللہ وہ رہے گا کتنی مدّت؟ آپ نے فرمایا چالیس دن۔ ایک دن مثل ایک سال کے، ایک دن مثل ایک ماہ کے، ایک دن مثل ایک جمعہ کے باقی دن تمھارے ان معمولی دنوں کے برابر۔ ہم نے پوچھا یارسولؐ اللہ سال بھر کے برابر جو دن ہوگا۔ کیا اس میں بھی یہی پانچ نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اندازہ کر کے نماز بروقت پڑھ لیا کرو۔ ہم نے کہا حضورؐ اس کی رفتار کی تیزی کیسی ہوگی؟ فرمایا جیسے ابر کو تیز ہوا بھگائے لئے جارہی ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس پہنچکر انھیں اپنی خدائی کی دعوت دیگا، وہ اسے مان لیں گے اور اس پر ایمان لائینگے تو اس کے حکم سے آسمان اُن پر بارش برسائے گا۔ اور زمین اناج اُگائے گی۔ شام کو اُن کے جانور جب چر چگ کر واپس آئیں گے تو اُن کا موٹاپا اُن کے کوہان اُن کی کوکھیں اُن کے تھن خوب بڑھ گئے ہوں گے۔ اور ایک قوم کے پاس پہنچیگا انھیں بھی اپنی خدائی کی طرف بلائیگا لیکن وہ اسے دھتکار دیں گے۔ یہ وہاں سے واپس آجائیگا لیکن وہ لوگ بالکل خالی ہاتھ رہ جائیں گے اُنکے کسی قسم کے مال میں سے کچھ بھی اُن کے پاس نہ رہیگا۔ وہ جنگل میں جاکر کہیگا کہ اے زمین اپنے خزانے اُگل دے چنانچہ

مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ
يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي
حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى
يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي
عِيسَى قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ
فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ
بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ
إِذْ أَوْحَى اللهُ إِلَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّي لَا يَدَانِ
لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ
وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ
مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ٥ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ
عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا
فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ
كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَّاءٌ وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ
عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ
الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِّنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ
الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ
عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ
نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ
مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَ
نَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ
فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ
الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ

وہ اُگل دیگی اور وہ خزانے اس کے پیچھے ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیوں کے بادشاہ کے پیچھے مکھیاں۔ یہ ایک نوجوان ہٹے کٹے انسان کو اپنے سامنے بلاکر تلوار سے دو ٹکڑے کرکے دائیں بائیں بقدر ایک تیر کے پہنچنے کے فاصلہ پر پھینکدے گا۔ پھر اس کا نام لے کر پکاریگا تو وہ آجائیگا اُسکا چہرہ چمک رہا ہوگا، اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ یہ اُسی شغل میں ہوگا کہ ادھر جناب باری عزوجل حضرت مسیح بن مریم علیہ السّلام کو مبعوث فرمائیگا۔ یہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس دو زعفرانی رنگ کی چادریں اوڑھے باندھے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔ جب سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اُٹھائیں گے تو گویا چاندی کے دانے مثل موتیوں کے لڑی بند اتریں گے۔ جس کافر کو اُن کے سانس کی ہوا بھی پہونچ جائیگی وہ مرجائیگا۔ اور آپکے سانس کی ہوا بھی وہیں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ کام کرتی ہے آتے ہی اس دجّال کا پیچھا کریں گے۔ یہاں تک کہ باب لُد کے پاس اُسے پالیں گے اور وہیں مار ڈالیں گے۔ اب عیسٰی علیہ السّلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جنھیں خدائے تعالٰی نے فتنۂ دجّال سے معصوم رکھا ہوگا۔ آپ اُن کے چہروں سے غبار پونچھیں گے اور انھیں اُن کے جنتی درجوں کی خوشخبری سنائیں گے۔ یہ ہو ہی رہا ہوگا کہ جناب باری عزوجل کی وحی عیسٰی نبی اللہ علیہ السلام کے پاس آئے گی کہ میں نے اپنے اُن بندوں کو اب نکالا ہے جن سے مقابلہ کی طاقت کسی کو نہیں اس لئے تم میرے ان مسلمان

فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ. ثُمَّ يُرْسِلُ
اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا
وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا
كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِىْ
ثَمَرَتَكِ وَرُدِّىْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ
تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَ
يَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِى الرِّسْلِ
حَتّٰى اِنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِى
الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ
لَتَكْفِى الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ
مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِى الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ
فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا
طَيِّبَةً فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ
فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ
مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ
فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

بندوں کو طور پہاڑ کی طرف سمیٹ لے جاؤ۔ اب اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا وہ ہر اونچی جگہ ٹیلوں اور پہاڑوں سے پھدکتے ہوئے آئیں گے۔ اُن کی کثرت کی یہ حالت ہوگی اور اُن کے فساد کا یہ حال ہوگا کہ اُنکی اوّل جماعت بحیرۂ طبریہ کے پاس آئے گی اور اس کا سارا پانی پی جائیگی اب انہیں کی دوسری ٹکڑی جو آئے گی تو وہ گڑھے کو دیکھکر قیاس آرائیاں کریں گے کہ شاید کسی زمانہ میں یہاں پانی رہا ہو۔ یعنی کیچڑ تک وہاں نہ رہے گی۔ اس قدر بلانوش ہونگے اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور آپ کے صحابہ محصور ہوں گے ان کی یہ حالت ہوگی کہ کوئی چیز کھانے پینے کی اُن کے ہاتھوں میں نہ رہے گی یہاں تک کہ آج جسطرح تمھیں ایک سو گنیاں محبوب ہیں اس سے بھی زیادہ اس دن ایک انسان کو بیل کا کلہ ہوگا اس حالت کو دیکھکر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی سے دُعا کریں گے آپکے ساتھ کے مسلمان بھی اس دُعا میں شرکت کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر وبائی بیماری بھیجے گا۔ اُن کے گلوں میں گلٹیاں نکلیں گی اور مثل ایک شخص کے یہ سب تابڑتوڑ فنا ہو جائیں گے۔ یہ خبر پاکر اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنے ساتھیوں سمیت قلعہ سے باہر آئیں گے لیکن دیکھیں گے کہ تمام زمین اُن کی لاشوں کی بدبو سے بھرپور ہے۔ چوطرف اُن کے لاشے سڑے پھولے پڑے ہیں۔ ایک بالشت بھر جگہ بھی زمین پر خالی نظر نہیں آتی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپکے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے تو پروردگار اُن پر بختی اونٹوں کی گردنوں کے برابر کے پرند بھیجیگا جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اُٹھا کر خدا جانے کہاں پھینک آئیں گے۔ پھر جناب باری تعالیٰ بارش برسائیگا جو ہر ہر جگہ برسے گی ہر کچے پکے گھر پر برسیگی جنگلوں میں شہروں میں خوب پانی برسائیگا اور ساری زمین دُھل دُھلا کر نکھر کر شیشے جیسی چمکیلی ہو جائے گی اور خدا کی طرف سے

اسے حکم دیا جائیگا کہ اپنے پھل اُگا اور اپنی برکتیں لوٹا دے۔ اس دن ایک انار ایک جماعت بمشکل کھا سکے گی اور اسکے چھلکے تلے وہ سب سایہ حاصل کریں گے۔ دودھ والے جانوروں کے تھنوں میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک پورے قبیلے کو کافی ہوگا اور ایک بکری کا دودھ ایک گھرانے کو بس ہوگا۔ یہی حالت رہے گی کہ اچانک اللہ تبارک وتعالیٰ ایک خوشبودار پاک ہوا چلائیگا جو مومنوں کی بغلوں تلے سے نکل جائے گی اسی سے ہر مومن و مسلم کی روح قبض ہو جائے گی۔ پھر زمین پر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح آپس میں اُچھل کود علانیہ کرنے لگیں گے انھیں پر قیامت قائم ہوگی۔

الغرض قیامت کے قریب کا ایک زبردست فتنہ دجّال کا بھی ہے۔ ہمارے زمانے میں بھی چھوٹے چھوٹے دجّال بہت سے پھیلے ہوئے ہیں۔ صوفیوں کے لباس میں جو قبروں پر ناچتے اور گتیں بھرتے ہیں، قوالیوں پر تھرکتے ہیں ڈھولک اور ہارمونیم اور امردوں کی آواز پر جنھیں وجد آتا ہے۔ اسی طرح نبوت کے دعویدار ہیں۔ یہ بھی دجّال سے کم نہیں۔ برادران آپنے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے آنے کے زمانے اور آنے کے بعد کے حالات بھی سُن لئے انھیں ایک طرف رکھئے اور ہمارے زمانے کے پنجاب کے دس روپیہ کے ملازم پٹواری مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات دوسری طرف رکھئے اور غور فرمائیے کہ اُسے عیسیٰؑ بننے کی کیسے سوجھی؟ غرض اس زمانے کا ایک دجال یہ بھی تھا، خدا نے اسے بُری موت مارا۔ اب بھی اس کی اُمت موجود ہے اُن سے ہوشیار رہو۔ حضرت عیسیٰؑ وہ ہوں گے جن میں مذکورہ بالا اوصاف ہوں گے۔ رہا نبی وہ تو کسی طرح کا بھی ہمارے نبی کے بعد نہیں۔ حضورؐ تمام نبیوں رسولوں کے ختم کرنیوالے ہیں اب آپکے بعد نبوت کا دعویٰ کسی رنگ میں بھی کرنیوالا دجال جیسا کافر اور اُسے ماننے والے بھی دجالیوں جیسے کافر اسی طرح جو پیر فقیر شعبدے اور جادو ظاہر کرتے پھرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے دام میں پھنسا کر انھیں راہِ خدا سے دور ڈھکیل دیتے ہیں۔ یہ سب بھی دجّالی گروہ میں سے ہیں۔ ان سے بھی بچو۔ خواہ وہ مولویوں کی صورتوں میں ہوں خواہ عابدوں کی قرآن فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ۔ یعنی بہت سے علماء اور درویش لوگوں کا مال مارنیوالے اور دینِ خدا سے انھیں روکنے والے ہوتے ہیں۔ پس اے مسلمانو! تم اُن سے ہوشیار رہو۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاَجِرْنَا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ۝ يَا غَافِرَ الذَّنْبِ وَالْخَطِيْئَاتِ ۝ اَيُّهَا الْاِخْوَانُ! قُوْمُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ ۔ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تیرہویں جمعہ کا پہلا خطبہ جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارہ خطبے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ۰ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ ۰ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ ۰ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا ۰ مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۰ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۰ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ۰ اَمَّا بَعۡدُ. فَاِنَّ خَیۡرَ الۡحَدِیۡثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیۡرَ الۡھَدۡیِ ھَدۡیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحۡدَثَۃٍ بِدۡعَۃٌ وَّکُلُّ بِدۡعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَّکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ۰ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ ۰ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۰ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۰ قُلۡ یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۰ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۰ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۰ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۰ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۰ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ۰

دن اور رات کے لیجانے لے آنیوالے، ساری مخلوق کو اپنے دسترخوان پر دعوت دینے والے۔ کائنات تمام پر قبضہ رکھنے والے گیلی سوکھی پر قدرت رکھنے والے۔ بلند آسمانوں کے بنانیوالے، پھیلی ہوئی زمین کے بچھانے والے اے ہماری حفاظت کرنیوالے، ہمیں روزیاں پہنچانے والے ہم تیری تعریفیں بیان کرتے ہیں۔ تیری ثنائیں گاتے ہیں تجھ سے بھیک مانگتے ہیں، تیرے سامنے اپنی ذلت اور عاجزی ظاہر کرتے ہیں، تیرے غلام ہیں تیرے غلام زادے ہیں، تیرے لونڈی بچے ہیں۔ ایک سانس لینے کی، ایک بار تھضا پھڑکانے، ایک قدم بڑھانے کی ہاتھ ہلانے کی ایک حرف نکالنے کی ہم میں قدرت نہیں، ہمارے پاس جو ہے تیرا دیا ہوا ہے۔ اے ہمارے محسن، اے ہمارے مربّی اے ہمارے مالک تو ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری عبادت کیا کریں۔ تیری ثنائیں کہا کریں، تیری عظمت کا بیان کریں تیری شوکت کا اظہار کریں، الٰہی ہمیں اقرار ہے اور یقین ہے کہ تیرے سوا کوئی ایسا نہیں جس کے سامنے ہم اپنا ماتھا ٹکائیں، پیشانی جھکائیں، گر کر پڑی کریں۔ اس کی محبت اور اس کے خوف سے دل بھرلیں بس ایسا تو ہے اور صرف تو ہی ہے۔ الٰہی ہمیں کفر سے بیزار رکھ اور توحید میں سرشار رکھ۔ آمین ؛

(۱۵۵) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ الخ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سورۂ قُل یا ایہا الکافرون کی تلاوت فرمایا کرتے تھے (ملاحظہ ہو سبل السلام شرح بلوغ المرام) بحمد اللہ آج اس سُنّت پر بھی عمل ہوگیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ مکیّہ ابتدائیہ بھی سُن لو۔ حضرت طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکّہ کے بازاروں میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وعظ سُنا جسے آپ باربار اور جگہ جگہ فرما رہے تھے۔

(۱۵۶) يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔

لوگو اللہ کی وحدانیت مان لو، زبان سے بھی خدا کی یگانگت کی گواہی دو تو کامیابی اور نجات پاؤ گے (زادالمعاد)

حضرت طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میرا سفر مدینہ ہوا تو وہاں میں نے دیکھا کہ منبر پر آپ کھڑے ہیں اور خطبہ دے رہے ہیں۔ میں گیا اس وقت یہ بیان تھا۔

(۱۵۷) تَصَدَّقُوْا فَاِنَّ الصَّدَقَةَ خَيْرٌ لَّكُمْ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ وَاَدْنَاكَ۔ اَدْنَاكَ۔

اے لوگو صدقہ دو خیرات کرو یہی تمہارے لئے بہتری کی چیز ہے یاد رکھو اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی خرچ کرنیوالا دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے اپنی ماں کو اپنے باپ کو دو، اپنی بہن کو دو، اپنے بھائی کو دو اور قریب قریب کے لوگوں کو درجہ بدرجہ دیتے رہو۔

ایک مرتبہ صبح کی نماز کے لئے سفر میں نہ آپ کی آنکھ کھلی نہ کسی اور کی، اس لئے کہ زیادہ رات گئے تک تو چلتے رہے تھے پھر جو سوئے تو نماز کے وقت آنکھ نہ کھلی یہانتک کہ چوکیداری کے لئے حضرت بلالؓ مقرر تھے وہ بھی سوتے رہے۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سورج طلوع ہو چکا ہے۔ حضرت بلالؓ سے باز پُرس کی کہ ایسا کیوں ہوا؟ پھر فرمایا اس وادی میں شیطان ہے آگے چلو۔ چنانچہ سارا لشکر مع جانوروں کے جب اس وادی سے پار ہوگیا تو آپ نے اُترنے کا حکم دیا۔ سب نے وضو کیا۔ حضرت بلالؓ نے اذان کہی۔ صبح کی سُنتیں پڑھیں۔ پھر حضرت بلالؓ نے اقامت کہی۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر سب لوگوں کو یہ بیان سُنایا۔

(۱۵۸) يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَآءَ لَرَدَّهَا اِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ

اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ہماری روحیں قبض کر لیں اگر وہ چاہتا تو اس وقت کے علاوہ اور وقت بھی ہم پر لوٹا

غَيْرِ هٰذَا۔ فَاِذَا نَامَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ نَسِيَهَا. فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا (زاد المعاد)

سکتا تھا۔ سُنو مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص نماز سے سُو جائے یا بھول چوک نسیان سے وقت نماز گذر جائے تو جب یاد آئے اور جب آنکھ کُھلے اسی وقت نماز کو نماز کے اصلی طریق پر ادا کرے جیسے پڑھا کرتا تھا۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ یہی اس کا اصلی وقت ہے کیونکہ بھول چوک پر خدا کے ہاں مؤاخذہ نہیں)"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ماہِ رمضان شریف میں آدھی رات کو نکلے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگ بھی آپ کی اقتدا میں آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ صبح ایک کو دوسرے سے خبر پہنچی کہ آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز باجماعت پڑھائی تو دوسری رات آدمی اور بھی بڑھ گئے اور سب نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی پھر صبح آپس میں اسکا ذکر ہوا تو تیسری رات کو تو بہت سے آدمی جمع ہو گئے اور آپ کی اقتدا میں ان بزرگوں نے نماز ادا کی۔ چوتھی رات تو اس قدر لوگ جمع ہو گئے کہ مسجد میں سماتے نہ تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ہی نہیں، صبح تک لوگ انتظار میں رہے صبح کے وقت آئے نماز فجر پڑھائی پھر خطبہ دیا تشہد کے بعد فرمایا :-

(۱۵۹) اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ لٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا. فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

یعنی تمہارا یہاں ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن میں اس ڈر سے نہ نکلا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے۔ پھر تم اس سے عاجز آجاؤ۔ پس اے لوگو تم اس نماز کو اپنے گھر پر ہی ادا کرتے رہو۔"

اس سے تراویح باجماعت ثابت ہوئی۔ یہی روایت ابن خزیمہ وغیرہ میں بھی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ان تین راتوں میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت نماز پڑھائی تھی پھر وتر پڑھے تھے، پس دراصل مسنون طریقہ آٹھ تراویح پڑھنا ہے، بیس رکعت کسی صحیح حدیث سے مرفوعًا ثابت نہیں۔

(۱۶۰) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ خُطْبَةً قَالَ اَمَّا بَعْدُ !

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریبًا اپنے ہر خطبہ میں "اما بعد" فرمایا کرتے تھے۔

(رَوَاهُ فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ شَرْحِ صَحِيْحِ الْبُخَارِيْ)

(۱۶۱) عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلٰوةِ

شام کو بعد از نماز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تشہد پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی پوری حمد وثنا بیان فرمائی پھر اما بعد کہکر فرمایا کہ کیا بات ہے؟ ہم کسی کو عامل بناتے

فَتَشَهَّدَ وَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ. فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهٗ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ. اَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا، فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ مِّنْهَا شَيْئًا اِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى عُنُقِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَآءَ بِهٖ لَهٗ رُغَاءٌ وَاِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَآءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ وَّاِنْ كَانَتْ شَاةً جَآءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ.

وہ آکر کہتا ہے کہ یہ تو تمہارا عمل ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھا رہتا پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اس میں سے جو شخص کچھ بھی خیانت کرے گا اُسے اپنی گردن پر چڑھائے ہوئے قیامت کے دن لے کر آئے گا۔ اونٹ لیا ہوگا تو وہ شور مچاتا ہوا گائے لی ہوگی تو وہ چیختی ہوئی، بکری لی ہوگی تو وہ بولتی ہوئی ہوگی پھر حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھ خوب بلند اٹھاکر فرمایا دیکھو میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا۔

(بخاری شریف)

(۱۶۲) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا قَالَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا فَلَمَّا اَنْ قَضَى التَّاْذِيْنَ. قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّيْ مِنْ مَقَالَتِيْ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے منبر پہ بیٹھے مؤذن نے اذان شروع کی تو آپ برابر جواب اذان دیتے رہے، اذان ختم ہونے کے بعد فرمایا لوگو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موقعہ پر اسی طرح مؤذن کا جواب دیتے سُنا ہے جیسے تم نے مجھ سے سُنا۔

(رواہ احمد والبخاری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۱۶۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلٰوةِ وَفِي الرُّكُوْعِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ كَمَا اَرَاكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هَاهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ)

ایک مرتبہ نماز پڑھا کر حضورؐ منبر پر چڑھ گئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا تم جانتے ہو کہ میرا قبلہ اسطرف ہے اس لئے میں تمہیں جب کہ تم میرے پیچھے ہوتے ہو دیکھ نہیں سکتا۔ نہیں نہیں قسم خدا کی جیسے کہ میں تمہیں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں تمہارا خشوع خضوع رکوع اور نماز مجھ پر مخفی نہیں ہے۔

(۱۶۴) عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ لوگوں سے کہو کہ چپ رہیں۔ جب خاموشی ہوگئی تو آپ نے انھیں خطبہ سنایا جس میں یہ بھی فرمایا خبردار میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

(۱۶۵) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ)

حضورؐ نے اپنے حج کے خطبے میں فرمایا۔ مسلمانو تم میں ایک دوسرے کے خون مال آبرو ایسے ہی حرام جیسے یہ دن بقر عید کا اس مہینے ذی الحجہ میں۔ سنو میرا فرمان ہر غائب حاضر کو پہنچا دے۔ لوگو! کیا میں نے خدائی پیغام تمہیں پہنچا دیا۔ لوگو کیا میں حق تبلیغ ادا کر چکا؟

(۱۶۶) فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے ہیں۔ جسکا بیان بزبان حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ بحوالہ بخاری شریف سنئے:۔

حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پوری طرح

مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضُدُ بِهَا شَجَرَةً - فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ - ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ - وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا۔ مکّہ حرمت وعزت والا شہر ہے۔ لوگوں کے کہنے اور اُن کے عزت دینے سے نہیں بلکہ اسکی حرمت وعزت منجانب اللہ ہے کسی اس شخص کو جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ حلال نہیں کہ یہاں خون بہائے بلکہ اسکا درخت کاٹنا بھی حرام ہے آج جو جنگ کرکے میں نے اُسے فتح کیا ہے۔ اسکا حوالہ دیکر اگر کوئی یہاں کی لڑائی بھڑائی خونریزی کو حلال بتلائے تو تم جواب دینا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے رسولؐ کے لئے صرف اس وقت کیلئے یہاں کی لڑائی ساعت بھر حلال کردی تھی لیکن تمھارے لئے یہ رخصت نہیں ہے سُن لو اب اسوقت اس کی حرمت پھر ویسی ہی ہوگئی جیسی کل تھی۔ یعنی اب میرے لئے بھی یہاں کی لڑائی حلال نہیں میں حکم دیتا ہوں کہ میرا خطبہ ہر حاضر غائب کو پہنچا دے۔

(۱۶۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَظَنَّ اَنَّهٗ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ - وَبِلَالٌ يَّاْخُذُ فِيْ طَرَفِ ثَوْبِهٖ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

نماز عید کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت بلالؓ کے ہمراہ نکلے یہ خیال فرماکر کہ عورتوں کو آپکے وعظ کی آواز نہیں پہنچی۔ آپ نے انھیں الگ وعظ کہا اور انھیں خیرات کرنے کا حکم دیا۔ اس پر عورتوں نے اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اُتار اُتار کر دینی شروع کردیں۔ اور حضرت بلالؓ انھیں لیکر اپنی چادر کے دامن میں جمع کرنے لگے۔"

(۱۶۸) حضورؐ بیان فرمارہے ہیں اور لوگوں نے بے جان بے ضرورت سوالات کرنے شروع کردیئے جسپر آپ غضبناک ہوگئے اور اپنے خطبے میں فرمانے لگے۔

سَلُوْنِيْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ اَبِيْ؟ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَالَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ

تمہیں قسم ہے جو جی میں آئے آج اس وقت مجھ سے دریافت کرلو۔ کسی نے کہا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا حذافہ۔ اور ایک صاحب کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے

اَبُوْكَ سَالِمٌ مَّوْلٰی شَیْبَةَ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا فِیْ وَجْهِهٖ بَرَكَ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا ثَلٰثًا فَسَكَتَ۔ (رَوَاهُ الْاِمَامُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ)

حضور میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا سالم جو شیبہ کا مولیٰ تھا۔ اب لوگ خاموش ہو گئے اور آپ برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پوچھ لو اور پوچھ لو۔ رازدارِ نبوت حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چہرۂ مُبارکہ کے آثار چڑھاؤ سے غصہ کو سمجھ لیا اور گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضورؐ ہمارا قصور معاف ہو ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر آپ کے رسول ہونے پر بہ دل راضی ہیں۔ اب حضورؐ کا غصّہ فرو ہوا اور آپ خاموش ہو رہے۔

(۱۶۹) بقر عید کا دن ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کے ساتھ ارکانِ حج ادا کر رہے ہیں۔ اونٹنی پر سوار ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی نکیل تھامے ہوئے ہیں جو آپ خطبہ شروع کرتے ہیں سب کے کان خدا نے کھول دیئے ہیں۔ ڈیڑھ لاکھ انسانوں کے تین لاکھ کان ہیں صدائے محمدیؐ برابر آ رہی ہے۔ دفعتہً حضورؐ سوال کرتے ہیں۔ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟ یہ کونسا دن ہے؟ لیکن ادب داں مزاج شناس صحابہؓ یہ جانتے ہوئے کہ آج عید کا دن ہے، پھر بھی خاموش رہتے ہیں کہ شاید حضورؐ اس کا کوئی نیا نام رکھیں۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد سرورِ انبیاء رسولِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلَیْسَ یَوْمُ النَّحْرِ؟ کیا یہ قربانی کی عید کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا ہاں بیشک یہی دن ہے۔ آپ نے فرمایا فَاَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ بتلاؤ یہ کونسا مہینہ ہے ہم پھر خاموش ہو گئے یہانتک کہ ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ اس نام کے علاوہ اس کا کوئی اور نام رکھیں لیکن آپ نے فرمایا اَلَیْسَ بِذِی الْحِجَّةِ کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے کہا بیشک ہے، فرمایا

فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَیْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ یَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰۤی اَنْ یُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْهُ۔ (رواه البخاری)

پس تمہارے خون تمہارے مال تمہاری آبروئیں تم میں آپس میں ایک کی ایک پر ایسی حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے میں اس شہر میں چاہیے کہ ہر موجود غیر موجود کو پہنچا وے ہو سکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائے وہ اس سے بھی زیادہ نگہبانی رکھنے والا حافظ ہو۔

(۱۷۰) مسجد نبوی ہے اللہ کے رسولؐ ہیں آپ کے صحابہؓ ہیں مجلس جمی ہوئی ہے۔ بیان ہو رہا ہے۔ جو تین شخص آئے

ہیں۔ دو تو مجلس کی طرف بڑھتے ہیں لیکن ایک چل دیتے ہیں۔ یہ دونوں کھڑے ہو کر بھانپتے ہیں۔ ایک تو بیچ میں ذرا سی جگہ خالی دیکھکر وہیں آکر بیٹھ جاتے ہیں دوسرے صاحب مجلس کی انتہا پر جہاں جگہ پاتے ہیں تشریف رکھتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ کے منہ میں جو مضمون تھا اُسے پورا کر کے فرماتے ہیں۔

اَلَآ اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيٰى اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ مِنْهُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ)

میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اس وقت تین شخص آئے، ایک تو اللہ کی طرف جگہ پانے کے لئے آگے بڑھا اللہ نے بھی اُسے اپنی طرف کی قرب کی جگہ عنایت فرمائی دوسرے نے لحاظ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی شرم بھرم رکھ لی اس پر رحم و کرم فرمایا۔ تیسرے صاحب نے منہ پھیر لیا اور پیٹھ دکھائی اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے منہ موڑ لیا۔

(۱۷۱) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشْتَبِهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَّرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِى الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حلال بالکل ظاہر ہے اسی طرح حرام بھی صاف کھلا ہے البتہ ان دونوں کے درمیان بعض شبہ والی چیزیں ہیں۔ اس اعتبار سے کہ اُن کے کھلے حکم کا علم اکثر لوگوں کو نہیں پس ایسی شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرنے والا ہی اپنے دین کو اور اپنی عزّت کو بچا لینے والا ہے۔ اور ایسی مشتبہ چیزوں میں واقع ہونیوالے کی مثال اس چرواہے جیسی ہے جو کسی اور کی چراگاہ کے متصل اپنے جانوروں کو چرا رہا ہو تو بہت ممکن ہے کہ اسکا کوئی جانور غیر کی چراگاہ میں بھی منہ نہ مارلے۔ لوگو سمجھ رکھو جسطرح ہر پادشاہ کی مخصوص چراگاہیں ہوتی ہیں اسی طرح اللہ کی بھی ہیں اور وہ اسکے حرام کردہ کام ہیں پس تم حرام کے قریب بھی نہ پھٹکو ایسا نہ ہو کہ قریب جانے سے واقع ہی ہو جاؤ۔ حرام کے وسائل اور وسائط اور اسباب سے بھی دور بھاگتے رہو۔ لوگو! ایک کام کی بات اور بھی یاد رکھ لو کہ جسم میں ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ درست اور ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک ہے

صلاحیت والا ہے، اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم ہی فاسد ہے۔ سُنو وہ ٹکڑا دل ہے (پس گندے عقائد سے بُرے خیالات سے ہمیشہ اپنے دل کو پاک رکھو تاکہ اور اعضاء بھی خدا کے راستے پر متوجہ رہیں)۔"

(۱۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَّلَنْ یُّشَآدَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

دین آسان ہے اس میں جو بھی مبالغہ کریگا حد سے بڑھے گا آخر مغلوب ہو جائیگا، عاجز آکر چھوڑ بیٹھے گا پس اے میری اُمّت کے لوگو تم درمیانہ روی اختیار کرو اور اگر کمال پر عامل نہ بن سکو تو اس کے قریب رہو اور میری طرف سے بشارت قبول کرو کہ جو درمیانہ عمل پر بھی پورے ثواب کی ہے۔ اور جسطرح ایک راہ رَو مسافر صبح کی خنکی میں اور شام کی ٹھنڈک میں اور رات کے تھوڑے سے وقت میں اپنی راہ بآرام چل لیتا ہے اسی طرح تم بھی اپنی طاقت کے مطابق تھوڑی تھوڑی نیکیاں کرتے رہو تاکہ میزانِ عمل پُر ہو جائے۔ لوگو درمیانہ روش کو اختیار کرو۔ لوگو دوڑ بھاگ کر تھک جانے سے میانہ روی سلامت روی ہے۔ پس تم اسی کو لازم پکڑو۔ انشاء اللہ منزل مقصود تک بآرام پہنچ جاؤ گے۔"

الحمدللہ آج کے خطبہ میں میں آپ حضرات کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارہ مختلف مضامین کے خطبے سُنا چکا ہوں اور یہ اس لئے کہ یکے بعد دیگرے نئے مضامین اپنے اندر ندرت اور جدت رکھتے ہیں اس لئے وہ موثر اور لذیذ ہوتے ہیں۔ جو مضامین ان خطبوں میں بیان ہوئے ہیں اور جسطرح ان خطبوں کا ایک ایک فقرہ دنیا بھر کی بھلائیوں کا حامل ہے کس کی مجال کہ انھیں بیان کر سکے تاہم آیئے میں آپ کو مختصر طور پر صرف مضامین سُنا دوں۔

کفّار سے دلی دوستی مسلمان کو کبھی نہیں ہونی چاہئے۔ باوجود بیحد کمزوری کے بھی توحید کی دعوت سے ہرگز نہ رُکنا چاہیئے۔ صدقہ خیرات کی عادت ڈالنی چاہیئے اور اس میں درجات کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ نماز قضا اور ادا میں کوئی فرق نہیں سنتوں کی قضا بھی کرنی چاہیئے۔ رمضان میں تراویح باجماعت آٹھ رکعت مسنون ہے۔ انصاریوں کی خصوصًا اور صحابہ کی عمومًا محبت اور عزت دل میں رکھنی چاہیئے۔ اللہ کے رسولؐ ظلم و ناانصافی سے معصوم ہیں۔ مال کا ملنا بہ دلیل حُبِّ خدا اور رسولؐ نہیں۔ عشا کی نماز کا دیر کرکے ادا کرنا مرغوبِ شرع ہے۔ نماز باجماعت کے انتظار میں بیٹھے رہنا بڑا ثواب ہے۔ خلافِ سُنّت لمبی نماز پڑھانا ممنوع ہے۔ کسی کی ملازمت کے وقت میں اور کام نہ کرے۔ جو شرط ہو گئی ہو اس کا نباہ ضروری ہے۔ ہاں وہ شرط خلافِ شرع نہ ہونی چاہیئے۔ اذان کا جواب خطیب کو منبر پر بھی دینا چاہیئے اور

اس کی تعلیم بھی منبر پر جمعہ کے دن دینی چاہیئے۔ رکوع سجود میں اعتدال نہ کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے۔ مسلم خون کو حلال کرنا اسلام سے ہاتھ دھونا ہے۔ اسی طرح مسلمان کا مال اور اس کی عزت بھی حرمت والی چیز ہے۔ مکہ معظمہ حرمت والا شہر ہے۔ اسی طرح مدینہ بھی حرمت والا ہے۔ عورتوں کو خیرات زیادہ کرنی چاہیئے۔ بیکار سوالات کرنے حرام ہیں مسلم کی جان و مال اللہ کے ہاں بہت باوقعت ہیں۔ علمی مجلسوں کی طرف سے بے رغبتی نہ کرنی چاہیئے۔ حرام سے تو بچنا ہی چاہیئے مگر شک شبہہ والی چیزوں کے بھی قریب نہ جائے۔ دل کی اور زبان کی پوری اصلاح کرنی چاہیئے۔ دین میں غلو نہ کرے میانہ روی دونوں جہان کو سنوارنے والی چیز ہے۔ اللہ پاک ہمیں نیکیوں کی توفیق بخشے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۝ وَهُوَ الْحَمِيْدُ الْمَجِيْدُ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تیرہویں جمعہ کا دوسرا خطبہ جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ خطبے ہیں

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ۝ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

(۱۷۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نرم آسان قابل عمل سہل دین لیکر آئے اور اسی کی تعلیم امت کو کی۔ ایک مرتبہ ایک جگہ سے گذر ہوتا ہے دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب ایک پتھر پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ بہت دیر کے بعد پھر لوٹے پھر دیکھا کہ وہ اسی حالت میں ہیں تو آپ کھڑے ہوگئے دونوں ہاتھ جمع کر لئے اور یہ خطبہ دیا۔

اَيُّهَا النَّاسُ لَنْ يُّنَجِّيَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْئٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ

اے لوگو کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہیں دلا سکتا لوگوں نے دریافت کیا حضورؐ آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا نہ مجھے مگر اسی صورت میں کہ جناب باری ارحم الراحمین کی رحمت تامہ مجھے ڈھانک لے لوگو درستی پر رہو۔ درمیانہ روی رکھو، اپنے کو تھکا نہ دو کہ خدا کی عبادت ملال اور بیکار نہ ہو بیٹھے

وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ)

نرمی اور آسانی سے جو ہو سکے کرتے چلے جاؤ، کچھ صبح کچھ شام کچھ رات الغرض آہستہ آہستہ درمیانہ چال سے منزل تک پہنچنے کی کوشش میں لگے رہو۔

(۱۷۴) ایک اور خطبے میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُھَا اِلَی اللّٰہِ وَ اِنْ قَلَّ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس پر اس کا عامل مداومت اور ہمیشگی کرے گو وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۷۵) ایک اور خطبے میں یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے۔

اِکْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ۔ (بُخاری)

لوگو! انہی اعمال کی تکلیف اُٹھاؤ جن کی تم میں طاقت ہو۔

پس ہاتھ پاؤں سکھا لینا، اچھا کھانا پینا اپنے اوپر حرام کر لینا، اچھے لباس سے دست کش ہو جانا، پہاڑوں اور جنگلوں میں ٹکراتے پھرنا، جوگی اور فقیر کا بھیس کر لینا، پتے چباتے ہوئے جنگلوں میں عمریں تیر کر دینا وغیرہ۔ آجکل کی صوفیت اور رہبانیت تعلیم اسلام کے یکسر اور سراسر خلاف ہے۔

(۱۷۶) اللہ کے نبیؐ ہمارے سفارشی اور شفیعؐ ایک روز ظہر کی نماز پڑھاتے ہیں پھر منبر پر تشریف لاتے ہیں اور مسجد کے قبلے کی دیوار کی طرف اشارہ کر کے اپنے اس خطبے میں فرماتے ہیں:۔

قَدْ اُرِیْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّیْتُ لَکُمُ الصَّلٰوۃَ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَیْنِ فِیْ قُبُلِ ھٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَکَا لْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ مَرَّتَیْنِ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ)

اب اس نماز پڑھانے کے دوران میں میں مسجد کی اس دیوار کے پیچھے جنت دوزخ کو بالکل صحیح تصویری شکل میں دکھایا گیا۔ آج جیسی بھلائی برائی میں نے کبھی نہیں دیکھی آج جیسی جنت کی سی بہترین جگہ اور جہنم کی سی بدترین جگہ میں نے تو کبھی نہیں دیکھی۔

(۱۷۷) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، دیکھا کہ لوگ ہنس بول رہے ہیں۔ اسی وقت خطبہ سنایا فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ

اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم بھی وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو بہت کم ہنستے اور بہت

كَثِيرًا - (بُخَارِی) زیادہ روتے۔

(۱۷۸) حضورؐ ایک دن منبر پر تشریف لاتے ہیں اور بہت ہی رغبت رہبت کا خطبہ سناتے ہیں فرماتے ہیں:

إِنِّي فَرَطٌ لَّكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ - وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

میں تمہارے لئے سامانِ آخرت تیار کرنے کیلئے تم سے آگے جانے والا۔ تمہارا میر سامان ہوں۔ میں تم پہ گواہ ہوں۔ قسم خدا کی ابھی بھی میں اپنے حوضِ کوثر کو یہیں سے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں منجانب اللہ عطا فرمائی گئی ہیں۔ واللہ مجھے تم پر یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم مشرک بن جاؤ گے۔ ہاں البتہ یہ کھٹکا ہے کہ دُنیا پھیل جائے گی۔ اور تم اُس میں رغبت کرنے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگو گے (اور یہی ابتداءِ ہلاکت ہے۔ اللہ محفوظ رکھے۔)

(۱۷۹) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَّشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعٰى بِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ

لوگوں نے ایک دن حضورؐ سے تابڑتوڑ سوالات کرنا شروع کر دیئے۔ آپ کو سوالات سے گھیر لیا یہانتک کہ آپ کو غصہ آگیا منبر پر چڑھے اور فرمایا۔ جب یہی ہے تو یہی سہی۔ آج مجھ سے جو سوال کرو گے میں اسکا جواب دوں گا اور اس چیز کو بوضاحت بیان کر دوں گا۔ (اب لوگوں نے سمجھ لیا کہ حضورؐ کو ہمارے سوالات نے پریشان کر دیا اور اسوقت آپ سخت غضب ناک ہیں) میں نے جو دیکھا تو دائیں بائیں ہر طرف یہی دیکھا کہ ہر شخص اپنا منہ کپڑے میں لپیٹے ہوئے زار زار رو رہا ہے۔ کون سوال کرتا۔ لیکن ہاں ایک صاحب تھے جنھیں لڑائی کے وقت لوگ اس کے باپ کے سوا اور کی طرف منسوب کرتے تھے، وہ پوچھ بیٹھے کہ یا رسول اللہ میرے باپ کون ہیں؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَارَأَیْتُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ کَالْیَوْمِ قَطُّ اِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِیَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰی رَأَیْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ)

آپ نے فرمایا حذافہ۔ اب تو حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر ہم بدل راضی ہیں، ہم ان فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگ رہے ہیں اب آپ کا غصہ فرو ہوا تو فرمایا آج کی طرح بھلائی بُرائی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ جنت و دوزخ میرے لئے شکل والے بنائے گئے یہانتک کہ میں نے اس دیوار کے پیچھے ان دونوں کو دیکھا۔

(۱۸۰) سفر میں اللہ کے رسولؐ ہیں آپ کے صحابہؓ آپ کے ساتھ ہیں۔ سُنّت کے مطابق جب اونچی جگہ آتی ہے تو چڑھتے ہوئے تکبیر میں یعنی اللہ اکبر کہتے ہیں لیکن باآواز بلند جب کہنے لگے تو فوراً موعظۂ محمدیؐ کے طور پر ارشاد ہوا۔

اَیُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰکِنْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو دور والے غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ بلکہ تم جسے پکارتے ہو وہ تو بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ)

(۱۸۱) حضرت بریرہؓ لونڈی ہیں لیکن یہ لکھت پڑھت ہوگئی ہے کہ نو اوقیہ چاندی ادا کر دیں تو آزاد ہیں۔ ایک مرتبہ یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ آپ میری مدد کیجئے۔ مائی صاحبہؓ نے فرمایا ہاں میں ایسا کروں گی اور تیری آزادگی کی نسبت میری طرف ہوگی یہ واپس گئیں اور اپنے مالک کو سمجھایا اُس نے انکار کیا اور کہا یہ نہیں نسبت وَلا بھی ہماری طرف ہی رہے گی۔ یہ اُلٹے پاؤں واپس آئیں اور یہ خبر پہنچائی اسوقت حضور علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے اسی وقت مسجد تشریف لے گئے۔ منبر پر کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ یَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّیْسَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مَا کَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّاِنْ کَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتابُ اللہ میں نہیں۔ سنو جو شرط کتابِ خدا میں نہیں وہ باطل ہے اگرچہ ایک سو شرطیں کیوں نہ ہوں؟ اللہ تعالیٰ کی قضا زیادہ حقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شرطیں زیادہ مضبوط ہیں۔ سنو! نسبتِ آزادگی تو اس کی طرف ہی رہے گی جو آزاد کرے یا آزاد کرائے۔

وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ)

محترم بھائیو! ذرا سی میری بات بھی سن لیجئے۔ یہ خطبہ تبلا رہا ہے کہ رسول اللہ کی حدیثوں پر بھی کتاب اللہ کا اطلاق اور حکم ہے، ورنہ قرآن میں کسی جگہ نہیں کہ ولا یعنی نسبت آزادگی معتق یعنی آزاد کرنے والے کیلئے ہے۔

(۱۸۲) اسی خطبے کے یہ الفاظ بھی وارد ہیں۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَیْسَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَیْسَ لَہٗ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَۃَ شَرْطٍ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہ ہوں۔ وہ اس کے لئے نہیں (یعنی ایسی شرطیں جو ہوئی ہوں لغو ہیں۔ انھیں پورا کرنے کی ضرورت نہیں گو ہوگئی ہوں اور پختگی سے ہوئی ہوں پھر بھی انھیں توڑ دے) گو وہ ایک دو نہیں بلکہ ایکسو ہوں۔ (نیل الاوطار)

دستور تھا کہ مرنے والا جس سے ناخوش ہے اُسے اپنی ایک۔ پھوٹی کوڑی بھی نہ دی اور جس سے خوش ہو ساری جائداد اُس کے نام کردی۔ قربان جائیں اللہ کے رسولؐ حجۃ الوداع کے خطبے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ دنیا جہان کا آخری انتظام کرنا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی۔ عون المعبود میں ہے۔

(۱۸۳) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ۔ فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ۔

لوگو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے۔ ورثہ مقرر کر دیا ہے (باپ کا بیٹے کا، ماں کا لڑکی کا، میاں کا بیوی کا ہر ایک کا۔ بس وہ حصّہ اُسے ضرور ملے) اب وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں وارث کو اس کے حصّے کے سوا اور کچھ دلوایا گیا ہو تو وہ باطل ہو اُسے کچھ نہ ملے گا۔

حاکم بلقا نے آپ کے قاصد کو ظالمانہ طور پر شہید کر دیا اور شرجیل وغیرہ نے مل کر اعدا اسلام کو علمِ کفر کے نیچے جمع کرنا شروع کر دیا تو حضورؐ نے تین ہزار بہادرانِ اسلام کا لشکر اُن کے مقابلہ کیلئے روانہ فرمایا۔ یہ لشکر جب وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ عیسائیوں کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ ہے۔ جن کے مقابلہ میں یہ تین ہزار آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں لیکن جوشِ اسلام نے شوقِ شہادت نے دل بڑھایا ہمت بندھائی بھڑ گئے۔ معرکہ کارزار گرم ہوا، سردار لشکر حضرت زید

بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کے کشتوں کے پشتے اپنے پیچھے چھوڑتے ہوئے تہوّر و شجاعت کے جوہر دکھاتے اس قدر آگے بڑھ گئے کہ دشمن کے نرغے میں پھنس گئے چوطرف سے بزدل کفار نے ایک مجاہد کو گھیر لیا اور ہر جانب سے تیغ برچھے بلم نیزے اور تلواریں پڑنی شروع ہوگئیں اور خدا کی راہ میں یہ مرد وہیں شہید ہوگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضورؐ کے فرمان کے مطابق اُن کی شہادت کے بعد اسلامی جھنڈا مسلمانوں کے دوسرے امام حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا، یہ جنت کو دیکھتے ہوئے جان کو ہتھیلی پر لئے ہوئے آگے بڑھے شوق شہادت میں گھوڑے سے بھی اُتر گئے اور دشمنوں میں کھلبلی مچادی لیکن مکار حریف نے سارا زور اُسی طرف ڈال دیا اور آپکو بھی آپ کے یاروں سے الگ کر کے گھیر لیا۔ اسی میں آپکا داہنا ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ وہ بھی کٹ گیا تو دانتوں سے تھام لیا۔ آخر ایک جہنمی کا ایسا ہاتھ پڑا کہ ٹھیک دو ٹکڑے ہوگئے۔ اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْہُ وَارْضِہٖ آہ جب آپکے جسم کو دیکھا جاتا ہے تو نوّے زخم راہِ خدا میں لگ چکے تھے۔ مسلمانو! یہ تھے عاشقانِ خدا یہ تھے فدایانِ محمدؐ یہ تھے شیدایانِ اسلام۔ آہ آج اُن کے نام لیوا ہم جیسے زمین کے بوجھ رہ گئے، جن سے اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے۔ آہ یہ سچا جذبہ، آہ یہ کھرا شوق، آہ یہ حقیقی اولوالعزمی آج کہاں نظر آئے؟ اب نقشہ بگڑ چکا تھا عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور باری تھی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضؓ کی۔ یہ تو مست مئے توحید تھے۔ یہ تو جنت خرید چکے تھے، یہ تو خدا سے عہد کر چکے تھے کہ اس جنگ سے واپس نہ جاؤں گا۔ مجاہدین کو شروع سے اب تک لڑانے والے تو یہی تھے علمِ رسولؐ ہاتھ میں لیکر جامِ شہادت ہونٹوں سے لگا کر نعرۂ تکبیر سے دشت و جبل میں گونج پیدا کر دیتے ہیں اور پھر جو حملہ کرتے ہیں تو یہ بھی بیچ لشکر میں جا کر دم لیتے ہیں۔ ساتھی وہاں تک پہنچ نہیں سکتے، تنہا رہ جاتے ہیں۔ دشمن گھیر کر شہید کر دیتا ہے۔ تینوں امام جو امام الرسلؐ نے مقرر فرمائے تھے خدا کی راہ میں جب کھپ گئے۔ میدانِ جنگ کا نقشہ جب کہ بالکل ہی بدل چکا۔ ایک لاکھ کے ٹڈی دَل میں تین ہزار ایسے پھنس گئے کہ ایک کو ایک کا علم بھی نہ رہا۔ اسوقت سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے ہیں۔ جھنڈا ہاتھ میں لیتے ہیں، مجاہدین اسلام کو للکارتے ہیں کہ ہاں آگے بڑھو، جنت کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ حوریں تمہارے استقبال کے لئے آگے بڑھ رہی ہیں۔ رضوان تمہارے منتظر ہیں۔ غلمان تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اُٹھو خدا کے دئے ہوئے سر کو اس کے نام پر اسی کو سونپ دو، اُٹھو اس کی راہ میں اپنے جسم کے ٹکڑے کر دو تاکہ اس میں نورانیت بھر جائے اور نئے سرے سے صرف راحت و آرام کے لئے پیدا ہو جائیں۔ اب آپ میدان میں کود پڑتے ہیں، بجلی کی طرح دشمنوں کے میمنہ میسرہ کو اُلٹ دیتے ہیں آٹھ آٹھ تلواریں آپکے ہاتھ میں ٹوٹ جاتی ہیں لیکن شیرِ خدا کو خبر تک نہیں۔ آخر کامیابی اور فتحمندی کے ساتھ دشمنوں کے نرغے

میں سے نکل کر مسلمانوں کو صحیح سلامت واپس لاتے ہیں۔ ادھر یہ ہو رہا ہے اُدھر مسجد نبوی میں منبر بچھا ہوا ہے اللہ کے رسولؐ اس پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں، جبرئیل علیہ السلام میدانِ جنگ کا نقشہ پیش فرما رہے ہیں، حضورؐ اپنے مدنی ساتھیوں کو اُن کی خبر دیتے ہیں۔ آؤ الفاظ محمدیؐ سنو، اور وہ بھی بخاری شریف سے۔

(۱۸۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مِنْ غَيْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ. وَمَا يَسُرُّنِيْ اَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ اَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ وَاِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جھنڈا زیدؓ نے لیا وہ شہید کر دیئے گئے پھر جعفر رضؓ نے لیا وہ بھی جامِ شہادت نوش فرما چکے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ رضؓ نے لیا انھیں بھی مرتبہ شہادت ملا۔ پھر تو بلا تامّل جھنڈے کو خالد بن ولیدؓ نے لیلیا اور انہی کے سر فتحمندی کا سہرا رہا۔ ہاں سنو نہ انھیں یہ پسند ہے کہ وہ ہمارے پاس رہتے اور سچ تو یہ ہے کہ نہ ہم یہ چاہتے ہیں (کیونکہ ان کے بلند درجے جو انھیں حاصل ہیں، اُن کے بعد نہ وہ ہمارے پاس آنا چاہیں اور نہ ہم انھیں اپنے پاس رکھنا چاہیں کیونکہ اس میں اُن کی کسرِ شان ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

جہاد کی اور مجاہدین کی غازیوں کی اور شہیدوں کی فضیلت کس سے مخفی ہے؟ الٰہی تو مجاہدین کو اَوج عطا فرما، مسلمانوں کو ذوقِ جہاد عطا فرما۔ خدایا ساری زمین پر اسلام پھیلا، پروردگار سب کو اپنا غلام اور اپنے رسولؐ کا تابعِ فرمان بنا۔ آج کا خطبہ بہت بڑھ گیا۔ اللہ معاف فرمائے۔ اُٹھو نماز کو اللہ تم پر رحم فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ "خطبات محمدیؐ" کی پہلی جلد ختم ہوئی اللہ تعالیٰ اسکا ثواب حضرت مصنف مولانا محمد صاحب کو پہنچائے اور قبولیت عامہ عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

(آل عمران - ۱۳۸)

خطبات نبوی کا مستند ترین مجموعہ

مُسمّٰی بہ

خُطباتِ محمّدی

جلد دوئم

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو پینسٹھ ۲۶۵ خطبات، انہی صحابہ کرام کی روایات اور حدیث و تفسیر کی پچاس مستند کتابوں کے حوالوں سے نقل کرکے عربی متن اور سلیس اُردو ترجمہ کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں

مؤلّفہ

خطیب الہند مولانا محمّد صاحب محدّث جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

الدار السلفیہ

۲۴۲ جے بی بی مارگ (بلاسس روڈ) متصل مہاراشٹرا کالج بمبئی ۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چودھویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ہ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ہ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ہ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ہ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ہ وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ہ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ہ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ

فَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ہ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّۃُ نَعِیْمٍ ہ وَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ ہ فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ہ وَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُکَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ہ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ہ وَّتَصْلِیَۃُ جَحِیْمٍ ہ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ ہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ہ (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ہ)

برادران! جانتے ہو کس کے دربار دُربار میں بیٹھے ہو؟ اُس خدا کے جس نے آسمان کو مثل چھت کے بنایا ہے اور بے سہارے کھڑا کر دیا ہے۔ جس نے زمین کو فرش بنا دیا ہے۔ جس کے قبضے میں پُروا پچھوا ہوائیں ہیں جو دُور نزدیک کی سُننے والا ہے۔ جو آسمانوں کے اُوپر کی۔ اور زمینوں کے نیچے کی جانتا ہے۔ جو اپنی ذات میں اپنی صفتوں میں اور اپنے افعال میں یکتا ہے۔ جس کے سامنے جس طرح ایک تنکا بے بس اور عاجز و لاچار ہے اسی

طرح ساری مخلوق بھی بے بس، بیکس، عاجز و لاچار ہے۔ جس طرح ہم سب گنہگار اُس کے بندے اور غلام ہیں اسی طرح تمام اولیاء، انبیاء اور فرشتے بھی اُس کی غلامی میں اور اس کی بندگی میں ہیں کس کی مجال جو اُس کی مرضی کے خلاف لب ہلائے؟ کس کی طاقت کہ اُس کے کسی نفع نقصان کا مالک ہو۔ بھائیو! آؤ اُس رب کی تعریفیں کریں اور دل سے کہیں کہ الٰہی جو نعمتیں ہمارے پاس ہیں سب تیری دی ہوئی۔ تو ہی حقیقی شہنشاہ۔ تو ہی سب کا مالک اور سب کا خالق، ایک تو ہی ہر طرح کی عبادتوں کے لائق۔

ہم تیری حمد و ثنا کے بعد تیری بڑائی اور عظمت بیان کرتے ہیں۔ اور تیرے نبی آخر الزماںؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ الٰہی ہماری طرف سے ہمارے نبیؐ کو ہمارا درود و سلام اپنے فضل و کرم سے پہنچا دے۔ آمین۔

اما بعد! جو آیتیں آج کے خطبے میں تلاوت کی گئی ہیں ان میں جنابِ باری نے بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے تین گروہ ہوں گے۔ ایک تو مقربین کا خدا سے جو قریب ہوں گے۔ دوسرا داہنے ہاتھ والوں کا جو درجات میں ان سے کم ہوں گے۔ تیسرے بائیں ہاتھ والے جو جہنمی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں سے نہ کرے۔ آمین۔

مجھے معلوم ہے کہ آپ آج بھی گذشتہ جمعوں کی طرح اللہ کے نبیؐ کے خطبے سننے کے مشتاق ہیں۔ سُننے میں آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شخصی وعظ سُنا دوں۔

(۱۸۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ یَعِظُهٗ۔ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ۔ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ۔ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ)

حضورؐ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا۔ پانچ نعمتوں کو پانچ آفتوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے۔ (۳) مالداری کو فقیری سے پہلے۔ (۴) فراغت کو مشغولی سے پہلے۔ (۵) زندگی کو موت سے پہلے۔

(۱۸۶) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک یہودیہ عورت اللہ واسطے کچھ مانگنے کے لئے آتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے کھلا دو، اللہ تعالیٰ تمہیں دجّال کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے بچائے۔ مجھے ایک خیال سا بندھ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بطورِ تعجب میں نے اس یہودیہ عورت کا یہ قول نقل کیا۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (واپس لوگوں کے مجمع میں جاکر) کھڑے ہو کر خطبہ

فرمانے لگے پہلے تو آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے فتنۂ دجّال اور عذاب قبر سے پناہ مانگی پھر یہ بیان فرمایا۔

اَمَّا فِتْنَةُ الدَّجَّالِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا
حَذَّرَ اُمَّتَهٗ وَسَاُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيْثٍ لَمْ
يُحَدِّثْهُ نَبِيٌّ اُمَّتَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ
يَقْرَؤُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ فَاَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ
فَبِيْ يُفْتَنُوْنَ وَعَنِّيْ يُسْاَلُوْنَ فَاِذَا كَانَ
الرَّجُلُ الصَّالِحُ اُجْلِسَ فِيْ قَبْرِهٖ غَيْرَ
فَزِعٍ وَّلَا مَشْغُوْفٍ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ فَمَا
كُنْتَ تَقُوْلُ فِي الْاِسْلَامِ؟ فَيُقَالُ مَا هٰذَا
الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ
اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَتُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ
النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا
فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ
تُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى
زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ
مِنْهَا وَيُقَالُ عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ
مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْشَآءَ اللّٰهُ وَاِذَا كَانَ
الرَّجُلُ السُّوْٓءُ اُجْلِسَ فِيْ قَبْرِهٖ فَزِعًا
مَّشْغُوْفًا فَيُقَالُ لَهٗ فَمَا كُنْتَ تَقُوْلُ فَيَقُوْلُ
سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا

فتنۂ دجّال سے ہر نبی اپنی اُمت کو ہوشیار کرتا رہا میں
بھی تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں اور میں دجّال کی
ایک ایسی نشانی بیان کرتا ہوں کہ کسی اور نبی نے بیان
نہیں کی وہ یہ کہ دجّال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ اس
عیب سے پاک ہے اور یہ کہ اس کی پیشانی پر "کافر"
لکھا ہوا ہے جسے ہر ایماندار پڑھ لیگا۔ رہا فتنۂ قبر اس کی نسبت
بھی سن لو۔ وہاں میری ذات سے تمہاری آزمائش کی
جائے گی اور میری بابت تم سے سوال کیا جائے گا۔
نیک شخص کو اس کی قبر میں بٹھایا جائے گا آرام اور اطمینان
سے بغیر گھبراہٹ اور پریشانی کے، پھر اُس سے پوچھا
جائیگا کہ تو اسلام کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ اور اس
کے بارے میں جو تم میں تھے تیرا کیا عقیدہ تھا؟ وہ
جواب دیگا کہ آپؐ کا نام محمدؐ تھا۔ آپؐ خدا کے سچے
رسول تھے۔ ہمارے پاس خدائی دلیلیں لے کر آئے
تھے۔ ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ اس جواب کے بعد
اس کی قبر میں سے ایک کھڑکی دوزخ کی طرف کھل جاتی
گی۔ یہ دیکھیگا کہ اس کا بعض حصہ بعض کو کھائے جا رہا
ہے۔ اُسے کہا جائیگا کہ دیکھ اس جہنم سے اللہ تعالیٰ
نے مجھے نجات دی۔ پھر اس کی قبر میں سے ایک دروازہ
جنت کی طرف کھل جاتا ہے اور یہ خود اُس کی تر و تازگی
راحت و سرور دیکھنے لگتا ہے اُس وقت اُسے کہا

قَالُوْا فَيُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا۔ فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ۔ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا۔ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ۔ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُعَذَّبُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ)

جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانہ یہ ہے، تو یقین پر ہی زندہ تھا یقین پر ہی مرا۔ اور انشاء اللہ یقین پر ہی تو اُٹھایا جائے گا۔ ہاں جب انسان بُرا ہوتا ہے تو اسے اُس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ گھبراہٹ اور پریشانی میں بے ہوش سا ہوتا ہے۔ اُس سے پوچھا جاتا ہے تو کیا کہتا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تھا وہی میں بھی کہتا تھا۔ اب اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھولی جاتی ہے یہ اُس کی نعمتوں اور راحتوں کو دیکھتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے اس سے تو تو محروم ہو گیا۔ پھر اُس کی قبر کا ایک دروازہ جہنم کی طرف کھولا جاتا ہے یہ اُسے دیکھتا ہے کہ پانی کے تلاطم کی طرح آگ اوپر نیچے ہو رہی ہے تو اُسے کہا جاتا ہے کہ اب تیرا ٹھکانہ یہی ہے۔ تو شک پر تھا، شک میں مرا اور شک ہی پر قبر سے بھی اُٹھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اُسے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد)

بھائیو! عذابِ قبر سے ہر وقت خدا کی پناہ مانگتے رہو۔ آؤ اسی کی بابت حضور اکرمؐ کا ایک خطبہ اور سُن لو۔

(۱۸۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا، ہم اُن کے جنازے میں گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تھے۔ قبرستان پہنچے تو ابھی (لحد) قبر تیار نہیں ہوئی تھی۔ تو حضور بیٹھ گئے ہم بھی آپؐ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ ہم سب اس طرح خاموش اور بے حس و حرکت تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرند بیٹھے ہیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک تنکا تھا جسے آپؐ زمین پر پھیر رہے تھے۔ سر جھکا ہوا تھا۔ ذرا سی دیر میں آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا۔ لوگو عذابِ قبر سے خدا کی پناہ مانگو۔ دو یا تین مرتبہ یہ حکم دیا۔ پھر یہ وعظ بیان فرمایا۔

اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ٥ حِيْنَ يُقَالُ لَهٗ يَا هٰذَا مَنْ رَّبُّكَ؟ وَمَا دِيْنُكَ؟ وَمَنْ نَّبِيُّكَ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ مُنْكَرٌ وَّنَكِيْرٌ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ

لوگ جب میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں ابھی اُن کی جوتیوں کی آہٹ وہ سُن ہی رہا ہے کہ اُس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں۔ اُسے بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ اے شخص تبلا تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ نیک میت جواب

اللّٰہُ۔ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ وَمَا دِیْنُکَ؟ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ؟ فَیَقُوْلُ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ وَمَا یُدْرِیْکَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ وَاٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ فَذَالِکَ قَوْلُہٗ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ۔ فَافْرُشُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ۔ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ۔ فَیَاْتِیْہِ مِنْ رَّوْحِھَا وَطِیْبِھَا۔ وَیُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ مَدَّ بَصَرِہٖ وَاِنَّ الْکَافِرَ فَذَکَرَ مَوْتَہٗ۔ قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ ٥ وَیَاْتِیْہِ مَلَکَانِ مُنْکَرٌ وَّنَکِیْرٌ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّکَ؟ فَیَقُوْلُ ھَاہْ ھَاہْ لَآ اَدْرِیْ۔ فَیَقُوْلَانِ مَا دِیْنُکَ؟ فَیَقُوْلُ ھَاہْ ھَاہْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ؟ فَیَقُوْلُ ھَاہْ ھَاہْ لَا اَدْرِیْ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ قَدْ کَذَبَ فَافْرُشُوْہُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی النَّارِ فَیَاْتِیْہِ مِنْ حَرِّھَا وَسَمُوْمِھَا وَیُضَیَّقُ عَلَیْہِ قَبْرُہٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْہِ اَضْلَاعُہٗ زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ۔ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَہٗ اَعْمٰی اَبْکَمُ مَعَہٗ مِرْزَبَۃٌ مِّنْ حَدِیْدٍ لَّوْ ضُرِبَ بِھَا جَبَلًا لَّصَارَ تُرَابًا

دیتی ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میرا دین اسلام ہے میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہم میں بھیجے گئے تھے۔ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں یہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے۔ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اُسے سچّا جانا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا جس میں فرمانِ خداوندی ہے کہ اللہ پاک ایمان والوں کو سچی اور مضبوط بات کے ساتھ ثابت رکھتا ہے زندگانیٔ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اُسی وقت آسمان سے منادی ہوتی ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے اس کیلئے جنتی فرش بچھا دو۔ اُسے جنتی لباس پہنا دو اس کی قبر میں سے جنت کی طرف کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے اور جنت کی تری تازگی، خوشبو وغیرہ اُسے پہنچنے لگتی ہے اور جہاں تک نگاہ کام کرے اُس کی قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔ کافر کی موت اور اس موت کی سختی اور بُرائی بیان فرما کر آپؐ نے فرمایا کہ جب قبر میں اُس کی رُوح اُس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اسی وقت اُس کے پاس بھی دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ گھبرا کر کہتا ہے ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں، تیرا دین کون سا ہے؟ پھر یہی جواب دیتے ہیں۔ فرشتے پھر پوچھتے ہیں۔ ان کے بارے میں تو کیا کہتا ہے جو تم میں بھیجے گئے تھے۔ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں یہ بھی نہیں جانتا۔ اسی وقت

فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَنْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ تُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ)

آسمان سے آواز آتی ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لئے جہنم کا بستر بچھا دو، اسے جہنمی لباس پہنا دو۔ اور اس کے لئے جہنم کی طرف کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ یہی ہوتا ہے اور اسے جہنم کی حرارت طپش بھاپ اور آگ کی لپٹیں لگنے لگتی ہیں۔ اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ دائیں جانب کی پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں طرف کی دائیں طرف گھس جاتی ہیں۔ پھر اس کی قبر میں ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کی آنکھیں نہیں ہوتیں (اور وہ گونگا ہوتا ہے)۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گھن ہوتا ہے کہ اگر وہ اسے کسی بڑے سے پہاڑ پر مار دے تو وہ پس جائے، مٹی بن جائے۔ اس سے وہ اسے مارتا ہے۔ جس کی آواز مشرق مغرب والے سب سنتے ہیں سوائے انسانوں اور جنوں کے۔ اس گرز کے پڑتے ہی اس کا چورا ہو جاتا ہے، یہ مٹی بن جاتا ہے لیکن پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے اور یہی عذاب اسے ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ برادران! اس خطبے میں آپ نے سنا ہے کہ حضورؐ نے کفار کی موت کا اور اس کی سختی کا بیان فرمایا۔ یہ بھی آپ سن لیجئے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔

(۱۸۸) اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِيْ اِنْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ۔ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ وَيَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ۔ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ۔ قَالَ فَتَخْرُجُ فَتَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ فَيَأْخُذُهَا۔ فَاِذَا

ایماندار کی موت کے وقت جب کہ وہ دنیا کی آخری ساعت میں اور آخرت کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے۔ اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں چمکتے ہوئے نورانی سفید چہروں والے گویا کہ ان کے چہرے سورج کی طرح منور ہیں۔ ان کے ساتھ جنت کے کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں۔ یہ سب باادب اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ جہاں تک نگاہ کام کرے وہاں تک یہی نظر آتے ہیں۔ اسی وقت ملک الموت تشریف لاتے ہیں اور مرنے والے کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے پاک روح چل اللہ کی مغفرت اور اس کی رضامندی کی طرف۔ یہ سنتے ہی اس کی روح

أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ
حَتّٰى يَأْخُذُوهَا فَيَجْعَلُوهَا فِي ذٰلِكَ الْكَفَنِ
وَفِي ذٰلِكَ الْحَنُوطِ۔ وَيَخْرُجُ مِنْهُ كَأَطْيَبِ
نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ
قَالَ فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلَا يَمُرُّونَ عَلٰى مَلَإٍ
مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ۔ إِلَّا قَالُوا مَا هٰذَا الرُّوحُ
الطَّيِّبُ؟ فَيَقُولُونَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ بِأَحْسَنِ
أَسْمَآئِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا
حَتّٰى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا۔
فَيَسْتَفْتِحُونَ لَهٗ فَتُفْتَحُ لَهٗ۔ فَيُشَيِّعُهٗ مِنْ
كُلِّ سَمَآءٍ مُقَرَّبُوهَا إِلَى السَّمَآءِ الَّتِي تَلِيهَا حَتّٰى
يُنْتَهٰى بِهَا إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ
عَزَّ وَجَلَّ۔ اُكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي
فِي عِلِّيِّينَ وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ فِي جَسَدِهٖ
(ثُمَّ ذَكَرَ سُؤَالَ الْمَلٰئِكَةِ وَغَيْرَهٗ كَمَا
مَرَّ) قَالَ وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الثِّيَابِ
طَيِّبُ الرِّيحِ فَيَقُولُ أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ
هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ۔ فَيَقُولُ
أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ۔ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي
كُنْتَ تُوعَدُ۔ فَيَقُولُ مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ
الْوَجْهُ الْحَسَنُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ۔ فَيَقُولُ
أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ۔ فَيَقُولُ رَبِّ أَقِمِ
السَّاعَةَ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى أَرْجِعَ
إِلٰى أَهْلِي وَمَالِي۔ وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ

آسانی کے ساتھ جسم سے باہر ہو جاتی ہے، جیسے مشک سے پانی کا قطرہ ٹپک جائے۔ ملک الموت کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے جنتی فرشتے اُسی وقت اُسے لے لیتے ہیں اور جنتی خوشبوئیں مل کر جنتی کفن میں اُسے لپیٹ لیتے ہیں اُس کی خوشبو ایسی اُڑتی ہے کہ تم نے کبھی روئے زمین پر ایسی عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ اب یہ فرشتے اُسے لیکر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جو جماعتیں اُن سے ملتی ہیں وہ اُن سے دریافت کرتی ہیں کہ یہ پاک رُوح کس کی ہے؟ یہ اُس کا وہ بھلا نام بتلاتے ہیں جس سے یہ دنیا میں مشہور تھا۔ اسی طرح آسمانِ اوّل تک پہونچتے ہیں۔ اُسے کھلواتے ہیں وہ کھول دیا جاتا ہے اور یہاں کے مقرب فرشتے بھی اُس کا استقبال کرتے ہیں اور پھر دوسرے آسمان تک اُسے پہنچانے جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے۔ جناب باری عزوجل فرماتا ہے میرے اس بندے کی کتاب علیین میں لکھ لو اور اسے اسکے جسم کی طرف زمین کی جانب لوٹا دو۔ (اس کے بعد اُس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور وہ سوال وجواب وغیرہ ہوتے ہیں جن کا بیان پہلے خطبے میں گذر چکا ہے۔) اس کے ختم ہوتے ہی اس کے پاس ایک شخص آتا ہے بہت ہی خوبصورت، حسین، بہترین لباس پہنے ہوئے خوشبو سے مہکتا ہوا اور اس سے کہتا ہے خوش ہو جاؤ، اب تو راحت

إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ
مِّنَ الْآخِرَةِ۔ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ سُوْدُ
الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ۔ فَيَجْلِسُوْنَ مِنْهُ
مَدَّ الْبَصَرِ۔ ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى
يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهٖ۔ فَيَقُوْلُ أَيَّتُهَا النَّفْسُ
الْخَبِيْثَةُ اُخْرُجِيْ إِلٰى سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
غَضَبٍ۔ فَتَفَرَّقُ فِيْ جَسَدِهٖ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا
يُنْزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ الْمَبْلُوْلِ فَيَأْخُذُهَا
فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ
عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوْهَا فِيْ تِلْكَ الْمُسُوْحِ۔ وَ
يَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ جِيْفَةٍ وُّجِدَتْ عَلٰى
وَجْهِ الْأَرْضِ۔ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا۔ فَلَا يَمُرُّوْنَ
بِهَا عَلٰى مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِلَّا قَالُوْا مَا
هٰذِهِ الرِّيْحُ الْخَبِيْثَةُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ
ابْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِيْ كَانَ يُسَمّٰى
بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ
الدُّنْيَا۔ فَيُسْتَفْتَحُ لَهٗ فَلَا يُفْتَحُ لَهٗ۔ ثُمَّ قَرَأَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ لَا
تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ
فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ اُكْتُبُوْا كِتَابَهٗ
فِيْ سِجِّيْنٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلٰى۔ ثُمَّ تُطْرَحُ
رُوْحُهٗ طَرْحًا۔ ثُمَّ قَرَأَ۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ

وسرور، چین و آرام ہی ہے اسی دن کا آپ سے وعدہ کیا
جارہا تھا۔ یہ اُس سے پوچھتا ہے آپ کون ہیں؟ آپ
کی خوبصورتی، رعنائی اور اچھائی نے میرا دل موہ لیا۔
وہ جواب دیتا ہے کہ میں آپ کے نیک اعمال کا مجسمہ ہوں
اب تو یہ مارے خوشی کے اچھل پڑتا ہے اور دعائیں
کرنے لگتا ہے کہ الٰہی قیامت جلدی قائم ہو جائے تاکہ
میں اپنے انعامات حاصل کر لوں، اور اپنے میں جا بیٹھوں
اور اپنے مال کو پالوں۔ برخلاف اس کے جب کافر کی
موت کی گھڑی آتی ہے تو سخت خوفناک سیاہ چہروں والے
فرشتے جہنمی ٹاٹ لئے ہوئے اس قدر آتے ہیں کہ جہاں
تک اس کی نگاہ کام کرے وہی وہ نظر آتے ہیں پھر
ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ کر فرماتے ہیں۔
اے ناپاک خبیث روح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب
وغصہ کی طرف چل۔ یہ سنتے ہی وہ رُوح جسم میں ادھر
اُدھر چھپنے لگتی ہے۔ ملک الموت علیہ السلام اُسے جبرًا
گھسیٹ لیتے ہیں جس طرح کسی کی کھال اُتاری جائے
اُن کے ہاتھ سے فرشتے اُسی وقت لے لیتے ہیں
اور جہنمی ٹاٹ میں اُسے لپیٹ لیتے ہیں۔ اس قدر
بدبو اس سے نکلتی ہے کہ رُوئے زمین پر ایسی بدبو کسی
مُردار کی تم نے کبھی نہ سونگھی ہو، اب اُسے لیکر اوپر
چڑھنے لگتے ہیں۔ فرشتوں کی جو جماعت ملتی ہے۔ دریافت
کرتی ہے کہ یہ خبیث رُوح کس کی ہے؟ یہ اُس کا وہ
نام بتا دیتے ہیں، جس بدترین نام سے یہ دُنیا میں

بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ہ فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ ہ ثُمَّ ذَكَرَ سُوَالَ الْمَلٰئِكَةِ وَجَوَابَهٗ وَعَذَابَ الْقَبْرِ عَلَيْهِ كَمَا مَرَّ) وَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُوْءُكَ . اَبْشِرْ بِهَوَانٍ مِّنَ اللّٰهِ وَعَذَابٍ مُّقِيْمٍ - هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِالشَّرِّ مَنْ اَنْتَ ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ الْقَبِيْحُ - يَجِيْءُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ كُنْتَ بَطِيْئًا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ سَرِيْعًا فِيْ مَعْصِيَتِهٖ - فَجَزَاكَ اللّٰهُ شَرًّا - فَيَقُوْلُ رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ - الخ (رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ)

مشہور تھا۔ اسی طرح جب آسمان دُنیا تک پہنچ جاتے ہیں، دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں۔ لیکن کھولا نہیں جاتا۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ یہ جنت میں جاسکتے ہیں۔ جب تک کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ نہ چلا جائے۔ اسی وقت جناب باری کا فرمان صادر ہوتا ہے کہ اس کی کتاب زمینوں کے نیچے سجین میں لکھ لو۔ اور وہیں سے اس کی رُوح پھینک دی جاتی ہے جیسے قرآن میں ہے خدا کے ساتھ جس نے شرک کیا گویا کہ وہ آسمان سے پھینک دیا گیا۔ اب خواہ اسے راستے میں سے ہی پرندے اُچکیں یا اسے ہوائیں کسی خطرناک دور دراز کے گڑھے میں پھینک دیں۔ اب اس کی رُوح اُس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے (پھر اس سے سوال وجواب ہوتے ہیں جیسے کہ اس سے پہلے کے خطبے میں بیان ہوا) پھر اُس کے پاس ایک نہایت ہی ڈراؤنی، خوفناک، سیاہ شکل والا شخص آتا ہے جو بدترین لباس میں ہوتا ہے اور جسم ولباس سے سڑی ہوئی بدبو اور ناپاک بھبکا اُٹھتا ہوتا ہے وہ اُس سے کہتا ہے لے اب میرے وقت کے لئے تیار ہوجا۔ اب تیرے لئے سوائے برائی اور بدی کے، عذاب وسزا کے، ذلت اور رسوائی کے کوئی چیز نہیں۔ آج ہی کا تجھ سے وعدہ تھا اب عذاب کے مزے چکھ، یہ ڈر کر، گھبرا کر، حیرت زدہ ہوکر ڈرتا، کانپتا اس سے پوچھتا ہے تو ہے کون؟ تیری ہیبت سے تو میں ادھ مرا ہو رہا ہوں۔ وہ کہتا ہے میں تیری بداعمالیوں اور گناہوں کا مجسمہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے بھاگتا تھا اور جی چراتا تھا اور خدا کی نافرمانیاں لپک کر بھبک کر کرتا تھا اب اپنے کرتوت کا بدترین مزہ چکھ۔

(۱۸۹) یہی خطبہ کتاب ترغیب ترہیب میں بھی ہے اس میں منکر نکیر جو مومن کے پاس آتے ہیں اُن کی بابت حضور

کا فرمان ہے۔

یَاْتِیَانِہٖ مُنْکَرٌ وَّ نَکِیْرٌ یُثِیْرَانِ الْاَرْضَ بِاَنْیَابِہِمَا وَیُلْجِفَانِ الْاَرْضَ بِشِفَاہِہِمَا۔

یعنی وہ دونوں فرشتے منکر نکیر اپنے ناخنوں سے زمین کو کھودتے ہوئے اور اپنے ہونٹوں سے زمین کو چباتے ہوئے آتے ہیں

اور کافروں کے پاس آنے میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

اَصْوَاتُہُمَا کَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ۔ وَاَبْصَارُہُمَا کَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ۔ (ترغیب ترہیب منذری)

کفار کے پاس آتے ہوئے ان کی آوازیں ایسی گڑگڑاہٹ والی ہوتی ہیں گویا بادل گرج رہے ہیں اور آنکھیں ان کی ایسی شعلہ بار ہوتی ہیں کہ گویا بجلیاں برسا رہی ہیں۔

(۱۹۰) طبرانی کی روایت میں بُرے لوگوں کے عذاب قبر کا ذکر کرتے ہوئے حضورؐ کا اپنے خطبے میں یہ فرمانا بھی موجود ہے

تُسَلَّطُ عَلَیْہِ عَقَارِبُ وَتَنَانِیْنُ۔ لَوْنَفَخَ اَحَدُہُمْ عَلَی الدُّنْیَا مَا اَنْبَتَتْ شَیْئًا تَنْہَشُنَہٗ۔ (طبرانی)

یعنی اُس کی قبر میں بختی اونٹوں کے برابر بچھو اور (ایک سو میں ایک کم) ازدھے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ اور وہ ہیں بھی ایسے زہریلے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو ساری زمین ایسی خشک ہو جائے کہ اس میں سے پھر کوئی چیز پیدا نہ ہو سکے۔ یہ سانپ بچھو اُسے قیامت تک چمٹے اور لپٹے رہیں گے۔

(۱۹۱) اوسط طبرانی کی روایت میں منکر نکیر کی بابت حضورؐ کے خطبے میں یہ الفاظ ہیں۔

اَعْیُنُہُمَا مِثْلُ قُدُوْرِ النُّحَاسِ وَاَنْیَابُہُمَا مِثْلُ صَیَاصِی الْبَقَرِ۔ وَاَصْوَاتُہُمَا مِثْلُ الرَّعْدِ۔

اُن کی آنکھیں تانبے کے دیگوں کی طرح ہوں گی۔ اور اُن کے ناخن گائے بیل کے سینگوں جیسے ہوں گے۔ اور اُن کی آوازیں گرج اور کڑک کی طرح ہوں گی۔

بھائیو! آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خطبے سُن لئے۔ کچھ تو وہ ہوں گے جنہیں باغ و بہار اور رضامندیٔ پروردگار قبر میں ملے گی۔ اور کچھ ہوں گے جن پر ایک طرف عذابِ نار، دوسری جانب خدائے تعالیٰ کی پھٹکار ہوگی۔ پس میں کہوں گا کہ اس وقت جب کہ ہم دربارِ خدا میں ہیں جمعہ کا دن ہے۔ خطبے کا وقت ہی آؤ ہم جھولیاں پھیلا کر، دامن پسار کر، ہاتھ اُٹھا کر، دل لگا کر، گڑگڑا کر، عاجزی کر کے، رو کر، آنسو بہا کر خدائے تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ارحم الراحمین سے دُعا کریں کہ الٰہی ہماری قبروں کو ہمارے لئے جنت کے باغیچے بنا، انہیں دوزخ کے گڑھے نہ بنا۔ الٰہی اپنی رحمت سے محروم نہ رکھ۔ پروردگار قبر کی تنہائی سے، وہاں کی بیکسی سے،

وہاں کے سانپ بچھو سے، وہاں کے اندھیرے سے، وہاں کی وحشت اور دہشت سے ہمیں نجات دے۔ ہمیں منکر نکیر کے سوال جواب پر ثابت قدم رکھ۔ الٰہی تو گواہ رہ کہ ہم تیرے رب ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسولؐ ہونے پر راضی ہیں اور ہماری تہِ دل سے یہ گذارش ہے پس قبر میں بھی تو اپنے رحم وکرم لطف ومہر سے یہی جواب ہمارے منہ سے نکلوا۔ اے کریم خدا ہماری دعا قبول فرما اور ہمیں موت کی سختی سے سکرات کی دشواری سے، عذابِ قبر سے محفوظ رکھ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ۝ اٰمِيْن يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

چودھویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے رسولؐ پر درود وسلام کے بعد میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنے خطبے کے اس دوسرے حصے میں یہ بھی بتلا دوں کہ بعض ایسے کام بھی ہیں جنہیں ہم اپنے نزدیک بہت چھوٹے کام سمجھتے ہیں اور دراصل وہ بہت بڑے ہیں اُن کے باعث گناہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ سنیئے۔

(۱۹۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمًا اِذْ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ

ایک دن رسولِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ سنا رہے تھے کہ اچانک آپ کی مسجد کی قبلہ رُو دیوار پر نظر پڑی، دیکھا کہ وہاں کسی نے کھنکھار

قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَكَّهَا
قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ فَدَعَا بِزَعْفَرَانٍ فَلَطَخَهُ
بِهٖ۔ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قِبَلَ وَجْهِ
اَحَدِكُمْ اِذَا صَلّٰى فَلَا يَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

اور تھوک ڈال رکھا ہے اُسے دیکھتے ہی آپؐ نے لوگوں پر سخت غصہ کیا۔ پھر اُسے اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا اور زعفران منگوا کر وہاں مل دی پھر فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے، اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس اپنے سامنے کو نہ تھوکا کرو۔

(۱۹۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَاٰى نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ
عَلَى النَّاسِ فَقَالَ۔ مَا بَالُ اَحَدِكُمْ يَقُوْمُ
مُسْتَقْبِلَ رَبِّهٖ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهٗ اَيُحِبُّ
اَحَدُكُمْ اَنْ يُّسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِيْ وَجْهِهٖ؟ اِذَا
بَصَقَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهٖ اَوْ لِيَتْفُلْ
هٰكَذَا فِيْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ اَرَانِيْ اِسْمَاعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ
عُلَيَّةَ يَبْصُقُ فِيْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ يَدْلُكُهٗ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

مسجد کی قبلے کی طرف والی دیوار پر آپؐ نے کھنکھار اور رینٹ دیکھ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ یہ کیا بات ہے کہ تم میں سے ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر پھر اپنے سامنے ہی تھوک دیتا ہے؟ کیا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ کوئی تمہارے سامنے کھڑا ہو کر تمہارے منہ پر تھوک دے؟ سنو (اگر حالتِ نماز میں) تھوک آجائے تو اپنے بائیں تھوک دیا کرو، یا اس طرح کر لیا کرو (یعنی اپنے کپڑے میں تھوک کر اسے مل لو)

(۱۹۴) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
تُعْجِبُهُ الْعَرَاجِيْنُ اَنْ يُّمْسِكَهَا بِيَدِهٖ فَدَخَلَ
الْمَسْجِدَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّفِيْ يَدِهٖ وَاحِدٌ مِّنْهَا
فَرَاٰى نُخَامَاتٍ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ فَحَتَّهُنَّ حَتّٰى
اَنْقَاهُنَّ۔ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضَبًا
فَقَالَ۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّسْتَقْبِلَهٗ رَجُلٌ
فَيَبْصُقَ فِيْ وَجْهِهٖ؟ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی رکھنا پسند کرتے تھے۔ ایک دن اُسی حالت میں مسجد تشریف لائے قبلے کی دیوار پر تھوک وغیرہ دیکھ کر آپؐ کو بہت غصہ آیا۔ اپنے دست مبارک سے وہ سب صاف کر دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں سے کسی کو یہ اچھا لگتا ہے کہ کوئی اور اُس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کے منہ پر تھوک دے؟ سنو! تم جب نماز میں ہوتے ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا

اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهٗ - وَالْمَلَكُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ - فَلَا يَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ - (رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ)

ہے اور فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے۔ پس حالتِ نماز میں نہ اپنے سامنے کی طرف تھوکو۔ نہ دائیں جانب۔

(۱۹۵) ابن خزیمہ میں بھی حضورؐ کا یہ خطبہ موجود ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فِيْ صَلَاتِكُمْ فَلَا تُوَجِّهُوْا شَيْئًا مِّنَ الْاَذٰى بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ (ابْنِ خُزَيْمَةَ)

تمہاری نماز کی حالت میں اللہ عزوجل تمہارے سامنے ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی ایسی چیز تھوک وغیرہ اپنے سامنے حالت نماز میں نہ پھینکو۔

(۱۹۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اس خطبے میں آپ کا یہ فرمان بھی مروی ہے۔

اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يُّعْرِضَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ - فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ - وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ - وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى - فَاِنْ عَجِلَتْ بِهٖ بَادِرَةٌ فَلْيَتْفُلْ بِثَوْبِهٖ هٰكَذَا وَوَضَعَهٗ عَلٰى فِيْهِ ثُمَّ دَلَكَهٗ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد)

تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اللہ عزوجل اس سے منہ پھیر لے؟ سنو! نماز کی حالت میں تمہارے منہ کے سامنے خدا ہوتا ہے۔ پس کوئی بھی اپنے سامنے کی جانب (حالتِ نماز میں) ہرگز نہ تھوکے۔ نہ دائیں جانب تھوکے بلکہ بائیں طرف اپنے بائیں پیر کے نیچے تھوک لے۔ اگر بے ارادہ جلدی سے آجائے تو اپنے کپڑے ہی میں اس طرح تھوک لے۔ پھر آپؐ نے کپڑا اپنے منہ پر رکھ کر اسمیں تھوک کر اُسے مل کر دکھایا کہ اس طرح کرلے۔

(۱۹۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَرَاٰى فِيْهِ نَاسًا يُّصَلُّوْنَ رَافِعِيْ اَبْصَارِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ يَّشْخَصُوْنَ اَبْصَارَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ اَوْلَا تَرْجِعُ اِلَيْهِمْ اَبْصَارُهُمْ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ بعض لوگ نماز میں ہیں اور نگاہیں اُن کی آسمان کی طرف ہیں۔ تو آپ نے سب کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ یا تو لوگ اس فعل سے باز رہیں ورنہ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اندھا کر دے۔

(۱۹۸) اس خطبے میں بروایت اوسط طبرانی یہ بھی مروی ہے۔

اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلَا يَرْفَعْ بَصَرَهٗ اِلَى السَّمَآءِ لَا يُلْتَمَعُ۔

تم میں سے کوئی بحالت نماز آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھائے ایسا نہ ہو کہ اس کی آنکھوں کا نور جاتا رہے۔

(۱۹۹) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ۔ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لِلّٰهِ سَرَايَا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ تَحُلُّ وَتَقِفُ عَلٰى مَجَالِسِ الذِّكْرِ فِي الْاَرْضِ فَارْتَعُوْا فِيْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، قَالُوْا وَاَيْنَ رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ مَجَالِسُ الذِّكْرِ۔ فَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ وَذَكِّرُوْهُ فِيْ اَنْفُسِكُمْ مَنْ كَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْلَمَ مَنْزِلَتَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ؟ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْهُ حَيْثُ اَنْزَلَهٗ مِنْ نَّفْسِهٖ۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

صحابہؓ کے مجمع میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ پڑھا! لوگو! فرشتوں کی جماعتیں پروردگار نے مقرر کر رکھی ہیں، جن کا کام یہ ہے کہ زمین پر چلیں پھریں آئیں جائیں اور وعظ و درس اور ذکر اللہ کی مجلسوں میں بیٹھیں پس تم بھی جنتی باغیچوں کے میوے کھا لیا کرو لوگوں نے دریافت کیا کہ حضورؐ وہ جنتی باغ زمین پر کہاں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، یہی درس و ذکر اللہ کی مجلسیں۔ تم ان مجلسوں میں صبح شام جایا کرو اور ذکر اللہ میں شامل ہوا کرو، اور عبرت و پند موعظت و نصیحت حاصل کرتے رہو۔ لوگو! سن رکھو تم میں سے جو چاہتا ہو کہ یہ معلوم کرلے کہ اس کی وقعت خدا کے پاس کیا ہے؟ اُسے چاہئیے کہ یہ دیکھ لے کہ اُس کے دل میں خدائے تعالیٰ کی عظمت و عزت، ملاحظہ اور ڈر، خوف، وقعت و سطوت کس قدر ہے؟ سنو! جس قدر تم اللہ تعالیٰ کی تعظیم و احترام کرو گے اسی قدر جناب باری کے پاس تمہاری عزت افزائی ہوگی۔

پس مسلمانو! وہ مسلمانو! جو کل سچ مچ جنت کے باغوں کا پھل کھانا چاہتے ہو۔ آج وعظ و خطبوں کی مجلسوں میں شمولیت کیا کرو، یہ کوئی بڑی بات نہیں اور یہی چیز یہاں کی تمہیں وہاں جنت کے باغات دلوائے گی۔ یاد رکھو، یہاں کی جنت یہی قابل ذکر مسجدیں ہیں۔ جمعہ کے دن بھی خطبہ کے شروع ہونے سے پہلے آ بیٹھا کرو اور ان کی مجلسوں کو غنیمت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں اپنی اور اپنے رسولؐ کی باتیں سننے، سمجھنے، پہنچانے، سنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن پر عمل کرائے۔ آمین

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّحِيْمٌ كَرِيْمٌ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

پندرھویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ۝ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۝ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ۝ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ۝ وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ۝ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۝ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ۝

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۔

بہت سے کام ہیں جو عام لوگوں پر مشکل ہوتے ہیں، بہت سے کام ہیں جو خواص کے بس کے بھی نہیں ہوتے۔ لیکن ایسا کوئی کام نہیں جو خدا پر مشکل ہو۔ جو اس کے بس کا نہ ہو۔ چھ دن میں آسمان و زمین اور کل کائنات رچا دی۔ پھر بھی نہ تھکا نہ سستایا۔ پھر قادر ہے کہ جب چاہے اُنھیں فنا کر دے اور پھر قادر ہے کہ جب چاہے پیدا کر دے۔ وہی ہے جس نے اپنے نبی حضرت موسیٰ کو اُن کے زبردست دشمن فرعون کی گودیوں میں پلوایا۔

وہی ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ جیسے اپنے خلیل کو کافروں کے ہاتھوں آگ میں ڈلوایا اور پھر ایک رونگٹے پر بھی آنچ نہ آنے دی۔ وہی ہے جس نے بنی اسرائیل جیسی مغلوب قوم کو طاقت ور اور قوی بنا دیا اور اُن کے باسامان بادشاہ کو مع اُس کے لاؤ لشکر کے چشم زدن میں غرقِ دریا کر دیا۔ جسے وہ عزت دے اُسے کوئی ذلت نہیں دے سکتا۔ جس سے وہ چھین لے اُسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ ہمیشہ سے وہی ہے، ہمیشگی اُسی کی ذات کو ہے۔ نہ اُس میں سے کوئی نکلا، نہ وہ کسی میں سے نکلا۔ نہ اُس کا کوئی ہمسر، نہ اُس کی سی صفات کسی میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔

دُنیا نے بہت سے بھلے انسان دیکھے۔ بہت سے کامل بزرگ اس میں ہو گذرے اور ابھی ہوں گے۔ لیکن اس زمین کی پیٹھ پر اور اُس آسمان کی چھت تلے ایسا کوئی انسان مکمل اور بزرگ و افضل تر انسان نہ ابتک آیا نہ اب آئے گا، جیسے کہ ہمارے نبیؐ خدا کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ خدا کی طرف سے بیشمار درود و رحمت آپ پر نازل ہو۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

محترم بھائیو! اس وقت میں نے سورۃ قٓ کی ابتدائی چند آیتیں آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ جو ایک طرف عظمتِ قرآن کا اظہار کرتی ہیں، دوسری جانب خدا کی خدائی پر دلائل قائم کرتی ہیں۔ اور تیسری طرف اُصولِ اسلام کو عقلی روشنی میں پیش کرتی ہیں۔

سب سے پہلے قرآن کی قسم کھا کر اس کی وقعت و عزت و عظمت بیان فرمائی ہے۔ پھر بعض مخلوق کو پیش فرما کر خالق کے وجود پر شہادت بیان کی گئی ہے۔ اسلام کے اس عقیدے کو کہ ہر شخص کو بعد از موت پھر جینا ہی اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس طرح ثابت کیا کہ جب اُن تمام کا خالق خدا کو مانتے ہو تو جو ابتداءً پیدا کر سکتا ہے وہ بگاڑ کر کیوں نہ بنا سکے جب تم کچھ نہ تھے اور اس نے تمہیں بہت کچھ بنا دیا۔ وہ کیا قادر نہیں کہ جب تم کچھ ہو تو تمہیں کچھ اور بنا دے۔ دیکھو مخلوق میں سے اس پر شہادت لے لو۔ بیج میں سے درخت دیکھ لو۔ مُردہ خشک بنجر زمین کا جی اُٹھنا اور لہلہانے لگنا دیکھ لو۔ پھر اسی پر تمہارا مُردہ ہو کر جی اُٹھنا سمجھ لو۔

اس قرآن پاک کے اس پاکیزہ اسلوب نے سب کو عاجز کر کے باور کرا دیا تھا کہ یہ کتاب خدا ہے اور اُس کا لانے والا سچا پیغمبر خدا ہے۔ لیکن ضِد تھی، ہٹ دھرمی تھی۔ ریاست کے نکل جانے کا، مُریدوں کے چھوٹ جانے کا، اپنوں کے بچھڑ جانے کا خیال تھا جو اُنھیں قبولیتِ حق سے روکتا تھا۔ کفار جب بڑھ بڑھ کر نکل کھڑے ہوئے اور بدر میں اُن کا دھڑ ٹوٹ گیا اور مدینہ کے یہود نے اُسے بچشم خود دیکھ لیا تو آپس میں کہنے لگے کہ بیشک

یہ رسولؐ سچے رسولؐ ہیں اُن کا غلبہ ہو کر رہیگا لیکن اُن کے اکابر جنھیں خوف لگا ہوا تھا کہ یہ بھیڑیں قبضے سے نکل گئیں تو ہم ٹانگیں رگڑتے رہ جائیں گے۔ اُنھوں نے اُنھیں روکا۔ حضورؐ کو تو آپ جانیے سب سے زیادہ خیال لوگوں کی ہدایت کا ہی تھا۔ آپ اس موقعہ کو کیوں جانے دیتے خود ان میں تشریف لے گئے انہیں جمع کیا اور مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔

(۲۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ جَمَعَ الْیَھُوْدَ فِیْ سُوْقِ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ وَقَالَ۔ یَا مَعْشَرَ الْیَھُوْدِ اِحْذَرُوْا مِنَ اللّٰہِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَیْشٍ یَوْمَ بَدْرٍ۔ وَاَسْلِمُوْا قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ بِکُمْ مِثْلُ مَا نَزَلَ بِھِمْ فَقَدْ عَرَفْتُمْ اَنِّیْ نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ تَجِدُوْنَ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِکُمْ۔

(تَفْسِیْرِ مَعَالِمِ التَّنْزِیْل)

اے یہودیو! ایسا نہ ہو کہ جس طرح کفار مکہ پر میدانِ بدر میں عذاب خدا ہمارے ہاتھوں نازل ہوا وہی تم پر بھی ہو۔ میں تمہیں تمہاری خیر خواہی کے لئے ہدایت کرتا ہوں کہ ان عذابوں سے پہلے ہی تم اسلام قبول کر لو۔ یقیناً تمہیں میرے برحق رسول ہونے کا علم ہے، تم مجھے بخوبی پہچان چکے ہو۔ میرا ذکر اپنی کتاب توراۃ میں پڑھ چکے ہو پس اب بلا درنگ ایمان قبول کر لو۔

لیکن بدنصیبی سامنے تھی، صدیوں کی راہ بدلنی مشکل تھی ان بدعتیوں کے رئیسوں، سرداروں، اماموں، بزرگوں اور آگے بڑھے ہوتے لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت آپ غرور نہ کیجئے، جن سے سابقہ پڑا ہے وہ لڑائی کے فن سے ناواقف تھے آپ اُن پر غالب آ گئے لیکن جب ہم سے پالا پڑیگا تب معلوم ہو جائیگا کہ کے بیسوں کی سو ہوتی ہے۔ خدا کی شان اس فخر نے اُنہیں برباد کیا، مہلت ملی لیکن فائدہ مند نہ ہوئی۔ آخر عہد شکنی پر ان سے جنگ ہوئی اور اُنہیں شہر بدر ہونا پڑا۔ اور ذلت و رسوائی اُن کے حصے میں آ گئی۔

جس طرح یہاں آپ نے یہودیوں کو سمجھایا اسی طرح آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب کبھی کسی لشکر کو بھیجتے انہیں بطور خطبہ یہی ہدایتیں فرمایا کرتے تھے۔ کبھی اس لشکر کے امام کو خطاب کر کے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں ہے۔

(۲۰۱) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّۃٍ فَقَالَ۔ سِیْرُوْا بِسْمِ اللّٰہِ ٥ وَفِیْ

جاؤ نام خدا پر کوچ کرو، راہ خدا میں جہاد کرو۔ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے لڑو۔ دیکھو خبردار کسی دشمن کے کان نہ کاٹنا۔ خبردار بدعہدی اور بدشکنی نہ کرنا۔

سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ قَاتِلُوْا مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ ۔ وَلَا تَمَثِّلُوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِیْدًا ۔ (ابْنِ مَاجَہ)

دیکھو خیانت سے بچنا۔ ہرگز ہرگز دشمنوں کے بچوں کو قتل نہ کرنا۔

اس خطبے میں خیانت چوری اور خصوصاً مال غنیمت میں سے کچھ لینے کی بُرائی آپ نے سُن لی۔ اسی کے متعلق حضور کا ایک اور خطبہ بھی سُن لیجئے۔

(۲۰۲) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ اِلٰی جَنْبِ بَعِیْرٍ مِّنَ الْمَقَاسِمِ ثُمَّ تَنَاوَلَ شَیْئًا مِّنَ الْبَعِیْرِ فَاَخَذَ مِنْہُ قَرَدَۃً یَعْنِیْ وَبَرَۃً فَجَعَلَ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ ثُمَّ قَالَ۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ ھٰذَا مِنْ غَنَائِمِکُمْ اَدُّوا الْخَیْطَ وَالْمِخْیَطَ فَمَا فَوْقَ ذٰلِکَ فَمَا دُوْنَ ذٰلِکَ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ عَلٰی اَھْلِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَشَنَارٌ وَّنَارٌ۔ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ)

جنگ حنین کے موقعہ پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ کے قریب کھڑے ہو کر ہماری امامت کرائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اپنی چٹکی میں اُسی اونٹ کے کچھ بال لے کر ہماری طرف مخاطب ہو کر یہ خطبہ پڑھا۔ لوگو دیکھو میری چٹکی میں یہ جو چند بال ہیں یہ بھی تمہارے مال غنیمت میں سے ہیں سنو! ایک ایک دھاگہ اور ایک ایک سوئی یہاں لا کر جمع کرو۔ پھر تقسیم ہو گی۔ اس سے ہلکی چیزیں اس سے بھاری چیزیں۔ غرض ہر چھوٹی بڑی چیز لے آؤ۔ چُھپا لینا نہ ادا کرنا خیانت کرنا، چوری کر لینا، یہ قیامت کے دن عار کا، شرم کا، عیب و ننگ کا اور جہنم میں جانیکا سبب بن جائیگا

(۲۰۳) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرِ الْجُھَنِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ عَلَی الْمِنْبَرِ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ۔ اَلَا وَاِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَا وَاِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَا وَاِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ۔ (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) (رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّ ابْنُ مَاجَہ)

یعنی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی کہ لوگو! کفار کے مقابلہ پر اپنی طاقت تیار رکھو۔ پھر فرمایا اس آیت میں قوت سے مُراد تیر اندازی ہے۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔

(۲۰۴) عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ

جاؤ خدا کا نام لے کر راہِ خدا میں خدا سے کفر کرنیوالوں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ۔ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ۔ اُغْزُوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَمْثُلُوْا۔ وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَاِذَا اَنْتَ لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى اِحْدٰى ثَلَاثِ خِلَالٍ۔ فَاَيَّتُهُنَّ اَجَابُوْكَ اِلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ۔ اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ۔ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ۔ وَاَخْبِرْهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ اَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَاَنَّ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ۔ وَاِنْ اَبَوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ يَجْرِىْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِىْ يَجْرِىْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِى الْفَيْئِ وَالْغَنِيْمَةِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا اَنْ يَّدْخُلُوْا فِى الْاِسْلَامِ فَسَلْهُمُ اِعْطَاءَ الْجِزْيَةِ۔ فَاِنْ فَعَلُوْا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ۔ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَاِنْ حَاصَرْتَ حِصْنًا فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّكَ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّكَ۔ وَلٰكِنْ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ اَبِيْكَ وَذِمَّةَ

سے جنگ کرو۔ لیکن بدعہدی، وعدہ شکنی، خیانت، چوری نہ کرنا۔ دشمن پر قابو پاکر ناک کان وغیرہ نہ کاٹنا۔ بچوں کو قتل نہ کرنا۔ دشمن سے مدبھیڑ ہو تو تین چیزیں اُس کے سامنے پیش کرنا اور اُسے مہلت دینا کہ وہ ان میں سے کسی کو پسند کرلے جس پر وہ راضی ہو تم بھی اُس پر خوش ہوجانا۔ اوّل تو اُنہیں اسلام قبول کرنے کو کہنا، اگر مان لیں تو بہت اچھا اب اُن سے جنگ نہ رہی۔ پھر اُنہیں یہ مسئلہ بتلانا کہ اگر اب تم ہجرت کرکے مسلمانوں کے ملک میں چلے جاؤ تو جو مسلمان لشکروں کے حقوق ہیں، وہی تمہارے بھی ہوجائیں گے اور جو اُن پر پڑے گی وہ تم پر بھی۔ اگر یہ نہیں کروگے تو تم بھی مثل اور دیہاتی مسلمانوں کے رہوگے اور عام مسلمانوں کے احکام تم پر بھی جاری رہیں گے۔ ہاں جب تک جہاد میں حصّہ نہ لو مالِ غنیمت میں بھی تمہارا کوئی حصّہ نہ ہوگا لیکن اگر وہ اسلام کے قبول کرنے پر رضامند نہ ہوں تو دوسری چیز ان کے سامنے یہ پیش کرنا کہ تم جزیہ دینا قبول کرو، اگر مان جائیں تو اس پر بھی لڑائی بند رکھو۔ اسے بھی اگر وہ لوگ نامنظور کردیں تو اب تیسری صورت یہ ہے کہ وہ مقابلہ کریں، تم اللہ سے مدد طلب کرو اور اُن سے جنگ شروع کردو۔ سنو تم کسی قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے ہو اور وہ لوگ تم سے اللہ رسولؐ کی ذمّہ داری پر قلعہ خالی کرنے کو کہیں تو تم اللہ رسولؐ کو ذمّہ دار ٹھہرا کر ایسا نہ کرنا بلکہ اُنہیں اپنی اور اپنے بڑوں کی اور اپنے

اَصْحَابِكَ - فَاِنَّكُمْ اِنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَ ذِمَّةَ اٰبَائِكُمْ اَهْوَنُ عَلَيْكُمْ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ - وَاِنْ حَاصَرْتَ حِصْنًا فَاَرَادُوْكَ اَنْ يَّنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ - فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَتُصِيْبُ فِيْهِمْ حُكْمَ اللّٰهِ اَمْ لَا -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ مَاجَه)

ساتھیوں کی ذمہ داری دینا۔ اس لئے کہ اس ذمہ داری کا ٹوٹنا بہ نسبت پہلی ذمہ داری کے ٹوٹنے کے آسان ہے۔ اسی طرح کفار جو گھرے ہوئے ہوں خدائی فیصلے کے مطابق تمہارا محاصرہ اٹھوانا چاہیں تو تم اُسے بھی قبول نہ کرنا بلکہ اپنے فیصلے پر محاصرہ اُٹھانے پر رضامندی ظاہر کرنا۔ کیوں کہ تمہیں نہیں معلوم کہ تم ان کے بارے میں خدائی فیصلہ صحیح بتلا بھی سکو گے یا نہیں؟

(۲۰۵) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاِيْمَانِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ - اِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ - ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ؟ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَيُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ - اِلَّا الدَّيْنَ - فَاِنَّ جِبْرَئِيْلَ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑھا جس میں فرمایا کہ راہِ خدا کا جہاد اور اللہ پر ایمان لانا تمام اعمال سے بہتر و افضل ہے۔ یہ سُن کر ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں راہِ خدا کے جہاد میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں بیشک اگر تو راہ خدا کے جہاد میں مار ڈالا گیا اور تھا تو صبر کرنے والا، ثوابِ آخرت کی جستجو کرنے والا، آگے بڑھنے والا، نہ کہ پیچھے ہٹنے والا تو بلا شک و شبہہ تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر آپؐ نے اُس سے دوبارہ پوچھا کہ تم نے کیا سوال کیا تھا؟ اُس نے اپنا سوال پھر دُہرایا تو آپؐ نے پھر اپنا جواب بھی دُہرایا۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ قرض معاف نہ ہو گا (ابھی ابھی) جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ پر یہ وحی خداوندی نازل کر گئے

(۲۰۶) بدر کا موقع ہے۔ پہلی جنگ ہے، کفار اپنی شان وشوکت سے پوری قوت وطاقت سے مقابلہ میں صف آرا ہیں۔ مسلمان اپنی شکستہ حالی اور بے سروسامانی کے ساتھ مٹھی بھر آدمیوں کو لے کر جانبازی اور سرفروشی کے لئے کھڑے ہیں تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آتے ہیں اور اُنہیں ایک ولولہ انگیز مختصر سا خطبہ سناتے ہیں جو اُن کے دلوں کو گرما دیتا ہے اور اُن کے جوش کو بڑھا دیتا ہے۔ حضرت انس رضؓ اس خطبے کو نقل کرتے ہیں سنئے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَیْرُ بْنُ الْحُمَامِ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی قَوْلِکَ بَخٍ بَخٍ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَھْلِھَا قَالَ فَاِنَّکَ مِنْ اَھْلِھَا فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرْنِہٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْھُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ اِنَّھَا لَحَیَاۃٌ طَوِیْلَۃٌ قَالَ فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَہٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ صَحِیْحِہٖ)

اے مسلمانو! کھڑے ہو جاؤ۔ جنت کی طرف سبقت کرو جو اس سے بھی زیادہ وسیع اور کشادہ ہے جتنی کشادگی زمین وآسمان کی ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمیر رضؓ نے کہا واہ واہ۔ آپؐ نے فرمایا یہ تم نے کیوں کہا؟ اُس نے جواب دیا کہ حضور اور کسی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس اُمید پر کہ کیا اچھا ہو۔ خدا مجھے بھی وہ نصیب فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تم اُنہیں لوگوں میں سے ہو۔ یہ سُن کر حضرت عمیر رضؓ کے پاس چند کھجوریں جو اُن کے ترکش میں تھیں نکال لیں اور اُنہیں کھانے لگے کہ ذرا بھوک مٹا کر میدانِ جنگ میں اتروں، لیکن پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اتنی کھجوریں کھاؤں، یہ تو بہت سارا وقت لیں گی۔ بھوکا ہی کیوں نہ میدان میں نکلوں جو شہید ہو کر جلدی سے جنت میں پہنچوں۔ یہ کہتے ہی وہ کھجوریں بھی چھوڑ دیں، اور دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ۔

(۲۰۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِہِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْھَا الْعَدُوَّ وَانْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَاسْاَلُوا

ایک جنگ کے موقعہ پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سورج مائل ہو گیا (شاید عصر کی نماز کے بعد) آپؐ نے کھڑے ہو کر صحابہ کے سامنے ایک خطبہ پڑھا۔ فرمایا لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے

اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ فَاِذَا لَقِیْتُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْآ اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَھَازِمَ الْاَحْزَابِ اِھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)

رہو۔ ہاں جب کفار سے مقابلہ ہو جائے تو لوہے کی لاٹ اور صبر کے مجسمے بن جاؤ اور اس بات کو خوب سمجھ لو اور یاد کر لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ اس خطبے کے بعد حضورؐ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ اے کتاب کے نازل فرمانے والے، اے بادلوں کے چلانے والے، اے لشکروں کے شکست دینے والے، ان کفار کو شکست دے، اُنہیں ہزیمت دے اور ہمیں ان پر غالب کر اور ہماری مدد فرما۔

(۲۰۸) عَنْ عِصَامِ الْمُزَنِیِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّۃٍ فَقَالَ۔ اِذَا رَاَیْتُمْ مَسْجِدًا اَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوْا اَحَدًا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

عادت کے مطابق جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کو چڑھائی کے لئے روانہ فرمانے لگے تو اُنہیں فرمایا۔ جب تم وہاں مسجد کو دیکھ لو یا مؤذن کی آواز سُن لو تو خبردار لڑائی شروع نہ کر دینا کسی کو قتل نہ کرنا

(۲۰۹) عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْھُمْ وَلَا تَسُلُّوا السُّیُوْفَ حَتّٰی یَغْشَوْکُمْ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

بدر والے دن خدائی لشکر کی کمان کرتے ہوئے سرورِ مسلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے قواعدِ جنگ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔ جب دشمن کا لشکر قریب آجائے تو تیر اندازی کرنا اور تلواروں کو میان سے نہ نکالنا جب تک کہ وہ تم میں مل نہ جائیں۔

(۲۱۰) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا تَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا وَّلَا طِفْلًا صَغِیْرًا وَّلَا امْرَاَۃً وَّلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَکُمْ۔ وَاَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

لشکرِ اسلام کے قائدِ اعظم خدا کی فوج کو روانہ کر رہے ہیں اور انھیں قواعدِ جنگ کی تعلیم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں اللہ کا نام لو اور کوچ کرو، اللہ کی مدد پر۔ اور اسی پر بھروسہ کر کے آگے بڑھو اور دینِ محمدیؐ پر دُنیا سے لڑو۔ اور احکامِ نبوی کا ہر جگہ لحاظ رکھو۔ دیکھو! بڈھے پھوس کا فرون کو قتل نہ کرنا، نہ بالکل چھوٹے بچوں کو قتل کرنا۔ نہ عورتوں پر ہاتھ اُٹھانا، دیکھو خیانت نہ کرنا۔ غنیمت کے مالوں کو

ایک جگہ کر لیا کرنا۔ آپس میں اصلاح کرتے رہنا۔ ہر ایک کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آنا۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے ہی محبت کرتا ہے۔

کہاں ہیں اسلامی جہاد پر انگشت نمائی کرنے والے اور خود لاکھوں کو خاک و خون میں محض اپنی حکومت جمانے اور بندگانِ خدا کو اپنی غلامی میں لانے کے لئے ملانے والے۔ آئیں اور غور کریں کہ اس جہاد میں کوئی بھی ظلم ہے؟ یہ خطبے ان کے سامنے ہیں، جگہ جگہ جنگ سے بچاؤ کیا گیا ہے۔ ہاں جو خدا کی توحید سے مانع ہوں، جو دُنیا پر ظلم کی سیاہ چادر ڈالنا چاہتے ہوں، جو خدا کے بندوں کو چین سے خدا کی عبادت نہ کرنے دیتے ہوں۔ بیشک وہ اس قابل ہیں کہ اُن سے دُنیا کو پاک صاف کر دیا جائے اور ان کے بوجھ سے زمین ہلکی کر دی جائے۔ جس طرح کھیت بونے سے پہلے اُس زمین پر اُگے ہوئے کانٹے دُور کئے جاتے ہیں۔ اسلام نے تو تلوار اس وقت اٹھائی جب کہ اُنہیں گھر سے بے گھر کر دیا گیا۔ اس پر بھی چین نہ لے کر یہ ارادہ کر لیا گیا کہ روئے زمین پر ہم انھیں خدا کی عبادت نہ کرنے دیں گے۔ جب ظلم اُن پر حد سے گذر گیا اور مظلوموں کو ہر طرف سے نوکِ سنان سے اور تلوار کی دھار سے گھیر لیا گیا تو آخر اُنہیں بھی اجازت ملی کہ اب تم بھی تلوار سنبھالو اور برابر کا جواب دو۔ اب کیا تھا دیکھتے دیکھتے زمین صاف ہو گئی اور مشرق و مغرب پر قبضہ جما کر مسلمانوں نے توحیدِ خدا پھیلا دی۔ یہ جہاد جبرًا مسلمان بنانے کے لئے نہ تھے۔ قرآن فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ o دین میں کوئی زبردستی نہیں اگر یہی چیز ہوتی تو ہندوستان میں آٹھ سو سال کی مسلمانوں کی حکومت کے بعد کروڑوں چوٹیاں اور دھوتیاں اور جنیو باقی نہ رہتے۔ بلکہ جہادِ اسلامی دُنیا سے ظلم و ظلمت مٹانے کے لئے ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ o عَلٰى اَعْدَآئِكَ وَ اَعْدَآءِ الدِّيْنَ o وَ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ o

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرھویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ہ

الٰہی تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ نہ تیری کوئی فرع۔ نہ تیرے ماں باپ نہ بیٹا بیٹی۔ تجھ جیسا جب کوئی ہے ہی نہیں تو یہ سوال ہی باقی نہ رہا کہ تیرا کوئی ہمسر ہو۔ تیری کفو کا کوئی ہو۔ کوئی تیرا ہم جنس ہو۔ جب ساری مخلوق مملوک ٹھہری تو بیوی بچوں اور ماں باپ کا امکان ہی کہاں رہا۔ اے قدرتوں والے خدا ہماری گواہی ہے کہ ہمارے نبی تیرے نبی ہیں تو انھیں مقام محمود عطا فرما اور شفاعتِ عامہ کی بخشش کر۔ آمین۔

آپؐ کے صحابہؓ اور تابعین پر انصار و مہاجرین پر الٰہی تو ان سب پر اپنی رحمت و رضوان نازل فرما۔ آمین

برادران! قرآنی آیت جو آپ نے ابھی سنی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے سچے مسلمان کی ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ ہر دوسرے مسلمان کے سامنے جھک جانیوالا۔ اُس کی محبّت و عزت کرنے والا ہوتا ہے۔ ہاں اسلام کے مخالفین کا وہ بھی مخالف ہوتا ہے۔ ناممکن کہ کسی مسلمان سے اُسے دلی عداوت ہو اور کسی کافر سے اُسے دلی محبّت۔ ناممکن ہے کہ وہ پابند صوم وصلاۃ نہ ہو۔ خدا کی غلامی کا نور اس کے چہرہ پر ہوتا ہے اور رب کی رضامندی کی طلب اُس کے دل میں رہتی ہے۔

(۲۱۱) میں نے اسلام کے امن وامان کا جو پیغام بنام جہاد ہے اس سے پہلے آپ کو سُنایا ہے، جی چاہتا ہے کہ اسی مضمون پر اس دوسرے خطبے میں بھی مزید کچھ بیان کر دوں، جنھیں صرف زمین سمیٹنے کی، دولت جمع کرنے کی، بادشاہ بننے کی، اور دوسروں کو اپنا غلام بنانے کی تمنا ہوتی ہے۔ اُن میں اور اُن میں جو دنیا میں امن وامان کے حامی ہوتے ہیں، جو بندوں کو خدا کی غلامی کی طرف لیجانے والے ہوتے ہیں جو انھیں

حقیقی آزادی دلوانے والے ہوتے ہیں۔ کھلا فرق ان کی فتوحات کرتی ہیں۔ پہلے انسان فتح کے بعد سب پر اپنا قبضہ کرتے ہیں۔ دوسرے انسان قبضہ ہونے کے بعد آزاد کرتے ہیں پس آؤ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سُنو۔

آپ بارہا سُن چکے ہوں گے کہ جنگ حُنین کس قدر خطرناک جنگ تھی۔ یہاں تک ہوازن اور غطفان نے نبرد آزمائی کی تھی کہ پہلی دفعہ محمدیؐ لشکر کو شکست ہوگئی اُنھیں میدان چھوڑنا پڑا اور بے قاعدہ پیچھے ہٹنا پڑا۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم جمائے رہے بلکہ عین اس وقت آگے بڑھے اور دشمنوں کو للکارا۔ اپنے تئیں پیش فرمایا اور موقعہ دیا کہ دشمن اس وقت اپنے حوصلے نکال لے۔ پھر آپؐ نے انصار کو آواز دی اور انھیں مقابلہ پر صف آرا کیا۔ رب کی طرف سے مدد نازل ہوئی اور میدان آپؐ کے ہاتھ رہا۔ آپ سُن چکے ہوں گے کہ اس جنگ میں سات ہزار کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں قیدی ہوئے تھے آپؐ کی اس قدرتی اور انوکھی فتح نے آپؐ کی اس انتہائی شجاعت کے معجزے نے اور سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں سے مِل کر مذہب اسلام سے صحیح طور پر واقف ہونے اور اللہ کے رسولؐ کی سچی تبلیغ نے مخالفین کے دلوں میں اسلام جما دیا۔ جو بھی میدانِ جنگ سے ہٹ گئے تھے۔ اُنھوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنا ایک وفد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم نے اسلام لانے میں بہت دیر کی اور میں نے مالِ غنیمت حسبِ قاعدۂ اسلام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن ٹھہرو میں کوشش کرتا ہوں کہ تمہارے سات ہزار قیدی آزاد کر دیئے جائیں۔ اس لئے آپ نے مسلمان فاتحین کے مجمع میں بعد از نماز صبح مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔

عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ جَآءُوْا تَائِبِيْنَ وَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ۔ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْئُ	اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا دیکھو یہ تمہارے بھائی مسلمان ہو کر توبہ کر کے تمہارے پاس آئے ہیں۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے جو سپاہی قید ہیں اُنہیں آزاد کر کے اُنہیں دے دیا جائے۔ چونکہ دراصل مطابق قواعدِ جنگ وہ تمہاری ملکیت میں ہیں اور میں تم پر بھی کوئی ظلم نہیں کرنا چاہتا اس لئے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو اپنی خوشی انہیں آزاد کرنا چاہے۔ وہ تو یوں ہی کرے لیکن جو اس طرح

اَللّٰہُ عَلَیْنَا فَلْیَفْعَلْ ۔ اَلخ نہ آزاد کریں ان کو میں اس کا معاوضہ دوں گا میں اپنے ذمہ لیتا ہوں کہ سب سے پہلی جو غنیمت مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اس میں سے انہیں ادا کر دوں گا۔ یہ میرے ذمہ قرض ہے۔

ادھر اس خطبے کا ختم ہونا تھا اُدھر سارے مجمع کی طرف سے متفقہ آواز کا اُٹھنا تھا کہ حضورؐ ہم اپنی خوشی سے سب کچھ دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس متفقہ آواز میں یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کوئی ناراض بھی ہے یا نہیں اس لئے بہتر ہو کہ تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔ آپس میں شوریٰ مشورہ کرو۔ اور پھر ہر قبیلے کے چودھری اپنے اپنے حلقہ سے دریافت کر لیں پھر مجھے خبر کریں۔ چنانچہ سب لوگ لوٹ گئے۔ آپس میں کہہ سُن کر سب قبیلوں کے چودھری پھر حاضر خدمت ہوئے اور اعلان کیا کہ سب نے اپنے اپنے قیدی آپ کو دیدئے۔ آپ کو اختیار ہے کہ واپس کر دیں۔ ہم میں سے کوئی بدلے کا طالب نہیں۔ یہ تھا فرق نبیؐ اور بادشاہ میں۔ ہے اس رحم و کرم کی کوئی مثال؟ کہ جن کی تلواروں سے ابھی مسلمانوں کا خون نہیں سوکھا، انھیں مغلوب کرنے کے بعد یوں بلا معاوضہ آزاد کر دینا۔ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے یہ بھی اعلان فرما دیا تھا کہ اس میں جتنا حصّہ میرا اور میرے قبیلے کا ہے وہ تو میں نے تمہیں دے دیا۔

(۲۱۲) دغابازی، دھوکہ دہی، عہد شکنی یہ وہ چیزیں ہیں جو آج کل پالیسی کے نام سے خوب رونق پا رہی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جس قدر بے ایمانی میں اور مکاری میں بڑھا ہوا ہو اسی قدر اس کی مملکت وسیع ہوتی ہے لیکن اسلام اور پاک اسلام نے اس کی جڑیں کھود دیں۔ سُنو!

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ اَوْفُوْا بِحِلْفِ الْجَاهِلِیَّةِ فَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُہٗ یَعْنِی الْاِسْلَامَ اِلَّا شِدَّةً۔ وَلَا تُحْدِثُوْا حِلْفًا فِی الْاِسْلَامِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

جاہلیت میں تم نے جو آپس میں بھائی چارے اور قسما قسمی کی ہے اُسے نباہتے رہو۔ اسلام اس کی مضبوطی اور نباہ اور بڑھا دیتا ہے۔ لیکن اب اسلام میں آکر ایسی قسمیں کھا کر ایک دوسرے کے مددگار نہ بننا۔ کیونکہ اُصول اسلام نے نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد فرض کر دی ہے۔ اس لئے اب اس قسم کے معاملات میں قسموں اور عہدوں کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

(۲۱۳) مدینہ میں تشریف لاتے ہی یہود بغلی گھونسا بنے ہوئے تھے۔ معاہدہ کرتے تھے اور توڑتے تھے۔ مشرکین سے خفیہ سازباز کرتے تھے اور انھیں چڑھا کر مدینہ کو ہر وقت رزم گاہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جنگِ احزاب کے وقت کھلّم کھلا مقابلہ بھی کیا اور صاف لفظوں میں عہد شکنی بھی ان کی مسلسل شرارت کا توڑنا ہی ضروری تھا، ان سے لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ اس کے بعد آپؐ نے یہود کو مخاطب فرما کر جو خطبہ دیا وہ بھی سنیئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰی یَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمَدَارِسِ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَامَعْشَرَ الْیَهُوْدِ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُجْلِیَکُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)

ہم صحابہؓ مسجد میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ چلو یہود کے پاس چلیں۔ ہم سب ساتھ ہو لئے اور آپ اُن کے مدرسہ کی طرف چلے (وہاں اُنہیں جمع کیا) اور فرمایا۔ اے یہودیو! آخری مرتبہ میں پھر تم کو اسلام پیش کرتا ہوں مسلمان ہو جاؤ تو امن وامان اور سلامتی مال وجان حاصل کر لوگے۔ سُنو اور سمجھ لو کہ زمین کا مالک اللہ ہی اور اس نے اب اس زمین کا مالک اپنے رسولؐ کو کر دیا ہے (اور تمہاری مسلسل سازشوں دغا بازیوں، دھوکہ دہی اور فریب کاری سے تنگ آکر) میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ تم سے مدینہ خالی کرالوں پس جہاں تمہارا سینگ سمائے چلے جاؤ۔ اتنی رعایت میں اور دیتا ہوں کہ تم اپنا جو مال فروخت کرنا چاہو کر لو پھر یہاں سے چلے جاؤ۔

(۲۱۴) آؤ میدانِ جنگ کا ایک خطبۂ ختم المرسلین اور بھی سُن لو۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَقَاتِلُوْا۔ قَالُوْا فَرَمٰی رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَ هٰذَا۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ)

میرے صحابیو اٹھو! جہاد شروع کرو۔ اس پر ایک صحابی نے اُٹھ کر دشمن کی طرف پہلا تیر چلایا اسی وقت آپ نے فرمایا۔ اس نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

(۲۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْ مَجْلِسٍ لَهُمْ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يُقْتَلَ. اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالَّذِيْ يَلِيْهِ؟ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِمْرُءٌ مُعْتَزِلٌ فِيْ شِعْبٍ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْتَزِلُ شُرُوْرَ النَّاسِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ؟ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاللَّفْظُ لَهُمَا وَرَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا)

صحابہ کی مجلس جمی ہوئی تھی جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں بتلاؤں کہ تم سب میں سب سے بڑے مرتبے والا کون ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ حضور ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا، وہ شخص جو راہِ خدا میں جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہے اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے رہے یہاں تک کہ موت آجائے یا دشمن کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے اچھا اب تبلاؤں کہ اس سے نیچے درجہ کا کون ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جو کسی گھاٹی میں سب سے الگ تھلگ ہو نمازوں کی پابندی کرتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔ اور کسی کو نہ ستاتا ہو، لوگوں کی شرارتوں سے الگ ہو۔ اچھا اب یہ بھی بتلاؤں کہ تم سب میں بُرا کون ہے؟ ہم نے کہا ہاں یا رسولؐ اللہ ضرور ارشاد فرمائیے آپؐ نے فرمایا وہ جو اللہ کے نام پر مانگے پھر بھی نہ دیا جائے۔

(۲۱۶) برادران! یہ تھے خطبے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے جن کا خلاصہ بھی میں آپ کو خدا کے رسولؐ کے الفاظ میں سُنا دوں، آپ فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ. وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ. سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهٗ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ)

جب تم بیوپار تجارت لین دین میں، کھیتی باڑی اور باغات میں لگ جاؤ گے اور اس میں مشغول ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ بیٹھو گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ذلت پستی تنزل اور نامرادی ڈال دی جائیگی۔ اور وہ تم سے دُور نہ ہوگی۔ جب تک کہ پھر پلٹ کر تم اپنے دین پر نہ آجاؤ یعنی جہاد شروع نہ کر دو۔

(۲۱۷) حاضرین کرام! وہ اقوام جو اسلام کے عدل و انصاف سے بے خبر ہیں۔ وہ اقوام جو اسلام کے عدل و انصاف رحم و کرم پھیلانے والے قانونِ جہاد کو ظلم و ستم بتلاتے ہیں انھیں آپ یہ واقعات کیوں نہ سنا دیں، اور اسلامی جہاد کی حقیقت ان پر کیوں نہ واضح کر دیں۔

حاکم بلقاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حضرت حارث بن عمیرؓ کو قتل کر دیا ہے اور شام کے لوگ اسلام کو مٹانے کے لئے فوجیں جمع کر رہے ہیں، اس وقت آپ بھی تین ہزار کا لشکر مرتب کرتے ہیں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا امام اور امیر مقرر کرتے ہیں اور ثنیۃ الوداع تک انھیں پہنچانے کے لئے خود آپؐ ان کے ساتھ جاتے ہیں۔ وہاں انہیں رخصت کرتے ہیں اور یہ خطبہ سناتے ہیں۔

اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ ٥ فَقَاتِلُوْا عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ بِالشَّامِ ٥ وَسَتَجِدُوْنَ فِيْهَا رِجَالًا فِي الصَّوَامِعِ مُعْتَزِلِيْنَ النَّاسَ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا لَهُمْ۔ وَسَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ لِلشَّيْطٰنِ فِيْ رُءُوْسِهِمْ مَفَاحِصُ فَاقْلَعُوْهَا بِالسُّيُوْفِ۔ لَا تَقْتُلُنَّ اِمْرَأَةً وَّلَا صَغِيْرًا ضَرِعًا وَّلَا كَبِيْرًا۔ وَّلَا تَقْطَعُنَّ نَخْلًا وَّلَا شَجَرًا۔ وَلَا تَهْدِمُنَّ بِنَاءً۔

(دُرِّ مَنْثُوْرُ وَغَيْرُه)

جاؤ راہِ خدا کے غزوے میں خدا کا نام لے کر بڑھ جاؤ خدا کے اور اپنے دشمنوں سے ملکِ شام میں جا کر مقابلہ کرو۔ دیکھو وہاں تمہیں گوشہ نشین تارکِ دنیا لوگ نظر پڑیں گے جو اور لوگوں سے کنارہ کش ہیں تم انھیں ہرگز نہ چھیڑنا۔ کچھ لوگ تمہیں ایسے بھی نظر پڑیں گے جن کے سر پر شیطانوں نے گھونسلے بنا رکھے ہوں گے تم انھیں تلوار سے توڑ تاڑ دینا۔ خبردار عورتوں کو، دودھ پیتے بچوں کو، بھوس بوڑھوں کو قتل نہ کرنا، باغات کو کھیتوں کو درختوں کو نہ کاٹنا، مکانات کو نہ توڑنا۔

قربان جائیں اللہ کے رسولؐ کی اس تعلیم پر۔ مسلمانو! تمہاری جانیں، تمہارے مال، تمہاری اولاد تمہاری طاقتیں، تمہاری عزتیں سب خدائے تعالیٰ تم سے خرید چکا ہے اور ان کے بدلے تمہیں جنت کا مالک بنا چکا ہے پھر اب کیا دیر ہے؟ رب کی راہ میں جو چیز کھپ جائے خوش ہو جاؤ کہ امانت ادا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں نیت اور عزم ہمارے ارادوں میں پختگی اور پاکیزگی، ہمارے اعمال میں خلوص اور جرأت پیدا فرمائے اور ہمیں اپنی راہ کے کاموں میں کھپائے۔ الہ العالمین۔ آمین

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ٥ قُوْمُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ۔ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ٥ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سولھویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس خطبے ہیں

اَیُّھَا الْاِخْوَانُ ۝ اِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۝ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ الَّذِیْ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَکُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّھَاتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ ۝ یَدْعُوْکُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ فَاَنِیْبُوْا اِلَیْہِ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ۝ وَشَفِیْعًا لِلْمُذْنِبِیْنَ ۝ وَاَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ لِیُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فَبَشَّرَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۔ وَاَنْذَرَ الْکَافِرِیْنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ ھٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ بِاَنَّا اٰمَنَّا بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ ۭ مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ۝

بھائیو! میں آپ کے سامنے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو اکیلا ہے، جس کا شریک و ساتھی اور ساجھی کوئی نہیں، جو آسمانوں اور زمین کے غیب کو جانتا ہے۔ جو ہمارے تمہارے دلوں کی باتوں کو اور ظاہر کردہ ارادوں کو بھی جانتا ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اسی نے ماں کے پیٹ سے نکالا ہے اور وہ وقت بھی ہم پر گذرا ہے کہ ہم بالکل بے علم اور بے خبر تھے۔ اس وقت اس نے محض اپنے فضل و کرم اور لطف و رحم سے ہمیں آنکھیں دیں، کان دیئے، اعضاء دیئے اور دل

دیا پس ہم اس کے احسان کے معترف ہیں اور اُس کے شکر گذار ہیں۔ وہی آسمان وزمین کا اور ہر چھوٹی بڑی چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ آسمان سے بارش برسانا اور زمین سے پیداوار اُگانا اُسی کا کام ہے۔ پس ہمارا یہی فریضہ ہے کہ اُس کے برابر اور اُس جیسا کسی اور کو نہ کہیں، نہ سمجھیں۔ آسمان والوں کا اور روئے زمین کی مخلوق کا معبود فقط وہی ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق اس کی عابد ہے۔ اسکی مہربانیوں اور نوازشوں کے صدقے جائیں کہ وہ خود ہمیں بُلا رہا ہے کہ ہماری خطائیں بخش دے اور ہم پر اپنے انعام نازل فرمائے۔ پس ہم پر یہی لازم ہے کہ اُس کی طرف جھکیں اور بڑھ بڑھ کر جھکیں۔

بھائیو! آؤ اُس رسول پر درود وسلام بھیجیں جو خدا کے بھیجے ہوئے تھے۔ جو ساری مخلوق کے لئے رحمت تھے، جو گنہگاروں کی شفاعت قیامت کے دن کریں گے۔ رب نے ان پر اپنی پاک کتاب نازل فرمائی تاکہ ہمیں اندھیروں سے نکال کر اُجالے میں لا کھڑا کریں۔ آپ نے ایمان والوں کو ان کے رب کے پڑوس کی اور وہاں کے بلند درجوں کی خوشخبری سنائی اور جن کافروں نے آپ کی نبوت سے انکار کیا انھیں جہنم کے عذابوں سے ڈرایا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِکْ عَلَیْہِ۔ اے پروردگار عالم ہم تیری توحید کے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے تہ دل سے قائل ہیں۔ پس تو ہمارے نام اپنے ماننے والوں کے دفتر میں چڑھالے۔

(۲۱۸) حاضرین کرام اللہ تعالیٰ مجھ پر اور آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور دربار دُربار سے خالی ہاتھ نہ پھیرے میں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ بہت دن پہلے سُنا چکا ہوں جو آپؐ نے سورج گرہن کے متعلق سنہ ۱۰ھ میں ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبے کا ایک حصہ باقی تھا وہ آج سُن لو۔

اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَشَھِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّہٗ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ قَالَ ۝ اَیُّھَا النَّاسُ ۝ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ قَصَّرْتُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ تَبْلِیْغِ رِسَالَۃِ رَبِّیْ ؟ لَمَا اَخْبَرْتُمُوْنِیْ بِذٰلِکَ ۝ فَقَامَ رَجُلٌ

کسوف کی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے خطبہ دیا۔ جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اللہ تعالیٰ کے ایک اور بے شریک ہونے کی گواہی دی اور اپنی رسالت کی بھی۔ پھر فرمایا۔ لوگو! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں نے پیغامِ الٰہی پہنچانے میں کوئی کمی کی ہے؟ اس پر ایک صحابیؓ نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ ہرگز

فَقَالَ نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ
رَبِّكَ ٥ وَنَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ ٥ وَقَضَيْتَ الَّذِیْ
عَلَيْكَ ٥ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رِجَالًا
يَزْعُمُوْنَ اَنَّ كُسُوْفَ هٰذِهِ الشَّمْسِ وَ
كُسُوْفَ هٰذَا الْقَمَرِ وَزَوَالَ هٰذِهِ النُّجُوْمِ
عَنْ مَّطَالِعِهَا لِمَوْتِ رِجَالٍ عُظَمَاءَ مِّنْ
اَهْلِ الْاَرْضِ ٥ وَاِنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوْا ٥ وَلٰكِنَّهَا
اٰيَاتٌ مِّنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ٥
يَعْتَبِرُ بِهَا عِبَادَهٗ فَيَنْظُرُ مَنْ يُّحْدِثُ
مِنْهُمْ تَوْبَةً ٥ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ
مُنْذُ قُمْتُ اُصَلِّیْ مَا اَنْتُمْ لَاقُوْهُ مِنْ
اَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَاٰخِرَتِكُمْ ٥ وَاِنَّهٗ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ
كَذَّابًا ٥ اٰخِرُهُمُ الْاَعْوَرُ الدَّجَّالُ ٥ مَمْسُوْحُ
الْعَيْنِ الْيُسْرٰى ٥ كَاَنَّهَا عَيْنُ اَبِیْ يَحْيٰى
لِشَيْخٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ ٥ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ
حُجْرَةِ عَائِشَةَ ٥ وَاِنَّهٗ مَتٰى يَخْرُجُ
فَسَوْفَ يَزْعُمُ اَنَّهُ اللّٰهُ ـ فَمَنْ اٰمَنَ
بِهٖ وَصَدَّقَهٗ وَاتَّبَعَهٗ ٥ لَمْ يَنْفَعْهُ
صَالِحٌ مِّنْ عَمَلِهٖ سَلَفَ ٥ وَمَنْ كَفَرَ
بِهٖ وَكَذَّبَهٗ لَمْ يُعَاقَبْ بِشَیْءٍ مِّنْ
عَمَلِهٖ سَلَفَ ٥ وَاِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَى
الْاَرْضِ كُلِّهَا ٥ اِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ

نہیں بلکہ ہم ایمانداری سے کہتے ہیں کہ آپؐ نے پیغامِ خدا ہمیں پورا پہنچایا اور آپؐ نے ہماری پوری خیرخواہی کی اور حق رسالت صحیح معنیٰ میں آپؐ ادا کر چکے۔ اب آپ نے اما بعد کہہ کر فرمایا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ سورج چاند کا گہن اور ستاروں کا جھڑنا کسی بہت بڑے آدمی کی موت سے ہوتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ دراصل یہ تینوں چیزیں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے تمہیں عبرت دلاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون توبہ کرتا ہے؟ قسم خدا کی دُنیا کی اور آخرت کی جو باتیں تمہیں پیش آنے والی ہیں وہ سب میں نے اپنی اس نماز میں اپنی آنکھوں دیکھ لیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ قیامت کے قائم ہونے سے پہلے پہلے تیس جھوٹے (دعویدارانِ نبوت) نکلیں گے۔ اِن میں سب سے آخر کانا دجّال ہوگا جس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی۔ جیسے ابویحییٰ انصاری کی آنکھ جو اُس وقت آپ کے اور حجرۂ صدیقہ کے درمیان تھا۔ یہ دجّال ظاہر ہو کر خدائی کا دعویٰ کریگا جو اس پر ایمان لائے اُسے سچّا سمجھے اور اس کی مان لے۔ اس کے پہلے کے کل نیک اعمال بھی غارت ہیں اور جو اس سے انکار کرے اُسے جھوٹا کہے اُس کی تمام اگلی خطائیں بھی معاف ہیں۔ بجز حرم شریف اور بیت المقدس کے وہ ساری زمین پر گھومتا پھرے گا۔ مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے اور ہلا

الْمُقَدَّسِ ٥ وَاِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَيُتَزَلْزَلُوْنَ زِلْزَالًا شَدِيْدًا ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجُنُوْدَهٗ حَتّٰى اِنَّ جِذْمَ الْحَائِطِ اَوْ قَالَ اَصْلَ الْحَائِطِ اَوْ اَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِيْ يَا مُسْلِمُ يَا مُؤْمِنُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ اَوْ قَالَ هٰذَا كَافِرٌ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ قَالَ وَلَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَرَوْا اُمُوْرًا يَتَفَاقَمُ بَيْنَكُمْ شَاْنُهَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ وَتَسَاءَلُوْنَ بَيْنَكُمْ هَلْ كَانَ نَبِيُّكُمْ ذَكَرَ لَكُمْ مِنْهَا ذِكْرًا ٥ وَحَتّٰى تَزُوْلَ جِبَالٌ عَنْ مَرَاتِبِهَا ثُمَّ عَلٰى اِثْرِ ذٰلِكَ الْقَبْضُ ٥

ہلا دیئے جائیں گے۔ زاں بعد اللہ تبارک وتعالےٰ اُسے غارت کر دے گا اور اُس کے لشکر کو بھی یہاں تک کہ اگر کسی دیوار یا کسی درخت کے پیچھے بھی اس کا کوئی آدمی چھپا ہوگا تو وہ بول پڑے گا کہ اے مومن یہ یہودی۔ یہ ہے کافر آ اور اُسے قتل کر۔ یہ یاد رکھنا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے حوصلہ شکن فتنے برپا ہوں گے کہ تمہارے دِل دہل جائیں گے۔ اور تم آپس میں دریافت کرنے لگو گے کہ ان مصیبتوں کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے بھی کوئی ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟ یہاں تک کہ پہاڑ بھی اپنے مرتبے سے زائل ہو جائیں گے پھر اُس کے پیچھے ہی قیامت ہے۔

(رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

مسلمانو! آپ نے اللہ کے رسولؐ کی دل سوزی دیکھی؟ آؤ سب مل کر آپؐ پر درُود بھیجیں۔ یاد رکھو جمعہ کا دن درود شریف بھیجنے کے لئے مخصوص دن ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ۔

(۲۱۹) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَبْخَلِ النَّاسِ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَذٰلِكَ اَبْخَلُ النَّاسِ ٥ (رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ عَاصِمٍ فِيْ كِتَابِ الصَّلٰوةِ)

صحابہؓ کے مجمع کے سامنے حضورؐ نے فرمایا۔ بتلاؤں میں تمہیں کیا بتلاؤں کہ سب سے بڑا بخیل کون ہے؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ضرور بتلایئے! آپؐ نے فرمایا وہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ۔

بنو مُراد کا قبیلہ جس وقت اسلام قبول کرتا ہے اور اپنا وفد بارگاہِ نبوت میں بھیجتا ہے تو اس وفد کے سامنے جو تقریر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ بھی سُنیئے، فرماتے ہیں۔

(۲۲۰) اِنَّ نَعِيْمَ الدُّنْيَا اَقَلُّ وَاَصْغَرُ مِنْ
خَرْبَصِيْصَةٍ وَلَوْعَدِلَتْ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ
وَجَلَّ جَنَاحَ ذُبَابٍ لَمْ يَكُنْ لِمُسْلِمٍ كَاحٌ
وَلَا لِكَافِرٍ بِهَا بَرَاحٌ ـ وَلَوْ عَلِمَ الْمَخْلُوْقُ
مِقْدَارَ يَوْمِهٖ لَضَاقَتْ عَلَيْهِ بِرَحْبِهَا
وَلَمْ يَنْفَعْهُ جَعُوْرٌ وَّلَا خَفْضٌ ـ وَلٰكِنَّهٗ
غُمَّ عَلَيْهِ الْاَجَلُ ۝ وَمُدَّ لَهٗ فِي الْاَمَلِ
وَاِنَّمَا سُمِّيَتِ الْجَاهِلِيَّةُ لِضُعْفِ اَعْمَالِهَا
وَجَهَالَةِ اَهْلِهَا ۝ فَمَنْ اَدْرَكَهُ الْاِسْلَامُ
وَفِيْ يَدِهٖ خَرَابٌ وَّعِمْرَانٌ فَهُوَ لَهٗ عَلٰى
وَظُفِ زَكٰوتِهٖ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ خُلْصِيٍّ وَ
مُعَاهَدٍ ذِمِّيٍّ ۝ اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ عَبَدُوْا
غَيْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَهُمْ اَعْمَالٌ يَنْتَهُوْنَ
اِلٰى مُدَّتِهَا ۝ وَيَصِيْرُوْنَ اِلٰى نِهَايَتِهَا
مُؤَخَّرٌ عَنْهُمُ الْعِقَابُ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْحِسَابِ ۝
اَمْهَلَهُمْ بِقُدْرَتِهٖ وَجَلَالِهٖ وَعِزَّتِهٖ
فَغَلَبَ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۝ وَاَكَلَ الْكَثِيْرُ
مِنْهَا الْاَقَلَّ ۝ وَاللّٰهُ الْاَعْلَى الْاَجَلُّ ۝ فَمَا
كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ مِّنْ
سَفْكِ دَمٍ ۝ وَانْتِهَاكِ مُحَرَّمٍ ۝ عَفَا اللّٰهُ
عَمَّا سَلَفَ ۝ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ
مِنْهُ ۝ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝
(رَوَاهُ فِي الْمَوَاهِبِ الْفَتْحِيَّةِ)

دنیا کی نعمتیں اللہ تعالیٰ عزوجل کے نزدیک ریت کے چمکدار ذروں سے بھی کم اور ذلیل ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا کی قدر و منزلت مکھی کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی مسلمان کو محتاج نہ رکھتا نہ کسی کافر کو آسودہ حال رکھتا۔ اگر مخلوق کو اپنی موت کے وقت کی پختہ خبر ہو جائے تو اس پر دُنیا باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہو جائے اور کوئی راحت اس کے لئے راحت نہ رہے۔ لیکن موت پر خدائے تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا اور انسان کی آرزو بڑھا دی۔ سُنو! زمانۂ جاہلیت کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ اُن کے اعمال بے بنیاد اور جہالت کے ہوتے تھے۔ پس زمانۂ اسلام میں جس کے ہاتھ جو زمین ہی آباد ہو یا غیر آباد وہ اُسی کی ہے ہاں اسلامی حق یعنی زکوٰۃ اُس سے وصول کی جائے گی۔ سُنو! مومن خالص پر زکوٰۃ ہے اور ذمی عہد والے پر خراج ہے۔ سُنو! جاہلیت کے زمانے کے لوگ اللہ کے سوا اوروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور نہ جانیں کیا کیا بداعمالیاں کرتے رہے اس کا بدلہ اُنھیں قیامت کے دن ملیگا۔ جلال و قدرت و عزت خداوندی نے اُنھیں روز جزا تک کی مہلت دی ہے۔ ان کے گناہوں پر اُسی وقت پکڑ نہ ہوئی جس نے اُنہیں دلیر کر دیا اور پیسے والے مفلسوں کو زوردار کمزوروں کو اپنا لقمہ بنانے لگے۔ بڑی قومیں چھوٹی قوموں پر چڑھ دوڑیں اور دُنیا میں فتنہ فساد رونما ہو گیا۔ یہ بھی بزرگی بڑائی اونچائی جلال اور غلبہ والے

خدا کی ایک شان ہے۔ سن لو اور یاد رکھ لو کہ جاہلیت میں جو ہوگیا ہوگیا اُس وقت کے کل معاملات میں نے ملیا میٹ کر دیئے۔ خواہ خون ناحق ہو خواہ حرام کو حلال کر لیا ہو۔ ان تمام اگلی باتوں سے خدائے تعالیٰ نے منہ پھیر لیا جو ہوا وہ ہو چکا۔ اب اگر خلافِ شرع کریگا اُس پر حدودِ خداوندی جاری ہو کر رہے گی۔

برادران! اس پاک تعلیم کے لانے والے اور اس عہدِ جاہلیت کے برباد کرنے والے رسولؐ پر آؤ مل کر درود پڑھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ کے اس خطبے نے بنو مراد، بنو ثقیف کی پُرانی صدیوں کی عداوتوں کو بحمد اللہ میٹ دیا اور اسلام لانے کے بعد وہ اپنی پُرانی کاوش بھول گئے۔ اسلام نے اور تعلیمات اسلام نے انھیں ایک کر دیا۔ فالحمد للہ الحمد للہ۔

(۲۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ کا بیان ہے کہ مجھے بخار چڑھا ہوا تھا اور میں مسجد کے ایک گوشے میں پڑا تھا۔ اتنے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پوچھا کہ نوجوان دوسی کہاں ہے؟ تین مرتبہ دریافت فرمایا۔ کسی نے تبلایا کہ وہ تو بخار میں ہے، مسجد کے اس کونے میں پڑا ہوا ہے۔ آپؐ چل کر میرے پاس تشریف لائے میرے پنڈے پر ہاتھ رکھا اور مجھے حوصلہ افزا کلمات کہے۔ میں بھی اٹھ بیٹھا، اب آپؐ واپس لوٹے اور جہاں کھڑے ہو کر امامت کرتے تھے وہاں پہنچے۔ دو صفیں مردوں کی تھیں ایک صف عورتوں کی تھی (یا شاید اس کے خلاف) وہاں جا کر ان سے فرمایا اگر میں نماز میں کوئی غلطی کروں تو مردوں کو تو سبحان اللہ کہنا چاہیئے اور عورتوں کو اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنے ہاتھ کی انگلیاں مارنی چاہئیں۔ پھر آپؐ نے یہ نماز پڑھائی اور کوئی بھول چوک نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا ذراسی دیر اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ پھر آپؐ نے یہ خطبہ پڑھا۔

حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ (وَاَقْبَلَ عَلَی الرِّجَالِ وَقَالَ) هَلْ مِنْكُمُ الرَّجُلُ اِذَا اَتٰی اَهْلَهٗ فَاَغْلَقَ عَلَیْهِ بَابَهٗ وَاَلْقٰی عَلَیْهِ سِتْرَهٗ وَاسْتَتَرَ بِسِتْرِ اللّٰهِ؟ قَالُوْا نَعَمْ۔ قَالَ ثُمَّ یَجْلِسُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا فَعَلْتُ كَذَا؟ قَالَ فَسَكَتُوْا۔ قَالَ فَاَقْبَلَ عَلَی النِّسَآءِ

آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور مردوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ دروازہ بند کر کے پردہ ڈال کر اللہ کے فرمان کے مطابق پردہ کر کے پھر اپنی بیوی سے مجامعت کرے لوگوں نے کہا ہاں ہم اسی طرح پردہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، لیکن پھر اس کے بعد اپنے دوستوں میں بیٹھ کر ان واقعات کو مفصل بیان کرے کہ میں

فَقَالَ هَلْ مِنْكُنَّ مَنْ تُحَدِّثُ فَسَكَتْنَ فَجَثَتْ فَتَاةٌ عَلٰى اِحْدٰى رُكْبَتَيْهَا وَتَطَاوَلَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَرَاهَا وَيَسْمَعَ كَلَامَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَيَتَحَدَّثُوْنَ. وَاِنَّهُنَّ لَيَتَحَدَّثْنَهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا مَثَلُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ اِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ شَيْطَانَةٍ لَقِيَتْ شَيْطَانًا فِي السِّكَّةِ فَقَضٰى مِنْهَا حَاجَتَهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ. اَلَا وَاِنَّ طِيْبَ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ لَوْنُهُ. اَلَا اِنَّ طِيْبَ النِّسَاءِ مَا (ظَهَرَ) لَوْنُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ رِيْحُهُ. اَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ اِلٰى رَجُلٍ. وَلَا امْرَأَةٌ اِلَى امْرَأَةٍ اِلَّا وَلَدٌ اَوْ وَالِدٌ (وَذَكَرَ ثَالِثَةً اِلَّا اُنْسِيْتُهَا) (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

نے ایسا ایسا کیا وغیرہ؟ اب سب چپ ہو گئے اب آپؐ نے عورتوں کو مخاطب کیا فرمایا۔ تم میں سے کوئی ہے جو یہ باتیں اپنی بہنوں اور سہیلیوں میں بیان کرنے بیٹھتی ہو؟ یہ بھی سب خاموش ہو گئیں لیکن ایک نوعمر عورت اپنے گھٹنے پر اونچی ہو کر بولی یہ اس لئے کہ حضرت اسے دیکھ سکیں اور اس کی بات سن سکیں اس نے کہا یا رسول اللہؐ مردوں عورتوں دونوں میں یہ عادت سی ہو گئی ہے اور یہ باتیں کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جانتے ہو اس کی کیا مثال ہے؟ اس کی مثال شیطانیہ جیسی ہے۔ جس سے بیچ راہ شیطان ملتا ہے اور اپنی حاجت روائی کر لیتا ہے۔ حالانکہ لوگوں کی نظریں ان پر پڑتی ہیں۔ پھر فرمایا سنو! مرد کے لئے خوشبو ایسی ہونی چاہیئے جس کی مہک اڑے لیکن رنگ نہ ہو۔ اور سنو! عورتوں کے لئے خوشبو ایسی ہونی چاہیئے جس کی مہک نہ اڑے اور رنگ ہو۔ پھر فرمایا ہوشیار رہو، مرد مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں مل کر نہ سوئے۔ نہ عورت عورت کے ساتھ۔ بجز باپ بیٹے کے۔ ایک تیسرا بھی بیان کیا لیکن راوی کو وہ یاد نہیں رہا۔

حاضرین اے میرے بھائیو اور بہنو! یہ خطبہ نبوی آپ کے سامنے ہے اس پر غور کر لو اور شرم و حیا جو ایمان کی جڑ ہے اُسے کاٹ نہ دو۔

(۲۲۲) فتح مکہ ہو چکا تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہیں اور جاہلیت کی رسموں کو اور گناہ کے کاموں کو میٹ رہے ہیں، لوگ جمع ہیں، خطبہ ہو رہا ہے، اس میں فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لوگو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے شراب کی، مردار کی، سور کی اور بتوں کی تجارت تم پر حرام کر دی ہے اس

قَالَ عَامَ الْفَتْحِ بِمَكَّةَ - اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ بَيْعَ
الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ
فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ
فَاِنَّهٗ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدَّهَنُ بِهَا
الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ - فَقَالَ
لَاهُوَحَرَامٌ - ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ
الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا
اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ -

پر کسی نے سوال کیا کہ حضورؐ مردار کی چربی کی بابت کیا
حکم ہے؟ اُس سے کشتیاں روغن کی جاتی ہیں ۔
کھالوں پر لگائی جاتی ہے ۔ چراغ جلائے جاتے
ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا نہیں وہ بھی حرام ہے ۔
اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے جب ان پر چربیاں
حرام ہوئیں تو اُنھوں نے اُسے پگھلا کر بیچ کر قیمت
وصول کر کے کھائی ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

(۲۲۳) ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں ۔

اِنَّ اللّٰهَ اِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَوْمٍ اَكْلَ شَيْءٍ
حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهٗ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتا
ہے تو اُس کی قیمت بھی ان پر حرام ہوتی ہے ۔

(۲۲۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ
لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَاتُ الْاَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ
الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا وَقَالَ حَرَّمَتُ
التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں جن میں شراب کی حرمت
ہے جب نازل ہوئیں تو اللہ کے رسولؐ ہمارے مجمع میں
آئے اور وہ سب پڑھ کر ہمیں سنائیں ۔ پھر فرمایا سُنو
شراب کی تجارت بھی حرام ہے ۔

(۲۲۵) عَنْ يَعْلٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ
بِلَا اِزَارٍ - فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اِنَّ
اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ
وَالسِّتْرَ - فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ

حضورؐ نے ایک شخص کو میدان میں ننگا نہاتے ہوئے
دیکھ لیا ۔ منبر پر چڑھ کر ہمیں خطبہ دیا ۔ جس میں اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا ۔ اللہ عزوجل بہت
ہی حیا اور لحاظ و شرم والا ، بہت ہی پردہ کرنے
والا ہے ۔ وہ حیا و شرم کو اور پردے کو بہت پسند
فرماتا ہے پس تم میں سے کوئی جب غسل کرنے لگو

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُد)

تو اس پر فرض ہے کہ پردہ کر لیا کرے۔

محمدی بھائیو! اے خطبات نبویہ کے سننے والو اور دربار خداوندی کے حاضر باشو! اللہ تمہیں اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال کرے۔ آؤ میں تمہیں تمہارے اس زمانے کے مطابق حضورؐ کا ایک خطبہ سناؤں۔

(۲۲۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ۔ فَقَالَ اِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَخَفَّتْ اَمَانَاتُهُمْ وَكَانُوْا هٰكَذَا۔ وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ قَالَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ كَيْفَ اَفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ جَعَلَنِى اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ الْزَمْ بَيْتَكَ۔ وَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ۔ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ اَمْرَ الْعَامَّةِ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُد)

ہم صحابہ حضورؐ کے آس پاس بیٹھے ہوتے تھے جو آپ نے آنے والے فتنوں کا ذکر کیا اور فرمایا وقت آنے والا ہے جب کہ تم دیکھو گے کہ لوگ اپنے عہد و وعدے کے پابند نہیں ہوں گے، امانت داریاں بالکل اُٹھ جائیں گی۔ اور آپس کے اختلافات کی وجہ سے ایسے ہو جائیں گے (یہ فرما کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر بتلایا کہ اس طرح ہو جائیں گے۔ میں نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے، میں ایسے وقت کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا، اپنے گھر میں بیٹھا رہ اپنی زبان روک رکھ، جو جانتا ہے اُسے لے لے۔ جو بُرا معلوم ہو اُسے چھوڑ دے۔ خاص اپنی جان کی اصلاح کے درپے ہو جا اور عوام الناس کو ان کے معاملات کو چھوڑ دے۔

برادران! ہم ہندوستانیوں کے لئے یہی وہ زمانہ ہے پس سنبھل کر قدم رکھیئے۔ ہر کہ ومہ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیدیا کیجئے۔ صاف اور صریح اور صحیح حدیثوں پر عمل کیجئے۔ ان تمام گروہ سے علیٰحدہ رہیے اور حدیث و قرآن پر عمل میں عمر گذار دیجیے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ۔

(۲۲۷) فتح مکہ کے بعد عرب کے قبیلوں نے بسرعت تمام اسلام قبول کرنا شروع کیا۔ جب بنو نہد کا وفد دربار رسالت میں پہونچا، اُن کو حضورؐ نے مندرجہ ذیل خطبہ سنایا۔ خطبے سے پہلے اُن کے لئے برکت کی دُعا کی۔ ملاحظہ ہو۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِىْ مَحْضِهَا وَمَخْضِهَا وَ

الٰہ العالمین ان کے دودھ میں، چھاچھ میں، لسّی میں برکت

مَذْقِهَا ٥ وَابْعَثْ رَاعِيَهَا فِي الدَّثْرِ ٥ وَافْجِرْ لَهُ الثَّمَدَ ٥ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي الْمَالِ وَالْوَلَدِ ٥ مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوةَ كَانَ مُسْلِمًا وَمَنْ اٰتَى الزَّكٰوةَ كَانَ مُحْسِنًا ٥ وَمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَانَ مُخْلِصًا ٥ لَكُمْ يَا بَنِيْ نَهْدٍ وَدَائِعُ الشِّرْكِ ٥ وَوَضَائِعُ الْمُلْكِ ٥ لَا يُلْطَطُ فِي الزَّكٰوةِ ٥ وَلَا يُلْحَدُ فِي الْحَيَاةِ ٥ وَلَا يُتَثَاقَلُ عَنِ الصَّلٰوةِ ٥ (شفا قاضی عیاض)

دے۔ اُن کے چرواہوں کو پھرتی دے۔ اُن کے جانوروں کو ترو تازہ چکنا رکھ۔ اُن کے مال اولاد میں برکت دے سُنو! نماز کو جو برپا رکھے مسلمان ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتا رہے وہ محسن ہے۔ توحید پر قائم رہے اور اس کی گواہی دے وہ مخلص ہے۔ اے قبیلہ بنو نہد کے لوگو! شرک کے زمانے کی اگلی لی ہوئی چیزیں جس کے پاس ہیں اسی کی ہیں۔ اسی طرح جو ٹیکس وغیرہ لے لئے گئے ہیں وہ جس کے پاس ہیں اسی کے ہیں۔ اب اسلام میں تم پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے اس میں تاخیر نہ کی جائے اور زندہ درگور اولاد کو نہ کیا جائے اور نمازوں میں کبھی سُستی نہ کی جائے۔

بھائیو! یہ زندگی چند روزہ ہے۔ احکامِ خدا کے پابند رہو، ہر ایک سے سلوک کرتے رہو، اپنی اصلاح میں لگے رہو۔ لحاظ و مروت کو اپنا زیور سمجھو۔ حرام سے بچو۔ دُنیا کو بے وقعت سمجھو۔ توحید و سنت پر جم جاؤ دعائیں کرتے رہو۔ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

سولھویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ ٥ میں نے اپنے اس خطبے کے شروع میں جو آیت پڑھی تھی اس کا ماحصل یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے میری نجات ہوگئی۔ نہیں بلکہ اُسے ہر آزمائش میں ثابت قدمی دکھانی چاہیے خواہ وہ گناہوں سے بچنے کی

متعلق ہو خواہ وہ نیکیاں کرنے کے متعلق ہو، خواہ تکلیف کے برداشت کے سلسلے میں، خواہ احکام جہاد و ہجرت میں ہو کسی وقت خدائی احکام کی بجا آوری میں پہلو تہی نہ کرے خواہ دل مانتا ہو خواہ نہ مانتا ہو۔

آپ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سُن رہے ہیں۔ یہ خطبے وہ تھے جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شوق و ذوق سے سنتے تھے بلکہ جنھیں خوف ہوتا تھا کہ یاد نہ رکھ سکیں گے وہ لکھ لیا کرتے تھے۔

(۲۲۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ ٥ اِمَّا اَنْ يُّؤْدٰى اَوْ يُقَادَ ٥ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْشَاهٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُبْ لِيْ۔ قَالَ الْعَبَّاسُ اُكْتُبُوْا لِيْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ يَعْنِيْ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

فتح مکہ کے بعد حضورؐ نے جو خطبہ پڑھا اُس میں یہ بھی بیان تھا کہ جس کے کسی آدمی کو کوئی ناواجبی طور پر قتل کر دے تو مقتول کے ورثا کو دو باتوں میں سے ایک کے قبول کرنے کا اختیار ہے یا تو دیت اور جرمانہ جو شرع نے مقرر کیا ہے لے لے یا قصاص اور بدلہ لے لے۔ اس پر ایک یمنی صحابی ابوشاہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضورؐ مجھے اپنا یہ خطبہ لکھوا دیجئے۔ حضرت عبّاس نے بھی یہی درخواست کی۔ آپؐ نے ابوشاہؓ کے لئے اس خطبے کے لکھ دینے کا فرمان صادر فرمایا۔

(۲۲۹) اس خطبے کا ابتدائی حصہ بھی سُن لیجئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ ٥ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ٥ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ٥ اَلَا اِنَّ كُلَّ مَاْثُرٍ فِى الْجَاهِلِيَّةِ تُذْكَرُ وَتُدْعٰى مِنْ دَمٍ اَوْ مَالٍ تَحْتَ قَدَمَيَّ۔ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ

فتح مکہ کے دن آپؐ نے اپنے خطبے میں تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی۔ پھر فرمایا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسکے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور مخالف طاقتوں کو اس نے پست کر دیا۔ کفر کے لشکروں کو اُسی اکیلے نے شکست دی۔ سُنو! جاہلیت کے کُل شعبے جو ندکورہیں اور کہے جاتے ہیں سب کو

سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ. أَلَا إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُهُمَا لِأَهْلِهِمَا كَمَا كَانَ. ثُمَّ قَالَ. أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَأِ شِبْهَ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ ۝ مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا.

(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

آج اپنے پاؤں تلے روندرہا ہوں۔ ہاں زمزم کا پانی پلانا بیت اللہ کی پاسبانی کرنا یہ اپنی جگہ باقی ہے سنو خطا اور غلطی سے کوئی کسی کو مار ڈالے مثلاً کوڑا مارا لکڑی ماری اور وہ مرگیا یہ مشابہ خطا کے ہے اس میں شرعی فیصلہ یہ ہے کہ مقتول کے ورثا کو قاتل ایک سو اونٹ دے جنہیں سے چالیس گیابھن اونٹنیاں ہوں۔

(۲۳۰) اللہ کے نبی نبیوں کے سردار و شفیع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ اور ہر وقت جہاں مجمع دیکھتے، کام کی باتوں کو بیان فرمادیا کرتے۔ چنانچہ بقیع الغرقد میں حضور ایک جنازے کے ساتھ گئے ہم سب صحابہؓ بھی ساتھ تھے۔ وہاں بیٹھ کر آپ کے ہاتھ میں جو سلائی تھی اُسے زمین پر پھیرنے لگے جب ہم سب آگئے تو سر اُٹھالیا اور یہ وعظ فرمایا۔

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ كَتَبَ اللهُ مَكَانَهَا مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً. قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللهِ أَفَلَا نَمْكُثُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ السَّعَادَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشِّقْوَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى الشِّقْوَةِ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا أَهْلُ الشِّقْوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلشِّقْوَةِ ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللهِ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ۝ (رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ)

تم میں سے کوئی بھی نہیں۔ کوئی سانس لینے والا تم میں سے ایسا نہیں جس کی جگہ دوزخ کی یا جنت کی خدا کے ہاں مقرر نہ ہو۔ ہر ایک کا بدبخت یا نیک بخت ہونا لکھ لیا گیا ہے۔ اس پر ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ پھر عمل کی کیا ضرورت؟ لکھا تو ہوچکا ہے۔ نیک جنت میں اور بد دوزخ میں پہنچ کر ہی رہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا سنو عمل کئے چلے جاؤ، ہر ایک پر وہی عمل آسان ہوں گے جو اس کا انجام ہوتا ہے۔ جنتی لوگوں پر نیکیاں آسان ہوتی ہیں اور جہنمی لوگوں پر بُرے کام پھر آپ نے قرآنِ کریم کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں کہ جو سخاوت کرے اللہ سے ڈرے، توحید کو، رسالت کو، قرآن کو، حدیث کو سچا جانے اس کے لئے جنت کی راہ آسان ہے اور بخیلی کرے، بے پرواہی برتے اور

بھلی باتوں کو جھٹلائے اس کے لئے راہِ جہنم آسان ہے۔

(۲۳۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ خَطَبَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَتّٰى مَتٰى تَنْزِعُوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ هَتِكُوْهُ حَتّٰى يَحْذَرَهُ النَّاسُ ٥ (رَوَاهُ الْإِمَامُ الْهَيْثَمِيُّ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ آخر کہاں تک اور کب تک تم بدکار لوگوں کی برائیوں کو بیان کرنے سے رُکے رہو گے؟ اُن کے پردے چاک کر دو تاکہ لوگ ہوشیار ہو کر اُن کی بدیوں سے بچاؤ کریں۔

یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ فاسق فاجر کی برائی بیان کرنی جب کہ اس میں کوئی مصلحت ہو شرعًا جائز ہے یہ غیبت میں داخل نہیں، چنانچہ اور حدیث میں ہے۔ لَيْسَ لِفَاسِقٍ غِيْبَةٌ (طبرانی کبیر) یعنی فاسق کی غیبت ہی نہیں اور یہ دلیل ہے اس پر بھی کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے راویوں پر جو جرح و قدح کی ہے اس میں ان پر کوئی مواخذہ نہیں بلکہ یہ اُن کے لئے باعث اجر عظیم ہے۔

(۲۳۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رض قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُوْبًا رَأْسُهٗ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الْكُتُبُ الَّتِيْ يَبْلُغُنِيْ اَنَّكُمْ تَكْتُبُوْنَهَا، اَكِتَابٌ مَعَ كِتَابِ اللّٰهِ؟ يُوْشِكُ اَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِكِتَابِهٖ فَيُسْرٰى عَلَيْكَ لَيْلًا فَلَا يَتْرُكُ فِيْ وَرَقَةٍ وَّلَا فِيْ قَلْبٍ مِنْهُ حَرْفًا اِلَّا ذَهَبَ بِهٖ۔ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ حَضَرَ الْمَجْلِسَ۔ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ قَالَ مَنْ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا بَقِيَ فِيْ قَلْبِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

ایک دن اللہ کے نبیؐ منبر پر آئے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ فرمایا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کچھ کتابیں لکھ رہے ہو؟ آخر یہ کیا چیز ہے؟ خدا کی کتاب کے ساتھ کوئی اور کتاب بھی ہے؟ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی حمایت میں غضبناک ہو جائے اور رات ہی رات میں اپنی کتاب اُٹھا لے کہ نہ تو کاغذ پر باقی رہے نہ مومن کے دل میں۔ کسی نے کہا ایسے وقت مومن مردوں عورتوں کا حال کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا جس کے ساتھ خدا کا ارادہ بھلائی کا ہوگا۔ اُنکے دل میں لا الٰہ الا اللہ باقی رہ جائے گا۔ یہ یاد رہے کہ یہ حدیث سندًا صحیح نہیں۔

(۲۳۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَاَنَا مَعَهُمْ۔ وَاَنَا اَصْغَرُ الْقَوْمِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ فَلَمَّا خَرَجَ الْقَوْمُ۔ قُلْتُ كَيْفَ تُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَمِعْتُمْ مَا قَالَ وَاَنْتُمْ تَنْهَمِكُوْنَ فِي الْحَدِيْثِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكُوْا فَقَالُوْا يَا ابْنَ اَخِيْنَا اِنَّ كُلَّ مَا سَمِعْنَا مِنْهُ عِنْدَنَا فِيْ كِتَابٍ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کا مجمع تھا میں بھی ان میں تھا اور سب سے کم عمر میں ہی تھا تو حضور نے فرمایا مجھ پر جو جھوٹ باندھے وہ اپنی جگہ جہنم میں ٹھہرالے۔ جب ہم سب مجلس سے اُٹھ کر باہر آئے تو میں نے اُن بزرگ صحابہؓ سے کہا کہ جب اس قدر سختی ہے پھر تم اس قدر کثرت اور انہماک سے آپؐ کی حدیثیں بیان کرتے ہوئے ڈرتے نہیں؟ تو وہ سب بزرگ ہنس دیے اور کہنے لگے پیارے بھتیجے ہم حضور سے جو حدیثیں سنتے ہیں، سب لکھ لیا کرتے ہیں پس غلطی کا کوئی احتمال نہیں اس لئے بے خوف ہیں کیوں کہ ہمارے پاس ان حدیثوں کی لکھی ہوئی کتابیں موجود و محفوظ ہیں۔

آؤ اس موقع پر ہم اپنے ائمہ کرامؒ کے لئے ہاں اُن اہلحدیث کے لئے دل سے دُعا کریں جن کی پاک کوششوں اور جن کی اَنتھک محنتوں سے آج ہمارے پاس اللہ کے نبیؐ کی حدیثیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِجَمِيْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِجَمِيْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۞
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِجَمِيْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۞ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سترھویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ہے

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ۝ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ ۝ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ ۝ اَنْتَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ الَّذِیْ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۝ لَا تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اِلَّا بِنِعْمَتِہٖ ۝ وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ وَالْمُعِیْنُ بِرَحْمَتِہٖ ۝ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۝ وَلَا یَفُوْزُ فَائِزٌ اِلَّا بِمَنِّہٖ ۝ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَبِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ ۝ وَبِعِبَادِہٖ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ۝ اَللّٰھُمَّ لَا یُھْزَمُ جُنْدُکَ وَلَا یُخْلَفُ وَعْدُکَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ۝ سُبْحٰنَکَ وَبِحَمْدِکَ ۝ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ۝ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ الَّذِیْ خُتِمَتِ النُّبُوَّۃُ عَلَیْہِ ۝ وَاَلْقَتِ الرِّسَالَۃُ رَحْلَھَا لَدَیْہِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُسْوَۃِ الدِّیْنِ ۝ وَقُدْوَۃِ الْحَقِّ وَالْیَقِیْنِ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ لَقِیْطُ بْنُ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خَرَجْتُ اَنَا وَصَاحِبِیْ حَتّٰی قَدِمْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَافَیْنَاہُ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ فَقَامَ فِی النَّاسِ خَطِیْبًا فَقَالَ ۝

(۲۳۴) اَیُّھَا النَّاسُ ۝ اَلَا اِنِّیْ قَدْ خَبَأْتُ لَکُمْ صَوْتِیْ مُنْذُ اَرْبَعَۃِ اَیَّامٍ اَلَا لِتَسْمَعُوا الْیَوْمَ۔ اَلَا فَھَلْ مِنِ امْرِئٍ بَعَثَہٗ قَوْمُہٗ فَقَالُوْا لَہٗ اَعْلِمْ لَنَا مَا یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلَا ثُمَّ رَجُلٌ لَعَلَّہٗ یُلْھِیْہِ حَدِیْثُ نَفْسِہٖ۔ اَوْ حَدِیْثُ صَاحِبِہٖ۔ اَوْ یُلْھِیْہِ ضَالٌّ۔ اَلَا اِنِّیْ مَسْئُوْلٌ

مسلم بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ ہمیں توفیق خیر دے، ہمارے کاموں کو نیک انجام کرے ہمارے دلوں میں نیکیوں اور نیکوں کی محبت اور بدیوں اور بدوں سے نفرت پیدا کر دے۔ میں حسب عادت آج بھی آپ کو خطبہ نبوی سنانا چاہتا ہوں اس وقت میں نے جو خطبہ دیا ہے یہ وہ خطبہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو المنتفق کے

هَلْ بَلَّغْتُ - اَلَا اسْمَعُوْا تَعِيْشُوْا اَلَا اِجْلِسُوْا فَجَلَسَ النَّاسُ وَقُمْتُ اَنَا وَصَاحِبِيْ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ لَنَا فُؤَادُهٗ وَنَظَرُهٗ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عِنْدَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ؟ فَضَحِكَ فَقَالَ لَعَمْرُ اللّٰهِ عَلِمَ اَنِّيْ اَبْتَغِي السَّقْطَةَ. فَقَالَ ضَنَّ رَبُّكَ بِمَفَاتِيْحِ خَمْسٍ مِّنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ - وَاَشَارَ بِيَدِهٖ - فَقُلْتُ مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ عِلْمُ الْمَنِيَّةِ قَدْ عَلِمَ مَتٰى مَنِيَّةُ اَحَدِكُمْ وَلَا تَعْلَمُوْنَهٗ - وَعِلْمُ الْمَنِيِّ حِيْنَ يَكُوْنُ فِي الرَّحِمِ قَدْ عَلِمَهٗ وَمَا تَعْلَمُوْنَهٗ وَعِلْمُ مَا فِيْ غَدٍ قَدْ عَلِمَ مَا اَنْتَ طَاعِمٌ وَّلَا تَعْلَمُهٗ - وَعِلْمُ يَوْمِ الْغَيْثِ يُشْرِفُ عَلَيْكُمْ اَزِلِيْنَ مُشْفِقِيْنَ - فَيَظَلُّ يَضْحَكُ قَدْ عَلِمَ اَنَّ غَوْثَكُمْ اِلٰى قَرِيْبٍ - قَالَ لَقِيْطٌ فَقُلْتُ لَنْ نَّعْدِمَ مِنْ رَّبٍّ يَّضْحَكُ خَيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ وَعِلْمُ يَوْمِ السَّاعَةِ - قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنَا مِمَّا تُعَلِّمُ النَّاسَ وَتَعْلَمُ - فَاِنَّا مِنْ قَبِيْلٍ لَا يُصَدِّقُ تَصْدِيْقَنَا اَحَدٌ مِّنْ مَّذْحِجِ الَّتِيْ تَدْنُوْ عَلَيْنَا - وَخَثْعَمَ الَّتِيْ تُوَالِيْنَا وَعَشِيْرَتَنَا قَالَ ثُمَّ تَلْبَثُوْنَ مَا لَبِثْتُمْ - ثُمَّ تُبْعَثُ الصَّائِحَةُ فَلَعَمْرُ اِلٰهِكَ مَا تَدَعُ عَلٰى ظَهْرِهَا شَيْئًا اِلَّا مَاتَ - تَلْبَثُوْنَ مَا

سامنے پڑھا تھا۔ مکہ شریف کے فتح ہونے کا تمام عرب انتظار کر رہا تھا فتح مکہ کے ساتھ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کی پیش گوئی کے مطابق ہر ہر گوشے سے اسلام کی قبولیت کے لئے سبقت کرنے لگے۔ اس قبیلے کا وفد جب خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اس وقت آپ نمازِ صبح سے فارغ ہوئے ہی تھے ابھی اس وفد نے آپؐ سے ملاقات نہیں کی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو خطبہ سنانے کے لئے کھڑے ہو گئے اور یہ خطبہ جس کا تقریباً آدھا حصہ میں آپ کو سنا چکا ہوں۔ صرف اس لئے کہ آپ میں اکثر لوگ عربی نہیں جانتے اس لئے اُکتا نہ جائیں میں نے آدھا خطبہ پڑھ کر ارادہ کیا ہے کہ اس کا ترجمہ آپ کو سنا دوں پھر باقی کا حصہ عربی کا سنا کر اُس کا بھی ترجمہ کر دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ نے اس خطبہ میں فرمایا۔ لوگو! آج چار دن سے میں نے (اس وقت) تمہیں کوئی خطبہ نہیں سنایا تھا اسی لئے آج کچھ بیان کروں۔ سنو کیا ایسا ہوا ہے کہ کسی کو اس کی قوم نے بھیجا ہو کہ جا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنو اور پھر ہمیں پہنچاؤ۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ اپنے کاموں میں یا اپنے ساتھی کی باتوں میں یا کسی گم شدہ کے پیچھے پڑ کر غفلت میں رہ گیا ہو (اس میں اشارہ تھا اسی وفد کی طرف) پھر فرمایا سنو! میں اس سے قیامت کے دن پوچھا جانے والا ہوں کہ

لَبِثْتُمْ ثُمَّ يُتَوَفّٰى نَبِيُّكُمْ وَالْمَلٰئِكَةُ الَّذِيْنَ مَعَ رَبِّكَ۔ فَاَصْبَحَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ يَطُوْفُ فِي الْاَرْضِ وَخَلَتْ عَلَيْهِ الْبِلَادُ فَاَرْسَلَ رَبُّكَ السَّمَاءَ تَهْضِبُ مِنْ عِنْدِ الْعَرْشِ۔ فَلَعَمْرُ اِلٰهِكَ مَا تَدَعُ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ مَّصْرَعِ قَتِيْلٍ وَّلَا مَدْفَنِ مَيِّتٍ اِلَّا شُقَّتِ الْقَبْرُ عَنْهُ حَتّٰى تُخْلِفَهٗ مِنْ عِنْدِ رَأْسِهٖ فَيَسْتَوِيْ جَالِسًا۔ فَيَقُوْلُ رَبُّكَ مَهْيَمْ؟ لِمَا كَانَ فِيْهِ؟ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَمْسِ الْيَوْمَ لِعَهْدِهٖ بِالْحَيَاةِ يَحْسَبُهٗ حَدِيْثًا بِاَهْلِهٖ۔ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ يَجْمَعُنَا بَعْدَ مَا تُمَزِّقُنَا الرِّيَاحُ وَالْبِلَاءُ وَالسِّبَاعُ؟ قَالَ اُنَبِّئُكَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ فِيْ اٰلَاءِ اللّٰهِ الْاَرْضُ۔ اَشْرَفْتَ عَلَيْهَا وَهِيَ فِيْ مَدَرَةٍ بَالِيَةٍ۔ فَقُلْتَ لَا تَحْيَا اَبَدًا۔ ثُمَّ اَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَيْهَا السَّمَاءَ فَلَمْ تَلْبَثْ عَلَيْكَ اِلَّا اَيَّامًا حَتّٰى اَشْرَفْتَ عَلَيْهَا وَهِيَ شَرْبَةٌ وَّاحِدَةٌ وَلَعَمْرُ اِلٰهِكَ لَهُوَ اَقْدَرُ عَلٰى اَنْ يَّجْمَعَكُمْ مِنَ الْمَاءِ عَلٰى اَنْ يَّجْمَعَ نَبَاتَ الْاَرْضِ۔ فَتَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَصْوَاءِ وَمِنْ مَّصَارِعِكُمْ۔ فَتَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَنْظُرُ اِلَيْكُمْ۔ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ وَنَحْنُ مِلْءُ الْاَرْضِ وَهُوَ شَخْصٌ وَّاحِدٌ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَنَنْظُرُ اِلَيْهِ؟ قَالَ اُنَبِّئُكَ

میں نے لوگوں کو پیغامِ خداوندی سُنا بھی دیا؟ پس غور سے سُنو تاکہ اچھی طرح زندگی گذار سکو۔ بیٹھ جاؤ۔ یہ سُنتے ہی سب تو بیٹھ گئے لیکن ایک وفد اس لئے کھڑا رہ گیا کہ حضورؐ انھیں دیکھ لیں اور اُن کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ چنانچہ جب آپ اُن کی طرف مائل ہوئے تو حضرت عاصم بن لقیط سردار وفد نے کہا یا رسول اللہ کیا آپؐ علم غیب جانتے ہیں؟ (کیوں کہ آپ نے ہمارا سب حال بیان کر دیا۔) اس پر آپؐ ہنسے اور فرمایا بقارِ خداوندی کی قسم مجھے تو گری ہوئی چیز بھی ڈھونڈنی پڑتی ہے۔ سُنو غیب کی کنجیاں صرف قبضۂ خدا میں ہی ہیں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں اُٹھا کر فرمایا وہ پانچ ہیں اُنھیں بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ ایک تو موت۔ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب مرے گا؟ صرف اللہ ہی کو اس کا علم ہے۔ دوسرے مادہ کے پیٹ کا حال کہ کیا جنے گی؟ اللہ کو اس کا علم ہے اور کسی کو نہیں۔ تیسرے کل اور آگے ہونے والے واقعات، کھانے پینے کے بارے میں تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے۔ چوتھے بارش کہ کب ہوگی، کہاں ہوگی، کتنی ہوگی؟ یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کوئی اور نہیں جانتا۔ دیکھو بارش نہیں ہوتی تم لوگ نا اُمید ہو جاتے ہو۔ قحط سالی سے ڈرنے لگتے ہو اور وہ خدائے رب العزت تمہیں جھانک کر تمہاری یہ حالت دیکھ کر ہنس دیتا ہے کیوں کہ اُسے

بِمِثْلِ هٰذَا فِیْ اٰلَآءِ اللّٰهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اٰيَةٌ مِّنْهُ صَغِيْرَةٌ۔ تَرَوْنَهُمَا وَتَرَيَانِكُمْ سَاعَةً وَّاحِدَةً وَّلَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهِمَا۔

معلوم ہے کہ عنقریب ان پر بارش برسے گی۔ یہ سُن کر بیساختہ حضرت لقیط رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکل گیا کہ یا رسول اللہؐ ایسے رب سے جو ہنستا ہے کبھی کوئی محروم نہیں رہ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پانچویں کنجی غیب کی قیامت کا دن ہے۔ اب اس وفد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ جو آپؐ کو معلوم ہے اور جو آپ انہیں سکھا رہے ہیں ہمیں بھی سکھائیے، کیوں کہ ہم سے متصل قبیلہ مذحج ہے اور ہمارا ساتھی قبیلہ خَثْعَم ہے وہ ہمیں سچا نہیں سمجھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا سُنو! جتنا وقت تمہیں دُنیا پر گذارنا ہے گذر جائے گا، پھر صور پھونکا جائے گا۔ حیاتِ ابدی ربّ جل وعلا کی قسم زمین پر جتنے بھی ہوں گے سب مر جائیں گے۔ نبیؐ فرشتے کوئی بھی موت سے نہ بچ سکے گا۔ زمین ہوگی اور خدا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے بارش برسائے گا جو ہر جگہ برسے گی اس سے قبریں شق ہوں گی اور انسان سب سروں کی طرف سے نئے سرے سے زندہ ہونا شروع ہو جائیں گے۔ پورے جسم میں رُوح دوڑ جائے گی اور سیدھے بیٹھ جائیں گے پھر اُن سے اللہ عزوجل دریافت فرمائے گا کہ تم کس قدر یہاں ٹھہرے؟ وہ جواب دیں گے کہ اے پروردگار زیادہ سے زیادہ ایک بلکہ اس سے بھی کم۔ اُنھیں یہی محسوس ہوگا کہ گویا ابھی ابھی اپنے اہل وعیال سے الگ ہوئے ہیں۔ حضرت لقیط بن عامرؓ نے پھر دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ جب کہ ہمیں ہوائیں اُڑا لیجائیں گی، ہم سڑگل کر ریزے ریزے ہو جائیں گے۔ درندے ہمیں اپنے پیٹوں میں لے لیں گے، پھر ہم کیسے نئی زندگی میں آجائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا۔ لو میں تمہیں خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوق میں سے اس کی دلیل دوں، تم کبھی زمین کے اس حصے پر گذرے ہوگے جو بنجر، بے جان، سوکھا پڑا ہو اور تم اُسے دیکھ کر بے ساختہ کہہ اُٹھتے ہو کہ اس کی آبادی اب محال ہے۔ اس خشک صحرا کا باغ و بہار بننا دشوار ہے لیکن بارش برستے ہی جب تم پھر اُسے دیکھو تو کہتے ہو کہ چپّہ چپّہ ہرا ہو گیا، کھیتیاں اور باغات لہلہانے لگے یہ ہے ایک مرتبہ کی کثرتِ باراں کی برکت۔ اسی سوکھی زمین کو تم دیکھتے ہو کہ گویا ایک مَوّاج دریا بن گئی ہے۔ پس زمین کی روئیدگی کو جمع کرنے پر جس قدر خدا قادر ہے اس سے کہیں زیادہ وہ تمہیں جمع کرنے پر قادر ہے۔ تمہارے بکھرے ہوئے ذرّات جمع کر کے تمہیں پھر سے زندہ کر دے گا اور تم سب اپنی قبروں سے اپنے مرنے کی جگہ سے نکل آؤ گے جس طرح بارش سے کھیت اُگ آتا ہے۔ اب تم اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے اور وہ تمہیں اِس پر پھر سے سردارِ وفد نے سوال کیا کہ ہم تو بے شمار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اکیلا ہوگا پھر وہ ہم سب کو اور ہم سب اُسے بہ یک وقت کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ لو تمہیں میں اِس کی مثال بھی بتلا دوں۔ سورج چاند

کو تم سب بہ یک وقت دیکھتے ہو اور وہ تم سب کو۔ حالانکہ یہ تو خدا کی ایک چھوٹی سی مخلوق ہے۔ بغیر بھیڑ بھاڑ اور دھکا پیلی کے ایک ہی وقت میں تم سب کی نگاہیں اُن پر پڑتی ہیں اور اُن کی تم سب پر۔

برادران! اب اس خطبے کا عربی حصہ جو باقی ہے اُسے سُنئے۔

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا يَفْعَلُ بِنَا رَبُّنَا إِذَا لَقِينَاهُ
قَالَ تُعْرَضُونَ عَلَيْهِ بَادِيَةً لَهُ صَفَحَاتُكُمْ
لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ فَيَأْخُذُ رَبُّكَ
عَزَّ وَجَلَّ بِيَدِهٖ غُرْفَةً مِّنْ مَّاءٍ فَيَنْضَحُ
بِهَا قِبَلَكُمْ۔ فَلَعَمْرُ إِلٰهِكَ مَا يُخْطِئُ وَجْهَ
أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِنْهَا قَطْرَةً۔ فَأَمَّا الْمُسْلِمُ فَتَدَعُ
وَجْهَهُ مِثْلَ الرَّيْطَةِ الْبَيْضَاءِ وَأَمَّا الْكَافِرُ
فَيَنْضَحُهُ أَوْ قَالَ فَيَنْطِحُهُ بِمِثْلِ الْحُمَمِ
الْأَسْوَدِ۔ أَلَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ نَبِيُّكُمْ وَيَتَفَرَّقُ
عَلَىٰ إِثْرِهِ الصَّالِحُونَ ٥ فَيَسْلُكُونَ جِسْرًا
مِّنَ النَّارِ۔ يَطَأُ أَحَدُكُمُ الْجَمْرَةَ يَقُولُ
حِسْ۔ يَقُولُ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ أَوَانَهُ أَلَا
فَتَطَّلِعُونَ عَلَىٰ حَوْضِ نَبِيِّكُمْ عَلَىٰ أَظْمَأِ وَ
اللّٰهِ نَاهِلَةٍ قَطُّ مَا رَأَيْتُهَا۔ فَلَعَمْرُ إِلٰهِكَ
مَا يَبْسُطُ أَحَدٌ مِّنْكُمْ يَدَهٗ إِلَّا وَقَعَ عَلَيْهَا
قَدَحٌ يُطَهِّرُهٗ مِنَ الطَّوْفِ وَالْبَوْلِ وَالْأَذَىٰ
وَتُحْبَسُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَلَا تَرَوْنَ مِنْهُمَا
وَاحِدًا۔ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَبِمَا نُبْصِرُ؟
قَالَ بِمِثْلِ بَصَرِكَ سَاعَتَكَ هٰذِهٖ۔ وَذٰلِكَ
مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فِي يَوْمٍ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ

محترم بھائیو! اس خطبے کا چھوٹا ہوا عربی حصہ آپ نے سُن لیا اب اس کا ترجمہ بھی سُنیئے۔ حضرت لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی دلیل سُن کر میری تشفی تو ہو گئی۔ اب میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ ہمارے رب سے ہماری ملاقات ہونے کے بعد کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا۔ پروردگار اپنے ہاتھ میں پانی کا ایک چلّو لے کر اپنی مخلوق پر ڈالے گا اس وقت ساری مخلوق اس کی نگاہوں کے سامنے ہوگی۔ کوئی چھوٹا بڑا اُس سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ خدا کی قسم اس پانی کا ایک نہ ایک قطرہ ہر ایک کے منہ پر آئے گا۔ مومن کا مُنہ چمکنے لگے گا اور کافر کا منہ سیاہ ہو جائیگا۔ پھر تمہارے نبی علیہ السلام یہاں سے یعنی میدانِ حشر سے جنت کی طرف لوٹیں گے، اُن کے ساتھ ہی اُن کے پیچھے پیچھے تمام نیک صالح لوگ ہوں گے۔ اب پُل صراط پر جائیں گے سمجھ لو کہ اُس وقت کیا حالت ہوگی ذرا سی چنگاری پر پاؤں پڑتے ہی منہ سے آہ نکل جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں۔ اس کے بعد تم سب اپنے نبیؐ کے حوض پر آؤ گے۔ سخت پیاس کی حالت میں ہو گے۔ قسم بخدا تم میں سے جو بھی ہاتھ پھیلائے گا اسی کے ہاتھ میں جامِ کوثر مل جائیگا، جسے پیتے ہی پیاس

وَوَاجَهَتْ بِهِ الْجِبَالُ۔ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ فَبِمَ تُجْزٰى مِنْ سَيِّئَاتِنَا وَحَسَنَاتِنَا؟
قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ
أَمْثَالِهَا وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَعْفُوَ۔ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْجَنَّةُ وَمَا النَّارُ؟ قَالَ
لَعَمْرُ إِلٰهِكَ إِنَّ النَّارَ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ
مَا مِنْهَا بَابَانِ إِلَّا يَسِيرُ الرَّاكِبُ بَيْنَهُمَا
سَبْعِينَ عَامًا۔ وَإِنَّ الْجَنَّةَ لَهَا ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ
مانها بابان إلا يسير الراكب بينهما
سبعين عاما۔ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَعَلٰى مَا
نَطَّلِعُ مِنَ الْجَنَّةِ؟ قَالَ عَلٰى أَنْهَارٍ مِنْ عَسَلٍ
مُصَفًّى۔ وَأَنْهَارٍ مِنْ خَمْرٍ مَا بِهَا صُدَاعٌ
وَنَدَامَةٌ۔ وَأَنْهَارٍ مِنْ لَبَنٍ مَا يَتَغَيَّرُ
طَعْمُهُ وَمَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَفَاكِهَةٍ۔ وَلَعَمْرُ
إِلٰهِكَ مَا تَعْلَمُونَ وَخَيْرٌ مِنْ مِثْلِهِ مَعَهُ
أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ۔ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَلَنَا
فِيهَا أَزْوَاجٌ أَوْ مِنْهُنَّ مُصْلِحَاتٌ؟ قَالَ
الْمُصْلِحَاتُ لِلصَّالِحِينَ وَفِي لَفْظٍ الصَّالِحَاتُ
لِلصَّالِحِينَ تَلَذُّونَهُنَّ وَيَلَذُّونَكُمْ مِثْلَ
لَذَّاتِكُمْ فِي الدُّنْيَا غَيْرَ أَنْ لَا تَوَالُدَ۔ قَالَ
لَقِيطٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقْصٰى مَا نَحْنُ بَالِغُونَ
وَمُنْتَهُونَ إِلَيْهِ؟ فَلَمْ يُجِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
عَلَامَ أُبَايِعُكَ؟ فَبَسَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَدَهُ۔ وَقَالَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ

بجھ جائے گی وہاں پاخانہ پیشاب اور ہر گندی چیز سے پاکیزگی حاصل ہو جائے گی۔ سورج چاند چھپا دیئے جائیں گے اُن میں سے کسی کو تم نہ دیکھو گے۔ میں نے کہا جب سورج چاند نہ ہوں گے تو ہم دیکھیں گے کیسے؟ آپؐ نے فرمایا کہ سورج کے طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے جیسے اُجالا ہوتا ہے اسی طرح کا وقت سمجھ لو۔ اس دن زمین روشن ہو گی اور پہاڑ موجّہ ہوں گے۔ حضرت لقیطؓ نے پھر سوال کیا کہ حضورؐ بدلے کی کیا کیفیت ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ نیکی دس گنی کر کے اور بدی اسی کے برابر۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔ میں نے کہا حضورؐ جنت دوزخ کی کیفیت بھی بیان فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ حیاتِ پروردگار کی قسم جہنم کے سات دروازے ہیں۔ دو دروازوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ سوار ستر سال تک چلتا رہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور ہر دروازوں میں اتنا ہی فاصلہ ہے۔ میں نے کہا حضورؐ جنت میں ہم کہاں جائیں گے؟ فرمایا صاف خالص شہد کی نہروں پر اور شراب کی نہروں پر۔ جس میں نہ درد سر ہے نہ ندامت و پشیمانی اور دودھ کی نہروں پر جس کا مزہ کبھی خراب نہ ہو۔ اور پانی کی نہروں پر جو پانی خراب نہیں ہوتا اور قسم قسم کے میووں پر اور ہر اُس چیز پر تمہارا گذر ہو گا جسے تم جانتے ہو اور جسے تم جانتے بھی نہیں ہو اور بہتر سے بہتر چیزیں تمہیں وہاں

اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَزِيَالِ الْمُشْرِكِ وَاَنْ لَّا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ اِلٰهًا غَيْرَهٗ ۔ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ وَاِنَّ لَنَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ؟ فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ وَظَنَّ اَنِّيْ مُشْتَرِطٌ مَا لَا يُعْطِيْنِيْهِ قَالَ قُلْتُ نَحُلُّ مِنْهَا حَيْثُ شِئْنَا؟ وَلَا يَجْنِيْ عَلَى امْرِئٍ اِلَّا نَفْسُهٗ؟ فَبَسَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ وَقَالَ ذٰلِكَ لَكَ ۔ تَحُلُّ حَيْثُ شِئْتَ وَلَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ اِلَّا نَفْسُكَ قَالَ فَانْصَرَفْنَا عَنْهُ ۔ ثُمَّ قَالَ هَا اِنَّ ذَيْنِ هَا اِنَّ ذَيْنِ ۔ مَرَّتَيْنِ مِنْ اَتْقَى النَّاسِ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ فَقَالَ لَهٗ كَعْبُ ابْنُ الْجِذَارِيَّةِ اَحَدُ بَنِيْ بَكْرِ بْنِ كِلَابٍ مَّنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بَنُو الْمُنْتَفِقِ ۔ بَنُو الْمُنْتَفِقِ ۔ بَنُو الْمُنْتَفِقِ ۔ اَهْلُ ذٰلِكَ مِنْهُمْ ۔ قَالَ فَانْصَرَفْنَا وَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ هَلْ لِاَحَدٍ مِّمَّنْ مَّضٰى مِنْ خَيْرٍ فِيْ جَاهِلِيَّتِهِمْ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ عُرْضِ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ اِنَّ اَبَاكَ الْمُنْتَفِقَ لَفِي النَّارِ ۔ قَالَ فَكَاَنَّهٗ وَقَعَ حَرٌّ بَيْنَ جِلْدِ وَجْهِيْ وَلَحْمِيْ مِمَّا قَالَ لِاَبِيْ عَلٰى رُءُوْسِ النَّاسِ ۔ فَهَمَمْتُ اَنْ اَقُوْلَ وَاَبُوْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ ثُمَّ اِذَا الْاُخْرٰى اَجْمَلُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ وَاَهْلُكَ؟ قَالَ وَاَهْلِيْ

ملیں گی اور بیویاں ہوں گی پاک صاف طیب طاہر میں نے کہا ۔ اچھا یا رسول اللہؐ وہاں ہمیں بیویاں بھی ملیں گی اور پھر وہ بھی بھلی، نیک کار، محبت والیاں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں نیکوں کے لئے عورتیں بھی نیک ہی ہیں تم ان سے لذت حاصل کرو گے اور وہ تم سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھیں گی ۔ ٹھیک دنیا کی لذتِ عیش کی طرح ۔ ہاں وہاں حمل کا اور جاپے کا روگ نہیں میں نے کہا حضورؐ آخر جنت کی نعمت کی کوئی انتہا اور غایت تو بیان فرمایئے ۔ اس کا جواب آپؐ نے کچھ نہیں دیا، اس لئے کہ وہ کوئی بیان کر بھی نہیں سکتا ۔ میں نے کہا اچھا یا رسول اللہؐ آپؐ ہم سے کس بات پر بیعت لیں گے؟ آپؐ نے اپنا ہاتھ پھیلا کر فرمایا ۔ نماز پڑھنے پر، زکوٰۃ دینے پر اور مشرکوں سے علیحدگی اور ان سے بیزاری کرنے پر، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے پر ۔ میں نے کہا پھر ہم مشرق و مغرب کے مالک ہو جائیں گے؟ یہ سن کر اور یہ سمجھ کر کہ میں شرط لگاتا ہوں، آپؐ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ۔ میں نے عرض کیا ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہم مشرق مغرب میں جہاں چاہیں بسیں، آباد ہوں رہیں سہیں؟ اور ہر شخص پر اسی کے کئے کاموں کی پکڑ ہو؟ آپؐ نے پھر ہاتھ پھیلا دیا ۔ بیشک تمہیں یہ حق ہے اور کسی اور کے گناہ پر تمہاری پکڑ نہ ہو گی ۔ حضرت لقیطؓ فرماتے ہیں اب ہم واپس چلے تو آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے

لَعَمْرُ اللّٰهِ۔ حَيْثُ مَا اَتَيْتَ عَلٰى قَبْرِ عَامِرِيٍّ
اَوْ قُرَشِيٍّ اَوْ دَوْسِيٍّ۔ قُلْ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ
مُحَمَّدٌ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَبْشِرْ بِمَا
يَسُوْءُكَ تُجَرُّ عَلٰى وَجْهِكَ وَبَطْنِكَ فِي
النَّارِ۔ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا فَعَلَ
بِهِمْ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانُوْا عَلٰى عَمَلٍ لَا يُحْسِنُوْنَ
اِلَّا اِيَّاهُ ٥ وَكَانُوْا يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُصْلِحُوْنَ
قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
بَعَثَ فِيْ اٰخِرِ كُلِّ سَبْعِ اُمَمٍ نَبِيًّا فَمَنْ
عَصٰى نَبِيَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّالِّيْنَ ٥ وَمَنْ
اَطَاعَ نَبِيَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ٥ (رَوَاهُ
الْاِمَامُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ
الْمُسْنَدِ وَالْحَاكِمُ وَصَاحِبُ زَادِ الْمَعَادِ
الْاِمَامُ ابْنُ الْقَيِّمِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى)

فرمایا۔ یہ اور اس کا ساتھی (نہیک بن عاصم بن مالک بن منتفق) ان کے تمام لوگوں میں زیادہ متقی دنیا میں ہیں۔ اور یہ دونوں ان سب سے زیادہ عذابِ خدا سے بچنے والے قیامت میں ہیں۔ آپؐ کے ایک صحابی حضرت کعب بن خذاریہؓ نے دریافت کیا کہ حضورؐ یہ کس قبیلے کے لوگ ہیں؟ آپؐ نے تین بار فرمایا بنو المنتفق کے آدمی ہیں۔ میں لوٹتے ہوئے پھر واپس آگیا اور دریافت کیا کہ حضورؐ جو لوگ آپؐ کی بعثت سے پہلے جاہلیت میں مرگئے ہیں کیا انہیں بھی آخرت کی کوئی بھلائی ملے گی؟ اس پر ایک صاحب قریشی نے فرمایا۔ تمہارے خاندان کے بڑے یعنی منتفق تو جہنمی ہیں یہ سن کر مجھے تو تن بدن میں آگ لگ گئی کیوں کہ اس بھری مجلس میں میرے باپ دادوں کی رسوائی ہوئی جی میں آیا کہ حضور سے پوچھوں کہ آپؐ کے والد؟ لیکن کچھ سوچ کر میں نے الفاظ بدل دیئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہؐ پھر آپ والے؟ آپؐ نے فرمایا میرے والے بھی۔ حیاتِ جاودانی ربّ العالمین کی قسم تو جس عامری یا قریشی یا دوسی کی قبر کے پاس سے نکلے تو کہدے کہ اللہ کے رسولؐ نے مجھے بھیجا ہے کہ تجھے بُرے ٹھکانوں کی خبر دوں تو اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، وہ لوگ تو اس سے بہتر عمل جانتے ہی نہ تھے جو وہ کرتے تھے اسی کو اپنے نزدیک بہتر عمل جانتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا سنو! اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے ہر سات امت کے بعد اپنا کوئی نہ کوئی رسول بھیجا۔ جس نے اس کی نافرمانی کی جہنمی ہوا اور جس نے اس کی فرمانبرداری کی جنتی ہوا۔

مسلم بھائیو! اللہ کے رسول سلامٌ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا یہ عجیب وغریب مطول خطبہ مع ترجمہ آپ نے سن لیا۔ اس میں اصولِ اسلام کا بیان ہے۔ اس میں عقائدِ اسلام کی دلیلیں ہیں۔ اس میں سوالات وجوابات ایک نومسلم کی احکامِ اسلام کو سمجھنے کی کوشش اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے سمجھانے کا بیان ہے۔ پورے اسلام کے اصول کو سمجھنے کے لئے یہ خطبہ کافی ہے۔ آپ جوں جوں اس خطبے پر غور کریں گے بہترین فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ امام ابن القیم جیسے محدث اور مجدّد اس خطبے کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔ هٰذَا حَدِيْثٌ كَبِيْرٌ جَلِيْلٌ تُنَادِيْ جَلَالَتُهٗ وَفَخَامَتُهٗ وَعَظْمَتُهٗ عَلٰى اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْ مِّشْكٰوةِ النُّبُوَّةِ۔ یعنی یہ حدیث عظیم الشان ہے، بڑی عظمت وجلالت والی اور بہت بلند مرتبہ ہے۔ اسکی علو شان اور اس کی بڑائی اور نورانیت پکار پکار کر کہتی ہے کہ بجز زبان نبوت کے اور زبان سے یہ بیان ہو ہی نہیں سکتا۔ بجز نورِ نبوت کے یہ پاکیزہ خیالات انسانی طاقت سے بالاتر ہیں۔ بڑے فوائد کا اور بہت احترام کے قابل یہ خطبہ نبوی ؐ ہے۔ ساتھ ہی میں یہ بھی واضح کر دوں کہ ہمارے پیغمبرؐ کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ جس جگہ کے اور جس قبیلے کے لوگ آپؐ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے آپؐ انہی کے لغات اور محاورات کے مطابق اُن سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ خود اُسی زبان اور اُسی قبیلے کے ہیں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

برادران! میں آج کے اپنے اس خطبے کو اسی خطبۂ خطیب الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرتا ہوں اور آپ کے سامنے قرآن کریم کی وہ آیت پیش کرتا ہوں جو عظمتِ نبویؐ اور ساتھ ہی اتباعِ نبوی کی تاکید میں ہے۔ فرمانِ خدا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

خدا کی قسم ایمان نام ہے بے غل وغش، بے روک ٹوک حدیث رسولؐ کے مان لینے اور اس پر عمل کرنے کا، اگر یہ نہیں تو ایمان بھی نہیں۔

اللہ ہمیں توفیق دے۔ الٰہی ہمیں بخش، ہمارے ماں باپ کو بخش اور کل مومن مردوں عورتوں کو بخش، خدایا ہماری توبہ ہے، استغفار ہے۔ ہمارے گناہ معاف فرما، جہنم سے بچا، جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین آمین آمین۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سترھویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ○ وَالْکِبْرِیَاءُ وَالْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ ○ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ لِلّٰہِ وَاللَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَمَا سَکَنَ فِیْھِمَا لِلّٰہِ ○ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

میں نے آپ کو آج کے پہلے خطبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پُر مغز خطبہ سُنایا ہے جو حضورؐ نے باہر کی سفارت کے سامنے اور قبائل عرب کے آئے ہوئے سرداروں کے سامنے بیان فرمایا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی قسم کے خطبے آپ کو اپنے آج کے اس دوسرے خطبے میں بھی سُناؤں۔

(۲۳۵) بنوفزارہ اپنے دس پندرہ معزز آدمیوں کو بطور وفد دربار محمدیؐ میں تبوک والے سال بھیجتے ہیں یہ وفد یہاں پہنچ کر اپنے ہاں کی قحط سالی کی شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حضورؐ آپ ہمارے لئے بارش کی دعا کیجئے، ہم آپؐ کی سفارش چاہتے ہیں خدا کے سامنے اور خدا کو پیش کرتے ہیں آپؐ کے سامنے اپنا سفارشی بنا کر۔ اس پر حضورؐ لرزہ براندام ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرنے لگے اور اسیوقت انھیں یہ خطبہ دیا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَیْلَکَ ھٰذَا اِنَّمَا شَفَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فَمَنِ الَّذِیْ یَشْفَعُ رَبُّنَا اِلَیْہِ؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَظِیْمُ ○ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھِیَ تَئِطُّ مِنْ عَظَمَتِہٖ وَجَلَالِہٖ کَمَا تَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِیْدُ۔ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَضْحَکُ مِنْ شَفَقِکُمْ وَاَزْلِکُمْ وَقُرْبِ غِیَاثِکُمْ۔ ثُمَّ دَعَا عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ فِیْ دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ اسْقِ بِلَادَکَ

اللہ تعالیٰ پاک و برتر ہے۔ افسوس تم نے کیا کہہ دیا یہ تو درست ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا سفارشی بن کر پیش ہو جاؤں لیکن وہ کون ہے جس کے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ سفارش لے کر جائے وہ ہم سب کا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عظمت، بڑائی، عزت اور جلال والا ہے اس کی کرسی نے ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو گھیر لیا ہے۔ پھر بھی وہ اس کی عظمت وجلالت

وَبَھَآئِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بِلَادَکَ الْمَیِّتَ ۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْحًا مُّرِیْعًا طَبَقًا وَّاسِعًا عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَآرٍّ ۔ اَللّٰھُمَّ سُقْیَا رَحْمَۃٍ لَّا سُقْیَا عَذَابٍ وَّلَا ھَدَمٍ وَّلَا غَرَقٍ وَّلَا مَحْقٍ ۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا الْغَیْثَ ۔ وَانْصُرْنَا عَلَی الْاَعْدَاءِ (رَوَاہُ اَبُو الرَّبِیْعِ بْنُ سَالِمٍ فِیْ کِتَابِ الْاِکْتِفَاءِ) (وَرُوِیَ فِیْ زَادِ الْمَعَادِ اَیْضًا)

سے چرچرا رہی ہے جیسے نیا پالان چرچراتا ہو۔ سنو! تمہارے اس خوف پر کہ بارش نہیں ہوتی اور تمہاری اس ناامیدی پر اللہ تعالیٰ ہنس رہا ہے ۔ کہ میں تو عنقریب بارش برسانے والا ہوں اور یہ ناامید ہو رہے ہیں؟ پھر حضور نے منبر پر ہی اپنے ہاتھ بلند کر کے یہ دعا کی کہ الٰہی اپنے شہروں کو، اپنے چوپایوں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت پھیلا۔ اپنے مُردہ شہروں کو زندہ کر دے۔ پروردگار ایسی بارشیں برسا کہ ہماری فریاد پوری ہو جائے، ہم رچ جائیں، ہمیں راحت و آرام سکھ اور سکون ہو جائے۔ چوطرف جل تھل ہو جائے۔ الٰہی جلدی بارش برسا، خدایا دیر نہ ہو، نفع دینے والی بارش ہو، نقصان سے خالی ہو، رحمت کے پرنالے بہا۔ عذاب کی اور عمارتیں ڈھانے والی اور ڈبو دینے والی اور فنا کر دینے والی بارش نہ ہو، الٰہی تو ہمیں پانی پلا، اور ہمارے دشمنوں پر ہماری امداد فرما۔

(۲۳۶) محترم بھائیو! اس وقت میں ایک وفد کا واقعہ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں، جس سے ایمان تازہ ہو جائے بلکہ بڑھ جائے۔ سُنیے۔ امام ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ طارق بن عبداللہ کا بیان ہے کہ سوق حجاز (مکہ کے بازار) میں کھڑا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جُبّہ پوش بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے یہ وعظ فرمایا۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تُفْلِحُوْا۔ لوگو اللہ کی توحید کا اقرار کرو، تاکہ دونوں جہاں کی کامیابی تمہیں حاصل ہو جائے۔ لیکن ابھی یہ آگے کچھ کہیں اس سے پہلے ایک شخص اور آیا جو اُنہیں پتھر مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا لوگو اس کی بات نہ ماننا یہ جھوٹا ہے۔ میں نے اپنی قوم سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا، یہ بنو ہاشم میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ میں نے کہا اور یہ اُن کے پیچھے لگنے والا اور انھیں پتھر مارنے والا اور ان کی تکذیب کرنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا اس کا نام عبدالعزیٰ ہے۔ (لَعَنَۃُ اللہِ) (زاد المعاد)

(۲۳۷) یہ تو تھا واقعہ ہجرت سے پہلے کا اور آغازِ نبوت کا۔ اب اس کے بعد کا واقعہ سنیئے! جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو اپنا مطیع کر لیا اور لوگوں میں ہجرت اور ایمان کا ذوق شوق پیدا ہو گیا۔

اُس وقت میں اور میری قوم کے لوگ مدینہ شریف سے کھجوریں خریدنے اور اپنے اونٹ بیچنے کے لئے ربذہ سے چلے۔ مدینہ کے قریب ہم نے پڑاؤ کیا کہ تکانِ سفر دور کر کے نہا دھو کر لباس بدل کر مدینہ میں جائینگے ہم ابھی اُترے ہی تھے کہ ایک صاحب تشریف لائے، ہم سے علیک سلیک ہوئی پوچھنے لگے کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا ربذہ سے۔ فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ ہم نے کہا مدینہ کا۔ فرمایا کیا کام ہے؟ ہم نے کہا کھجوریں خریدنی ہیں۔ ہمارا ایک سُرخ اونٹ نہایت عمدہ تھا اُسے دیکھ کر نو وارد نے ہم سے پوچھا کیا اسے بیچو گے؟ ہم نے کہا ہاں اگر اس کے بدلے اتنی اتنی کھجوروں کی بوریاں ہمیں ملیں تو بیچ دیں گے۔ اس نے ہم سے کچھ کم کرنے کو نہ کہا اور اونٹ کی مہار تھام کر لے چلے۔ ہم میں سے کسی کا ہیاؤ نہ پڑا کہ اُن سے قیمت طلب کریں؟ جب آپؐ چلے گئے تو اب ہم ایک دوسرے کی ملامت کرنے لگے کہ یہ کیا کیا؟ ہم تو اسے جانتے بھی نہیں۔ قیمت اس نے دی بھی نہیں اور اونٹ لے کر چل دیا ہوگا؟ اونٹ بھی گیا اور قیمت بھی؟ یہ سُن کر ہم میں سے ایک عورت بولی۔ ایسا نہیں ہو سکتا، میں نے خریدار کا چہرہ دیکھا ہے خدا کی قسم چودھویں کے چاند جیسا ہے۔ ایسا نیک اور نورانی شخص کبھی ایسا نہیں کر سکتا کہ تمہاری چیز مار کھائے۔ گھبراؤ مت اس اونٹ کی قیمت میرے ذمے۔ کہتے ہیں کہ بادلِ ناخواستہ ہم سب خاموش ہو گئے۔ ذرا سی دیر بعد ہم نے دیکھا کہ ایک اور صاحب تشریف لائے ہیں۔ کھجوروں کی بوریاں ان کے ساتھ ہیں اور آتے ہی کہا کہ لو یہ تو تمہارے اونٹ کی قیمت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھجوائی ہے اور یہ بوریاں بطور تمہاری مہمانی کے ہیں کھاؤ، پیو۔ چنانچہ ہم نے ناپ تول کر پوری قیمت لے لی اور مزید دعوت کے طور پر رکھ لیں۔ اب ہم مدینہ شریف میں گئے دیکھا تو وہی خریدار منبرِ مدینہ پر مسجدِ رسول میں کھڑے ہیں۔ لوگوں کا مجمع ادب سے سامنے بیٹھا ہی اور آپؐ خطبہ کہہ رہے ہیں۔ جب ہم پہنچے تو آپؐ یہ فرما رہے تھے۔

تَصَدَّقُوْا۔ فَاِنَّ الصَّدَقَةَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔ اُمَّكَ وَ اَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ وَاَدْنَاكَ اَدْنَاكَ

لوگو صدقہ کرو۔ اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے افضل ہے۔ اپنی ماں سے، باپ سے، بہن سے، بھائی سے اور نزدیکی لوگوں سے پھر اُن کے بعد والوں سے سلوک کرو۔

ہمیں دیکھتے ہی ایک صاحب مجمع میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ گذشتہ زمانے میں ان میں سے ایک نے ہم میں سے ایک کو قتل کر ڈالا تھا۔ قصاص دلوائیے۔ ہم کانپنے لگے کہ دیکھئے

اب کیا ہو؟ لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَمَا لَا تَجْنِیْ عَلٰی وَلَدٍ اِنْ اَمَا لَا تَجْنِیْ عَلٰی وَلَدٍ اِنْ اَمَا لَا تَجْنِیْ عَلٰی وَلَدٍ۔

(زاد المعاد)

باپ کے گناہ پر بیٹا نہیں پکڑا جا سکتا تم جو کچھ کرو گے تم پر اس کا مواخذہ ہے نہ کہ تمہاری اولاد پر ان میں سے جس نے مار ڈالا تھا وہ مر گیا اب اُن سے اُس کا بدلہ میری شریعت کی رُو سے نہیں لیا جا سکتا۔

(۲۳۸) میں چاہتا ہوں کہ اس ضمن میں آپ کو وہ خطبہ بھی مع اس کے مختصر سنا دوں جو بزبانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ نے ۹ھ میں میدانِ منیٰ کے مجمع کے سامنے پڑھوایا تھا اور جس میں اسلام وکفر کی جدائی کر دی اور بطورِ نشانی کے اپنی اونٹنی حضرت علیؓ کو دی تھی کہ آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ ٹھیک بقر عید والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبے کے بعد کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔ اس کے الفاظ خود حضورؐ کے ہیں۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ۔ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ۔ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهٗ اِلٰى مُدَّتِهٖ۔

(سیرۃ عبد الملک)

کوئی کافر جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج کی اجازت نہیں ہوگی اور نہ کسی ننگے کو بیت اللہ کا طواف کی اور جس کسی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی عہد وپیمان ہو۔ وہ اسکی میعاد تک ہے۔

اس فرمان کے بعد تعمیلِ ارشادِ نبویؐ کے طور پر سورۃ برات کی تازہ نازل شدہ دس آیتوں کی آپ نے تلاوت فرمائی۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ۔

مسلمانو! جن کفار سے تمہارے عہد وپیمان ہوئے ہیں ان کی ذمہ داری سے خدا اور اس کے رسول بری ہیں اے کافرو! آج سے چار ماہ تک کی تمہیں مہلت ہی اس میں تم زمین پر چل پھر لو۔ یاد رکھو تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کر کے ہی رہے گا۔ آج حجِ اکبر کے دن اعلان

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ الخ

ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ مشرکوں سے بیزار ہیں۔ اب بھی اگر توبہ کرلو تو تمہارے لئے بہتری ہے۔ لیکن اگر نہ مانو تو یہ خیال دل سے نکال دو کہ تم خدا پر غالب آجاؤ گے بلکہ کفار کے لئے المناک عذاب ہیں۔

مسلمانو! جن مشرکوں سے تمہارے عہد و پیمان ہوچکے ہیں وہ اس کے پابند ہیں، تمہارے دشمنوں کی امداد نہیں کرتے تو تم بھی اس عہد کی مدت کو پورا کرو، اللہ سے ڈرتے رہنے والے اللہ کے محبوب بندے ہیں۔ مسلمانو! یہ حرمت کے مہینے گذر جاتے ہی جہاں کہیں مشرکوں کو پاؤ اُن سے جہاد شروع کردو انھیں محصور کرلو، پھر قید کرلو۔ اُن کے داؤں میں لگ جاؤ۔ ہاں اگر یہ توبہ کرلیں، نماز و زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ ان پر آسان کردو اور انہیں چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنی مہربانی سے انھیں بخش دے گا۔ ہاں اگر ان مشرکوں میں سے کوئی تم سے پناہ چاہے تو اُسے پناہ دیدو۔ یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی سن لیں، پھر اُنہیں اُن کی جائے امن تک بھی پہونچا دو۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ بے علم ہیں، جو سرکشی پر جمے رہیں اور اپنی شرارتوں سے اور تمہاری دشمنی سے باز نہ رہیں ان کی کوئی ذمہ داری تمہارے سر نہیں۔ بجز ان کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد معاہدہ کیا ہے جب تک وہ اس معاہدہ کی پابندی کریں تم بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ یہ تو نا انصافی ہے کہ وہ موقعہ پاتے ہی عہد شکنی کر جائیں، رشتے ناطے کا لحاظ نہ رکھیں، صرف زبانی باتیں بنا کر تمہیں خوش رکھنا چاہیں لیکن دلوں میں عداوت رکھیں اور فسق و فجور سے باز نہ رہیں تو پھر تم ان کے معاہدوں کی پابندی کیسے کر سکتے ہو؟ انھوں نے یہ تو شیوہ کرلیا ہے کہ تھوڑے تھوڑے نفع پر احکامِ خدا اور آیاتِ قرآن بدل دیا کرتے ہیں اور راہِ خدا سے خود رُک کر اوروں کو بھی روکتے ہیں۔ یہ بداعمال لوگ ہیں، مسلمانوں کے کسی رشتے ناطے اور عہد و معاہدے کا انھیں پاس و لحاظ ہے ہی نہیں۔ ہر وقت ظلم و تعدی میں ہی رہتے ہیں۔

یہ تھا ترجمہ ان آیتوں کا۔ مطلب یہ ہے کہ عام کفّار کو چار ماہ کی مہلت دی گئی ہے کہ وہ سوچ سمجھ لیں کہ آیا جنگ کریں گے یا اطاعت؟ جن سے عہد و پیمان ہوچکے تھے انہیں اطلاع دی گئی کہ جب تک تم انھیں نہ توڑو ہم ان کے پابند ہیں۔ جو عہد معاہدے توڑ دیں ان کے مقابلہ میں ان کے معاہدے توڑنے کی مسلمانوں کو بھی اجازت دی گئی۔ آج کا دن تھا کہ خدا کے گھر کی اصلی عزت لوٹ آئی۔ ننگے ہو

کر جو کافر طواف کرتے تھے انھیں حکمی طور پر قانون ملک بنا کر روک دیا گیا اس پاک شہر میں اب کفار رہے ہی نہیں، اگلے سال خود حضورؐ حج کو آئے اور دین خدا کی تکمیل کی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔
وَاللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ وَاللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ وَاللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ ۝ اُذْکُرُوْہُ یَذْکُرْکُمْ ۝ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَکْبَرُ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اٹھارھویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیس ۲۲ خطبے ہیں

(۲۳۹) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۝ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ۝ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)
(۲۴۰) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالْھَیْثَمِیُّ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

مبارک ہیں وہ زبانیں جو ذکر اللہ میں جاری ہیں۔ مبارک ہیں وہ سینے جو خدا کے خوف کے گنجینے ہوں۔ مبارک ہے وہ وقت جو یادِ خدا میں گذرے۔ مبارک ہیں وہ مجلسیں جہاں ذکر اللہ ہو۔ آؤ ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کریں، جس کے سامنے کسی کی بڑائی چل نہیں سکتی۔ وہ سب سے بڑا، سب اس کے سامنے پست، عاجز، لاچار، مجبور بلکہ اس کے غلام۔ آؤ اس رب کا شکر ادا کریں جس نے جسم دیا، جان دی، آنکھ دی اور زبان دی۔ بھائیو! ان آنکھوں کا نور اگر اللہ تعالیٰ چھین لے۔ ساری دنیا دینے کے بعد بھی کوئی ہے جو انھیں پھر دیکھتی کر دے؟ اگر چھٹانک بھر کی بولتی بوٹی کو اللہ بند کر دے، تو کوئی نبیؑ

ولی، پیر، فقیر، شہید، ادنیٰ، اعلیٰ، نیک، بد ہے جو پھر سے اُسے بولتی کر دے، لوگو اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کرو اور ان سب کا داتا اسی کو سمجھو۔ آؤ مل کر اس سے دعا کریں کہ الٰہی ہماری آنکھوں سے، ہماری زبان سے ہمارے کانوں سے، ہمارے جسم سے اور جان سے وہ کام کرا جو تجھے پسند ہوں اور اُن کاموں سے بچا جو تیری ناراضگی کے ہیں۔ مسلمانو! ابھی جو سورۃ میں نے پڑھی ہے اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمام دنیا کے سامنے اپنا مذہب ظاہر کر دیں اور کفر سے اور کفّار سے برسرِ عام بیزاری اور علیٰحدگی کا اعلان کر دیں اور خدا کے صفاتِ اعلیٰ دنیا پر ظاہر کر دیں۔ اس کی توحید کے علمبردار اور یہودیت و نصرانیت و کفر سے دستبردار ہو جائیں۔ تعلیمِ نبوی ؐ کے عاملو! آؤ میں آج بھی تمہیں خطباتِ محمدیہ سناؤں۔ سُنیے

(۲۴۱) عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَنَادٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ فَقَالَ یَآاَیُّھَا النَّاسُ اَتَدْرُوْنَ مَا مَثَلِیْ وَمَثَلُکُمْ؟ مَثَلُ قَوْمٍ خَافُوْا عَدُوًّا یَّاْتِیْھِمْ۔ فَبَعَثُوْا رَجُلًا یَّتَرَاٰی لَھُمْ۔ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اَبْصَرَ الْعَدُوَّ وَاَقْبَلَ لِیُنْذِرَھُمْ وَخَشِیَ اَنْ یُّدْرِکَہُ الْعَدُوُّ قَبْلَ اَنْ یُّنْذِرَ قَوْمَہٗ فَاَھْوٰی بِثَوْبِہٖ۔ اَیُّھَا النَّاسُ اُتِیْتُمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرُوَاتُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ)

ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ تین مرتبہ باآوازِ بلند بُلایا۔ پھر فرمایا۔ لوگو! جانتے ہو کہ میری اور تمہاری مثال کیا ہے؟ یہ مثال ہے کہ گویا ایک قوم ہے کہ اسے اپنے دشمن کے حملے کا خوف ہے۔ وہ اپنے ایک آدمی کو بھیجتے ہیں کہ تم ان کی نگرانی رکھو۔ اور انھیں دیکھو تو ہمیں خبردار کر دینا ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک ہمیں گھیر لیں۔ وہ چلا، خیال رکھتا رہا، یہاں تک کہ اس نے دشمنوں کو دیکھ لیا تو اپنی قوم کو ہشیار کرنے کے لئے دوڑا لیکن اسے خیال آیا کہ میرے پہنچنے سے پہلے ہی کہیں ان پر دشمن ٹوٹ نہ پڑیں، اس لئے بلند جگہ سے اس نے اپنا کپڑا ہوا میں ہلانا شروع کر دیا کہ اُسے دیکھ کر قوم دشمن کے حملے سے آگاہ ہو جائے۔

(۲۴۲) برادرانِ اللہ کے نبی ؐ کے یہ خطبے ہمیں کس قدر خدا والا بنا دیں اگر ہم ان سے اثر لیں۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فَقَرَأَ فِیْ خُطْبَتِہٖ اٰخِرَ الزُّمَرِ فَتَحَرَّکَ الْمِنْبَرُ مَرَّتَیْنِ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سورۂ زمر کا آخری حصّہ تلاوت فرمایا۔ جس میں جنت دوزخ کا ذکر ہے تو ہم نے دیکھا کہ منبر کانپنے لگا۔ دو مرتبہ یہی ہوا۔

(۲۴۳) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ عَسٰی رَجُلٌ تَحْضُرُہُ الْجُمُعَۃُ وَھُوَ عَلٰی قَدْرِ مِیْلٍ مِّنَ الْمَدِیْنَۃِ فَلَا یَحْضُرُ الْجُمُعَۃَ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّانِیَۃِ عَسٰی رَجُلٌ تَحْضُرُہُ الْجُمُعَۃُ وَھُوَ عَلٰی قَدْرِ مِیْلَیْنِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فَلَا یَحْضُرُھَا وَقَالَ فِی الثَّالِثَۃِ عَسٰی یَکُوْنُ عَلٰی قَدْرِ ثَلٰثَۃِ اَمْیَالٍ مِّنَ الْمَدِیْنَۃِ فَلَا یَحْضُرُ الْجُمُعَۃَ وَیَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ۔ (رَوَاہُ اَبُوْیَعْلٰی وَرِجَالُہٗ مُوَثَّقُوْنَ)

جمعہ کے دن خطبے میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ جمعہ کا دن آئے اور کوئی مدینہ سے میل بھر پر ہو اور جمعہ کی نماز میں نہ آئے۔ ہوسکتا ہے کہ دو میل پر مدینہ سے دُور ہو اور جمعہ کی نماز میں نہ آئے۔ ہوسکتا ہے کہ تین میل پر ہو اور جمعہ میں نہ آئے اور اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر مہر مار دے۔

(۲۴۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اجْتَمَعَ عِیْدَانِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمُ فِطْرٍ وَّجُمُعَۃٌ فَصَلّٰی بِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّکُمْ قَدْ اَصَبْتُمْ خَیْرًا وَّاَجْرًا وَّاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّجَمِّعَ مَعَنَا فَلْیُجَمِّعْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلٰی اَھْلِہٖ فَلْیَرْجِعْ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ)

عید الفطر ایک مرتبہ جمعہ کے دن ہوئی۔ جب حضورؐ نمازِ عید سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف مُنہ کر کے فرمایا لوگو تم بھلائی حاصل کر چکے۔ اجر تمہارا ثابت ہو چکا۔ ہم جمعہ کی نماز ادا کریں گے تم سے جو چاہے ہمارے ساتھ جمعہ ادا کرے اور جو اپنے گھر لوٹ جانا چاہے وہ لوٹ جائے (یعنی جمعہ معاف ہے) اگر نہ پڑھے اور ظہر پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

(۲۴۵) عَنْ سَعْدِ الْقَرْظِ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَطَبَ فِی الْجُمُعَۃِ خَطَبَ عَلٰی عَصًا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ جمعہ والے دن لکڑی ہاتھ میں لے کر خطبہ کہا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد)

(۲۴۶) عَنِ النُّعْمَانِ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ یَقُوْلُ اُنْذِرُکُمُ النَّارَ اُنْذِرُکُمُ النَّارَ حَتّٰی وَقَعَتْ خَمِیْصَۃٌ کَانَتْ عَلٰی عَاتِقِہٖ عِنْدَ رِجْلَیْہِ وَسَمِعَ اَھْلُ السُّوْقِ صَوْتَہٗ وَ ھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

ایک مرتبہ خطبہ پڑھتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔ لوگو، میں تمہیں جہنم سے ڈرا رہا ہوں۔ لوگو آگ سے بچنے کی کوشش کرلو۔ اس میں آپ ایسے محو تھے کہ آپ کے کندھوں پر سے آپ کی چادر قدموں پر آپڑی آواز اتنی بلند تھی کہ بازار تک پہونچ رہی تھی۔

(۲۴۷) عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا فَیُذَکِّرُنَا بِاَیَّامِ اللّٰہِ حَتّٰی یُعْرَفَ ذٰلِکَ فِیْ وَجْھِہٖ وَکَاَنَّہٗ نَذِیْرُ قَوْمٍ یُصَبِّحُھُمُ الْاَمْرُ غُدْوَۃً وَکَانَ اِذَا کَانَ حَدِیْثُ عَھْدٍ بِجِبْرِیْلَ لَمْ یَتَبَسَّمْ ضَاحِکًا حَتّٰی یَرْتَفِعَ (رَوَاہُ الْبَزَّارُ وَ اَحْمَدُ وَالْھَیْثَمِیُّ رح)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبوں میں ہمیں اللہ کی نعمتیں یاد دلاتے یہاں تک کہ آپؐ کے چہرے پر بیان کا اثر نمایاں ہوتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی ہیں جو اپنی قوم کو اس دشمن سے آگاہ کر رہے ہیں جو اُن کی کمین گاہ میں چُھپا ہوا ہے اور ابھی ابھی حملہ کرنا چاہتا ہے جب جبرئیل علیہ السلام آپؐ کے پاس آتے تو آپؐ کی ہنسی ضبط ہو جاتی جب تک کہ وہ چلے نہ جائیں اور وحی کی تازگی جاتی نہ رہے۔

(۲۴۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ (رَوَاہُ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں خطبہ دیا تو اس میں "اما بعد" فرمایا۔

(۲۴۹) عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِکٍ رضؓ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ اَلْفَقْرَ تَخَافُوْنَ اَوِ الْعَوَزَ اَوْ تُھِمُّکُمُ الدُّنْیَا فَاِنَّ اللّٰہَ فَاتِحٌ عَلَیْکُمْ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وَتُصَبُّ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا صَبًّا حَتّٰی لَا یُزِیْغُکُمْ بَعْدَ اَنْ زُغْتُمْ اِلَّا

صحابہؓ کے مجمع میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ایک مرتبہ یہ خطبہ دیا کہ تم فقیری سے، مفلسی سے اور دنیا کی کمی سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ مجھے تو تمہاری امیری، مالداری اور دنیا کی کثرت کا خوف ہے۔ سُنو! ملک فارس اور ملک رُوم تمہارے ہاتھوں فتح ہونے والا ہے۔ دُنیا تم پر ایسی برسے

ھِیَ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَالْبَزَّارُ)

گی جیسے بارش برستی ہو۔ اس وقت تم ٹیڑھے ترچھے ہو جاؤ گے اور یہ مالی کثرت اور بھی تمہیں برباد کر دے گی۔

(۲۵۰) عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ فَاحْذَرُوا الدُّنْیَا۔ وَاحْذَرُوا النِّسَآءَ۔ اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ اِسْتِہٖ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا، دیکھو یہ دنیا لذیذ اور خوش رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں خلیفہ بنا کر دیکھنے والا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پس دُنیا سے اور عورتوں سے بچتے رہو۔ سُنو ہر خیانت کرنے والے کے پاس ہی قیامت کے دن جھنڈا گاڑ کر اُسے رُسوا کیا جائے گا۔

(۲۵۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ اَلَآ اِنِّیْ اُوْشِکُ اَنْ اُدْعٰی فَاُجِیْبَ۔ فَعَلَیْکُمْ عُمَّالٌ مِّنْ بَعْدِیْ یَعْمَلُوْنَ مَا تَعْمَلُوْنَ وَیَعْمَلُوْنَ مَا تَعْرِفُوْنَ وَطَاعَۃُ اُولٰٓئِکَ طَاعَۃٌ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ لٰکِنْ فِیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ الْمَرْوَزِیُّ وَھُوَ ضَعِیْفٌ)

حضورؐ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا۔ قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا بلاوا آجائے اور میں اُسے لبیک کہوں (یعنی میرا انتقال قریب ہے) اس کے بعد تم پر ایسے عامل آئیں گے جو وہی کریں گے جو تم کرتے ہو اور وہی کریں گے جس کو تم جانتے ہو، اُن کی اطاعت اطاعت ہے۔ (اس میں اشارہ ہے اُن خلفاءِ اربعہ اور اُن جیسے مسلم بادشاہوں کی خلافتِ راشدہ کی طرف۔ اور ان کی اطاعت کی طرف)

(۲۵۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا وَقَالَ اِنَّہٗ کَائِنٌ بَعْدِیْ سُلْطَانٌ فَلَا تُذِلُّوْہُ۔ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّذِلَّہٗ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ وَلَیْسَ بِمَقْبُوْلٍ مِّنْہُ تَوْبَۃٌ حَتّٰی یَسُدَّ ثُلْمَتَہٗ وَلَیْسَ بِفَاعِلٍ ثُمَّ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سُنایا فرمایا میرے بعد جو بادشاہ ہوں گے۔ خبردار انھیں بے عزت نہ کرنا، ان کی اہانت نہ کرنا۔ جو ایسا کرے، اس نے اسلام کا پٹہ اپنے گلے سے نکال ڈالا۔ اس کی توبہ بھی مقبول نہ ہو گی۔ جب تک کہ وہ اپنی شکستگی کی اصلاح نہ کرے، لیکن وہ ایسا نہ کریگا۔ پھر لوٹ کر

يَعُوْدُ فَيَكُوْنَ فِيْمَنْ يَّعْتَزِزُهٗ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْلِبُوْنَ عَلٰى ثَلَاثٍ نَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَنُعَلِّمُ النَّاسَ السُّنَنَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

سلطانِ اسلام کی عزت و وقعت و توقیر کرنے لگے۔ ہمیں حضورؐ نے تین حکم دیتے ہیں لوگو اُن کاموں میں ہمارے آڑے نہ آؤ۔ ایک تو بھلی باتوں کے کہنے کو ہم کہتے رہیں گے۔ دوسرے برائیوں سے ہم روکتے رہیں گے۔ تیسرے لوگوں کو ہم سنت و حدیث سکھاتے رہیں گے۔

(۲۵۳) عَنْ رَجُلٍ قَالَ اِنْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ۔ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اس وقت آپؐ یہ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! جماعت کو لازم پکڑ لو اور فرقت سے بچو۔ تین بار یہی فرمایا۔

جماعت سے کیا مُراد ہے؟ اس کا بیان آگے آئے گا۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔

(۲۵۴) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذِهِ الْاَعْوَادِ اَوْ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ۔ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ الْقَلِيْلَ لَمْ يَشْكُرِ الْكَثِيْرَ۔ وَمَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَالتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ وَّتَرْكُهَا كُفْرٌ۔ وَالْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَّالْفُرْقَةُ عَذَابٌ (رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ)

میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر یہ خطبہ سنا کہ جو تھوڑی چیز کا شکر گذار نہیں وہ زیادہ کا بھی شکر گذار نہیں اور جو لوگوں کی شکر گذاری نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی ناشکرا ہے۔ خدا کی نعمتوں کا اظہار شکر ہے اور اس کا ترک کفر ہے۔ جماعت رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہٗ سے دریافت کیا گیا کہ جماعت اور سوادِ اعظم سے کیا مُراد ہے۔ تو آپ نے سورۂ نور کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا

لوگوں سے کہہ دے کہ تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی۔ اگر یہ اُسے نہ مانیں تو اُس کے ذمے وہی

حُمِّلْتُمْ۔ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

ہے جس کا وہ مکلف ہے اور تم پر وہ ہے جسکے بوجھ بردار تم ہو۔ ہاں اگر تم اس کی فرمانبرداری کرو تو تم راہ یافتہ ہو۔ پیغمبر کے ذمہ صرف کھلم کھلا پہنچا دینا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اطاعتِ خدا اور رسولؐ کرنے والا جماعت ہے اسی کو سوادِ اعظم کہتے ہیں۔

(۲۵۵) عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلنَّاسِ سَيَكُوْنُ مِنْ بَعْدِيْ اُمَرَآءُ فَادُّوْا اِلَيْهِمْ طَاعَتَهُمْ فَاِنَّ الْاَمِيْرَ مِثْلُ الْمِجَنِّ يُتَّقٰى بِهٖ۔ الخ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

لوگو! میرے بعد تم پر بادشاہ آئیں گے۔ تم ان کی اطاعت کا حق ادا کرتے رہنا۔ اس لئے کہ یہ امیر و امام مثل ڈھال کے ہیں ان کی وجہ سے (آپس کے ظلم سے خدا کی نافرمانیوں سے اور کفار کی چڑھائی سے) بچاؤ ہوجاتا ہے۔

(۲۵۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ۔ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى نَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ۔ قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ۔ وَاَنَّ مِنْ طَاعَةِ اللهِ طَاعَتِيْ؟ قَالُوْا بَلٰى نَشْهَدُ اَنَّهٗ مَنْ اَطَاعَكَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ۔ وَمِنْ طَاعَتِكَ طَاعَةُ اللهِ قَالَ فَاِنَّ مِنْ طَاعَةِ اللهِ اَنْ تُطِيْعُوْنِيْ وَمِنْ طَاعَتِيْ اَنْ تُطِيْعُوْا اُمَرَاءَكُمْ اَطِيْعُوْا اُمَرَآءَكُمْ اَطِيْعُوْا اُمَرَآءَكُمْ فَاِنْ صَلَّوْا قُعُوْدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا۔ (رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى)

صحابہؓ کی ایک جماعت باہم بیٹھی ہوئی تھی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسولؐ ہوں؟ ہم نے کہا ہاں ہاں ہمیں علم ہے اور ہماری شہادت ہے کہ آپؐ رسول اللہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میری اطاعت کرنے والا اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے اور میری اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے؟ سب نے کہا۔ بے شک درست ہے جس نے آپؐ کا کہنا مانا، اُس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی، اور آپؐ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آپؐ نے فرمایا اب سنو! اللہ کی اطاعت یہ ہے کہ میری اطاعت کرو اور میری اطاعت میں سے ہی اپنے اماموں کی اطاعت ہے۔ اپنے اماموں کی تابعداری کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائیں تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

یاد رہے کہ اگر امام کسی شرعی عذر کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی اسکے پیچھے کھڑے رہ کر بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں مرض الموت میں ایسا ہی ہوا ہے۔

(۲۵۷) عَنِ الْهِرْمَاسِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَتِهٖ فَقَالَ۔ اِيَّاكُمْ وَالْخِيَانَةَ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ۔ وَاِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ فَاِنَّهٗ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الشُّحُّ حَتّٰى سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَقَطَعُوْا اَرْحَامَهُمْ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالْكَبِيْرِ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور یہ خطبہ دے رہے تھے فرما رہے تھے لوگو! خیانت سے بچو۔ وہ بدترین ساتھی ہے۔ لوگو ظلم سے بچو، وہ قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہے۔ لوگو طمع اور لالچ سے بچو، اسی چیز نے تم سے پہلے کے لوگوں کو غارت کر دیا اسی سے وہ آپس میں لڑے اور ایک دوسرے کا خون بہانے لگے اور اسی نے انہیں آمادہ کیا کہ وہ رشتے ناتے کاٹ دیں۔

(۲۵۸) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ۔ اَلَا اِنِّيْ اُوْشِكُ فَاُدْعٰى فَاُجِيْبَ فَيَلِيْكُمْ عُمَّالٌ مِّنْ بَعْدِيْ يَعْمَلُوْنَ بِمَا تَعْلَمُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ بِمَا تَعْرِفُوْنَ وَطَاعَةُ اُولٰٓئِكَ طَاعَةٌ۔ فَتَلْبَثُوْنَ كَذٰلِكَ زَمَانًا فَيَلِيْكُمْ عُمَّالٌ مِّنْ بَعْدِهِمْ يَعْمَلُوْنَ بِمَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ بِمَا لَا تَعْرِفُوْنَ۔ فَمَنْ قَادَهُمْ وَنَاصَحَهُمْ فَاُولٰٓئِكَ قَدْ هَلَكُوْا وَاَهْلَكُوْا۔ وَخَالِطُوْهُمْ بِاَجْسَادِكُمْ وَزَايِلُوْهُمْ بِاَعْمَالِكُمْ وَاشْهَدُوْا عَلَى الْمُحْسِنِ اَنَّهٗ مُحْسِنٌ وَّعَلَى الْمُسِيْءِ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا جس میں فرمایا قریب ہے کہ میں خدا کے پاس بلا لیا جاؤں، اس کے بعد تم پر وہ امام ہوں گے جن کے اعمال وہ ہوں گے جنھیں تم جان پہچان لوگے۔ ان کی اطاعت طاعت ہے لیکن کچھ زمانے کے بعد ایسے لوگ برسرِکار آئیں گے جن کے اعمال تمہاری جان پہچان سے باہر ہوں گے۔ جو اُن کی طاعت بجالائے اور اُن کا ہو کے رہے وہ ہلاک ہوا اور اُس نے اوروں کو بھی ہلاک کیا۔ تم اگر ان کی تلوار کے خوف سے (ظاہر داری میں) ان سے ملے رہو تاہم اپنے عمل سے ان سے الگ تھلگ رہو۔ بھلوں کی بھلائی کے اور بُروں کی بُرائی کے گواہ رہو۔

برادران! جن اعمال کو صدرِ اول کے اماموں نے کیا وہ یہ تھے کہ کفار سے جہاد کو جاری رکھا۔ حدودِ خداوندی کو جاری رکھا۔ مسلمانوں کو اُن کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بچایا وغیرہ۔ لیکن جو ایسا نہ کریں، نہ کر سکیں اور پھر یہ دعویٰ کریں ان سے اور ان کے دعوؤں سے علیحدگی کرنا اور اُنکی برائی بیان کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ پس مسلمانو! ہوشیار رہو، ہر ہاتھ پہ ہاتھ نہ رکھ دو، اور ہر دعویدار کے پیچھے نہ لگ جایا کرو۔

(۲۵۹) عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَآءُ بَعْدِىْ يَعِظُوْنَ بِالْحِكْمَةِ عَلٰى مَنَابِرَ فَاِذَا نَزَلُوْا اُخْتُلِسَتْ مِنْهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اَنْتَنُ مِنَ الْجِيَفِ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ)

ہمارے مجمع میں آکر خدا کے رسول، رسولوں کے سرتاج و سردار آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایسے امام آئیں گے جو منبروں پر کھڑے ہو کر تمہیں حکمت کی باتوں کا وعظ سنائیں گے۔ لیکن جہاں منبر سے اترے کہ ان کی حکمت الگ ہوئی۔ ان کے دل مردار سے بھی زیادہ گندے ہوں گے۔

ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

اِنَّ بَعْدِىْ اَئِمَّةً اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اَكْفَرُوْكُمْ

میرے بعد ایسے دعویداران امامت ہوں گے کہ جو اُن کی تابعداری کریں گے وہ کافر ہو جائیں گے۔

طبرانی میں ہے۔

اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اَدْخَلُوْكُمُ النَّارَ۔

اگر تم نے اُن کا کہنا مان لیا تو وہ تمہیں جہنم میں پہونچا دیں گے۔

طبرانی صغیر میں ہے۔

يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَآءُ شَرٌّ مِّنَ الْمَجُوْسِ۔

وہ لوگ بھی تم پر امام ہونے کا دعویٰ کریں گے جو خدا کے نزدیک مجوسیوں سے بھی بدتر ہوں گے۔

بلکہ طبرانی صغیر میں ثقہ راویوں کے سلسلہ میں ایک مرفوع حدیث ہے کہ اُنھیں ٹھیک کرو، اگر ٹھیک نہ ہوں تو۔

ضَعُوْا سُيُوْفَكُمْ عَلٰى عَوَاتِقِكُمْ فَاَبِيْدُوْا

تلوار کندھے پر رکھ کر ان کا نام و نشان مٹا دو۔

خُضَرَآءَ هُمْ۔

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَكُوْنُ اُمَرَآءُ بَعْدِیْ یَأْمُرُوْنَكُمْ بِمَا تَعْرِفُوْنَ وَیَعْمَلُوْنَ مَا تُنْكِرُوْنَ فَلَیْسَ اُوْلٰٓئِكَ عَلَیْكُمْ بِاَئِمَّةٍ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ)

حضورؐ فرماتے ہیں میرے بعد ایسے دعویداران امامت نکل آئیں گے جو کہیں گے تو ایسی بھلی باتیں جنہیں تم جان بوجھ لو۔ لیکن کریں گے وہ جس سے تم انجان ہو (یعنی خلفاء اسلام نے جو کام کئے اور جو اماموں کیساتھ مخصوص ہیں۔ مثلاً جہاد حدودِ خدا کا اجراء۔ مسلمانوں کی لشکری تیاریاں۔ ان کے دشمنوں سے ان کا بچاؤ، اُن کے ملک کا انتظام و ترقی وغیرہ وہ نہیں کریں گے یا نہ کر سکیں گے) تو یہ لوگ تمہارے امام نہیں۔

(۲۶۰) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَذَكَرْنَا الدَّجَّالَ فَاسْتَیْقَظَ مُحْمَرًّا وَجْهُهٗ فَقَالَ غَیْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَلَیْكُمْ۔ اَئِمَّةً مُّضِلِّیْنَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضورؐ لیٹے ہوئے تھے۔ ہم آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے دجال کا ذکر کر رہے تھے۔ آپؐ اُٹھ بیٹھے، چہرہ سُرخ ہو رہا تھا اور فرمانے لگے۔ مجھے اپنی امت پر دجال سے بھی زیادہ خوف ان اماموں کا ہے جو میری امت کو گمراہ کرنے والے ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّیْنَ ٥ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ ٥ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ ٥ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ٥ بِالْاِمَامِ الْعَدْلِ وَالْخَیْرِ وَالطَّاعَاتِ ٥ وَاِتِّبَاعِ سُنَنِ فَخْرِ الْمَوْجُوْدَاتِ ٥ وَاَلِّفْ بَیْنَهُمْ وَخَالِفْ بَیْنَ كَلِمَةِ اَعْدَآئِهِمْ ٥ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ٥ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اٰمِیْنَ ٥ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اٹھارھویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ ۱۳ خطبے ہیں

اِلٰهِی لَكَ الْحَمْدُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ○ وَيَا ذَا الْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ ○ وَ الصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ○ فَأَنْتَ السَّلَامُ ○ وَمِنْكَ السَّلَامُ ○ أَمَّا بَعْدُ ○

(۲۶۱) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رض قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فَقَالَ أَلَا وَإِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ هُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضورؐ بعد نماز عشاء ہمارے مجمع میں تشریف لائے اور ہمیں ایک وعظ سنایا۔ جس میں یہ بھی فرمایا کہ سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا پڑھنا باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

(۲۶۲) يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ○ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ ○ اَلنَّاسُ مِنْ آدَمَ ○ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ○ (طبری)

اے قریشیو! زمانہ جاہلیت کا غرور و تکبر اور نسب پر اور باپ دادوں پر گھمنڈ اللہ تعالیٰ نے میٹ دیا ہے سنو سب لوگ اولادِ آدمؑ ہیں اور حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا شدہ ہیں پس نسب و پیشے کا فخر کوئی چیز نہیں

(۲۶۳) حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ لونڈی غلام ہمارے ہاں نہ تھے۔ خود ہی اپنے کام اپنے ہاتھوں انجام دیتے تھے۔ باری باری اونٹ چرایا کرتے تھے۔ میری باری والے دن شام کو میں اونٹوں کو لے کر واپس لوٹا۔

فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ ○ فَسَمِعْتُهُ يَوْمًا۔ يَقُوْلُ ○ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ

میں نے سنا کہ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ میں بھی چلا گیا۔ اس وقت حضورؐ یہ فرما رہے تھے۔ تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو

ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ یُقْبِلُ عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ۔ فَقَدْ اَوْجَبَ فَقُلْتُ بَخٍ بَخٍ مَا اَجْوَدَ هٰذَا؟ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

کرکے اپنے دل کو اور جسم کو متوجہ کرکے دو رکعت نماز ادا کرلے۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے میں نے کہا واہ واہ سُبحان اللہ یہ تو بڑی اچھی بات میں نے سُنی

(۶۲۴) عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا اُرَاهُ قَالَ الْعَصْرَ۔ فَقَالَ مَا اَدْرِیْ اُحَدِّثُکُمْ اَوْ اَسْکُتُ؟ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ خَیْرًا فَحَدِّثْنَا وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذَالِکَ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَطَهَّرُ فَیُتِمُّ الطَّهَارَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فَیُصَلِّیْ هٰذِهِ الصَّلٰوتِ الْخَمْسَ اِلَّا کَانَتْ کَفَّارَاتٍ لِّمَا بَیْنَهُمَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی)

ایک مرتبہ غالباً عصر کی نماز کے بعد حضورؐ نے ہم سے فرمایا میں سوچ میں ہوں کہ میں تم سے کہوں یا چپکا ہو رہوں؟ ہم نے عرض کیا حضورؐ ہماری بھلائی کی بات ہو تو ضرور ارشاد فرمائیے۔ اور اگر کچھ اور ہو تو ہماری مصلحت ہم سے زیادہ اللہ جانتا ہے اور اُس کا رسولؐ۔ آپؐ نے فرمایا، اچھا سُن لو جو مسلمان اچھی طرح پاکیزگی اور باقاعدہ وضو کرلے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا رہے تو ان کے درمیان کے گناہوں کا وہ کفارہ ہو جائیں گی۔

(۶۲۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کے آس پاس کچھ مکان خالی ہوئے تو قبیلۂ بنو سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ دور دراز کی اپنی سکونت چھوڑ کر مسجد کے قریب ہی آجائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ نے اُس قبیلے کو بُلا کر یہ خطبہ دیا۔

بَلَغَنِیْ اَنَّکُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذَالِکَ۔ فَقَالَ یَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَکُمْ تُکْتَبْ اٰثَارُکُمْ۔ دِیَارَکُمْ تُکْتَبْ اٰثَارُکُمْ اِنَّ لَکُمْ بِکُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اے بنو سلمہؓ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ تم مدینہ کا دُور کا حصّہ چھوڑ کر مسجد کے قریب آنا چاہتے ہو؟ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ ہمارا یہ ارادہ ہو رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ تم اپنی جگہ رہو۔ وہاں سے چل کر مسجد میں آؤ گے۔ یہ تمہارے نشانِ قدم خدا کے ہاں تمہارے اعمال نامے میں لکھے جائیں گے

دوبارہی فرمایا۔ پھر فرمایا، تمہارے ایک ایک قدم کے بدلے تمہارا ایک درجہ خدا کے ہاں بڑھتا رہے گا۔

(۲۶۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاَیُّهَا النَّاسُ ۝ اِنَّ الْغِنٰی لَیْسَ عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ۔ وَلٰكِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُؤْتِیْ عَبْدَهٗ مَا كُتِبَ لَهٗ مِنَ الرِّزْقِ فَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ۔ خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرَّمَ ۝ (رَوَاهُ اَبُوْیَعْلٰی)

اے لوگو! تونگری مال اسباب کی زیادتی سے نہیں ہوتی بلکہ اصل تونگری دل کی بے پرواہی اور نفس کی قناعت ہے۔ جو کچھ روزی قسمت میں جناب باری نے لکھ دی ہے وہ اللہ تعالیٰ پہنچا کر ہی رہے گا۔ پس تم روزی کی طلب میں اچھائی اور بہتری ظاہر کرو۔ حلال سے لو حرام کو چھوڑ دو۔

(۲۶۷) عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا النَّاسَ فَقَالَ هَلُمُّوْا اِلَیَّ فَاَقْبَلُوْا اِلَیْهِ فَجَلَسُوْا فَقَالَ۔ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَنَّهٗ لَا تَمُوْتُ نَفْسٌ حَتّٰی تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا وَاِنْ اَبْطَاَ عَلَیْهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ۔ وَلَا یَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَاْخُذُوْهُ بِمَعْصِیَةِ اللّٰهِ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُنَالُ مَا عِنْدَهٗ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ۔ (رَوَاهُ الْبَزَّارُ)

ایک دن حضور صلعم خطبے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لوگوں سے کہا میرے پاس آؤ، نزدیک آکر بیٹھو۔ جب سب لوگ آپؐ کے قریب متوجہ ہو کر بیٹھ گئے تو آپؐ نے یہ خطبہ سنایا۔ فرمایا، یہ ہیں رب العالمین کے قاصد حضرت جبریل علیہ السلام ابھی ابھی وحی لیکر آئے ہیں کہ کوئی انسان اپنی روزی پوری کئے بغیر نہیں مرتا گو دیر سویر سے ملے۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو اور خلاف شرع روزی حاصل کرنے کے درپے نہ ہو جاؤ بلکہ اچھائی اور بھلائی سے مطابق شرع روزیاں حاصل کرو۔ کبھی روزی میں دیر لگ جائے تو خدا کی نافرمانی سے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ سنو! خدا کے پاس کی چیزیں اس کی اطاعت سے تو حاصل ہو سکتی ہیں لیکن اس کی نافرمانیوں سے نہیں مل سکتیں۔

(۲۶۸) عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ایک دن آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مسلمانوں کے بعض قبیلوں کی تعریف کی پھر فرمایا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ نہ تو اپنے پڑوسیوں کو سمجھاتے ہیں

ذَاتَ يَوْمٍ فَأَثْنٰى عَلٰى طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا۔ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ لَا يُفَقِّهُوْنَ جِيْرَانَهُمْ وَلَا يُعَلِّمُوْنَهُمْ وَلَا يَعِظُوْنَهُمْ وَلَا يَأْمُرُوْنَهُمْ وَلَا يَنْهَوْنَهُمْ۔ وَمَا بَالُ أَقْوَامٍ لَا يَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ جِيْرَانِهِمْ وَلَا يَتَفَقَّهُوْنَ وَلَا يَتَّعِظُوْنَ۔ وَاللّٰهِ لَيُعَلِّمَنَّ قَوْمٌ جِيْرَانَهُمْ وَيُفَقِّهُوْنَهُمْ وَيَعِظُوْنَهُمْ وَيَأْمُرُوْنَهُمْ وَيَنْهَوْنَهُمْ وَيَتَعَلَّمَنَّ قَوْمٌ مِنْ جِيْرَانِهِمْ وَيَتَفَقَّهُوْنَ وَيَتَّعِظُوْنَ أَوْ لَأُعَاجِلَنَّهُمُ الْعُقُوْبَةَ الخ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

نہ انھیں علم سکھاتے ہیں۔ نہ انھیں نصیحت کرتے ہیں نہ اُنھیں بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں نہ انھیں بُرائیوں سے روکتے ہیں اور کیا حال ہے لوگوں کا کہ نہ تو وہ اپنے پڑوسیوں سے سمجھ حاصل کرتے ہیں نہ علم سیکھتے ہیں نہ پند و نصیحت سُنتے ہیں واللہ۔ یہ لوگ یا تو اپنے آس پاس والوں کو سکھائیں، سمجھائیں نصیحت کریں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور یہ لوگ بھی اپنے آس پاس والوں سے سیکھیں، سمجھیں، وعظ و نصیحت حاصل کریں ورنہ میں دنیا میں ہی انھیں سخت سزائیں دوں گا۔

جب اُن لوگوں نے حضورؐ سے شکایت کی کہ ہمارا ذکر آپؐ نے اس طرح کیا۔ تو آپؐ نے پھر یہی فرمایا اور ساتھ ہی اس آیت کو پڑھ کر سنایا۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ الخ

بنی اسرائیل پر لعنت نازل ہونے کا ایک بڑا سبب یہی تھا

(۲۶۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوْا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا۔ فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيْلَ دُمُوْعُهُمْ فِيْ خُدُوْدِهِمْ كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ۔ فَتَسِيْلُ يَعْنِي الدَّمَ فَتَقَرَّحُ الْعُيُوْنُ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى)

اے لوگو! خوف خدا سے رو لو۔ اگر رونا نہ آئے تو زبردستی روؤ۔ سُنو جہنمی جہنم میں روئیں گے، یہاں تک کہ اُن کے آنسو زمین پر اس طرح بہیں گے جیسے نہروں میں پانی روانی سے بہتا ہے۔ یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے اور آنکھوں سے خون جاری ہو جائے گا اور آنکھیں زخمی ہو کر خون بہانے لگیں گی۔

(۲۷۰) وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں سب سے بہتر شریک ہوں۔ میرے

اللہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا خَیْرُ شَرِیْكٍ فَمَنْ اَشْرَكَ مَعِیَ شَرِیْكًا فَهُوَ لِشَرِیْكِیْ۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَخْلِصُوْۤا اَعْمَالَكُمْ۔ فَاِنَّ اللہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَا یَقْبَلُ مِنَ الْاَعْمَالِ اِلَّا مَا خَلَصَ لَهٗ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا هٰذِهٖ لِلّٰهِ وَلِلرَّحِمِ۔ فَاِنَّهَا لِلرَّحِمِ وَلَیْسَ لِلّٰهِ مِنْهَا شَیْئٌ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا هٰذِهٖ لِلّٰهِ وَلِوُجُوْهِكُمْ فَاِنَّهَا لِوُجُوْهِكُمْ وَلَیْسَ مِنْهَا شَیْئٌ۔ (رَوَاهُ الْبَزَّارُ)

ساتھ جو بھی کسی اور کو شریک کرے میں سب کچھ اسی دوسرے کو دیدیتا ہوں۔ اے لوگو! اپنے تمام اعمال کو محض اللہ کے لئے خالص کر لو، شریک نہ کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صرف ان اعمال کو قبول فرماتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہوں۔ لوگو! یوں نہ کہا کرو کہ میں یہ کام کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے رشتے اور ناتے کے لئے۔ اگر ایسا کہا تو وہ کام صرف رشتے ناتے کیلئے ہوگا نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے۔ لوگو! یوں بھی نہ کہو کہ یہ اللہ کیلئے ہے اور تمہارے لئے تمہاری خاطر سے، وہ صرف تمہاری خاطر کے لئے ہی ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس میں سے کچھ بھی نہ ہوگا۔

(۲۷) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوا اللہَ فَلَا یَسْتَجِیْبُ لَكُمْ۔ وَقَبْلَ اَنْ تَسْتَغْفِرُوْهُ فَلَا یَغْفِرُ لَكُمْ۔ اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا یَدْفَعُ رِزْقًا وَّلَا یُقَرِّبُ اَجَلًا۔ وَاِنَّ الْاَحْبَارَ مِنَ الْیَهُوْدِ وَالرُّهْبَانَ مِنَ النَّصَارٰی لَمَّا تَرَكُوا الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَعَنَهُمُ اللہُ عَلٰی لِسَانِ اَنْبِیَائِهِمْ ثُمَّ عُمُّوْا بِالْبَلَاءِ۔ (رَوَاهُ الْاَصْبَهَانِیُّ)

لوگو! بھلی باتوں کا حکم کرو، بُری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔ اس سے پہلے کہ تم دُعائیں کرو، اور اللہ عزوجل قبول نہ فرمائے۔ تم استغفار کرو اور تمہارے گناہ معاف نہ ہوں۔ سنو! تبلیغ دین کرنے سے روزی ماری نہیں جاتی نہ اجل قریب ہو جاتی ہے۔ یاد رکھو جب یہود و نصاریٰ کے علماء نے بھلائیوں کا حکم بُرائیوں سے ممانعت چھوڑ دی تو خدا نے اُن پر اُن کے نبیوں کی زبانی اپنی لعنت نازل فرمائی اور پھر اُنھیں مصیبتوں اور بلاؤں میں گھیر لیا جو بلائیں اُن سب پر آئیں۔

بھائیو! میں اسی خطبے پر اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ کبھی بھی خدا کی باتیں پہنچانے میں سستی نہ کرو یہ نہ سمجھو کہ مشرکین کے مجمع میں ہیں اگر شرک کی بُرائی بیان کروں گا تو یہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے

لینا دینا بند کر دیں گے اور ممکن ہے کوئی ایذا بھی پہنچائیں۔ نہیں نہیں یہ افضل جہاد ہے۔ یہی دینی حمیت ہے یہی خدا رسول کی طرفداری ہے۔ اگر آپؐ کھلے بندوں قرآن و حدیث سُناتے رہے تو بہت سے مسلمان راہِ راست پر آجائیں گے۔ قبروں پر جھکنے والے، ولیوں نبیوں سے اولادیں اور روزیاں طلب کرنے والے غافل ہیں۔ ان کے سامنے قرآن و حدیث نہیں پہنچا۔ ورنہ یہ قرآن کے شیدائی اور رسولؐ خدا پر فدائی ہیں۔ آپ انھیں مذمت شرک کی آیتیں اور حدیثیں سنائیے۔ لیکن آپ خود اگر ان سے ڈر گئے تو ان کے اس گناہ میں آپ کی شرکت بھی ہو گی۔ اسی طرح گھر والوں کو، پاس پڑوس والوں کو محلّے اور شہر والوں کو غرض ہر ایک اپنے اور غیر کو خدا کا دین پہنچاؤ۔ یہ تم پر فرض ہے۔ ایک مسئلہ بھی یاد ہو تو جسے اس کا خلاف کرتے دیکھو، بھلے لفظوں میں نرم لہجے میں بتلا دو۔ ایک انسان کا بھی ہدایت پا جانا ساری دُنیا مِل جانے سے بہتر ہے۔

وَإِنَّمَا أَنَا وَأَنْتُمْ بِاللهِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ٥ الَّذِيْ إِلَيْهِ لَجَأْنَا۔ وَبِهٖ اعْتَصَمْنَا وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا۔ وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِيْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو۹ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ٥ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ٥ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ٥ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ٥ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ٥ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ٥ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ٥ وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ

وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۝ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ج فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ج فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ج وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کافروں کے گروہ کے گروہ جانوروں کی طرح اوندھے منہ جہنم کی طرف گھسیٹے جائیں گے۔ اُن کے پہنچتے ہی جہنم کے دروازے اُن کے لئے کھُل جائیں گے اور داروغۂ جہنم اُن سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول کی آیتیں پڑھنے والے اور اس خوفناک دن کے عذابوں سے ڈرانے والے نہیں آئے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں آئے تو تھے لیکن پھوٹی قسمت نے یہ بُرا دن دکھا ہی دیا۔ داروغۂ جہنم کہیں گے، پھر آؤ اس بھڑکتی ہوئی جہنم کے ہمیشگی والے عذابوں میں آجاؤ۔ اب یہاں سے چھٹکارا محال ہے رب کی باتوں سے اینٹھنے والوں کے لئے یہ بدترین جگہ نہایت موزوں ہے۔

ان کے برخلاف متقی پارسا لوگوں کو جنت کے نورانی فرشتے بعزت تمام جنت کی طرف لے چلیں گے۔ اُن کے پہنچتے ہی اُن کے لئے جنت کے دروازے کھُل جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ہنسی خوشی اُنہیں خوش آمدید کہیں گے، سلام کریں گے اور کہیں گے، مبارک ہو، مبارک ہو۔ آپ خوش نصیب ہیں آپ بآرام اس ہمیشگی والی ابدی نعمتوں والی جنت میں تشریف لے چلئے۔ مرحبا مرحبا۔ اب تو یہ خوش ہو کر کہیں گے۔ الحمدللہ! اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہم سے اپنے وعدے سچے کئے اور اس ہری بھری، بنی سنوری جنت کا ہمیں مالک بنا دیا کہ جہاں چاہیں آئیں جائیں، رہیں سہیں۔ واہ واہ تھوڑے سے اعمال کا اتنا بڑا بدلہ؟ اسوقت تم دیکھو گے کہ عرشِ خداوندی کے اردگرد چوطرف باادب فرشتے رب کی تسبیح و

حمد میں مشغول ہوں گے۔ سب کے فیصلے دُرست اور بہ انصاف ہو جائیں گے۔ آخری صدا ساری مخلوق کی طرف سے یہی بلند ہوگی کہ حمد وثناء کے لائق صرف اللہ تعالیٰ رب العالمین ہی ہے۔

حمد وستائش کے لائق ذاتِ خدا ہے جو واحد واحد ہے۔ فرد و صمد ہے۔ حقیقتاً تمام نعمتیں ہم پر اسی کی انعام کردہ ہیں۔ ماں باپ کے دل میں بھی وہی محبت ڈالتا ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات بھی اسی کی طرف سے ہیں جس سے جو نفع پہنچتا ہے اسی کے فرمان سے۔ کوئی نقصان جسے وہ نہ چاہے کوئی پہنچا نہیں سکتا اس کی نعمتیں بے پایاں، اس کے عذاب بھی بے انتہا۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اس کی نعمتوں کا لالچ رکھیں اور اس کے عذابوں سے خوفزدہ رہیں۔ اس مالک کے زبردست احسانات میں سے ایک اس کا پاک کلام ہے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے متبرک الفاظ ہیں اور ان کے الفاظ میں بھی سب سے گراں پایہ آپؐ کے خطبات ہیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اب تک میں آپ حضرات کو حضورؐ کے پونے تین سو خطبات سُنا چکا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ خدا اپنے رسول پر درود وسلام نازل فرمائے اور آپ کے خطبے سُننے اور پڑھنے اور اُن پر عمل کرنے کی ہمیں ہدایت دے آمین۔ اب حضورؐ کے خطبے سنیئے۔

(۲۷۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَۃً مَا سَمِعْتُ مِثْلَھَا قَطُّ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا۔ فَغَطّٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُجُوْھَھُمْ لَھُمْ خَنِیْنٌ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ سُنایا کہ میں نے تو ایسا خطبہ کبھی نہیں سُنا تھا۔ اس میں فرمایا جو میں جانتا ہوں تم بھی جان لیتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ یہ سُن کر صحابہ کرامؓ نے اپنے منہ اپنے کپڑوں سے ڈھانپ کر رونا شروع کر دیا۔ آوازوں کو روکتے تھے لیکن پھوٹ پھوٹ کر رونے سے آوازیں ناک میں سے برابر نکل رہی تھیں۔

(۲۷۴) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا تھا۔

عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ۔

آپؐ نے فرمایا۔ جنت دوزخ میرے سامنے لائی گئی۔ میں نے تو جنت جیسی کوئی خیر آج تک نہیں دیکھی

نہ جہنم جیسی کوئی شے آج تک میری نگاہ سے گذری۔

اس میں یہ بھی ہے۔

فَمَا اَتٰی عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمٌ اَشَدَّ مِنْہُ۔

حضورؐ کے اس خطبے کا اثر جو صحابہؓ پر ہوا اور جس قدر وہ اس خطبے سے روئے دھوئے، میں نہیں جانتا کہ اس سے زیادہ سخت دن اور کوئی اُن پر گذرا ہو۔

برادران! یہی بیان ان آیتوں میں بھی ہے، جو آپ نے ابھی سنی ہیں کہ بدکردار کفار اوندھے منہ جہنم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے رسوائی اور ذلت کے ساتھ جہنم کی طرف گھسیٹے جائیں گے اور اوپر سے پھینک دیتے جائیں گے۔ جلتے بھُلستے رہیں گے اور مارپیٹ کے ساتھ ہی عذاب کے فرشتوں کی ڈانٹ ڈپٹ سُنتے جائیں گے۔ اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔ بھائیو! دنیا کی زینت میں پڑکر ہم آخرت کو بھول بیٹھے ہیں اس لئے حضورؐ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں۔

(۲۷۵) عَنْ اُخْتٍ لِحُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ٥ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ مَا لَکُنَّ فِی الْفِضَّۃِ مَا تُحَلِّیْنَ بِہٖ اَمَا اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْکُنَّ امْرَأَۃٌ تَتَحَلّٰی ذَھَبًا وَّتُظْھِرُہٗ اِلَّا عُذِّبَتْ بِہٖ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

اے عورتو! کیا چاندی کے زیورات تمہیں بس نہیں۔ سُنو! تم میں سے جو عورت سونے کے زیور پہنے اور ان پر اترائے اور غریب عورتوں کے سامنے انھیں ظاہر کرکے اپنی امارت پر فخر کرے اُسے اُنھیں زیوروں سے قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا۔

پس یہ فخر و غرور اور مباہات اور ایک دوسرے سے اونچا رہنے کے شوق نے ہمیں دُنیا میں ایسا پھنسا دیا کہ ہمارے چوبیسوں گھنٹے اسی کے ہوگئے۔ ہم وقت ہی نہیں نکالتے کہ خدا کے دین کی کوئی خدمت کریں۔ نماز میں بھی یہی خیالات ہمارے دلوں کو پریشان کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا میں کچھ نہ کرو۔ ہاں یہ ضرور کہتا ہوں کہ آخرت کا بھی خیال رکھو۔ یہاں تمہیں کم رہنا ہے اور وہاں بہت زیادہ۔ غلطی میں ہیں وہ جو دنیا کے لئے تو فکر مند ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ دین کے جو کام ہم کریں اُن میں ہماری نیت صرف خوشنودیِ خدا ہونی چاہیئے نہ ناموری نہ شہرت نہ اپنی نیکی کا دوسروں پر دباؤ اور اثر۔ سنیئے۔

(۲۷۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنْ مَّسِیْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ الشِّرْکُ الْخَفِیُّ اَنْ یَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلٰوتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ)

ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مجمع میں آئے اس وقت ہم دجّال کا ذکر کر رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا مجھے تو تم کو دجّال کے ڈر سے زیادہ ڈراور چیز کا ہے، اگر تم کہو تو میں بتلاؤں؟ ہم نے کہا حضورؐ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا وہ چھپا ہوا شرک ہے مثلاً انسان کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اور بہت اچھی طرح نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی اور کی نگاہیں اس پر ہیں (یہ چاہتا ہے کہ یہ شخص میرا نمازی اور با خدا ہونا معلوم کرلے اور بچشم خود ملاحظہ کرلے)

(۲۷۷) وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِیَّاکُمْ وَشِرْکَ السَّرَائِرِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا شِرْکُ السَّرَائِرِ؟ قَالَ یَقُوْمُ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلٰوتَہٗ جَاھِدًا لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ النَّاسِ اِلَیْہِ فَذَالِکَ شِرْکُ السَّرَائِرِ۔

(رَوَاہُ ابْنُ خُزَیْمَۃَ فِیْ صَحِیْحِہٖ)

اے لوگو! پوشیدہ شرک سے بچو! لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ لوگوں کے سامنے اُنکے دکھاوے کے لئے نماز پڑھنا اور اُسے خوب اچھی طرح ادا کرنا (تاکہ اُن کے نزدیک تم عبادت گذار کہلاؤ، یہ ریاکاری پوشیدہ شرک ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایسے لوگوں سے قیامت کے دن کہا جائیگا کہ جاؤ جن کے خوش کرنے اور جنہیں دکھانے کے لئے تم نے یہ عبادتیں کی تھیں، انھیں سے اپنا اجر و ثواب بھی لے لو۔ (رواہ احمدؒ) پس ریاکاری سے الگ ہو کر عبادت خداوندی بجالایا کرو اور آپس میں اہلِ توحید و سنت سے میل ملاپ اور محبت رکھو، اُن پر حقارت کی نظریں نہ ڈالو۔ یاد رکھو ایک مشرک لکھ پتی سے ایک مفلس موحد کروڑوں درجے زیادہ قابل عزت ہے۔ اگر آپ کسی کی عزت کریں، ادب و لحاظ کریں اور

اس سے محبت رکھیں، صرف اس کی نیکی اور توحید کی وجہ سے۔ یہ آپ کی تمام جسمانی اور مالی عبادتوں سے افضل ہے سُنو!

(۲۷۸) عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا وَاعْقِلُوْا وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِبَادًا لَّیْسُوْا بِاَنْبِیَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عَلٰی مَنَازِلِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ فَجَثٰی رَجُلٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ مِنْ قَاصِیَةِ النَّاسِ وَاَلْوٰی بِیَدِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَاسٌ مِّنَ النَّاسِ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَآءُ وَالشُّهَدَآءُ عَلٰی مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ؟ اِنْعَتْهُمْ لَنَا حُلْهُمْ لَنَا یَعْنِیْ صِفْهُمْ لَنَا شَكِّلْهُمْ لَنَا فَسُرَّ وَجْهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسُؤَالِ الْاَعْرَابِیِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمْ نَاسٌ مِّنْ اَفْنَآءِ النَّاسِ وَنَوَازِعِ الْقَبَآئِلِ لَمْ تَصِلْ بَیْنَهُمْ اَرْحَامٌ مُّتَقَارِبَةٌ تَحَابُّوْا فِی اللّٰهِ وَتَصَافُوْا یَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ فَیَجْلِسُوْنَ عَلَیْهَا فَیَجْعَلُ وُجُوْهَهُمْ نُوْرًا وَّثِیَابَهُمْ نُوْرًا یَفْزَعُ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا۔ اے لوگو۔ سُنو، سمجھو، معلوم کرلو کہ اللہ عزوجل کے بعض بندے وہ ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید، لیکن اُنھیں درجے ایسے ملیں گے اور اتنے خدا سے قریب ہوں گے کہ نبیوں اور شہیدوں کو بھی رشک ہونے لگے گا۔ یہ سُن کر دُور کی صفوں میں سے ایک اعرابی گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہنے لگے کہ حضورؐ وہ نبی نہ ہوں گے اور نہ شہید ہوں گے پھر بھی انھیں درجات اور قربِ خدا اس قدر ہوگا کہ نبی اور شہید اُن کا رشک کریں؟ آخر یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ ہمیں وضاحت سے بتلا دیجئے۔ آپؐ اُن کے اس سوال سے خوش ہوتے اور فرمانے لگے۔ یہ لوگ قبیلوں اور برادریوں میں سے الگ شدہ ہوں گے۔ محض اللہ کے لئے آپس میں دوستیاں اور محبت کرنے والے اور ایک دوسرے سے سلوک کرنے والے ہوں گے۔ نہ تو ان میں آپس میں کچھ رشتے ناتے تھے اور نہ لین دین کے تعلقات تھے۔ محض اللہ کی خوشنودی کے لئے راہِ خدا میں ان کا میل جول و محبتیں تھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے لئے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے گا، جن پر یہ بیٹھیں گے۔

النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یَفْزَعُوْنَ ٥ وَهُمْ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی وَاَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ)

نورانی لباس اُنھیں پہنائیگا۔ اُن کے چہرے نورانی کر دے گا۔ قیامت کی گھبراہٹ اوروں کو تو ہوگی لیکن انھیں نہ ہوگی۔ یہ اولیاء اللہ ہیں، خدا کے دوست ہیں، جن پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین اور افسردہ دل ہوں گے۔

اس خطبے کے مطابق ہمیں چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم موحد متبع سنت حضرات سے میل ملاپ رکھتے۔ اُن کی خاطر داریاں اور عزتیں کرتے۔ اُن سے ملتے جُلتے، اُن کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے، جو فائدہ پہنچا سکتے تھے، انھیں پہنچاتے۔ لیکن ہماری تو عجب حالت ہے، پتھر پوج ہمارے دوست احباب ہیں، بے نماز، بدکار، ہمارے ساتھی ہیں۔ ہم اُن کی اور وہ ہماری مجلسوں کی رونق بنے ہوئے ہیں۔ سچے مسلمانوں پر ہماری حقارت کی نگاہیں پڑتی ہیں، ہم انھیں مُلّا کہہ کر عار کرنے لگتے ہیں حالانکہ موحد کا کام شرک کو اور شرکیہ آثار کو مٹانے کا ہے۔ سُنیئے۔

(۲۷۹) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ فَقَالَ اَیُّكُمْ یَنْطَلِقُ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلَا یَدَعُ بِهَا وَثَنًا اِلَّا كَسَرَهٗ وَلَا قَبْرًا اِلَّا سَوَّاهُ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَخَهَا فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَهَابَ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ[عہ] قَالَ فَانْطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَدَعْ بِهَا وَثَنًا اِلَّا كَسَرْتُهٗ وَلَا قَبْرًا اِلَّا سَوَّیْتُهٗ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَخْتُهَا۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ اِلٰى صُنْعَةِ شَیْءٍ مِّنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ

ہم صحابہؓ حضورؐ کے ساتھ ایک جنازہ میں تھے، جو آپؐ نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا۔ تم میں سے کوئی ہے جو جائے اور مدینہ میں کوئی بُت باقی نہ چھوڑے سب کو توڑ دے، اور کوئی اونچی قبر باقی نہ چھوڑے سب کو برابر کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے سب کو مٹا دے؟ اس پر ایک صحابی تیار ہو گئے کہ حضورؐ میں موجود ہوں، وہ چلے، لیکن اُن کا بیاؤ نہ پڑا۔ اہلِ مدینہ سے خائف ہو گئے اور واپس آ گئے۔ اب حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور اس کام کے لئے گئے کام پورا کر کے واپس لوٹے اور کہا یا رسول اللہ مدینہ کے سارے بُت میں نے توڑ دیئے، تمام اونچی قبریں میں نے برابر کر دیں۔ سب تصویریں توڑ پھوڑ

[عہ] یہاں پھر الفاظ وہ ہیں جو ترجمہ میں مسند احمد سے لئے گئے ہیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى (رَوَاهُ الْحَافِظُ عَبْدُ الْعَظِيْمِ فِي التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ)

دیں۔ آپؐ اس پر خوش ہوئے اور فرمایا۔ اب ان کاموں میں سے کسی کو بھی جو کرے وہ کافر ہے۔ اس کا منکر ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا۔

یہ حدیث مسند احمد میں مطوّلاً موجود ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت ابوالہیاج اسدی کو اسی کام پر مامور کر کے بھیجا تھا۔

تعجب ہے کہ آج پھر وہی جہالت کا دور آگیا۔ قبریں اونچی اونچی بننے لگیں تصویروں کو مکان کی زینت وآرائش سمجھ لیا گیا۔ بلکہ آج اگر اونچی اور پکی قبروں سے منع کریں تو جواب ملتا ہے یہ تو غیر مقلد ہوگئے۔ یہ تو نبیوں، ولیوں کے منکر ہیں۔ بھائیو! ہم نبیوں ولیوں کے منکروں کو کافر سمجھتے ہیں، لیکن اسے کیا کریں کہ ہمارے نبیوں ولیوں کی تعلیم ہی ہمیں یہی سکھاتی ہے۔ تعجب ہے کہ وہ مسلم قوم جن کے بیسوں افراد سردیوں میں ٹھٹھر کر مرجائیں، وہ قبروں پر چادریں اور غلاف چڑھائے۔ جس قوم کے افراد سڑکوں پر راتیں گذاریں، اُس قوم کے لوگ قبروں کو پکی بنائیں اور اُن پر گنبد اور مقبرے کھڑے کریں۔ رسولِ کریم تو فرمائیں کہ اونچی قبروں کو بھی پست کرو۔ یہ اس کے خلاف کر کے پست کو اپنے ہاتھوں پکی اور اونچی کریں۔ یہی تعلیم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ لَا يُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلَا يُطَيَّنُ وَلَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ وَّسَفَطٌ

قبر پکی نہ بنائی جائے۔ مٹی سے نہ لیپی جائے، نہ قبر پر مقبرہ وغیرہ بنایا جائے۔ نہ خیمہ شامیانہ کھڑا کیا جائے

پس میں تو کہوں گا کہ یہ چیز دین کو بگاڑنے والی ہے، اس سے بچو۔ ساتھ ہی تکبر، نخوت اور خودی یہ بھی نہایت بُری بلا ہے۔ ایسا شخص بھی خدا کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔ سُنئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ نقل فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔

(۲۸۰) إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ النَّاسُ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِرِجَالٍ إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ

اے لوگو! جاہلیت کا فخر وگھمنڈ اور باپ دادوں پر فخر کرنا اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے۔ سُنو! تم سب اولادِ آدمؑ ہو اور حضرت آدمؑ کی اصل مٹی سے ہے۔ سُنو دو ہی قسم کے انسان ہیں یا تو متقی، مومن یا بدکار۔ بدنصیب۔ سُنو یا تو لوگ اپنے باپ دادوں

جَهَنَّمَ ۝ اَوْلَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعْلَانِ الَّتِيْ تَدْفَعُ النَّتْنَ بِاَنْفِهَا ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ)

پر فخر کرنا چھوڑ دیں گے یا وہ اللہ کے سامنے گوبر کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے گندگی ڈھکیلتا ہے ۔ ان پر کیا فخر کرتے ہو جو جہنم کے کوئلے تھے ۔

(۲۸۱) عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ عِبَادِ اللّٰهِ ؟ اَلْفَظُّ الْمُسْتَكْبِرُ ۝ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ ؟ اَلضَّعِيْفُ الْمُسْتَضْعَفُ ذُوْ الطِّمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

ہم رسول اکرمؐ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے وہاں آپؐ نے ہمیں مخاطب کیا اور فرمایا، میں تمہیں بتلاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے بدترین بندے کون ہیں ؟ وہ جو تکبر کریں، فخر و غرور کریں ۔ میں تمہیں بتلاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے کون ہیں ؟ کمزور جن کی کمزوری اور تباہ حالی ظاہر ہے جو مشکل سے تن ڈھکنے کا کپڑا پاتے ہیں، جن کی کوئی عزت اور پرواہ نہیں کی جاتی یہ اللہ کے ہاں ایسی عزت والے ہوتے ہیں کہ اگر وہ ذاتِ خدا پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی پوری کر دے ۔

پس تکبّر غرور اور خود بینی سے پرہیز کرو ۔ قبر پرستی سے بچو ۔ آپس میں ایک ہو جاؤ ۔ مسلمانوں سے سچی محبّت رکھو، ریا کاری کے پاس بھی نہ پھٹکو ۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے گڑگڑاتے رہو ۔ جہنم کا کھٹکا دل میں رکھو، جنت کی طمع رکھو، خدا کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھو، تواضع اور فروتنی کو اپنا جوہر سمجھو ۔ واللہ الہادی ۔

آؤ مسلمانو! اس خطبے کو ہم درود پر ختم کریں ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُنیسویں جمعہ کا دُوسرا خُطبہ

جس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ خطبے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۝ وَاَنْزَلَ اَشْرَفَ کُتُبِہٖ اِلَیْہِ ۝ زِیَادَۃً لِّقَوْلِہٖ وَوَصْلِہٖ ۝ وَاَکْمَلَ تَشْرِیْفَہٗ لَدَیْہِ ۝ بِاِعْطَائِہٖ جَوَامِعَ الْکَلِمِ ۝ وَخَوَاتِمَ الْحِکَمِ ۝ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۝ اَمَّا بَعْدُ۔

(۲۸۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہَ اللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ۔ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ۔ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ۔ (رَوَاہُ الْبَزَّارُ وَ اَبُوْ یَعْلٰی وَصَاحِبُ السِّیْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگو! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔ میرے صحابہؓ کے معاملہ میں خدا کا خوف رکھو، انھیں میرے بعد نشانہ نہ بنا لینا۔ ان کی دوستی میری دوستی ہے۔ ان کی دشمنی میری دشمنی ہے۔ ان کی ایذا میری ایذا ہے میری ایذا اللہ کی ایذا ہے۔ اللہ کی ایذا پکڑ اور عذاب کا باعث یقینی ہے۔

(۲۸۳) عَنْ سَھْلِ بْنِ یُوْسُفَ بْنِ سَھْلِ بْنِ اَخِیْ کَعْبِ ابْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رضؓ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ الْمَدِیْنَۃَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَاضٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رضؓ فَاعْرِفُوْا لَہٗ ذٰلِکَ۔ اَیُّھَا النَّاسُ

آپؐ حجۃ الوداع کے بعد مدینہ شریف پہونچے۔ منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور یہ خطبہ دیا۔ لوگو! میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں تم اُن کا یہ حق ہمیشہ مانتے رہنا۔ لوگو! میں عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ، سعیدؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبیدہؓ سے خوش ہوں۔ تم ان کا بھی لحاظ رکھنا۔ لوگو! بدر اور حدیبیہ میں شمولیت کرنے والے میرے

اِنِّیْ رَاضٍ عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَطَلْحَۃَ وَالزُّبَیْرِ وَسَعْدٍ وَّسَعِیْدٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّاَبِیْ عُبَیْدَۃَ فَاعْرِفُوْا لَھُمْ ذَالِکَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ غَفَرَ لِاَھْلِ بَدْرٍ وَّ الْحُدَیْبِیَّۃِ۔ اِحْفَظُوْنِیْ فِیْ اَصْحَابِیْ وَاَصْھَارِیْ وَاَخْتَانِیْ لَا یُطَالِبَنَّکُمْ اَحَدٌ مِّنْھُمْ بِمَظْلِمَۃٍ فَاِنَّھَا مَظْلِمَۃٌ لَّا تُوْھَبُ فِی الْقِیٰمَۃِ غَدًا۔
(رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَالسَّیِّدُ اَحْمَدُ الزَّیْنِیْ)

تمام اصحاب کو خدا نے بخش دیا ہے۔ لوگو میرے اصحاب کے معاملہ میں، میری سُسرال کے معاملہ میں اور میرے دامادوں کے معاملہ میں میری حفاظت کرنا یعنی ان میں سے کسی کو بُرا نہ کہنا۔ اُن کے حقوق تسلیم کرنا۔ اُن کی عزت کرنا، دیکھو اُن میں سے کسی کو تم ایذا نہ دینا یہ جُرم ہے۔ جس کا مطالبہ وہ بروزِ قیامت کریں گے اور خدا کی طرف سے معافی نہ ہوگی۔

انتقال سے پانچ دن پہلے کے خطبے میں فرماتے ہیں۔

(۲۸۴) اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِنْکُمْ خَلِیْلٌ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا۔ الخ
(رَوَاہُ فِی السِّیْرَۃِ الْحَلَبِیَّۃِ)

تم میں سے میرا کوئی خلیل نہیں۔ مجھے خدا نے اپنا خلیل بنایا ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو حضرت ابوبکر کو بناتا۔ ہاں خُلّتِ اسلام افضل اور کافی ہے۔

(۲۸۵) جب اس آخری بیماری میں آپؐ نے سب کے دروازے جو مسجد رُخ تھے بند کروا دیئے۔ سوائے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے۔ تو لوگوں نے کہا کہ سب دروازے سوائے اپنے خلیل کے حضورؐ نے بند کرا دیئے وغیرہ۔ تو آپؐ نے خطبے میں فرمایا۔

قَدْ بَلَغَنِی الَّذِیْ قُلْتُمْ فِیْ بَابِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّاِنِّیْ اَرٰی عَلٰی بَابِ اَبِیْ بَکْرٍ نُوْرًا وَّاَرٰی عَلٰی اَبْوَابِکُمْ ظُلْمَۃً لَقَدْ قُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ وَاَمْسَکْتُمُ الْاَمْوَالَ وَ جَادَلِیْ بِمَالِہٖ۔ وَخَذَلْتُمُوْنِیْ وَوَاسَانِیْ
(سِیْرَۃُ الْحَلَبِیَّۃِ)

مجھے تمہاری یہ بات پہونچی ہے۔ سُنو! میں ابوبکرؓ کے دروازے پر نور پاتا ہوں اور تمہارے دروازوں پر اندھیرا دیکھتا ہوں۔ میرے نبوت کے دعوے کو سُن کر تم سب نے مجھے جھٹلا دیا۔ لیکن ابوبکرؓ نے سچا پایا۔ تم نے اپنے مال روک لئے ہیں لیکن ابوبکرؓ نے اپنے مال کا ڈھیر میرے لئے نکال باہر کیا۔ تم نے مجھے تنہا چھوڑ دیا لیکن

ابو بکرؓ نے میری خیر خواہی اور مواساۃ کی۔

(۲۸۶) انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بابت آپؐ نے اپنے آخری خطبے میں یہ بھی فرمایا۔

اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ کَرِشِیْ وَ عَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ انصار کے ساتھ سلوک کرنا اُن کا خیال رکھنا۔ اُن پر جو کچھ ہمارا حق تھا ادا کر چکے ہیں اور ان کے حق ہم پر باقی رہ گئے ہیں سُنو! یہ میرے رازدار ہیں جن کے پاس میں امانت رکھتا ہوں اور جن پر مجھے پورا اعتماد ہے۔

مسلم بھائیو! اگر کسی دل میں محبّت خدا اور رسولؐ ہے تو وہ دل محبت انصار و مہاجرین وغیرہ صحابہؓ سے خالی نہیں ہوسکتا۔ پس جسے آپ دیکھیں کہ وہ صحابہؓ کو بُرا کہتا ہے، گالیاں دیتا ہے، اُن سے بیر و بغض رکھتا ہے، آپ کا فرض ہے کہ آپ اُس کے دل کو خدا کی، خدا کے رسولؐ کی محبت سے بھی خالی سمجھیں، اور ظاہر ہے کہ ایسا دل مومن و مسلم کا دل نہیں ہوسکتا۔ پس صحابہؓ کی محبت دل میں رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا حق آپ سے قیامت کے دن طلب کر بیٹھیں اور پھر خدا بھی معاف نہ کرے۔ یہ انسانی حقوق معاف نہیں ہوا کرتے اور پھر صحابہؓ جیسی پاک جماعت کے۔

(۲۸۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَلَامَنْ وَّلِیَ یَتِیْمًا لَّہٗ مَالٌ فَلْیَتَّجِرْ فِیْہِ وَلَا یَتْرُکْہُ حَتّٰی تَاْکُلَہُ الصَّدَقَۃُ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

جو کسی ایسے یتیم کا والی بنے جس کے پاس مال ہو اُسے چاہیئے کہ وہ اُس مال کو تجارت میں ملا دے ایسا نہ ہو کہ اُسے زکوٰۃ ہی زکوٰۃ کھا لے۔

(۲۸۸) بھائیو! تم اپنے آپ سے ہر ایک مسلم کو فائدہ پہنچاتے رہو اور کسی سے تمہیں فائدہ نہ پہونچے تو تنگدل نہ ہو جاؤ۔ صبر کرو، اس کا ثواب خدا کے ہاں ملے گا۔ سُنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کو خطبہ سناتے ہیں جس میں فرماتے ہیں۔

اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ وَمَوْعِدُکُمُ الْحَوْضُ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

اے گروہ انصار! میرے بعد تم پر اوروں کو ترجیح دی جائے گی اس وقت تم صبر کرنا۔ یہانتک کہ مجھ سے آملو۔ میری تمہاری ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے۔

پس اوروں کے حقوق ادا کرو۔ تمہارا حق کسی پر رہ جائے تو حوالہ بخدا کرو۔ مسلمانوں سے بگاڑ لڑائی فساد نہ کرو۔ مل جل کر رہو۔ اسی میں برکت دنیوی اور نجاتِ اخروی ہے۔

(۲۸۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موذی کو قتل کرنے کو فرمایا، سُنو!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ۔ اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ۔ وَ اُقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ۔ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ۔

منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سانپوں کو مار ڈالا کرو۔ خصوصًا انھیں جن کی آنکھ پر دو نقطے ہوتے ہیں اور انھیں جن کی دُم جھڑ جاتی ہے۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۲۹۰) برادران ایذا دہی سے بچنا جس طرح فرض ہے اسی طرح بعض اور کبیرہ گناہ بھی ہیں جو انسان کا وقار خدا کے دربار سے بیکار کر دیتے ہیں۔ مکہ فتح ہو چکا ہے خدا کا وعدہ سچا ہو گیا، حضور کی پیشین گوئی صادق اُتری۔ خدا کے دین میں ہزارہا انسان بیک وقت داخل ہو گئے۔ اُس وقت مکہ کی پاک دامن شہزادیاں مشرف باسلام ہونے کے لئے دربارِ نبوت میں تشریف لاتی ہیں اور ان کے سامنے اسلام جس شکل میں پیش کیا جاتا ہے وہ بھی سُن لیجئے جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اصل اسلام کیا ہے اور اسلام کو ڈھانے والی بدیاں کیا ہیں؟ خاص عورتوں کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔

اُبَايِعُكُنَّ عَلٰٓى اَنْ لَّا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔ وَلَا تَسْرِقْنَ۔ وَلَا تَزْنِيْنَ۔ وَلَا تَقْتُلْنَ اَوْلَادَكُنَّ۔ وَلَا تَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُنَّ وَاَرْجُلِكُنَّ وَلَا تَعْصِيْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ۔ وَلَا تَخْمِشْنَ وَجْهًا۔ وَلَا تَلْطِمْنَ خَدًّا۔ وَلَا تَنْتِفْنَ شَعْرًا۔ وَلَا تَمْزِقْنَ جَيْبًا۔ وَلَا تُسَوِّدْنَ ثَوْبًا۔ وَلَا تَدْعِيْنَ وَيْلًا۔ وَلَا تَقُمْنَ عِنْدَ قَبْرٍ۔ (اَبُوْدَاوٗدَ وَمُسْنَدَ وَدُرِّ مَنْثُوْرٍ وَغَيْرُهٗ)

میں تمہیں انہیں باتوں کا حکم دیتا ہوں، یہی کتاب اللہ میں ہے اور اسی پر میں تم سے بیعت کرتا ہوں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا، اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ اپنے آپ گھڑ گھڑا کر کسی پر بہتان نہ کرنا۔ میں جو نیکی کا حکم دوں۔ اسمیں میری نافرمانی نہ کرنا۔ مصیبت کے وقت منہ نہ نوچنا، نہ رخساروں پر تھپڑ مارنا۔ نہ بال نوچنا نہ کپڑے پھاڑنا، نہ منہ پر کالک پھاڑنا۔ نہ ہائے وائے اور ہلاکت پکارنا اور نہ قبروں پر کھڑی ہونا۔

گویہ بعیت ہے مگر حقیقتاً ایک وعظ ہے جو مکہ کے بھرے مجمع میں کہا گیا۔ پس مسلم بھائیو! یہ گناہ ہیں جو ہلاک کرنے والے ہیں اور ان سے علیحدگی اور اجتناب کا نام ہی اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے آمین۔ ادھر یہ خطبے ہو رہے تھے ادھر ابلیس شور مچا رہا تھا، ہائے واوئے کر رہا تھا۔ اس شیطان کی آہ و بکا پر تمام شطونبڑے جمع ہوگئے اور کہنے لگے۔ سردار صاحب کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا۔

اَیِۡسُوۡا اَنۡ تَرُدُّوۡا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلَی الشِّرۡكِ بَعۡدَ یَوۡمِکُمۡ هٰذَا۔ وَلٰکِنِ افۡتِنُوۡهُمۡ فِیۡ دِیۡنِهِمۡ وَافۡشُوۡا فِیۡهِمُ النَّوۡحَ۔
(رَوَاهُ اَحۡمَدُ بِاِسۡنَادٍ حَسَنٍ)

اب اس سے قو ما یوسی ہو چکی کہ یہ پھر سے مشرک بن جائیں اور بُت پوجنا شروع کر دیں۔ ہاں اب انھیں اور دینی کاموں سے روکو اور ان میں میت پر نوحہ کرنے کی عادت پھیلاؤ۔

پس مسلمان بھائیو! شرک سے اور میّت پر بین و بکا اور نوحہ کرنے سے بچو۔ خصوصًا اے عورتو تم یاد رکھو! صبر بڑی چیز ہے، صابروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲۹۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے خبر پاکر صحابہؓ کو فتح مکہ کا مژدہ پہلے ہی سُنا چکے تھے۔ سورۂ فتح نازل ہو چکی تھی۔ جب مکہ فتح ہو چکا آپ صفا پہاڑی پر تھے۔ جو بعض انصارؓ نے حسرت سے کہا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وطن کو اپنی برادری اور کنبے، قبیلے کو چھوڑ کر ہمارے ہاں کیوں آنے لگے؟ اللہ تعالیٰ نے وحی سے آپ کو اس کی بھی خبر دی۔ آپؐ نے وہیں دُعا چھوڑ کر انصار کی طرف متوجّہ ہو کر اُن سے دریافت کیا کہ تم میں کیا سرگوشیاں ہو رہی ہیں؟ اُنھوں نے جو بات تھی صاف کہدی تو آپؐ نے انصارؓ کو یہ خطبہ دیا۔

فَمَا اِسۡمِیۡ اِذَنۡ اِنۡ فَعَلۡتُ ذٰلِكَ؟ کَلَّا لَا اَفۡعَلُ ذَالِكَ۔ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰهِ وَرَسُوۡلُهٗ هَاجَرۡتُ اِلَی اللّٰهِ وَاِلَیۡکُمۡ فَالۡمَحۡیَا مَحۡیَاکُمۡ وَالۡمَمَاتُ مَمَاتُکُمۡ۔
(السیرۃ النبویۃ للسید احمد الزینی)

اگر میں ایسا کروں تو پھر میرا نام محمدؐ اور رسول اللہؐ کہاں رہا؟ ہرگز ہرگز میں ایسا نہ کروں گا۔ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے راہ خدا میں وطن کو چھوڑا سو چھوڑا۔ میں تمہارے ہاں آگیا سو آگیا اب تو زندگی بھی تمہارے ساتھ اور موت بھی تمہارے ساتھ۔

اتنا سننا تھا کہ انصارؓ کی چیخیں نکل گئیں اور انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ معاف فرمایئے یہ الفاظ صرف آپؐ کی محبت میں ہمارے منہ سے نکل گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔

فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُعْذِرَانِكُمْ وَيُصَدِّقَانِكُمْ بالکل سچ ہے اللہ اور رسول بھی تمہیں معذور جانتے ہیں اور سچا مانتے ہیں۔

(۲۹۲) اس خطبے سے آپؐ نے اپنے اس خطبے کو سچا کر دکھایا، جو مکہ میں انہی انصار کے وفد کے سامنے عقبہ میں دیا تھا جب کہ یہ بیعت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر اللہ نے آپ کو غلبہ دیا تو ہو سکتا ہے کہ آپؐ پھر مکہ کی طرف لوٹ جائیں اور ہمیں چھوڑ دیں؟ تو آپؐ مسکرائے اور فرمایا۔

بَلِ الدَّمُ الدَّمُ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ۔ نہیں نہیں میرا تمہارا خون اب ایک ہو گا موت زیست ایکساتھ ہو گی

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

محترم بزرگو! وعدوں کو پورا کرو۔ محسنوں کے احسان کی احسان فراموشی نہ کرو بلکہ ان کے لئے دعائیں مانگو اور اُن کے احسان کا جتنا بدلہ ہو سکے کر دیا کرو، انشاءاللہ پھلو پھولو گے اور پاک صاف رہو گے، دونوں جہاں کی عزت و حرمت نصیب ہو گی۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سات خطبے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ○ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ○ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ ○ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

انسان سب گھاٹے اور نقصان میں ہیں۔ بجز اُن کے جو ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور ایک

دوسرے کو حق کی اور صبر کی فرمائش کرتے رہے۔

الٰہی تیرا شکر ہے کہ تونے ہمیں مسلمان بنایا۔ موحد بنایا۔ انسان بنایا۔ متبع سنت بنایا۔ الٰہی جو کسر اور کمی ہم میں ہے اُسے بھی تو پوری کر دے۔ تیری قسم اگر تیری دستگیری نہ ہوتی تو راہِ راست پر کہاں ہوتے؟ نہ جانیں کن کن پتھروں کے آگے سر ٹیکتے اور نہ جانیں کس کس سے مدد طلب کرتے پھرتے اور یونہی جہنم کے ایندھن بن کر ہاویہ میں ٹھس جاتے۔ پس ہم اس زبردست نعمت پر جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ آنکھوں دیکھتے ہیں کہ آنکھ، کان، دل، زبان، عقل و حواس رکھتے ہوئے کوئی بتوں کو پوج رہا ہے کوئی صلیب کے سامنے ماتھا رگڑ رہا ہے۔ کوئی قبروں کے پتھروں کی عبادت کر رہا ہے، کوئی کسی کے پیچھے پڑا ہوا ہے، کوئی کسی کے پس ہم تیرے شکر گذار ہیں اور بہت شکر گذار ہیں کہ تونے ہمیں اپنی عبادت نصیب فرمائی۔ آج کے مبارک دن تیری آواز پر ہم تیرے دربار میں جمع ہوئے ہیں۔ ہماری جھولیاں خالی ہیں۔ ہمارے ہاتھ تیری طرف اُٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری آنکھیں تیری رحمت کو تک رہی ہیں۔ دنیا کو تج کر، بال بچوں سے الگ ہو کر، کام کاج کو چھوڑ کر تیری توفیق سے تیرے گھر میں جمع ہوتے ہیں۔ جو ٹوٹی پھوٹی عبادت ہم سے ہو جائے اسی کو قبول فرما کر ہم سے خوش ہو جا۔ الٰہی دونوں جہان میں ہماری عزت رکھ لے۔ خدایا ہم سے اپنے دین کی خدمتیں لے اور انھیں قبول فرما۔ الٰہی ہمیں اپنے شکر گذار بندوں میں شمار کر اور ہمیں سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخش۔

الٰہی اپنے نبی آخر الزماںؐ پر ہماری طرف سے درود و سلام نازل فرما، ان کے چاروں خلیفوں پر، ان کی آل اولاد اور بیویوں پر، اُن کے تمام صحابہ پر اپنی رضا اور رضوان نازل فرما۔ قیامت کے دن ان سب کے دیدار سُرخ روئی سے ہمیں کرا۔ اپنے نبیؐ کے جھنڈے تلے ہمیں جمع کر۔ آپؐ کی شفاعت اور آپؐ کے حوضِ کوثر کے بھرپور جام سے ہمیں نواز۔ دُنیا میں بھی عزت دے، ترقی دے، تندرستی دے، فراغت دے، قناعت دے، راحت و آرام دے، دشمنوں کے شر سے، بُری موت سے، بُرے وقت سے، محتاجی اور مفلسی سے بچا۔ آمین یارب العالمین۔

برادران! آپ خطبات نبویہ، مواعظ محمدیہ مدتوں سے سُن رہے ہیں۔ آؤ میں آج بھی آپ کو اس کا کلام سناؤں، جس کا کلام دراصل کلامِ خدا ہے۔ جس کے فرمان نورانی ہیں۔ جس کے الفاظ رحمت کے خزانے ہیں۔ جس کے کلمات جناب باری کے منہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ سُنو اور شوق دل سے سنو! ادب

سے بیٹھو اور عمل کی نیت سے سنو!

(۲۹۳) مسند احمد میں حدیث ہے۔ ابولہب ملعون کی بیٹی صاحبہ حضرت دُرّہ رضی بنتِ ابی لہب روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے، خطبہ پڑھ رہے تھے جو ایک صحابی رضی نے کھڑے ہو کر آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ سب سے بہتر، بڑھ کر اور بھلا انسان کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔

خَیْرُ النَّاسِ اَقْرَأُهُمْ وَاَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاٰمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ۔ (تفسیر ابن کثیر)

سب سے بہتر وافضل انسان وہ ہے جو قرآن حدیث سے زیادہ واقف ہو، جس کے دل میں خوفِ خدا زیادہ ہو، جو سب سے زیادہ نیکی کا حکم کرنے والا اور برائی سے روکنے والا ہو اور سب سے بڑھ کر رشتوں ناتوں کو جوڑنے والا ہو۔

(۲۹۴) جب مکہ فتح کر کے آپؐ آتے ہیں تو حضورؐ اونٹنی پر سوار ہیں، اسی سواری پر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، ارکان کو اسی سے چھوتے ہیں۔ چونکہ اونٹنی کے بٹھانے کی جگہ وہاں نہیں ہوتی اس لئے آپ کو لوگ ہاتھوں ہاتھ اونٹنی سے اتارتے ہیں، اونٹنی کو بطنِ مسیل میں لیجا کر بٹھا دیتے ہیں۔ طواف اور دو رکعت سے فارغ ہو کر آپ اپنی راحلہ پر سوار ہوتے ہیں اور لوگوں کو ایک خطبہ سناتے ہیں جسے بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ بھی سن لیجئے۔

حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ لَهٗ اَهْلٌ ثُمَّ قَالَ۔ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِاٰبَآئِهَا۔ فَالنَّاسُ رَجُلَانِ رَجُلٌ بَرٌّ تَقِیٌّ كَرِیْمٌ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجُلٌ فَاجِرٌ لَا یَتَّقِیْ هَیِّنٌ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ۔ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پوری حمد وثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا، لوگو جاہلیت کی بڑائی اور باپ دادوں پر فخر کرنے کی عادت اللہ تعالیٰ نے برباد کر دی ہے، اب ایسا نہ کرنا۔ سنو کل انسانوں کی دو ہی قسمیں ہیں یا تو وہ نیک اور پرہیزگار ہیں یا بد اور غیر متقی ہیں۔ اول قسم کے لوگ اللہ کے نزدیک شریف ہیں اونچے ہیں کرم اور بزرگی والے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ رذیل ہیں کمین ہیں۔ اللہ کے نزدیک بے وقعت ہیں۔ سنو، قرآن کریم کی

اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۞ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ۔ (تَفْسِيْرِ ابْنِ كَثِيْرٍ)ؒ[1]

آیت سنو۔ فرمان خدا ہے اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ ایک دوسرے کی شناخت اور پہچان رہے۔ تم میں سب سے زیادہ شریف اور کریم وہ ہے جس کے دل میں خدا کا ڈر سب سے زیادہ ہو، اللہ تعالیٰ باعلم اور باخبر ہے۔ لوگو! مجھے یہی کہنا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

یہ خطبہ گو پہلے بھی گذر چکا ہے لیکن اس میں جو وضاحت اور زیادتی ہے وہ پہلے کے خطبے میں نہ تھی، اس لئے میں نے اسے یہاں بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ توفیقِ عمل بخشے۔[2]

(۲۹۵) غرور تکبر وہ بلا ہے کہ کسی نہ کسی دن برباد کر کے رہتی ہے اور انسان فضیحت ہوتا ہے جس طرح نفاق اور چھپی ہوئی بے ایمانی اور بد عقیدگی۔ چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن مجھے کچھ دیر لگ گئی۔ جب میں نماز جمعہ کیلئے چلا تو راہ میں دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ مسجد سے واپس آ رہے ہیں۔ میں اُن سے چھپ چھپ کے چلنے لگا کہ وہ مجھے نہ دیکھیں تو اچھا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ وہ خود بھی مجھ سے اسی طرح کتراتے ہوئے جا رہے ہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ کیا بات ہے؟ اب جو مسجد پہنچا تو دیکھا کہ ابھی نماز نہیں ہوئی۔ اتنے میں ایک صحابیؓ میری طرف بڑھے اور مجھ سے فرمانے لگے۔ لو خوش ہو جاؤ، آج منافقوں کا نفاق ظاہر ہو گیا اور وہ رسوا ہو گئے اور انہیں نفاق کی سزا مل گئی۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ اخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ۔ اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ۔ فَاَخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ نَاسًا مِّنْهُمْ۔ (تَفْسِيْرِ ابْنِ كَثِيْرٍ)

حضور آج جمعہ کے خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے فلاں تو بھی مسجد سے نکل جا تو منافق ہے اے فلاں تو بھی مسجد سے نکل جا تو بھی منافق ہے اسی طرح آپ نے بہت سے منافقوں کو مسجد سے نکل جانے کا حکم دیا۔

(۲۹۶) محترم بھائیو! دل میں جب خدا کی محبت اور اس کا خوف گھر کر لیتا ہے۔ پھر یہ بُرائیاں پاس بھی نہیں

---

[1] یہ تفسیر سب تفسیروں سے معتبر ہے۔ الحمد للہ اس کا اردو ترجمہ بھی مولانا محمد صاحب مؤلف کتاب ہٰذا نے کر دیا ہے جس کے اس کتاب کے برابر ڈھائی ہزار صفحات ہیں۔ منیجر

[2] جمعہ کے خطبوں کا اردو میں ترجمہ کرنا دلائل واضح سے دیکھنا ہو تو مؤلف صاحب مرحوم کا رسالہ خطبہ محمدی ملاحظہ فرمائیے۔

پھٹکیں۔ سنیئے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالنَّاسُ حَوْلَهُ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ

لوگو! اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کرو۔ اس کا ادب و لحاظ کرتے رہو؛ اس پر ایک صاحب نے کہا حضورؐ ہم اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کیا کرتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَحْيِيًا فَلَا يَبِيْتَنَّ لَيْلَةً اِلَّا وَاَجَلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا وَعٰى۔ وَالرَّأْسَ وَمَا حَوٰى وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى۔ وَلْيَتْرُكْ زِيْنَةَ الدُّنْيَا۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

خدا سے شرمانا دراصل یہ ہے کہ ہر آن موت پیش نظر رہے اور پیٹ کی اور اس کے آس پاس کی حفاظت رہے (یعنی حرام نوالے سے حرام شرمگاہ سے بچو، وغیرہ) اور سر کی اور اس کے ارد گرد کی حفاظت رہے (یعنی اللہ کے سوا کسی کے سامنے سر نہ جھکاؤ۔ آنکھوں سے خلاف شرع منظر نہ دیکھو۔ کانوں سے بری آوازیں نہ سنو۔ زبان سے بدکلامی نہ کرو وغیرہ) موت کو یاد رکھو۔ اسی طرح اپنے سڑنے گلنے اور مٹی ہو جانے کو بھی۔ اور زینتِ دنیا کو ترک کر دو۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھنا اور اس کا ادب کرنا۔

(۲۹۷) پس پیٹ اور سر کی حفاظت کرو۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ مصیبت کے وقت نہ سر پیٹے، نہ بال نوچے۔ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ نہ کرے۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوتا ہے۔ جب تین دن گذر جاتے ہیں تو آپ خوشبو اور تیل منگوا کر لونڈی کا سر گوندھتی ہیں پھر اپنے چہرے پر بھی ملتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ مجھے اس کی حاجت نہ تھی، میں نے یہ کیوں ملا؟ اس کا سبب سنو۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ (مسند احمد وغیرہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منبر پر خطبے میں سنا ہے کہ جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ رکھے۔ ہاں گر کسی عورت کا خاوند مر گیا تو وہ چار ماہ دس دن تک

عدت میں رہے۔

ٹھیک ایسا ہی واقعہ اور یہی خطبہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جب کہ اُن کے بھائی کا انتقال ہو گیا تھا کہ اُنھوں نے بھی تین دن کے بعد خوشبو ملی تھی۔

(۲۹۸) برادران! ہمیں بڑا بھروسہ ہے شفاعتِ رسول کا۔ اللہ ہمیں نصیب فرمائے۔ لیکن بعض بدیاں وہ بھی ہیں جن سے خود حضورِ اکرم شفاعت کے بدلے شکایت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضور کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں۔ سنیے۔

اِنِّی مُمْسِكٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ۔ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ۔ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ۔ وَتَغْلِبُوْنَنِیْ تَقَاحَمُوْنَ فِیْهِ تَقَاحُمَ الْفَرَاشِ وَالْجَنَادِبِ فَاُوْشِكُ اَنْ اُرْسِلَ بِحُجَزِكُمْ۔ وَاَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔ فَتَرِدُوْنَ عَلَیَّ مَعًا وَّ اَشْتَاتًا۔ فَاَعْرِفُكُمْ بِسِیْمَاكُمْ وَاَسْمَائِكُمْ كَمَا یَعْرِفُ الرَّجُلُ الْغَرِیْبَةَ مِنَ الْاِبِلِ فِیْ اِبِلِهٖ۔ وَیُذْهَبُ بِكُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ وَاُنَاشِدُ فِیْكُمْ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ قَوْمِیْ۔ فَیَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اَلْقَهْقَرٰی عَلٰی اَعْقَابِهِمْ الخ

(رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی)

لوگو! اس لئے کہ تم آگ میں نہ کود پڑو، میں تمہیں اس سے روکتا ہوں اور تمہاری کمریں پکڑ پکڑ کر تمہیں باز رکھتا ہوں اور چلا چلا کر کہہ رہا ہوں کہ آگ سے بچو جہنم کے کنارے سے ہٹو، لیکن تم ہو کہ نہ میری مانتے ہو، نہ میرے روکنے سے رُکتے ہو۔ بلکہ مجھ پر زور لگا لگا کر میرے ہاتھوں سے چھوٹ چھوٹ کر جہنم میں گرنے کی کوششیں کر رہے ہو۔ جیسے پتنگے، اور پروانے آگ میں اُچھل اُچھل کر کود کود کر گرتے ہیں۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ میں بھی تنگ آکر تمہیں چھوڑ دوں۔ سُنو! میں حوضِ کوثر پر تمہارے لئے درستی سامان کرنے کو تم سے پہلے جانے والا ہوں۔ تم وہاں میرے پاس آؤ گے جُدا جُدا بھی اور جمع ہو کر بھی۔ میں تمہیں وہاں تمہاری نشانیوں اور ناموں سے پہچان لوں گا۔ جس طرح کہ چرواہا اپنے ریوڑ کے اونٹوں میں سے باہر کے آنے والے اونٹوں کو پہچان لیتا ہے۔ دیکھو، میرے اُمتیو! تم میں سے بعض کو پکڑ کر بائیں جانب گھسیٹا جائے گا۔ اس وقت میں رب العالمین کے سامنے گڑگڑانے لگوں گا کہ الٰہی یہ تو میرے اُمتی ہیں جناب باری کی طرف سے جواب ملے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کر لی تھیں؟ یہ تو اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہی ہٹتے رہے۔ الخ

پس بدعت وہ بُری بلا ہے جس کے بعد حوضِ کوثر کا جام میسّر نہیں آسکتا۔ انسان کسی کام کو دین کا کام سمجھ کر کرے اور وہ دین میں نہ ہو۔ مثلاً ربیع الاوّل کا مہینہ حضورؐ کے زمانہ میں آتا رہا۔ لیکن موجودہ رسمی مجالسِ میلاد میں سے کوئی مجلس نہ آپؐ نے کی نہ کرائی نہ کوئی حکم دیا۔ محرم آتا رہا لیکن اس کی دسویں کو کوئی تعزیہ داری نہ کی گئی، نہ فرمان دیا گیا۔ شعبان کی پندرہویں کو نہ کوئی عید منائی گئی، نہ آتش بازی چھوڑی گئی، نہ مُردوں کے لئے حلوے پکائے گئے۔ حضور کا آخری بُدھ کبھی نہیں منایا گیا۔ ربیع الآخر کی گیارہویں نہیں کی گئی۔ رجب کی ستائیسویں کو نہ کوئی عید منائی گئی نہ کونڈے کئے گئے۔ مسلمان مرے، شہید ہوئے، لیکن نہ اُن کا تیجا کیا گیا نہ چالیسویں کی دھوم مچائی گئی پس ان کاموں سے بچو جو شریعت شریف میں نہیں ہیں۔

(۲۹۹) آؤ! آج میں آپ کو حضورؐ کا ایک عجیب وغریب خطبہ سناؤں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضورؐ نے صبح کی نماز پڑھائی اور اپنی نماز کی جگہ بیٹھے رہے۔ جب خوب دن چڑھ گیا تو آپؐ ہنسے لیکن وہیں بیٹھے رہے، یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر عصر کی نماز ادا کی۔ پھر مغرب کی پڑھی۔ پھر عشا کی پڑھی، نہ تو اپنی جگہ سے ہٹے نہ کسی سے کوئی بات چیت کی۔ بعد از عشا اٹھ کر گھر کو جانے لگے تو صحابہؓ نے حضرت صدیق اکبر سے کہا کہ آپ حضورؐ سے دریافت تو کیجئے کہ آج کیا بات تھی؟ آج کی طرح تو کبھی نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ پوچھیں اس سے پہلے خود آپؐ ہی نے صحابہؓ کے اس مجمع میں بیان فرمانا شروع کر دیا۔ فرماتے ہیں۔

عُرِضَ عَلَیَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ فَجُمِعَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ۔ حَتّٰى انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ وَالْعَرَقُ يَكَادُ يُلْجِمُهُمْ۔ فَقَالُوْا يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ۔ اِصْطَفَاكَ اللّٰهُ۔ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ۔ فَقَالَ قَدْ لَقِيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ لَقِيْتُمْ۔ اِذْهَبُوْا اِلٰى اَبِيْكُمْ بَعْدَ اَبِيْكُمْ اِلٰى نُوْحٍ۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ۝

آج میرے سامنے دین دنیا کے تمام امور پیش کئے گئے۔ سارے اگلے پچھلے انسان ایک چٹیل میدان میں جمع کئے گئے۔ پسینے اُن کے منہ تک کو پہنچتے تھے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلے اور جا کر کہا کہ اے آدمؑ آپ انسانوں کے باپ ہیں۔ آپ خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ آپ خدا کے پاس ہماری سفارش کے لئے تشریف لے جائیے لیکن حضرت آدمؑ نے فرمادیا کہ آج میں بھی تمہاری طرح مبتلا ہوں۔ تم اپنے اِس باپ کے بعد کے باپ

فَيَنْطَلِقُوْنَ اِلٰى نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَيَقُوْلُوْنَ
اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ. فَاَنْتَ اصْطَفَاكَ
اللّٰهُ. وَاسْتَجَابَ لَكَ فِيْ دُعَائِكَ فَلَمْ
يَدَعْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا
فَيَقُوْلُ لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِيْ. فَانْطَلِقُوْا
اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَهٗ خَلِيْلًا
فَيَنْطَلِقُوْنَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَيَقُوْلُ لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِيْ. وَلٰكِنِ انْطَلِقُوْا
اِلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ اللّٰهَ كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا فَيَنْطَلِقُوْنَ
اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَيَقُوْلُ لَيْسَ
ذَاكُمْ عِنْدِيْ. وَلٰكِنِ انْطَلِقُوْا اِلٰى عِيْسٰى
ابْنِ مَرْيَمَ فَاِنَّهٗ كَانَ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ
وَالْاَبْرَصَ وَيُحْيِ الْمَوْتٰى. فَيَقُوْلُ عِيْسٰىؑ
لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِيْ. وَلٰكِنِ انْطَلِقُوْا اِلٰى
سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ
عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. اِنْطَلِقُوْا اِلٰى
مُحَمَّدٍ فَلْيَشْفَعْ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ قَالَ
فَيَنْطَلِقُوْنَ اِلَيَّ. وَاٰتِيْ جِبْرَءِيْلَ فَيَاْتِيْ
جِبْرِيْلُ رَبَّهٗ. فَيَقُوْلُ ائْذَنْ لَهٗ وَ
بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهٖ جِبْرِيْلُ
فَيَخِرُّ سَاجِدًا قَدْرَ جُمُعَةٍ. ثُمَّ يَقُوْلُ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ
رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.

حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے
آدمؑ کو نوح کو اور آل ابراہیمؑ کو اور آل عمران کو برگزیدہ
بنایا ہے اور سارے جہاں پر انھیں عزت دی ہے
اب یہ سب حضرت نوحؑ کی طرف چلے، ان سے شفاعت
کی آرزو ظاہر کی کہ آپ خدا کے پیارے ہیں۔ آپ کی
دعا قبول فرما کر جناب باری نے روئے زمین کے کفار
کو غرق کر دیا۔ لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں
اس قابل نہیں تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
پاس جاؤ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے
چنانچہ سب لوگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
کے پاس جائیں گے۔ لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے
کہ میں اس قابل نہیں۔ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
پاس جاؤ، جن سے اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ بات
چیت کی تھی۔ سب اہل محشر حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں
اس منصب کے لائق نہیں تم حضرت عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ مادر زاد گونگے کو اور
کوڑھیوں کو بحکم خدا اچھا بھلا کر دیتے تھے اور مردوں
کو خدا کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔ لیکن حضرت
عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے اور فرمائیں
گے۔ تم اولاد آدم کے سردار کے پاس جاؤ، جو
سب سے پہلے اپنی قبر سے نکلے ہیں۔ جاؤ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ میرے

فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ - فَإِذَا نَظَرَ إِلَى رَبِّهِ خَرَّ
سَاجِدًا اقَدْرَ جُمُعَةٍ أُخْرَى - فَيَقُوْلُ اللّٰهُ
يَا مُحَمَّدُ - اِرْفَعْ رَأْسَكَ - وَقُلْ تُسْمَعْ - وَ
اشْفَعْ تُشَفَّعْ - فَيَذْهَبُ لِيَقَعَ سَاجِدًا فَيَأْخُذُ
جِبْرِيْلُ بِضَبْعَيْهِ وَيَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ
الدُّعَآءِ مَالَمْ يَفْتَحْ عَلٰى بَشَرٍ قَطُّ - فَيَقُوْلُ
اَىْ رَبِّ جَعَلْتَنِىْ سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ
وَاَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَا فَخْرَ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ
اَكْثَرَ مَا بَيْنَ صَنْعَآءَ وَاَيْلَةَ - ثُمَّ يُقَالُ
اُدْعُوا الصِّدِّيْقِيْنَ فَيَشْفَعُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ
اُدْعُوا الْاَنْبِيَآءَ - فَيَجِئُ النَّبِىُّ مَعَهُ
الْعِصَابَةُ وَالنَّبِىُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ
وَالنَّبِىُّ لَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ - ثُمَّ يُقَالُ
اُدْعُوا الشُّهَدَآءَ فَيَشْفَعُوْنَ فِىْ مَنْ
اَرَادُوْا فَاِذَا فَعَلَتِ الشُّهَدَآءُ ذٰلِكَ - يَقُوْلُ
اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا - اَنَا اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اُدْخُلُوْا
جَنَّتِىْ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِىْ شَيْئًا - فَيَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ - ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى - اُنْظُرُوْا فِى
النَّارِ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَحَدٍ عَمِلَ خَيْرًا قَطُّ -
فَيَجِدُوْنَ فِى النَّارِ رَجُلًا - فَيُقَالُ لَهٗ عَمِلْتَ
خَيْرًا قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا غَيْرَ اَنِّىْ كُنْتُ اُسَامِحُ
النَّاسَ فِى الْبَيْعِ - فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اسْمَحُوْا

پاس آئیں گے۔ میں جبرئیل کے پاس جاؤں گا۔ جبرئیل
علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ
فرمائے گا۔ جاؤ انھیں شفاعت کی اجازت دو اور جنت
کی خوشخبری سنادو۔ حضرت جبرئیلؑ سے یہ خوشخبری سنکر
میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ تقریباً ایک ہفتہ تک
سجدے میں پڑا رہوں گا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ
سے فرمائیگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اُٹھاؤ
کہو تمہاری سُنی جائے گی، سفارش کرو قبول کی جائے
گی۔ آپ اپنا سر اُٹھائیں گے اور جناب باری کی طرف
نظر کرکے پھر سجدے میں چلے جائیں گے بقدر جمعہ سے
جمعہ تک پھر سجدے میں پڑے رہیں گے۔ پھر اللہ
تبارک وتعالیٰ فرمائے گا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
سر اُٹھائیے کہیئے آپ کی بات سُنی جائے گی۔ شفاعت
کیجیئے آپ کی شفاعت قبول کیجائے گی میں اس نعمت
پر پھر سجدے میں گرنا چاہوں گا لیکن حضرت جبرئیل علیہ
السلام میرے بازو تھام لیں گے۔ اب اللہ تعالےٰ
مجھے وہ دُعا سکھائے گا جو کسی انسان کو نہیں سکھایا
پس آپ کہیں گے۔ اے اللہ تو نے مجھے اولادِ آدمؑ
کا سردار بنایا۔ میں فخریہ نہیں کہہ رہا۔ مجھے تو نے سب
سے پہلے قبر سے اُٹھنے والا بنایا۔ اس پر بھی مجھے کوئی
فخر نہیں۔ (چنانچہ اب میں شفاعت کروں گا) اسکے
بعد میرے حوض پر لوگ آنے شروع ہوں گے، جو
صنعاء سے لیکر ائیلہ سے بھی زیادہ وسعت والا ہوگا

لِعَبْدِیْ کَاِسْمَاحِہٖ اِلٰی عَبِیْدِیْ۔ ثُمَّ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اٰخَرُ۔ فَیُقَالُ لَہٗ ھَلْ عَمِلْتَ خَیْرًا قَطُّ۔ فَیَقُوْلُ لَاغَیْرَ اَنِّیْ کُنْتُ اَمَرْتُ وَلَدِیْ اِذَا مِتُّ فَاَحْرِقُوْنِیْ بِالنَّارِ ثُمَّ اطْحَنُوْنِیْ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ مِثْلَ الْکُحْلِ۔ اِذْھَبُوْا بِیْ اِلَی الْبَحْرِ فَذَرُوْنِیْ فِی الرِّیْحِ۔ فَقَالَ اللہُ لِمَ فَعَلْتَ ذَالِکَ ؟ قَالَ مِنْ مَّخَافَتِکَ فَیَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰی مُلْکِ اَعْظَمِ مُلِکٍ۔ فَاِنَّ لَکَ مِثْلَہٗ وَعَشَرَۃَ اَمْثَالِہٖ۔ فَیَقُوْلُ لِمَ تَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ۔ فَذَالِکَ الَّذِیْ ضَحِکْتُ مِنْہُ مِنَ الْفَجْرِ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ)

پھر کہا جائیگا کہ صدیق لوگوں کو بلاؤ وہ بھی شفاعت کریں۔ پھر کہا جائیگا۔ نبیوں کو بلاؤ۔ انبیاء آنے شروع ہوں گے۔ کسی کے ساتھ تیس چالیس آدمی ہوں گے کسی کے ساتھ چھ، کسی نبی کے ساتھ ایک بھی نہ ہوگا۔ پھر شہیدوں کو شفاعت کے لئے بلایا جائیگا۔ یہ بھی جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔ پھر جناب باری جل وعلاء فرمائے گا میں ارحم الراحمین ہوں حکم دیتا ہوں کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا ان سب کو جنت میں پہنچا دو۔ پھر فرمائے گا دیکھو جہنم میں کوئی ایسا بھی ہے جس نے کبھی بھی کوئی بھلا کام کیا ہو؟ دیکھیں گے تو ایک شخص کو پائیں گے۔ اس سے سوال ہوگا کہ تو نے کبھی کوئی نیکی کی ہے؟ وہ کہیگا ہاں صرف یہ کہ میں بیوپار میں بہت نرمی کرتا تھا۔ کسی پر میرا کوئی حق رہ جاتا تو معاف کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے اس بندے سے بھی نرمی کرو جیسے یہ میرے اور بندوں سے نرمی کیا کرتا تھا۔ اس سے درگذر کرلو اور اسے بھی جنت میں داخل کر دو۔ اتنے میں ایک اور آدمی نکلے گا اس سے پوچھا جائیگا تو نے بھی کبھی کوئی نیک عمل کیا تھا؟ وہ کہیگا نہیں سوائے اس کے کہ میں نے اپنی اولاد سے کہا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو تم مجھے جلا دینا پھر میری خاک کو پیس ڈالنا بالکل سرمہ جیسی کر دینا۔ پھر سمندر کے کنارے پر جب تیز ہوائیں چل رہی ہوں اُڑا دینا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہیگا فقط تیرے ڈر سے۔ جناب باری فرمائیگا۔ دیکھو سب سے بڑا ملک دیکھ لو تیرے لئے وہ ہے اور ویسے ہی دس ملک اور۔ تو وہ کہیگا کہ الٰہی تو مجھ سے مذاق کیوں کر رہا ہے؟ تو تو مالک ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ ہنس دے گا۔ اسی چیز نے صبح مجھ کو بھی ہنسا دیا تھا۔

برادران! آپ نے قیامت کے دن کی سختی سُن لی کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس دن آگے بڑھنے کی ہمت نہ کریں گے۔ معاف شدہ خطاؤں سے بھی ڈریں گے۔ لیکن آہ ہم ہیں کہ ان سب چیزوں سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ آپ نے یہ بھی سُن لیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ خدا کے ہاں کیا ہی

آپ ہی اس منصب پر فائز ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے عام اور سب سے بڑی شفاعت آپ کی ہوگی۔ پس میں کہوں گا کہ شفاعت کے امیدوار اس رسولؐ کی پیروی سے ایک انچ ادھر اُدھر نہ ہوں ایک ایک سنت کی پیروی کریں اور آپ کی اُمت پر مثل آپ کے رحم و کرم کریں۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا۔ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیسویں جُمعہ کا دُوسرا خُطبہ

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُو خطبے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالسَّلَامُ عَلَی الرَّسُوْلِ الَّذِیْ لَا رَسُوْلَ بَعْدَهٗ۔ اَمَّا بَعْدُهٗ

برادران! اللہ ہمیں دونوں جہاں کی تنگیوں سے بچائے۔ آمین! ابھی ابھی آپ قیامت کی ہولناکیوں کا ایک خطبہ سُن چکے ہیں۔ آؤ اب میں آپ کو قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر، علامات اور نشانیاں بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سے سُناؤں۔

(۳۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ حَجَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ ثُمَّ اَخَذَ بِحَلْقَةِ بَابِ الْکَعْبَةِ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ فَقَامَ اِلَیْهِ سَلْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ فَقَالَ اَخْبِرْنَا فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اِضَاعَةُ الصَّلٰوةِ۔ وَالْمَیْلُ مَعَ الْهَوٰی۔ وَتَعْظِیْمُ رَبِّ الْمَالِ۔ فَقَالَ سَلْمَانُ وَیَکُوْنُ

حجۃ الوداع میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ فرمایا۔ لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی علامتیں اس کی نشانیاں اور شرطیں بتلاؤں؟ اس پر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا سنو! نمازوں کا ضائع کرنا۔ خواہش کی طرف جھکنا۔ مالداروں کی تعظیم اُن کے مال کی وجہ سے کرنا۔ یہ سُن کر حضرت سلمانؓ نے تعجب سے پوچھا

هٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ فَعِنْدَ ذَالِكَ یَا سَلْمَانُ تَكُوْنُ الزَّكٰوةُ مَغْرَمًا۔ وَالْفَیْئُ مَغْنَمًا۔ وَیُصَدَّقُ الْكَاذِبُ۔ وَیُكَذَّبُ الصَّادِقُ۔ وَیُؤْتَمَنُ الْخَائِنُ۔ وَیُخَوَّنُ الْاَمِیْنُ وَ یَتَكَلَّمُ الرُّوَیْبِضَةُ۔ قَالَ وَمَا الرُّوَیْبِضَةُ؟ قَالَ یَتَكَلَّمُ فِی النَّاسِ مَنْ لَمْ یَتَكَلَّمْ وَیُنْكِرُ الْحَقَّ وَالْحَقُّ تِسْعَةُ اَعْشَارِهِمْ وَیَذْهَبُ الْاِسْلَامُ فَلَا یَبْقٰی اِلَّا اسْمُهٗ وَیَذْهَبُ الْقُرْاٰنُ فَلَا یَبْقٰی اِلَّا رَسْمُهٗ وَتُحَلَّی الْمَصَاحِفُ بِالذَّهَبِ وَتَتَسَمَّنُ ذُكُوْرُ اُمَّتِیْ وَتَكُوْنُ الْمَشُوْرَةُ لِلْاِمَاءِ وَیَخْطُبُ عَلَی الْمَنَابِرِ الصِّبْیَانُ وَتَكُوْنُ الْمُخَاطَبَةُ لِلنِّسَاءِ۔ فَعِنْدَ ذَالِكَ تُزَخْرَفُ الْمَسَاجِدُ۔ كَمَا تُزَخْرَفُ الْكَنَائِسُ وَالْبِیَعُ۔ وَتُطَوَّلُ الْمَنَائِرُ۔ وَتَكْثُرُ الصُّفُوْفُ مَعَ قُلُوْبٍ مُتَبَاغِضَةٍ۔ وَاَلْسُنٍ مُخْتَلِفَةٍ۔ وَاَهْوَاءٍ جَمَّةٍ۔ قَالَ سَلْمَانُ وَیَكُوْنُ ذَالِكَ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ عِنْدَ ذَالِكَ یَا سَلْمَانُ یَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ فِیْهِمْ اَذَلَّ مِنَ الْاَمَةِ یَذُوْبُ قَلْبُهٗ فِیْ جَوْفِهٖ كَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ مِمَّا یَرٰی مِنَ الْمُنْكَرِ فَلَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّغَیِّرَهٗ۔ وَیَكْتَفِیْ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ۔ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَیُغَارُ عَلَی الْغِلْمَانِ۔ كَمَا یُغَارُ عَلَی الْجَارِیَةِ الْبِكْرِ۔ فَعِنْدَ ذَالِكَ یَا سَلْمَانُ یَكُوْنُ۔

کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں بخدا ایسا ہو کر رہے گا۔ اور سنو! اس وقت[۴] زکوٰۃ کو مثل تاوان کے سمجھا جائیگا۔ اور مالِ غنیمت[۵] اپنی دولت سمجھ لی جائے گی۔ اور جھوٹے آدمیوں[۶] کو سچا سمجھا جائے گا۔ اور سچوں[۷] کو جھوٹا کہا جائے گا۔ خیانت[۸] کرنیوالے امین مشہور ہوں گے۔ اور امین[۹] خائن سمجھے جانے لگیں گے۔ اور وہ[۱۰] لوگ جنھیں بولنے کا ڈھنگ بھی نہ ہوگا مولوی خطیب، عالم اور واعظ ہو جائیں گے۔ حق[۱۱] کے دس حصوں میں سے نو کا انکار ہونے لگے گا۔ اسلام[۱۲] کا فقط نام رہ جائیگا۔ قرآن کے حروف صرف رہ جائیں گے۔ قرآن کو سونے[۱۴] سے منڈھا جائے گا مٹاپا[۱۵] مردوں میں بڑھ جائیگا۔ لونڈیوں[۱۶] سے مشورے ہونے لگیں گے۔ منبروں[۱۷] پر کم عمر لوگ خطبے کہیں گے کام[۱۸] کی بات عورتوں کے ہاتھ ہوگی۔ مسجدیں[۱۹] خوب بناؤ سنگھار سے سجائی جائیں گی جیسے گرجا اور خانقاہیں منارے[۲۰] بہت بلند کئے جائیں گے۔ نمازیوں[۲۱] کی صفیں تو زیادہ ہوں گی لیکن دل، زبان اور خیالات بالکل الگ الگ ہوں گے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پھر متعجب ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا ہی ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے یہی ہوگا۔ مومن[۲۲] تو ان کی نگاہوں میں لونڈی سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور یہ[۲۳] تو کڑھتا رہے گا، کیوں کہ خدا کی نافرمانیاں دیکھتا ہے اور

أُمَرَاءُ فَسَقَةً - وَوُزَرَاءُ فَجَرَةً - وَأُمَنَاءُ
خَوَنَةً - يُضِيْعُوْنَ الصَّلٰوٰتِ وَيَتَّبِعُوْنَ
الشَّهَوٰتِ ○ فَإِنْ أَدْرَكْتُمُوْهُمْ فَصَلُّوْا صَلٰوتَكُمْ
لِوَقْتِهَا عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ - يَجِيْئُ سَبْيٌ
مِّنَ الْمَشْرِقِ وَسَبْيٌ مِّنَ الْمَغْرِبِ جُثَاؤُهُمْ
جُثَاءُ النَّاسِ - وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ
لَا يَرْحَمُوْنَ صَغِيْرًا - وَّلَا يُوَقِّرُوْنَ كَبِيْرًا
عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ يَحُجُّ النَّاسُ إِلٰى هٰذَا
الْبَيْتِ الْحَرَامِ - تَحُجُّ مُلُوْكُهُمْ لَهْوًا وَّ
تَنَزُّهًا - وَأَغْنِيَاؤُهُمْ لِلتِّجَارَةِ - وَمَسَاكِيْنُهُمْ
لِلْمَسْأَلَةِ - وَقُرَّاؤُهُمْ رِيَاءً وَّسُمْعَةً -
قَالَ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ
نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ - عِنْدَ ذٰلِكَ يَا
سَلْمَانُ - يَفْشُو الْكِذْبُ - وَيَظْهَرُ الْكَوْكَبُ
لَهُ الذَّنَبُ - وَتُشَارِكُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي
التِّجَارَةِ - وَتَتَقَارَبُ الْأَسْوَاقُ - قَالَ وَمَا
تَقَارُبُهَا؟ قَالَ كَسَادُهَا وَقِلَّةُ أَرْبَاحِهَا -
عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ - يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا
فِيْهَا حَيَّاتٌ صُفْرٌ فَتَلْتَقِطُ رُؤُسَاءَ الْعُلَمَاءِ
لِمَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ - قَالَ وَيَكُوْنُ
ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ
بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ - (رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ
وَالْإِمَامُ السُّيُوْطِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ)

انہیں اصلاح پر لانے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے دل ہی دل میں پیچ تاب کھا کھا کر ایسے گھلتا جاتا ہے جیسے نمک میں پانی۔ [24]مرد مردوں میں شہوت رانی کرنے لگیں گے۔ [25]عورتیں بھی آپس میں ہی مشغول ہو جائیں گی۔ [26]لڑکوں پر ٹھیک اسی طرح رشک ہونے لگے گا جیسے کنواری نوجوان عورتوں پر۔ [27]اس وقت فاسق لوگ امام بن بیٹھیں گے۔ [28]ان کے وزیر بدکردار ہوں گے [29]امین خیانت کرنے لگیں گے۔ [30]نمازیں ضائع کر دی جائیں گی۔ [31]نفسانی خواہشات کی پیروی کی جانے لگے گی۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ایسے وقت تم نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لیا کرو۔ [32]اس وقت مشرق مغرب سے لوگ آئیں گے، جن کے جسم تو انسانی ہوں گے لیکن ان کے دل شیطانی ہوں گے۔ [34]نہ چھوٹوں پر رحم کریں گے۔ [35]نہ بڑوں کی توقیر کریں گے۔ [35]اس وقت حج تو ہو گا لیکن بادشاہوں کا حج سیر و تفریح کے طور پر۔ اور مالداروں کا حج تجارتی مفاد کی خاطر اور مسکینوں کا حج سوال کرنے اور مانگنے کی خاطر۔ اور قاریوں کا حج ریاکاری اور دکھاوے کی خاطر۔ حضرت سلمان رضی سے صبر نہ ہو سکا اور کہنے لگے یا رسول اللہ کیا اس طرح ہو جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اسی طرح ہو گا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ [39]اس وقت جھوٹ پھیل جائیگا۔ [40]دمدار ستارہ نظر آئے گا۔ [41]عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں

گی۔ بازار[۴۲] قریب قریب ہو جائیں گے یعنی کساد بازاری ہو گی۔ نفع کی کمی ہو گی۔ اس[۴۳] وقت ایسی آندھیاں چلیں گی جو زرد سانپ برسائیں گی اور وہ[۴۴] سانپ اس وقت کے سردار علماء کو جھپٹ جائیں گے۔ کیوں کہ انھوں نے برائیاں دیکھیں اور انکار نہ کیا۔ حضرت سلمانؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا یہی ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ سب قیامت کے قریب واقع ہو گا۔ قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

(۳۰۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب ہم سب جمع ہو گئے تو آپ نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا۔

اَتَانِی جِبْرِیْلُ وَفِیْ یَدِہٖ کَالْمِرْاٰۃِ الْبَیْضَاءِ۔ فِیْ وَسَطِھَا کَالنُّکْتَۃِ السَّوْدَاءِ۔ قُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ مَا ھٰذَا قَالَ ھٰذَا یَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَعْرِضُ عَلَیْکَ رَبُّکَ لِیَکُوْنَ لَکَ عِیْدًا وَّلِاُمَّتِکَ مِنْ بَعْدِکَ قُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ فَمَا ھٰذِہِ النُّکْتَۃُ السَّوْدَاءُ قَالَ ھٰذِہِ السَّاعَۃُ وَھِیَ تَقُوْمُ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَھُوَ سَیِّدُ اَیَّامِ الدُّنْیَا۔ وَنَحْنُ نَدْعُوْہُ فِی الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْمَزِیْدِ۔ قُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ وَلِمَ تَدْعُوْنَہٗ یَوْمَ الْمَزِیْدِ؟ قَالَ لِاَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ فِی الْجَنَّۃِ وَادِیًا اَفْیَحَ مِنْ مِّسْکٍ اَبْیَضَ۔ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَنْزِلُ رَبُّنَا عَلٰی کُرْسِیِّ اِلٰی ذَالِکَ الْوَادِیْ۔ وَقَدْ حُفَّ الْعَرْشُ بِمَنَابِرَ مِنْ ذَھَبٍ مُّکَلَّلَۃٍ بِالْجَوْھَرِ وَقَدْ حُفَّتْ تِلْکَ الْمَنَابِرُ بِکَرَاسِیَّ مِنْ نُّوْرٍ ثُمَّ یُؤْذَنُ لِاَھْلِ الْغُرُفَاتِ فَیُقْبِلُوْنَ یَخُوْضُوْنَ کُثْبَانَ الْمِسْکِ اِلٰی الرُّکَبِ عَلَیْھِمْ اَسْوِرَۃُ الذَّھَبِ الْفِضَّۃِ

میرے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے ان کے ہاتھ میں گویا سفید آئینہ سا تھا۔ جس کے بیچوں بیچ ایک نقطہ سا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ جمعہ کا دن ہے جو تم پر تمہارے رب نے پیش فرمایا ہے تاکہ یہ آپ کی اور آپ کی اُمت کیلئے عید کا دن ہو۔ میں نے پوچھا۔ اس کے بیچ میں یہ سیاہ نقطہ سا کیا ہے؟ فرمایا۔ یہ قبولیت کی ساعت ہے جو جمعہ کے دن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رکھی ہے۔ یہ جمعہ دن کے تمام دنوں کا سردار ہے۔ جنت میں اس کا نام انعام کا دن رکھ چھوڑا ہے۔ میں نے پوچھا اس نام کی کیا وجہ؟ فرمایا۔ اس لئے کہ جنت میں ایک کشادہ میدان ہے جس میں مٹی کے عوض خالص مشک بچھی ہوئی ہے۔ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ اس وادی کی طرف ایک کرسی پر نزول فرماتا ہے۔ اس کے عرش کے اردگرد نور کے منبر ہوتے ہیں جو جواہر سے جڑاؤ کئے ہوتے ہیں۔ ان منبروں کے آس پاس نورانی کرسیاں ہوتی ہیں۔ پھر جنتی بالاخانے والوں کو

وَثِيَابُ السُّنْدُسِ وَالْحَرِيْرِ حَتّٰى يَنْتَهُوْا
اِلٰى ذَالِكَ الْوَادِيْ فَاِذَا اطْمَاَنُّوْا فِيْهِ جُلُوْسًا
بَعَثَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمْ رِيْحًا يُّقَالُ
لَهَا الْمُثِيْرَةُ فَثَارَتْ يَنَابِيْعُ الْمِسْكِ الْاَبْيَضِ
فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ. وَهُمْ يَوْمَئِذٍ
جُرْدٌ مُرْدٌ مُكَحَّلُوْنَ اَبْنَاءُ ثَلَاثٍ وَّ
ثَلَاثِيْنَ يَضْرِبُ جَمَالُهُمْ اِلٰى سُرَاهُمْ
عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ يَوْمَ خَلَقَهُ اللهُ عَزَّ
وَجَلَّ فَيُنَادِيْ رَبُّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى
رِضْوَانَ وَهُوَ خَازِنُ الْجَنَّةِ. فَيَقُوْلُ يَا
رِضْوَانُ اِرْفَعِ الْحُجُبَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ
فَرَأَوْا بَهَاءَهٗ وَنُوْرَهٗ هَوَوْا لَهٗ سُجَّدًا
فَيُنَادِيْهِمْ عَزَّوَجَلَّ بِصَوْتٍ اِرْفَعُوْا
رُءُوْسَكُمْ. فَاِنَّمَا كَانَتِ الْعِبَادَةُ فِي الدُّنْيَا
وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْجَزَآءِ. سَلُوْنِيْ مَا
شِئْتُمْ. فَاَنَا رَبُّكُمُ الَّذِيْ صَدَقْتُكُمْ
وَعْدِيْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فَهٰذَا
مَحَلُّ كَرَامَتِيْ فَسَلُوْنِيْ مَا شِئْتُمْ. فَيَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا وَاَيُّ خَيْرٍ لَمْ تَفْعَلْهُ بِنَا؟ اَلَسْتَ
الَّذِيْ اٰمَنْتَنَا عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ؟ وَ
اٰنَسْتَ مِنَّا الْوَحْشَةَ فِيْ ظُلُمَاتِ الْقُبُوْرِ؟
وَاٰمَنْتَ رَوْعَتَنَا عِنْدَ النَّفْخَةِ فِي الصُّوْرِ؟
اَلَسْتَ اَقَلْتَنَا عَثَرَاتِنَا؟ وَسَتَرْتَ عَلَيْنَا

اجازت ملتی ہے وہ مشک کے ٹیلوں پر سے گذرتے
ہوئے تشریف لاتے ہیں سونے چاندی کے کنگن
پہنے ہوئے ریشمی اعلیٰ لباس زیب تن کئے ہوئے
یہاں پہنچ کر جب باآرام بیٹھ جاتے ہیں تو مثیر نامی
بادِ صبا چلتی ہے جو مشک کو اڑاتی ہے ان کے کپڑوں
اور جسم میں وہ بس جاتی ہے۔ اُن کے چہرے صاف
ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں سُرمگی ہوتی ہیں۔ یہ تیس سالہ
نوجوان ہوتے ہیں۔ اُن کی صورتیں حضرت آدمؑ
پر ہوتی ہیں۔ اب جناب باری تبارک وتعالیٰ
رضوان داروغہ جنت کو بلاتا ہے اُسے حکم دیتا ہے
کہ میرے اور میرے ان نیک بندوں کے درمیان
سے حجاب اُٹھا دو۔ حجاب کے دُور ہوتے ہی
خداوندی نور اور تازگی انھیں نظر آتی ہے چاہتے
ہیں کہ سجدے میں گر پڑیں، وہیں جناب باری فرماتا
ہے۔ بس سجدہ سے سر اُٹھاؤ، عبادت کی جگہ دُنیا
تھی اب یہ آخرت تو بدلے کا گھر ہے۔ تمہیں جو کچھ
مانگنا ہو مجھ سے مانگو، میں تمہارا رب ہوں۔ میں
نے اپنے وعدے تم سے سچے کئے۔ تم پر اپنی بھرپور
نعمتیں انعام فرمائیں، یہ تمہاری مہمانی ہے اب
جو تم چاہو مجھ سے مانگو۔ جنتی حضرات جواب دیتے
ہیں کہ پروردگار تونے ہمیں کیا نہیں دیا، ہمیں کس
چیز کی کمی ہے جو مانگیں؟ تونے ہم پر سکراتِ موت
آسان کردی، تونے ہماری قبر کی تنہائی اور

الْقَبِيحِ مِنْ فِعْلِنَا؟ وَ ثَبَّتَّ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ اَقْدَامَنَا؟ اَلَسْتَ الَّذِي اَدْنَيْتَنَا فِي جِوَارِكَ؟ وَاَسْمَعْتَنَا مِنْ لَذَاذَةِ مَنْطِقِكَ وَتَجَلَّيْتَ لَنَا بِنُوْرِكَ؟ فَاَيُّ خَيْرٍ لَّمْ تَفْعَلْهُ بِنَا؟ وَيَعُوْدُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَسْأَلُهُمْ بِصَوْتِهٖ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمُ الَّذِي صَدَقْتُكُمْ وَعْدِي وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي فَسَلُوْنِي. فَيَقُوْلُوْنَ نَسْأَلُكَ رِضَاكَ. فَيَقُوْلُ رِضَايَ عَنْكُمْ اَقَلْتُكُمْ عَثَرَاتِكُمْ. وَسَتَرْتُ عَلَيْكُمُ الْقَبِيحَ مِنْ اُمُوْرِكُمْ. وَاَدْنَيْتُ مِنِّي جِوَارَكُمْ وَاَسْمَعْتُكُمْ لَذَاذَةَ مَنْطِقِي وَتَجَلَّيْتُ لَكُمْ بِنُوْرِي فَهٰذَا مَحَلُّ كَرَامَتِي فَسَلُوْنِي فَيَسْأَلُوْنَهٗ حَتّٰى تَنْتَهِي مَسْأَلَتُهُمْ. ثُمَّ يَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ سَلُوْنِي فَيَسْأَلُوْنَهٗ حَتّٰى تَنْتَهِي رَغْبَتُهُمْ. ثُمَّ يَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ سَلُوْنِي فَيَقُوْلُوْنَ رَضِيْنَا رَبَّنَا وَسَلَّمْنَا فَيَزِيْدُهُمْ مِنْ مَّزِيْدِ فَضْلِهٖ وَكَرَامَتِهٖ وَيَزِيْدُ زَهْرَةَ الْجَنَّةِ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَتْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ. وَيَكُوْنُ كَذٰلِكَ حَتّٰى مِقْدَارَ تَفَرُّقِهِمْ مِنَ الْجُمُعَةِ. قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ بِاَبِي وَاُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مِقْدَارُ تَفَرُّقِهِمْ؟ قَالَ كَقَدْرِ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ. قَالَ

اندھیریوں میں ہمیں تسکین دی۔ صُور کے پھُونکنے کے وقت تو نے ہمیں گھبراہٹ اور پریشانی سے نجات دی۔ ہماری لغزشوں سے درگذر فرمایا۔ ہمارے عیوب کی پردہ پوشی کی۔ پل صراط سے ہمیں پار کیا۔ اپنا قرب نصیب فرمایا۔ اپنے کلام پاک سے ہمیں لذت آشنا کیا۔ اپنا نور ہم پر ظاہر فرمایا اب ہم تجھ سے اور کیا طلب کریں؟ لیکن پھر بھی اُنہیں آواز بلند پکار کر جناب باری عزوجل یہی فرمائے گا کہ میں نے اپنے وعدے تم سے سچے کئے، تم پر اپنی نعمتیں بھرپور کیں۔ اب تم مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو؟ وہ کہیں گے الٰہی ہم تیری رضامندی کے طالب ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ تو تمہیں مل چکی ورنہ تمہاری لغزشیں کیسے معاف ہو جاتیں؟ تمہاری برائیوں کی پردہ پوشی کیسے ہوتی؟ تمہیں یہ نزدیکی کیسے حاصل ہوتی تمہیں میری باتیں سننے کا شرف کیسے ملتا؟ تم پر میرے نور کے پرتو کیسے پڑتے؟ یہ ہے تمہاری بزرگی کی جگہ جو میں نے تمہیں عنایت فرمائی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے کچھ اور بھی مانگو۔ اب یہ جنتی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں دے گا یہاں تک کہ ان کی سب تمنّائیں پوری ہو جائیں گی۔ پھر بھی ان سے کہا جائیگا اور مانگو پاؤ گے۔ یہ پھر مانگیں گے اور پائیں گے۔ پھر بھی ان سے کہا جائیگا او مانگو پاؤ گے۔ یہ کہیں گے۔ اب کیا مانگیں؟

يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّنَا الْعِلِّيُّوْنَ مَعَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّبِيُّوْنَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِاَهْلِ الْغُرُفَاتِ فَيَعُوْدُوْنَ اِلٰى غُرَفِهِمْ۔ وَهُمْ غُرْفَتَانِ زُمُرُّدَتَانِ خَضْرَوَانِ۔ وَلَيْسُوْا اِلٰى شَيْءٍ اَشْوَقَ مِنْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ لِيَنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ وَلِيَزِيْدَهُمْ مِنْ فَضْلِهٖ وَكَرَامَتِهٖ قَالَ اَنَسٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اَحَدٌ

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

بس ہم راضی ہیں ہمیں اور کچھ درکار نہیں لیکن جناب باری اب بھی اور بھی مرحمت فرمائیگا اور جنت اس قدر تر و تازگی اور نعمت والی ہو جائے گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی انسانی دل پر ان نعمتوں کا وہم گذرا۔ الغرض بمقدار ہر جمعہ کے دن ان کے ساتھ اسی طرح مزید لطف و کرم اور یہ مجلس ہوتی رہے گی۔ رب العالمین کا عرش بلند درجے کے فرشتے اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ جن کے ساتھ بڑے بڑے فرشتے اور انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ پھر یہ بالاخانے والے جنتی اپنے زمردین بالاخانوں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ انھیں جمعہ کے دن کا اشتیاق لگا رہے گا کہ کب جمعہ آئے اور کب دربار خداوندی میں جائیں، دیدار باری کریں، کلامِ باری سُنیں اور خلعت و انعام لے کر واپس لوٹیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس بیان کے وقت میرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نہ تھا۔

مسلم بھائیو! آؤ اللہ تعالیٰ بخشش اور مہربانی کرنے والے سے یہ دُعا کریں کہ وہ اپنے فضل و کرم لطف و رحم سے ہمیں بھی اپنی یہ زبردست نعمتیں عنایت فرمائے۔ بھائیو! یہ بھی حدیثوں میں ہے کہ اس دن خدا کے پاس وہی ہوں گے جو جمعہ کے دن امام کے پاس ہوں پس آج جمعہ کے دن کی تم قدر کرو تاکہ جمعہ تمہاری قدر خدا کے ہاں کرائے۔ اس عید کو غسل کرو، لباس بدلو، عطر ملو، مسواک کرو، سویرے آؤ، دل لگاؤ، خطبہ سُنو، نماز پڑھو، اور ہر چیز میں سنت کا پاس رکھو۔

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکیس ۲۱ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ہ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ہ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ہ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ہ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ہ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ہ وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ہ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ہ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ہ

راتوں کے بعد دن کے لانیوالے۔ رنج کے بعد راحت کے پہنچانے والے۔ غم کے بعد خوشی اور رونے کے بعد ہنسی عطا فرمانے والے۔ خدائے قادر وقیوم کی پاک ذات ہر طرح کی تعریفوں کے لائق ہے۔ اس کی مہربانیاں غیر منقطع ہیں۔ اس کی نعمتیں بے شمار، اس کے احسان بے حد ہیں۔ آج ہم اس کے دربار دُربار میں، فقیری صورت میں، مسکینی کی حالت میں حاضر ہوئے ہیں۔ سچی عید اُن کے لئے ہے جو آج اس دربارِ عام سے جھولیاں بھر کے جائیں گے۔ خدایا ہمیں محروم نہ پھیر۔ تیرے غلام ہیں۔ تیرے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ہماری شرم بھرم تیرے ہاتھ ہے۔ ہمیں کفایت کرنے والا تیرا ساتھ ہے۔ فَجَلَّ جَلَالُہٗ وَتَعَالٰی شَأْنُہٗ۔

درود وسلام اس پر جس کے تابعداروں کے لئے ہر روز عید ہے۔ جن کے واسطے آج کا دن سعید ہے۔ جن کی سنت منانے کیلئے۔ جن کی حکم برداری نبھانے کے لئے آج ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ وَکَرِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ۔

آج بھی حسبِ عادت جی چاہتا ہے کہ عید کے متعلق آپ کو خطباتِ نبویہ سُناؤں۔ اللہ ہمیں ان

سے فائدہ پہنچائے۔

(۳۰۲) برادران! آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں سے بہت کچھ واقف ہو چکے ہیں۔ سنیئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِہٖ الصَّلٰوۃُ۔ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ۔ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیُوْصِیْھِمْ وَیَاْمُرُھُمْ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَہٗ اَوْ یَاْمُرَ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ۔ ثُمَّ یَنْصَرِفُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

دونوں عیدوں میں حضورؐ عیدگاہ آتے، سب سے پہلے نماز پڑھتے، پھر لوٹ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ آپ انھیں وعظ کہتے، وصیت کرتے، حکم کرتے۔ اگر کوئی لشکر کہیں بھیجنا ہوتا تو اسے مقرر کر لیتے۔ جو حکم احکام دینے ہوتے دیتے پھر لوٹ جاتے۔

(۳۰۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ۔ وَلَمْ یَذْکُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَۃً ثُمَّ اَتَی النِّسَآءَ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ حِیْنَ یُجْلِسُ بِیَدِہٖ ثُمَّ اَقْبَلَ یَشُقُّھُمْ حَتّٰی جَآءَ النِّسَآءَ فَوَعَظَھُنَّ وَذَکَّرَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ بِالصَّدَقَۃِ فَرَاَیْتُھُنَّ یَھْوِیْنَ اِلٰی اٰذَانِھِنَّ وَحُلُوْقِھِنَّ یَدْفَعْنَ اِلٰی بِلَالٍ۔ ثُمَّ ارْتَفَعَ ھُوَ وَبِلَالٌ اِلٰی بَیْتِہٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضورؐ نماز عید کے لئے آئے۔ بغیر اذان و اقامت کے نماز عید پڑھائی، پھر خطبہ پڑھا۔ خطبہ کے بعد چونکہ لوگ کھڑے ہو گئے تھے اس لئے انھیں اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھاتے ہوئے اور اُن کی صفوں میں سے گذرتے ہوئے آپ عورتوں کے پاس آئے انھیں وعظ کہا، نصیحت کی اور صدقہ کرنیکا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور گلوں کے زیور اُتار اُتار کر حضرت بلالؓ کو دینے لگیں۔ پھر آپ مع حضرت بلالؓ کے گھر کو لوٹ گئے۔

(۳۰۴) عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ

بقر عید کے خطبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس دن ہمیں سب سے پہلے نماز عید

اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِہٖ فِیْ یَوْمِنَا ھٰذَا۔ اَنْ نُّصَلِّیَ ثُمَّ نَرْجِعَ نَنْحَرَ۔ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا۔ وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ نُّصَلِّیَ فَاِنَّمَا ھُوَ شَاۃٌ لَحْمٍ عَجَّلَہٗ لِاَھْلِہٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُكِ فِیْ شَیْءٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

پڑھنی چاہیئے۔ پھر واپس لوٹ کر قربانیاں کرنی چاہئیں جس نے ایسا کیا اس نے سنت ادا کر دی اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی اس نے صرف گوشت کھانے کیلئے جانور ذبح کر لیا۔ اُسے قربانی کا کوئی ثواب نہیں۔

(۳۰۵) عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُوْوِلَ یَوْمَ الْعِیْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَیْہِ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤد)

عید والے دن حضورؐ کے ہاتھ میں کمان دی گئی اسی پر ٹیک لگا کر آپ نے خطبہ کہا۔

(۳۰۶) عَنْ عَطَاءٍ مُّرْسَلًا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ یَعْتَمِدُ عَلٰی عَنَزَتِہٖ اِعْتِمَادًا۔ (رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ)

بسا اوقات حضورؐ اپنے نیزے کو ہاتھ میں لے کر اس پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے۔

(۳۰۷) حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ عید کے دن میں حضورؐ کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے خطبے سے پہلے بغیر اذان واقامت کے نماز عید ادا کی۔ پھر حضرت بلالؓ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔

فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَھُمْ وَحَثَّھُمْ عَلٰی طَاعَتِہٖ وَمَضٰی اِلَی النِّسَاءِ وَمَعَہٗ بِلَالٌ فَاَمَرَھُنَّ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَوَعَظَھُنَّ وَذَكَّرَھُنَّ۔ (رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

خطبہ شروع کیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ لوگوں کو وعظ کہا۔ انہیں نصیحت کی اپنی اطاعت کی رغبت دلائی پھر عورتوں کے پاس گئے۔ حضرت بلالؓ آپ کے ساتھ تھے انھیں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا۔ وعظ ونصیحت سُنایا اور انھیں بھی پند وعبرت کی باتیں کہیں۔ ؎

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کَانَ

یعنی دونوں عیدوں میں حضورؐ پہلے نماز ادا کرتے پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے سب

؎ اس میں بعض خطبے مکرر ہیں اس لئے کہ عورتوں کے خطبوں سے بھی اُن کا پورا تعلق ہوتا تھا اور عید کے خطبوں سے بھی پس قاری اور سامع حضرات قند مکرر کا مزہ لیں۔ والسلام - ۱۲ محمد -

يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلّٰى صَلَاتَهٗ قَامَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْ مُصَلَّاهُمْ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهٗ لِلنَّاسِ اَوْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَمَرَهُمْ بِهَا. وَكَانَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا. وَكَانَ اَكْثَرَ مَنْ يَّتَصَدَّقُ النِّسَآءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ. (رواہ مسلم)

لوگ اپنی جگہ ہوتے۔ آپ کو اگر کہیں کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کا حکم دیتے اور جو احکام بیان فرمانے ہوتے بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کہ خیرات کرو خیرات کرو۔ صدقہ دو۔ زیادہ تر خیرات عورتیں کرتیں پھر آپ لوٹ جاتے۔

(۳۰۹) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بقر عید کی نماز سے آپ نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ قربانی کے جانور کا گوشت تیار ہے، جو نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نماز سے پہلے جس نے قربانی کر دی ہے اُسے اب اور قربانی کرنی چاہیئے۔

(۳۱۰) ایک روایت میں اس طرح مروی ہے۔

صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قربانی والے دن آپ نے نماز عید ادا کی۔ پھر خطبہ پڑھا، پھر قربانی کی اور فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نہیں کی وہ اللہ کا نام لے کر اب قربانی کر دے۔

(۳۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّآئِبِ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ اِنَّا نَخْطُبُ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ. وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ (رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اب ہم خطبہ کہیں گے۔ تم میں سے جو خطبہ سننے کے لئے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔

(۳۱۲) خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ عِیْدٍ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ۔ (اَخْرَجَہٗ ابْنُ حِبَّانَ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن اپنی اونٹنی پر خطبہ پڑھا۔ (غالباً حجۃ الوداع میں)

(۳۱۳) عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ جَمَعَ نِسَآءَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَیْتٍ فَاَرْسَلَ اِلَیْنَا عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِؓ فَقَامَ عَلَی الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَیْنَا فَرَدَدْنَا عَلَیْہِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ اَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْکُنَّ وَاَمَرَنَا بِالْعِیْدَیْنِ اَنْ نُّخْرِجَ فِیْہِمَا الْحُیَّضَ وَالْعُتَّقَ۔ وَلَا جُمُعَۃَ عَلَیْنَا وَنَہَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ۔ (اَبُوْدَاؤُد)

مدینہ شریف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو انصار کی تمام عورتوں کو ایک گھر میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب سب آگئیں تب آپؐ نے حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ حضرت فاروق دروازے پر کھڑے ہوگئے، سلام کیا۔ ہم سب نے جواب دیا تو فرمایا کہ میں حضورؐ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ آپؐ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم حائضہ اور جوان عورتوں کو بھی عیدگاہ میں لے جایا کرو۔ تم پر جمعہ کی نماز فرض نہیں، تمہیں جنازوں کے ساتھ جانا منع ہے۔

دونوں عیدوں میں آتے جاتے اور ہر وقت تکبیروں کو پڑھا کرو۔ عید الفطر کے دن گھر سے نکلنے سے پہلے فطرہ ادا کر دیا کرو۔ عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد قربانی کیا کرو۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہو دوسری میں پانچ کہو۔ دونوں رکعتوں میں قرأت سے پہلے تکبیریں کہو۔ یہ نماز جنگل میں پڑھا کرو۔ عورتیں بھی اس نماز کے لئے جنگل میں آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ نماز و دعا میں شریک ہوں۔ عہ

(۳۱۴) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ؕ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ ضَحُّوْا وَاحْتَسِبُوْا بِدِمَآئِہَا۔ فَاِنَّ الدَّمَ وَاِنْ وَّقَعَ فِی الْاَرْضِ فَاِنَّہٗ یَقَعُ فِیْ حِرْزِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ)

اے لوگو! قربانیاں کرو اور اُن کے خون کو اپنے لئے نیکی اور قرب خدا کا سبب سمجھو۔ یہ خون گو بظاہر زمین پر گرتا ہے لیکن دراصل اللہ عزوجل کے پاس اس کی نگرانی میں پہنچتا ہے۔

عہ نماز عید میں عورتوں کے جانے کے متعلق مولانا کی ایک مستقل کتاب بنام ’جماعت محمدی‘ ہے۔ جس میں اس مسئلہ کی پوری تفصیل مع دلائل ہے۔

(۳۱۵) گو یہ خطبہ حضورؐ نے اپنی زبان سے لوگوں کے مجمع میں نہیں دیا لیکن آپ نے اپنا منادی بھیج کر مکہ کی گلی گلی میں اپنا یہ پیغام پہنچایا اس لئے اسے خطبہ کہنا بالکل بجا ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب کے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منادی مکہ کے گلیوں میں بھیجا جو یہ ندا کرتا جارہا تھا کہ۔

اَلَآ اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ اَوْ سِوَاهُ اَوْ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِشْكٰوة)

ہر مسلمان پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ مردوں پر، عورتوں پر، آزاد پر، غلام پر، چھوٹے پر، بڑے پر، آدھا صاع گیہوں کا اور اس کے سوا جو اناج ہو اس کا پورا صاع۔

یہ یاد رہے کہ صدقہ فطر فرض ہے۔ گو زکوٰۃ کے قابل مال بھی نہ ہو تاہم غریب وغرباء پر بھی یہ صدقہ فرض ہے، انھیں اللہ تعالیٰ اور جگہ سے پہنچا دیگا گیہوں کا بھی پورا صاع دینا افضل ہے۔ اناج کے سوا آٹا، کھجور، پنیر اور کشمش سے بھی صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں کا بیان بھی حدیث میں آچکا ہے لیکن فطرے میں نقد دام دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ صدقہ مسکین غریب، فقیر مسلمانوں کا حق ہے انھیں پہنچا دیا جائے اس سے روزے کا نقصان دُور ہو جاتا ہے۔ ورنہ روزے مُعَلَّق رہ جاتے ہیں۔

(۳۱۶) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصَابِعِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ وَاَنَامِلِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَنَامِلِهٖ۔ فَقَالَ اَرْبَعٌ لَّا تَجُوْزُ فِي الْاَضَاحِيْ الْعَوْرَآءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا۔ وَالْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَّرَضُهَا وَالْعَرْجَآءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا۔ وَالْكَسِيْرُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے مجمع میں کھڑے ہو کر ہمیں احکام قربانی کی تلقین کرتے ہوئے اپنی انگلیوں سے اس طرح اشارہ کر کے فرمایا کہ چار قسم کے جانوروں پر بقرۂ عید کی قربانی نا جائز ہے۔ اول تو وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ دوسرے وہ بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو۔ تیسرے وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن کھلا ہوا ہو۔ چوتھے وہ دُبلا پتلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو۔

(۳۱۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نمازِ عید کے بعد آپ نے خطبہ پڑھا۔ یہ خیال فرما کر کہ عورتوں تک آپ کی آواز نہیں پہنچی، آپ حضرت بلالؓ کے

وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ۔ فَرَأٰى اَنَّهٗ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَاَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِيَدَيْهِ هٰكَذَا فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِى الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّيْءَ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

کندھے پر ہاتھ لٹکائے ہوئے ان کے پاس آئے، انھیں وعظ و نصیحت کی اور صدقہ دینے کا حکم دیا۔ اس پر انھوں نے اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اور کچھ اور دینا شروع کیا۔

(۳۱۸) عَنْ قَيْسِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ حَسْنَآءَ وَحَبَشِيٌّ اٰخِذٌ بِخِطَامِهَا۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى)

حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خوبصورت اونٹنی پر خطبہ پڑھتے دیکھا ہے۔ جس کی نکیل حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں تھی۔

یہ واقعہ زمانۂ حج کا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۹) عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ بَيْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَةِ يُكْثِرُ التَّكْبِيْرَ فِيْ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

دونوں عیدوں کے خطبوں کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

(۳۲۰) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی یا سلونی عید کے دن نکلے، کھڑے ہو کر خطبہ کہا پھر کچھ دیر بیٹھے پھر کھڑے ہو گئے۔

(۳۲۱) ایک مرتبہ عید جمعہ کے دن ہوئی تو حضورؐ نے بعد از نماز عید فرمایا۔

اِجْتَمَعَ عِيْدَانِ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فَمَنْ شَآءَ اَجْزَاَهٗ مِنَ الْجُمُعَةِ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

آج کے دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ پس تم میں سے جو چاہے اسے کفایت سمجھ لے۔ ہاں ہم تو جمعہ ادا کریں گے۔

یعنی اگر کوئی ایسے موقع پر جمعہ نہ پڑھے اور ظہر ادا کرلے تو بھی جائز ہے۔

(۳۲۲) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ يَوْمَ الْعِيْدِ. قِيْلَ فَالْحُيَّضُ قَالَ يَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لِّاِحْدٰهُنَّ ثَوْبٌ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ تُلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا طَائِفَةً مِّنْ ثَوْبِهَا. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ)

حضرت ام عطیہ صحابیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم پردہ نشین کنواری عورتوں کو عیدگاہ لے آئیں۔ آپ سے اسی مجمع میں سوال کیا گیا کہ اگر حیض سے ہوں جب بھی؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ بھی بھلائی اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شرکت کریں۔ ایک عورت نے مجمع میں سے سوال کیا کہ اگر اس کے پاس اوپر ڈالنے کی چادر نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا اسے کوئی اور عورت اپنی چادر میں لے آئے۔

جہانتک نظر ڈالی جاتی ہے اسلام کے کل احکام، اسلام کے جملہ اصول حکمت اور اتحاد و اتفاق کی جیتی جاگتی عملی تصویریں نظر آتے ہیں۔ اس عید کے دن کو ہی دیکھو، حکم ہوا کہ اس دن نہا دھو کر اچھے کپڑے پہن کر صبح ہی صبح شہر سے باہر جنگل میں ایک جگہ جمع ہو جاؤ تاکہ تمہاری جاہ و حشمت کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھے پھر ایک کو آگے کر کے سب اس کی اقتداء میں خدا کے سامنے جھکو تاکہ تمہارا اتحاد و اتفاق ظاہر ہو۔ آؤ تو جاؤ تو تکبیریں کہتے ہوئے تاکہ تمہاری خداپرستی کا اظہار ہو۔ اللہ اللہ! یہ جمعیت! یہ جماعت، یہ یکجائی، یہ یکجہتی یہ ہم آہنگی، یہ اتحاد مقصد، یہ اتفاق روحانی و جسمانی کیا وہ چیزیں نہیں جو تمہارے دشمنوں کے سینوں پر سانپ بن کر لوٹیں اور ان کا کلیجہ پھٹ جائے۔

حکم ہوتا ہے کہ میٹھی عید میں جانے سے پہلے فطرہ ادا کر دو تاکہ تمہاری غمخواری اور ہمدردی ظاہر ہو۔ جہاں تم اپنی ضروریات پر سیکڑوں خرچ کرتے ہو وہاں ان غرباء کی بھی خبر لو جو تم جیسے ہاتھ پاؤں رکھتے ہوں مگر قدرت نے انھیں تمہارا دستِ نگر بنا رکھا ہے۔ ہاں اپنی رانڈوں، یتیموں، بیکسوں کی بھی خبر لیا کرو۔ تم نے اپنے بچوں کی ہٹ اور ضد پوری کر دی۔ اس کے لئے نئے اور عمدہ کپڑے بنوائے لیکن ایک یتیم بچہ آہ کر کے رہ گیا، یہ کس کے سامنے ہٹ کرے، کون اس کی ضد پوری کریگا؟ آج اس کا باپ ہوتا تو وہ بھی اپنے نورِ نظر لختِ جگر کے نہ جانے کیا کیا ارمان پورے کرتا۔ تم نے اپنی بیویوں کے کپڑے لتے، جوتی، زیور وغیرہ کا انتظام کر لیا، انھوں نے تم سے لڑ جھگڑ کر، کہہ سن کر، بن بگڑ کر اپنی اپنی چاہت کے مطابق اپنی فرمائش پوری کرائی، لیکن ان غریب، رانڈ عورتوں کی ناز برداری کرنے والا، ان کی امنگوں کو پورا کرنے والا۔

کون ہے؟ وہ کس پر دباؤ ڈالیں گی؟ وہ کس کا پلّہ تھامیں گی؟ وہ کہاں سے اچھے اچھے کپڑے وغیرہ لائیں گی جنھیں پیٹ بھرنے کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ ہاں امیرو! تم اپنے مال سے گلچھرّے اڑاؤ تو کیا خدا کے مسکین بندوں کا حق بھول جاؤ؟ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور غربا نوازی کیا تم فراموش کر گئے؟ جن کی زبان مبارک سے سائل نے انکار کا لفظ تک نہیں سُنا۔

غرض اس فطرے کے حکم نے گلزارِ اتفاق میں بادِ بہاری کا کام کیا۔ پھر حکم ہوتا ہے نماز کے بعد سب مل کر ذکر اللہ یعنی خطبہ سُنو جس میں اسلام کی اگلی شان و شوکت کا نقشہ تمہارے اسلاف کے بہترین جوش و خروش کے نمونے، اُن کی سچّی جاں نثاریاں، تمہاری ترقی کی گذشتہ داستانیں تمہارے کانوں میں پڑیں اور تمہارے برف سے زیادہ منجمد اور سرد دلوں میں پھر ایک مرتبہ گرمی پہنچے، کچھ خیال بندھے اور پھر ولولہ پیدا ہو، حکم ہوا کہ اب واپس آؤ تو راستہ بدل کر دوسری راہ سے آؤ تاکہ اس طرف بھی تکبیر کا غلغلہ بلند ہو ادھر بھی شان اسلام نمایاں ہو، ادھر بھی توحید کا چرچا ہو۔

حاضرین کرام! مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال بھر میں خوشی کے دو دن مقرر فرمائے ہیں۔ ایک دن عید الفطر کا، دوسرا دن عید الاضحیٰ کا۔ ان دونوں دنوں میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور خوشی کس طرح منانی چاہیئے؟ یہ بھی آپ نے تعلیم فرما دیا ہے۔ یہ دن ناٹکوں، تماشہ گاہوں، پتنگ بازی اور لہو ولعب کے لئے نہیں ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو عید کا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق گذارتے اور خوشی کی خوشی اور ثواب کا ثواب حاصل کرتے ہیں۔

عید الفطر کی رات کو فرشتوں میں بوجہ خوشی کے دُھوم مچ جاتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اُن پر تجلی فرما کر اُن سے دریافت کرتا ہے کہ بتاؤ جب مزدور اپنا کام پورا کر چکے تو اُس کی جزا کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اُسے پوری مزدوری ملنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ داروں کو بخش دیا اور اُن کے لئے جنت کو واجب کر دیا (اصبہانی) اسی لئے اس رات کا نام بھی فرشتوں میں لَیۡلَۃُ الۡجَائِزَۃِ یعنی نجات اور انعام کی رات ہے (بیہقی) اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان دونوں عیدوں کی راتوں کو خدائے تعالیٰ کی عبادت میں گذارے قیامت کے دن اُس کو امن وامان نصیب ہوگا۔ (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عید الفطر کے دن فرشتے تمام راستوں پر کھڑے

ہو جاتے ہیں اور بآواز بلند پکارتے ہیں، اے مسلمانو! اپنے رب کریم کے دربار کی طرف چلو، جو بہت بڑا منعم اور محسن ہے۔ تم کو اس نے روزے رکھنے اور راتوں کو قیام کرنے کا حکم دیا تھا، تم اُسے بجالائے۔ اب اپنا انعام لینے کو آؤ اور جب وہ نمازیں پڑھ چکتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں مسلمانو! خوش ہو جاؤ، اللہ نے تمہیں بخشدیا، اب تم خوشی کے ساتھ اور نیک بختی کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ (طبرانی مجمع الزوائد) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! تم گواہ رہو، میں اُن کے روزوں اور نمازوں کی وجہ سے ان سے خوش ہو گیا اور اُن کے لئے رضامندی اور بخشش کو عام کر دیا۔ میرے بندو تم مجھ سے مانگو، مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! تم مجھ سے آج کے دن جو کچھ دُنیا کی آخرت کی بھلائی طلب کرو گے میں تمہیں دونگا، اور جب تک میرا خوف کرتے رہو گے میں تمہاری خطاؤں سے درگذر کرتا رہوں گا۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہیں نہ تو رسوا کروں گا نہ فضیحت دوں گا۔ جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا، تم نے مجھے راضی کرنا چاہا تھا میں تم سے خوش ہو گیا۔ اے میرے غلاموں اور لونڈیو! میں نے تمہارے کل گناہ معاف کر دیئے، اور میں نے اپنی رضامندی سے تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔ (ابن حبان بیہقی) یوم الفطر کو اللہ تعالیٰ اس قدر لوگوں کو جہنم سے آزاد کریگا کہ جس قدر سارے رمضان میں کئے تھے۔ (ترغیب) پس اس سارے دن کو خوشی کے ساتھ ذکر اللہ میں گذارنا چاہیئے۔

الغرض قربانی اور نمازِ عید اللہ کے رسولؐ نے مقرر کی ہے۔ عید کے دن تماشوں اور پتنگ بازیوں و گنجفے چوسر شطرنج کے لئے نہیں ہیں، یہ بزرگ وبرتر دن افضلیت والے دن ہیں۔ اس دن سرور وخوشی کے ساتھ پاک اور صاف ستھرے لباسوں سے عمدہ طیب، لذیذ غذائیں کھاؤ اور خدا کی عبادت بجالاؤ مسلمانوں کے غریب غرباء کو بھی نہ بھولو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مبارک دن مبارک کرے اور ہمیں دین دُنیا کی برکتیں عطا فرمائے۔ آخر میں ایک نصیحت آپ کو اور بھی کر دوں کہ جہانتک ہو سکے سو کھا گیلا ہر سودا مسلمان سے خریدو یہ بھی آپس کی ہمدردی ہے اور اسلامی بھائی چارہ ہے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کا تقاضا اور ہماری غیرت و طہارت کا اقتضاء بھی یہی ہے۔ میں دوبارہ آپ حضرات کو عید کی مبارکبادی دیتا ہوا اپنے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُم ؎

؎ اگر خطیب صاحب ایک ہی خطبہ عید کے دن پڑھنا چاہیں تو یہیں پر ختم کر دیں یا بغیر بیٹھے دوسرا بھی اس کے ساتھ ملا دیں۔ کیوں کہ عید کے خطبے کے درمیان بیٹھنے کی روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد عفی عنہٗ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اکیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ہے

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اللّٰہُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا ۝ اللّٰہُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا ۝ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَثِیۡرًا ۝ وَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ۝ سُبۡحَانَ اللّٰہِ ۝ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ۝ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ۝ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۝ اللّٰہُ اَکۡبَرُ ۝ اللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ۝ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ۝ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسۡتَعِیۡنُکَ عِیۡشَۃً نَقِیَّۃً ۝ وَمِیۡتَۃً سَوِیَّۃً ۝ وَمَرَدًّا غَیۡرَ مُخۡزِیۡ وَلَا فَاضِحٍ ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُھۡلِکۡنَا فَجَاۃً ۔ وَلَا تَاۡخُذۡنَا بَغۡتَۃً ۝ وَلَا نُعَجِّلۡ عَنۡ حَقٍّ وَّلَا وَصِیَّۃٍ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسۡئَلُکَ الۡعَفَافَ وَالۡغِنٰی ۔ وَالۡبَقَآءَ وَالۡھُدٰی وَحُسۡنَ عَاقِبَۃِ الۡاٰخِرَۃِ وَالدُّنۡیَا ۔ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّقَاقِ وَالرِّیَآءِ وَالسُّمۡعَۃِ فِیۡ دِیۡنِکَ ۔ یَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ ۝ لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝

(۳۲۳) عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ شَھِدۡتُّ الۡفِطۡرَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیۡ بَکۡرٍ وَّعُمَرَ وَعُثۡمَانَ یُصَلُّوۡنَھَا قَبۡلَ الۡخُطۡبَۃِ ثُمَّ یَخۡطُبُ بَعۡدُ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیۡۤ اَنۡظُرُ اِلَیۡہِ حِیۡنَ یُجۡلِسُ بِیَدِہٖ ثُمَّ اَقۡبَلَ یَشُقُّھُمۡ حَتّٰی جَاءَ النِّسَآءَ مَعَہٗ بِلَالٌ فَقَالَ ۔ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الۡمُؤۡمِنَاتُ یُبَایِعۡنَکَ

یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ۔ میں نے عید الفطر کی نماز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تینوں خلفاء حضرت صدیقِ اکبرؓ، حضرت فاروقِ اعظمؓ اور حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہم کے ساتھ پڑھی ہے ۔ سب نماز کے بعد خطبہ کہتے تھے ۔ سنو اس طرح میں بیان کر رہا ہوں کہ گویا اس وقت میں دیکھ رہا ہوں ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے، نماز پڑھائی پھر اپنے ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو بٹھاتے ہوئے اُن کی صفیں چیرتے

عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ
وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا
یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ
وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ
فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ثُمَّ قَالَ حِیْنَ فَرَغَ
مِنْھَا اَنْتُنَّ عَلٰی ذٰلِکَ؟ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ
وَّاحِدَۃٌ مِّنْھُنَّ لَمْ یُجِبْہُ غَیْرُھَا نَعَمْ
لَا یَدْرِیْ حَسَنٌ مَنْ ھِیَ؟ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ
فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَہٗ ثُمَّ قَالَ ھَلُمَّ لَکُنَّ
فِدَآءً اَبِیْ وَاُمِّیْ فَیُلْقِیْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِیْمَ
فِیْ ثَوْبِ بِلَالٍؓ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ
تَبَارَکَ وَتَقَدَّسَ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ
فَقَسَمَہٗ عَلٰی فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ)

ہوئے عورتوں کے پاس حضرت بلالؓ سمیت تشریف لائے اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اے نبی جب تیرے پاس ایماندار عورتیں بیعت کے لئے آئیں تو تُو ان سے ان باتوں پر بیعت کرلے کہ وہ اللہ کیساتھ کسی اور کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہ کریں گی بدکاری نہ کریں گی۔ اپنی اولاد کو مار نہ ڈالیں گی۔ کوئی بہتان اپنے آپ گھڑ کر کسی کو بدنام نہ کریں گی۔ بھلائی کی باتوں میں تیری نافرمانی نہ کریں گی۔ پھر اُن کیلئے استغفار کرتا رہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشش اور مہربانی والا ہے۔ پھر آپ نے عورتوں سے پوچھا کہ تم سب ان باتوں پر قائم اور اس بیعت کی پابند ہو؟ تو ایک عورت نے (شاید حضرت اسماء بنت یزید بن سکن نے جو عورتوں کی خطیبہ کے نام سے مشہور تھیں) جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہؐ! ہم سب ان پر قائم اور پابند ہیں۔ اب آپؐ نے فرمایا۔ صدقہ خیرات کرو، اس پر حضرت بلالؓ نے اپنا دامن پھیلا دیا اور کہا تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آؤ اس میں ڈالو۔ چنانچہ عورتوں نے اپنی چھوٹی بڑی انگوٹھیاں وغیرہ، زیور وغیرہ ڈالنے شروع کر دیئے۔ (رضی اللہ عنہن) آپ نے پھر یہ سب جمع شدہ رقم مسلمان غرباء پر تقسیم کر دی۔

برادران! بقرہ عید کی قربانیوں کی نسبت آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے آؤ اسے بالتفصیل سُن لو!

خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوتا ہے، اور آپ اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ پیتے اکلوتے فرزند حضرت اسماعیلؑ کو ملکِ شام سے سرزمین عرب میں لے کر جاتے ہیں۔ اور ایک لق ودق سنسان بیابان میں بٹھا دیتے ہیں۔ ایک چھاگل میں تھوڑا سا پانی اور کچھ چھوارے دے کر

بغیر کچھ کہے سُنے پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا متعجب اور بیتاب ہو کر دریافت فرماتی ہیں، خلیل اللہ آپ ہمیں تنہا چھوڑ کر کہاں چلے؟ مگر جواب تو کجا آپ نے مڑ کر دیکھا بھی نہیں، پکڑنے کو اُٹھیں مگر آپ دوڑنے لگے، ناچار ہو کر فرمایا، اچھا یہ تو فرماتیے کہ کیا ہم سے ناراضگی ہے یا خدا کا اس طرح کا آپ کو حکم ہوا ہے؟ فرمایا، ہاں مجھے میرے رب کا یہی حکم ہوا ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسکین ہوگئی اور فرمانے لگیں اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا اللّٰہُ اَبَدًا شوق سے تشریف لے جائیے، جب ہم اس کے فرمان پر کاربند ہیں تو وہ ہمیں ہرگز ضائع نہ کریگا۔ اُلٹے پاؤں واپس چلی آئیں اور صبر و شکر کے ساتھ اطاعتِ خداوندی میں اپنے ننھے سے گود کے بچے کیساتھ دل بہلانے لگیں، یہاں تک کہ وہ ناکافی توشہ چند کھجوریں اور چند گھونٹ پانی ختم ہوگیا۔ بھوک پیاس کا غلبہ ہوا۔ ہائے بے بسی اور کس مپرسی، چٹیل میدان کی تنہائی، جہاں کالے کوسوں تک آدمی چھوڑ جانور کا بھی نام و نشان نہیں۔ حدِ نظر تک کوئی سایہ دار درخت تک نہیں سوا ریت کے تودوں اور غیر مسلسل ناہموار پہاڑیوں کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ پانی تو کہاں دُور دُور تک تری بھی نہیں۔ ہُو کا عالم ہے، غضب کا سناٹا ہے، نہ کوئی مُونس ہے نہ غمخوار، نہ یار و مددگار، جان سے زیادہ عزیز بچّے کا بُرا حال ہے، اُس کا پھول سا چہرہ مرجھا رہا ہے۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی ہیں، سانس رُک رُک کر چل رہا ہے۔ نبضیں چھوٹ ہوئی ہیں، زبان اینٹھ رہی ہے، حلق خشک ہو رہا ہے، گلے میں کانٹے پڑ رہے ہیں، ٹانگیں رگڑ رہا ہے، دم توڑ رہا ہے۔ مامتا بھری ماں سامنے بیٹھی منہ تک رہی ہے۔ ٹکٹکی لگائے ہوئے ہے۔ دُنیا ساری آنکھوں تلے اندھیری ہو رہی ہے۔ خاوند کی دُوری۔ وطن کی مہجوری، بچّہ کی جان کنی اور بے بسی، بھوک، اور پیاس، ریت اور دھوپ، تنہائی اور بیابان۔ آہ اُس ننھی سی جان کا، اپنی بھولی بھالی بولی میں اماں اماں پکارنا اور بے بس اور دکھیا اماں کا صدقے اور نثار ہونا، بچے کا پانی مانگنا اور ماں کی آنکھوں سے موسلا دھار آنسو بہانا اور کلیجہ مسوس کر رہ جانا عجیب عبرت ناک منظر تھا۔ اپنے کلیجے کے ٹکڑے اپنی آنکھوں کے نور، اپنے دل کے سرور، معصوم لاڈلے اور اکلوتے پیارے فرزند کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔ بیتاب ہو کر کھڑی ہو جاتی ہیں اور آس پاس نظریں دوڑاتی ہیں کہ کہیں پانی دیکھ لوں، یا کوئی ہمجنس نظر آجائے مگر سوائے مایوسی کے کچھ نہیں۔ صفا پہاڑی پر چڑھتی ہیں، پھر وہاں سے اُتر کر مروہ پہاڑی پر چڑھتی ہیں مگر بے سُود۔ (صفا مروہ کی ابتداء یہی تھی۔ تھک کر آسمان کی طرف دیکھتی ہیں، اتنے میں ایک غیبی آواز آتی ہے۔ "مَنْ اَنْتِ" تم کون ہو؟ جواب دیتی ہیں اَنَا اُمُّ وَلَدِ اِبْرَاهِیْمَ هَاجِرَۃُ۔ میں

ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے اسمٰعیلؑ کی والدہ ہوں۔ فرشتہ پوچھتا ہے۔ اِلٰی مَنْ وَکَّلَکُمَا۔ ابراہیمؑ اس بے پناہ جنگل میں تمہیں کس کے سپرد کر گئے ہیں؟ فرماتی ہیں وَکَّلَنَا اِلَی اللّٰہِ وہ ہمیں خدا کو سونپ گئے ہیں۔ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں وَکَّلَکُمَا اِلٰی کَافٍ پھر کوئی حرج نہیں، خدا کافی ہے، اُسے سونپی ہوئی چیز برباد نہیں ہوتی۔ وہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام بحکم خداوندی اپنی ایڑی زمین پر رگڑتے ہیں اور صاف شفاف پانی کا چشمہ اُبلنے لگتا ہے۔ یہی چاہ زمزم ہے جس کا پانی بہت مبارک اور متبرک ہے۔ حضرت ہاجرہؓ خدا کا شکر بجالاتی ہیں۔ یہ پانی انھیں غذا کا کام بھی دیتا ہے اور پانی کا بھی۔ بچے کی جان بھی بچ جاتی ہے سہ تازہ ہے چمن عبدِ خدائے دوجہاں کا ؛ کچھ دخل نہیں گلشنِ قدرت میں خزاں کا

اب پانی کی وجہ سے کچھ اور لوگ بھی یہاں آبسے اور ایک چھوٹی موٹی سی آبادی ہوگئی (اسی بستی کا نام مکہ مکرمہ ہے جو آج پچہتر کروڑ مسلمانوں کا قبلہ ہے) حضرت اسماعیل علیہ السلام یہیں پلے، یہیں بڑے ہوئے اُنہیں لوگوں میں نکاح کیا۔ والدہ صاحبہ بقضائے الٰہی اپنی عمر کو پہنچ کر فوت ہوگئیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ باپ بیٹوں میں ملاقات ہوئی۔ بزرگ باپ نے سعادت مند بیٹے سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اس جگہ بیت اللہ تعمیر کروں تم بھی میرا ہاتھ بٹاؤ۔ چنانچہ باپ بیٹوں نے بیت اللہ شریف کی بنیاد ڈالی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق خدا کا گھر ان مبارک ہاتھوں تیار ہوا۔ جس کو خدا فرماتا ہے۔ وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اور فرمایا وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ۔ (یہ ہے بیت اللہ شریف کی ابراہیمی نیو)

جب خانۂ خداوندی اتنے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کے ہاتھوں بن کر تیار ہوگیا تو خلیلِ خدا کو حکم ہوا اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ لوگوں میں حج کی منادی کر دو۔ آپ نے عرض کی کہ خدایا یہاں ہے کون میں کسے پکاروں کون میری آواز سنے گا؟ جناب باری نے ارشاد فرمایا تم پکارو میں تمہاری آواز زمین و آسمان تک پہونچا دوں گا۔ چنانچہ آپ نے مقام ابراہیم پر چڑھ کر آواز دی۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ بَنٰى بَيْتًا وَّاَوْجَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ اِلَيْهِ فَاَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ۔	لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا اور تم پر اس کا حج فرض کیا۔ تم اپنے رب کی دعوت قبول کرو۔

تمام درخت اور پتھر، نزدیک دُور کی کل چیزیں اور جن جن کی قسمت میں حج لکھا ہوا تھا وہ سب اور تمام تر و خشک چیزیں جواب میں پکار اُٹھیں۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔

یہی بانیٔ بیت اللہ، یہی منادیٔ خدا خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، جو اس سے بھی سخت تر امتحان میں ثابت اُترے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ گویا اپنے لختِ جگر پیارے بچے کو راہِ خدا میں قربان کر رہے ہیں تعمیل ارشاد کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ بیٹے سے کہتے ہیں، بچے سیر کو چلو، رسّی اور چھری بھی لے لو، جنگل سے لکڑیاں بھی کاٹ لائیں گے۔ ماں خوشی خوشی بچے کو نہلا دُھلا کر اچھے کپڑے پہنا کر باپ کیساتھ کر دیتی ہیں۔ بچہ ہنسی خوشی کھیلتا کودتا میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ شیطان لعین ایک بھلے مانس کی شکل میں ماں کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے نیک بخت تمہارا بچہ کہاں گیا؟ جواب دیتی ہیں کہ وہ اپنے باپ کیساتھ سیر کو گیا ہے۔ شیطان کہتا ہے۔ اے بھولی عورت کہاں کی سیر، وہ تو اُسے ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں۔ سُبحان اللہ آج تک کسی باپ نے بھی بیٹے کو ذبح کیا ہے؟ وہ ایسا کیوں کرنے لگے؟ شیطان نے کہا۔ وہ یوں کہتے ہیں کہ خدا کا انھیں یہی حکم ہوا ہے۔ جواب دیتی ہیں۔ اگر خدا کا یہ حکم ہے تو ایک بیٹا کیا ہزاروں بیٹے تصدق ہیں۔ یہاں سے مایوس و نامراد ہو کر شیطان بچہ کے پاس آتا ہے۔ کہتا ہے صاحبزادے کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیتے ہیں۔ ابّا جی کے ساتھ تفریح کے لئے جا رہا ہوں لعین کہتا ہے کیسی تفریح؟ وہ تو تمہیں ذبح کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کیوں؟ کہا اس لئے کہ خدا کا انھیں حکم ہے۔ فرمایا، پھر کیا ہے۔ ایک کیا ہزاروں جانیں بھی اُس کے پاک نام پر قربان ہیں۔ اب باپ کے پاس آکر کہتا ہے۔ ابراہیمؑ یہ بے رحمی؟ تم اپنے چاند سے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کیلئے کون سا جگر لاؤ گے، کیا تمہارا خون سفید ہو گیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں۔ بھلا میں اسے کیوں ذبح کرنے لگا؟ کہتا ہے۔ تمہیں خیال ہے کہ خدا کا یہ حکم ہے۔ آپ فرماتے ہیں پھر کیا حکم خداوندی سے بیٹا زیادہ عزیز ہے؟ اسی کا عطیہ ہے اُسی کے نام پر قربان ہوگا۔ اب ناکام ہو کر ملعون خائب و خاسر لوٹتا ہے۔

منیٰ میں پہونچ کر باپ بیٹے میں گفتگو شروع ہوتی ہے۔ باپ:۔ یَا بُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ میرے لاڈلے مجھے تمہیں قربان کرنے کا حکم ہوا ہے تم کیا کہتے ہو بیٹا!۔ یَآ اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ فوراً تعمیل ارشاد کیجئے (چھری لیجئے گردن حاضر ہے) انشاء اللہ صبر و شکر کے ساتھ خالق کی اطاعت بجا لاؤں گا۔ ہاں میرے مہربان باپ! میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تڑپوں اور خدا کے ہاں بے صبر گنا جاؤں۔ یا آپ کے کپڑوں پر خون کی چھینٹیں اُڑیں اور میری اماں جان اُنہیں دیکھ کر بے قرار ہوں۔ مجھے اُلٹے منہ زمین پر

گرانا ایسا نہ ہو کہ وقتِ ذبح میری صورت دیکھ کر آپ کو محبت آجائے۔ چھری تیز کر لیجئے کہ فوراً مالک کو جان سونپ دوں، ہاں میرے پیارے ابا گھر جا کر میری امی جان سے میرا آخری سلام کہہ دینا۔ انہیں تسلی اور تشفی دینا، کہیں ان کے دل پر صدمہ نہ گذرے۔ یہ میرا کپڑا بطور نشانی کے دیدینا۔ لو ابا جی رخصت بسم اللہ کیجئے۔ باپ اپنے پیارے فرزند کو گلے سے لگا لیتے ہیں اور آخری پیار کر کے فرماتے ہیں۔ جانِ پدر! میں بہت خوش ہوں کہ تم اپنے مالک کے نام پر سر فروشی کے لئے تیار ہو۔ بیٹا تمہیں خدا کو سونپا۔ اپنے سینے پر صبر کی سِل رکھ کر، اپنے کلیجے پر داغِ جُدائی دے کر اپنے نورِ نظر کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو کسی نے نہ کیا ہو۔ پھر ہاتھ پاؤں باندھتے ہیں، کُرتا اُتار لیتے ہیں اور ذبیح اللہ کو مُنہ کے بَل زمین پر گرا کر تیز چُھری حلق پر پھیرنے لگتے ہیں۔ رحمتِ ایزدی جوش میں آتی ہے۔ دریائے کرم لہریں مارنے لگتا ہے اور رب العالمین آواز دیتا ہے۔ یَآ اِبْرَاهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اے میرے ابراہیم خلیلؑ، بس امتحان ہو چکا، تم میرے حکم کی تعمیل کر چکے، تمہارا اجر ثابت ہو گیا۔ میں تم دونوں باپ بیٹوں سے خوش ہو گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے حکم خداوندی سے نبی زادے کو اُٹھا لیا اور ان کے بدلے ایک بہشتی دُنبہ رکھ دیا جو ذبح ہوا۔

محترم بھائیو! جانوروں کی قربانیاں بھی کرو۔ اور ان سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کی قربانیاں کرو۔ اپنے مال، جان، عزت، آبرو سب کو راہِ خدا میں قربان کرنے کا حوصلہ اپنے اندر پیدا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ۔ وَانْصُرْهُمْ عَلٰی عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اٰمِیْنَ ۝ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

اٹھو نماز کے لئے اللہ ہم پر رحم فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بائیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۶ سولہ خطبے ہیں

(۳۲۴) اِنَّ الۡحَمۡدَ لِلّٰہِ ۝ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ ۝ وَنَسۡتَھۡدِیۡہِ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ ۝ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا ۝ مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۝ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ رَشَدَ ۝ وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ غَوٰی ۝ حَتّٰی یَفِیۡٓءَ اِلٰٓی اَمۡرِ اللّٰہِ (کِتَابُ الۡاُمِّ لِلشَّافِعِیِّ) اَمَّا بَعۡدُ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۝ اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِھُوۡنَ ۝ ھُمۡ وَاَزۡوَاجُھُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوۡنَ ۝ لَھُمۡ فِیۡھَا فَاکِھَۃٌ وَّلَھُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ ۝ سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ۝

دن رات کا لے جانے لے آنے والا۔ موسموں کا بدلنے والا۔ عورت مرد کا جوڑا بنانے والا مخلوق کو پیدا کرنے والا۔ دن رات سب کی نگرانی کرنے والا۔ بُرے وقت میں کام آنیوالا۔ دُکھی دل کی فریادرسی کرنے والا۔ بیماریوں کا کھونے والا۔ دور نزدیک کی خبر رکھنے والا۔ ہر ایک کی حاجت براری کرنے والا نرم کٹھن پر قدرت رکھنے والا۔ زمین آسمان کا خالق، سب کا مالک، سب سے نرالا۔ سب سے اوپر، نبیوں، ولیوں، فرشتوں کا مالک، نفع ونقصان پر قادر۔ موت حیات کا خالق، اندھیرے سے روشنی نکالنے والا، مردے سے زندے کو پیدا کرنے والا۔ گمراہی سے راہ راست پر لانے والا۔ صاحب فضل وکرم۔ مالک لطف و رحم۔ سب کا رازق، ہرے سوکھے کا خالق۔ تمام تعریفوں کے لائق۔ ہر ہر حمد وثناء کا سزاوار ہمارا پروردگار ہے۔ ہم اُس کے غلام اُس کے بندے عاجز، لاچار، بےکس، بےبس، محتاج، فقیر وحقیر ہیں۔ نَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ۔

وہ یتیم جس نے فقیروں کو بادشاہ بنایا۔ وہ اُمّی جس نے دنیا کو حکمت سے مالامال کر دیا۔ وہ نبیٔ عربی جو ساری دنیا کا رہبر بن کر آیا۔ وہ تارکِ وطن جس نے زمین اور زمین والوں پر اپنا سکہ بٹھا دیا۔ وہ رسول جس نے کنکر پتھر تک سے اپنا کلمہ پڑھوا دیا۔ وہ موحد جس نے خدا کے گھر سے تین سو ساٹھ بتوں

کو توڑ پھینکا۔ وہ صاحبِ معراج جس نے اعلیٰ قربِ خدا پایا۔ وہ صاحبِ شفاعت جس نے کل اولادِ آدم کے سُکھ کا سامان مہیا کیا۔ وہ جس کے ایک اشارے سے خدا نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیا۔ وہ جس کے ہم اُمتی ہیں۔ وہ جو مومنوں پر رؤف و رحیم ہیں اُن پہ خدا کا سلام ہو، اُن پر رب کا درود ہو۔ اُن پر خدا کی مہربانیاں ہوں، اُن پر ربِّ عظیم کی رضامندیاں ہوں۔ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ۔

(۳۲۵) اسلام کی ابتدا ہے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ زمین اُن پر تنگ کر دی گئی ہے۔ سر چھپانے کو جگہ نہیں ملتی۔ تنگ آکر خدا کے رسولؐ کے دامن کی پناہ پکڑتے ہیں۔ عَلَمِ خدا کے علمبردار بذریعہ وحیِ خداوندی حبشہ کی ہجرت کا ارشاد فرماتے ہیں۔ فدایانِ پیغمبر ترکِ وطن کر کے اس دُور دراز کے سفر کو راہِ للّٰہ نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ گیارہ مرد اور چار عورتوں کا قافلہ ہوتا ہے، جن میں جگر گوشۂ رسول حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہوتی ہیں۔ یہ واقعہ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں واقع ہوتا ہے پھر دوسرا قافلہ بہ سَرکردگی حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جاتا ہے۔ اُن کی تعلیم و تبلیغ حبشے کے بادشاہ اَصحمہ نجاشی کو بھی فدائے رسولؐ بنالیتی ہے، وہ اپنے اسلام کا اعلان کر دیتا ہے اور اپنے بیٹے اَزہٰی کو اپنی قوم کے ساٹھ آدمیوں سمیت بطورِ وفد حضورؐ کی خدمت میں روانہ کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔ یہ خبریں سُن کر مہاجرین حبشہ مراجعت فرماتے ہیں اور ۶ھ میں فتحِ خیبر کے موقع پر شرفِ حضوری حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت اُن کے ہمراہ ستر اشخاص ہوتے ہیں، جن میں باسٹھ اہلِ حبشہ اور آٹھ اہلِ شام ہوتے ہیں۔ حضورؐ ان کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اُن کے سامنے ایک خطبہ دیتے ہیں جس میں سورۂ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہیں۔ اسے سُن کر اُن کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور بیساختہ سب کی زبان سے نکل جاتا ہے کہ یہ تو وہی نور ہے جس کی تنویر حضرت عیسیٰ لے کر آئے تھے۔ پھر صدقِ دل سے مسلمان ہوتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (ملاحظہ ہو تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل وغیرہ) اسی سنت پر عمل کر کے آج میں نے بھی اپنے اس خطبے میں اسی مبارک سورۃ کی چند آیتیں تلاوت کی ہیں۔ فالحمدللہ۔

برادران! یہ تھا خطباتِ محمدیہ کا اثر۔ آؤ اسی اثر کی ایک مثال اور سُن لو۔

(۳۲۶) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک دن آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا وَّوَصَفَ الْقِيَامَةَ فَرَقَّ النَّاسُ وَبَكَوْا۔ (تفسیر خازن وتفسیر معالم التنزیل)

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ سُنایا۔ جسمیں آپؐ نے انھیں بہت کچھ نصیحت کی اور قیامت کا بیان فرمایا۔ اس سے سب کے دل نرم پڑ گئے، آنسو بہنے لگے اور عجیب حالت ہو گئی

(۳۲۷) مجلس سے صحابہؓ اُٹھے لیکن دل اُڑے ہوئے تھے، حواس پراگندہ تھے، آنسو تھمتے نہ تھے، قیامت کا ہولناک منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر پر اجتماع ہوا۔ دس بزرگ صحابہ وہاں جمع ہوئے۔ حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوذر غفاری، حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت سلمان فارسی، حضرت معقل بن مقرون اور دسویں صاحبِ خانہ حضرت عثمان بن مظعون رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ آپس میں مشاورت ہوتی ہے کہ ہمیں خوشنودیِ خدا کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ طے ہوتا ہے کہ ترک دنیا کر دیں اور صوفیانہ زندگی بسر کریں، ٹاٹ پہنیں، خصّی ہو جائیں۔ ہمیشہ دن کو روزے رکھیں، راتوں کو ساری رات تہجّد گذاری میں گذاریں۔ بستروں پر نہ سوئیں، گوشت اور چربی وغیرہ مرغن ومقوی غذائیں نہ کھائیں۔ عورتوں کے قریب بھی نہ جائیں۔ خوشبو کا استعمال چھوڑ دیں۔ جنگلوں، بیابانوں، پہاڑوں اور غاروں میں زندگی بسر کریں۔ اُن کے اس ارادے کی خبر رحمۃ اللعالمین خیرالرُّسل آسان دین لانے والے رسول ربّ رحیم کو بھی پہنچ گئی۔ آپؐ اسی وقت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہٗ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اتفاق سے وہ اس وقت موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی صاحبہ ام حکیم حضرت خولاء بنت ابی اُمیہؓ جو عطّارہ تھیں اُن سے آپؐ نے واقعہ کی تحقیق کی۔ اب وہ نہ تو جھوٹ بول سکتی تھیں، نہ اپنے خاوند کے راز کا افشاء کر سکتی تھیں جواب دیا کہ حضورؐ کو جب اطلاع پہنچی ہے تو غلط کیسے ہو سکتی ہے؟ آپؐ کچھ دیر انتظار کر کے واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں حضرت عثمانؓ گھر پر آئے اور یہ واقعہ معلوم کر کے سیدھے اپنے ہم مشرب حضرات کو لے کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم سب نے ان ان باتوں پر اتفاق واجتماع کیا ہے؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں حضورؐ سچ ہے اور خدا گواہ ہے کہ اس سے ہمارا ارادہ نیکی ہی کا ہے تو آپ نے انھیں مندرجہ ذیل خطبہ سُنایا۔

اِنَّ لِاَنْفُسِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَصُوْمُوْا وَاَفْطِرُوْا وَقُوْمُوْا وَنَامُوْا فَاِنِّىْ اَقُوْمُ وَاَنَامُ وَ

تمہاری جانوں کا تم پر حق ہے۔ پس نفلی روزے رکھو بھی اور چھوڑو بھی۔ راتوں کو تہجد گذاری بھی کرو اور

اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاٰکُلُ اللَّحْمَ وَالدَّسَمَ وَاٰتِی النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ (تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل)

سو بھی جایا کرو، مجھے دیکھو میں رات کو نیند بھی لیتا ہوں اور تہجد بھی پڑھتا ہوں۔ میں کسی دن روزہ رکھتا ہوں کسی دن نہیں بھی رکھتا۔ میں گوشت، گھی چربی کھاتا ہوں۔ نکاح بھی کر رکھے ہیں، عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ سنو! میرے طریقے سے بے رغبتی کرنے والا میرا نہیں۔

(۳۲۸) لیکن چونکہ معاملہ بڑھ گیا تھا، چیز بظاہر دلکش تھی، صوفیت اور رہبانیت کا دستور یہود و نصاریٰ میں بھی صدیوں سے چلا آرہا تھا۔ عوام فریب کام تھا، ظاہر بین لوگوں کی نگاہ میں خدارسی کا ذریعہ یہی تھا۔ اس لئے آپ نے صرف انھیں نصیحت کر دینے پر اکتفا کرنا مناسب نہ سمجھا، بلکہ اعلان کر کے لوگوں کو جمع کیا اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔ راوی کا بیان ہے کہ۔

ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ وَخَطَبَهُمْ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ حَرَّمُوا النِّسَآءَ وَالطَّعَامَ وَالطِّیْبَ وَشَهَوَاتِ الدُّنْیَا۔ فَاِنِّیْ لَسْتُ اٰمُرُکُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا۔ فَاِنَّهٗ لَیْسَ فِیْ دِیْنِیْ تَرْکُ اللَّحْمِ وَالنِّسَآءِ وَلَا اتِّخَاذُ الصَّوَامِعِ۔ وَاِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِی الصَّوْمُ وَرَهْبَانِیَّتَهُمُ الْجِهَادُ۔ اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَحُجُّوْا وَاعْتَمِرُوْا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَاسْتَقِیْمُوْا یَسْتَقِمْ لَکُمْ۔ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِالتَّشْدِیْدِ شَدَّدُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ فَتِلْكَ بَقَایَاهُمْ فِی الدِّیَارِ وَالصَّوَامِعِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ یٰۤاَیُّهَا

حضور علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور یہ خطبہ پڑھا لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ عورتوں کو، کھانے کو، خوشبو کو اور دنیا کی لذیذ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے لگے ہیں۔ میں تمہیں صوفی اور درویش اور راہب اور تارکِ دنیا بننے کا حکم دینے نہیں آیا۔ میرے دین میں گوشت کو، عورتوں کو چھوڑ کر خانقاہوں و چلے گاہوں کو آباد کرنا نہیں ہے۔ میری امت کے لئے جنگل کا آباد کرنا روزے رکھنا ہے۔ اُن کیلئے درویشی اور صوفیت اور رہبانیت جہاد کرنا ہے۔ مسلمانو! اللہ ایک کی عبادت کرتے رہو۔ خبردار اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ حج عمرہ ادا کرتے رہو۔ نماز روزہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی اور پابندی کرو ٹھیک ٹھاک درست اور استقامت والے رہو۔ تاکہ تمہارے لئے بھی درستی ہو جائے۔ سنو! تم سے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ۔ الخ (خازن و معالم التنزیل)

اگلے لوگ انہیں سختیوں کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ جوں جوں وہ اپنے دین میں سختی کرتے گئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی۔ اب دیکھ لو کہ (اصل دین تو ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا) صرف گرجے اور عبادت خانے، خانقاہیں اور چلّہ گاہیں باقی رہ گئیں۔ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! جو پاک چیزیں اللہ نے تم پر حلال کی ہیں انھیں حرام نہ کرو۔ حد سے آگے نہ بڑھو ایسے لوگوں کو خدائے تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔"

(۳۲۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَۃً مَّا سَمِعْنَا مِثْلَھَا قَطُّ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا۔ قَالَ فَغَطّٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُجُوْھَھُمْ لَہٗ حَنِیْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ اَبِیْ؟ فَقَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ۔

(رَوَاہُ فِیْ تَفْسِیْرِ الْخَازِنِ)

ایک مرتبہ حضورؐ نے ہمیں ایسا خطبہ سنایا کہ ہم نے تو اس جیسا خطبہ اور کبھی نہیں سُنا (اس میں آپ نے قیامت کی ہولناکیوں سے خوب ہی ڈرایا) یہانتک کہ فرمایا اگر مجھ جیسا علم تمہیں بھی ہو جاتا تو بہت ہی کم ہنستے اور بہت ہی زیادہ روتے۔ صحابہؓ کے دل بھر آئے، وہ منہ ڈھانپ ڈھانپ کر بلند اور گھٹتی ہوئی آوازوں سے رونے لگے۔ مجمع میں سے ایک صاحب نے حضور صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے والد کون ہیں؟ آپ نے فرمایا فلاں۔ اس پر یہ آیت اُتری کہ مسلمانو! ایسے سوال نہ کرو کہ اگر اصلیت کھُل جائے تو تمہیں رنج پہونچے۔

(۳۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشِیَّۃً مِّنَ الْعَشِیَّاتِ۔ فَقَالَ لَھُمْ عِبَادَ اللّٰہِ ۵ تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ ۵ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَکُمْ بِعَذَابٍ ۵ فَاِنَّکُمْ تُوْشِکُوْنَ اَنْ تَرَوُا الشَّمْسَ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ ۵ فَاِذَا فَعَلَتْ حُبِسَتِ التَّوْبَۃُ وَطُوِیَ الْعَمَلُ۔

ایک دن شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے مجمع میں آئے اور یہ خطبہ دیا۔ اے بندگانِ خدا اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو۔ اس سے پہلے کہ عذاب خدا تمہاری طرف جھک پڑیں۔ دیکھو عنقریب تم آپ دیکھ لوگے کہ سورج مغرب کی طرف سے نکل آئیگا۔ اس وقت توبہ بند ہو جائے گی، عمل ختم ہو جائیں گے

فَقَالَ النَّاسُ هَلْ لِذَالِكَ مِنْ اٰيَةٍ ٥ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ٥ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اٰيَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ اَنْ تَطُوْلَ لِقَدْرِ ثَلَاثِ لَيَالٍ - فَيَسْتَيْقِظُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ فَيُصَلُّوْنَ لَهُ ثُمَّ يَقْضُوْنَ صَلَوَاتِهِمْ وَاللَّيْلُ مَكَانَهُ لَمْ يَنْقُصْ ثُمَّ يَأْتُوْنَ مَضَاجِعَهُمْ فَيَنَامُوْنَ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْقَظُوْا وَاللَّيْلُ مَكَانَهُ فَاِذَا رَاَوْا ذَالِكَ خَافُوْا اَنْ يَكُوْنَ ذَالِكَ بَيْنَ يَدَىْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ فَاِذَا اَصْبَحُوْا فَطَالَ عَلَيْهِمْ رَأَتْ اَعْيُنُهُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ فَبَيْنَمَا هُمْ يَنْظُرُوْنَهَا اِذْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ - فَاِذَا فَعَلَتْ ذَالِكَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ - (رَوَاهُ الْخَازِنُ)

لوگوں نے پوچھا حضورؐ اس کی کوئی علامت بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں ہے۔ وہ رات بقدر تین راتوں کے دراز ہوگی۔ رب سے ڈرنے والے اس رات جاگیں گے۔ نمازیں ادا کریں گے لیکن دیکھیں گے کہ رات کم نہیں ہوتی۔ بستروں پر لیٹ جائیں گے سو جائیں گے پھر بیدار ہوں گے اور رات اسی طرح ہوگی۔ اب تو انہیں ڈر لگنے لگے گا کہ کسی سخت آفت کا پیش خیمہ ہے۔ چنانچہ اس صبح سب لوگوں کے دیکھتے ہوئے آفتاب مغرب کی طرف سے نکلے گا۔ اب کسی کا ایمان لانا نفع نہ دیگا جو اس کے بعد ایمان لایا ہو۔

(۳۳۱) عَنْ رِفَاعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادٰى اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ قُرَيْشًا اَهْلُ اِمَامَةٍ مَنْ بَغَاهَا الْعَوَاثِيْرَ اَكَبَّهُ اللّٰهُ لِمَنْخَرَيْهِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (رَوَاهُ الْاِمَامُ الشَّافِعِىُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِ الْاُمِّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ باآواز بلند پکار کر فرمایا لوگو! امامت کے اہل قریش ہی ہیں جو ان پر بغاوت کریگا اسے اللہ تعالیٰ اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔

(۳۳۲) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ رَجُلٌ وَّهُوَ يَخْطُبُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

یہ روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس وقت بیان فرماتے ہیں جب مروان کی حکومت کے زمانے میں آپ جمعہ کے دن بادشاہ کے خطبے کی حالت میں آتے ہیں اور دو رکعت ادا کرنے کی نیت باندھ لیتے ہیں تو پہرے دار سپاہی چوطرف سے بل پڑتے

ثُمَّ حَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَأَلْقَوْا ثِيَابًا فَأَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ. فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْأُخْرَى جَاءَ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّيْتَ؟ قَالَ لَا. قَالَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ حَثَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَطَرَحَ الرَّجُلُ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ فَصَاحَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خُذْهُ فَأَخَذَهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا إِلَى هٰذَا جَاءَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَطَرَحُوْا ثِيَابًا فَأَعْطَيْتُهُ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ. فَلَمَّا جَاءَتِ الْجُمُعَةُ وَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَجَاءَ فَأَلْقَى أَحَدَ ثَوْبَيْهِ. (رَوَاهُ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ فِيْ كِتَابِ الْأُمِّ)

ہیں۔ روکتے ہیں آپ نہیں مانتے، جبراً اٹھانا چاہتے ہیں آپ نہیں مانتے اور دو رکعتیں پوری کر ہی لیتے ہیں۔ بعد از نماز لوگ گھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کو تو یہ لوگ آج مار پیٹ کرنے کے قریب تھے آپ نے فرمایا۔ سچ ہے لیکن کچھ بھی ہو جائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کیسے چھوڑ دیتا؟ سنو! میں نے آپؐ دیکھا کہ حضورؐ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے جو ایک صاحب آئے تھے میلے کچیلے کپڑوں میں آپ نے انھیں کہا تو نے (دو رکعت) نماز پڑھ لی؟ اُس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا دو رکعت پڑھ لے۔ پھر آپ نے لوگوں کو خیرات وصدقہ کرنے کی رغبت دلائی۔ لوگوں نے اپنے کپڑے خیرات میں دینے شروع کئے، آپ نے ان میں سے دو کپڑے اُسے بھی عطا کئے۔ دوسرے جمعہ کو پھر حضورؐ کے خطبے ہی کی حالت میں یہ صاحب آئے۔ آپ نے فرمایا، نماز پڑھی؟ اس نے فرمایا نہیں، آپ نے فرمایا دو رکعت پڑھ لے۔ پھر حضورؐ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلائی۔ اس پر اس شخص نے بھی اپنے دو کپڑوں میں سے ایک ڈال دیا آپ نے اسی وقت فرمایا اُسے اُٹھا لے۔ اس نے اٹھا لیا تو آپ نے فرمایا اسے دیکھو گذشتہ جمعہ کو یہ آئے ان کے پاس ڈھنگ کے کپڑے نہ تھے، میں نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا انھوں نے اپنے کپڑے اسے دیدیے۔ آج کے جمعہ میں میں نے پھر لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا تو اس نے بھی اپنے دو کپڑوں میں سے ایک ڈال دیا۔

مسلمانو! یہ حدیث کھلی دلیل ہے اس بات کی کہ جمعہ کے دن جو شخص امام کے خطبے کی حالت میں آئے وہ بھی دو رکعت ہلکی سی ضرور پڑھ لے۔ سنو! اب ایمان اس کا نام ہے کہ گو کسی امام نے اس سے منع کیا ہو گو کسی مذہب میں اس کی ممانعت ہو، گو فقہا نے اسے منع کیا ہو، لیکن سنتِ رسولؐ کو انسان نہ چھوڑے اور جس نے مذہب، امام اور فقہا کے پیچھے حدیث کو چھوڑا ایمان اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

(۳۳۳) اِسْتَوٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الدَّرَجَۃِ الَّتِیْ تَلِی الْمُسْتَرَاحَ قَائِمًا ثُمَّ سَلَّمَ وَجَلَسَ عَلَی الْمُسْتَرَاحِ حَتّٰی فَرَغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاَذَانِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَۃَ الثَّانِیَۃَ۔

(کِتَابُ الْاُمِّ لِلشَّافِعِیِّ رح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے دوسرے زینے پر سیدھے کھڑے ہوکر سلام کرتے۔ پھر بیٹھ جاتے مؤذن اذان دے لے تب تک بیٹھے رہتے پھر کھڑے ہوکر پہلا خطبہ بیان فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوکر دوسرا خطبہ بیان فرماتے۔

(۳۳۴) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مَّعَ الْاِمَامِ فَلْیَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فِیْ سَکَتَاتِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا جو شخص امام کے ساتھ فرض نماز پڑھے وہ امام کے سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔

(جُزْءُ الْقِرَاءَۃِ لِلْبَیْھَقِیِّ)

ہاں مسلمانو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبے کی عزت کرو۔ آپ کے حکم کی تعمیل کرو اور امام کے پیچھے الحمد ضرور پڑھ لیا کرو ورنہ نماز نہ ہوگی۔ یہ عُذر کام نہ آئے گا کہ فلاں مذہب میں ممانعت تھی۔

(۳۳۵) عَنْ اَبِیْ بُصْرَۃَ الْغِفَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمُخَمَّصِ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ صَلٰوۃٌ عُرِضَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَضَیَّعُوْھَا۔ فَمَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَ لَہٗ اَجْرُہٗ مَرَّتَیْنِ۔ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَھَا حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّاھِدُ وَالشَّاھِدُ النَّجْمُ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

مخمص میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر یہ بیان فرمایا، تم سے اگلی امتوں پر بھی یہ نماز پیش کی گئی تھی لیکن انھوں نے ضائع کردی۔ پس جو اس کی حفاظت کرے اُسے دوہرا اجر ملیگا۔ اس کے بعد اور کوئی نماز نہیں جب تک ستارے طلوع نہ ہوں۔

(۳۳۶) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْوَادِ ھٰذَا الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر اپنے خطبے میں ایک دن فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیا کرے اُسے جنت میں جانے سے صرف اس کی موت ہی روکے گی یعنی مرتے ہی جنت میں پہنچا

الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ۔ وَمَنْ قَرَأَهَا حِيْنَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهٗ اٰمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰى دَارِهٖ وَ دَارِ جَارِهٖ وَاَهْلِ دُوَيْرَاتٍ حَوْلَهٗ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

دیا جائے گا اور جو اُسے سوتے وقت پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے پڑوس کے اور اس کے آس پاس کے گھروں کو امن میں رکھے گا۔

(۳۳۷) عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ ابْنِ جُعْشُمٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ۔ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهٖ مَالَمْ يَأْثَمْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے کنبے قبیلے سے دشمنوں کی روک تھام کرتا ہے جب تک کہ گناہ کا کام نہ ہو۔

(۳۳۸) ایک مرتبہ حضورؐ نے حضرت اَبُوجَہم بن حُذَیفہ رضی اللہ عنہ کو تحصیلدار بنا کر بھیجا، ان سے کسی صاحب نے جھگڑا کیا۔ اُنھوں نے اُسے مارا، اس کی تمام قوم جمع ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور درخواست پیش کی کہ ہمیں اس کا بدلہ دلوایا جائے۔ آپ نے کچھ رقم فرمائی کہ یہ دیدوں، راضی ہو؟ انھوں نے کہا، ہم اس پر رضامند ہیں۔ آپ نے فرمایا تو میں لوگوں کو جمع کروں اور اپنے خطبے میں یہ سنا دوں کہ تم اس رقم پر راضی ہو گئے اور قصہ ختم ہوا؟ انھوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ اَتَوْنِيْ يُرِيْدُوْنَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوْا۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

یہ لوگ قبیلہ بنُولَیث کے میرے پاس بدلہ دلوانے کی درخواست لیکر آئے میں نے اتنی رقم پیش کی جس پر یہ رضامند ہو گئے۔

یہ سُن کر بول پڑے، نہیں ہم رضامند نہیں۔ مہاجر صحابہ ان کی اس گستاخی پر آپے سے باہر ہو گئے اور ان کی طرف لپکے کہ تم رسول اللہ کو جھٹلاتے ہو۔ لیکن آپ نے انھیں روک دیا، مجلس برخواست کرا دی پھر اُن سے کہا۔ اچھا تو میں کچھ رقم بڑھا دوں؟ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے رقم بڑھا دی اور کہا اب تو راضی ہو؟ انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا، تو اب میں خطبہ دوں اور لوگوں کو تمہاری رضامندی کی خبر کر دوں؟ سب نے کہا۔ ہاں۔

(۳۳۹) آپ منبر پر چڑھے خطبہ دیا اور فرمایا۔ اب یہ اتنی رقم پر راضی ہو گئے پھر اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا اَرَضِيْتُمْ؟ قَالُوْا نَعَمْ۔ یعنی اب تو تم راضی ہو؟ انھوں نے کہا ہاں۔ (رواہ النسائی وابوداؤد)

کیا دنیا اس انتہائی خوش اخلاقی اور تحمل و بردباری کی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے؟ بلکہ اس کا ادنیٰ سا نمونہ بھی دنیا میں نہیں۔ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

محترم بھائیو! یاد رکھو کبھی وہ قوم پنپ نہیں سکتی جس میں مظلوم کو ظالم سے قصاص نہ دلوایا جائے جس کے بڑے چھوٹوں کو نگل جائیں اور دوسرے کھڑے تماشا دیکھا کریں۔

برادران! وہ جماعت، جماعت کہلانے کی اور زندہ رہنے کی حقدار نہیں جس میں دو لڑنے والوں کے درمیان تیسرا کوئی فیصلہ کرنے والا نہ ہو۔ دو مسلمانوں کے درمیان ناچاقی دیکھو فوراً اٹھ کھڑے ہو جاؤ اور حسن تدبیر سے انھیں گلے ملا دو۔ یہ نہ کہو کہ ہمیں کیا؟ یاد رکھو آج اس کی باری ہے کل تمہاری ہم سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں اگر خدانخواستہ یہ بھنور میں آئی تو نہ ان کی خیر ہے نہ ہم پر مہر۔ سب سے بڑی نیکی آپس کی اصلاح ہے اور سب سے بڑی بدی آپس کا فساد ہے۔ نفس کو مارنا، ہل جل کر رہنا آپ دکھ سہہ لینا لیکن دوسروں کو رنج نہ پہنچانا اصل اسلام یہی ہے۔ الٰہی۔ اِلٰہ العالمین تو ہم میں آپس میں اتفاق دے، محبت دے، بغض، عداوت، غرور، کبر، خودی اور خود پسندی کو ہم سے دور فرما دے، ہمارے دل ملا دے، ہمیں ترقیاں دے، تنزل سے بچا، سفلی اور کمینی عادتیں ہم سے دور کر دے اور ہم پر اپنا فضل و کرم لطف و رحم نازل فرما۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بائیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سات خطبے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد، اس کی وحدانیت کی شہادت۔ اس کے رسول پر درود اور ان کی حقانیت کی گواہی کے بعد جناب باری میں ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں نیک خصال نیک آل دونوں جہان میں سرخرو اور با آبرو رکھے۔ آمین۔

(۳۴۰) جنابِ رسولِ خدا آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شاہ نجران اور نصاریٰ نجران کی طرف ایک مکتوب گرامی لکھتے ہیں، جس میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں تمہیں بندوں کی بندگی سے ہٹاتا اور اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں۔ بندوں کی سرداری کو توڑ دو اور اللہ کی ولایت میں آجاؤ۔ اگر اسلام قبول کرنے کو آمادہ نہیں ہوتے تو جزیہ ادا کرو، یہ بھی نہیں تو پھر جیسے خدا دے تلوار ہمارا فیصلہ کرے گی۔ میں خدا کا نبیؐ ہوں۔ میری ماننے میں تمہارے دونوں جہان کی اصلاح ہے۔ والسلام

اسقف اعظم خط پڑھتے ہی تھرّا اُٹھتا ہے، اپنے وزیرِ اعظم کو بلاتا ہے، اس سے رائے لیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اولادِ اسمٰعیل میں سے ایک نبی آنے کی بشارت تو ہماری کتاب میں تھی۔ کیا عجب کہ وہ نبیِ موعود یہی ہوں۔ نبوت کے بارے میں رائے کیا کام کر سکتی ہے؟ وہ ایک سردار کو بلاتا ہے، اس سے دریافت کرتا ہے وہ بھی یہی کہتا ہے۔ یہ ایک اور بادشاہ کو بلاتا ہے اس سے مشورہ کرتا ہے وہ بھی یہی جواب دیتا ہے۔ یہ حکم دیتا ہے اور گرجوں پر جھنڈے اڑنے لگتے ہیں، چوطرف آگ جلادی جاتی ہے اور ناقوس اور قرنا بجنے لگتا ہے۔ یہ علامت تھی کہ سلطنت پر کوئی مشکل آتی ہی اسی وقت لشکری میدان جو بہت لمبا چوڑا میدان تھا، تیز سوار ایک سرے سے دوسرے سرے تک پورے ایک دن میں پہونچ سکتا تھا۔ یہ تمام میدان ایک لاکھ جنگجو مسلح سپاہ سے بھر گیا اور آس پاس کی تہتر بستیوں کے آدمی سب جمع ہو گئے۔ بادشاہ کی سواری مع وزیروں اور ماتحت بادشاہوں وغیرہ کے نکلی۔ مجمع کے درمیان کھڑا ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک پڑھ کر سُنایا اور کہا کہ ہر قبیلے کے اور ہر بستی کے سربرآوردہ سردار اور ذی رائے الگ جمع ہوں اور مشورہ کر کے متفقہ جواب دیں کہ میں اس خط کا کیا جواب دوں؟

سب نے آپس میں مشورے اور غور وخوض کے بعد متفقہ جواب دیا کہ ایک وفد مدینہ بھیج دیا جائے۔ جس میں ہمارے لاٹ پادری شرجیل اور ہمارے سردار عبداللہ اور ہمارے ذی رائے خیار ضرور ہوں۔ یہ وہاں پہنچ کر تحقیقات کریں اور ہماری طرف سے جو ان کی سمجھ میں آئے کریں۔ ہم ان کے اور ان کی رائے کے ماتحت ہیں یہ جو کر آئیں ہمیں منظور ہے۔ اس پر جلسہ ختم ہوا اور دوسرے ہی دن یہ وفد چل کھڑا ہوا۔ مدینہ شریف پہونچ کر اُن لوگوں نے اپنا سفری لباس اُتارا۔ سونے کے زیورات اور ہیروں سے جڑی ریشمی پوشاکوں سے آراستہ ہو کر دربارِ رسالت پناہ کو چلے۔

حضورؐ اپنی سادگی میں تھے اور مسجد کے ننگے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا۔ دیر تک بیٹھے رہے کہ آپ متوجہ ہوں اور کلام کریں لیکن آپ نے کلام نہ کیا نہ توجہ فرمائی یا یوں ہو کر لوٹے اور حضرت عثمانؓ بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی تلاش کرنے لگے کیوں کہ تاجرانہ سلسلے میں ان دونوں حضرات سے ان کی شناسائی تھی جب یہ مل گئے تو انھوں نے کہا کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہمیں ملا۔ قوم نے ہمیں اپنا وفد بنا کر بھیجا۔ ہم حاضر خدمت ہوئے لیکن نہ حضورؐ نے ہمیں سلام کا جواب دیا نہ ہم سے کلام کیا بلکہ ہماری طرف متوجہ بھی نہیں ہوئے۔ ہم تو بیٹھے بیٹھے تھک گئے حیران ہیں کہ کیا کریں، کیا یونہی واپس چلے جائیں؟ ان دونوں بزرگوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کا کیا جواب ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میرے خیال سے تو ان کے ریشمی حلوں اور سونے کے زیوروں نے اللہ کے رسولؐ کو ان سے بیزار کر دیا، یہ اسے اتاریں معمولی لباس میں جائیں۔ دربارِ محمدیؐ ان ظاہری نمائشوں سے پاک ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہی کیا اور سادگی سے حاضر دربار ہوئے۔ سلام کیا آپؐ نے جواب دیا اور معاً فرمایا۔ اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، پہلی مرتبہ جب تم آئے تمہارے ساتھ شیطان تھا اس لئے میں نے تم سے منہ پھیر لیا، اب نہایت بے تکلفی اور سادگی کے ساتھ باتیں ہونے لگیں۔ جب ہر طرح عیسائیوں کے اس وفد کی تشفی ہو گئی تو انھوں نے کہا اب صرف ایک روک رہ گئی وہ یہ کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اسے کل پر رکھو، اللہ تعالیٰ جو جواب مجھے بذریعہ وحی دے گا وہ میں تمہیں سنادوں گا۔

دوسرے دن صبح وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں تازہ نازل شدہ آیتیں تلاوت فرمائیں جن میں حضرت مریمؑ کے پھر حضرت عیسیٰ کے واقعات وغیرہ ہیں۔ ان کے اعتراضات کا ان کے سوال کا جواب دیا، آخر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔

یعنی اگر حضرت عیسیٰ صرف بے باپ ہونے کی وجہ سے خدا یا ابنِ خدا ہو سکتے ہیں تو حضرت آدمؑ کی بابت کیا کہو گے؟

جو بن باپ کے اور بن ماں کے پیدا ہوئے تھے۔ جب انھیں مثل اور مخلوق کے ایک فرد مخلوق مانتے ہو تو حضرت عیسیٰؑ میں کونسا استحالہ ہو گیا؟ انھیں بھی کیوں خدا کا بندہ اور اس کی مخلوق نہیں کہتے

اس بات کو سنتے ہی اُن کے دل کھِل گئے۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ جاری رکھتے ہوئے اُن دونوں عالموں اور سرداروں سے فرمایا اَسْلِمَا اب مسلمان ہو جاؤ۔ انھوں نے کہا ہم تو مسلمان ہیں ہی۔ آپ نے فرمایا خدا کی اولاد ماننے والا، صلیب کے سامنے سجدہ کرنے اور عبادت بجالانے والا۔ سور کھانے والا مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ اچھا اب اگر تم نہیں مانتے تو سنو، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

آجاؤ ہم تم اپنے اپنے بال بچوں اور عورتوں کو اور خود آپ کو لے کر حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے بہ عجز و نیاز عرض کریں کہ الٰہی جو ہم میں سے جھوٹا ہو اس پر اپنی لعنت نازل فرما۔

اب تو ان کے ہوش اُڑ گئے اور انھوں نے کہا کہ حضورؐ ہمیں مہلت دیجیے تاکہ ہم آپس میں مشورہ کرلیں۔ تنہائی میں مشورہ کرنے بیٹھے تو ان کے بزرگ تر عالم عبدالمسیح نے کہا۔ دیکھو تم نے انھیں دیکھ لیا ان کی تعلیم سُن لی، اُن کا طرز معلوم کرلیا واللہ العظیم یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے نبی ہیں یقیناً یہی وہ ہیں جن کے اوصاف ہم نے انجیل میں پڑھے ہیں۔ میری قوم کے لوگو، اگر ان سے مباہلہ کیا تو خدا کی قسم بڑے چھوٹے سب تباہ ہو جائیں گے۔ واللہ ستیاناس نکل جائیگا، بیج تک باقی نہ رہے گا، نام و نشان کھو بیٹھو گے۔ بہتر ہے ایمان قبول کرلو اور اگر نہیں تو مباہلہ سے انکار کردو اور کہدو کہ ہمیں آپ کی لکھی ہوئی دوسری شرط منظور ہے یعنی ہم جزیہ دے کر آپ کی ماتحتی قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ تحریر ہوگئی اور یہ واپس لوٹ گئے پھر ان میں سے سیکڑوں ہی مسلمان ہو گئے فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ (ابن کثیر وغیرہ تفاسیر)

یہ تھے مسلمانوں کے طرز، یہ تھے نبوی خطبے، یہ تھے احکام اسلام، یہ تھے قرآنی اثر، یہ تھے اسلام کے وقار اور آداب۔ آہ! آج تو مسلمان کہلوانے والے امیر اپنی امارت کی شان یہ سمجھتے ہیں کہ سونا اور حریر ان کے جسم سے جُدا نہ ہو، ان میں تبلیغ اور قرآن و حدیث کی طرف دوسروں کو مائل کرنا ہی نہیں خود عیسائیوں کی روش پر مرمٹے۔ ان میں کا اگر جارہا ہو تو تمیز مشکل ہو جاتی ہے کہ یہ عیسائی ہے یا محمدیؐ؟ مسلمانو! خدا کے کلام کی عزت کرو۔ رسول اللہؐ کی عزت کرو۔ تم ایسے نہ تھے کہ دوسروں کے بوٹ صاف کرو، تم وہ تھے کہ دُنیا کی مغرور طاقتیں تمہاری جوتیاں اپنے سروں پر رکھتی تھیں۔ واللہ باللہ تم و

اللہ باللہ۔ آج کی یہ نحوست قرآن وحدیث کو، توحید سنت کو چھوڑنے ہی کی وجہ سے ہے۔ آؤ پھر سے پابند توحید وسنت ہو جاؤ۔ پھر سے حدیث قرآن کے عامل بن جاؤ، پھر دنیا جنت ہو جائے، پھر خدا کے لاڈلے رب کے پیارے بن جاؤ۔ (تفسیر ابن کثیر ابن جریر وغیرہ)

(۳۴۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ سنا رہے ہیں جو بنو ثعلبہ بن یربوع کا ایک شخص آجاتا ہے تو ایک صحابی پکار اٹھتے ہیں کہ اس قبیلے کے فلاں شخص کو فلاں زمانے میں قتل کر دیا تھا۔ لہٰذا اس سے بدلہ دلوایا جائے۔ آپ اپنے خطبے میں ہی فرماتے ہیں۔

لَا تَجْنِیْ نَفْسٌ عَلٰی اُخْرٰی۔

کسی کے بدلے کوئی نہیں پکڑا جاتا۔ (نسائی شریف)

(۳۴۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّۃَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ وَفِی الْاَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ۔ (رَوَاہُ النِّسَائِیُّ)

فتح مکہ کے خطبے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی کسی کی انگلیاں کاٹ دے تو ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ دیت کے دیئے جائیں۔

(۳۴۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ وَھُوَ مُسْنِدٌ ظَھْرَہٗ اِلَی الْکَعْبَۃِ الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ۔

حضورؐ نے ایک دن کعبۃ اللہ سے اپنی کمر ٹکا کر خطبہ کہا جس میں فرمایا کہ انگلیاں سب برابر ہیں، یعنی چھنگلیا کی انگوٹھے کی، بیچ کی انگلی کی سب کی دیت برابر برابر ہے۔ (رَوَاہُ النِّسَائِیُّ)

(۳۴۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّۃَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ وَفِی الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ۔ (رَوَاہُ النِّسَائِیُّ)

جو زخم ہڈی کے ظاہر کرنے والے ہوں، ان میں دیت پانچ پانچ اونٹ ہیں۔

(۳۴۵) عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ یَعْنِیْ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ؟ قَالُوْا

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دیکھا کہ صحابہ کا ایک مجمع جمع ہے۔ فرمایا۔ کیسے بیٹھے ہو؟ کہا اللہ سے دعائیں کرنے کو اس کی نعمت پر کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت

جَلَسْنَا نَدْعُوا اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِدِيْنِهٖ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ۔ قَالَ اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ؟ قَالُوْا اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ۔ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَاِنَّمَا اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ۔

(رَوَاهُ النِّسَائِيُّ)

کی اور آپ کو ہم میں بھیجا شکر ادا کرنے کو۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم کیا اسی لئے جمع ہوئے ہو؟ اُنھوں نے کہا ہاں واللہ صرف اسی لئے۔ آپ نے فرمایا سنو میں نے کسی اور وجہ سے یعنی تمہیں جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں دی تھی بلکہ صرف اس لئے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہاری اس مجلس پر پروردگارِ عالم اپنے فرشتوں میں فخر کر رہا ہے۔

مسلمان بھائیو! جس طرح صحابہ رضی نے جاہلیت کی رسمیں چھوڑ دیں۔ جس طرح عہدِ اوّل کے لوگوں نے ڈاکہ زنی، شراب خوری، زناکاری، چوری، بُت پرستی، حرام خوری صدیوں کی عادتیں ترک کر دیں۔ اگر ہم بھی مسلمان ہیں تو کیا ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ قبروں کی پوجا پاٹ ہم بھی چھوڑ دیں۔ تجارتوں کی بُرائیاں ہم بھی نکال دیں، داڑھیاں منڈوانے اور خلاف شرع لباس پہننے کی عادت کو بھی ہم ترک کر دیں مسلمانو! آخر یہ سُستیاں کیوں ہیں؟ یوں تو ہم عامل بالسنت، اہلحدیث، اہلِ سنت کہلوائیں۔ چھوٹے چھوٹے مسائل پر سختی سے عامل ہوں، لیکن شادی غمی کے موقع پر تمام قومی رسمیں ہمارے ہاں برتی جائیں، اسوقت بھولے سے بھی ہم سنت کو یاد نہ کریں۔ بیوپار، تجارت کے مسائل پر ہم کبھی بھی عامل نہ بنیں۔ دوسروں کا مال مار لیتے وقت ہمارے سامنے نہ قرآن کی سفارش چل سکے نہ حدیث کی ممانعت روک بنے۔ بیسیوں مسلمان ہیں جو تھیٹروں اور بائسکوپوں میں پڑے ہوئے ہیں، بیسیوں مسلمان ہیں جو یتیموں کے مال مارے ہوئے ہیں، بیسیوں مسلمان ہیں جو رنڈی بھڑوؤں سے فرصت ہی نہیں پاتے بیسیوں مسلمان ہیں جنھیں نکٹائی کالر، بوٹ، سوٹ، ٹوپ اور غیروں کی خوشامد سے سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں۔ مسلمانو! میں تو کہوں گا کہ اگر دُنیا کی اصلاح چاہتے ہو تو یہ دینداری میں ہی ہے۔ اگر مال اور تجارت کی ترقی چاہتے ہو تو وہ بھی حدیثوں پر عمل کرنے میں ہی ہے۔ مسلمانو! میں تمہیں اپنے خطبے نہیں سُنا رہا ہوں بلکہ تمہارے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سُنا رہا ہوں۔ کیا باجوں کی آواز کا ریڈیو اور گراموفون کے ریکارڈوں کا تو ہم پر اثر ہو اور ان خطبوں کا نہ ہو؟ وہ آوازیں تو ہم بڑے

مزے لے کر سنیں لیکن ان پاک روح پرور آوازوں کے سننے کا شوق ہمیں نہیں؟ بھائیو! بہت خیال کرو، سوچو کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونا چاہیئے۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیئسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیسن۲ خطبے ہیں

(۳۴۷) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ خَلْقُہٗ ۝ قَضٰی فِیْھِنَّ اَمْرَہٗ ۝ وَ وَسِعَ کُرْسِیُّہٗ عِلْمُہٗ ۝ وَلَمْ یَکُنْ شَیْئٌ قَطُّ اِلَّا مِنْ فَضْلِہٖ ۝ ثُمَّ کَانَ مِنْ فَضْلِہٖ اَنْ جَعَلْنَا مُلُوْکًا ۝ وَاصْطَفٰی مِنْ خَیْرِ خَلْقِہٖ رَسُوْلًا ۝ اَکْرَمَہٗ نَسَبًا ۝ وَاَصْدَقَہٗ حَدِیْثًا ۝ وَاَفْضَلَہٗ حَسَبًا ۝ فَاَنْزَلَ عَلَیْہِ کِتَابًا ۝ وَائْتَمَنَہٗ عَلٰی خَلْقِہٖ ۝ وَکَانَ خِیَرَۃَ اللّٰہِ مِنَ الْعَالَمِیْنَ ۝ ثُمَّ دَعَا النَّاسَ اِلَی الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ فَاٰمَنَ بِہٖ الْمُھَاجِرُوْنَ مِنْ قَوْمِہٖ ۝ ذَوِیْ رَحِمِہٖ ۝ اَکْرَمُ النَّاسِ اَحْسَابًا ۝ وَاَحْسَنُہٗ وُجُوْھًا ۝ وَخَیْرُ النَّاسِ فِعْلًا ۝ ثُمَّ کَانَ اَوَّلَ الْخَلْقِ اِجَابَۃً وَّاِسْتِجَابَۃً لِّلّٰہِ حِیْنَ دَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ فَنَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ۝ وَوُزَرَآءُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۝ نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا فَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ مَنَعَ مَالَہٗ وَدَمَہٗ وَمَنْ نَکَثَ جَاھَدْنَاہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا ۝ وَکَانَ قَتْلُہٗ عَلَیْنَا یَسِیْرًا ۝ اَقُوْلُ ھٰذَا ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ ۝ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

(زاد المعاد و سیرۃ ابن ہشام)

مسلمان بھائیو! آؤ سب سے پہلے اپنے پالنے پوسنے والے کی تعریف کریں۔ آؤ کہیں سُبْحٰنَ

اللہِ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ مسلمانو! آؤ جس قدر ہو سکے اپنے محترم مکرم نبی پر درود وسلام بھیجیں، فرمان ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥ آؤ کہیں اور نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے کہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں ہندو، عیسائی یہودی نہ بنایا۔ مسلم اور محمدیؐ بنایا۔ خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں توحید سکھائی اور اپنے نبی اُمّی فداہ ابی و اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تابعداری نصیب فرمائی۔ الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں کتاب وسنت کی تابعداری نصیب فرمائی الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں کتاب وسنت توحید واتباع کی توفیق بخشی، ہمارے دلوں میں صحابہؓ کی، اہل بیت کی، بزرگوں کی، اولیاء کی، اپنے بندوں کی محبت دی۔ الٰہی ان سب پر ہماری طرف سے سلام پہنچا۔ اور قیامت کے دن سرخروئی کے ساتھ، ایمان واسلام کے ساتھ ان بزرگوں کی معیّت اور ان کا پڑوس ہمیں بھی عنایت فرما۔ الٰہی ہمارے کان اور دل کھول دے اور اپنے دین پر عمل کی توفیق رفیق کر۔ آمین یا الہ العالمین۔

مکہ فتح ہو چکا ہے، وفودِ عرب مسلسل آرہے ہیں اور مشرّف بہ اسلام ہو رہے ہیں۔ ۹ سنہ ھ کا واقعہ ہے کہ بنو تمیم کا ایک معزز وفد حاضر دربار رسالت ہوتا ہے، خواہش ظاہر کرتا ہے کہ ہمارا خطیب خطبہ کہے اس کے بالمقابل آپ کا خطیب بھی۔ ہمارا شاعر نظم پڑھے اس کے مقابل آپ کا شاعر بھی۔ آپ قبول فرماتے ہیں، اُن کا خطیب عُطاردؓ بن حاجب کھڑا ہوتا ہے اور ایک بلیغ خطبہ پڑھتا ہے اس قبیلے کو چونکہ اپنے کلام پر ناز تھا۔ اس لئے وہ اپنے خطیب اور شاعر کو ساتھ لائے تھے، اس کے خطبے کے بعد روحانیتِ رسولؐ سے اپنی روح کو جلا دینے والے صحابہؓ کی طرف حضورؐ نظریں ڈالتے ہیں اور اپنے مشہور خطیب حضرت ثابت بن قیسؓ کو حکم دیتے ہیں کہ اٹھو تم بھی خطبہ کہو۔ حضرت ثابتؓ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ خطبہ سُناتے ہیں جو میں نے ابھی آپ کو سُنایا۔ اس پر یہ لوگ محجوب ہو جاتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمارے خطیب سے ان کا خطیب بہت بڑھ چڑھ کر رہے ہے۔

پھران کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوتا ہے اور اپنی نظم سُناتا ہے۔ آپؐ اپنے درباری شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہیں۔ یہ اشارہ پاتے ہی اپنی نظم سناتے ہیں جس سے مجمع پھڑک اٹھتا ہے۔ وفد اقرار کرتا ہے کہ بیشک شاعری میں بھی ہم ہارے، پھر اسلام قبول کرتے ہیں اور انعام واکرام سے مالامال ہوکر اپنے وطن لوٹ جاتے ہیں۔ چونکہ یہ خطبہ بارشادِ نبوی سُنایا گیا اور آپؐ کی موجودگی میں آپؐ کے حکم سے پڑھا گیا، اسی لئے یہ بھی خطبات نبویہ میں بقاعدۂ محدثین شامل ہے۔ اس لئے میں نے اسے پڑھ سُنایا۔ اب اس کا ترجمہ سنیئے۔

"تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے کہ آسمان وزمین اُس کی مخلوق ہے۔ سب میں اُس کا حکم جاری ہے۔ اس کی کرسی کو بھی اس کے علم نے گھیر لیا ہے۔ کوئی چیز بغیر اُس کے فضل کے نہیں ہوتی۔ یہ بھی اس کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے کہ اس نے ہم جیسے نقیروں کو دنیا کا بادشاہ بنا دیا۔ اپنی مخلوق میں سے بہترین ہستی کو اپنی رسالت کی ادائیگی کے لئے پسند فرمایا جو سب سے بہتر نسبت والے ہیں، جو سب سے اچھی زبان والے ہیں۔ جو حسب کے اعتبار سے بھی سب سے زیادہ شریف ہیں۔ اُن پر پروردگار نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور تمام جہانوں پر انھیں فضیلت عنایت فرمائی۔ آپ نے دنیا کو ایمان واسلام کی دعوت دی۔ اللہ کے اس رسولؐ پر سب سے پہلے آپؐ کے قرابت دار اور آپؐ کی قوم کے لوگ یعنی مہاجرین ایمان لائے جو حسب کے اعتبار سے افضلیت والے ہیں جن کے نورانی چہرے ہیں۔ جن کے پسندیدہ افعال وعادات وخصائل ہیں۔ ان کے بعد اور سب لوگوں سے پہلے آپؐ پر ایمان لانے والے ہم ہیں، ہم انصارِ خدا ہیں۔ ہم وزراء رسولؐ اللہ ہیں۔ ہم نے حلف اُٹھایا ہے کہ لوگوں سے میل ملاپ نہ کریں گے، جب تک وہ اللہ ایک پر ایمان نہ لائیں۔ جو ایمان قبول کرلے، خدا رسول کو مان لے، اُسنے اپنا مال اور جان ہم سے محفوظ کرلی۔ اور جو کفر کرے اُس سے ہم ہمیشہ تک جہاد جاری رکھیں گے۔ راہِ خدا میں اُس سے لڑتے رہیں گے، اُس کا قتل ہم پر آسان ہو گا۔ میں اپنے اس قول پر اپنے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ میں اللہ

تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مومن مردوں عورتوں کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا سلام تم سب پر نازل ہو۔“

(۳۴۸) مکہ فتح ہو چکا ہے۔ تیرہ سال تک یہاں کی مصیبتیں جھیلنے والے پھر اپنے وطنِ عزیز اقارب مال گھر کو چھوڑ کر ہجرت کرنے والے آج یہاں فاتحانہ حیثیت سے آئے ہوئے ہیں۔ رحمۃ للعالمین کو خیال لگا ہوا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور تلوار چلانے لگیں۔ اس لئے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر اپنے ماننے والوں کو خطبہ سناتے ہیں اور فرماتے ہیں یَا مَعْشَرَ خُزَاعَةَ ارْفَعُوا اَيْدِيَكُمْ عَنِ الْقَتْلِ فَقَدْ كَثُرَ الْقَتْلُ اِنْ نَفَعَ پھر چونکہ پتہ چل گیا ہے کہ ایک شخص ان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے، خیال ہوتا ہے کہ کہیں پھر فتنہ نہ پھیل جائے غلط فہمی نہ ہو جائے اس لئے اسی خطبہ کے دوران اعلان کرتے ہیں، فرماتے ہیں لَقَدْ قَتَلْتُمْ قَتِيلًا لَاَدِيَنَّهٗ۔ (سیرۃ ھشامیہ)

”یعنی اے قبیلۂ خزاعہ کے جواں مردو، ہتھیار اُتار دو۔ اب کسی کو قتل نہ کرو جو لڑائی ہو چکی، ہو چکی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ اُس کی دیت اُس کے وارثوں کو میں آپ ادا کر دوں گا۔“

چنانچہ آپؐ نے اُسی وقت اس کی دیت کے پورے ایک سو اونٹ اس کے ورثاء کو عطا فرما کر صلح و صفائی کرا دی۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۳۴۹) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يُحَدِّثُ اَصْحَابَهٗ فَقَالَ مَنْ قَامَ اِذَا اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ فَتَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ فَكَانَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ

غزوۂ تبوک میں ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے مجمع میں بیٹھ کر فرمایا کہ جب سورج اچھی طرح نکل آئے اس وقت کوئی شخص مطابقِ سنت وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرلے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا۔ یہ سن کر حضرت عقبہ بن عامرؓ نے کہا۔ الحمد للہ مجھے خدا نے ایسے وقت اس پاک مجمع میں پہنچا دیا کہ میں نے حضور سے اس پاک عمل کو سن لیا

فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ اَنْ اَسْمَعَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَقَالَ لِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ كَانَ تُجَاهِیْ جَالِسًا۔ اَتَعْجَبُ مِنْ هٰذَا فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَعْجَبَ مِنْ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تَاْتِیَ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ؟ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ۔ فَقَالَ عُمَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ رَفَعَ نَظْرَهٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّهَا شَآءَ۔

جو محنت تھوڑی اور اجرت بہت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو میرے سامنے ہی بیٹھے تھے میری یہ بات سن کر بول اُٹھے کہ اس پر آپ کیا خوش ہو رہے ہیں؟ اس سے پہلے حضورؐ نے اس سے بھی ہلکی ایک چیز اور بھی بیان فرمائی ہے۔ حضرت عقبہؓ نے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں وہ بات بھی مجھے سُنا دیجئے۔ فرمایا سُنو! حضورؐ نے آپ کے آنے سے پہلے فرمایا تھا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کلمۂ شہادت پڑھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں کہ جس سے چاہے جنت میں چلا جائے۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۳۵۰) حضرت شہاب عنبری اور ان کے ایک دوست حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس جاتے ہیں اس وقت وہ لوگوں کو حدیث رسولؐ پڑھا رہے تھے۔ جب یہ لوگ پہنچے اس وقت حضرت عبداللہ کی زبان پر یہ لفظ تھے۔

خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ تَبُوْكَ فَقَالَ مَا فِی النَّاسِ مِثْلُ رَجُلٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فَیُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَجْتَنِبُ شُرُوْرَ النَّاسِ وَمِثْلُ رَجُلٍ بَادٍ فِیْ غَنَمِهٖ یَقْرِیْ ضَیْفَهٗ وَیُؤَدِّیْ حَقَّهٗ۔

جنگ تبوک کے موقعہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ دو شخصوں کے مثل کوئی اور نہیں۔ ایک تو وہ جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے اور کفار سے جہاد کر رہا ہے اور کسی مسلمان کو ایذا نہیں پہنچاتا دوسرا وہ جو اپنی بکریاں لے کر جنگل میں نکل گیا

(رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهٖ)

(۳۵۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ أَكْثَرْنَا الْحَدِيْثَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ غَدَوْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ اللَّيْلَةَ بِأُمَمِهَا فَجَعَلَ النَّبِيُّ يَمُرُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتّٰى مَرَّ عَلَيَّ مُوْسٰى مَعَهُ كَبْكَبَةٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَأَعْجَبُوْنِيْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقِيْلَ لِيْ هٰذَا أَخُوْكَ مُوْسٰى مَعَهُ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ أُمَّتِيْ؟ فَقِيْلَ لِيْ أُنْظُرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا الْجَبَلُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوْهِ الرِّجَالِ۔ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ أُنْظُرْ عَنْ يَّسَارِكَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا الْأُفُقُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوْهِ الرِّجَالِ۔ فَقِيْلَ لِيْ أَرَضِيْتَ؟ فَقُلْتُ رَضِيْتُ يَا رَبِّ رَضِيْتُ يَا رَبِّ۔ فَقِيْلَ لِيْ إِنَّ مَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے، مہمانداری سے نہیں بھاگتا اور حق خدا ادا کرتا رہتا ہے۔

ایک رات ہم سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت باتیں کیں ہم بھی آپ سے باتیں کرتے رہے۔ پھر صبح حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا رات کو میرے سامنے انبیائے کرام علیہم السلام مع اپنی اپنی امتوں کے لائے گئے۔ کسی نبی کے ساتھ تین ہی تھے، کسی کے ساتھ آٹھ دس کسی کے ساتھ ایک بھی نہیں۔ اتنے میں میں دیکھتا ہوں کہ ایک نبی آرہے ہیں اور ان کے ساتھ بہت بڑی جماعت ہے۔ میں نے دریافت کیا، یہ کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے ساتھ یہ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے کہا پھر میری امت کہاں ہے؟ تو جواب ملا کہ اپنی دائیں جانب دیکھو۔ اب جو میں نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ پہاڑ بھی ان لوگوں کے چہروں سے چھپ گئے ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا کہ بائیں جانب بھی دیکھئے، دیکھا تو آسمانوں کے کنارے پٹے پڑے ہیں۔ اب مجھ سے کہا گیا کہ اب تو خوش ہو گئے؟ میں نے کہا۔ ہاں الٰہی میں راضی ہوں، میں خوش ہوں۔ تو مجھ سے کہا گیا ان کے ساتھ ستر ہزار اور بھی ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا، تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، کوشش

فِدَاكُمْ اَبِیْ وَاُمِّیْ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ السَّبْعِيْنَ الْاَلْفِ فَافْعَلُوْا فَاِنْ قَصَرْتُمْ فَكُوْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقِرَابِ فَاِنْ قَصَرْتُمْ فَكُوْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْاُفُقِ فَاِنِّیْ قَدْ رَاَيْتُ نَاسًا يَتَهَاوَشُوْنَ۔
(رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ)

کرو کہ اُن ستر ہزار میں سے ہو جاؤ ورنہ پھر پہاڑ پر چھانے والوں میں سے ہو جاؤ۔ یہ بھی نہیں تو کم از کم کنارے ڈھانپ لینے والوں میں سے تو ہو جاؤ۔

(۳۵۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النِّسَآءَ فَقَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ اِمْرَاَةٌ يَّمُوْتُ لَهَا ثَلَاثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ فَقَالَتْ اَجَلُّهُنَّ اِمْرَاَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَصَاحِبَةُ الْاِثْنَيْنِ فِی الْجَنَّةِ؟ قَالَ وَصَاحِبَةُ الْاِثْنَيْنِ فِی الْجَنَّةِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ایک خطبہ سُنایا، جس میں فرمایا تم میں سے جس عورت کے تین بچے مر چکے ہوں اسے اللہ عزوجل جنت میں داخل کر دے گا۔ تو ایک عورت نے کہا حضورؐ اور جس کے دو مرے ہوں؟ فرمایا اُسے بھی۔

(۳۵۳) چالیس آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس بلواتے ہیں جن میں ایک حضرت ابن مسعودؓ بھی ہیں اور یہ سب سے آخر اس مجلس میں پہنچے تھے پھر اُنہیں یہ خطبہ سُناتے ہیں۔

اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَّكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذَالِكَ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ)

تمہیں خدائی امداد ملے گی، تم پر کچھ مصائب بھی آئیں گے، تمہاری فتوحات وسیع ہو جائیں گی۔ پس تم میں سے جو بھی ان باتوں کو پائے اُسے میری نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، قرآن و حدیث کی باتیں پہنچاتا رہے یعنی نیکیوں کا حکم دے برائیوں سے روکے۔ صلہ رحمی کا خیال رکھے اور یہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ میرا نام لیکر ڈھکنے والا جو میں نے نہ کہا ہو وہ قطعاً جہنمی ہے۔

(۳۵۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی

اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَأَةٌ رَجُلًا۔ وَلَا يَؤُمُّ اَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا۔ وَلَا يَؤُمُّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا۔ اِلَّا اَنْ يَقْهَرَهُ سُلْطَانٌ يُخَافُ سَيْفُهُ وَسَوْطُهُ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا، جس میں فرمایا۔ عورت مرد کی امامت نہ کرائے، اعرابی مہاجر کی امامت نہ کرائے۔ فاجر، بدکار مومن کی امامت نہ کرائے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ بوجہ کسی بادشاہ کی تلوار اور کوڑے کے دباؤ سے ہو۔

(۳۵۵) عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَه)

میں نے دیکھا کہ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ منبر پر پڑھ رہے تھے۔ شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔

(۳۵۶) عَنْ عَلِيٍّؓ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ مَا اَرَاكُمْ تَنْتَهُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلٰى هٰذَا۔ هُمْ عُتَقَاءُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حدیبیہ والے دن دو غلام نکل آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مشرف باسلام ہو گئے۔ صلح حدیبیہ سے پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ ان کے بارے میں مکہ والوں کا خط آیا کہ یہ لوگ اسلام کی رغبت سے آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ ہماری غلامی سے بھاگ کر آگئے ہیں اس لئے انھیں آپ واپس کر دیجئے۔ اس پر آپ سخت ناراض ہوئے اور خصوصیت کے ساتھ قریش کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قریشیو! تم اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آؤ گے، جب تک اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگوں کو نہ بھیج دے جو اس بات پر تمہاری گردنیں ماریں۔ سنو! یہ لوگ خدا کے آزاد کردہ ہیں۔

(۳۵۷) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ۔ وَ

اے لوگو! اے اولادِ آدمؑ! سخاوت کرو۔ یہی تمہارے حق میں افضل ہے۔ بخیلی سے بچو، بخیلی بہت بری چیز ہے۔ ہاں اپنی ضرورتیں پوری کر لو۔

اَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ۔ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اس میں تمہارے لئے کوئی ملامت نہیں۔ دیتے ہوئے انھیں مقدم رکھو، جن کا بارِ خرچ تمہارے ذمے ہے۔

(۳۵۸) خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْرَأُ آيَاتٍ مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبے میں منبر پر سورۂ بقرہ کی آیتوں کی تلاوت فرمائی۔

(۳۵۹) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ يَوْمًا عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ایک دن حضورؐ منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھے اور ہم بھی آپ کے آس پاس اردگرد بیٹھے۔

یہ محمول ہے جمعہ اور عیدین کے خطبے کے سوا پر ان دونوں خطبوں میں لوگوں کو صفوں میں بیٹھنا چاہیئے۔

(۳۶۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَنَا مِنْ مِّنْبَرِهٖ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَلَّمَ عَلٰى مَنْ عِنْدَهٗ فَاِذَا صَعِدَهٗ اسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهٖ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ (عمدۃ القاری والطبرانی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر کے پاس پہونچ کر وہاں بیٹھنے والوں کو سلام کرتے پھر منبر پر چڑھ کر لوگوں کی طرف منہ کر کے سلام کرتے۔

(۳۶۱) اِنَّ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ فَقَامَ يُصَلِّيْ فَجَآءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوْهُ فَاَبٰى حَتّٰى صَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كَادُوْا لَيَقَعُوْا بِكَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاَتْرُكَهُمَا بَعْدَ شَيْءٍ رَاَيْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

مروان کی بادشاہت تھی وہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہا تھا جو حضرت ابوسعید خدری بزرگ صحابی مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھنی شروع کر دی، سپاہی جھپٹے اور ہر چند چاہا کہ انہیں بٹھا دیں لیکن وہ نہ بیٹھے۔ جب نماز پڑھ چکے تو ہم نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے سپاہی تو آپ کو مارنے پر تُل گئے تھے۔ فرمایا

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَکَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْ ھَیْئَۃٍ بَذَّۃٍ وَ النَّبِیُّ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاَمَرَہٗ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

صحیح ہے، کچھ بھی ہو جائے میں تو کسی سنت کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے جو ایک صاحب آئے جو ردّی حالت میں تھے۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ دو رکعت ادا کرلیں چنانچہ اس نے دو رکعتیں ادا کیں اور حضورؐ خطبہ پڑھتے رہے۔

(۳۶۲) وہ تاجر لوگ جو ناپ تول کیا کرتے ہیں ان کو حضورؐ ایک خطبہ دیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْکَیْلِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّکُمْ قَدْ وُلِّیْتُمْ اَمْرَیْنِ ھَلَکَتْ فِیْہِ الْاُمَمُ السَّابِقَۃُ قَبْلَکُمْ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

تمہیں وہ کام سونپا گیا ہے جس میں کمی کرنے والے تم سے اگلے لوگ ہلاک ہو گئے۔

پس اے ناپ کرنیوالو! اللہ کا ڈر رکھو، اگر لیتے وقت جھکتا لیا اور دیتے وقت کستا دیا۔ بٹ کم وبیش رکھے، یاد رکھو! غارت ہو جاؤ گے۔ لوگوں کا حق تمہاری گردنوں پر رہ جائیگا اور یہ ظلم جہاں قیامت کے دن تمہیں خدا کے سامنے مجرم بنا کر پیش کرے گا وہاں دنیا میں بھی عجب نہیں کہ کسی وقت غضب خدا ٹوٹ پڑے۔ اعاذنا اللہ من غضبہ۔

(۳۶۳) عَنْ قَیْسِ ابْنِ اَبِیْ عَرَزَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُسَمَّی السَّمَاسِرَۃَ فَقَالَ یَامَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الشَّیْطَانَ وَالْاِثْمَ یَحْضُرَانِ الْبَیْعَ فَشَرِّبُوْا بَیْعَکُمْ بِالصَّدَقَۃِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضور بازار میں تشریف لائے۔ ہم لوگ بیوپاری اس وقت سماسرہ کہلواتے تھے۔ آپ نے ہمارا نام بدل دیا اور اس سے بہتر نام رکھا یعنی تاجر۔ پھر ہم سب سے فرمایا۔ اے گروہ تجار! شیطان اور گناہ بیوپار، تجارت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں، پس اپنی تجارت کو صدقہ خیرات سے خلط ملط کرتے رہو

(۳۶۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

حضور نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں فرمایا،

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ ۞ اِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ خَزَائِنُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ اَیُّ قَوْمٍ اَنْتُمْ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ نَقُوْلُ كَمَا اَمَرَنَا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْغَيْرَ ذَالِكَ؟ تَتَنَافَسُوْنَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُوْنَ ثُمَّ تَتَدَابَرُوْنَ ثُمَّ تَتَبَاغَضُوْنَ اَوْ نَحْوَ ذَالِكَ ثُمَّ تَنْطَلِقُوْنَ فِیْ مَسَاكِنِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَتَجْعَلُوْنَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

جب تم پر فارس و روم کے خزانے فتح ہوں گے اس وقت بتلاؤ تمہاری کیا حالت رہے گی؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہم خدا کی باتیں عام کردیں گے اور لوگوں سے بھی پابندی شرع کرائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا یہی یا اس کے سوا اور کچھ؟ آپس میں رشک و رقابت، حسد و بغض وغیرہ بڑھ جائے گا۔ آخر یہاں تک کہ مسکین مہاجروں کے گھروں تک پہونچ جاؤ گے اور ان کے بعض کو بعض کی گردنوں پر دے مارو گے۔

آہ یہی ہوا۔ صحابہ کرامؓ کا عہد مبارک گذر جاتے ہی یہ نقشہ مسلمانوں کے سامنے آگیا۔ اور مسکین، مہاجرین کی شامت بھی ان کے ہاتھوں آگئی۔ یہ یاد رہے کہ اس خرابی سے صحابہؓ ملوث نہیں ہوئے۔ ان سے تو یہ فرمایا گیا کہ تمہارے ساتھ ایسا ہوگا۔ مہاجرین صحابہؓ کے ساتھ بدسلوکیاں بعد والوں نے کیں۔

(۳۶۵) عَنْ اَبِیْ زُهَيْرِ الثَّقَفِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّبَاوَةِ قَالَ يُوْشِكُ اَنْ تَعْرِفُوْا اَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالُوْا بِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِالثَّنَاءِ الْحَسَنِ وَالثَّنَاءِ السَّيِّئِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

نباوت نامی طائف کی جگہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ سُنایا، جسمیں فرمایا۔ قریب ہے کہ تم جنتی، دوزخی کو علیحدہ علیحدہ پہچاننے لگو۔ ہم نے پوچھا یہ کس طرح؟ فرمایا۔ اچھی اور بُری شہادتوں سے تم میں کے بعض بعض پر گواہ ہیں۔

یعنی جس مسلم موحد تبع سنت شخص کی اس کے مرنے کے بعد ایسے ہی نیک عقیدہ مسلمان تعریفیں کریں سمجھو کہ وہ جنتی ہے۔ اور اس کے خلاف ہو تو سمجھ لو کہ وہ جہنمی ہے۔

مسلم بھائیو! یہ ہیں خدا کے پاک رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ، اور الفاظ بھی

وہ جو مجمع صحابہ میں بطورِ وعظ و تلقین درس و خطبے کے فرمائے گئے۔ کیا میں اول اپنے نفس کو اور پھر آپ کو نہ کہوں کہ ایمان نام ہے ان الفاظ کی تسلیم و تعمیل کا۔ پس تیار ہو جاؤ کہ ہر ایک کو تا اِمکان اور تا حدِّ شرع خوش رکھو۔ حسد، بغض اور رشک کی آگ سے بچو۔ گناہوں سے اور شیطان کے ساتھ سے نفرت رکھو۔ صدقہ، خیرات نہ چھوڑو۔ ناپ تول پوری رکھو۔ جمعہ کے لئے وقت سے پہلے آیا کرو، اگر کبھی دیر لگ جائے اور اس حالت میں آؤ کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہے تو دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھو، گو تمہیں لوگ بہکائیں کہ حنفی مذہب میں منع ہے، تم کہدو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ آپؐ کے حکم کو منسوخ کرنے والا کوئی نہیں۔ خلاف شرع عمل کو نیک نہ سمجھو۔ رشوتوں سے مسلمانوں کے حقوق کی عدم ادائیگی سے اپنے والوں سے بدسلوکی کرنے سے بچو۔ اپنا امامِ نماز ہمیشہ زیادہ پڑھے ہوئے مسئلہ سے واقف متقی لوگوں کو بنایا کرو، وہ تمہارے اور خدا کے درمیان وفد ہوتے ہیں۔ اللہ سے ڈرو نیکیوں کا حکم دینے میں، بُرائیوں سے روکنے میں لوگوں کی ہیئت اور ان کی ناراضگی کا خیال نہ کرو۔ نمازوں کی حفاظت کرو، قرآن حدیث کی ماتحتی میں اپنی عمر گذارو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشی اور سرور ایمان اور نور، خوش اخلاقی اور نیک کرداری نصیب فرمائے۔ الٰہی مجاہدین کی مدد فرما، الٰہی حاجیوں اور نمازیوں کی نگرانی فرما۔ الٰہی ہمیں بخش، ہمارے ماں باپ کو بخش، ہماری آل اولاد کو نیک بنا، ہمارے کام کاج میں برکت دے، ہمیں حرام کاریوں اور حرام روزیوں سے محفوظ رکھ۔ بُری بیماریوں سے، بُرے وقت سے، بُری گھڑی سے، بُرے لوگوں سے بچا۔ الٰہی ہمارا خاتمہ بالخیر کر اور ہم پر مہربانی کی نظریں رکھ۔ یا ارحم الراحمین۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ خطبے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۝ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۝ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ۝ وَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا۝ وَ کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ۝ سب تعریفیں اللہ پاک واحد ولاشریک کی ذات کو سزاوار ہیں۔ صبح وشام کو، ظہر کو اور تیسرے پہر کو، رات کو اور دن کو ہمیں اسی کی تعریفیں اور اسی کی پاکیزگیاں بیان کرنی چاہئیں وہی ہے جو زندوں کو مُردوں سے اور مُردوں کو زندوں سے نکالتا ہے۔ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنی موت کے بعد زندہ کر دیئے جاؤ گے۔ درود وسلام ہو اس رسول پر جس کی بابت فرمان خدا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝

اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی کہ تم میں سے ہی اپنا رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرما رہا ہے جو دنیا جہان کی پاکیزگیاں سکھاتا ہے اور کتاب وسنت بتلا رہا ہے اور گمراہ لوگوں کو راہِ راست پر لا رہا ہے۔

فَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

(۳۶۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا وَبَیَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَکَانَ عِنْدَ الْقَعْدَۃِ فَلْیَکُنْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا جس میں ہمیں اپنی سنتوں کی تلقین فرمائی، نماز کے مسائل و ترکیب بتلائی اور فرمایا جب نماز پڑھتے ہوئے تم قعدہ تک

مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمُ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلٰوةِ ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

پہنچو تو سب سے پہلے یہ کہو پھر آپ نے التحیات سکھائی یعنی تمام زبانی، مالی اور جسمانی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ اے اللہ کے رسولؐ تم پر خدا کی طرف سے سلام و رحمت اور برکت نازل ہو، ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر بھی اللہ کا سلام ہو۔ میری گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ ساتوں کلمات نماز کا ادب اور نماز کا سلام ہیں۔

(۳۶۷) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَاٰى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ النِّمَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنْ وَّجَدَ سَعَةً اَنْ يَّتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهٖ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهٖ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا حاضرین کو دیکھا کہ وہ کھالیں پہنے ہوئے تھے (پسینے میں شرابور ہو رہے تھے اور بدبو پھیل رہی تھی) تو آپؐ نے فرمایا۔ اپنے کام کاج کے روزمرہ کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لئے اگر دو کپڑے اپنی وسعت و طاقت کے مطابق الگ رکھ لئے جائیں تو بہت اچھا ہو۔

(۳۶۸) عَنْ زَيْنَبَ اِمْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ۔ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

اے عورتو! خیرات صدقہ دیتی رہو، گو اپنے زیورات سے ہو، اس لئے کہ قیامت کے دن تمہاری تعداد ہی جہنم میں زیادہ ہوگی۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۳۶۹) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ

حضورؐ نے ہم میں کھڑے ہوکر ہم سے فرمایا تم میں

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى
اَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا
اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَلَا وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ
قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ
اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ
الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَّلَا ضَرْبَ نِسَآئِهِمْ
وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ
الَّذِيْ عَلَيْهِمْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

(۳۷۰) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَذَكَرَ
فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يُفْتَنُ عَنْهَا الْمَرْءُ
فَلَمَّا ذَكَرَ ذَالِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً
حَالَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَنْ اَفْهَمَ كَلَامَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيْبٍ مِّنِّيْ
اَيْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ
قَوْلِهٖ قَالَ قَالَ قَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ
تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ
الدَّجَّالِ۔

کا کوئی اپنے چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے یہ گمان کرنے
لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہی حرام کیا ہے
جس کی حرمت قرآن میں ہے۔ سنو اور یاد رکھو!
میں نے حکم احکام دیئے ہیں، وعظ و نصیحت کی
ہے اور بہت سی چیزوں سے ممانعت بھی کی ہے
یہ بھی مثل قرآن کے ہے بلکہ اس سے بھی اکثر۔ سنو
اللہ تعالیٰ اہل کتاب کے گھروں میں بھی بجز ان کی
اجازت کے داخلہ حرام کرتا ہے۔ ان کی عورتوں پہ
مار پیٹ کرنا حرام ہے۔ ان کے پھل کھانا حرام ہے
جب کہ وہ جزیے کی اس رقم کو ادا کرتے رہیں جو ان پر ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمیں ایک
خطبہ سنایا جس میں قبر کے اس فتنے کا ذکر
کیا جس سے مُردے کی آزمائش ہوتی ہے
حضورؐ کے اس بیان کے اثر سے صحابہؓ چیخ چیخ
کر رونے لگے۔ رونے کی ان آوازوں میں
حضورؐ کی آواز میں نہ سن سکی تو میں نے قریب
والے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اللہ تجھے
برکت دے، اس کے بعد حضورؐ نے کیا فرمایا
اس نے کہا یہ کہ فتنۂ دجال کے قریب قریب
یہ فتنۂ قبر بھی ہے۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَدْرُهٗ فِي الْبُخَارِيِّ اَيْضًا)

(۳۷۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ اِنِّىْ كَاتَبْتُ عَلٰى تِسْعِ اَوَاقٍ فِىْ كُلِّ عَامٍ اُوْقِيَّةٌ فَاَعِيْنِيْنِىْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ عُدَّةً وَّاحِدَةً وَّاُعْتِقَكِ فَعَلْتُ وَيَكُوْنُ وَلَاءُكِ لِىْ۔ فَذَهَبَتْ اِلٰى اَهْلِهَا فَاَبَوْا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ۔ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ بِشُرُوْطٍ لَّيْسَتْ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّيْسَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ كَانَ مِاَئَةَ شَرْطٍ فَقَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میرے پاس حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا کہ میں جن کی لونڈی ہوں اُن سے میں نے طے کر لیا ہے کہ میں نو اُوقیہ چاندی انھیں دیدوں تو آزاد ہوں۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ٹھہرا ہے تو آپ میری کچھ امداد کیجیے۔ آپ نے فرمایا، میں یکشت ان کی پوری رقم دے دوں گی اور تجھے آزاد کرا دوں گی، تیری (ولا) نسبتِ آزادگی میری طرف رہے گی۔ حضرت بریرہؓ جاتی ہیں اور اپنے مالک کو یہ خبر دیتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ ہمیں نامنظور ہے نسبتِ آزادگی تو ہماری طرف رہنی چاہیے جب حضورؐ سے یہ ذکر ہوتا ہے تو آپؐ فرماتے ہیں یہ نسبت تو اس کی طرف ہوتی ہے جو آزاد کرائے تم ان سے لے لو اور آزاد کر دو۔ پھر آپؐ نے لوگوں کے مجمع میں جا کر خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اما بعد کہہ کر فرمایا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں۔ جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔ اگرچہ سو شرطیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور برحق ہے۔ اللہ کی شرط مضبوط اور اَنمٹ ہے نسبتِ آزادگی اسی کی ہے جو آزاد کرائے۔

(۳۷۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرَةً فَعَوَّضَهُ

ایک مرتبہ ایک بدو نے حضورؐ کو بطور تحفہ وہدیہ ایک جوان اونٹ دیا۔ آپؐ نے اپنی عادت کے مطابق اُسے بطور انعام کے چھ اونٹ عطا

مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَتَسَخَّطَ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ فُلَانًا اَهْدٰى اِلَيَّ نَاقَةً فَعَوَّضْتُهٗ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَقْبَلَ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ اَوْ اَنْصَارِيٍّ اَوْ ثَقَفِيٍّ اَوْ دَوْسِيٍّ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ)

عطا فرمائے لیکن وہ ناخوش ہی رہا اس پر آپؐ خطبے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ فلاں نے مجھے ایک جوان اونٹ بطور ہدیہ کے دیا۔ میں نے اُسے چھ اونٹ تو دے دیئے لیکن اب تک وہ ناراض ہی ہے، میرا تو قصد ہو رہا ہے کہ سوائے قریش کے انصاری کے اور دوسی قبیلے کے اور کسی کا ہدیہ قبول ہی نہ کروں۔

(۳۷۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ وَهُمْ يَخْتَصِمُوْنَ فِى الْقَدْرِ يُفْقَاءُ فِيْ وَجْهِهٖ حَبُّ الرُّمَّانِ مِنَ الْغَضَبِ فَقَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُمْ؟ اَوْ لِهٰذَا خُلِقْتُمْ؟ تَضْرِبُوْنَ الْقُرْاٰنَ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ بِهٰذَا اَهْلَكَتِ الْاُمَمُ قَبْلَكُمْ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

صحابہؓ کا مجمع جمع تھا، تقدیر کے مسئلہ پر بحث تھی۔ ادھر سے ادھر سے آیاتِ قرآنی پیش ہو رہی تھیں۔ یہ سنتے ہی حضورؐ اس قدر ناراض ہوئے کہ غصے کے مارے انار کے دانے کی طرح چہرہ سُرخ ہوگیا۔ فرمانے لگے کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا تم اسی لئے پیدا کئے گئے ہو کہ قرآن کی آیتوں کو ایک دوسری کے خلاف پیش کر رہے ہو؟ یاد رکھو! اسی چیز نے تم سے اگلی اُمتوں کو غارت کر دیا۔

(۳۷۴) کسوف کا خطبہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ابن ماجہ میں اسی خطبے میں آپؐ کا یہ فرمان بھی ہے۔

عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَّهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ وَرَاَيْتُ اَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِى النَّارِ۔

میرے سامنے جہنم لائی گئی، میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جس نے ایک بلی باندھ لی تھی لیکن نہ تو خود اسے کھلایا نہ خود اسے کھولا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی (یہاں تک کہ وہ اسی طرح مرگئی) میں نے جہنم میں ابوثمامہ

عمرو بن مالک کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں گھسیٹ رہا (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)
ہے (یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے خدا کے نام جانور چھوڑنے شروع کئے تھے۔)

(۳۷۵) مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ۔ مسلمانو! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نورانی خطبوں کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناؤ۔ مسلمانو! میں اگر کہوں گا تو شاید کسی کو شاق گذرے اس لئے کچھ نہیں کہتا مگر ایک واقعہ سُناتا ہوں کہ مکہ شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورۃ والنجم کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں۔ اسمیں سجدے کی آیت آئی تو آپؐ سجدے میں گر پڑے، مسلمان بھی آپؐ کیساتھ سجدے میں چلے گئے۔ ہمارے کانوں نے سُن رکھا ہے ہمیں ایسے سچّے لوگوں نے خبر پہنچائی ہے کہ جن کی روایت ہمارے لئے اپنے دیکھنے سے بھی بڑھ کر معتبر ہے وہ کہتے ہیں کہ اُسوقت جتنے کفار حرم شریف میں تھے وہ بھی آپؐ کی تلاوت اور قرآن کے الفاظ اور آپؐ کے بیان سے اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ بے اختیار وہ بھی سجدے میں گر پڑے۔ پھر آج ہمارے کانوں پر کون سے پردے پڑ گئے ہیں؟ ہمارے دلوں پر کون سے غلاف چڑھ گئے ہیں کہ خدا رسولؐ کے کلام ہم پر اثر نہیں کرتے؟ ہمارے اعمال درست نہیں ہوتے؟ یہ خطبات محض دل بہلاوے کیلئے، صرف الفاظ پہنچانے کیلئے، تبرک حاصل کرنے کیلئے، نقل اتارنے کیلئے، دماغی عیش حاصل کرنے کیلئے نہیں پڑھے جاتے بلکہ ان کے پڑھنے سننے سے مُراد ان پر عمل کرنا ہے۔ بھائیو! ساری دنیا کے بڑے انسان کے، ساری دنیا کے رہنما کے یہ مبارک ملفوظات سُن کر بھی ہم سُن ہی رہے تو ہمارے سُنّی ہونے میں شک ہے تم سب توسن دن رات پر سوار اپنے سِن کو پورا کر کے چند سِنین میں خدائی ڈانٹ یا رحمت بھرے کلمات سُننے کے لئے جا رہے ہو۔ آج اس سُنی کو نہ سُنی نہ کر دو۔ مسلمانو سُنو گوش دل سے سنو، سچّے سُنّی بنو۔ خدا ہمیں توفیق حُسن عطا فرمائے۔ آمین

برادران! ہمیں اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے۔ اول تو اس لئے کہ دوسری قوموں کے پاس ان کے نبی کا ایک کلام بھی، ایک قول بھی، ایک حدیث بھی بہ سندِ صحیح محفوظ نہیں۔ الحمدللہ ہمارے پاس ایک ایک قولِ رسول، ایک ایک حدیث نبوی محفوظ مضبوط موجود ہے۔ دوسرے اس لئے کہ آج جب کہ موجودہ زمانے کی ہواؤں اور بزرگوں کی تقلید کی پابندی میں عموماً خطیب کھڑا ہو کر عربی کے الفاظ کا ایک منتخب مجموعہ پڑھ دیتا ہے یا مولویوں کے جمع کردہ خطبے سُنا دیتا ہے

الحمدللہ بجائے اس کے ہم اپنے رسولؐ محترم کا کلام اور کلام ہی نہیں بلکہ مجمع میں اور جماعتوں میں جمعہ میں اور عیدوں میں جنگ میں اور وفود میں جو نورانی خطبے حضورؐ نے دیئے ہیں وہ پڑھ رہے ہیں اور سُن رہے ہیں، پس ہم اس پر اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہیں اور اپنے محترم اور سب سے اکرم حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اے رب العالمین آج تیرے رسولؐ کے الفاظ ہمارے کان میں پڑتے ہیں، کل قیامت والے دن اپنے رسولؐ کا دیدار بھی ہمیں کرا اور آپؐ کے محبت بھرے نورانی کلمات خود آپ کی زبان سے ہمیں سُنا۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن تجھ سے مانگتے ہوئے ہمیں شرم، نہ تجھے دیتے ہوئے کچھ بُخل۔ ہماری دُعا ہے کہ ہمیں اپنی خوشنودی نصیب فرما اور اپنا دیدار نصیب فرما اور اپنا پاک کلام ہمیں سُنا ہمیں بخش اور ہم پر رحم فرما۔ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چوبیسویں جُمعہ کا پہلا خُطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پندرہ (۱۵) خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ ۝ وَنَسْأَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ ۝ فَاِنَّهٗ قَدْ دَنَا اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ۝ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ۝ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا ۝ اَمَّا بَعْدُ۔

الحمدللہ! منبر پر اس خطبے کا ہونا جہاں ایک طرف ہم سے سنتِ محمدی ادا کرا رہا ہے وہاں دوسری جانب بحمداللہ سنتِ ابراہیمی بھی ہم سے ادا ہو رہی ہے۔

(۳۷۶) پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضورؐ نے منبر لکڑی کا بنوایا۔ راوی کا بیان ہے۔

قَامَ عَلَيْهِ وَقَالَ - اِنْ اَتَّخِذْ مِنْبَرًا فَقَدِ اتَّخَذَهُ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمُ ○ (سیرۃ حلبیہ)

میں نے اگر منبر بنوایا تو میرے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی منبر پہ قیام فرمایا ہی۔

(۳۷۷) مکی زندگی میں قبیلۂ بنو شیبان کے سامنے حضورؐ نے جو خطبہ دیا تھا اس میں یہ بھی فرمان ہے

اِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يَّنْصُرَهُ اِلَّا مَنْ اَحَاطَ بِهِ مِنْ جَمِيْعِ جَوَانِبِهِ - اَرَاَيْتُمْ اِنْ لَّمْ تَلْبَثُوْا اِلَّا قَلِيْلًا حَتّٰى يُوَرِّثَكُمُ اللّٰهُ اَرْضَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَيُعَرِّسَكُمْ نِسَاءَهُمْ تُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ وَتُقَدِّسُوْنَهٗ - ثُمَّ قَرَاَ يَا اَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

خدا کے دین کی امداد اسی سے ہوتی ہے جو پورا دیندار ہو، تم اہل فارس سے کیا ڈرتے ہو؟ واللہ کچھ ہی دنوں بعد اللہ تعالیٰ ان کی سلطنت اور ان کے خزانوں کا مالک مسلمانوں کو بنا دیگا۔ ان کی عورتیں مسلمانوں کی لونڈیاں بن جائیں گی۔ تم ایمان لاؤ اور اللہ کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے رہو سُنو میرے خدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے نبی ہم نے تمہیں شاہد بنا کر خوشخبریاں دینے والا اور دھمکانے والا بنا کر بھیجا ہے، ہمارے حکم سے ہماری طرف ہمارے بندوں کو بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے حکم ہے کہ مومنوں کو خوشخبریاں سُنا دوں۔

اس خطبے کو سُن کر اس قبیلے کے سردار کہتے ہیں۔

مَا هٰذَا مِنْ كَلَامِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَوْ كَانَ مِنْ كَلَامِهِمْ عَرَفْنَاهُ - دَعَوْتَ وَاللّٰهِ اِلٰى مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَمَحَاسِنِ الْاَعْمَالِ وَلَقَدْ اَفِكَ قَوْمٌ كَذَّبُوْكَ وَظَاهَرُوْا عَلَيْكَ -

خدا کی قسم یہ آیت (اور اس سے پہلے کی جو آیتیں آپ نے تلاوت فرمائی ہیں جو پہلے کسی خطبے میں بیان ہو چکی ہیں) یہ کسی انسان کا کلام نہیں، اگر ہوتا تو ہمیں علم ہو جاتا، ہم پہچان لیتے، واللہ یہ تو کلامِ خدا ہے۔ بیشک آپؐ کی دعوت بھلے اخلاق اور نیک اعمال کی ہے، اُس سے بڑھ کر گاؤدی کوئی نہیں جو آپ کو جھٹلائے اور آپ کی دشمنی کرے۔

کیوں مسلمانو! ایک خطبۂ محمدیؐ سُن کر کفار کا یہ حال ہو جائے اور ہم آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پونے چار سو خطبے سُن چکے اور اپنی پہلی حالت سے اینچ بھر ادھر اُدھر نہ ہوں۔

دوستو! برائیوں کو چھوڑو، بھلائیوں کو سمیٹو۔

(۳۷۸) فتح مکہ کے خطبہ میں جہاں اور بہت سے ارشادات ہوئے جو آپ سُن چکے ہیں ایک پیش گوئی یہ بھی ہوئی۔

لَا تُغْزیٰ مَکَّۃُ بَعْدَ الْیَوْمِ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (السِّیرَۃُ الزَّیْنِیْ)

آج کے بعد سے قیامت تک نہ مکّہ کافروں کے قبضے میں جائیگا، نہ مسلمان اُسے اپنے قبضے میں لانے کیلئے یہاں جنگ کریں گے۔

(۳۷۹) اسی دن کعبۃ اللہ کے دروازے پر خطبہ پڑھتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ۔ وَلَا یَتَوَارَثُ اَھْلُ مِلَّتَیْنِ مُخْتَلِفَتَیْنِ۔ وَلَا تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ عَلیٰ عَمَّتِھَا۔ وَلَا عَلیٰ خَالَتِھَا۔ وَالْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ۔ وَالْیَمِیْنُ عَلیٰ مَنْ اَنْکَرَ وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَۃُ مَسِیْرَۃَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ وَبَعْدَ الصُّبْحِ۔ وَلَا یُصَامُ یَوْمَ الْاَضْحیٰ وَیَوْمَ الْفِطْرِ۔ (السِّیرَۃُ النَّبَوِیَّۃُ لِلزَّیْنِیْ)

مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ دو مختلف دین والے ایک دوسرے کا ورثہ نہیں لے سکتے کوئی شخص اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی پھوپھی اور خالہ سے نکاح نہیں کرسکتا (نہ اس کی بھانجی اور بھتیجی سے) دلیل دعویدار کے ذمّے ہے، قسم انکار کرنے والے پر ہے۔ کوئی عورت تین دن کا سفر بغیر اپنے ذی محرم رشتہ دار کے نہ کرے۔ عصر اور صبح کے فرضوں کے بعد کوئی نماز نہیں (جب تک سورج غروب ہو جائے اور طلوع نہ ہو جائے) دونوں عید کے دن بقر عید اور رمضان کی عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے

(۳۸۰) اس خطبے کو پورا کرنے سے پہلے اپنے خونخوار دشمنان جان و مال و عزت و دین سے خطاب کرکے فرماتے ہیں۔

یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ مَاذَا تَقُوْلُوْنَ وَمَاذَا تَظُنُّوْنَ اِنِّیْ فَاعِلٌ فِیْکُمْ؟

بتلاؤ اے قریشیو! (اے میری دعوت کے روکنے والو! اے مجھے پتھر مارنے والو! اے مجھے وطن سے نکالنے والو! اے میرے ساتھیوں کو نیزوں اور برچھیوں سے چھیدنے والو! اے مجھ پر چڑھائیاں کرنے والو) اب تمہارا کیا خیال ہے؟ تم کس سزا کے لائق ہو؟ تمہارے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہیئے

مجھ سے تمہیں کیا امید ہے؟

تھرتھراتے ہوئے جسم سے، لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کانپتے ہوئے ہونٹوں سے، لرزتے ہوئے دلوں سے وہ کہتے ہیں اور بعاجزی سرنگوں شرمسار و شرمندہ ہو کر معافی کے طالب ہوتے ہیں کہتے ہیں اے کریم بھائی، اے کریم بھائی کے لڑکے، بیشک آپ غالب آئے، بیشک آپ کو اوج و رفعت ملی۔ ہم مغلوب و مقہور ہو کر، قیدی بن کر آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ لیکن اے کریم بھائی آپ سے ہم آپ کے کرم کے متوقع ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ يُوْسُفُ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ۔

جاؤ میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح تمہیں کہتا ہوں کہ آج میں تمہیں سرزنش بھی نہیں کرتا جاؤ خدا بھی تمہیں بخشے۔ جاؤ میں نے معاف کیا ارحم الراحمین خدا بھی تمہیں معاف فرمائے، جاؤ تم سب آزاد ہو

بس پھر تو یہ اس طرح یہاں سے چھوٹے جیسے کوئی قبر سے کھڑا ہوتا ہے۔ اس پاک نبیؐ کا، اس پاک خطبے کا، اس پاک فعل کا اور حضورؐ کے طرزِ عمل اور اسلام کی اس شناخت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ پلٹ پلٹ کر فوجیں کی فوجیں آنے لگتی ہیں اور اسلام قبول کرنے لگتی ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین

(۳۸۱) خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً فِيْهَا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ۝ وَخَيْرُ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى ۝ وَرَاْسُ الْحِكْمَةِ۔ مَخَافَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۝ وَ النِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ ۝ وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ ۝ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ ۝ وَمَنْ يَّغْفِرْ يُغْفَرْ لَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْفُ يَعْفُ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ يَّصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ يُعَوِّضْهُ اللّٰهُ ۝ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

حضورؐ نے اپنے خطبے میں فرمایا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد یاد رہے کہ تمام کتابوں میں بہتر کتاب قرآن کریم ہے۔ بہترین تونگری دل کی تونگری ہے۔ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ حکمت کی اصل اللہ عزوجل کا خوف رکھنا ہے۔ عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ جوانی جنون کی ایک شاخ ہے۔ بھلا انسان وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر عبرت و نصیحت حاصل کرے جو اوروں کو بخشیگا خدا بھی اُسے بخشیگا۔ جو اوروں کی خطاؤں سے درگذر کریگا اللہ تعالیٰ اُس کی خطا سے درگذر فرمائیگا۔ جو

لِيْ وَلَكُمْ۔

(رَوَاهُ صَاحِبُ السِّيْرَةِ الْحَلَبِيَّةِ)

مصیبت پر صبر کریگا، اللہ تعالیٰ اُسے بدلہ دیگا میں اپنے لئے اور تم سب کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

(۳۸۲) بنوعُذرہ کا وفد حاضرِ دربارِ محمدیؐ ہوتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ آپؐ کس بات کی طرف بلاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔

اَدْعُوْا اِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ وَاَنْ تَشْهَدُوْا اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰى كَافَّةِ النَّاسِ (وَبَعْدَ ذَالِكَ) اَلصَّلٰوةُ تُحْسِنُ طُهُوْرَهُنَّ وَتُصَلِّيْهِنَّ لِمَوَاقِيْتِهِنَّ فَاِنَّهٗ اَفْضَلُ الْعَمَلِ ثُمَّ ذَكَرَ لَهُمْ بَاقِيَ الْفَرَائِضِ مِنَ الصِّيَامِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَبَشَّرَهُمْ بِفَتْحِ الشَّامِ عَلَيْهِمْ وَهَرَبِ هِرَقْلَ اِلٰى مُمْتَنِعِ بِلَادِهٖ وَنَهَاهُمْ عَنْ سُؤَالِ الْكَاهِنَةِ۔ وَنَهَاهُمْ عَنِ الذَّبَائِحِ الَّتِيْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهَا لِاَصْنَامِهِمْ

(اَلسِّيْرَةُ الْحَلَبِيَّةِ)

میں تمہیں اللہ ایک کی طرف اور اپنی رسالت کی طرف بُلاتا ہوں۔ اس کے بعد پانچوں وقت کی نمازوں کی پابندی کی دعوت دیتا ہوں کہ اُن کا وضو بھی اچھی طرح کرو اور انھیں اوّل وقت ادا کرتے رہو، یہ سب سے افضل عمل ہے۔ اسی طرح روزے، زکوٰۃ اور حج کی نگرانی رکھو۔ پھر آپ نے انھیں فتح شام کی اور ہرقل کے بھاگ جانے کی خوشخبری سُنائی اور اس کی پیشین گوئی کی اور انھیں فرمایا کہ تمہارے ہاں جو مشہور کاہن عورت ہے اس سے غیب کی خبریں نہ پوچھا کرو اسی طرح انھیں فرمایا کہ خدا کے سوا اوروں کے نام پر قربانی کرنا اوروں کیلئے جانور قربان کرنا حرام ہے

(۳۸۳) خاندانِ قُضاعہ کے قبیلہ بلی کا وفد آتا ہے تو اس وفد سے آپ ملاقات کرتے ہیں اور اسلام پیش فرماتے ہیں، وہ جب مسلمان ہو چکتے ہیں تو آپ یہ خطبہ فرماتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكُمْ لِلْاِسْلَامِ فَكُلُّ مَنْ مَّاتَ مِنْكُمْ عَلٰى غَيْرِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ فِي النَّارِ٭ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يَّهْدِهٖ لِلْاِسْلَامِ۔ (سِيْرَةُ الْحَلَبِيَّةِ)

اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی۔ جو بھی اسلام کے سوا اور ملت پر مرے وہ جہنمی ہے۔ جس کے ساتھ خدا کا ارادہ بھلائی کا ہوتا ہے اسے اسلام قبول کرنے کی ہدایت فرماتا ہے

سردار وفد ابوالضبیب رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر اُس مجلس میں ہی سوال کرتے ہیں کہ حضورؐ کیا کسی مہمان کی مہمانداری کرنے میں بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ آپؐ فرماتے ہیں۔

نَعَمْ وَكُلُّ مَعْرُوْفٍ صَنَعْتَهٗ اِلٰی غَنِيٍّ اَوْ فَقِيْرٍ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ ہاں اس میں بھی ثواب ہے بلکہ ہر ایک سلوک جو تو کسی مالدار یا مسکین کیساتھ کرے وہ سب صدقہ ہے

وہ پوچھتے ہیں حضورؐ مہمانداری کا وقت کہاں تک ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ تین دن تک۔ وہ پوچھتے ہیں اگر زیادہ دن مہمان ٹھہر جائے تو؟ آپؐ فرماتے ہیں۔

فَصَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لِلضَّيْفِ اَنْ يُّقِيْمَ عِنْدَكَ فَيُحْرِجَكَ۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کو حلال نہیں کہ وہ میزبان کے ہاں اتنا قیام کرے کہ اُسپر شاق گذرے

وہ پوچھتے ہیں۔ یا رسول اللہؐ! جنگل میں کسی کی کھوئی ہوئی بکری مِل جائے تو کیا حکم ہے؟ آپؐ فرماتے ہیں۔ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ یا وہ تیری ہے یا تیرے کسی اور بھائی کی یا بھیڑیئے کی (یعنی اُسے پکڑ لو، اُس کے مالک کو تلاش کر کے پہنچاؤ ورنہ اُسے اپنے کام میں لو، یا پھر کوئی اور پکڑ لیگا ورنہ جنگلی درندے اُسے پھاڑ کھائیں گے) اُس نے کہا ایسے گمشدہ اونٹ کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا مَالَكَ وَلَهٗ دَعْهُ حَتّٰى يَجِدَهٗ صَاحِبُهٗ یعنی تمہیں اس سے کیا مطلب؟ چھوڑ دو اس کا مالک اُسے ڈھونڈیگا اور پالیگا۔ (حلبیہ)

(۴۳۸) انصار کا مجمع مکہ شریف میں ابتداء نبوت کے زمانہ میں قبل از ہجرت جمع ہے، ان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں، تلاوتِ قرآن کے بعد اسلام کی رغبت دلاتے ہیں پھر فرماتے ہیں۔

اُبَايِعُكُمْ عَلٰى اَنْ تَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَآءَكُمْ وَاَبْنَاءَكُمْ تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَعَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ لَا تَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (رُوِيَ فِي السِّيْرَةِ الْحَلَبِيَّةِ)

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ جس طرح اپنی عورتوں اور بچوں کو تم دشمنوں سے محفوظ رکھتے ہو اسی طرح تم مجھے بھی میرے دشمنوں سے بچاتے رہو گے، آؤ مجھ سے بیعت کرو کہ سُنتے اور مانتے اور بجالاتے رہو گے، جو میں حکم دوں خواہ چُستی کی حالت میں ہو یا سُستی کی حالت میں خرچ کرتے رہو گے خواہ تنگی کی حالت ہو، خواہ آسانی

کی لوگوں کو میرا دین پہنچاتے رہو گے خواہ نیکی کا حکم ہو خواہ برائی سے روکنا ہو۔ اللہ کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے دھمکاتے رہو گے اور اس کی باتیں پہنچاتے رہو گے خواہ کوئی ملامت کرنے والا ملامت ہی کیوں نہ کرے۔

(۳۸۵) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ اُمَّتِیْ قَالُوْا وَمَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الْمُتَخَلِّلُوْنَ فِی الْوُضُوْءِ وَالْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ۔ اَمَّا تَخْلِیْلُ الْوُضُوْءِ فَالْمَضْمَضَۃُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَبَیْنَ الْاَصَابِعِ وَاَمَّا تَخْلِیْلُ الطَّعَامِ فَمِنَ الطَّعَامِ۔ اِنَّہٗ لَیْسَ شَیْءٌ اَشَدَّ عَلَی الْمَلَکَیْنِ مِنْ اَنْ یَّرَیَا بَیْنَ اَسْنَانِ صَاحِبِہِمَا طَعَامًا وَّہُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ (رواہ فی الترغیب والترہیب فی مجمع الزوائد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مجمع میں آئے اور ہم سے مخاطب ہو کر یہ تعلیم ہمیں دی. فرمایا میری امت میں سے بھلے اور خوش نصیب لوگ خلال کرنے والے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا حضورؐ خلال کرنیوالوں سے کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا وضو میں خلال کرنیوالے اور کھانے کا خلال کرنے والے۔ فرمایا وضو کا خلال تو کلی کرنا ناک میں پانی دینا (ہاتھوں اور پاؤں) کی انگلیوں کے درمیان خلال کرنا ہی، کھانے کا خلال دانتوں میں اٹکی ہوئی غذا کو مسواک و خلال وغیرہ سے دور کرنا ہے۔ کراماً کاتبین کو یہ بہت ہی شاق گذرتا ہے کہ انسان نماز میں ہو اور اس کے دانتوں میں غذا کے اجزا اٹکے ہوئے ہوں

(۳۸۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ ثُمَّ قَالَ اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَا حِلْفَ فِی الْاِسْلَامِ وَمَا کَانَ مِنْ حِلْفٍ فِی الْجَاہِلِیَّۃِ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ لَا یَزِیْدُہٗ اِلَّا شِدَّۃً اَلْمُؤْمِنُوْنَ یَدٌ

فتح مکہ والے سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا اے لوگو! اب آپس میں قسمیں کھا کر ایک ہونے (اور جاؤ بیجا اپنے قسمیہ ساتھیوں کی امداد کرنے کی) اجازت نہیں ہے ہاں جو ایسے ایکے جاہلیت میں ہو چکے ہیں (اور دونوں طرف کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔) تو اسلام انھیں توڑتا نہیں بلکہ انھیں

عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ يُجِيْرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُ وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ يَرُدُّ سَرَايَاهُمْ عَلٰی قَعِيْدَتِهِمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا يُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِيْ دُوْرِهِمْ۔

(رَوَاهُ ابوداؤد)

اور بھی مضبوط کر دیتا ہے۔ جاہلیت کی طرح کی قسمیں اب برباد اس لئے ہیں کہ اسلام میں آکر تمام کلمہ گو سچے مومن مثل ایک ہاتھ کے ہیں اپنے مقابلہ پر آنے والوں کے سامنے مثل ایک جسم کے ہیں، دور دراز والا ادنیٰ مسلمان بھی کسی کافر کو پناہ دیدے تو وہ تمام مسلمانوں کیطرف سے ہے۔ دور والوں کے مالِ غنیمت میں اُنکا بھی حصہ ہے۔ اُن کے لشکری اُن کے وطنیوں کو جو گھر پر ہیں حصہ دیں گے۔ سنو! قواعد اسلام میں یہ قانون بھی ہے کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا۔ جو جرمانہ مسلمان کے قاتل پر ہے اس سے نصف جرمانہ کافر کے قاتل پر ہے۔ دیکھو! زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مالداروں کو اپنی جگہ نہ بلواؤ نہ مالدار اپنی جگہ سے دور چلے جائیں، بلکہ زکوٰۃ اُن کے گھروں اُن کے باڑوں اُن کے جانوروں کے رہنے سہنے کی جگہ پر ہی لی جائے۔"

(۳۸۷) عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰی هٰذَا الْمِنْبَرِ إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّيْ فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلْيَقُلْ حَقًّا أَوْ صِدْقًا۔ وَمَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

حضورؐ نے منبر پر فرمایا کہ میری حدیثیں بیان کرنے میں زیادتی نہ کرو (جب تک صحت نہ معلوم ہو جائے) میرا نام لے کر جو کہو حق اور سچ کہو۔ مجھ پر جو بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں مقرر کرلے۔"

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۳۸۸) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ صبح کی نماز غلس میں ادا کرتے پھر نماز کے بعد آپ ہماری طرف منہ پھیر کر بیٹھتے۔ ہم سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے آج کی رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو بیان کر دیتا۔ پھر آپ اس کی تعبیر دیدیتے۔ ایک دن اسی طرح ہم سے پوچھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرۂ مبارک اس وقت ورقِ قرآن کریم معلوم ہو رہا تھا۔ ہم نے کہا حضورؐ ہم میں سے کسی نے کوئی خواب آج نہیں دیکھا آپ نے

فرمایا لیکن میں نے جو دیکھا ہے وہ سُن لو۔

رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ فَيَشُقُّهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا۔ فَيَعُوْدُ فَيَفْعَلُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ يَشْدَخُ بِهٖ رَأْسَهٗ۔ فَإِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ۔ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ إِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهٗ وَعَادَ رَأْسُهٗ كَمَا كَانَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا إِلٰى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّأَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ تُتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارٌ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا وَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا۔ وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ

آج رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر وہ مجھے پاک زمین (شام) کی طرف لے چلے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک آنکڑا ہے جس سے وہ اس شخص کی ایک باچھ چیرتا ہے پھر دوسری چیرنی شروع کرتا ہے تو پہلی درست ہو جاتی ہے، پھر پہلی چیرتا ہے تو دوسری درست ہو جاتی ہے، یہی عذاب اُسے ہو رہا ہے میں نے پوچھا اسے یہ سزا کیوں ہو رہی ہے؟ میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا ابھی آگے چلئے، آگے چل کر دیکھا کہ ایک شخص چت لیٹا ہوا ہے اس کے سرہانے ایک فرشتہ اپنے ہاتھ میں بہت بڑا پتھر لئے ہوئے ہے جو اس کے سر پہ پھینکتا ہے جس سے اس کا سر قیمہ قیمہ ہو جاتا ہے۔ پتھر کو وہ اُٹھائے تب تک پھر اس کا سر جُڑ جاتا ہے۔ پھر وہ اُسے پتھر مارتا ہے۔ یہی عذاب اسے برابر ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے عذاب کا کیا باعث ہے؟ ان دونوں نے کہا ابھی آگے چلئے۔ اب آگے جا کر میں دیکھتا ہوں کہ ایک تنور نما گڑھا ہے جو اوپر سے تنگ ہے نیچے سے کشادہ ہے اسمیں آگ سلگ رہی ہے اس میں کچھ مرد اور کچھ

فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسْطِ النَّهَرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ۔ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ وَّفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَّإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُّوقِدُهَا۔ فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا وَسْطَ الشَّجَرَةِ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَاءٌ وَّصِبْيَانٌ۔ ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ مِنْهَا فِيهَا شُيُوخٌ وَّشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا إِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ۔ أَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ

عورتیں ہیں جو برہنہ ہیں اور جل رہے ہیں آگ کی تیزی کا یہ حال ہے کہ اس کے شعلوں کے ساتھ یہ لوگ اوپر کو آجاتے ہیں یہاں تک کہ گویا اب باہر نکل جائیں گے پھر اس کے شعلوں کے مدھم ہونے پر وہ نیچے گر جاتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا اور آگے چلئے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ خون کی ایک نہر ہے جس کے درمیان ایک شخص کھڑا ہے اس نہر کے کنارے ایک فرشتہ اپنے ہاتھ میں پتھر لئے کھڑا ہے۔ جب یہ وہاں سے آتا ہے اور باہر نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیتا ہے اور اُسے دھکے دے کر پھر وہیں کر دیتا ہے۔ یہی عذاب اسے ہوتا رہتا ہے، میں نے اس کی حقیقت دریافت کی تو بھی دونوں نے مجھے یہی کہا کہ اور آگے چلئے۔ اب ہم ایک باغ میں پہنچے جو بہت ہی ہرا بھرا ہے لہلہا رہا ہے، اس میں ایک بہت ہی بہترین درخت ہے جس کے پاس ایک بڑی عمر کے بزرگ ہیں اور اُن کے پاس بہت سے بچے ہیں۔ وہیں قریب ہی ایک اور صاحب ہیں جو آگ جلا رہے ہیں۔ دونوں ساتھیوں نے مجھے درخت کے درمیان کے ایک بلند محل میں پہنچایا۔ میری نگاہ سے تو اس سے

يُحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَاتَرٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَأْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَافِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَارَأَيْتَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهٗ فِى النَّقَبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهٗ فِى النَّهْرِ اٰكِلُ الرِّبٰوا وَالشَّيْخُ الَّذِىْ رَأَيْتَهٗ فِىْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِيْمُ۔ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُالنَّاسِ وَالَّذِىْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُالْاُوْلَى الَّتِىْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّاهٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ وَاَنَاجِبْرَئِيْلُ وَ هٰذَا مِيْكَائِيْلُ۔ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِىْ فَاِذَا فَوْقِىْ مِثْلُ السَّحَابِ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ. قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِىْ اَدْخُلْ مَنْزِلِىْ۔ قَالَا اِنَّهٗ بَقِىَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِاسْتَكْمَلْتَهٗ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالسُّيُوْطِىْ فِىْ تَفْسِيْرِهٖ)

پہلے اس سے زیادہ بھلا اور افضل کوئی اور گھر گذرا ہی نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں بڈھے بھی ہیں اور جوان بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی ہیں پھر وہاں سے باہر آئے اور آگے گئے ایک اور درخت پر چڑھایا اور ایک اور محل میں لے گئے، جو پہلے سے بھی زیادہ احسن و افضل تھا۔ اس میں صرف بڈھے اور جوان مرد ہی تھے۔ اب میں نے ان دونوں سے کہا کہ اس رات تو تم نے مجھے خوب سیر کرائی اب جو میں نے دیکھا ہے اس کی تفصیلی کیفیت تو بیان کرو۔ انھوں نے کہا ہاں اب سُنئے۔ جسے باچھیں چیرنے کا عذاب ہو رہا تھا وہ جھوٹا انسان تھا۔ جو ایک جھوٹ بات اڑا دیتا تھا اور وہ دنیا میں شہرت کر جاتی تھی اسے قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ جس کا سر کچلا جارہا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جسے خدائے تعالیٰ نے قرآن کریم سکھایا تھا لیکن وہ رات کو سو جایا کرتا تھا اور دن کو عمل نہیں کرتا تھا اُسے بھی تا قیامت یہی سزا ہوتی رہے گی۔ جن ننگے مرد عورتوں کو آپ نے جہنم کے تنور نما گڈھے میں جلتے بھلستے دیکھا ہے، یہ زانی مرد و عورت ہیں جسے خون کی نہر میں غوطے کھاتے دیکھا ہے وہ سود خوار لوگ ہیں۔ جن شیخ کو آپ نے درخت کے پاس دیکھا ہے، جن کے ارد گرد بچے تھے وہ بزرگ حضرت ابراہیمؑ

علیہ السلام ہیں اور وہ بچے لوگوں کی وہ اولادیں ہیں جو بچپن میں ہی مر جاتی ہیں۔ آگ سلگاتے ہوئے جنہیں آپ نے دیکھا ہے وہ خازن داروغۂ دوزخ ہیں پہلے جس جنّتی محل میں آپ تشریف لے گئے وہ عام مومنوں کا درجہ ہے اور یہ دوسرا محل شہیدوں کا درجہ ہے۔ میں جبرئیل ہوں یہ میرے ساتھی حضرت میکائیل ہیں اب آپ ذرا سر اٹھا کر نظریں ڈالئے۔ میں نے دیکھا تو مثل سفید ابر بلکہ تہ بہ تہ نورانی ابر کی طرح دکھائی دیا، فرمایا یہ آپ کی منزل جنت ہے۔ میں نے کہا پھر مجھے چھوڑ دیجئے میں یہاں چلا جاؤں۔ ان دونوں نے فرمایا ابھی نہیں ابھی آپ کی کچھ دنیوی عمر باقی ہے۔ جب آپ اُسے پوری کر لیں گے اپنی اس منزل میں پہنچ جائیں گے

آہ! یہ ہیں روح فرسا عذاب اور یہ ہیں پاک بدلے جو جسے چاہے اختیار کر لے۔ ہاں یہ خیال رہے کہ ممکن ہے یہ کوئی اور واقعہ ہو۔ ورنہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جاگتے ہوئے روح و جسم سمیت ہوئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳۸۹) حضرت حسن رضؓ بیمار ہوئے لوگ ان کے پاس عیادت کے لئے گئے۔ جب سارا گھر بھر گیا تو آپ نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے پھر فرمایا، اسی طرح ہم لوگ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے گئے اور گھر پُر ہو گیا۔ تو آپ نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اور فرمایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جمع ہوئے، اس وقت حضورؐ اپنی کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ جب سارا گھر بھر گیا تو حضورؐ نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے پھر ہم سے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

اِنَّهٗ سَيَأْتِيْكُمْ اَقْوَامٌ مِّنْ بَعْدِيْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَحَيُّوْهُمْ وَعَلِّمُوْهُمْ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

میرے بعد تمھارے پاس بہت سے لوگ علم دین سیکھنے کے لئے آئیں گے تم انھیں مرحبا کہنا، انھیں دُعائیں دینا۔ ان کے ساتھ بھلائی اور عزّت سے پیش آنا اور انھیں علم دین اچھی طرح سکھانا۔"

الحمدللہ صحابہ کرامؓ نے اس خطبۂ نبوی کو نبھایا اور خوب نبھایا ملاحظہ ہو امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرف اصحاب الحدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَأَى الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث کے جوان طلباء کو دیکھتے تو فرماتے تمہیں مرحبا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھاری بابت ہمیں وصیّت فرمائی ہے ہمیں

نُوَسِّعُ لَكُمْ فِي الْمَجْلِسِ وَاَنْ نُّفْهِمَكُمُ الْحَدِيْثَ فَاِنَّكُمْ خُلُوْفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ بَعْدَنَا۔ (شرف اصحاب الحدیث عربی مع ترجمہ فضائل محمدی صـ۱۲)

حکم دیا ہے کہ ہم تمہارے لئے اپنی مجلسوں میں کشادگی کریں تمہیں مرحبا کہیں اور تمہیں حدیثیں پڑھائیں اور سمجھائیں، اس کے لئے کہ ہمارے خلیفہ تم ہو اور ہمارے بعد اہلحدیث تم ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہؓ اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے اور اپنے بعد والوں کو بھی اہلحدیث بتلاتے تھے فَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَرَحِمَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الْحَدِيْثِ كُلِّهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔

پس میں آپ سے کہونگا اور بہ زور طریق پر کہونگا کہ جو لوگ علم حدیث کی خدمت کرنیوالے ہیں اُن کا وقار عزت واحترام کرو اس کے پڑھنے والے اس کے پڑھانے والے اس کے پھیلانے والے اس کے جمع کرنے والے اس کے حفظ کرنیوالے بلکہ اس کے عمل کرنیوالے بھی نہ صرف یہاں بلکہ وہاں بھی ذی احترام اور ذیشان ہیں۔ یاد رکھو علم حدیث طلب کرنیوالے پر کبھی حقارت کی نگاہ نہ ڈالنا ورنہ ڈر ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ہاں اس شخص کی حقارت نہ ہو جاہے حدیث اور اہل حدیث کی عزت کرو اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں نور حدیث ہمارے سینوں میں علم حدیث ہمارے جسم میں عمل حدیث کی قوت بخشے۔ آمین۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ۵ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۵ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ ؛

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چوبیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ خطبے ہیں

(۳۹۰) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ

حضرت زہری راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر خطبہ کے شروع میں یہی پڑھا کرتے تھے۔ یعنی سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں ہم سب اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اس

اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی نَسْئَلُ اللّٰہَ رَبَّنَا اَنْ یَّجْعَلَنَا مِمَّنْ یُّطِیْعُہٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ وَیَجْتَنِبُ سَخَطَہٗ۔

(مراسیلِ ابوداؤد)

سے استغفار کرتے ہیں، اسی سے اپنے نفس کی بُرائیوں سے پناہ چاہتے ہیں اس کے راہ دکھائے ہوئے کو کوئی بھٹکا نہیں سکتا اور اس کے گم کردہ راہ کو کوئی راہِ راست دکھانے والا نہیں ہے۔ میری گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ کی اور اس کے رسول کی جس نے پیروی کرلی وہ رشد و ہدایت پاگیا اور جس نے خدا کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ برباد ہوکر بہک گیا۔ اے ہمارے معبود تو ہمیں ان میں سے کر جو تیری اطاعت تیرے نبیؐ کی اطاعت کرتے ہیں، تیری رضامندی کی جستجو میں رہتے ہیں اور تیری ناراضگی سے الگ رہتے ہیں۔

(۳۹۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُعْدِیْ شَیْئٌ شَیْئًا۔ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْبَعِیْرُ اَجْرَبُ الْحَشَفَۃِ یُدْنِیْہِ فَیُجْرِبُ الْاِبِلَ کُلَّھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ؟ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ خَلَقَ اللّٰہُ کُلَّ نَفْسٍ فَکَتَبَ حَیَاتَھَا وَرِزْقَھَا وَمَصَائِبَھَا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

ہمارے مجمع میں کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی،، یہ سنکر ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ایک کھجلی والا اونٹ آکر ہمارے اونٹوں میں مل جاتا ہے تو سب کو خارش لگ جاتی ہے آپ نے اُسی وقت اس کے جواب میں فرمایا۔ مان لو پہلے اونٹ سے یہ اونٹ بیمار ہوئے لیکن پہلا کیسے بیمار ہوا ہے اُسے کس نے کھجلی لگادی؟ سنو! ایک کی بیماری کا دوسرے کو لگنا کوئی چیز نہیں۔ صفر کے مہینے کی نحوست کی کہانیاں کوئی چیز نہیں۔ نہ کھوپڑی اور اُلّو کی نحوست کوئی چیز ہے۔ ہر نفس کا خالق اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے اُسی نے سب کو زندگی روزی اور دُکھ سُکھ لکھدیا ہے۔ اسی کے مطابق ظاہر ہوگا،،

(۳۹۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

ہم سب جمع تھے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں

وَسَلَّمَ وَفِیْ یَدِہٖ کِتَابَانِ۔ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ
مَا ھٰذَانِ الْکِتَابَانِ؟ فَقُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ یَدِہِ
الْیُمْنٰی ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ
فِیْہِ اَسْمَاءُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِھِمْ
وَقَبَائِلِھِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِھِمْ
فَلَا یُزَادُ فِیْھِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْھُمْ
اَبَدًا۔ ثُمَّ قَالَ لِلَّذِیْ فِیْ شِمَالِہٖ
ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ فِیْہِ
اَسْمَاءُ اَھْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِھِمْ
وَقَبَائِلِھِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِھِمْ فَلَا
یُزَادُ فِیْھِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْھُمْ اَبَدًا فَقَالَ
اَصْحَابُہٗ فَفِیْمَ الْعَمَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟
اِنْ کَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْہُ فَقَالَ
سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّۃِ
یُخْتَمُ لَہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنْ عَمِلَ
اَیَّ عَمَلٍ۔ وَاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ یُخْتَمُ لَہٗ
بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَیَّ عَمَلٍ
ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بِیَدَیْہِ فَنَبَذَھُمَا ثُمَّ قَالَ
فَرَغَ رَبُّکُمْ مِّنَ الْعِبَادِ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ
وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ۔

تھیں، ہم سے فرمانے لگے جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ہمیں جب تک آپ نہ بتلائیں کیا علم؟ آپ نے فرمایا میرے داہنے ہاتھ والی اس کتاب میں تو جنتیوں کے نام ہیں۔ مع اُن کے باپوں اور اُن کے قبیلوں کے ناموں کے اور آخر میں میزان ہے، اب اُن میں سے نہ ایک بڑھے نہ گھٹے اور میرے بائیں ہاتھ والی اس کتاب میں اسی طرح جہنمیوں کے اُن کے باپوں کے اور اُن کے قبیلوں کے نام ہیں اور آخر میں حساب جوڑ دیا گیا ہے نہ اب کمی ہو نہ زیادتی ہو۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ جب اس امر سے فراغت ہو چکی ہے تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا درستگی راستگی اور نیکیوں سے نزدیکی پر ثابت قدم رہو۔ سنو! جنتی کے اس وقت خواہ کچھ ہی اعمال ہوں لیکن خاتمہ عمل اہل جنت پر ہی ہوگا۔ اور جہنمی کے گو کچھ ہی اعمال ہوں لیکن آخری وقت وہ جہنم کے کام کرنے لگے گا۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح کیا گویا آپ نے وہ دونوں کتابیں ڈال دیں پھر ارشاد فرمایا کہ تمہارا پروردگار بندوں کے فیصلوں سے فراغت پا چکا ہے۔ ایک جماعت جنت میں دوسرا گروہ جہنم میں۔''

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُہٗ)

(۳۹۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضورؐ نے کھڑے ہو کر دجّال کے فتنے سے ڈرانے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ وَقَالَ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَنْ يَّرٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ۔ وَاِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَّقْرَؤُهٗ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهٗ۔ (ترمذی)	کا ایک لمبا خطبہ ایک دن ہمیں سنایا جس میں فرمایا کہ یاد رکھو مرنے سے پہلے خدا کو اس زندگی میں کوئی بھی دیکھ نہیں سکتا (اور اسے دیکھو گے تو سمجھ لینا کہ یہ دجّال اپنے دعوئے خدائی میں کاذب ہے اور نشان اس کا یہ ہے کہ) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کافر جسے

ہر وہ شخص پڑھ لیگا جو اس کے کاموں سے ناخوش ہو"

(۳۹۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سے گر پڑے اور چوٹ لگی اس وجہ سے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی فارغ ہو کر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کہ امام اسی لئے ہوتا ہے کہ اس کی اقتدا کیجائے۔ جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تم بھی اٹھاؤ۔ جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔ جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔ جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھکر نماز ادا کرو"

یہ یاد رہے کہ پھر مرض الموت میں حضورؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور آپ کے مقتدیوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی، تو آخری فعل یہی ہے اور یہ بھی نہ بھولے کہ مقتدی کو بھی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا چاہئے اور امام کو بھی رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا چاہئے۔ جیسا کہ فتح الباری وغیرہ میں مرفوع حدیث موجود ہے۔ اور یہ بھی مروی ہے اور ثابت ہے کہ گو امام کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہو لیکن مقتدیوں میں سے کسی کو عذر ہو تو بیٹھ کر بھی اس کی اقتدا میں نماز ادا کر سکتا ہے۔

(۳۹۵) مشرکین کے بڑے بڑے سردار جمع ہوتے ہیں اور حضورؐ کو سمجھاتے ہیں کہ تم قوم کا خلاف نہ کرو ورنہ کچل دیئے جاؤ گے تو آپ اٹھکر انھیں خطبہ دیتے ہیں، فرماتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا الْمَلِكُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُغْنِيُّ الْمُفْقِرُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ الْمُصِحُّ الْمُسْقِمُ ۝ وَاَنْتُمُ الْعَبِيْدُ ۝	اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے تم سب کا مالک میں ہی ہوں نیچا اونچا کرنیوالا غنی فقیر بنانے والا عزت وذلت دینے والا۔ تندرست کرنیوالا اور بیمار ڈالنے

لَیْسَ لَکُمْ اِلَّا التَّسْلِیْمُ لِیْ وَالْاِنْقِیَادُ لِحُکْمِیْ ۝ فَاِنْ سَلَّمْتُمْ کُنْتُمْ عِبَادًا مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنْ اَبَیْتُمْ کُنْتُمْ بِیْ کَافِرِیْنَ ۝ وَبِعُقُوْبَاتِیْ مِنَ الْھَالِکِیْنَ ۝

والا میں ہی ہوں۔ تم سب میرے غلام ہو میرے احکام کے سامنے تم سب مجبور ہو انھیں ماننے اور ان پر عمل کرنے کے سوا تمھارے لئے کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ اگر مان لوگے تو مومن بندے بنجاؤگے اور اگر انکار کروگے تو کافروں میں شمار کئے جاؤگے اور پھر میرے عذابوں کا شکار بن جاؤگے۔“

برادران! میں آج کے اپنے خطبے کو اسی مضمون پر ختم کرتا ہوں۔ دیکھو ہم سب ناچار اور بے بس اور محض عاجز ہیں تعمیلِ احکام کریں گے تو انعام اور سرفرازی کے مستحق ہوں گے ورنہ عذابوں کے سزاوار بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمھیں توفیق خیر دے اور مسلمان کرکے زندہ رکھے اور اسلام پر ہی خاتمہ کرے۔ آمین۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَنْتَ وَلِیّٖنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ ۝ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَکْبَرُ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پچیسویں[۲۵] جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ[۱۲] خطبے ہیں

(۳۹۶) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ۝ اَللّٰھُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ ۝ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ ۝ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ ۝ وَلَا ھَادِیَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ ۝ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ ھَدَیْتَ ۝ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَ ۝ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ ۝ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ مِنْ بَرَکَتِکَ وَرَحْمَتِکَ ۝ وَفَضْلِکَ وَعَافِیَتِکَ ۝ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ النَّعِیْمَ الْمُقِیْمَ ۝ اَلَّذِیْ لَا یَحُوْلُ وَلَا یَزُوْلُ ۝ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْخَوْفِ ۝ وَالْغِنٰی یَوْمَ الْفَاقَۃِ ۝ عَائِذًا بِکَ اَللّٰھُمَّ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَیْتَ ۝ وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَ ۝ اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ ۝ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ۝ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ عَذِّبْ کَفَرَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ ۝ اَلَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ ۝

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ ۝ اِلٰهَ الْحَقِّ۔ آمین!

محمدی بھائیو! میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرتا ہوں جو ہمیں چلاتا پھراتا ہے۔ کھلاتا پلاتا ہے۔ سلاتا جگاتا ہے، جس نے ہمیں انسان بنایا جس نے ہمیں نورِ ایمان عطا فرمایا جس کے دربار میں آج ہم جمع ہیں جو ہماری باتیں سن رہا ہے اور ہماری حالتیں دیکھ رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اور اُمتیں اپنے نبیوں کے حالات سے بے خبر ہیں، اُن کے کان اپنے نبیوں کے کلام سے خالی ہیں۔ لیکن الحمدللہ ہمارے پاس خزانۂ محمدی جمع ہے، کم وبیش تیئیس سالہ حدیثِ رسول ہمارے دفتروں میں جمع ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ ۝

بھائیو! اس وقت جو خطبہ میں نے پڑھا ہے یہ وہ ہے جسے ہمارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت پڑھا جب کہ آپ کے اصحاب بوجہ اپنی ایک غلطی کے بوجہ ایک نافرمانیِ رسولؐ کے جو ایک مغالطہ کی بناء پر ہوگئی تھی، کفّار کے مقابلہ میں میدانِ اُحد میں شکست کھا چکے تھے، شہیدوں کے پاک جسم میدان میں بے گور وکفن پڑے تھے۔ زخمی اصحاب پرا باندھے کھڑے تھے کچھ اور اصحاب بھی بوجہ ہزیمت کے سر جھکائے کھڑے تھے، ڈر تھا کہ کہیں کفّار پھر لوٹ کر نہ آجائیں اور شکست پر شکست نہ ہو، ہولناک خبریں آس پاس اُڑ رہی تھیں کہ خدانخواستہ خود حضورؐ بھی شہید ہوگئے ہیں۔ مدینہ سے مستورات بھی بے تابانہ نکل آئی تھیں اس وقت آپ اپنے لشکر کو مرتّب کرتے ہیں صفیں باندھتے ہیں جہاد کے فضائل سناتے ہیں جنت کا شوق دلاتے ہیں مردوں کی صفوں کے پیچھے عورتوں کو کھڑا کرتے ہیں اور درمیان میں خود کھڑے ہوکر خطبہ دیتے ہیں جس کا دعائیہ حصّہ اور شروعِ خطبہ غالباً یہی ہے۔ یعنی

اے میرے باری تعالیٰ حمد وثنا کے لائق تو ہی ہے۔ الٰہی جس پر تو تنگی کر دے اس پر کوئی کشادگی نہیں کر سکتا، الٰہی جسے تو دے اس سے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے تو روک لے اُسے کوئی دے نہیں سکتا۔ پروردگار اس کا کوئی ہادی نہیں جسے تو بہکا دے اور اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جس کی رہبری تیری طرف سے ہوجائے۔ خدایا اُسے قریب کرنے والا کوئی نہیں جسے تو دُور ڈال دے۔ اور اس کا دور کرنے والا کوئی نہیں جسے تو قریب کرلے۔ میرے مالک میں تجھ سے تیری برکت ورحمت اور فضل وعافیت طلب کرتا ہوں۔ اے معبودِ برحق میں تجھ سے وہ دائمی نعمتیں مانگتا ہوں جو نہ ہٹیں نہ ٹلیں۔ خدایا خوف والے دِن مجھے امن عطا فرما اور فقر وفاقہ والے دِن مجھے تونگری عطا فرما۔ الٰہ العالمین میں ہر چیز کی بُرائی سے تیری

پناہ چاہتا ہوں خواہ تو نے مجھے وہ دی ہو خواہ نہ دی ہو۔ خدایا تو ہم سب کو مسلمان کر کے مار۔ الٰہی ہمیں ایمان کی محبت عطا فرما اور اسے ہمارے دِلوں میں رچا دے۔ خدایا کفر کی بدکاری کی اور تیری نافرمانی کی کراہیت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔ اے مالک الملک ہمیں راہ یافتہ پارسا لوگوں میں سے کر دے۔ پروردگا اہل کِتاب کے اُن کافروں پر اپنا عذاب نازل فرما جو تیرے نبیوں کے منکر ہیں اور تیری راہ سے رُکتے اور روکتے ہیں۔ الٰہی ان پر اپنی سزا اور اپنا عذاب نازل فرما۔ اے سچے معبود ہماری ان دُعاؤں کو قبول فرما۔ آمین!

یہ مقبول دُعائیں قبول ہوتی ہیں زخم خوردہ ہزیمت یافتہ مسلمان کفار کی طرف بڑھتے ہیں۔ کافروں کے دِل ڈرپوک بنجاتے ہیں اور وہ راہِ فرار لیتے ہیں۔

مسلمانو! اس دُعا کو یاد کر لو۔ ہر مصیبت کو دور کرنے اور ہر راحت کو حاصل کرنے کے لئے یہ دُعا کافی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

برادران! دُعا سب سے بہتر اور سب سے زیادہ قبولیت والی اگر آپ چاہتے ہیں تو وہ نماز ہے یہ سرتاپا دُعا اور وہ بھی مقبول دُعا ہے۔ سُنیئے:۔

(۳۹۷) حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی سلام کے بعد یہ دریافت کرنا شروع کیا کہ کیا فلاں موجود ہے؟ فلاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا۔

اِنَّ ھَاتَیْنِ الصَّلٰوتَیْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ ۰ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِیْھِمَا لَاَتَیْتُمُوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الرُّکَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰی مِثْلِ صَفِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِیْلَتُہٗ لَابْتَدَرْتُمُوْہُ وَاِنَّ صَلٰوۃَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ وَحْدَہٗ وَصَلٰوتُہٗ مَعَ الرَّجُلَیْنِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا کَثُرَ فَھُوَ اَحَبُّ اِلَی اللہِ۔

(رَوَاہُ النِّسَائِیُّ وَاَبُوْدَاؤٗدَ)

یہ دونوں نمازیں (عشاء اور فجر) منافقوں پر سب نمازوں سے بھاری ہیں۔ اگر تم اُن کی فضیلت اور ثواب جان لیتے تو سخت ضعف و بیماری کی حالت میں بھی اگر گھٹنوں چل کر بھی آسکتے تو آجاتے۔ سُنو! پہلی تو صف مثل فرشتوں کی صف کے ہے اگر تمہیں اس کی فضیلت معلوم ہو جاتی تو یقیناً تم ہرگز اُسے نہ چھوڑتے بلکہ اُسے پانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ سُنو اور یاد رکھو انسان کی اکیلی نماز سے دو کا مل کر جماعت سے نماز پڑھنا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے اور تین کا مل کر جماعت کر لینا

دو کی جماعت سے زیادہ فضیلت والا ہے اور جس قدر جماعت بڑی ہو خدا کو زیادہ پسند ہے۔

(۳۹۸) آج بہت سے مسلمان ہیں جو نمازوں کی پابندی نہیں کرتے اور بہت سے ایسے بھی ہیں کہ گو نمازیں پڑھ لیتے ہیں لیکن جو سر نمازیں خدا کے سامنے جھکا تھا اُسی سر کو غیر خدا کے سامنے بھی جھکا دیتے ہیں پس سنئے! مہاجرین وانصار کا مجمع جمع ہے جو ایک اونٹ آکر حضورؐ کے سامنے سر جھکا دیتا ہے۔ اس پر اصحاب پوچھتے ہیں کہ حضورؐ کو جب جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ حقدار ہیں۔ اُسی وقت آپ اس مجمع کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں

اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَمَرَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهٗ۔

(رواہ احمد)

عبادت صرف اپنے رب کی ہی کرو اور اپنے بھائی کا (یعنی میرا) اکرام کرو۔ یعنی عزت کرو سنو! اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت دینے والا ہوتا تو عورتوں کو ان کے خاوندوں کے سامنے سجدہ کرنے کو کہتا سنو خاوند کا حق عورت پر اس قدر ہے کہ اگر وہ اپنی بیوی سے کہے کہ زرد پہاڑ کے پتھر سیاہ پہاڑ پر لیجاؤ اور سیاہ پہاڑ کے پتھر سفید پہاڑ پر لے جاؤ تو اُسے چاہئے کہ حکم برداری کرے۔"

پس کسی نبی ولی پیر پیغمبر شہید فقیر زندہ مردہ کے سامنے سجدہ نہ کرو سوا خدا کے دوسرے کے آگے سر جھکانا حرام و شرک ہے۔ اس سارے سر میں ایک بال بھی غیر خدا کا دیا ہوا نہیں۔ پس کوئی غیر خدا سجدے کے قابل نہیں حضورؐ نے اپنی زندگی میں اپنے صحابہؓ کو اپنے سامنے سجدہ کرنے سے روک دیا۔ پھر آج جو قبروں پر سر جھکاتے ہیں یقیناً وہ ان قبر والوں کا مرتبہ رسول اللہؐ سے بھی بڑھاتے ہیں۔ پس اس شرک سے باز رہو۔ اور اے عورتو! اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری میں کبھی کوتاہی نہ کرو۔ جنت کی کنجی یہی ہے۔

(۳۹۹) آج جو شرک پھیل گیا ہے اور خدا کی نافرمانیاں عام ہو گئی ہیں۔ اس کا بڑا باعث یہ ہے کہ لوگ قرآن سے غافل ہو گئے، اس کی تلاوت چھوڑ بیٹھے اس کے معنیٰ مطالب پر غور کرنا ترک کر دیا حالانکہ سب سے زیادہ ضرورت اسی کی تھی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے قرآن سناؤ میں نے کہا میں آپ کو

وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ. قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ه قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ ہ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پڑھ کر سناؤں، حالانکہ قرآن آپ ہی پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے دوسرے کی زبان سے سننا بہت مرغوب ہے۔ میں نے حکم برداری کی اور سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی۔ جب میں آیت فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا پر پہنچا تو فرمایا اب بس کرو۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے آنسو رواں ہیں آیت میں ہے لوگوں کا کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے یعنی ہر نبی اپنی اپنی اُمت پر گواہ بن کر پیش ہوگا اور نبی آخر الزماں تمہیں اپنی اس اُمت پر گواہی دینی پڑے گی۔“

(۴۰۰) آؤ تعلیم قرآن قراءت قرآن کی بزرگی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ اور بھی سن لو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسکین مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا جس کے پاس پوری ستر پوشی کے لائق کپڑا بھی نہ تھا۔ ایک قاری تلاوت قرآن کر کے ہمیں قرآن کریم سنا رہا تھا۔ اتنے میں رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور آکر کھڑے رہ گئے۔ آپ کو دیکھ کر قاری نے تلاوت موقوف کی آپ نے سلام کیا اور فرمایا تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے کہا کتاب اللہ سن رہے تھے۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے ساتھ صبر سے بیٹھنے کا مجھے حکم دیا جیسے کہ فرمان قرآن ہے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ہ یہ کہہ کر ہم میں ہماری طرح کے ایک بن کر بلا امتیاز بیٹھ گئے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم سب میرے اردگرد بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ سب نے حلقہ باندھ لیا اور سب کی نگاہیں آپ کے چہرۂ نورانی پر لگ گئیں تب آپ نے فرمایا:۔

اَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ہ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اے مہاجرین کی مسکین جماعت کے لوگو! تمہیں میں اس پورے نور کی بشارت دیتا ہوں جو قیامت

قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ ۰ وَذَالِكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

کے دن تمہیں پروردگار عطا فرمائیگا۔ سُنو! تم مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جاؤ گے اور آدھے دن سے مراد پانچسو سال ہے۔"

(۴۰۱) محترم بھائیو! ایمان کے ساتھ زندگی تو خدا کی طرف سے زبردست نعمت ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ جَلَسْنَا إِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرَنَا وَرَقَّقَنَا فَبَكَىٰ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ فَقَالَ يَا لَيْتَنِيْ مِتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ أَعِنْدِيْ تَتَمَنَّى الْمَوْتَ ؟ فَرَدَّدَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ إِنْ كُنْتَ خُلِقْتَ لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ عُمُرُكَ وَحَسُنَ مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ۔ (رَوَاهُ احمد)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جمع تھے آپ نے وعظ و نصیحت شروع کیا جسمیں ہمارے دلوں کو نرم کرنے والی باتیں سُنائیں حضرت سعدؓ رو دیئے اور خوب ہی رونے لگے۔ روتے روتے کہیں اُن کی زبان سے نکل گیا کہ کاش کہ مجھے موت آجاتی۔ اسی وقت حضورؐ نے فرمایا ہیں! سعدؓ کیا کر رہے ہو۔ میرے سامنے موت کی تمنا کر رہے ہو؟ تین بار یہی فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے سعدؓ اگر تم جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہو تو جس قدر عمر بڑھے گی اور اعمال نیک زیادہ ہونگے اُسی قدر تمھارے حق میں بہتر ہے۔"

(۴۰۲) میرے مسلمان بھائیو! عمل کرتے چلے جاؤ نہ جانیں خدا کو کونسا عمل پسند آجائے اور وہی ہمارے لئے ذریعہ نجات بن جائے۔ سُنو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ لوگوں کو جمع کیا ہے۔ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہیں ان کو مالی خرچ کی رغبت دلا رہے ہیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہیں کہ حضور ایک سو اونٹ مع اُن کے سامان کے میں راہِ للہ دیتا ہوں آپ نے پھر بھی اپنے خطبے کو جاری رکھا اور رغبت دلاتے رہے اس پر دوبارہ حضرت عثمانؓ کھڑے ہوتے اور عرض کیا کہ حضورؐ ایک سو تیارا اونٹ اور بھی میری طرف سے قبول فرمائیے آپ نے پھر بھی اپنی تقریر جاری رکھی اور صدقہ کرنے کا حکم دیتے رہے پھر سہ بارہ حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ حضورؐ ایک سو اور بھی دے رہا ہوں۔ تین سو اونٹ مع ضروری سامان کے حضرت عثمانؓ نے عطا فرماتے اب آپ خوش

ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے منبر سے اُترے مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) یعنی آج کے بعد عثمان کوئی (نفلی) نیکی نہ بھی کریں تو بھی ان پر کچھ نہیں۔ آج کی اس نیکی کے بعد عثمان سے اگر کوئی خطا بھی ہو جاتے تو اُن کی پکڑ نہیں۔"

(۴۰۳) میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، پھر کہتا ہوں کہ نیک اعمال کے ساتھ نیکی کی دُعاؤں میں بھی کمی نہ کرو۔ آؤ میں آپ کو ایک خطبۂ نبوی سُناؤں جس میں وہ دُعاء محمدیؐ ہے۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود آپ کو سکھاتی ہے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر سے تشریف لاتے اتنی دیر ہو گئی تھی کہ گویا اب سورج نکلا ہی چاہتا ہے بہت تیز قدم آتے تکبیر ہوئی اور آپ نے ہلکی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرتے ہی ہماری طرف رُخ کیا اور با واز بلند فرمایا۔ مسلمانوں جس طرح اپنی صفوں میں تم اب بیٹھے ہو بیٹھے رہو اور سُنو!

اَمَا اِنِّیْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِیْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّیْتُ مَا قُدِّرَلِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلٰوتِیْ حَتّٰی اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْكَ رَبِّ۔ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی؟ قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَیْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْئٍ وَّعَرَفْتُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْكَ رَبِّ۔ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی؟ قُلْتُ فِی الْكَفَّارَاتِ ؕ قَالَ وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ مَشْیُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوتِ ؕ وَاِسْبَاغُ

میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ آج صبح مجھے دیر کیوں لگی؟ میں رات کو اُٹھا وضو کر کے جتنی نماز مقدر میں تھی ادا کی نماز میں ہی مجھ پر اونگھ جیسی کیفیت طاری ہو گئی بدن بوجھل ہو گیا ناگہاں میں دیکھتا ہوں کہ اللہ عز و جل بہترین صورت میں میرے سامنے ہے اور فرما رہا ہے اے محمدؐ میں نے کہا خدایا میں تیری غلامی میں حاضر ہوں۔ فرمایا بتلاؤ بلند درجے کے فرشتے اس وقت کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ پروردگار مجھے کیا خبر؟ تو میں نے دیکھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ اس کی پوریوں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی۔ پھر ہر چیز میرے سامنے کھل گئی۔ اب پھر فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے

الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ ۝ قَالَ ثُمَّ فِيْمَ؟ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ ۝ قَالَ وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ إِطْعَامُ الطَّعَامِ ۝ وَلِيْنُ الْكَلَامِ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ۝ قَالَ سَلْ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ ۝ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ ۝ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَأَسْئَلُكَ حُبَّكَ ۝ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ ۝ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ إِلٰى حُبِّكَ ۝ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

پھر لبیک اے پروردگار کہا۔ فرمایا بتلاؤ اونچے فرشتے کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کفارہ کے بارہ میں۔ پوچھا بتلاؤ کفارہ کیا ہے؟ میں نے کہا پیروں چل کر جماعت نماز میں جانا نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے مسجد میں بیٹھے رہنا تکلیف کے وقت کامل وضو کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا۔ ان فرشتوں کی بات چیت اور کس امر میں ہو رہی ہے؟ میں نے کہا درجوں کے بارے میں پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کھانا کھلانا۔ نرم کلامی کرنا۔ لوگوں کی نیند کی حالت میں نماز ادا کرنا۔ فرمایا کچھ مانگ تو میں نے یہ دعا کی۔ ”اے اللہ میں تجھ سے بھلائیوں اور نیکیوں کے کرنے کی اور برائیوں اور بدیوں سے بچنے کی توفیق طلب کرتا ہوں اور تجھ سے مسکینوں کی محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو مجھے بخشے اور مجھ پر رحم فرمائے۔ میری چاہت ہے کہ جب تو کسی قوم کو کسی فتنے میں ڈالنا چاہے تو مجھے اس فتنے میں پڑنے سے پہلے ہی فوت کر لے۔ الٰہی میرا سوال ہے کہ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ان کی محبت بھی دے جن سے تو محبت کرتا ہے اور ان اعمال کی چاہت دے جو تیری محبت سے نزدیک کرنے والے ہیں۔ پھر حضورؐ نے اپنے مقتدیوں سے فرمایا۔ سنو یہ سب حق اور سچ ہے۔ تم اسے پڑھتے رہو اس کا درس دو اور اسے سیکھتے سکھاتے رہو۔“

میرے ذی عزت بھائیو! اللہ کے رسولؐ کے اس فرمان کے بعد مجھے گو ضرورت نہیں لیکن ادائیگی سنت کے طور پر میں بھی آپ سے یہی کہوں گا کہ اس دعا کو یاد کر لو۔ اپنے گھر والوں کو یاد کراؤ اسے سیکھو سکھاؤ!

(۴۰۴) برادران دعا کی کثرت کرو! سنو! دعا کی کثرت اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے بلکہ بعض روایات میں ہے کہ دعا ایمان ہے۔ آج ہم دعاؤں سے غافل اسی لئے ہیں کہ ہمارے دل سخت ہو گئے

ہیں۔ گناہوں کے انہماک اور عادات نے ہمارے دِل پتھر کر دیے ہیں ہمیں چاہئے کہ رب کی طرف جھکیں ورنہ اس سنگدلی کے بعد خدا کے عذاب برس پڑتے ہیں۔ سُنیئے! ابوجہل۔ اللہ کے رسول سلام علیہ کو بُرا کہتا ہے اس پر عُتبہ حضورؐ کی طرفداری کرتا ہے حضورؐ کو اس واقعہ کا علم ہوتا ہے تو کفارِ قریش کے اس مجمع میں آپ بہ نفسِ نفیس تشریف لاتے ہیں اور انھیں عجب انداز سے خطبہ سُناتے ہیں، فرماتے ہیں:۔

أَمَّا أَنْتَ يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ فَوَاللهِ مَا حَمِيْتَ لِلّٰهِ وَلَا لِرَسُوْلِهِ وَلٰكِنْ حَمِيْتَ لِأَنْفُسِكَ وَأَنْتَ يَا أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ فَوَاللهِ مَا يَأْتِيْ عَلَيْكَ غَيْرُ كَبِيْرٍ مِّنَ الدَّهْرِ حَتّٰى تَضْحَكَ قَلِيْلًا وَّتَبْكِيْ كَثِيْرًا ۝ وَأَمَّا أَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْمَلَاءِ مِنْ قُرَيْشٍ فَوَاللهِ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ غَيْرُ كَبِيْرٍ مِّنَ الدَّهْرِ حَتّٰى تَدْخُلُوْا فِيْمَا تُنْكِرُوْنَ وَأَنْتُمْ كَارِهُوْنَ ۝

"اے عتبہ تو نے کچھ اللہ اور اس کے رسول کی حمایت نہیں کی (اس لئے کہ تو کفر پر ہے) تیری حمایت صرف کنبے برادری کی وجہ سے ہے (اس لئے کہ ابوجہل نے اولادِ عبد مناف کو کہا تھا) اور تو اے ابوجہل قسم ہے خدا کی عنقریب وہ وقت آ رہا ہے کہ تیری ہنسی کھو جائے گی اور رونا ہی رونا تیرے لئے رہ جائیگا۔ اور اے قریشیو تم بھی سُن لو واللہ عنقریب تمہیں اس دین میں داخل ہونا پڑے گا جس سے آج بھاگ رہے ہو۔"

مسلمان بھائیو! بتلاؤ حضورؐ نے فرمایا تھا وہی ہوا یا نہیں؟ فتح مکّہ کے بعد قریشیوں نے دینِ اسلام قبول کیا۔ ابوجہل پہلے ہی غزوے میں جہنم واصل ہوا۔ حمایتِ حق باوجود کفر بیکار رہی۔ پس اللہ سے ڈر کر ہر کام کو کرو بے خوفیِ خدا کے عذابوں کو بھڑکانے والی ہے۔ اس سے بچو۔

(۴۰۵) ہاں جب ہم اللہ کے ہو جائیں گے تو ناممکن کہ اللہ تعالیٰ ہمارا نہ ہو، جب ہم تابعدارِ رسولؐ بن گئے تو شفاعتِ رسولؐ جو ابرِ رسالت ہمارے لئے ہے۔ سُنو! انصار کے مجمع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہیں جس میں فرماتے ہیں۔

أَنْتُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكُمْ أُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ ۔

"تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔ میں اس سے لڑوں گا جس سے تمہاری لڑائی ہو۔ اور اس سے میری بھی صُلح ہے جس سے تمہاری صُلح ہے"

(۴۰۶) خوش نصیب بھائیو! آؤ آج میں تمہیں جنگِ اُحد کا خطبہ محمدیہ سُناؤں کفار کے مقابلہ میں خدائی

سپہ سالار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر محمدیؐ کی صف آرائی کرتے ہیں اور پھر انھیں یہ خطبہ سناتے ہیں

اَیُّھَا النَّاسُ اُوْصِیْکُمْ بِمَآ اَوْصَانِیْ بِهِ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ مِنَ الْعَمَلِ بِطَاعَتِهٖ وَالتَّنَاهِیْ عَنْ مَّحَارِمِهٖ ثُمَّ اِنَّکُمُ الْیَوْمَ بِمَنْزِلِ اَجْرٍ وَّذِکْرٍ لِّمَنْ ذَکَرَ الَّذِیْ عَلَیْهِ ثُمَّ وَطَّنَ نَفْسَهٗ عَلَی الصَّبْرِ وَالْیَقِیْنِ وَالْجِدِّ وَالنَّشَاطِ فَاِنَّ جِهَادَ الْعَدُوِّ شَدِیْدٌ کَرِیْمٌ قَلِیْلٌ مَّنْ یَّصْبِرُ عَلَیْهِ اِلَّا مَنْ لَّهٗ عَزْمٌ عَلٰی رُشْدِهٖ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ مَنْ اَطَاعَهٗ وَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ مَنْ عَصَاهُ فَاسْتَفْتِحُوْٓا اَعْمَالَکُمْ بِالصَّبْرِ عَلَی الْجِهَادِ وَالْتَمِسُوْا بِذٰلِكَ مَا وَعَدَکُمُ اللّٰهُ وَعَلَیْکُمْ بِالَّذِیْ اٰمُرُکُمْ بِهٖ فَاِنِّیْ حَرِیْصٌ عَلٰی رُشْدِکُمْ اِنَّ الْاِخْتِلَافَ وَالتَّنَازُعَ وَالتَّثَبُّطَ عَنْ اَمْرِ وَالْعَجْزِ وَالضُّعْفِ وَهُوَ مِمَّا لَا یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَلَا یُعْطِیْ عَلَیْهِ النَّصْرَ وَالظَّفَرَ۔ الخ

اے لوگو! میں تمہیں وہی وصیت کرتا ہوں۔ جو وصیت جناب باری نے اپنی پاک کتاب میں کی ہے یعنی یہ کہ تم اس کی اطاعت بجا لاتے رہو اور اس کے منع کردہ کاموں سے رکتے رہو سنو آج تم اجر و ذکر کی جگہ ہو، جو شخص ذکر پر جم جائے صبر و یقین پختگی اور خوش نفسی سے جہاد کرے وہ خدا کے یہاں اجر پائے گا۔ اس کا نام دونوں جہان میں بلند ہو جائے گا۔ مسلمانو! سنو! دشمن سے جہاد کرنا سخت کام ہے، نفس پر بھاری پڑتا ہے اس پر صبر بہت کم لوگوں سے ہوتا ہے، وہی یہاں ثابت قدم رہتے ہیں جو رشد و رغبت والے ہوں جو دین پر پختہ جم چلے ہوں۔ اے گروہ مجاہدین! اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گذاروں کے ساتھ ہے اور جو اس کے نافرمان ہیں اُن کے ساتھ شیطان ہے۔ سنو! اپنے اعمال کو جہاد کی سختیوں پر صبر کرنے سے شروع کرو یہی عمل تمام اعمال کی قبولیت کا باعث بنجائیگا۔ اسی سے تم خدائے تعالیٰ کے وعدے کی نعمتیں حاصل کر سکتے ہو۔ اے جانبازانِ اسلام میرے حکموں کی فرمانبرداری کو لازم پکڑے رہو۔ میں تمہارے بھلے کا خواہاں و جویاں ہوں۔ سنو! اے میرے صحابیو! سنو! اختلاف جھگڑا اور جنگ سے جی چرانا تمہیں عاجز اور ضعیف کر دیگا اور یہ اختلاف وغیرہ خدا کو ناپسند ہے اس کے بعد نصرت و ظفر غلبہ و ترقی بند ہو جاتی ہے۔"

مسلم بھائیو! دراصل خدا کے بتلائے ہوئے طریقے تو یہ تھے لیکن آج انھیں ہم بھول گئے۔ لینے کے طریقوں کو بھول کر پھر دینے کے طریقے بھی فراموش کر دیئے۔ آج رسم و رواج کے کاموں میں بائیسکوپ

اور تھیٹروں میں تو روپیہ بہادیا جائیگا لیکن صدقہ خیرات سے منہ موڑ لیا جائیگا۔

(۴۰۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَالَ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّانِیَةَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَالَ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ تَصَدَّقُوْا فَتَصَدَّقُوْا فَاَعْطَاهُ ثَوْبَیْنِ. ثُمَّ قَالَ تَصَدَّقُوْا فَطَرَحَ اَحَدَ ثَوْبَیْهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی هٰذَا اَنَّهٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَیْئَةٍ بَذَّةٍ فَرَجَوْتُ اَنْ تَفْطِنُوْا لَهٗ فَتَصَدَّقُوْا عَلَیْهِ فَلَمْ تَفْعَلُوْا فَقُلْتُ تَصَدَّقُوْا فَتَصَدَّقْتُمْ فَاَعْطَیْتُهٗ ثَوْبَیْنِ ثُمَّ قُلْتُ تَصَدَّقُوْا فَطَرَحَ اَحَدَ ثَوْبَیْهِ خُذْ ثَوْبَكَ وَانْتَهَرَهٗ (رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جو ایک شخص مسجد میں آیا آپ نے فرمایا ۲ دو رکعت پڑھ لے پھر دوسرے جمعہ کے دن حضورؐ کے خطبے کے اثناء میں دوبارہ وہی شخص آیا آپنے حکم دیا کہ ۲ دو رکعت ادا کر لو، پھر تیسرے جمعہ کو بھی ایسے وقت وہ آیا کہ حضورؐ خطبہ میں تھے حکم فرمایا کہ ۲ دو رکعت نماز پڑھ لو۔ پھر لوگوں کو خیرات کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے خیرات کی آپنے اُسے دو کپڑے عنایت فرمائے پھر فرمایا صدقہ کرو تو اس نے بھی اپنے ۲ دو کپڑوں میں سے ایک دیدیا، آپ نے فرمایا لوگو! تم نے اُسے دیکھا؟ یہ بُری حالت میں مسجد پہنچا میں نے چاہا کہ تم خود معلوم کر کے اسے کچھ خیرات دو لیکن تم نے ایسا نہ کیا۔ آخر مجھے کہنا پڑا کہ صدقہ دو، تم نے دیا۔ میں نے اسے دو کپڑے دیدئے پھر میں نے کہا صدقہ کرو تو اس نے بھی اپنے ۲ دو کپڑوں میں سے ایک ڈال دیا۔ اُٹھا اپنا کپڑا، اور اسے آپنے ڈانٹا"

برادران! آپ نے دیکھا؟ صدقہ خیرات بڑی چیز ہے، مسلمانوں کو اس کی عادت رکھنی چاہئے۔ یہ بلاؤں کو دفع کرنے والی غضب خدا کو ٹھنڈا کرنے والی بُری موت کو ٹالنے والی آنے والی مصیبتوں سے راحت دینے والی، قیامت کی دھوپ سے بچاؤ کرنے والی چیز ہے اور یاد رکھو یہ مسئلہ ہے کہ جمعہ کے دن جو شخص دیر سے آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو یونہی پھسکڑا مار کر بیٹھ نہ جائے بلکہ دو رکعت نماز ادا کر کے پھر بیٹھے۔ ایسا کرنے کی مثال یہی ہے کہ دربار میں کوئی آئے اور شاہی آداب بجالائے بغیر بیٹھ جائے۔ پس اس سُنّت پر عمل کیا جائے اور اس سے روکنے والوں کو کہدیا کیجئے کہ ہم نے کلمہ رسولؐ کا پڑھا ہے نہ کہ تمھارا۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پچیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

(۴۰۸) اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ السَّلَامِ الۡمُؤۡمِنِ الۡمُھَیۡمِنِ الۡعَزِیۡزِ الۡجَبَّارِ ۔ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ۔ وَاَنَّہُ الَّذِیۡ بَشَّرَ بِہٖ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ ۔ اَمَّا بَعۡدُ ۔ تمام تعریفیں اس خدا کو جس کے سوا کسی چیز اور کسی چیز کا کوئی حقیقی مالک نہیں جو تمام نقصانات اور عیوب سے کمیوں اور ناپاکیوں سے پاک اور مبرا منزہ ہے۔ تمام سلامتیاں اسی کو ہیں بلکہ سلامتی کا مالک وہی ہے۔ ہر ایک کو سلامتی دینے والا وہی ہے۔ وہی دنیا جہان کا بچانیوالا ہے۔ سب کی نگرانی کرنے والا ہے۔ وہی سب پر نگہبان ہے۔ وہی زمین آسمان کو تھامے ہوئے ہے، وہی سب کا بچانیوالا ہے۔ وہ زبردست ہے اور سب زیردست ہیں وہ غالب ہے اور سب مغلوب ہیں اس کے آگے سب ناچار ہیں وہ تمام قوت و طاقت والا ہے، وہی تمام کمیوں کو پورا کرنے والا تمام سرکشوں کو دبانے والا، ہر خرابی کو درست کرنے والا ہے۔ میں ایسے ہی جمیل اوصاف والے خدا کی خدائی کا قائل ہوں اور اس کی خدائی میں کسی کی شرکت اور ساجھے کو نہیں مانتا۔ نہ میں اُس کے سوا کسی کو معبود جانوں وہ لاشریک ہے یکتا ہے بے مثل ہے۔ میری گواہی ہے کہ اسی نے اپنی مرضی نامرضی معلوم کرانے کے لئے اپنے رسولوں کے سلسلے کو اپنے آخری رسول حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا پس یقیناً آپ اللہ کے رسولؐ اور اللہ کے بندے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ میرا ایمان ہے کہ وہ آپ ہی ہیں، میں اُسے جو حضورؐ کو خدا کا سچا بندہ اور صادق رسولؐ نہ مانے کافر جانتا ہوں۔ نیز اسے جو حضورؐ کی توہین کرے، تذلیل کرے۔ آپ کی شان میں گستاخی کے الفاظ نکالے کافر جانتا ہوں۔ نیز آپ کے بعد کسی اور کی نبوت کا جو قائل ہو میں اُسے بھی شیطان جیسا کافر سمجھتا ہوں۔ میری دلی دُعا ہے کہ خدایا ہمارے نبی پر اپنا بیشمار درود نازل فرما۔ آمین!

یہ وہ خطبہ ہے جسے حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اُمّ المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے موقعہ پر پڑھا تھا اور ان کا نکاح اپنے پاتے تخت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔

جس کا مہر بھی شاہی خزانے سے وہیں اسی وقت ادا کر دیا گیا تھا۔ فرضی اللہ عنہم۔ اسی لئے میں نے آج کا خطبہ بھی اسے شروع کیا۔ مسلمانو! جہاں یہ جان نعمتِ خدا ہے مال بھی نعمتِ خدا ہے۔ بشرطیکہ مطابق شرع حاصل کرو۔ اور خدائی کاموں میں خرچ کرو۔

(۴۰۹) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں

جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَالَ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ۔ اِنْ اَعْطٰى مِنْهُ الْيَتِيْمَ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔ الخ (رَوَاهُ النِّسَائِيُّ)

حضورؐ نے منبر پر بیٹھ کر ہمیں وعظ سنایا۔ ہم بھی آپ کے آس پاس بیٹھے ہوتے تھے اس میں فرمایا یہ مال سبز رنگ میٹھا اس والا ہے ہاں مسلمان کے پاس یہ ہو اور وہ اسے یتیم مسکین اور مسافروں کو دیتا رہے تو یہ اس کے لئے بڑی بہتر چیز ہے"۔

(۴۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَيَقُوْلُ اِنَّكُمْ مُّلَاقُوا اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا (رَوَاهُ النِّسَائِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے سنا منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں فرما رہے تھے کہ لوگو تم سب اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملاقات کرنے والے ہو۔ ننگے پیروں ننگے پنڈول اور بے ختنہ"۔

پس بھائیو! اس وقت کا خیال کرو۔ اور اعمال نیک کی سعی و کوشش کرو۔

(۴۱۱) برادران! احکام اسلام جہاں ماننے کے لئے ہیں وہاں عمل کرنے کے لئے بھی ہیں صرف تسلیم سے کام نہیں چلتا۔ جب تک تعمیل بھی نہ ہو سنو!

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوْكَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَقَالَ ۝ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ؟ وَشَرِّ النَّاسِ؟ اِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ ۝ رَجُلًا عَمِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جنگِ تبوک میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی سے ٹیک لگاتے ہوتے ہمیں ایک خطبہ سنایا جس میں فرمایا لوگو! میں تمہیں بتلاؤں کہ بہتر لوگ کون ہیں اور بدتر لوگ کون ہیں؟ سنو بہتر انسان وہ ہے جو راہِ خدا (یعنی جہاد وغیرہ) کا کام کرے اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر یا اپنے اونٹ کی

عَلٰی ظَھْرِ فَرَسِہٖ اَوْ عَلٰی ظَھْرِ بَعِیْرِہٖ اَوْ عَلٰی قَدَمِہٖ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْمَوْتُ۔ وَاِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا یَقْرَأُ کِتَابَ اللّٰہِ لَا یَرْعَوِیْ اِلٰی شَیْئٍ مِّنْہُ۔

پیٹھ پر یا اپنے پاؤں پر یہاں تک کہ اسے موت آجائے اور بدتر انسان وہ ہے جو فاسق فاجر قرآن تو پڑھتا ہو لیکن اس پر عمل نہ ہو۔" (رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

(۴۱۲) دوربین اور تار اور ٹیلیفون آج ایجاد ہوئے لیکن میرے رسولؐ کے لئے میرے رب نے یہ سب سامان بھی مہیا کر دیئے تھے۔ ۸ سنہ ہجری ہے ملک شام میں مسلمانوں کی جماعت جہاد میں مشغول ہے اور وسطِ عرب میں منبر مدینہ پر بیٹھے ہوئے میرے پیغمبر خدا کی وحی سے جو بتلا رہے ہیں وہ حضرت خالد بن سمیرؓ کی زبانی سُنئے

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَاَمَرَ فَنُوْدِیَ الصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فَقَالَ بَابُ خَیْرٍ بَابُ خَیْرٍ بَابُ خَیْرٍ اُخْبِرُکُمْ عَنْ جَیْشِکُمْ ھٰذَا الْغَازِیْ اِنَّھُمُ انْطَلَقُوْا فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَقُتِلَ زَیْدٌ شَھِیْدًا وَاسْتَغْفَرَ لَہٗ ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَآءَ جَعْفَرُ فَشَدَّ عَلَی الْقَوْمِ حَتّٰی قُتِلَ شَھِیْدًا فَشَھِدَ لَہٗ بِالشَّھَادَۃِ وَاسْتَغْفَرَ لَہٗ ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَآءَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ فَاَثْبَتَ قَدَمَیْہِ حَتّٰی قُتِلَ شَھِیْدًا فَاسْتَغْفَرَ لَہٗ ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَآءَ خَالِدُ بْنُ وَلِیْدٍ وَلَمْ یَکُنْ مِّنَ الْاُمَرَآءِ ھُوَ اَمَّرَ نَفْسَہٗ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِکَ فَاَنْتَ تَنْصُرُہٗ فَمُنْذُ یَوْمَئِذٍ سُمِّیَ

منبر پر تشریف لاتے ہیں اعلان ہو چکا ہے کہ سب لوگ اس نماز میں حاضر ہو جائیں۔ فرماتے ہیں۔ خیر کا دروازہ، بھلائی کا دروازہ۔ نیکی کا دروازہ سُنو! میں تمہیں تمہارے غازی لشکر کی جو موتہ کی طرف گیا ہے، خبر دوں۔ دشمن سے اس کی مُڈبھیڑ ہوئی سردارِ لشکر حضرت زیدؓ شہید کر دیئے گئے۔ خدا انھیں بخشے پھر حضرت جعفرؓ نے سرداری کا جھنڈا بلند کیا اور بڑے زور کا حملہ کیا۔ آخر کار وہ بھی جامِ شہادت نوش کر چکے، خدا انھیں بخشے۔ پھر تیسرے امام المسلمین حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا تھاما۔ قدم جما کر خوب جہاد کیا۔ یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش فرمالیا، خدا انھیں بخشے سُنو اب لشکرِ اسلام کے امام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہو گئے۔ جھنڈا اُن کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دادِ شجاعت میں سب سے آگے نکل گئے ہیں۔ الٰہی یہ تو تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

خَالِدٌ سَیْفُ اللّٰہِ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکِّرُوْا فَامِدُّوْا اِخْوَانَکُمْ وَلَا یَتَخَلَّفَنَّ مِنْکُمْ اَحَدٌ فَنَفَرُوْا مُشَاۃً وَّرُکْبَانًا وَذَالِکَ فِیْ حَرٍّ شَدِیْدٍ۔

باری تعالیٰ تو ان کی مدد فرما۔ اسی دن سے حضرت خالد بن ولید کا لقب سیف اللہ ہوگیا۔ مسلمانو! سُنتے کیا ہو۔ سویرے سویرے ہی اپنے ان بھائیوں کی مدد کے لئے آگے بڑھ جاؤ۔ دیکھو کوئی ایک بھی تم میں سے پیچھے نہ رہ جائے۔ بس یہ سننا تھا کہ جن کے پاس سواریاں تھیں وہ سواریوں پر اور باقی پیادہ پا میدانِ جنگ کی طرف دوڑ پڑے"۔ اور صرف تین ہزار نے ایک لاکھ سے اوپر نصرانیوں کے کُشتوں کے پُشتے ڈال دیئے اور مظفر و منصور واپس آئے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ ٥

محمدیو! آج ہم سچے محمدی بن جائیں تو آج بھی ہماری مٹھی بھر خاک ہزاروں توپوں کے دہانوں کو بند کردے۔ آج بھی ہماری تکبیر ہوائی جہازوں کو زمین پر گرادے۔ آج بھی دنیا کا نقشہ ہم بدل دیں۔ لیکن اسے کیا کیا جائے کہ محمدی بننا تو ایک طرف ہم تو محمدی کہلوانے سے بھی بھاگنے لگے۔ یہودی، نصرانی اپنے نبیوں کی طرف اپنی نسبت کریں لیکن ہم تو اپنے نبی کی طرف نسبت کرنا بھی بھول گئے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلوانے لگے۔ مسلمانو! ذرا کلمہ پڑھنا۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بتلاؤ خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کے سوا کوئی اور ذکر بھی اس کلمہ میں ہے؟ پس ساری نسبتیں میٹ دو۔ اُمّتِ محمدؐ ہو محمدی کہلواؤ۔ اللہ ہمیں توفیق خیر دے ہمیں ترقیاں بخشے۔ اللہ ہماری خطاؤں سے درگذر فرمائے۔ آمین۔

(۴۱۳) عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ لَمَّا اُنْزِلَتِ الْاٰیَاتُ الْاَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فَتَلَاھُنَّ عَلَیْھِمْ فِی الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَۃَ فِی الْخَمْرِ۔

(رَوَاہُ الْاِمَامُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورہ بقرہ کے آخر کی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ مسجد میں تشریف لائے لوگوں کے سامنے کھڑے ہوکر اُن آیتوں کی تلاوت فرمائی اور شراب کی تجارت حرام کردی"۔ اُن آیتوں کا مضمون بھی سُن لیجئے۔ جناب باری عز و جل کا فرمان ہے۔ سود خوار لوگ بروز قیامت بدحواس ہوکر دیوانگی کی حالت میں اُٹھیں گے۔ اس لئے کہ دنیا میں بہت عقلمند بنتے تھے اور کہتے تھے کہ تجارت اور سود یکساں ہے پھر ایک کے حلال اور دوسرے کے حرام ہونے کی کوئی عقلی وجہ نہیں۔ حالانکہ

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام فرمایا ہے۔ سُنو! جو اپنے رب کی نصیحت سُن کر رُک جائے تو اس کے اگلے گناہ بھی معاف ہیں اور اس کا معاملہ سپردِ خدا ہے اور جو پھر بھی سودی کاروبار میں پڑا رہے۔ وہ جہنمی ہے۔ سود کو خدا گھٹاتا ہے، خیرات کو بڑھاتا ہے اور ناشکرے گنہگاروں کو پسند نہیں فرماتا۔ بے خوفی اور بے غمی اُن کے لئے ہے جو ایمان لائیں نیک کام کریں، نماز زکوٰۃ کے پابند ہوں۔ یہ خدا کے ہاں اجر کے مستحق ہیں۔ ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود کسی پر رہ گیا ہے۔ اُسے چھوڑ دو اگر سچے مومن ہو۔ اگر یہ نہیں کرتے تو اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سُنو اگر توبہ کر لو تو تمھاری اصلی رقم ہری ہے نہ خود کسی پر ظلم کرو۔ نہ تم پر کوئی اور ظلم کرے۔ پس مسلم محترم بھائیو! سودی لعنت سے بچو! مالدار و سودی جالوں میں غرباء کو نہ پھنساؤ۔ ان کا خون چوس کر خدا کے دشمن اور تمدّن کے ستیاناسی نہ بنو۔ سود کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے تم اس سے بچو۔

(۴۱۴) مسلمانو! یہ خیال نہ کرو کہ سود لئے بغیر تمھارا مال گھٹ جائیگا۔ ابھی تم سن چکے ہو کہ سودی مال میں خدا کی طرف سے برکت نہیں ہوتی۔ اگر وہ کوئی بھلائی کی چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ جو ہم پر رحیم و رؤف تھے ہرگز اس سے نہ روکتے۔ سُنو رسول اللہ کے رحم کا خطبہ سُنو۔ حضورؐ ایک مرتبہ جا رہے ہیں ایک نئی قبر دیکھ کر پوچھتے ہیں۔ یہ کون مرا تھا؟ لوگوں نے کہا فلاں عورت جو فلاں گھرانے کی آزاد کردہ تھیں ظہر کے وقت انکا انتقال ہوا۔ آپ روزے سے تھے۔ قیلولہ فرما رہے تھے۔ اس لئے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے وہیں کھڑے ہو کر صحابہؓ کی اپنے پیچھے صف بندی کر کے چار تکبیروں سے اُن کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ پھر صحابہؓ کو یہ خطبہ دیا۔

لَا يَمُوتُ فِيكُمْ مَيِّتٌ مَّا دُمْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا يَعْنِي آذَنْتُمُونِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي لَهُ رَحْمَةٌ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

جب تک میں تم میں موجود ہوں ہر میت کی مجھے خبر دو تاکہ میں اس کے جنازے کی نماز پڑھوں۔ میری نماز اُن کے لئے رحمت ہے۔"

اللہ اپنے نبیؐ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی مقبول دعاؤں کا اہل ہمیں بھی بنائے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝ اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۝ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ۝ يَا غَافِرَ الذَّنْبِ وَالْخَطِيْئَاتِ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ۝ يَذْكُرْكُمْ ۝ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَعْلٰى وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ ط ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھبیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں احمد مجتبیٰ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پندرہ خطبے ہیں

(۴۱۵) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شُكْرًا لِّاَنْعُمِهٖ وَاَيَادِيْهِ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تُبَلِّغُهٗ
وَتُرْضِيْهِ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُزْلِفُهٗ وَتُحْظِيْهِ ۝ وَبَعْدُ ۔

(۴۱۶) فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ
الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۝ فَمَنْ جَآءَهٗ
مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ
اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ
تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اے قرآن کے اُتارنے والے! اے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنانے والے! اے اسلام کو کامل دین کرنے والے! اے ہم پر ہم سے زیادہ مہربان! اے ساری مخلوق کے نگہبان کہاں تیری تعریف، اور کہاں ہم جیسے عاجز انسان، شکر نعمت کی توفیق بھی ایک نعمت۔ ادائے شکر بھی تیری ایک رحمت پس حق تو یہ ہے کہ کسی سے کبھی بھی تیری کسی نعمت کا شکر ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ اے باپ کی بیٹھ

کی رگوں میں ہماری حفاظت کرنے والے! اے ماں کے زندانِ رحم میں ہمیں پالنے پوسنے والے! تیرے کرم و رحم کے صدقے کہ جب دانت نہ تھے تو نے وہ غذا بخشی جو چبانی نہ پڑے۔ اِدھر دانت دیئے اُدھر غذا بدل دی ناممکن کہ اب تو ہمیں بھولے، جبکہ ماں کے پیٹ میں تو نے ہمیں فراموش نہ فرمایا۔ جھوٹ کہ تیرے سوا کسی کی دی ہوئی نعمت اپنے پاس ہو۔ تو وہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بے مانگے ہمیں جسم دیا جان دی اب بھی ہم تیرے در کے بھکاری ہیں، تجھ سے مانگ رہے ہیں، تو ہمیں کھلا پلا، پہنا اُڑھا صحت دے، تندرستی دے، فراغت دے غنا دے علم دے یقین دے، ایمان دے اسلام دے، نیکی کے ساتھ عمر دے، پرہیزگاری کے ساتھ اپنی طرف جھکنا نصیب فرما نیکیوں کی اور نیکوں کی محبت دے۔ بدیوں اور بدوں سے نفرت دے۔ بیماریوں سے، دشمن کے غلبہ سے بدیوں سے، گناہوں سے نافرمانیوں سے، شرک سے، کفر سے، بدعت سے، بچا۔ الٰہی اپنی غلامی میں قبول فرما۔ اے اس دربار دُربار کے شہنشاہِ حقیقی ہماری خطاؤں سے درگذر فرما۔ ہماری بندگی قبول فرما۔ اپنے غلاموں کی گنتی میں ہمیں بھی گن لے۔ اپنے نبیؐ پر ہماری طرف سے بیشمار درود وسلام نازل فرما۔ آپ کی آل واصحاب ازواج وانصار پر بھی رحمت ورضوان نازل فرما اور قیامت کے دِن ہمیں انہی کے قدموں میں جگہ عطا فرما۔ آمین الٰہ الحق آمین۔

میرے محترم بھائیو! پھر جمعہ آیا اور پھر ہم رب العالمین کے گھر میں ہاں ہاں اس کے دربار میں جمع ہوئے۔ اس کی طرف سے ایک پکارنے والے نے ہمیں پکارا اور کہا حی علی الصلوٰۃ۔ ہم اس آواز پر آ گئے ہم نے اسی پکار میں یہ وعدہ بھی سُنا ہے حی علی الفلاح ہمیں یقین ہے ہمارا ایمان ہے کہ خدائی سچے وعدے کبھی ٹلتے یا بدلتے نہیں۔ پس اس نجات وچھٹکارے کے ہم بھی متمنی ہیں۔ ہم اسی رب کی دی ہوئی توفیق وقوت سے یہاں جمع ہوئے اور اسی کی مدد سے ہم نجات وچھٹکارا بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ برادران! کیا جانیں اگلا جمعہ بھی ہمیں نصیب ہو یا نہ ہو۔ یہاں تو چل چلاؤ لگ رہا ہے۔ نیکیوں میں سبقت اور زیادتی کر لو۔ بدیوں سے توبہ کر لو۔ بُرائیوں کو تج دو۔ دل کے کان کھول لو سُنو میں تمہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سناؤں یہ وہ خطبے ہیں۔ جن میں سے ایک ایک کی تلاش میں ہمارے سلف دنیا چھان مارتے تھے اور زبردست مشقتیں اٹھاتے تھے۔ الحمدللہ کہ آج تک میں بجائے ایک کے چار سو سولہ خطبے سُنا چکا ہوں اور ابھی سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت اس خطبے میں جو حمد وثنا تلاوت کی گئی ہے، یہ وہ خطبہ ہے جو حضورؐ کے حکم سے آپ کی موجودگی میں حضرت علیؓ نے پڑھا تھا۔ اس کے بعد جو آیتیں میں نے پڑھی ہیں اُن کا بھی منبر پر پڑھنا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اب آگے سُنئے:

(۴۱۷) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطباتِ جمعہ کی جستجو شروع کی لیکن میں عاجز آگیا تھک گیا مجھے نہیں ملے۔ آخر ایک صحابیٔ رسولؐ کی شاگردی میں نے شروع کی اور دن رات اُن کی مجلس میں حاضر رہنے لگا۔ ایک روز میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبۂ جمعہ بیان کرتے ہوئے سُنا وہ یہ ہے:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لَكُمْ عَلَمًا فَانْتَهُوْا إِلٰى عَلَمِكُمْ وَإِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوْا إِلٰى نِهَايَتِكُمْ فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ بَيْنَ أَجَلٍ قَدْ مَضٰى لَا يَدْرِيْ كَيْفَ صَنَعَ اللّٰهُ فِيْهِ وَبَيْنَ أَجَلٍ قَدْ بَقِيَ لَا يَدْرِيْ كَيْفَ اللّٰهُ بِصَانِعٍ فِيْهِ فَلْيَتَزَوَّدِ الْمُؤْمِنُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ وَمِنْ دُنْيَاهُ لِآخِرَتِهٖ وَمِنَ الشَّبَابِ قَبْلَ الْهَرَمِ وَمِنَ الصِّحَّةِ قَبْلَ السَّقَمِ فَإِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ وَالدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُسْتَعْتَبٍ وَمَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ إِلَّا الْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ (رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَالدَّيْلَمِيُّ وَالسُّيُوْطِيُّ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ)

ایک جمعہ کے خطبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! تمھارے لئے نشان ہیں وہیں ٹھیر جایا کرو، تمھارے لئے ایک انتہائی حد ہے اس سے نہ بڑھو۔ مومن دو خوف کے درمیان ہے۔ گذری ہوئی عمر کے بارے میں بھی اسے کھٹکا ہے کہ نہ جانیں اللہ پاک نے اس میں اس کے لئے کیا کیا ہے؟ اسی طرح باقی عمر میں نہ جانیں کیا ہو؟ اور خدا کیا کرے؟ پس ایمان دار کا فرض ہے کہ اپنی ذات سے اپنے لئے توشہ جمع کرلے اپنی دنیا سے اپنی آخرت کا توشہ لے لے۔ اپنی جوانی سے اپنے بڑھاپے کا توشہ لیلے۔ اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کا توشہ لے لے مسلمانو! تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ مسلمانو! دنیا تمھارے لئے بنائی گئی ہے۔ مسلمانو! اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں اس کے بندے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ موت کے بعد کا افسوس بے سود ہے پھر تو ہر انسان کا گھر یا تو جنت ہے یا دوزخ۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمھارے لئے استغفار کرتا ہوں[1]۔"

[1] اسی کے قریب قریب ایک خطبہ پہلے گذر چکا ہے۔ لیکن فرق الفاظ موجب تکرار ہے۔ ۱۲ محمد

(۴۱۸) آیئے خطبہ کی ایک سنت اور حضورؐ کے خطبے کا ایک حال اور بھی سن لیجئے۔

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ حُزْنٍ الْكُلَفِيِّ اَنَّهٗ قَالَ وَفَدْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثْنَا اَيَّامًا شَهِدْنَا فِيْهَا الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى قَوْسٍ۔

ہمارے قبیلے کا وفد سرکار محمدیؐ میں آیا۔ کچھ دن ہم خدمت نبویؐ میں رہے۔ آپ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی۔ آپ نے کھڑے ہوکر کمان پر ٹیک لگاکر خطبۂ جمعہ پڑھا"

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَابْنُ سَعْدٍ)

مسلمان بھائیو! اگر آپ عربی زبان جانتے ہوتے تو نہ یہ خطبے اس قدر مطوّل ہوتے نہ آپ اصل الفاظ کی مٹھاس اور ان کے مطالب و معانی سے بے خبر ہوتے۔ آپ حضرات میں سے اکثر حضرات کی یہ حالت ہے کہ فی زمانہ زبانِ مادری کے علاوہ ملکی زبان سیکھتے ہیں اس کے علاوہ حکومت کی زبان سیکھتے ہیں اس سے بڑھ کر اور بھی زبان سیکھتے ہیں۔ مگر جو زبان نہیں سیکھی جاتی وہ صرف عربی زبان ہے۔ وہ زبان جس میں شرق سے غرب تک خطبہ دیا جاتا ہے جو زبان قرآن کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے خلفاء راشدین کی زبان ہے۔ اہلبیتِ کرام کی زبان ہے، ائمہ دین کی زبان ہے، اہل جنّت کی زبان ہے اور احکم الحاکمین کی مرغوب و پسندیدہ زبان ہے۔ یہ وہ زبان ہے جسمیں مسلمان اپنی ساری عبادتیں کرتے ہیں مسلمانوں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلی آواز جو بچہ کے کان میں پہنچائی جاتی ہے وہ **اذان** ہے اور اذان کے بعد **اقامت** دونوں عربی ہوتے ہیں۔ کلمۂ طیّبہ جس سے مسلمان مسلمان ہوتا ہے وہ عربی ہے۔ دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے ہیں اور یہ سلام بھی عربی ہے اسی طرح زندگی کے سارے منازل طے کرنے کے بعد دمِ آخر جب تلقین کیجاتی ہے۔ تو وہ بھی عربی ہے۔ قبر میں منکر نکیر کے ساتھ جو سوال و جواب ہوں گے وہ سب عربی ہیں۔ گویا مسلمان کی ساری زندگی عربی ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ اس سے بے بہرہ ہیں۔ دنیا بھر کی ساری زبانیں سیکھتے ہیں۔ مگر عربی کی طرف توجہ نہیں کیجاتی۔ احکامِ دین اور علوم و اخلاق اسلامیہ کا جس قدر ذخیرہ ہے وہ تمام تر عربی میں ہے۔ مگر مسلمان اپنی غفلت کے باعث اس سے محروم ہیں۔

پس میں تو بزور کہوں گا کہ اگر بڑھا پا ہے تو دو دو لفظ روز کے سیکھتے جائیے۔ عم پارہ کی سورتیں چھوٹی چھوٹی لے لیجئے اور دو دو لفظ کا معنی روز یاد کرتے جائیے اگر اس میں موت بھی آگئی تو انشاء اللہ شہادت کا درجہ ملیگا اپنے بچوں کو عربی زبان سکھائیے تاکہ وہ اسلام سے قریب ہو جائیں۔ اور حدیث قرآن کے فہم میں انھیں دِقّت

باقی نہ رہے۔ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ ایم۔ اے۔ ایل، ایل، بی۔ بی، اے، اور خدا جانے کیا کیا ہو جائیں انگریزی زبان شیر مادر ہو جائے۔ لیکن قل ہو اللہ احد کا ترجمہ نہ آئے مسلمانو! جاگو، دوسری قوموں کو دیکھو کہ اپنی مُردہ زبان کو زندہ کر رہے ہیں اور عربی تو اس وقت بھی زندہ زبان ہے۔ کروڑوں انسان اور کئی ایک آزاد حکومتوں کی یہ زبان ہے۔ پس آپ اپنی اس قومی، ملکی اور مذہبی زبان کو زندہ رہنے دیجئے اور اسے سیکھنے یا دیکجئے۔ اس کے سیکھنے والوں کی امداد کیجئے۔

(۴۱۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَحِکَ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَکُ؟ قَالَ قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ مِنْ مُّخَاطَبَۃِ الْعَبْدِ رَبَّہٗ۔ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ یَقُوْلُ بَلٰی فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ لَآ اُجِیْزُ عَلٰی نَفْسِیْ اِلَّا شَاھِدًا مِّنِّیْ۔ قَالَ فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ شَھِیْدًا وَّبِالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُھُوْدًا۔ قَالَ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْہِ فَیُقَالُ لِاَرْکَانِہٖ اَنْطِقِیْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِہٖ۔ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ۔ قَالَ فَیَقُوْلُ بُعْدًا لَّکُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْکُنَّ کُنْتُ اُنَاضِلُ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ہمارا مجمع جمع تھا۔ ہم میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ حضورؐ ہنس دیئے۔ پھر ہم سے دریافت فرمانے لگے کہ میری ہنسی کی وجہ بھی جانتے ہو؟ ہم نے کہا اللہ اور رسولؐ ہی کو علم ہے، فرمایا بندے اور خدا کے درمیان ہمکلامی سے، بندہ کہیگا الٰہی کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں بیشک۔ یہ کہیگا پھر میں اپنے خلاف سوا اپنے اور کسی کی گواہی جائز نہیں رکھتا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ آج خود تیری گواہی کافی ہے اور ہمارے مقرر کردہ بزرگ فرشتوں کی جو نامۂ اعمال لکھتے رہے اب اس کے منہ پر مہر ماردی جائے گی اور اعضاء جسم سے فرمایا جائیگا کہ تم بولو۔ وہ اسی وقت اس کے تمام اعمال اور بدکاریاں گنوا دیں گے پھر اُسے اور اس کے اعضاء کو کلام کرنے کا وقت دیا جائے گا تو یہ اپنے جسم سے کہے گا کہ تو غارت ہو تجھے بربادی ہو میں تو تیرے لئے ہی جھگڑ رہا تھا۔ (پھر تو نے خود میرے خلاف گواہی کیوں دی) وہ کہیں گے خدا کی حکم برداری میں۔

(۴۲۰) پس مسلمانو! خدا کی نافرمانیوں سے بچو۔ آج جن اعضا کو فرحت و راحت پہنچانے کے لئے تم برائیاں

اور بدکاریاں کرتے ہو یہی اعضا کل قیامت کے دن تمھارے دشمن بن جائیں گے۔ مسلم بھائیو! اپنی راحتیں اسی میں سمجھو کہ خدا کے دین کی خدمتیں کرو اسلام کو قرآن و حدیث کو پھیلاؤ۔ سنو! انصار کو جمع کر کے حضورؐ اپنے خطبے میں فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ لَاُعْطِیْ رِجَالًا حَدِیْثِیْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَوَجَدْتُّمْ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ فِیْ اَنْفُسِكُمْ لُغَاغَةً؟ اَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِّیُسْلِمُوْا وَیُسْلِمَ غَیْرُهُمْ تَبَعًا لَّهُمْ وَوَكَلْتُكُمْ اِلٰى اِسْلَامِكُمُ الثَّابِتِ الَّذِیْ لَا یُزَلْزَلُ۔ (سیرۃ حلبیہ وغیرہ)

میں نے مالِ غنیمت میں سے تمھیں کچھ نہیں دیا اور اُن نئے مسلمانوں کو سب کچھ دے ڈالا۔ اس سے تم رنجیدہ خاطر ہو گئے ہو؟ سنو! اس کی مصلحت یہی ہے کہ یہی لوگ نومسلم تھے میں اُن کا دل پرچا رہا تھا۔ تم اس سے ناراض کیوں ہو گئے؟ یہ مسلمان ہو جائیں اور اُن کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی اسلام قبول کریں اس لئے میں نے تھیلیوں کے منہ ان پر کھول دیئے۔ تمھیں اس لئے نہیں دیا کہ تم میرے ہو، تمھارے دلوں میں اسلام گھر کر گیا ہے جو کبھی ہلنے والا نہیں"۔

یہ پورا واقعہ میں آپ کو سنا چکا ہوں۔ اتنے الفاظ سنتے ہی انصاریوں کے دل راضی ہو گئے اور اُن کے آنسو رواں ہو گئے اور سب بول اُٹھے رَضِیْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ قِسْمًا وَّحَظًّا۔ اللہ کے رسولؐ ہمارے حصے میں آئے اس پر ہم دل سے راضی ہیں۔

(۴۲۱) عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمُ اللَّیْلَةَ؟ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بِهَا كَافِرِیْنَ ۔ یَقُوْلُوْنَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا۔ فَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَحَمِدَنِیْ عَلٰى سُقْیَایَ فَذٰلِكَ الَّذِیْ اٰمَنَ بِیْ وَكَفَرَ بِالْكَوْكَبِ ۔ وَمَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ الَّذِیْ كَفَرَ بِیْ وَاٰمَنَ

حضورؐ کی موجودگی میں ایک رات کو بارش ہوئی۔ (صبح کی نماز کے بعد آپ نے لوگوں سے یہ خطبہ دیا) کیا تم نے سنا کہ تمھارے پروردگار نے آج کی رات کیا فرمایا؟ اس نے فرمایا کہ میں جب کبھی اپنے بندوں پر اپنی کوئی نعمت انعام فرماتا ہوں تو ان میں سے ایک جماعت میرے ساتھ کفر کرنے لگتی ہے۔ (اسی بارش کی نعمت پر بھی ایک گروہ نے کفر کیا) صاف کہہ دیا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی ہے۔ ہاں جو مجھ پر ایمان رکھتے ہیں بارش کے برسانے پر میری حمد کرتے ہیں وہ بیشک مجھ پر ایمان

بِالْکَوْکَبِ۔ (رَوَاہُ النِّسَائِیُّ) رکھتے ہیں، اور ستاروں کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ اور جو نچھتر اور ستاروں کی وجہ سے بارش برسنے کے قائل ہیں وہ میرے ساتھ کافر ہیں اور ستاروں کے ساتھ مومن ہیں۔"

پس تمام نعمتوں کو خدا کی طرف سے سمجھو۔ یہ خیال نہ کرو کہ فلاں پیر پیغمبر نبی ولی کی میں نے منت مانی تھی اسی وجہ سے میرے ہاں لڑکا ہوا۔ فلاں قبر پر میں نے چادر چڑھائی اس لئے مجھے شفا ہوئی۔ یہ سب خدا کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ مَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ۔ تمہارے پاس جو نعمتیں ہیں سب خدا کی طرف سے ہی ہیں

(۴۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ پاک خطبے گو مختصر اور جامع ہوتے تھے۔ کبھی کبھی مصالح اور مسائل کے لحاظ سے اس اختصار کو آپ چھوڑ بھی دیتے تھے۔ چنانچہ نسائی میں ہے کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے عید کا خطبہ لمبا پڑھا لفظ ہیں فَاَطَالَ الْخُطْبَۃَ پھر اور واقعات کا بیان ہے۔ جب اس کی خبر حضرت ابن عباسؓ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا اَصَابَ السُّنَّۃَ اس نے سنت کے مطابق کیا۔"

(۴۲۳) آیئے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع خطبہ سنیئے گو اس میں لفظ خطبہ کا نہیں لیکن نماز کے بعد تمام صحابہؓ کی موجودگی میں حضورؐ نے ایک واقعہ پر فرمایا ہے اس لئے درحقیقت یہ ایک خطبہ ہی ہے۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضورؐ کے پیچھے فرض نماز باجماعت ادا کر رہا تھا۔ اتنے میں کسی نے چھینک لی تو (بوجہ لاعلمی کے) میں نمازہی میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ اٹھا۔ اس پر لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کیا تو (پھر مسئلے کا علم نہ ہونے کے باعث) میں نے کہا واہ تم مجھے اس طرح برے تیوروں سے گھورتے کیوں ہو؟ اب تو انھوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے شروع کئے جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوتے تو مجھ سے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں۔ واللہ آپ سے بہتر معلم میری نگاہ سے تو کوئی نہیں گذرا۔ نہ آپ نے مجھے برا بھلا کہا نہ ڈانٹ ڈپٹ کی نہ مارا پیٹا بلکہ فرمایا:۔ اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ ۰ اِنَّمَا ھِیَ التَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ ۰ یعنی نماز میں باتیں نہ کرنی چاہیئے۔ نماز نام ہے تسبیح و تکبیر اور قرآن خوانی کا۔" میں نے کہا یا رسول اللہ میں جاہلیت سے ابھی ہی نکلا ہوں، نو مسلم ہوں، اب مجھے چند مسائل اور بھی بتلایئے۔ کاہنوں، نجومیوں، رمالوں اور غیب کی باتیں اور آنے والی وارداتیں بتلانے والوں کے پاس جاکر ان سے پوچھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا فَلَا تَاْتِھِمْ ان کے پاس نہ جانا۔" میں نے کہا میری قوم میں کچھ

لوگ شگون لیا کرتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے ؟ فرمایا یہ ان کے دل کے خطرات ہیں۔ اس کی وجہ سے اپنے کسی کام سے مت رُک۔ میں نے کہا بعض لوگ ہم میں سے خط کھینچتے ہیں آپ نے فرمایا کَانَ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ یَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّہٗ فَذَاکَ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) نبیوں میں سے ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے جس کسی کا خط اس کے موافق ہو جائے ہو جائے۔ یعنی موافقت معلوم نہیں لہٰذا یہ بھی عبث چیز ہوتی۔" یہ بھی یاد رہے کہ لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنے پیروں پر مار کر انھیں مطلع کیا تھا۔ یہ بھی بعد میں منع ہو گیا ہے حضورؐ نے فرمادیا ہے مَنْ نَابَہٗ شَیْءٌ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیُسَبِّحْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) یعنی جس مرد کو نماز میں کوئی چیز پیش آ جائے وہ سبحان اللہ کہے۔

(۴۲۴) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح برابر برابر کرتے تھے کہ گویا ان کی درستگی سے آپ تیر کو راست کریں گے یہی آپ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے دیکھ لیا کہ ہم صفوں کا درست کرنا سیکھ گئے۔ ایک دن آپ حجرۂ شریفہ سے باہر آئے۔ تکبیر کہنے ہی کو تھے کہ ایک شخص کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا دیکھ کر ہمیں مخاطب فرما کر فرمایا۔ عِبَادَ اللّٰہِ ۰ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ وُجُوْھِکُمْ ۰ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اے اللہ کے بندو! یا تو تم صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں پھوٹ ڈال دیگا۔" مسلمانو! ہمارے اختلاف کی ایک بڑی بھاری وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نماز کی صفوں کو نہیں ملاتے کندھے سے کندھا۔ پنجے سے پنجا اور ایڑی سے ایڑی، ٹخنے سے ٹخنا ملاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے دو شخصوں کے درمیان کچھ بھی فاصلہ نہ ہو بلکہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہو جاؤ۔ صفیں ٹیڑھی نہ ہوں۔ درمیان میں جگہ خالی نہ ہو صفوں کی درستگی نماز کی درستگی ہے۔ صفیں ہمیشہ سیدھی کر لیا کرو اور مل جل کر کھڑے رہا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

(۴۲۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ ۰ اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْٓ اَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی)

فرض نماز کی تکبیر ہو چکی تھی جو حضورؐ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے ہم سے فرمایا اپنی صفیں درست اور قائم سیدھی اور برابر کر لو۔ آپس میں اس طرح مل مل کر کھڑے رہو جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔ یہ نہ سمجھو کہ میں تمھاری طرف پیٹھ کئے ہوئے ہوں میں تمھیں اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھ رہا ہوں۔"

(۴۲۶) محترم بھائیو! رب کا دربار ہے باادب بیٹھو! خدا کے رسولؐ کے خطبے ہیں بہ عزت سنو! اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق ادب اور ہدایتِ عمل نصیب فرمائے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُصُّ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَقُوْلُ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ۔ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ الثَّانِیَۃَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ۔ فَقُلْتُ الثَّانِیَۃَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ الثَّالِثَۃَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ۔ فَقُلْتُ الثَّالِثَۃَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِی الدَّرْدَاءِ۔
(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

منبر پر وعظ بیان فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو دو جنتیں ہیں یہ سُنکر حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو؟ اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ تو آپ نے دوبارہ پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی کہ اللہ کا خوف رکھنے والے کیلئے دوہری جنت ہے۔ میں نے دوبارہ یہی سوال کیا کہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری جیسا ارتکاب کیا ہو؟ آپ نے سہ بارہ فرمایا۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر جس کے دل میں ہے اسے ایک نہیں دو جنتیں ملیں گی۔ میں نے پھر سہ بارہ عرض کیا کہ حضور اس سے زنا اور چوری ہوگئی ہو تو بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں اگرچہ ابو درداء کی ناک خاک آلود ہو جائے''۔

میرے بھائیو اور بہنو! سُنا آپ نے! خوفِ خدا ایسی چیز ہے، یہ یاد رہے کہ خوفِ خدا جس دل میں ہو۔ قیامت کا منظر جن کی آنکھوں کے سامنے ہو۔ وہ کبیرہ گناہوں کے تصور سے بھی کپکپا اُٹھتے ہیں اور ان پر غفران ورحمت کے بادل ہر وقت برستے رہتے ہیں ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ان کے درجے بڑھ جاتے ہیں۔ خوفِ خدا کا دوسرا نام ایمان ہے۔ عادتاً عبادتیں بجالانا اور چیز ہے اور خدا کے ڈر سے عبادت کا ادا کرنا چیز ہی اور ہے۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھبیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۝ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْكِتَابِ كِتَابُ اللّٰهِ ۝ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۝ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

ذاتِ الٰہی تمام تعریفوں کے لائق ہے اور سب سے فائق ہے۔ حضرت ختم مآب رسالت پناہ پر ہمارے درود و سلام بے حد و حساب ہوں۔

برادران آپ نے خدائی وعظ سنا؟ اس وعظ خداوندی میں پروردگار عالم تمہیں عدل و انصاف کا احسان و سلوک کا مسکینوں کا غریبوں اور رشتے کنبے والوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے، اور مربیِ مطلق ربِّ عظیم تمہیں بے حیائیوں سے، بدیوں سے فحش گوئی سے اور بدکاری سے منع فرماتا ہے خود خدا تمہیں وعظ سنا رہا ہے۔ تاکہ تم عبرت و نصیحت پند و موعظت قبول کر لو۔ الٰہی ہمیں احکام کی اطاعت سکھا ہمیں حکم برداری کی توفیق عطا فرما۔ اپنی باتیں ہمارے دلوں میں پیوست کر دے اور نیک اعمال پر ہمیشگی عطا فرما۔ آمین۔

(۴۲۷) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

ایک سفر میں ہم لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اسی میں ہم آپ کے کچھ آگے پیچھے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَتَفَاوَتَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فِي السَّيْرِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهٗ بِهَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ج اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ٥ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ٥ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ حَثُّوا الْمَطِيَّ وَعَرَفُوْا اَنَّهٗ عِنْدَ قَوْلٍ يَقُوْلُهٗ. فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يُنَادِي اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ فَيُنَادِيْهِ رَبُّهٗ فَيَقُوْلُ يَا اٰدَمُ اِبْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ فَيَقُوْلُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِلَى النَّارِ. وَوَاحِدٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَئِسَ الْقَوْمُ حَتّٰى مَا اَبَدُوْا بِضَاحِكَةٍ وَاَنْشَأَ الْمُسْلِمُوْنَ يَبْكُوْنَ. فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ بِاَصْحَابِهٖ قَالَ اعْمَلُوْا وَقَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا وَاَبْشِرُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيْقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَيْءٍ اِلَّا كَثَّرَ

اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے جا رہے تھے کہ آپ پر اِن دو آیتوں کی وحی نازل ہوئی جس میں فرمانِ باری عز و جل ہے کہ اے لوگو! اپنے مربّی کا ڈر خوف اور لحاظ ملاحظہ ہمیشہ رکھا کرو۔ یقیناً قیامت کا زلزلہ زبردست، خوفناک چیز ہے، اُسے دیکھتے ہی ہر دودھ پلانے والی اپنی دودھ پلائی بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو دیکھے گا کہ ہر شخص مدہوش ہو رہا ہے دراصل وہ بدمست یا نشے میں نہیں بلکہ عذابِ خدا کی سختی نے اسکے ہوش و حواس اڑا رکھے ہیں۔ حضورؐ نے باواز بلند ان آیتوں کی تلاوت شروع کی۔ ہم نے سمجھ لیا کہ آپ کچھ بیان فرمانے والے ہیں جو جہاں تھا وہیں سے اس نے اپنی سواری کا رُخ آپ کی طرف کر لیا اور تیز دوڑا کر آپ کے پاس پہنچا۔ جب ہم سب جمع ہو گئے تو آپ نے یہ خطبہ دیا۔ جانتے ہو یہ کس دن کا ذکر ہے؟ ہم نے کہا اللہ رسولؐ کو علم ہے آپ نے فرمایا یہ اس دن ہوگا جس دن جناب باری حضرت آدم علیہ السلام کو بلائے گا اور ان سے فرمائے گا آدمؑ اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصّہ الگ کر دو آپ پوچھیں گے خدایا کتنوں میں سے کتنے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم کے لئے اور ایک جنّت کے لئے بس اب تو صحابہؓ کو سخت صدمہ ہوا قریب تھا کہ امیدیں ٹوٹ

يَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وَمَنْ مَّاتَ مِنْ بَنِي
اٰدَمَ وَبَنِي اِبْلِيْسَ وَاِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ
قَطُّ اِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ يُؤْخَذُ
الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنْ تَمَّتْ وَاِلَّا
كُمِّلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ۔ قَالَ فَسُرِّيَ عَنِ
الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِيْ يَجِدُوْنَ۔ قَالَ
اِعْمَلُوْا وَاَبْشِرُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّامَةِ
فِيْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ
الدَّابَّةِ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا
رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا۔ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ
لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا
ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ
اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا۔ قَالَ وَلَا اَدْرِيْ
قَالَ الثُّلُثَيْنِ اَمْ لَا؟۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ)

جائیں ہنسی سلب ہو گئی۔ روتے روتے ہچکیاں
بندھ گئیں۔ یہ حالت دیکھکر پھر آپ نے فرمایا عمل
کرتے جاؤ شریعت کی پابندی میں لگے رہو اور
امیدیں بندھی رکھو واللہ تمھارے ساتھ دو
مخلوق ایسی ہیں کہ جن میں وہ شمار کی جائیں اُنکی
تعداد بڑھ جاتی ہے یعنی یاجوج ماجوج پھر انکے
ساتھ کفر پر مرے ہوئے کافر اور اولادِ شیطان
اور ہر نبوت سے پہلے کی جاہلیت کے لوگ
اور نبوت کے بعد کے منافق ان سے جہنمیوں
کی تعداد پُر ہو جائے گی۔ اب صحابہؓ کے ہوش و
حواس ذرا درست ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا،
اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی جان ہے۔ تم مومن تو اور کافروں کے مقابلہ پر
اتنے ہی ہو جیسے کوئی تل اونٹ کی یا اور چوپائے
کی کروٹ پر۔ سنو سنو! مجھے تو ذاتِ باری تعالیٰ
شانہ سے امید ہے کہ جنت کی چوتھائی میں صرف
تم ہی تم ہو۔ یہ سُنکر صحابہؓ خوش ہو گئے اور اُن کی زبان سے تکبیر نکل گئی۔ پھر آپ نے فرمایا، بلکہ میں جانتا ہوں کہ تم اہل جنت کے تہائی ہو۔ تو انھوں نے پھر اللہ اکبر کہا۔ آپ نے کہا میں امیدوار ہوں کہ آدھوں آدھ تعداد اہل جنت صرف تمھاری ہو گی۔ اب تو یہ پھر تکبیریں کہنے لگے۔ حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یہ یاد نہیں رہا کہ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا تھا یا نہیں؟ کہ دو تہائی میں صرف تم ہو اور ایک تہائی میں باقی سب (لیکن اور صحیح حدیث سے یہ جملہ بھی فرمانِ حضورؐ سے ثابت ہے فالحمد للہ)

(۴۲۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ

قرآن کریم کی آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔
نازل ہوتی ہے کہ اپنے قرابت داروں کو ہوشیار

اَلْاَقْرَبِیْنَ o وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ فَرَفَعَ صَوْتَہٗ فَقَالَ یَا صَبَاحَاہُ یَا بَنِیْ عَبْدِ مُنَافٍ فَجَمَعَ قُرَیْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یَا مَعْشَرَ بَنِیْ عَبْدِ مُنَافٍ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یَا مَعْشَرَ بَنِیْ قُصَیٍّ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یَا مَعْشَرَ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِنَّ لَکِ رَحِمًا وَّسَاَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ)

کر دو انھیں ڈرا دو تو آپ اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈالکر خوب بلند آواز سے یا صباحاہ کہتے ہیں جو علامت تھی کہ کسی پر سخت مشکل آپڑی ہے پھر آواز لگاتے ہیں اے عبد مناف دوڑو چنانچہ قریش کے تمام قبائل آواز کی طرف لپکتے ہیں جب سب جمع ہو گئے تو حضورؐ نے نام لے کر ہر خاص وعام کو اپنا وعظ سنایا۔ قریشیو! اپنی جانوں کو جہنم سے بچالو۔ میں تمھارے نفع نقصان کا خدا کی طرف سے مالک نہیں ہوں۔ اے اولاد عبد مناف اپنی جانوں کو آگ سے بچانے کے اعمال کر لو واللہ تمھیں خدا کے ہاں میں کوئی نفع نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے اولاد قُصَیْ اپنے تئیں خدا کے عذابوں سے بچانے کے لئے ایمان لے آؤ۔ یاد رکھو میرا کوئی اختیار نہیں نہ نفع کا نہ نقصان کا۔ اے عبد المطلب کے خاندان والو تم بھی اپنا بچاؤ کر لو۔ میں تمھارے کسی ادنیٰ سے نفع کا یا ادنیٰ سے نقصان کا مالک نہیں ہوں یہ سب خدا کے ہاتھ ہے اے میری پیاری بچی فاطمہؓ! تم بھی جہنم سے بچنے کا سامان کر لو۔ یاد رکھو میں نہ تمھیں کام آسکوں نہ تمھیں نقصان پہنچا سکوں سب اختیار بدست مختار کامل خدائے تعالیٰ ہی ہے، ہاں جس صلہ رحمی کی حقدار تو ہے وہ صلہ رحمی یہاں میں برابر جاری رکھونگا۔“

(۴۲۹) عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُعَلّٰی عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ یَوْمًا فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا خَیَّرَہٗ رَبُّہٗ بَیْنَ

ایک دن حضورؐ نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ وہ جب تک چاہے دُنیا میں جئے اور جو چاہے کھائے

اَنْ یَّعِیْشَ فِی الدُّنْیَا مَا شَآءَ اَنْ یَّعِیْشَ وَیَاْکُلَ مِنَ الدُّنْیَا مَا شَآءَ اَنْ یَّاْکُلَ وَبَیْنَ لِقَآءِ رَبِّہٖ فَاخْتَارَ لِقَآءَ رَبِّہٖ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ ھٰذَا الشَّیْخِ اِذْ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا صَالِحًا خَیَّرَہٗ رَبُّہٗ بَیْنَ الدُّنْیَا وَلِقَآءِ رَبِّہٖ فَاخْتَارَ لِقَآءَ رَبِّہٖ قَالَ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَھُمْ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الْمُخَیَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ بَلْ نُفْدِیْکَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاَمْوَالِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ اِلَیْنَا فِیْ صُحْبَتِہٖ وَذَاتِ یَدِہٖ مِنِ ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَۃَ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ وُدٌّ وَّاِخَاءُ اِیْمَانٍ مَّرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَّاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَۃٌ اِلَّا خَوْخَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ

پیئے۔ یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیلئے تیار ہو جائے۔ اس نے ملاقات مُربّی کو پسند کر لیا۔ یہ سنتے ہی حضرت صدیق اکبرؓ رونے لگے اور کہنے لگے، بلکہ ہم اپنے ماں باپ کو اور اپنے زر و مال کو آپ پر فدیہ دینگے نثار کریں گے، ہمیں اس پر سخت تر تعجب ہوا کہ یہ شیخ کیوں رو رہے ہیں؟ اور کیا کہہ رہے ہیں؟ حضرت تو ایک نیک انسان کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ اُسے دُنیا اور آخرت میں ترجیح دینے کو کہا گیا تو اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ عالم تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ اس سے مُراد خود ذاتِ رسولؐ ہے اور گویا آپ اپنی موت کی خبر ہمیں دے رہے ہیں۔ اسوقت آپنے فرمایا تمام لوگوں سے زیادہ جس نے جانی اور مالی سلوک میرے ساتھ کئے ہیں وہ ابوبکرؓ ہیں۔ میں اگر کسی کو دلی دوست بناتا تو اس کے لائق یہی ہیں لیکن تمہارے صاحب اللہ کے خلیلؐ ہیں ابوبکرؓ سے ایمانی دوستی اور بھائی چارہ کافی ہے۔ تین بار یہی فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مسجد رُخ جن جن لوگوں کے مکانوں کے دروازے ہیں سب بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔

اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنِ الصِّدِّیْقِ الْاَکْبَرِ وَالْعُمَرَ الْفَارُوْقِ ۝ وَعُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ ۝ وَعَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ۝ وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَۃِ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَاحْشُرْنَا فِیْ اَتْبَاعِھِمْ۔ قُوْمُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ ۝ وَاللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ ۝ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

(آل عمران - ۱۳۸)

خطبات نبوی کا مستند ترین مجموعہ

مُسمّٰی بہ

خُطباتِ مُحمّدی

جلد سوم

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسوبیس ۲۲۰ خطبات پچھتر ۷۵ صحابہ کرام کی روایات اور حدیث وتفسیر کی چالیس مستند کتابوں کے حوالوں سے نقل کر کے عربی متن اور سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں

مؤلفہ

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

الدار السلفیۃ

۲۰۲ بے بی بی مارگ (بلاسس روڈ) متصل مہاراشٹرا کالج بمبئی ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ستائیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

رمضان شریف کے متعلق

جمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۰ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۰ اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ۰ اَلْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۰ اَلْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ ۰ اَلْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۰ اَلْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْكَرِیْمُ ۰ اَلرَّقِیْبُ الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِیْمُ ۰ اَلْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِیْدُ الْحَقُّ الْوَكِیْلُ ۰ اَلْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ۰ اَلْمُحْصِیْ الْمُبْدِئُ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِیْ الْمُمِیْتُ ۰ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۰ اَلْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ ۰ اَلْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیُ الْمُتَعَالِیُ الْبَرُّ التَّوَّابُ ۰ اَلْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ ۰ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۰ اَلْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیْ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ ۰ اَلْهَادِیْ الْبَدِیْعُ الْبَاقِیْ الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ ۰ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الَّذِیْ هٰذِهٖ اَسْمَآؤُهٗ وَصِفَاتُهٗ ۰ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۰ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ ۰ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ o
فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o شَهْرُ
رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ
اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا
اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ o

سب تعریف اس کے لئے ہے جو اکیلا ہے سزاوار تعریف اور مستحق حمد ہے وہی رحمٰن ہے اُسی کا نام رحیم ہے وہ مالک ہے پاک ہے سلامتیوں والا ہے، امن و عافیت عطا کرنے والا ہے پناہ دینے والا ہے غالب زبردست بزرگی والا ہے اور پیدا کرنے والا ہے بنانے والا صورت دینے والا بخشنے والا دباؤ والا بہت دینے والا، روزی رساں کھولنے والا جاننے والا تنگی کشادگی دینے والا وہی ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں جس کے ہاتھ میں ہر پستی و بلندی ہے ہر عزّت و ذِلّت اُسی کی طرف سے ہے نہ اس کا سا سننا کوئی سن سکے نہ اس کا سا دیکھنا کوئی دیکھ سکے فیصلے کرنیوالا عدل و انصاف والا جاننے اور خبر رکھنے والا غفور و شکور بلندی اور بڑائی والا ہے، حفاظت کرنیوالا خوراک پوشاک دینے والا، کفایت کرنے والا بزرگی والا عزت والا نگہبانی کرنے والا وہی ہے، اے قبول کرنے والے، اے کشائش والے اے حکمت والے اے محبت رکھنے والے، اے بڑی شان والے اُٹھانے والے اے ہر جگہ حاضر و ناظر اے سچے مالک وکیل کہاں ہم اور کہاں تیری حمد و ثنا اے زور آور قوتوں والے اے حمایت کرنے والے، خوبیوں والے ہمیں اپنی خفگی سے بچالے، اے احاطہ کر لینے والے گنتی رکھنے والے پہلی بار اور دوبارہ پیدا کرنے والے اے جِلانے مارنے کے مالک خود ہمیشہ زندہ اور قائم سب کا تھامنے والا سب کچھ پانے والا سخی عزتوں والا، اکیلا بے ہمتا اور بے نیاز غیر محتاج اور بے احتیاج ایک تو ہی ہے قادر و مقتدر آگے پیچھے کرنیوالا اول و آخر ظاہر و باطن تو ہی تو ہے۔ اے مالک اے والی اے بلند صفتوں والے اے احسان کرنے والے مخلوق کی طرف رجوع ہو کر مہربانیاں کرنے والے ہم پر رحم فرما ہماری خطاؤں سے درگذر فرما کر۔ تو جہاں بدلے لینے والا ہے وہاں عفو و درگذر کرنے والا بھی ہے، نرمی کرنا تیری صفت ہے اس لئے کہ مالک الملک ہے جلال و اکرام والا ہے۔ انصاف کرنے والا اکٹھا کرنے والا بے پروا اور بے پرواہ

کرنے والا تو ہی ہے ہمیں فقر وفاقہ سے قلت و ذلت سے بچا، تو ہی روکنے والا ہے۔ اور تو ہی دینے والا ہے نفع اور نقصان سب تیرے ہاتھ ہے تو نور ہے اور سب کو نورانی کرنے والا ہے۔ ہدایت تیری طرف سے ہے نئی نئی پیدائش پیدا کرنے والا ہے ہمیشہ باقی رہنے والا تو ہی ہے سب کا وارث تو ہے سب کو نیک راہ بتلانے والا تو ہے سچ ہے کہ تو بہت ہی سہار و صبر کرنے والا ہے ہم گنہگاروں کو بھی روزیاں پہنچا رہا ہے پس جس طرح ہمارے گناہوں کو دیکھتے اور جانتے ہوئے ہماری نمک حرامیوں سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی تو نے ہماری روزیاں بند نہیں کیں۔ ہماری بے پردگی نہیں کی اسی طرح قیامت کے روز بھی ہمیں معاف فرما دے۔ ہم سے درگذر کر اے ارحم الراحمین تیرا ہی سہارا ہے اور تجھی پر بھروسہ ہے۔

سرکش شیطانوں اور انسانوں کی شرارت سے میں خدا کی پناہ چاہ کر اس کے بابرکت نام سے برکت حاصل کر کے آج کا خطبہ شروع کرتا ہوں ہمارے پالنے والے خدا نے اپنے پاک کلام میں مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ ایماندارو جس طرح تم سے اگلی امتوں پر روزے تھے تم پر بھی روزے فرض کئے جاتے ہیں تاکہ دنیا کی برائی اور آخرت کے عذابوں سے تم بچ جاؤ سال کے تقریباً تین سو ساٹھ دنوں میں صرف تیس یا انتیس دن کے ہی روزے ہیں پھر بھی تمہارے لئے یہ سہولت ہے کہ اگر تم سفر میں ہو یا بیمار ہو تو روزہ نہ رکھو پھر قضا کر لینا۔ جنھیں روزے کی طاقت ہی نہ ہو وہ ایک مسکین کو کھانا دیدیں اگر زیادہ دیں تو اور بھی اچھا ہے لیکن یاد رہے کہ روزہ رکھنا زیادہ اچھا ہے اس بات کو سمجھ لو ماہ رمضان جس کے روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں یہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ہدایت اور تمیز حق و باطل کی صاف دلیلیں اس میں ہیں اس ماہِ مبارک میں جو اپنے وطن میں ہو وہ اس کے روزے ضرور رکھے ہاں بیمار اور مسافر اور دنوں میں رکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرتا ہے وہ تم پر کوئی سختی کرنا نہیں چاہتا تاکہ تم گنتی پوری کر لو اور ہدایت خداوندی پر اللہ تعالیٰ کی بڑائیاں کرو اور اس کی شکر گذاری کرو۔

(۴۲۳) عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ ٥ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ ٥ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ ٥ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شعبان کے آخری دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا جس میں فرمایا لوگو ایک بہت بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے وہ بابرکت مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے

خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۰ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ
فَرِيْضَةً ۰ وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا ۰ مَنْ
تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ
كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْ مَا سِوَاهُ ۰ وَمَنْ اَدّٰى
فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً
فِيْمَا سِوَاهُ ۰ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ ۰ وَالصَّبْرُ
ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ ۰ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ ۰ وَشَهْرٌ
يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ ۰ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ
صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ ۰ وَعِتْقَ
رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ ۰ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ
مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ ۰
قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۰ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا
يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ ۰ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۰ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا
الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ
لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ ۰ وَمَنْ
اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً
لَا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۰ وَهُوَ
شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ ۰ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ ۰
وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ۰ وَمَنْ خَفَّفَ
عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ۰ وَاَعْتَقَهٗ
مِنَ النَّارِ (شُعَبُ الْاِيْمَانِ لِلْبَيْهَقِيِّ رَحِمَهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى)

روزے تم پر فرض کر دئیے ہیں اور اس کی راتوں کا قیام نفلی رکھا ہے اس میں نفلی کام کرنے والا اور دنوں کے فرض بجالانے والے جیسا ہے اور اس میں فرض ادا کرنے والے کو اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ مہینہ ہمدردی غم خواری اور مواساۃ کا ہے۔ اس مہینے میں مومن کی روزی بڑھادی جاتی ہے جو شخص اس ماہ میں کسی روزے دار کا روزہ کھلوائے اس کے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے بھی روزے دار جتنا ثواب ملتا ہے لیکن روزے دار کا ثواب گھٹتا نہیں۔ صحابہؓ نے یہ سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص کو تو اتنی وسعت نہیں کہ روزے دار کا روزہ کھلوائے۔ آپ نے فرمایا صرف ایک گھونٹ دودھ سے یا ایک کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے ہی جس نے روزہ کھلوادیا اسے بھی جناب باری یہی ثواب عنایت فرماتا ہے۔ اور جو کسی روزے دار کو پیٹ بھر کر کھلائے اسے تو پروردگار میرے حوض کوثر کا پانی پلائے گا جس سے جنت میں جانے تک پھر پیاسا نہ ہوگا یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول دس دن رحمت کے ہیں درمیان کے دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے ہیں اس مہینے میں جو شخص اپنے ماتحتوں کے کام میں کمی کرے اللہ اسے بخش دیتا ہے اور جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

(۴۳۱) رمضان کے متعلق حضورؐ کا خطبہ صحیح ابن خزیمہ میں بھی ہے جس میں یہ ارشاد ہے۔

فَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ ۝ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَاغِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا ۝ فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ ۝ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۝ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَاغِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا ۝ فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ۝ وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ ۝ (رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

اس میں چار کلمات بکثرت پڑھا کرو، دو تو وہ ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر لوگے۔ اور دو وہ ہیں جو تمہارے لئے اشد ضروری ہیں جن دو سے خدا خوش ہوتا ہے وہ تو اس کی توحید کی گواہی اور اس سے استغفار ہے اور جن دو سے تم کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو وہ جناب باری سے جنّت کی طلب اور جہنم سے بچاؤ کی طلب ہے۔ (یعنی یوں کہا کرو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۝ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ ۝ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ۝)

(۴۳۲) رمضان کے ہی خطبے میں ہی حضورؐ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے۔

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ كَسْبٍ حَلَالٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ لَيَالِيْ رَمَضَانَ كُلَّهَا وَصَافَحَهٗ جِبْرَائِيْلُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَمَنْ صَافَحَهٗ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرِقُّ قَلْبُهٗ وَتَكْثُرُ دُمُوْعُهٗ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَأَيْتَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ؟ قَالَ فَبِقَبْضَةٍ مِّنْ طَعَامٍ قُلْتُ اَفَرَأَيْتَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ لُقْمَةُ خُبْزٍ؟ قَالَ فَمَذْقَةٌ مِّنْ لَّبَنٍ قَالَ اَفَرَأَيْتَ مَنْ لَّمْ تَكُنْ عِنْدَهٗ؟ قَالَ فَشَرْبَةٌ مِّنْ مَّآءٍ (رَوَاهُ اَبُو الشَّيْخِ)

جو شخص ماہِ رمضان میں کسی روزے دار کو حلال کمائی سے روزہ کھلوائے اس کے لئے فرشتے رمضان شریف کی راتوں میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور لیلۃ القدر میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی نشانی یہ ہے کہ خوفِ خدا دل کو نرم کر دے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں حضرت سلیمان رضؓ نے سوال کیا کہ حضورؐ پیٹ بھر کر کھلانے کی طاقت کسی کو نہ ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا مٹھی بھر کھانے سے سہی۔ میں نے کہا ایک لقمہ کھانے کا بھی نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا دودھ کے ایک گھونٹ سے ہی سہی میں نے کہا اور حضورؐ یہ بھی کسی کے پاس نہ ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا پانی کے گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دے اسے بھی یہی ثواب ہے۔

(۴۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے۔

اَظَلَّكُمْ شَهْرُكُمْ هٰذِهٖ ۝ بِمَحْلُوْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ مَا مَرَّ بِالْمُسْلِمِيْنَ شَهْرٌ خَيْرٌ لَّهُمْ مِّنْهُ ۝ وَلَا مَرَّ بِالْمُنَافِقِيْنَ شَهْرٌ شَرٌّ لَّهُمْ مِنْهُ ۝ بِمَحْلُوْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَكْتُبُ اَجْرَهٗ وَنَوَافِلَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهٗ وَيَكْتُبُ اِصْرَهٗ وَشَقَآءَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهٗ وَذٰلِكَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ يُعِدُّ فِيْهِ الْقُوَّتَ مِنَ النَّفَقَةِ لِلْعِبَادَةِ وَيُعِدُّ فِيْهِ الْمُنَافِقُ اِتِّبَاعَ غَفَلَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِتِّبَاعَ عَوْرَاتِهِمْ فَغُنْمٌ يَّغْنَمُهُ الْمُؤْمِنُ ۔ (رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

اے لوگو! یہ ماہِ مبارک تم پر سایہ ڈالنے والا ہے اس پاک ذات کی قسم جسکی قسم میں کھا سکتا ہوں کہ مسلمانوں پر اس سے بہتر اور کوئی مہینہ نہیں آیا اور اور اسی قسم سے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ منافقوں پر اس سے بدتر کوئی مہینہ نہیں آتا۔ میں قسمیہ بیان کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مہینے کے آنے سے پہلے ہی اس کا اجر اور اس کے نوافل لکھ لیتا ہے اسی طرح اس کے گناہ اور نافرمانیاں بھی، اس لئے کہ مومن تو اس کے آنے سے پہلے اس کے لئے عبادت وغیرہ کی تیاریاں کر لیتے ہیں اور منافق بھی اس کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں کی بُرائی ان کی ہجو اور انکی ٹوہ میں لگ جاتا ہے یقین مانو کہ مسلمانوں کے لئے تو یہ مہینہ بہت ہی غنیمت ہے۔

(۴۳۴) عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا رَقِيَ عَتَبَةً قَالَ اٰمِيْنَ ۝ ثُمَّ رَقِيَ اُخْرٰى فَقَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ رَقِيَ عَتَبَةً ثَالِثَةً فَقَالَ اٰمِيْنَ ۝ ثُمَّ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ۝ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ۝

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھنے لگے پہلے زینہ پر آمین کہی دوسرے پر پھر تیسرے پر۔ پھر فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر اسے بخشا نہ گیا اسے اللہ دور ڈال دے میں نے کہا آمین پھر جبرئیل نے کہا جو اپنے ماں باپ کو پائے یا اُن دونوں میں سے ایک کو پھر جہنمی بنے اس پر بھی اللہ کی پھٹکار ہو میں نے کہا آمین پھر جبرئیل نے فرمایا جس کے سامنے تیرا ذکر کیا جائے اور پھر بھی وہ درود نہ

قَالَ وَمَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ فَقُلْتُ آمِيْنَ ○ قَالَ وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ○ فَقُلْتُ آمِيْنَ ○ (رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

نہ پڑھے اسے بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور ڈال دے میں نے کہا آمین۔

(۴۳۵) مجمع صحابہؓ میں رمضان کے پہلے روزے کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جو فرمایا وہ بھی بزبانِ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُن لو۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا وَّحَضَرَ رَمَضَانُ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ يَّغْشَاكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ فَيُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَيَحُطُّ الْخَطَايَا وَيَسْتَجِيْبُ فِيْهِ الدُّعَاءَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى تَنَافُسِكُمْ فِيْهِ وَيُبَاهِيْ بِكُمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ فَاَرُوا اللّٰهَ مِنْ اَنْفُسِكُمْ خَيْرًا فَاِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ فِيْهِ رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

اے لوگو! تمھارے پاس ماہ رمضان آپہنچا۔ لوگو! برکتی مہینہ آگیا۔ لوگو! رب کی رحمت نے تمہیں ڈھانک لیا دیکھو خدا کی رحمتیں اُتر رہی ہیں گناہ بخشے جارہے ہیں دعائیں قبول ہورہی ہیں۔ لوگو! تمھارا اس ماہ میں ایک دوسرے سے عبادتوں اور نیکیوں میں بڑھ جانے کی کوشش کرنا خدا دیکھ رہا ہے بلکہ اس کا فخر وہ اپنے فرشتوں میں کر رہا ہے پس تم بھی خدا کو اپنا جوش و خروش دکھاؤ۔ حقیقی بدنصیب وہ ہے جو اس ماہِ مبارک میں بھی خدا کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسلام نام ہے پانچ چیزوں کا جو شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دے وہ پانچوں کا چھوڑنے والا ہے اور اس کا اسلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں اوّل خدائے تعالیٰ کے ایک ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ کے سچے رسول ہونے کی گواہی دینا دوسرے پانچوں وقت کی نماز پڑھنا تیسرے رمضان کے روزے رکھنا چوتھے اگر مال ہو تو زکوٰۃ دینا۔ پانچویں اگر مال ہو تو حج کرنا، آپ فرماتے ہیں رمضان کا روزہ بلا عذر شرعی چھوڑنے والا کافر اور قابل گردن زدنی ہے جو شخص اس ماہ کا ایک روزہ بھی بلا اجازت شرع ترک کرے اگر ساری عمر روزے رکھے پھر بھی اس گناہ

کی تلافی نہ ہوگی۔ جو شخص اس مبارک مہینے میں بھی خدا کو راضی نہ کرے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے جو شخص وقت سے پہلے جان بوجھ کر روزہ کھولدے اس کو جہنم میں معلق لٹکا دیا جائیگا اور بار بار اس کی باچھیں چیری جائینگی جن سے خون بہتا رہے گا اور وہ کتے کی طرح چیخے گا۔ پس رمضان المبارک کے روزے سنّت کے مطابق ادا کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اس مہینہ میں نازل ہوا۔ اس ماہ مبارک میں سرکش شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں، رمضان کی اوّل رات ہی سے تمام آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور پھر وہ آخر رمضان تک بند نہیں ہوتے اس مہینے میں مومن کی روزی میں برکت دی جاتی ہے اس مہینے کے اوّل دس دن رحمت کے اور درمیانی دس دن مغفرت کے اور تیسرے دس دن جہنم سے آزادی حاصل کرنے کے ہیں اس مہینے میں جنت اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور آخر تک ایک بھی بند نہیں ہوتا اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور اُن میں سے ایک بھی نہیں کھلتا اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں گناہوں کی معافی اور دُعاؤں کی قبولیت کا یہ مہینہ ہے رمضان المبارک کے لئے جنت سال بھر سنواری جاتی ہے اور رمضان کی اوّل رات ایک لطیف ہوا عرش سے چلتی ہے جو جنتی درختوں کے پتوں وغیرہ کو لگتی ہوئی گذر جاتی ہے جن سے ایک نہایت سُریلی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت حوریں ندا کرتی ہیں کہ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہماری خواستگاری کرے؟ رمضان کی ہر رات ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کوئی سائل ہے جس کو خدا دے؟ کوئی تائب ہے جس کی توبہ قبول کرے؟ کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کے گناہوں سے درگذر فرمائے؟ کوئی ہے جو ایسے خدا کو قرض دے جو نہ مفلس ہے نہ کم دینے والا؟ بلکہ پورا دینے والا اور ظلم نہ کرنے والا ہے اے بھلائی کرنے والو آگے بڑھو اور اے بُرائی کرنے والو پیچھے ہٹو اور رُک جاؤ۔ رمضان کی اوّل رات اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندوں کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور پھر انھیں عذابوں سے نجات دیتا ہے۔ یہ مہینہ غمخواری اور صبر کرنے کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بہتر اور منافقوں کے لئے اس سے بُرا کوئی مہینہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ اس مہینے میں دس لاکھ مسلمانوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے جو جہنم کے لائق ہوتے ہیں اور آخری رات پورے مہینے کی گنتی کے برابر اگر مسلمان رمضان کی بزرگیاں بخوبی معلوم کر لیں تو سارا سال رمضان ہونے کی تمنا کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس ماہ مبارک کو مکّہ میں گذارے اور اس کے روزوں کی بخوبی حفاظت کرے اور اپنی طاقت بھر قیام بھی کرتا رہے اس کو دوسری جگہ ایک لاکھ رمضان گذارنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور ہر دن کے بدلے ایک غلام

آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ہر دن میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک سواری دینے اور ہر رات اور دن کے عوض نیکیاں ملتی ہیں، اس مہینے میں جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آتے اور آپ سے قرآن کریم سُنتے تھے ماہِ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا پس اس بابرکت مہینے کو غنیمت سمجھکر جو نیکی ہو سکے کر لیجئے واللہ الہادی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رمضان المبارک کے روزے خلوص اور پابندی شرع کے ساتھ رکھنے والے کے تمام اگلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مشک و عنبر سے زیادہ پسند ہے۔ دن بھر فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور ہر روز اس کے لئے جنت کی نعمتیں بڑھتی رہتی ہیں روزہ دار کو اللہ تعالیٰ بابُ الرَّیّان سے جنت میں داخل کرے گا اور اس کو ان گنت نعمتیں عطا فرمائیگا اور اس سے خوش ہو کر ملیگا روزہ جہنم کے عذابوں کی ڈھال ہے۔ روزہ دار کو ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خدائے تعالیٰ کی ملاقات کے وقت ہر ہر روزہ کے عوض اللہ تعالیٰ روزہ دار کو حور و قصور اور غلمان اور درجات جنت وغیرہ وغیرہ طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے روزہ تندرستی کا سبب اور جسم کی زکوٰۃ اور آدھا صبر ہے روزے دار اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ آسمان و زمین سے بھی زیادہ دوری ڈال دیتا ہے، روزہ قیامت کے روز اور قبر میں روزہ دار کی شفاعت کرتا ہے افطار کے وقت کی دُعا بہت جلد مقبول ہوتی ہے اور اسوقت اللہ تعالیٰ ہر روز ساٹھ ہزار آدمیوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے افسوس ایسے مُبارک وقت کو عموماً بعض ناواقف مسلمان بیکار کھو دیتے ہیں وہ اس وقت یا تو افطاری کے سامان کی دیکھ بھال میں مصروف ہوتے ہیں یا حقہ تازہ کرنے اور فضول بکواس میں مشغول ہوتے ہیں۔ مسلمانو! اسوقت کی قدر کرو اور اسے یونہی نہ کھودو بلکہ دعا اور ذکر اللہ میں اسوقت رہا کرو افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنی صحابہ کرام سے مروی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ بِرَحۡمَتِكَ الَّتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ اَنۡ تَغۡفِرَ لِیۡ ذُنُوۡبِیۡ۔ اے اللہ میں تجھ سے بوسیلہ تیری رحمت کے جس نے تمام چیزوں کو گھیر رکھا ہے اپنے کل گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں گرمیوں میں روزہ کی پیاس برداشت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی پیاس سے بچالیگا صائم کے ہونٹوں کی خشکی کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی کو قیامت کے دن منور کر دے گا۔ روزہ اور قرآن دونوں روزے دار اور تلاوت قرآن کرنے والے کی سفارش اور شفاعت اللہ تعالیٰ سے کریں گے یہانتک کہ اُنکی

شفاعت قبول کی جائے گی۔

مسلمان بھائیو! رمضان کا مہینہ ہے روزہ منہ میں ہے جمعہ کا دن ہے خدا کا دربار ہے مسعود و میمون وقت ہے مسلمانوں کی جماعت جمع ہے۔ آؤ ہاتھ اٹھا کر دامن پھیلا کر گڑگڑا کر عاجزی اور زاری سے جناب باری میں فقیرانہ اور عاجزانہ دعائیں کریں کہ اے نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچانیوالے اے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دینے والے اے خلیل خدا علیہ السلام پر آتش کدہ نمرود کو گل و گلزار بنانے والے اے حضرت لوط علیہ السلام کی مدد کرنے والے، اے حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں حفاظت کرنے والے اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی سے بچانے والے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ فتح کرنے والے، اے ان سب کے معبود ہم چند سفید داڑھیوں والے اپنے ان معصوم بچوں کو اور اپنے ان نوجوان لڑکوں کو اور تیری ان لونڈیوں کو تیرے دربار میں جمع کر کے تیرا دامن رحمت تھام کر تیرے سامنے اپنی ذلت و عاجزی اور انتہائی مسکینی ظاہر کر کے تجھ سے عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو سوخت کر دے ہم پر آتش جہنم حرام کر دے ہمیں اپنا دیدار اور اپنے نبیؐ کی شفاعت نصیب فرما خدایا ہمیں ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھ ہماری نیکیاں قبول فرما۔ ہماری بدیوں سے درگذر فرما۔ ہماری موت آسان کر۔ قبر کی ظلمت سے اس کی تنہائی سے اس کی دہشت سے اس کے دباؤ سے اس کے عذاب سے بچا۔ الٰہی منکر نکیر کے سوالوں کا صحیح جواب ہم سے نکلوا، خدایا میدان محشر میں رسوائی سے محفوظ رکھ۔ الٰہی نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دے۔ الٰہی نیکیوں کا پلڑا جھکا دے۔ الٰہی ہماری دین دنیا سنوار دے۔ خدایا ہمیں ہر وہ بھلائی عطا فرما جس کا سوال تیرے نبیوں نے کیا ہو اور ہر اس برائی سے بچا جس سے بچاؤ تیرے نیک بندوں نے طلب کیا ہو، اے قاضی الحاجات اے مشکل کشا اے حاجت روا ہمیں سکھ چین و عزت آرام شفا آبرو راحت کشادگی عطا فرما۔ آمین وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستائیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ رمضان شریف کے متعلق جس میں رسول اللہ صلعم کے پانچ خطبے ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۞ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۞ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ ۞ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ ۞ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۞ وَلَا اِلٰهَ

غَیْرُكَ ۰ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ۰ خَیْرُ عِبَادِكَ وَخَیْرُ خَلْقِكَ ۰ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ ۰ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ حٰمٓ ۰ وَالْكِتَابِ الْمُبِیْنِ ۰ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۰ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۰ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۰

الٰہی ہم تیری اکائی کے اور تیرے رسول کی سچائی کے گواہ ہیں۔ الٰہی ہمیں بخش دوزخ سے آزاد کر جنت کا وارث بنا آمین! مسلمانو جناب باری عزوجل کا ارشاد حق بنیاد ہے کہ قرآن کریم بابرکت رات میں نازل ہوا۔ جس رات میں تمام اہم امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے وغیرہ۔ مراد اس سے رمضان کی شب قدر ہے۔ رمضان المبارک کی بابت آپ نے بہت سے خطبے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے سن لئے آگے اور سنئے۔

(۴۳۶) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو لیلۃ القدر کی تعیین کی خبر دینے کے لئے حضورؐ آ رہے تھے جو راستہ میں دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے۔ اب آپ آئے اور ہم سے فرمانے لگے

خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحٰی فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَاِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ خَیْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِی التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

میں تو اسی لئے نکلا تھا کہ تمہیں بتلادوں کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے لیکن فلاں فلاں دو شخص لڑ رہے تھے (اس کی مشغولی اور اس کے برے اثر نے) وہ چیز ہی میرے دل میں سے نکال دی ممکن ہے کہ اس (تعیین) کا اٹھ جانا ہی تمہارے حق میں بہتر ہو۔ پس اب تم اسے نویں ساتویں اور پانچویں میں تلاش کرو" یعنی انتیس ستائیس اور پچیس واللہ اعلم۔

(۴۳۷) لیلۃ القدر کی بابت صحابہؓ نے خواب دیکھے کہ وہ ستائیسویں رات ہے تو آپ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ اَرٰی رُؤْیَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔ (صحیح مسلم شریف)

میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خوابوں نے اس بات پر موافقت کی ہے کہ لیلۃ القدر پچھلی سات راتوں میں ہے پس اب میں بھی کہتا ہوں کہ جو لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے تو وہ اسے رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(۴۳۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک

کے بیچ کے دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے یعنی گیارہ سے بیس کا۔ جب بیسویں گذر جاتی اور اکیسویں رات آتی تو آپ اپنے مکان کو لوٹ جاتے اور آپ کے ساتھ جو اور معتکف ہوتے وہ بھی واپس ہو جاتے لیکن ایک سال آپ اس اکیسویں رات بھی ٹھیرے رہے اور لوگوں کو خطبہ دیا اُسے سُنئے۔

فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَمَرَهُمْ بِمَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ كُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِیْ اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِیَ فَلْیَلْبَثْ فِیْ مُعْتَكَفِهٖ وَقَدْ رَاَیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ فَاُنْسِیْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْ كُلِّ وِتْرٍ وَّقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَّطِیْنٍ۔

(صحیح مسلم شریف)

اکیسویں رات کو رمضان المبارک میں حضورؐ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو کچھ خدا نے چاہا آپنے لوگوں کو فرمان دیئے پھر اسی خطبہ میں فرمایا اس (درمیانی) عشرے کا اعتکاف کروں۔ پس میرے ساتھ جو بھی اعتکاف میں تھے وہ سب اپنی اعتکاف کی جگہ ٹھیرے رہے۔ میں اس رات (یعنی لیلۃ القدر) کو دکھلایا گیا لیکن پھر اُسے بھُلا دیا گیا ہوں۔ پس تم اسے ان آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے دیکھا ہے کہ میں اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں"۔ راوی کا بیان ہے کہ اسی اکیسویں رات بارش برسی اور مسجد کی چھت ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر مٹی اور پانی (یعنی کیچڑ) لگا ہوا تھا۔ (مسلم) یہ رات اکیسویں تھی چنانچہ نسائی میں بھی راوی کے یہ الفاظ ہیں فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَبِیْنِهٖ وَاَنْفِهٖ اَثَرَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صُبْحِ لَیْلَةِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ۔ یعنی یہ واقعہ اکیسویں رات کا ہے۔

(۴۳۹) اور حدیث میں ہے کہ آپ نے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرے کا ایک ترکی قنات میں اعتکاف کیا جس کے چاروں طرف بوریا تھا۔ پھر آپ نے اس قنات کے ایک گوشے کو اپنے ہاتھ سے جھکا کر اپنا سر اس میں سے نکال کر لوگوں سے کچھ فرمانا شروع کیا یہ دیکھ کر سب لوگ سمٹ کر آپ کے قریب آگئے آپ نے فرمایا

اِنِّیْ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ۔ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِیْتُ فَقِیْلَ لِیْ اِنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ یَّعْتَكِفَ فَلْیَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهٗ قَالَ وَاِنِّیْ اُرِیْتُهَا لَیْلَةَ

پہلے دس دن کا میں نے اعتکاف کیا تھا کہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کروں۔ پھر میں نے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا پھر مجھ سے کہا گیا ہے کہ وہ رات آخری عشرے میں ہے پس تم میں سے جو بھی اعتکاف کرنا چاہے وہ اعتکاف کرلے چنانچہ لوگوں نے اعتکاف کیا۔ آپنے اس وعظ میں

وِتْرٍ وَّاِنِّیْ اَسْجُدُ صَبِیْحَتَهَا فِیْ طِیْنٍ وَّ مَآءٍ ۔
یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں اس رات کو دکھلایا گیا ہوں اور وہ طاق راتوں میں سے کوئی ہے۔ میں نے اس کی صبح سجدہ کیچڑ میں کیا ہے۔

(رواہ الامام مسلم فی صحیحہ)

چنانچہ اکیسویں رات کی صبح کی نماز آپ نے شروع کی اور بارش برسنی شروع ہوئی مسجد کی چھت ٹپکنے لگی جب نماز سے آپ فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی نورانی پر اور ناک کی نوک پر کیچڑ لگی ہوئی تھی اور یہ واقعہ اکیسویں شب کا ہے۔" اور حدیث میں ہے کہ اس رات تو آسمان پر ابر کا کوئی پھٹا ہوا ٹکڑا بھی نہ تھا۔

الغرض رمضان المبارک کی ان آخری راتوں دنوں میں عبادت کی بہت زیادہ کوشش ہونی چاہئے خصوصًا ان پانچ طاق راتوں کو تو ساری رات جاگ کر عبادتِ خدا میں گذارنی چاہئیں الغرض رمضان المبارک کی اکیس تئیس پچیس ستائیس اُنتیس۔ ان پانچ راتوں میں سے ایک رات لیلۃ القدر ہے قرآن کریم اس رات میں لوح محفوظ سے آسمان اول پر نازل ہوا سال بھر کے کل معاملات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی رات میں صادر ہوتا ہے اس رات جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی بے شمار جماعت کو اپنے ساتھ لے کر آفتاب کے غروب ہوتے ہی زمین پر تشریف لاتے ہیں، ان فرشتوں کی تعداد زمین کے سنگ ریزوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ تمام روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں مگر بتخانوں، گرجاؤں اور غیر اللہ کی پرستش کی جگہوں میں داخل نہیں ہوتے اسی طرح نجس اور ناپاک جگہ اور وہ گھر جس میں نشے کی چیز ہو یا نشہ باز شخص ہو۔ یا وہاں باجے اور تصویریں ہوں وہاں بھی نہیں جاتے۔ اور کل مومن مرد وعورت کے لئے نیک دعاؤں میں ساری رات مشغول رہتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نیک بخت لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں اس کی نشانی بظاہر یہ ہے کہ خوفِ خدا سے رونگھٹے کھڑے ہو جائیں۔ دل نرم ہو جائیں اور آنسو بہہ نکلیں یہ تمام فرشتے آفتاب طلوع ہونے تک اسی طرح رہتے ہیں اور اس کے بعد آسمان پر چڑھ جاتے ہیں پھر سب مل کر دن بھر مومن مرد وعورت کے لئے دعا اور استغفار میں مشغول رہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخشدیا۔ اور قیامت کے دن میں ان سب کو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل کروں گا۔ اس بابرکت رات میں مسلمانوں کو بہت کوشش اور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پورے عشرے میں تمام رات جاگتے تھے اور عبادتِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ اپنے اہل وعیال کو اور تمام گھر والوں کو جگاتے تھے۔ ایک موقوف حدیث میں آیا ہے کہ اس رات تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جہنم سے نجات پا کر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضورؐ اگر میں اس رات کو پاؤں تو خدائے تبارک وتعالیٰ سے کیا دعا کروں؟ آپ نے فرمایا یہ دعا کرو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یعنی الٰہی تو درگذر کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے۔ میرے گناہوں سے بھی درگذر فرما۔ اس رات کی فضیلت سے محروم رہنے والا بڑا ہی بدنصیب اور نقصان اٹھانے والا ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے اس رات کی ظاہری علامت یہ ہے کہ اس رات میں سکون ہوتا ہے، نہ تو زیادہ سردی ہوتی ہے نہ گرمی اور نہ اس رات میں ستارے جھڑتے ہیں آسمان صاف اور روشن ہوتا ہے اور اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں والا نہیں نکلتا اور نہ اس کے ساتھ شیطان خروج کرتا ہے بلکہ سورج کی شعاعیں ہلکی اور اس کی روشنی بوقت طلوع مدھم ہوتی ہے اس مبارک رات میں بھی کچھ گنہگار ایسے ہیں جنکی بخشش نہیں ہوتی اور خدائے تعالیٰ کے عام انعاموں سے محروم رہتے ہیں وہ مجرم یہ ہیں، شرابی، ماں باپ کا نافرمان، اسلامی رشتوں ناتوں کو توڑنے والا، مسلمانوں سے دنیاوی بنا پر بغض و بیر رکھنے والا۔ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اس رات ایک ساعت ہے جس میں پانی دودھ ہو جاتا ہے، سمندر اور بہتا پانی تھم جاتا ہے، یہ بالکل بے اصل اور خود تراشیدہ باتیں ہیں، لیلۃ القدر کا جو شخص ایمانداری اور نیک نیتی سے قیام کرے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اس رات گنہگاروں کی گریہ وزاری توبہ و استغفار اور مالداروں کی سخاوت اور فیاضی دیکھنے کے لئے اور مسلمانوں سے ملاقاتیں کرنے کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۴۴۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ماہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رات کی نماز (تہجد تراویح باجماعت) نہیں پڑھائی یہاں تک کہ صرف سات راتیں باقی رہ گئیں اب تئیسویں رات کو حضورؐ نے ہمیں نماز پڑھائی تہائی رات تک پھر چوبیسویں کو آپ نے جماعت نہ کرائی پچیسویں کو پھر جماعت کرائی آدھی رات تک میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ساری رات ہی اس نماز میں گذار دیتے؟ تو آپ نے ہم سے یہ فرمایا اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ حُسِبَ لَہٗ قِیَامُ لَیْلَۃٍ (ابوداؤد و ترمذی نسائی) یعنی جب انسان امام کے ساتھ نماز کو کھڑا ہوا اور امام کے فارغ ہونے تک اسی کے ساتھ نماز پڑھتا رہا تو ساری رات کا قیام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔" اب پھر چھبیسویں رات کو حضورؐ ہمیں لے کر کھڑے نہ ہوئے ستائیسویں کو اپنے گھر کے تمام لوگوں کو اپنی ازواج مطہرات کو اور سب لوگوں کو بھی جمع کیا اور اب جو نماز شروع کی تو صبح صادق کے قریب تک نماز پڑھاتے ہی رہے یہاں تک کہ ہم خوف زدہ ہو گئے کہ سحری کھانے کا وقت بھی باقی رہے گا یا نہیں؟ پھر پورا مہینہ آپ نے قیام رمضان ہمارے ساتھ نہیں کیا، یہ حدیث سنن میں موجود ہے۔ فتح الباری میں اور ابن خزیمہ

وغیرہ میں یہ بھی ہے کہ ان راتوں میں حضورؐ نے تراویح کی آٹھ رکعت نماز پڑھائی تھی عاملین سُنت کو سُنتِ رسول کافی ہے، آٹھ رکعت میں اگر آپ چاہیں ساری رات گزار سکتے ہیں یہ اس بڑی تعداد سے بہت بہتر ہے جسمیں ٹھونگیں ماری جائیں سُنت طریقہ ہی تمسّک کے قابل ہے اور بس کام خواہ کتنا ہی اچھا ہو خدا کے ہاں اس وقت قبول ہوتا ہے کہ کرنیوالا مؤحّد نیک عقیدہ ہو اس میں خلوص ہو اور سُنت کی مطابقت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سُنت نصیب فرمائے۔ محترم بھائیو! اس مہینے کی ایک مخصوص فضیلت یہ ہے کہ اس ماہ کی دعائیں رد نہیں ہوتیں پس آؤ ہم بھی رب العالمین سے بھیک مانگیں اے زندان مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کو نجات دینے والے اسے سخت تر تکلیف اور دکھ سے حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک لمحہ بھر میں شفا عطا فرمانے والے، اے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمانے والے، اے اسمٰعیل علیہ السلام کو چھری تلے سے بچانے والے، اے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم کرنے والے، اے سلیمان علیہ السلام کو ہوا پرا ور جنات پر سلطنت دینے والے، اے انڈے میں سے مرغ نکالنے والے، اے سیپ میں سے موتی پیدا کرنے والے، اے پانی کے ہمین قطروں کو انسانی صورت عطا فرمانے والے، ہم تیرے غلام تیرے عابد تیرا دیا کھانے والے تیرے گن گانے والے تیری توحید کے نام لیوا! تیرے رسول کے اُمتی تیرے دربارِ دُربار میں حاضر ہیں۔ اُمنگیں تڑپ رہی ہیں حوصلے بڑھے ہوئے ہیں، آرزوئیں بہت ہیں۔ جنت کا لالچ ہے جہنم کا خوف ہے۔ الٰہی آنسو بہا کر کپکپاتی ہوئی آواز سے گریاں و ترساں بہ عاجزی و بہ ادب تجھ سے سوال کناں ہیں کہ تو ہمیں دنیا میں بھی سکھ سے رکھ آخرت میں سرخروئی عطا فرما۔ ہمارے دلوں میں گناہوں کی نفرت بٹھا دے ہمیں بدیوں سے ہٹا دے ہماری قبروں کو کشادہ کر دے ان میں نور بھر دے ہمارا حساب آسان کر دے ہمارے گناہ دور فرما۔ ہمیں راحتیں عطا فرما۔ بُری بیماریوں سے روزی کی تنگی سے اپنی ناشکری سے ہمیں بچا اپنا علم و عرفاں نصیب کر ہمارے بال بچوں کو سنوار دے ہمارے دشمنوں سے ہماری حفاظت کر، بُرے وقت سے دوسروں کی محتاجی سے بُری موت سے گندے خیالات سے ہمیں بچا الٰہی سب مسلمانوں کو سچا مسلمان کر دے انھیں دشمنانِ دین پر غلبہ دے الٰہی مجاہدین کی مدد کر مسافروں کو کامیابی دے۔ حاجیوں کو حج مبرور نصیب فرما بے کاروں کو کام پر لگا راہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ دکھا خدایا دین دنیا کی بھلائی ہمیں عطا فرما آمین۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّیْنَ ۝ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۝ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۝ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ۝ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ قُوْمُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٹھائیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ رمضان شریف کے متعلق

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ

بہتے ہوئے دریا گہرے سمندر، اونچے پہاڑ، بچھی ہوئی زمین، بلند آسمان پھیلے ہوئے میدان جھومتے ہوئے درخت لہلہاتے ہوئے سبزے کھلتے ہوئے غنچے، اُڑتے پرندے چرتے چرند، سوراخوں میں رہنے والی چیونٹیاں سمندروں میں تیرنے والی مچھلیاں، آسمانوں کے رہنے والے فرشتے اولاد آدم کے رہنما پیغمبر، ہر وقت جس کی تعریف وتوصیف کے بیان میں ہیں ہر وقت جسکی کبریائی اور عظمت کے اظہار کے بیان میں ہر وقت جسکی عبودیت اور غلامی کے اقرار میں ہر وقت جس کی تسبیح وتکبیر میں لگے ہوئے ہیں، وہ رب العالمین ہے جس کا عرش ساتویں آسمانوں کے اوپر ہے جو حقیقی شہنشاہ ہے جسکی جنس وکفو کا کوئی نہیں جس کے ساتھ شریک ساجھی کوئی نہیں جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا جس نے سب کی روزیاں اپنے ذمہ لیں جنگلوں میں آزاد پھرنے والے ہاتھی شیر سوراخوں میں رہنے والے مکوڑے اور چیونٹیاں سمندروں کی تہ میں بیٹھی ہوئی بے شمار مچھلیاں، ماں کے پیٹ کے اندر کے بچے جس کی دی ہوئی روزیاں کھا رہے ہیں جو وہاں انھیں پالتا پوستا اور پیدا کرتا اور بڑھاتا ہے اس بیشمار لاتعداد ان گنت مخلوق میں سے کسی کو بھی جو نہیں بھولتا پیٹ کے بل سرکنے والے، دو پاؤں یا چار پاؤں پر چلنے والے پروں کے بل

اُڑنے والے سب کے سب اس کے مخلوق و مرزوق، اے اس قدر زبردست شان والے، اے شہنشاہت والے اے حاکم مطلق اے سب کو زبان جسم و جان دینے والے، اے سب کی نگرانی کرنے والے ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں تیری بڑائی کے قائل ہیں تیری عظمت و شان و شوکت و آن کو مانتے ہیں الٰہی کسی وقت تیری حمد کے بیان میں کمی ہو گئی ہو تو ہمیں معاف فرما تجھ جیسے سب تعریفوں کے مستحق خدا کی بڑائی اور حمد ہم کیا بیان کر سکتے ہیں۔ تاہم ہماری زبانوں پر یہی ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۝

اے نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے والے اپنے آخری رسول پر درود و سلام نازل فرما مقام محمود والے شفاعتِ عامہ والے سب سے پہلے اپنی قبر سے اُٹھنے والے سب سے پہلے تجھ سے دُعا کرنے والے سب سے پہلے شفاعت کے لئے اُٹھنے والے سب سے پہلے جنت میں جانے والے۔ اپنے سب سے افضل رسولؐ پر ہماری طرف سے سلام پہنچا ہماری گواہی ہے کہ ہمارے پیغمبر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرا سارا دین پہنچایا۔ ہماری پوری خیر خواہی کی۔ حقِ رسالت ادا کیا تیری خوشنودی کے تمام کاموں کو کر کے دکھلا کر بتلا کر کہہ کر سُنکر ہمیں رغبتیں دلائیں۔ تیری ناراضی کے تمام کاموں سے الگ رہ کر اُن سے ڈرا دھمکا کر انھیں جتا بتا کر انھیں دکھا سُنا کر اُن سے روک کے اُن سے منع کر کے ہمیں اس سے روکا پس تو ہمارے اس نبی کو اپنے حبیب کو ہماری طرف سے بہترین بدلے عنایت فرما خدایا جو ثواب و اجر تو نے کسی اُمّت کی طرف سے اس کے نبی کو دیا ہو اس سے بہت بہتر اس سے بہت افضل اس سے بہت بڑھ کر اجر و ثواب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے عطا فرما۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

مسلمانو! آج چوطرف نور کا سماں ہے زمین نور کی نور کا آسماں ہے غنچے مسکرا رہے ہیں، گُل کھلے جا رہے ہیں۔ حجر و شجر تسبیح خواں ہیں، حور و ملک مُژدہ گو یا ہیں، جنّت کے دروازے مفتوح ہیں جہنم کے دروازے مسدود ہیں مسلمان سب کے سب مسرور ہیں اُن کے دِل پُر نور ہیں سب نے سُن لیا ہے کہ یہ ماہ رمضان ہے یہ مہینہ باعث غفران ہے رحمتِ حق کے خزانے چوپٹ کھل رہے ہیں مجرموں کے دفترِ گناہ آبِ مغفرت سے دھل رہے ہیں سمک سے تا سما اور ثریا سے تا بہ ثریٰ رحمتِ حق کا ظہور ہے سرکش شیاطین کا غلبہ یک لخت کافور ہے اس ماہ کا ہر دن روز عید ہے ہر ساعت ساعتِ سعید ہے ہر رات نور ٌ علیٰ نور ہے بلکہ گویا کوہِ طور ہے ہر سمت نور کا ظہور ہے ہر وقت رحمتِ خدا کا نزول ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی رحمتیں عطا فرمائے اور اپنے عذابوں سے بچائے

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ تم پر اپنا رحم و کرم فرمائے اور ماہِ مبارک آپہنچا ہے بلکہ یوں کہئے کہ جارہا ہے جو دن جاتا ہے کم ہوتا ہے پس کمر باندھ لو عبادت میں سستی اور کمی نہ کرو دعائیں بکثرت کرو۔ صدقہ خیرات میں سبقت کرو روزے کا ادب کرو۔ ذکر اللہ بہت کرو۔ تلاوت قرآن میں ہر وقت مشغول رہو کسے خبر ہے کہ آئندہ اس ماہِ مبارک کو کون دیکھے گا؟ بہت سے وہ جو گزشتہ اس ماہ میں ہم میں تھے آج نہیں خدا اُن کی مغفرت کرے اُن کی قبروں کو پُر نور کرے اپنی رحمت نازل فرمائے اور انھیں اپنے ہاں کی پاکیزہ مہمانی میں رکھے آمین! پس ہمیں بھی چاہئے کہ ہر ساعت کو اپنی آخری ساعت سمجھیں بارانِ رحمت کے ایسے موقعہ کو غنیمت سمجھیں اب ادب سے سنو میں تمہیں اسی ماہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سناؤں۔

(۴۴۱) ایک غزوے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ رہے ہیں لشکر محمدی آپ کے ساتھ ہے سخت گرمی کا موسم ہے ایک صاحب روزے سے ہیں لیکن اب ان کی بُری حالت ہے اُن کے لئے چھپر بنا یا گیا ہے لوگ اُن کی خدمت کر رہے ہیں اور وہ بیچین ہیں یہ مجمع دیکھ کر اللہ کے نبیؐ سوال کرتے ہیں کہ یہاں کیا ہے؟ لوگوں نے ذکر کیا کہ روزے دار ہیں جو شدّتِ گرما کی وجہ سے بیتاب ہیں اسی وقت آپ نے مجمع کو مخاطب فرماکر فرمایا لَا بِرَّ اَنْ یُّصَامَ فِیْ سَفَرٍ عَلَیْکُمْ بِالرُّخْصَۃِ الَّتِیْ اَرْخَصَ اللّٰہُ لَکُمْ فَاقْبَلُوْھَا (طبرانی) یعنی سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ خدا کی رخصت کو قبول کرو۔ پس باوجود سخت تکلیف ہونے کے پھر بھی رخصتِ خدا پر عمل کرنے کو جائز نہ جاننا کچھ اچھائی نہیں۔ ہاں ایسا نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا بھی ثابت ہے گو نہ رکھنے کی بھی اجازت ہے واللہ اعلم۔

(۴۴۲) عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ قُمْتُ عَلَی الْمِنْبَرِ وَ اَنَا اَعْلَمُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فَالْتَمِسُوْھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْ وِتْرٍ۔

(رواہُ الطبرانی فی الکبیرۃ)

ماہِ رمضان شریف میں منبر پر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا جس میں فرمایا اس منبر پر کھڑے ہونے تک مجھے لیلۃ القدر کا علم تھا (لیکن اس وقت میں تعین بھول گیا) اب میں تمہیں حکم کرتا ہوں کہ تم لیلۃ القدر کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(۴۴۳) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا۔ تیئیسویں رات کو آپ نے ہمارے مجمع میں یہ بیان فرمایا مَنْ اَحَبَّ اَنْ

يَّقُوْمَ مَعَنَا هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَلْيَقُمْ (طبرانی کبیر) تم میں سے جو بھی آج کی رات ہمارے ساتھ قیام اللیل کرنا چاہے وہ کرلے" چنانچہ آپ نے نماز شروع کی ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تہائی رات کو آپ نے جماعت ختم کی اور لوٹے، میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا راستے میں میں نے کہا حضور آج تو ساری رات ہی آپ نماز پڑھاتے ؟ آپ نے فرمایا سنو جو امام کے ساتھ نماز میں شامل رہا یہانتک کہ امام نے نماز ختم کی تو اُسے ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے"

(۴۴۴) حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم سب حضورؐ کے انتظار میں جمع ہو کر بیٹھے تھے جو آپ تشریف لائے غصہ چہرے سے ظاہر تھا دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر ہم سے فرمایا۔

اِنِّي خَرَجْتُ اِلَيْكُمْ وَقَدْ تَبَيَّنَتْ لِيْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَمَسِيْحُ الضَّلَالَةِ فَخَرَجْتُ اِلَيْكُمْ لِاُبَيِّنَهَا فَلَقِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلَيْنِ يَتَلَاحَيَانِ بَيْنَهُمَا الشَّيْطَانُ فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا فَاخْتُلِسَتْ مِنِّيْ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَمَّا مَسِيْحُ الضَّلَالَةِ فَاِنَّهٗ اَجْلَى الْجَبْهَةِ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ عَرِيْضُ النَّحْرِ فِيْهِ وَمَا ابْنُ الْعُزّٰى	لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ اور مسیح دجال کون ہے؟ یہ چیز مجھ پر واضح ہو چکی تھی اور میں چلا کہ تمھیں بھی بتلادوں دیکھا کہ مسجد میں دو شخص لڑ جھگڑ رہے ہیں اور شیطان اُن کے درمیان ہے میں اُن کا جھگڑا مٹانے میں مشغول ہو گیا وہ بات دل سے ہٹ گئی اب سنو لیلۃ القدر کو تو آخری دہے میں تلاش کرو اور دجال جکی پیشانی والا مٹی ہوئی آنکھ والا چوڑے سینے کا ہے یوں سمجھو جیسے تم میں عبدالعزیٰ بن (قطن) ہے۔ (رواہ صاحب مجمع الزوائد)

(۴۴۵) ماہ رمضان کے متعلق کچھ خطبے آپ نے سن لئے کچھ اور بھی سُنئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضورؐ نے صحابہؓ کو ماہ رمضان میں (تراویح کی نماز) با جماعت مسجد میں پڑھائی دوسری رات بھی نماز پڑھائی پہلی رات کی خبر چونکہ لوگوں کو ہو گئی تھی اس لئے اُس رات نمازی بہت زیادہ تھے، پھر تیسری رات بھی آپ نے نماز پڑھائی آج کل سے بھی زیادہ صحابہؓ تھے، چوتھی رات کو چونکہ یہ خبر مشہور ہو چکی تھی اسقدر لوگ حضورؐ کے ساتھ (تراویح) ادا کرنے کو آئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی لیکن حضورؐ نماز پڑھانے کو نہ اُترے لوگ کہتے بھی رہے کہ نہ جانے آج کیا بات ہے؟ آپ بھی اُن کی باتیں سُنتے رہے صبح کے وقت آپ لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ سَمِعْتُ مَقَالَتَكُمْ وَاِنَّهٗ لَوْ يَمْنَعُنِيْ اَنْ اَنْزِلَ اِلَيْكُمْ اِلَّا	اے لوگو! میں تمھاری باتیں برابر سنتا رہا لیکن محض اس ڈر سے کہ کہیں رمضان المبارک کا یہ قیام تم پر فرض

مَخَافَةَ اَنْ یُّفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ قِیَامُ هٰذَا الشَّهْرِ۔

نہ ہو جائے میں تمہاری طرف نہ نکلا۔

(رَوَاہُ اَحْمَد)

(۴۴۶) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ لَا اَحْسَبُ مَا تَطْلُبُوْنَ اِلَّا وَرَاءَ کُمْ ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَیْلَةَ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ قَالَ لَا اَحْسَبُ مَا تَطْلُبُوْنَ اِلَّا وَرَآءَ کُمْ فَقُمْنَا مَعَهٗ لَیْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ حَتّٰی اَصْبَحَ وَسَکَتَ۔

(رَوَاہُ الامام احمد فی مسندہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کی تیئیسویں شب ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہائی رات تک قیام کیا ازاں بعد آپ نے ہمارے مجمع کو مخاطب فرما کر فرمایا جہاں تک میرا خیال ہے جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ ابھی آگے ہے اب پچیسویں رات آپ نے پھر ہمیں با جماعت نماز پڑھائی یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی آج بھی بعد از فراغت آپ نے ہم سے فرمایا جس رات کی تلاش میں تم ہو (یعنی لیلۃ القدر) غالباً وہ ابھی اور بھی آگے ہے۔ اب آئی ستائیسویں رات۔ اس رات کو تو رات بھر آپ ہمیں نماز پڑھاتے رہے اور بعد از نماز کچھ نہ فرمایا

آؤ اب احکامِ صیام سنو!

صبح صادق سے لے کر آفتاب کے ٹھیک غروب ہو جانے تک کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے ایمانداری اور نیک نیت کے ساتھ بچنے کا نام روزہ ہے، آسمان کے مشرقی جانب ایک روشن دھاری تاگے کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور پھر وہ آسمان کے کناروں میں پھیلتی جاتی ہے صبح صادق یہی ہے اس سے کچھ پہلے بھی سفیدی ظاہر ہوتی ہے جو بھیڑیئے کی دُم کی مانند ہوتی ہے اور اوپر کو چڑھتی اور پھیلتی جاتی ہے، یہ صبح کاذب ہے بہتر یہ ہے کہ روزہ تر کھجوروں سے افطار کرے اور اگر نہ پائے تو خشک کھجوروں سے اگر یہ بھی نہ ہو تو پانی کے گھونٹ سے مومن کے لئے کھجور بہت اچھی سحری ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ پڑھ کر بسم اللہ کہہ کر روزہ کھولے (یعنی اے پروردگار میں نے خاص تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے عطا فرمائے ہوئے رزق پر افطار کرتا ہوں) افطار کے بعد یہ دُعا پڑھے ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی الحمد للہ پیاس بجھ گئی اور رگیں آسودہ ہو گئیں اور انشاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔ روزہ افطار کر کے مغرب کی نماز پڑھے۔ احتلام ہو جانے خود بخود قے آنے اور نکسیر پھوٹنے اور دانتوں یا مسوڑھوں سے خون نکلنے یا بھولے چوکے کھا پی لینے اور کوئی چیز

بلا قصد حلق میں چلے جانے اور تھوک نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جس شخص کو ضعف کیوجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہو اس کو جونکیں پچھنے اور سینگی لگانا اور دوسروں کو لگانا جائز ہے، روزہ کی حالت میں جس وقت اور جس طرح کی چاہے مسواک کر سکتا ہے اسی طرح روزہ دار کو سرمہ لگانا تیل ڈالنا عطر ملنا گرمی کیوجہ سے نہانا یا سر پر پانی ڈالنا کلی کرنا بھی جائز ہے، روزے کی حالت میں تلاوت قرآن بکثرت کرتا رہے دُعا و استغفار پڑھتا رہے صدقات اور خیرات میں سبقت کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں قیدیوں کو آزاد کر دیا کرتے تھے اور کسی سائل کو محروم نہ پھیرتے۔ اور چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے اور بکثرت تلاوتِ قرآن اور نوافل اور احسان اور ذکر اللہ کیا کرتے تھے جس شخص کے ذِمّے فرض غسل باقی ہو اور صبح صادق ہو جائے وہ نہا لے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ اس مہینے میں آپ دو اذانیں کہلواتے تھے پہلی اذان پچھلی رات میں صبح صادق ہونے سے پیشتر اور دوسری صبح صادق کے بعد پہلی اذان سے یہ مقصد ہوتا تھا کہ تہجد گزار لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سحری کا وقت آگیا وہ تیاری کر کے کھا پی لیں۔ اسی طرح سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو جائیں اور کھانے پینے کا بندوبست کر لیں۔ دوسری اذان سحری موقوف کرنے اور نماز صبح کی لئے آنے کی اطلاع ہوتی تھی پہلی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہ کہنا چاہئے۔ ان دونوں اذانوں کے لئے دو مُؤذّن الگ الگ مقرر ہونے چاہییں تاکہ لوگوں کو شک و شبہ نہ ہو۔

افسوس! نہ جانے ہمارے بعض بھائیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ ان کو سنت کے خلاف میں کیا لطف آتا ہے؟ وہ اس اذان سے تو چڑتے ہیں اور اس کے عوض کہیں توپ چلتی ہے کہیں نقارے پٹتے ہیں کہیں گولے چھوٹتے ہیں حالانکہ یہ جملہ امور خود تراشیدہ ہیں، سُنّت صرف اذان دینا ہے: بچوں کو بھی جب وہ کسی لائق ہو جائیں روزوں کی عادت ڈالنے کے لئے روزے شروع کرا دیئے جائیں پہلے روزہ کی تقریب میں خاص دھوم دھام سے دعوت کرنی وغیرہ حدیثوں میں نہیں آئی۔ پھر جب اس میں اسراف اور طاقت سے زیادہ خرچ ہو تو گناہ ہے۔

الغرض رمضان المبارک کا مہینہ بڑا ہی برکتی مہینہ ہے اس کا روزہ بلا عذر شرعی چھوڑنے والا کافر ہے۔ پس رمضان المبارک کے روزے ہنسی خوشی رکھو اس کی راتوں کا قیام شوق ذوق سے کرو اس میں صدقہ خیرات کی کثرت کرو۔ تلاوت کلام اللہ شریف بکثرت کیا کرو۔ دُعائیں مانگنے میں زیادتی کرو۔ ذکر اللہ سے ہر وقت زبان تر رکھو مسلمانوں کی خیر خواہی کا خیال رکھو۔ لڑو جھگڑو مت، بد نہ بولو زبان گندی نہ کرو۔ نوکروں چاکروں پر تخفیف کرو۔ یہ مہینہ دعاؤں کی مقبولیت کا مہینہ ہے، روزے دار کی دُعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا آؤ مل کر جناب حق تعالیٰ سبحانہ وتقدس سے دُعا کریں

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدَنَا مِنْ اَعْمَالِنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلَنَا ذُنُوْبَنَا اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ اَرْزَاقِنَا وَوَسِّعْ لَنَا فِیْ دِيَارِنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا صَلٰوتَنَا وَصِيَامَنَا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّحِيْمٌ كَرِيْمٌ ۝ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٹھائیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ رمضان شریف کے متعلق
جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِی اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ ۝ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

مسلم بھائیو! اللہ تعالیٰ کا ہزاروں ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں ہماری زندگی میں یہ ماہِ رمضان نصیب فرمایا اور اس کی خیر و برکت سے جھولیاں بھر لینے کا موقعہ دیا۔ جو آیت میں نے اسوقت تلاوت کی ہے یہ آیت پاک بھی قرآنِ کریم میں بیانِ رمضان کے درمیان ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی جب تجھ سے میرے

بندے میری بابت دریافت کریں تو تو اُنھیں کہدے کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں خواہ وہ کسی وقت بھی پکارے پس میرے بندوں کو بھی چاہئے کہ میری باتیں مان لیا کریں۔ اور مجھ پر کامل ایمان رکھیں یہی ان کی رشد و ہدایت اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔

ہمیں اپنی خوش قسمتی پر ناز کیوں نہ ہو جبکہ ہمارا رب ہم سے بیحد قریب ہے بلکہ رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہے ادھر ہمارے ہونٹ ہلے اُدھر اُس نے سُنا۔ اِدھر ہیں نے پکارا اُدھر اُس کا جواب ملا فسُبحان اللہ وبحمدہٖ بڑے ہی فریب خوردہ ہیں وہ لوگ جو اتنے قرب والے خدا کو چھوڑ کر بہت دور والوں کو پکاریں بہت ہی گمراہ ہیں وہ لوگ جو اتنی مہربانیوں والے اس قدر سُننے والے جواب دینے والے اور ہر دعا کو قبول کرنیوالے کو چھوڑ کر انھیں پکاریں جو نہ سُن سکیں نہ جواب دے سکیں نہ ہماری دُعائیں قبول کر سکیں یاد رکھو ایک اللہ ہی کے یہ اوصاف ہیں وہ ہم سے قریب ہماری ہر آواز کو خواہ دور کی ہو خواہ نزدیک سُننے والا ہماری ہر دُعا کا قبول فرمانے والا ہے کوئی پیر فقیر پیغمبر رسول انسان فرشتہ ایسا نہیں جسمیں یہ اوصاف ہوں۔

اس آیۂ مبارکہ کو رمضان کے بیان کے ضمن میں لانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ دعاؤں کے لئے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے خاص وقت ہے پس میں آپ کو رغبت دلاتا ہوں کہ اس ماہ میں دُعاؤں کی کثرت کیجئے اب میں رمضان کے متعلق آپ حضرات کو حضورؐ کے کچھ اور خطبات بھی سناؤں۔

(۴۴۷) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اعتکاف کیا۔ بائیسویں تاریخ ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر ہم سے فرمایا

اِنَّا قَائِمُوْنَ اللَّيْلَةَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيَقُمْ وَهِيَ لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ ○ (مسند احمد)	آج کی تیئیسویں رات کو انشاء اللہ ہم نماز (تراویح) پڑھیں گے تم میں سے جو بھی چاہے پڑھے چنانچہ بعد از عشا حضورؐ نے ہمیں جماعت سے نماز پڑھائی۔ تہائی رات جانے پر ختم کی۔

پھر چوبیسویں شب کو نہ آپ کھڑے ہوئے نہ ہمیں نماز پڑھائی۔ ہاں چوبیسویں تاریخ کو اسی طرح بعد از نماز عصر کھڑے ہو کر ہم سے فرمایا۔ اِنَّا قَائِمُوْنَ اللَّيْلَةَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الخ یعنی آج پچیسویں شب کو انشاء اللہ ہم قیام اللیل کریں گے تم میں سے بھی جو چاہے ہمارے ساتھ شامل ہو جائے چنانچہ اس رات بھی آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور تہائی رات تک پڑھاتے رہے پھر چھبیسویں رات کو آپ نے نہ کچھ فرمایا نہ قیام اللیل کیا ہاں چھبیسویں تاریخ کو عصر کی نماز پڑھا کر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا اِنَّا قَائِمُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ یعنی لَيْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ

فَمَنْ شَآءَ اَنْ یَّقُوْمَ فَلْیَقُمْ یعنی اس ستائیسویں شب کا بھی ہم قیام کریں گے تم میں سے بھی جو چاہے قیام کرے ہم بڑی تیاریوں سے آئے اور دو تہائی رات تک ہمیں نماز پڑھاتے رہے پھر لوٹ کر اپنے اعتکاف کی جگہ چلے گئے ہمیں نے کہا یا رسول اللہؐ کاش کہ آپ ہمیں پوری رات نماز پڑھاتے رہتے تو آپ نے فرمایا اَبَاذَرٍ اِنَّكَ اِذَا صَلَّيْتَ مَعَ اِمَامِكَ وَانْصَرَفْتَ اِذَا انْصَرَفَ كُتِبَ لَكَ قُنُوْتُ لَيْلَتِكَ (مسند احمد) یعنی جب تم امام کے ساتھ کھڑے ہوئے اور امام کے نماز پڑھنے تک پڑھتے رہے تو تمہارے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھ لیا جاتا ہے" ایک روایت میں ہے کہ اس رات آپ نے اپنے تمام گھر والوں کو بھی بلوایا اور لوگ بھی بہت جمع ہوئے آپ نماز پڑھاتے رہے یہاں تک کہ ہم ڈرنے لگے کہ سحری کھانے کا وقت بھی نکل نہ جائے۔ (مسند احمد)

ماہِ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر سمیت تیرہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں بیس رکعتیں حضورؐ سے صحیح سند کے ساتھ مروی نہیں دو دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا چاہیئے اور اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھے تو بھی جائز ہے تراویح میں قرأت اونچی پڑھے۔ تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھے یا اکیلا اختیار ہے اور اگر اکیلا ہو اور آہستہ قرأت پڑھے تو بھی جائز ہے پچھلی رات پڑھنا اول رات پڑھنے سے افضل ہے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین راتوں تک تراویح باجماعت پڑھائی آٹھ رکعت پڑھاتے رہے (ابن خزیمہ و فتح الباری وغیرہ) حضرت عمر فاروقؓ نے بھی آٹھ رکعت تراویح باجماعت پڑھانے کا حکم دیا تھا (ملاحظہ ہو موطا امام مالکؒ) پس تیرہ رکعت سے زیادہ سنتِ رسولؐ سے ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۴۴۸) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍؓ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَّنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ۔

رمضان شریف کے آتے ہی حضورؐ نے ہم سے بیان فرمایا لوگو! یہ ماہِ رمضان آگیا اس میں ایک رات ہے جس کی عبادت ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے اس سے محروم رہنے والا سب بھلائیوں سے محروم ہے۔ اس سے محروم وہی رہتا ہے جو بالکل ہی پھوٹی قسمت والا ہو۔ (رواہ ابن ماجہ و صاحب المشکوٰۃ)

(۴۴۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَشْرِ

حضورؐ نے رمضان شریف کے آخری دہے میں اعتکاف کیا اور آپ کے لئے ایک جھونپڑی نما حد بندی کھجور کے

پتوں کی کر دی گئی۔ ایک رات آپ نے اپنا سر مبارک اس میں سے نکال کر ہمیں ارشاد فرمایا اے لوگو نمازی جب نماز میں ہوتا ہے وہ اپنے تبارک وتعالیٰ سے مناجات وسرگوشی میں ہوتا ہے تو چاہئے کہ اچھی طرح غور فکر کر لے دیکھ بھال لے کہ کیسی کچھ سرگوشی کرتا ہے۔ لوگو ایک دوسرے سے آوازیں بلند نہ کرو۔

(۴۵۰) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بوریئے کا پردہ کر کے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے مسجد میں اپنے لئے ایک جگہ بنالی اور وہیں رات کو نماز (تہجد کی) پڑھنے لگے جب لوگوں کو اس کا علم ہوا تو وہ بھی آ آ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگے اور روز بروز مجمع بڑھنے لگا۔ ایک رات آپ کی آواز لوگوں کو آئی ہی نہیں خیال ہوا کہ شاید آج حضورؐ کی آنکھ لگ گئی ہے بعض نے اسی لالچ میں کہ آپ جاگ جائیں زور زور سے کھنکھارنا شروع کر دیا کہ آپ تشریف لائیں اب آپ نے اس مجمع کو مخاطب فرما کر فرمایا۔

مَازَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ (وَلَوْكُتِبَ عَلَيْكُمْ) مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ۔ (متفق علیہ)

اے لوگو! تمھارے یہ تمام حرکات میں دیکھتا رہا ہوں مجھے تو ڈر لگنے لگا کہ کہیں قیام لیل، رات کی نماز (تہجد وغیرہ علاوہ فرض عشا کے) تم پر فرض نہ ہو جائے (اس لئے آج میں نے تصداً تمہیں یہ نماز نہ پڑھائی) اگر فرض ہوگئی تو تم پابندی نہ کر سکو گے، اے لوگو! یہ نفل نماز اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو سنو! انسان کی تمام نمازیں سوائے فرض کے گھر میں ہی افضل وبہتر ہیں۔

(۴۵۱) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا وَرَأَيْتُ فِيْ ذِرَاعِيْ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَرِهْتُهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا هٰذَيْنِ الْكَذَّابَيْنِ صَاحِبَ الْيَمَنِ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ (رواہ فی الروض الانف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ اے لوگو! میں نے لیلۃ القدر دیکھی لیکن پھر بھلا دیا گیا اور میں نے اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے جو مجھے برے معلوم ہوئے لیکن میں نے پھونک ماری وہ دونوں اڑ گئے میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ یہ دو جھوٹے دعویداران نبوت ہیں ایک (اسود عنسی) یمن والا دوسرا (مسیلمہ کذاب) یمامہ والا۔

(۴۵۲) ماہِ رمضان المبارک میں ایک رات جبکہ آدھی رات گذر چکی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور مسجد میں نماز شروع کی آپ کے ساتھ صحابہؓ بھی شامل ہوگئے صبح ایک دوسرے سے معلوم ہوا تو اس سے بھی زیادہ مجمع دوسری رات کو جمع ہوا اور آپ نے انھیں نماز باجماعت پڑھائی، اب اوروں کو بھی علم ہوا اور اس تیسری رات نمازی اور بھی زیادہ ہوگئے اس رات آپ نے (تراویح باجماعت) پڑھائی چوتھی رات تو اس قدر صحابہؓ جمع ہوئے کہ مسجد میں گنجائش نہ رہی لوگ سماتے نہ تھے (تو آپ نماز پڑھانے کے لئے نہ نکلے صبح جب نماز پڑھا چکے تو فرمایا:۔

اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّي خَشِيتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا (نیل الاوطار)

لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کلمۂ شہادت پڑھ کر آپنے ارشاد فرمایا اے لوگو تمہارا یہاں ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن مجھے یہ ڈر تھا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے کہ پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز آؤ۔

ابن حبان میں ہے کہ ان راتوں میں آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں پھر وتر پڑھ لیا۔ فتح الباری میں بھی آٹھ رکعتوں کی صراحت موجود ہے۔

(۴۵۳) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ اَبْوَابُ الْجَحِيمِ وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ لِلّٰهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ ۔ (رواہ احمد ونسائی)

لوگو! تم پر ماہِ رمضان المبارک آپہنچا اس بابرکت مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کئے ہیں اس مہینے میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں (رحمت کے اور جنت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں) جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ تمام سرکش شیطان قید کر لئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک رات ایسی رکھی ہے جو ایک ہزار مہینے سے افضل ہے اس سے جو محروم رہ گیا وہ حقیقی محروم ہے۔

(۴۵۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلِ الْمَلَائِكَةِ

میرے صحابیو! سنو! میں تمھیں بتلاؤں فرشتوں میں سب سے افضل فرشتہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور نبیوں میں سب سے افضل نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور

جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَفْضَلُ النَّبِيِّيْنَ اٰدَمُ وَاَفْضَلُ الْاَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَاَفْضَلُ الشُّهُوْرِ شَهْرُ رَمَضَانَ وَاَفْضَلُ اللَّيَالِيْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَاَفْضَلُ النِّسَآءِ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ـ (رَوَاهُ الطبرانی فی الکبیرہ)

دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اور مہینوں میں سب سے افضل مہینہ رمضان کا مہینہ ہے اور راتوں میں سب سے افضل رات لیلۃ القدر ہے اور عورتوں میں سب سے افضل عورت حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔

یہ یاد رہے کہ ہر حیثیت سے اور خصوصًا نبوت کی حیثیت سے افضل الانبیاء ہمارے نبی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں مراد یا تو آپ کے سوا اور انبیا ہیں یا بعض مخصوص وجوہ سے اور سندًا بھی اس حدیث میں ضعف ہے واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

برادران! آؤ مکرر سہ کرر اللہ تبارک وتعالی کا شکر ادا کریں جس کی مہربانیوں سے ہم نے یہ ماہِ مبارک پایا اور اس جمعہ کے دن کی عید کو پایا پھر اس نے ہمیں اپنے دربار کی حاضری کی توفیق رفیق فرمائی۔ اے سچے معبود اے سچے مسجود اپنے ان غلاموں پر رحم وکرم فرما۔ ہماری عبادتیں قبول فرما۔ ہماری کمزوریاں معاف فرما۔ مانا کہ ہم گنہگار ہیں لیکن تو آمرزگار ہے ہمیں یاد ہے کہ تیرے بندے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے خطرناک گناہوں کو ان کی معافی مانگنے پر معاف فرمایا۔ تو تو جو ہم پر اس سے بہت زیادہ مہربان ہے جتنے مہربان حضرت یوسف اپنے بھائیوں پر تھے کیا ہم تجھ سے یہ آرزو نہ رکھیں کہ تو ہمیں ضرور معاف فرما تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنان جان کفار مکہ کو ان کی برسوں کی تقصیریں بیک وقت معاف فرمادیں تو تو ہم پر اُن سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پس تیری وسیع رحمت و مغفرت تجھے یاد دلا کر ہم بھی تجھ سے تیری معافی طلب کرتے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ٥ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ٥ اَلْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ٥ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاكِرَ الْمُوَحِّدِيْنَ ٥ حَيْثُ مَا كَانُوْا مِنْ مَّشَارِقِ الْاَرْضِ اِلٰى مَغَارِبِهَا ٥ وَانْصُرْهُمْ نَصْرًا عَزِيْزًا ٥ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ ٥ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ ٥ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتیسویں۲۹ جمعہ کا پہلا خطبہ افضل اعمال اور فضائل صحابہ کے متعلق

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ۱۲ خطبے ہیں ۹ ۸

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ہ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ہ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ہ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ہ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ہ وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ہ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ہ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ج اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ہ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ ہ

لوگو! اپنے پالنہار سے اپنے پروردگار سے اپنے مربی سے اپنے آقا سے اپنے روزی رساں سے اپنی پرورش کرنے والے سے اپنی دیکھ بھال کرنے والے سے اپنے نگہبان اور نگران سے ڈرتے رہا کرو، سنو اور یاد رکھو۔ قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے وہ ہر ایک پر بھاری پڑنے والا ہے زمین قدموں تلے سے سرکتی جائے گی کسی چیز کا نظام باقی نہیں رہے گا، ہول دہشت وحشت اور آپا دھاپی کا یہ عالم ہوگا کہ دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے کلیجے کے ٹکڑے کو بھول جائے گی۔ آہ دہشت و وحشت خوف و ڈر کے مارے حاملہ کا حمل ساقط ہو جائیگا یہی نہیں بلکہ کوئی بھی ہوش و حواس میں نظر نہ آئیگا جدھر نظریں ڈالو جدھر نگاہ کرو یہ معلوم ہوگا کہ گویا ہزارہا بدمست بیہوش نشے باز انسان ہیں، اور یہ منظر کیوں نہ ہو؟ جب زمین پیروں تلے سے سرکتی جارہی ہے تو قدم کیوں نہ لڑکھڑائیں جبکہ خود زمین جھٹکوں پر جھٹکے لے رہی ہے تو زمین والے کیسے سنبھل سکتے ہیں؟ دراصل نہ کوئی نشے باز ہے نہ نشے کی چیز ہے لیکن عذاب خدا ہے جس نے حواس اڑا رکھے ہیں، مصیبت اور سختی ہے جس نے

بے آپے کر دیا ہے۔ عذاب اللہ کی شدت ہے جس نے کھو رکھا ہے۔ مسلمانو! اپنے رب کی تعریفیں کرو۔ اس کی بڑائیاں بیان کرو اس کی پاکیزگیاں بیان کرو اس کی عظمت وعزت کا اظہار کرو۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرو۔ کیوں جی؟ کیا قیامت کو ہی یہ ہوگا؟ اس لئے ہم اس سے نڈر ہو جائیں؟ کیا آج اس وقت وہ ہمیں بدحواس اور بیہوش نہیں کر سکتا؟ کیا ابھی وہ ہمیں مسلوب العقل اور مخبوط الحواس نہیں بنا سکتا؟ کیا آج وہ زلزلہ بھیج کر تباہ نہیں کر سکتا؟ یہ عقل وسمجھ اسکی دی ہوئی ہے اور اسی کے قبضے میں ہے۔ ابھی اگر چاہے تنکے چنتا اور سر دھنتا کر دے لوگو! اللہ کی نعمتوں کی قدر کرو اور اس سے عافیت طلب کرو۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ الٰہی ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت اور معافی عطا فرما۔ آمین!

(۴۵۵) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ (فِئَتَيْنِ) عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (رواہ البخاری)

منبر پر چڑھکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا (یعنی نواسا حضرت حسن رضی اللہ عنہ) سید ہے اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اللہ تعالیٰ صلح کرا دے گا۔

یہی ہوا بھی ایک طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہزاروں آدمی شمشیر بکف میدان میں نکل آئے۔ دوسری جانب سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی سینکڑوں بہادر سربکف میدان میں آگئے اسوقت نواسۂ رسولؐ نے اُمتِ مرحومہ پر رحم کھا کر تاج و تخت کو ٹھوکر مار کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور دہکتی آگ بالکل بجھ گئی۔ فالحمد للہ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں جانب کے لوگ مسلمان تھے

(۴۵۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ وَقَالَ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِيْنَا فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم صحابہ کا مجمع جمع تھا حضورؐ بھی تشریف فرما تھے کہ آپ پر سورۂ جمعہ اُتری آپ نے اس کی تلاوت شروع کی جب آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ تک پہنچے جسکے معنی یہ ہیں کہ اور دوسروں کے لئے بھی جو اب تک انمیں شامل نہیں ہوئے تو کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ہم میں شامل نہیں ہوئے آپنے لفظوں میں تو کچھ نہیں فرمایا لیکن مجمع میں سے حضرت سلیمان

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ ۔ (رواہ الترمذی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پہ ہاتھ رکھکر بتلایا کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو ان میں کے لوگ اُسے لے آتے۔

(۴۵۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کا مجمع دربار رسالتؐ مآب میں جمع تھا جو ایک قیسی شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلۂ حمیر پر لعنت کیجئے! آپ نے اس سے منھ پھیر لیا لیکن وہ دوسری جانب سے پھر سامنے آیا اور یہی درخواست پیش کی آپ نے پھر منھ موڑ لیا وہ پھر اُسی طرف سے آکر اپنی درخواست دوہرانے لگا آپ نے پھر اور جانب رُخ کرلیا وہ اسی طرف سے آگیا اور پھر یہی کہنے لگا۔ آپ نے پھر اس سے منھ پھیر کر فرمایا۔ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا۔ اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَّاِيْمَانٍ ۔ (رواہُ الترمذی) یعنی قبیلۂ حمیر پہ اللہ کا رحم ہو۔ ان کی زبانوں پر سلام ہے ان کے ہاتھوں میں طعام ہے یعنی زبان و ہاتھ کے سخی اور بے آزار ہیں وہ امن اور ایمان والے ہیں۔

(۴۵۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ صحابہؓ کا مجمع جما بیٹھا ہے جو ایک دم انھیں مخاطب کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الذُّنُوْبَ وَالْخَطَايَا؟ میں تمہیں بتلاؤں کہ کیا نیکیاں ہیں؟ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطائیں اور گناہ معاف فرما دیتا ہے؟ ہم سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ ایسا افضل عمل ضرور ارشاد ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَاِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (رواہ الامام ابن جریر فی تفسیرہ) یعنی بوقت ناپسندیدگی کامل وضو کرنا (مثلاً موسم جاڑے کا اور پانی سرد ہی) دور دراز سے پیدل چلکر مسجدوں میں حاضر ہونا۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے انتظار کرنا یہی راہ خدا کی تیاری ہے یہی راہِ خدا کی نیکی اور جاری جہاد ہے۔

(۴۵۹) مسلمان بھائیو! کلیجہ تھام لو! اپنے اسلام کو اپنے اسلاف کے اسلام سے مقابلہ کرکے دیکھو جنگ اُحد میں مسلمانوں کو بوجہ ایک نافرمانی رسولؐ کے جو ایک مغالطہ کیوجہ سے ہوگئی شکست پہنچی ہے۔ ان میں سے ستّر مردانِ کارمیدان میں ہی رہ گئے ہیں رضی اللہ عنہم باقی زخم خوردہ کرب و بلا بے چینی اور درد میں مبتلا ہیں ادھر ابوسفیان کو خیال بندھتا ہے کہ میں نے ادھورا کام کیوں چھوڑ دیا؟ شکست تو ہو چکی تھی سب کا خاتمہ کیوں نہ کردیا؟ اُدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری جانتے ہیں کہ اس کا پیچھا کیا جائے ورنہ ممکن ہے لوٹ کر مدینہ پر ٹوٹ

بڑے بچے کھچے زخم خوردہ صحابہ کو جمع کر کے خطبہ دیتے ہیں، اُن کے حوصلے بڑھاتے ہیں یہاں تک کہ فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَخْرُجَنَّ اِلَیْھِمْ وَحْدِیْ (تفسیر نیشاپوری) اگر آج تم میں سے کوئی میرا ساتھ نہیں دے سکتا تو نہ دے۔ خدا کی قسم میں اکیلا اُن کفار کے مقابلہ پر جاؤں گا۔ اور ضرور جاؤں گا، اب کیا تھا چلنے پھرنے کی بھی جنہیں سکت نہ تھی وہ بھی تیار ہو گئے۔ صحابہ کا بیان ہے کہ ایک زخمی دوسرے زخمی کو اپنی بیٹھ پر لاد کر چلتا۔ جب بے بس ہو جاتا اتار دیتا لیکن اب ذرا سستا کر یہ زخمی اس زخمی کو اپنے اوپر لاد لیتا۔ ایک زخمی دوسرے زخمی پر ٹیک لگاتا تو کچھ دیر بعد وہ اس کے سہارے سے چلتا۔ اسی حالت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرد گِرد جمع ہو گئے۔

(۴۶۰) تو حضورؐ نے دوسرا خطبہ دیا اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ لَآ اُرِیْدُ اَلْاٰنَ اَنْ یَّخْرُجَ مَعِیَ اِلَّا مَنْ حَضَرَ یَوْمَنَا بِالْاَمْسِ (تفسیر نیشاپوری) میں نہیں چاہتا کہ ہمارے ساتھ کوئی نیا آدمی چلے وہی چلیں جو کل غزوے میں ہمارے ساتھ تھے۔ چنانچہ ستر آدمی تیار ہوئے جنھیں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سردارِ کفر اور لشکر کفار کی سمت آگے بڑھے اور سب کو حکم دیا کہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھتے چلیں۔ ابو سفیان کو جب حضورؐ کے آگے بڑھنے کی خبر ہوئی تو یہ ہمت ہار بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں دہشت پیدا کر دی اور یہ مرعوب ہو کر واپس مکہ کو بھاگا۔ حالانکہ پہلے ارادہ کر رہا تھا کہ لوٹو اور باقی کو بھی صاف کر دو۔ اللہ اکبر صحابہ کا عزم و استقلال بہادری اور شجاعت بے نفسی اور للہیت آپ نے دیکھ لی؟ انھی کی تعریف میں قرآن فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۚ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا ۚ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۝ الخ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آواز پر پھر تیار ہو جاتے ہیں اور تن بہ تقدیر راہِ خدا میں سرخرو ہو کر اپنے خون میں نہانے کے ارادہ سے باوجود نہ چلا جانے کے پھر بھی چل کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے محسن مخلص متقی پرہیز گاروں پر رحمتِ رب کی بدلیاں کیوں نہ برسیں، انھیں بھرپور اجر و ثواب کیوں نہ عطا ہو۔ انھیں معلوم ہو چکا تھا کہ دشمن بڑے ٹھاٹھ سے بڑے ٹھسے سے بڑی جمعیت سے بڑے لاؤ لشکر سے بڑھ رہا ہے لیکن یہ صبر کے پہاڑ

یہ توکل کے راز دار صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی مدد کافی ہے اسی پر ہمارا بھروسہ ہے، اسے ہم اپنے کام سونپ چکے ہیں وہ ہمارا وکیل ہے ہمارے ایمان ان مادی طاقتوں سے لرزنے والے نہیں ان کے پیدا کرنے والے پر ہماری نگاہیں ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی نعمت اور اس کی رحمت اللہ کے فضل اور اس کے کرم سے یہ نواز دیئے گئے۔ انھیں ذرا سی بھی تکلیف نہ پہنچی یہ مظفر و منصور واپس لوٹے اور دشمنوں کے دل میں خدا نے دور سے ہی دھاک بٹھادی۔ بیشک بیشک یہ رضامندی رب کے یہ فضل خدا کے مستحق ہیں فرضی اللہ عنہم اجمعین

آہ! مسلمان بھائیو! اپنے گریباں میں منہ ڈالو ہم تو سوئے بیٹھے کام کاج میں دوست احباب میں خرید فروخت میں نمازیں کھو دیتے ہیں، خواہ مخواہ کے خیالی وہم سے محض ڈراوے سے دین چھوڑ بیٹھتے ہیں جہاں خلاف سنّت لوگوں کا مجمع دیکھا وہاں ہم پر سنت کی ادائیگی بھی دو بھر ہو جاتی ہے پس ہمارے ایمان کا حافظ تو خدا ہی ہے مسلمانوں ہمت کرو مسلمانو! ڈرپوک نہ بنو، سنّت پر عمل کرو۔ فدائیت اور جاں نثاری کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو۔ سنو!

جینے کا مزہ تلواروں میں ۔۔۔ تلواروں کی جھنکاروں میں
یا خون کے بہتے دھاروں میں ۔۔۔ یا تیغ سے جھڑتے شراروں میں
جنّت بھی جو گردوں پایہ ہے ۔۔۔ شمشیر کے زیر سایہ ہے
لے ہاتھ میں شمشیر اب بھی تو ۔۔۔ باطل کی صفیں چیر اب بھی تو
کر جینے کی تدبیر اب بھی تو ۔۔۔ کر حاصل تقدیر اب بھی تو
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے ۔۔۔ پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

(۴۶۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَیْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ؟ قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا

لوگوں کے ایک بیٹھے ہوئے مجمع کے پاس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تو کھڑے ہو کر آپ نے انہیں یہ وعظ سنایا۔ فرمایا، میں تمہیں تمہارے بھلے بروں کو بتلا دوں؟ لوگ خاموش رہے آپ نے پھر پوچھا پھر پوچھا۔ تیسری مرتبہ ایک صاحب نے کہا کہ ہاں حضورؐ ہمیں ہمارے بھلوں بروں کی خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا سنو!

ے تجھ کو بتاؤں میں کہ تقدیر امم کیا ہے ÷ شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر (اقبال)

قَالَ خَيْرُكُمْ مَّنْ يُّرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَّنْ لَّا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

تم میں سب سے بھلا وہ ہے جس سے ہر ایک کو بھلائی کی امید ہو اور کسی کو برائی کا کھٹکا نہ ہو اور تم میں سب سے بدوہ ہے جس سے کسی کو بھلائی کی امید نہ ہو۔ ہاں برائی اور بدی کا کھٹکا لگا رہتا ہو''۔

(۴۶۲) عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ اُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ؟ خِيَارُهُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتَدْعُوْنَ لَهُمْ وَيَدْعُوْنَ لَكُمْ وَشِرَارُ اُمَرَائِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضورؐ نے ہم سب صحابہؓ کو مخاطب فرما کر ایک مرتبہ فرمایا میں تمھارے نیک اور بد سرداروں اور اماموں کو تمھیں بتلادوں؟ سنو! تمھارے نیک سردار وامام تو وہ ہیں جن سے تم محبت رکھو اور وہ تم سے محبت رکھیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو اور وہ تمھارے لئے دعا کریں۔ اور تمھارے بدتر سردار وامام وہ جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے دشمنی کریں تم اُن پر لعنت بھیجو اور وہ تمکو ملعون کہیں۔

(۴۶۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ هٰهُنَا اَرْضُ الْفِتَنِ وَاَشَارَ اِلَى الْمَشْرِقِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ اَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

منبر پر کھڑے ہو کر مشرق کی طرف اشارہ کرکے جہاں سے سورج نکلتا ہے یا جہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا فرمایا فتنوں کی زمین یہیں ہے''۔ اس سے مراد عراق ہے۔ چنانچہ ترغیب ترہیب میں لفظ موجود ہیں یہ نجد عراق ہے۔ نجد یمن سے اسے واسطہ نہیں، سعودی قبائل اور امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ سب نجد یمن کے تھے جو لوگ اس اور اس جیسی روایتوں سے نجد یمن مراد لیکر گذشتہ و موجودہ نجدی موحدین کو اسکا مورد و مصداق ٹھہراتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں[۱]۔

(۴۶۴) برادرانِ آؤ وعظ محمدی سنو! عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ الْخَثْعَمِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ بندہ بہت برا بندہ ہے جو اپنے تئیں دوسروں سے بہتر سمجھنے لگے اور اکڑفوں غرور و تکبر کرنے لگے اور سب سے زیادہ متکبر

[۱] ارض عراق ہی ہے جہاں سے اُٹھنے والے فتنوں کی فہرست بہت طول طویل ہے امت اسلام کے افتراق و انشقاق میں عراقی فتنوں کو بہت بڑا دخل ہے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ راز

اَلْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ ه وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالَ ه وَبِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى ه بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهٰى وَلَهٰى ه وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى ه بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰى ه وَنَسِيَ الْمُبْتَدَاءَ وَالْمُنْتَهٰى ه بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَّخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ ه بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَّقُوْدُهٗ ه بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُّضِلُّهٗ ه بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُّذِلُّهٗ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور سب سے اونچے اور بلند خدا کو بھول جائے وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو سرکشی اور ظلم و زیادتی کرے اور بلند و بالا اونچے خدا کو جو سب کو نیچا کرنیوالا اور سب پر غلبہ رکھنے والا ہے بھول جائے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جو بھول جائے کھیل کود میں لگ جائے اور اپنی قبر کو اور اپنے سڑنے گلنے کو بھلا بیٹھے۔ وہ بندہ بھی بدترین بندہ ہے جو فساد اور طغیانی کرے اور اپنی ابتدا انتہا کو بھول بیٹھے۔ وہ بندہ بھی حقیقتاً برا بندہ ہے جو اپنے دین کو شک شبہ میں فنا کردے وہ بندہ بھی واقعی گندہ ہے جو طمع وحرص کے ہاتھوں بک جائے۔ وہ بندہ بھی ایک ہی گندہ ہے جسے اس کے نفس کی خواہشیں گمراہ کرتی پھریں اور وہ بندہ بھی دراصل بدترین بندہ ہے جو دوسروں کے سامنے ذلیل ہوتا پھرے محض اس خیال سے کہ شاید کچھ نفع پہنچ جائے!!

(۴۶۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ عَمِلَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا. فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا.
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہمارا مجمع جمع تھا، حضورؐ نے ہمیں آیت یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا پڑھکر سنائی۔ یعنی قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بتائے گی۔ یہ پڑھ کر آپ نے ہم سب سے دریافت فرمایا کہ جانتے ہو اس کا مطلب کیا ہے؟ ہمنے جواب دیا اللہ اور رسولؐ کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا جس جس مرد و عورت نے پشت زمین پر جو جو اعمال کئے ہیں زمین وہ سب بتادے گی صاف! کہے گی کہ اس نے فلاں دن فلاں عمل کیا اور فلاں دن فلاں یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ بروز قیامت وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔ آہ! یہی وقت ہوگا جب کہ تمام پوشیدگیاں کھل پڑیں گی تمام بھید ظاہر ہو جائیں گے ذرّے ذرّے

کے برابر نیکی بدی سامنے ہوگی اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔

(۴۶۶) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے نجد کی طرف ایک جماعت کو بھیجا جو بہت کچھ مال غنیمت لے کر بہت جلد واپس لوٹنے والی اور اس سے زیادہ مال غنیمت حاصل کرنے والی دیکھی ہی نہیں، تب حضورؐ نے ہم سب سے مخاطب ہو کر فرمایا

اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی قَوْمٍ اَفْضَلَ غَنِیْمَۃً وَّ اَسْرَعَ رَجْعَۃً۔ قَوْمٌ شَھِدُوْا صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوْا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاُولٰئِکَ اَسْرَعُ رَجْعَۃً وَّاَفْضَلُ غَنِیْمَۃً۔ (رواہ الترمذی)

کیا میں تمھیں اس سے بھی جلد لوٹنے والی اور اس سے بھی زیادہ نفع لے کر آنیوالی جماعت بتلاؤں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز ادا کر کے بیٹھے رہیں اور ذکر اللہ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ سورج نکل آئے یہ سب سے کم وقت کام کرنے والے اور سب سے بڑی اُجرت پانے والے ہیں۔

مومن بھائیو! ہمارے تمہارے سامنے یہ خطبے اُن کے ہیں جو عام انسانوں کے ہی نہیں بلکہ نبیوں کے بھی خطیب ہیں اور یہیں نہیں بلکہ قیامت کے میدان میں بھی۔ پس ہمیں خوش ہونا چاہئے ہمیں ان خطبوں کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ ان کے ایک ایک حرف کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لینا چاہئے۔ سُنئے رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، سب سے پہلے قیامت کے دن اپنی قبر سے میں اُٹھوں گا۔ جب تمام دُنیا خُدا کے سامنے قیامت کے دن پیش ہوگی تو ان سب کی طرف سے سب سے پہلے بولنے والا اور خطیب میں ہوؤنگا۔ جب سب مایوسی کی حالت میں ہوں گے اس وقت انھیں خوشخبری سنانے والا بھی میں ہوں۔ حمد کا جھنڈا اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میرے رب کے پاس مجھ سے بڑھ کر کرامت و عزت والا اس دن اور کوئی نہ ہوگا۔ میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ واقعہ بیان کر رہا ہوں اور حدیث میں ہے۔

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ (ترمذی وغیرہ)

قیامت کے دن تمام انبیاؑ کا امام میں ہوں ان سب کا خطیب میں ہوں۔ ان سب کا شفاعت کرنے والا میں ہوں۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔ شکر کرو کہ اس خطیب اوّلین و آخرین کے خُطبے آپ سُن رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں عمل و ایمان کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم بھائیو! ایسے وقت جبکہ اور اُمتوں کے ہاتھ میں اُن کے نبی کا ایک فرمان بھی صحیح سند سے موجود

نہ ہو آپ کے پاس اپنے سچے نبی کے فرمانوں کا یلکہ خطبوں کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہونا کیا وہ نعمت نہیں؛ جس پر جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ دوستو! اس انمول موتی کی قدر کرو۔ خدا کے پیغمبر پر درود وسلام پڑھتے رہا کرو۔ اور آپ کی سنتوں کی تابعداری میں لگے رہو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ ۝ اِنَّہٗ ھُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتیسویں[۲۹] جمعہ کا دوسرا خطبہ فضائل و مسائل نماز وغیرہ کے متعلق

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۝ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ۝ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ۝ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ ۝ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ۝ اَللّٰھُمَّ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّارْزُقْنِیْ فَھْمًا ۝ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اَیُّھَا النَّاسُ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیَاتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُکُمْ لِقَآءَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَاٰمِنُوْا بِہٖ وَعَزِّرُوْہُ وَانْصُرُوْہُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ! اَمَّا بَعْدُ ۝

(۴۶۷) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

صحابہؓ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے اور وہ سنتا ہوں

جنکو تم نہیں سُن سکتے۔ آسمان چرچرا رہے ہیں اور انھیں چرچرانا چاہیئے بھی۔ ان آسمانوں میں چار انگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کسی نہ کسی فرشتے کی پیشانی خُدا کے سامنے سجدے میں جھکی ہوئی نہ ہو۔ واللہ جو میں جانتا ہوں تم بھی جان لیتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتے۔ بلکہ میدانوں اور جنگلوں کی طرف نکل کھڑے ہو جاتے اور جناب باری میں آہ وزاری کرتے۔

(۴۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں التحیات پڑھتے ہوئے یوں کہا کرتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ۔ ایک دن حضورؐ نے نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف منہ کر کے ہم سب سے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِى الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذَالِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ خود سلام ہے تم میں سے جو شخص نماز میں بیٹھے وہ التحیات آخر تک پڑھے۔ تم جو جبرئیل وغیرہ کے نام لیتے ہو اس کی بھی اب ضرورت نہیں یہ الفاظ خدا کے تمام بندوں پر تمہاری طرف سے سلام کے لئے کافی ہیں۔ خواہ وہ آسمان میں ہوں خواہ زمین کے اوپر۔ اس کے بعد جو چاہو دُعا کرو۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَاشَاءَ۔ (رواہ البخاری)

(۴۶۹) بنو حارث بن خزرج کے محلہ میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی بیمار پرسی کے لئے گدھے پر سوار ہو کر جس پر کاٹھی لگی ہوئی تھی اور اوپر ایک چادر پڑی ہوئی تھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپکے پیچھے سوار تھے۔ یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے راستے میں ایک جگہ مسلمان، مشرک، یہود، منافق کا ایک مجمع دیکھکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری روک لی نیچے اتر پڑے اور انھیں وعظ کہنا شروع کیا۔ جس کا نقشہ حضرت اسامہ بن زیدؓ محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ سَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ۔ سلام کیا۔ اللہ کی طرف بلایا اور آیاتِ قرآنیہ سُنائیں۔ الخ (بخاری شریف)

(۴۷۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے مجمع میں ایک روز

وعظ فرما رہے تھے۔ افسوس میں دیر سے پہنچا میں صرف اتنا ہی سننے پایا کہ حضورؐ فرما رہے ہیں مَنْ صَلّٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ (رواہ الطبرانی فی الاوسط) یعنی عصر کے فرضوں سے پہلے جس نے چار رکعتیں پڑھ لیں اسے آتش دوزخ نہ لگے گی۔

(۴۷۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی صاحبہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم عورتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَصَدَّقْنَ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّکُنَّ۔ عورتو صدقہ دو۔ اگرچہ اپنے زیوروں میں سے ہی دو۔ یہ سنکر میں اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ آپ حاجتمند مسکین ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ جاکر حضور سے دریافت کیجئے اگر میں اپنا صدقہ آپ کو دے سکتی ہوں تو بھلا۔ ورنہ میں کسی اور کو دے دوں میرے خاوند نے فرمایا تم آپ ہی چلی جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کرآؤ۔ چنانچہ میں چلی۔ دیکھتی ہوں کہ دروازۂ محمدی پر ایک اور عورت بھی ہے اور وہ بھی یہی مسئلہ پوچھنے کو آئی ہے۔ حضور پر ایک قدرتی رعب ودبدبہ تھا آپ کے سامنے پڑنا کارے دارد تھا لیکن اتنے میں ہی حضرت بلالؓ آنکلے ہم نے کہا کہ آپ جائیے اور حضور سے عرض کیجئے کہ دروازہ پر دو عورتیں ہیں جو دریافت کرتی ہیں کہ وہ اپنے خاوندوں اور اپنے ہاں پلنے والے یتیم بچوں کو اپنا صدقہ دے سکتی ہیں؟ آپ حضورؐ کو یہ نہ بتلانا کہ ہم کون ہیں؟ حضرت بلالؓ نے جاکر آپ سے کہا، آپ نے پوچھا وہ کون ہیں حضرت بلالؓ نے بتلا دیا کہ انصاریہ عورت ہیں اور دوسری زینبؓ ہیں۔ حضورؐ نے پوچھا کونسی زینب؟ حضرت بلالؓ نے بتلایا کہ حضرت عبداللہؓ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان سے کہدو کہ تمھارے لئے اس میں دوہرا اجر ہے قرابت کا اجر بھی اور صدقہ کا اجر بھی (متفق علیہ)

(۴۷۲) جنگ خیبر میں مسلمانوں نے بھوک کے موقعہ پر پالتو گدھے پائے جنھیں ذبح کیا کہ ان کا گوشت پکا کر کھائیں گے حضور کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے تمام لشکر میں منادی کرادی اور فرمایا اَلَا اِنَّ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاِنْسِ لَا تَحِلُّ لِمَنْ شَهِدَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (رواہ النسائی) یعنی لوگو خبردار پالتو گدھوں کا گوشت ہر اس شخص پر حرام ہے جو میری رسالت ونبوت کی گواہی دیتا ہو۔ چنانچہ لوگوں نے چڑھی ہنڈیاں اُلٹ دیں۔

(۴۷۳) صحابہؓ کے مجمع میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ چہرہ چاند کی طرح کھلا ہوا ہے صحابہؓ پوچھتے ہیں کہ آج تو الحمدللہ حضور بہت بشاش معلوم ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں سنو!

اِنَّهٗ اَتَانِی الْمَلَكُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ

يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ اَحَدٌ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَّلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا

(رَوَاهُ النِّسَائِیُّ)

نے فرمایا ہے اے نبی کیا آپ اس سے راضی نہیں؟ کہ آپ کی اُمت میں سے جو شخص ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرمائے اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ سلامتی نازل فرمائے۔

(۴۷۴) آؤ بھائیو! اپنے نبی محترم ذوالمجد والکرم کا ایک خطبہ اور بھی سُنو۔

اِنَّ الْاَشْعَرِیَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَنَنَا وَ بَيَّنَ لَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا. وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ٥ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ ٥ ثُمَّ اِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا. فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ. فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ٥ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ اِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوْا وَاسْجُدُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ. قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَ اِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سُنایا جس میں ہمیں سُنتوں کی تعلیم کی، نماز کے احکام ارکان بیان فرمائے فرمایا کہ فرض نماز سے پہلے صفیں درست کرلو۔ پھر ایک کی اقتدا میں نماز باجماعت پڑھو وہ جب اللہ اکبر کہے تم بھی کہو جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو۔ اللہ تمھاری دُعا قبول فرمائے گا پھر جب امام تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے تم بھی اس کے بعد تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ امام تم سے پہلے تکبیر کہکر رکوع میں جائے گا اور تم سے پہلے ہی رکوع سے سر اُٹھائیگا یہ برابر سرا بر ہو جائیگا جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم اللّٰھم ربنا لك الحمد کہو۔ اللہ عزوجل کا بزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ ہے کہ جو حمدِ خُدا کرے گا اللہ اس کی سنیگا پھر جب وہ تکبیر کہکر سجدہ میں جائے تم بھی اس کے پیچھے تکبیر کہکر سجدہ کرو۔ امام جیسے تم سے پہلے سجدہ کرے گا اسی طرح تم سے پہلے سجدہ کرے گا اسی طرح تم سے پہلے سجدہ سے اُٹھے گا۔ یہ ادلا بدلا ہو جائیگا جب وہ قعدہ میں بیٹھے تو تم التحیات آخر تک پڑھو۔

مِنْ قَوْلِ اَحَدِكُمْ اَنْ يَّقُوْلَ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ (رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

برادران! میں آج کے انتیسویں جمعہ کے خطبے کو بھی ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر بھی میں اس کا شکر گزار ہوں کہ آج رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مواعظ وخطبات پونے پانچسو میں آپ کو سنا چکا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاۤءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَسَاۤئِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۝ قُوْمُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ سورۂ بروج کی تفسیر کے متعلق

جسمیں حضور علیہ السلام کے دو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَسِعَتْ رَحْمَتُهٗ كُلَّ شَیْءٍ ۝ هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَالْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۝ مَنْ جَنَحَ مِنَ الْحَیِّ اِلَى اللَّتِیِّ ۝ وَاَشْكُرُهٗ شُكْرَ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّتَنَاۤاٰی مِنَ الْغَیِّ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً تُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ وَالْحَیِّ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ بَعَثَهٗ وَقَدْ بَلَغَ الدَّاۤءُ الْكَیَّ ۝ وَسَارَتْ بِخُطَبِهِ الرُّكْبَانُ فَمُسْتَفِيْدٌ مِّنْهَا فِی الرُّوْمِ وَمُفِيْدٌ بِهَا فِی الرَّیِّ ۝ اَللّٰهُمَّ نَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَصْحَابِهٖ وَاٰلِهِ الْمُسْتَنْشِرِيْنَ مَوَاعِظَهٗ مِنْ مَّدَارِجِ الطَّیِّ ۝ وَعَلٰى اَهْلِ حَدِيْثِهِ الَّذِيْنَ رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ فَجَاۤءُوْا اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ ۝ مَاحَجَّ الْمُتَّبِعُ الْمُحَمَّدِیُّ الْمُبْتَلِعُ اللَّتِیَّ وَاعْتَرَفَ الْمَحْجُوْجُ بِالْبُهْتِ وَالْعَیِّ ۝ وَقِيْلَ لَهٗ اِنْ لَّمْ تَتُبْ تَعْسًا لَّكَ وَوَیَّ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ الْحَیِّ ۝ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ الْغَبِیِّ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْعَلِیِّ۔ وَالسَّمَاۤءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّ

مَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

برجوں والے آسمان کی اور وعدے والے دن یعنی قیامت کی اور حاضر ہونے والے دن یعنی جمعہ کے دن کی اور جس کے پاس حاضر ہوں اس کی قسم یعنی عرفہ کے دن کی قسم گھاٹیوں اور خندقوں والے غارت کردیئے گئے۔ جو خندقیں آگ سے بھری ہوئی تھیں اور ان کے کنارے یہ کفار بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے سامنے مسلمانوں کو اس بھڑکتی آگ میں جھونک رہے تھے صرف اس پر کہ وہ زبردست اور تعریفوں والے خدا پر ایمان لائے تھے۔

(۴۷۵) عصر کی نماز پڑھ لی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ صحابہؓ سب موجود ہیں۔ آواز سنی نہیں جاتی اس لئے اصحابؓ کو خیال پیدا ہوتا ہے۔ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے بعد ہم آہستہ آہستہ آپ کو کچھ کہتے دیکھتے ہیں یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا سنو!

اِنَّ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ كَانَ اَعْجَبَ بِاُمَّتِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّقُوْمُ بِهٰٓؤُلَآءِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ اَنْ اَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ اَنْ اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُوا النِّقْمَةَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِيْ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ (رواہ الترمذی)

نبیوں میں سے ایک نبی کو اپنی اُمت پر کچھ خیال سا پیدا ہوگیا اور کہنے لگے ان کا مقابلہ کون کرے گا؟ وحی خدا پہنچی کہ انہیں دو باتوں میں سے ایک میں اختیار دو۔ یا تو میں ان سے انتقام خود ہی لے لوں یا اُن کے دشمن کو اُن پر غالب کردوں انھوں نے پہلی شق پسند کی تو ان پر موت مسلط کردی گئی، ایک ہی دن میں اُنکے ستر ہزار آدمی مرگئے۔

(۴۷۶) راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بیان کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ بھی بیان فرمایا کرتے تھے (جس کا بیان ان آیتوں میں ہے جو اس وقت تلاوت کی گئی ہیں۔ ترمذی کتاب التفسیر میں بھی یہ روایت ہے لیکن میں تفسیر ابن کثیر سے اس واقعہ کو قدرے بسط کے ساتھ آپ کو سنا دینا چاہتا ہوں اور اسی لئے عربی کے الفاظ چھوڑتا ہوں سنئے۔

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کے ہاں ایک جادوگر تھا جب جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری موت کا وقت آرہا ہے مجھے کسی بچے کو سونپ دو تو میں اسے جادو سکھادوں چنانچہ ایک ذہین لڑکے کو وہ تعلیم دینے لگا لڑکا اس کے پاس جاتا تو راستہ میں ایک راہب کا گھر پڑتا جہاں وہ عبادت میں اور کبھی وعظ میں مشغول ہوتا

یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور اس کے طریق عبادت کو دیکھتا اور وعظ سنتا آتے جاتے یہاں رک جایا کرتا تھا۔ جادوگر بھی مارتا اور ماں باپ بھی کیونکہ وہاں بھی دیر میں پہنچتا اور یہاں بھی دیر میں آتا۔ ایک دن اس بچے نے راہب کے سامنے اپنی یہ شکایت بیان کی راہب نے کہا کہ جب جادوگر تجھ سے پوچھے کہ کیوں دیر لگی تو کہہ دینا گھر والوں نے روک لیا تھا اور گھر والے بگڑیں تو کہہ دینا کہ آج جادوگر نے روک لیا تھا۔ یوں ہی ایک زمانہ گذر گیا کہ ایک طرف تو وہ جادو سیکھتا تھا دوسری طرف کلام اللہ اور دین اللہ سیکھتا تھا۔ ایک دن یہ دیکھتا ہے کہ راستے میں ایک زبردست ہیبتناک جانور پڑا ہوا ہے لوگوں کی آمد و رفت بند ہو رہی ہے اِدھر والے اُدھر اور اُدھر والے اِدھر نہیں آسکتے اور سب لوگ اِدھر اُدھر حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ آج موقعہ ہے کہ میں امتحان کر لوں کہ راہب کا دین خدا کو پسند ہے یا جادوگر کا۔ اس نے ایک پتھر اُٹھایا اور یہ کہہ کر اُس پر پھینکا کہ خدایا اگر تیرے نزدیک راہب کا دین اور اس کی تعلیم جادوگر کے امر سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے تاکہ لوگوں کو اس بلا سے نجات ہو، پتھر کے لگتے ہی وہ جانور مر گیا اور لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ پھر جاکر راہب کو خبر دی۔ اس نے کہا پیارے بچے تو مجھ سے افضل ہے، اب خدا کی طرف سے تیری آزمائش ہو گی۔ اگر ایسا ہو تو تم کسی کو میری خبر نہ کرنا۔ اب اس بچے کے پاس حاجتمند لوگوں کا تانتا لگ گیا اور اس کی دُعا سے مادرزاد اندھے کوڑھی جذامی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کے ایک نابینا وزیر کے کان میں بھی یہ آواز پڑی وہ بڑے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے تو یہ سب میں تجھے دیدوں گا۔ اس نے کہا شفا میرے ہاتھ میں نہیں، میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا۔ شفا دینے والا تو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اگر تو اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرے تو میں اس سے دُعا کروں۔ اس نے اقرار کیا، بچے نے اس کے لئے دُعا کی۔ اللہ نے اسے شفا دے دی وہ بادشاہ کے دربار میں آیا اور جس طرح اندھا ہونے سے پہلے کام کرتا تھا کرنے لگا۔ آنکھیں بالکل روشن تھیں بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ تجھے آنکھیں کس نے دیں؟ اس نے کہا میرے رب نے، بادشاہ نے کہا ہاں یعنی میں نے۔ وزیر نے کہا نہیں نہیں میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا تو کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب بھی ہے، وزیر نے کہا ہاں، میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے، اب اس نے اُسے مار پیٹ شروع کر دی اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچانے لگا اور پوچھنے لگا کہ تجھے یہ تعلیم کس نے دی؟ آخر اس نے بتا دیا کہ اس بچے کے ہاتھ پر میں نے اسلام قبول کیا اس نے اُسے بلوایا اور کہا اب تو تو جادو میں خوب کامل ہو گئے کہ اندھوں کو دیکھتا اور بیماروں کو تندرست کرنے لگ گئے اس نے کہا غلط ہے نہ میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں

نہ جادو۔ شفا اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے، کہنے لگا ہاں میرے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ اللہ تو میں ہی ہوں، اس نے کہا ہرگز نہیں، کہا پھر کیا میرے سوا کسی اور کو رب مانتا ہے۔ تو وہ کہنے لگا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے، اس نے اب اسے بھی طرح طرح کی سزائیں دینی شروع کیں، یہاں تک کہ راہب کا پتہ لگا لیا، راہب کو بلا کر اس سے کہا کہ تو اسلام کو چھوڑ دے اور اس دین سے پلٹ جا اس نے انکار کیا تو اس بادشاہ نے اُسے آرے سے چیر دیا اور ٹھیک دو ٹکڑے کرکے پھینک دیا پھر اس نوجوان سے کہا کہ تو بھی دین سے پھر جا اس نے بھی انکار کیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے سپاہی اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جائیں اور اس کی بلند چوٹی پر پہنچکر پھر اُسے اس کے دین چھوڑ دینے کو کہیں اگر مان لے تو اچھا ورنہ وہیں سے اسے لڑھکا دیں، چنانچہ یہ لوگ اسے لے گئے جب وہاں سے دھکا دینا چاہا تو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ خدایا جس طرح چاہ مجھے ان سے نجات دے اس دُعا کے ساتھ ہی پہاڑ ہلا اور وہ سب سپاہی لڑھک گئے صرف وہ بچہ ہی بچا رہا۔ وہاں سے وہ اُترا اور ہنسی خوشی پھر اس ظالم بادشاہ کے پاس آگیا۔ بادشاہ نے کہا یہ کیا ہوا؟ میرے سپاہی کہاں ہیں؟ فرمایا میرے خدا نے مجھے اُن سے بچا لیا۔ اُس نے کچھ اور سپاہی بُلوائے اور اُن سے کہا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر لے جاؤ اور بیچوں بیچ سمندر میں ڈبو کر چلے آؤ یہ اُسے لے کر چلے اور بیچ میں پہنچکر جب سمندر میں پھینکنا چاہا تو اس نے پھر وہی دُعا کی کہ بار الٰہا جس طرح چاہ مجھے ان سے بچا، موج اُٹھی اور وہ سپاہی سارے کے سارے سمندر میں ڈوب گئے۔ صرف وہ بچہ ہی باقی رہ گیا۔ یہ پھر بادشاہ کے پاس آیا اور کہا میرے رب نے مجھے اُن سے بچا لیا۔ اے بادشاہ تو چاہے تمام تدبیریں کر ڈال لیکن مجھے ہلاک نہیں کر سکتا ہاں جس طرح میں کہوں اس طرح اگر کرے تو البتہ میری جان نکل جائے گی۔ اس نے کہا کیا کروں؟ فرمایا تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر پھر کھجور کے تنے پر سولی چڑھا اور میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر میری کمان پر چڑھا اور بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ ھٰذَا الْغُلَامِ یعنی اس اللہ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے کہکر وہ تیر میری طرف پھینک وہ مجھے لگے گا اور اس سے میں مروں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے یہی کیا تیر بچے کی کنپٹی میں لگا اس نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھ لیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے اس طرح شہید ہوتے ہی لوگوں کو اس کے دین کی سچائی کا یقین آگیا چوطرف سے یہ آوازیں اُٹھنے لگیں کہ ہم سب اس بچے کے رب پر ایمان لا چکے۔ یہ حال دیکھکر بادشاہ کے ساتھی بڑے گھبرائے اور بادشاہ سے گھبرائے۔ اس لڑکے کی ترکیب ہم تو سمجھے ہی نہیں، دیکھئے اس کا یہ اثر پڑا کہ یہ تمام لوگ اس کے مذہب پر ہو گئے۔ ہم نے تو اسی لئے اسے قتل کیا تھا کہ کہیں یہ مذہب پھیل نہ پڑے لیکن وہ ڈر تو سامنے ہی آگیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا اچھا یہ کرو کہ تمام محلوں اور راستوں میں

خندقیں کھدواؤ۔ ان میں لکڑیاں بھرواؤ اور اس میں آگ لگادو جو اس دین سے پھر جائے اُسے چھوڑ دو اور جو نہ مانے اُسے اس آگ میں ڈال دو۔ ان مسلمانوں نے صبر و سہار کے ساتھ آگ میں جلنا منظور کر لیا اور اس میں کود کود کر گرنے لگے۔ البتہ ایک عورت جس کی گود میں دودھ پیتا چھوٹا سا بچہ تھا وہ ذرا جھجکی تو اس بچے کو خدا نے بولنے کی طاقت دی: اس نے کہا اماں کیا کر رہی ہو؟ تم تو حق پر ہو صبر کرو اور اس آگ میں کود پڑو۔ یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور صحیح مسلم کے آخر میں بھی ہے اور نسائی میں بھی قدرے اختصار کے ساتھ ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے یہ نوجوان دفن کر دیئے گئے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اُن کی قبر سے انھیں نکالا گیا تھا۔ ان کی انگلی اسی طرح اُن کی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی جسطرح بوقت شہادت تھی۔

فَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ ۝

ایک روایت میں ہے کہ اس ظالم سرکش بادشاہ نے حضرت عبداللہ بن تامر رضی اللہ عنہ وارضاہ کی شہادت کے بعد اپنی رعیت کے باخدا سچے مسلمانوں کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور انھیں سمجھایا کہ تم اب ہمارے ساتھ مل جاؤ اور بت پرستی شروع کر دو۔ ان سب نے بالکل انکار کر دیا کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا کسی اور کی بندگی کریں۔ بادشاہ نے کہلوایا کہ اگر تمھیں یہ منظور نہیں تو میں تمھیں قتل کرادوں گا، جواب ملا کہ جو چاہو کر و، لیکن ہم سے دین نہیں چھوڑا جائیگا۔ اس ظالم نے خندقیں کھدوائیں، آگ جلوائی اور ان سب مردوں عورتوں بچوں کو جمع کیا اور ان خندقوں کے کنارے کھڑا کر کے کہا بولو یہ آخری سوال جواب ہے آیا بت پرستی قبول کرتے ہو۔ یا آگ میں گرنا قبول کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں جل مرنا منظور ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے بچوں نے چیخ پکار شروع کر دی۔ بڑوں نے انھیں سمجھایا کہ بس آج کے بعد آگ نہیں، نہ گھبراؤ اور خدا کا نام لیکر کود پڑو۔ چنانچہ سب کے سب کود پڑے، انھیں آنچ بھی نہ لگنے پائی تھی کہ خدا نے اُن کی روحیں قبض کر لیں اور آگ خندقوں سے باہر نکل پڑی اور بدکردار سرکشوں کو گھیر لیا اور جتنے بھی تھے سارے کے سارے جلا دئے گئے۔ ان کی خبر ان آیتوں قُتِلَ الخ میں ہے

(بحوالہ تفسیر محمدی ترجمہ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰)

میرے مسلم بھائیو! یہ مسجد ہے۔ آج کا دن جمعہ کا دن ہے۔ جمعہ کا وقت ہے۔ میں منبر پر ہوں۔ آپ دربار خداوندی کی صفوں میں ہیں خدا کی نظریں ہم پر ہیں۔ ہماری آوازیں اس کے کانوں میں ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے کوئی افسانہ بیان نہیں کیا۔ بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ آپ کو سنایا ہے جو صحابہؓ کے مجمع میں آپ نے انھیں سُنایا۔ سوچو، سمجھو! آج بھی اگر آپ خدا کی توحید میں اس کے رسولؐ کی سنت میں دلیری، شجاعت، بے پرواہی

اور صاف گوئی سے کام کریں گے تو اللہ کی مدد آپ کے سر پر ہوگی۔ اس کا ہاتھ آپ کی پشت پر ہوگا۔ باطل کی مادّی طاقتیں آپ کے منہ کی پھونک سے پاش پاش ہو جائیں گی۔

برادران زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ آپ کی جماعت ٹھیک رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی عکسی تصویر نظر آتی تھی۔ آپس میں سب سگے بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے ہمدرد و معاون تھے، گو تعداد میں کم تھے لیکن تھے کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ سیسہ پلائی ہوئی مضبوط دیوار کی طرح۔ کسی غریب الوطن پردیسی انجان آدمی کو نماز میں سُنّت ادا کرتے دیکھ لیا جاتا تھا تو دل میں محبّت کا مّواج سمندر لہریں مارنے لگتا تھا کہ کب یہ نماز سے فارغ ہو اور کب میں اس سے ملاقات کروں۔ جی چاہتا تھا کہ دل چیر کر اسے بٹھالوں، کلیجے سے لگالوں۔ ہماری نمازیں ایسی خشوع و خضوع سے ٹھہر ٹھہر کر باقاعدہ ادا ہوتی تھیں کہ دوسروں کے لئے جاذبِ نظر بنکر اپنی مقناطیسی قوت سے انہیں ہماری طرف کھینچ لے آتی تھیں۔ ہماری اسلامی صورتیں اپنے اندر ایک خاص رعب و ہیبت اور خدا ترسی کا نمونہ رکھتی تھیں۔ اسلام کے اصول و فروع کی پابندی نے ہمیں نمونۂ اسلام کا لقب دے رکھا تھا۔ ہماری وہ تبلیغ توحید و سُنّت جو شیریں زبانی اور جوشِ روحانی سے ہُوا کرتی تھی ہر ایک کے دل کو موہ لیتی تھی۔ ہماری مجلسیں دینی ذکر سے ہماری سوسائٹیاں آخرت کی فکر سے معمور تھیں۔ ہماری کوششیں قَالَ اللّٰہُ اور قَالَ الرَّسُوْلُ کی اتباع سے بھرپور تھیں ہم اپنوں کو اور غیروں کو ملازمین کو اور متعلقین کو ملنے جلنے والوں کو اور الگ رہنے والوں کو۔ دوستوں کو اور انجان کو ہر وقت توحید کی تلقین کرتے اور شرک سے نفرین دلاتے رہتے تھے۔ ہم تقلیدی عمارتیں کے برباد کرنے میں اور سُنّت کے محلات کو آباد کرنے میں ہر وقت پیش پیش رہا کرتے تھے۔ ہماری رفتار و گفتار سب کی سب مطابق سُنّت رہا کرتی تھی۔ وعدہ خلافی جھوٹ غیبت ناٹک تماشے لہو و لعب گنجفہ، شطرنج، شراب خوری، ڈاڑھی سے دست برداری، یہ وہ عیوب تھے جن کے ناپاک دھبّوں سے ہمارا دامن بالکل پاک تھا۔ یہ وقت تھا جبکہ ساری دنیا کی نگاہیں محبّت و حرمت عزّت و ادب سے ہماری جانب اٹھتی تھیں۔ لیکن آہ! ؎

بڑے شوق سے سُن رہا تھا زمانہ ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

اب وہ وقت ہے کہ یہ پاک نشہ اُترتا چلا ہے۔ یہ سچّا جذبہ زوال پذیر ہو رہا ہے۔ یہ شوقِ صداقت کم ہو رہا ہے۔ یہ پابندئ شرع اُٹھتی جا رہی ہے۔ آپس میں گتھ گئے ہیں۔ غیروں سے دبے بھچے جا رہے ہیں۔ اپنے مذہب کا نام لینا بھی دشوار ہو گیا ہے۔ سُنّتوں کا رواج دینا پہاڑ ہو گیا ہے۔ دو چار سُنّتوں کے سوا ہاتھ سے سب کچھ چھوٹا جا رہا ہے۔ بے نماز جیسے کفار بھی آج ہم میں پیدا ہو گئے ہیں۔ دوسروں کو اپنا بنانا تو کجا، ہماری عورتیں بھی توحید و

سُنّت سے بیگانہ بن گئیں۔ ہماری اولاد بھی تعزیوں کے مجمع کی شیدائی اور بائسکوپوں کی فدائی ہو گئیں ایک پابندِ سُنّت کے مرنے کے بعد اُس کی اولاد میں سے اس کی جگہ پُر کرنے والا ایک بھی نظر نہیں آتا۔ ہمارے نوجوان تو ایک طرف بُڈھے بُڈھے سفید ریش بھی ڈاڑھی مونچھ صاف کرا بیٹھے۔ یہ بُڈھے بیل بھی سینگ کٹا کر بچھڑوں میں ملنے کے درپے ہو گئے۔ آپس میں انتشار اور تفریق قائم ہو گئی۔ پس ابھی بھی وقت ہے کہ آپ حضرات ان تباہ کن طریقوں کو حذف کر دیں۔ پورے اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اعمال و عقائد کی اصلاح کر لیں جو جو نئے دعویدار ہوئے ہیں انھیں چھوڑ دیجئے تاکہ وہ خود اپنے غلط دعووں سے دست کش ہو جائیں۔ سب مِلکر توحید و سنت کی اشاعت میں لگ جائیے۔ تبلیغ کا سلسلہ جو بند ہے اسے جاری کر دیجئے۔ اپنے اور غیروں میں کتابوں کے ذریعے اشتہاروں کے ذریعے اخبارات کے ذریعے اور زبانی کسی وقت بھی تبلیغ میں کمی نہ کیجئے۔ اپنے گھروں میں بال بچوں اور عورتوں میں شیدائیتِ توحید اور فدائیت سُنّتِ توحید پیدا کیجئے خلافِ شرع کاموں پر سختی سے باز پرس رکھیے اپنے نوکروں چاکروں میں تبلیغ کرتے رہیے۔ اپنی پارٹیوں میں، مجمع میں، مجلسوں میں، دوستوں میں بیٹھک میں دعوت میں ان چیزوں کو ضروری اور فرض کر لیجئے۔ منہ میں گھُنگھیاں بھر کر چپ سادھ لینا مؤحّد کی شان کے خلاف ہے۔ خود اپنی اصلاح کر لیجئے شکل صورت ظاہر باطن تقویٰ طہارت اور اتباعِ سُنّت سے مزیّن کر لیجئے۔ خدا کی باتوں کے پھیلانے میں کسی کا خوف ڈر اور کسی ملامت کی پرواہ نہ کیجئے۔ رزق بٹ چکے ہیں موت مقرر ہو چکی ہے۔ عزت ذلت سب رب کے ہاتھ ہے۔ دینا لینا اسی کا کام ہے۔ آپ کے کھُلّم کھُلّا مؤحّد و متبعِ سُنّت ہو جانے سے رسم و رواج کے ترک کر دینے سے قرآن حدیث کی اشاعت کرنے سے۔ آبائی دقیانوسی خیالات پر قائم نہ رہنے سے روزی گھٹ نہ جائے گی موت قریب نہ ہو جائے گی۔ ذلت نہ آ جائے گی۔ اس صورت میں آپ کا مُمِدّ و مُعَاوِن خود خدا ہو جائے گا۔ اس کی امداد و نصرت آپ کا ساتھ دے گی وہ اپنے دُشمنوں کے ہاتھوں میں آپ کو ہرگز سونپ نہ دے گا۔ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ برادران! جب آپ ہی محرّم کے مجمع میں شمولیت کریں گے جب آپ ہی تیجے دسویں کے لقموں کو نہ چھوڑیں گے۔ جب آپ ہی خلافِ شرع شادیوں غمیوں میں شرکت کریں گے جب آپ ہی ٹھیٹروں اور بائسکوپوں میں نظر آئیں گے جب آپ ہی اشاعت و تبلیغ قرآن و حدیث سے خاموشی برتیں گے تو فرمائیے تو سہی کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ آپ اپنے حق مذہب پر پردہ کیوں ڈال رہے ہیں؟ آپ اپنے سچے خدا کی توحید کے اثبات اور قبروں اور تعزیوں اور بُتوں کی خدائی کے خلاف آواز کیوں نہ اُٹھائیں؟

آپ حنفیت شافعیت کے سامنے محمدیت کو پیش کر کے کیوں اس کی نورانیت ظاہر نہ کریں؟ اٹھو! دین خدا کی مدد کے لئے۔ اٹھو! صدائے خداوندی سنو! اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔ اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْمُوَحِّدِيْنَ ٥ عَلٰى اَعْدَآئِكَ وَاَعْدَآءِ الدِّيْنَ ٥ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُوَحِّدِيْنَ ٥ اٰمِيْنَ ٥ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ خطبۂ جمعہ کے آداب میں

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ ٥ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهٖ ٥ اَمَّا بَعْدُ ٥ اے تنکے میں جان ڈالنے والے! اے پانی کے قطرے کو سیپ میں موتی بنانے والے! اے سوکھی کھیتیوں کو بارشیں برسا کر زندہ کر دینے والے! اے بے سہاروں کو سہارا دینے والے! اے مردوں کو جلانے پر قادر! اے تنکے کو تاڑ اور کنکر کو پہاڑ بنانے والے! اے آگ کو باغ اور پانی کو پتھر کر دینے والے! اے مرد و عورت سے انسانی پیدائش کا سلسلہ جاری کرنے والے! اور پھر اس کا خلاف بھی اپنی قدرت سے بتلانے والے! حضرت عیسیٰؑ کو صرف عورت سے بغیر باپ کے حضرت حوّا کو صرف مرد سے بغیر ماں کے اور حضرت آدم علیہ السلام کو صرف اپنے فرمان سے بغیر ماں اور باپ کے پیدا کرنیوالے اور یہ ظاہر کرنے والے کہ تو اسباب کا محتاج نہیں۔ تیری قدرتیں نرالی تیری سرکار لاابالی ہے۔ اے گھناؤنے پانی کے قطرے سے انسان جیسی احسن صورت کو بنانے والے۔ اور پھر اس چلتی پھرتی بولتی چالتی مشین کو دم بھر میں خاموش کر دینے والے! ہمارا ایمان ہے کہ تجھ پر کبھی کوئی کام مشکل ہوا نہ ہو بیشک بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے توانا قیوم و قہار خدا تیری عطا بھی کلام اور تیرے عذاب بھی صرف کلام۔ تجھے مادّے اور اسباب کی ضرورت نہیں۔ تجھے کارکن اور کارفرما کی حاجت نہیں، تو اکیلا اپنی کُل مشیئت کا صرف اپنے حکم سے پورا کرنے والا ہے۔ زمین آسمان اور موجودہ کائنات کا چپہ چپہ تونے چھ دن میں پیدا کیا اور تجھے تھکن محسوس نہ ہوئی۔ بلکہ اگر چاہتا آنکھ جھپکنے میں پیدا کر دیتا۔ تو اونگھ سے نیند سے غفلت سے اور بے علمی سے پاک ہے۔ تیرا چاہا پورا ہوتا ہے۔ تیرے ارادے سے مراد جُدا نہیں۔ ہر ایک تیرے در کا گدا ہے۔ سب تیرے محتاج اور تو ہر ایک سے بے نیاز ہے۔

اے عزتوں کے جھولے جھلانے والے اور اے در در سے ٹھوکریں کھلانے والے۔ یہ رنگا رنگی دنیا تیری قدرتوں کا منظر ہے۔ یہ ساری مخلوق تیری توحید کا مظہر ہے۔ اے وسائل اور ذرائع سے غنی۔ اے نیک و بد کے دھنی توسب کا مختار ہے۔ تیرے سامنے ہر ایک لاچار ہے۔ تیرا شکر کہ تونے ہمیں اپنے دربار میں حاضر ہونے کی توفیق بخشی۔ ہم حاضر ہیں۔ تیری رحمت کا دامن تھام کر تیری بخشش کا سہارا لے کر اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی تیری رحمت کے پانی سے دھوڈالنے کی تجھ سے تمنائیں کرتے ہیں۔ الٰہی ہمارے دونوں جہان سنوار دے۔ الٰہی تو اپنے اس دربارِ دُربار سے رخصت کرنے سے پہلے ہماری بگڑی بنا دے ہماری حاجتیں پوری فرما دے۔ تیری مہربانیاں جس پر ہوں یقیناً اس کا بیڑا پار ہے۔ اور تو جس سے رُخ پھیرے وہ ذلیل و نا ہنجار ہے تو جس سے بیزار ہو گیا وہ دنیا بھر میں جوتی پیزار ہی کھاتا رہا اور جس پر تیرا پیار ہو گیا وہ کامران اور برسرِ کار ہو گیا۔ تیری رحمت جس سے ہٹ گئی وہ ذلیل و خوار ہوا۔ اس کا انجام ہار ہی ہار ہوا۔ اور بالآخر وہ فی النار ہوا۔ اے ارحم الراحمین خدا ہماری ان ٹوٹی پھوٹی برائے نام عبادتوں کو قبول فرما۔ ہماری لاج رکھ لے اور ہمیں اپنی رحمت سے نہ بھلا۔ خدایا ہمیں اپنی رحمتوں سے مسرور اور اپنے نورانی کلام سے عمل سے پُرنور کر دے۔ باری تعالیٰ مسلمانوں کو اوج و رفعت دے۔ ترقی اور عظمت دے رعب و طاقت استقلال و ہمت عطا فرما۔ الٰہی اپنے نبیؐ پر درود و سلام نازل فرما اور بہترین جزائے خیر دے۔ ترقی اور عظمت دے۔ مقام محمود اور شفاعتِ عامہ اور درجۂ کمال عطا فرما۔ ہمیں آپ کی شفاعت اور آپ کے ہاتھوں جامِ کوثر عطا فرما۔ آمین آمین۔ اما بعد۔

میری کوششوں کا نہیں یہ بھی پروردگار کے فضل و کرم کا ایک کرشمہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں خطبے سُنوا دیئے۔ فالحمد للہ۔ آؤ پھر اسی سلسلہ کو شروع کریں۔

(۴۷۷) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ حُزْنٍ الْكُلْفِيِّ قَالَ قَدِمْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْتَاسِعَ تِسْعَةٍ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَكِّئًا عَلَى قَوْسٍ أَوْقَالَ عَلَى عَصًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ طَيِّبَاتٍ

حضرت حکم فرماتے ہیں ہم سات یا نو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور وفد کے حاضر ہوئے کئی دن تک سرکارِ نبوی میں حاضر رہے۔ جمعہ بھی حضور کے پیچھے پڑھنا ہمیں نصیب ہوا۔ کمان پر یا لکڑی پر حضورؐ نے بوقتِ خطبہ ٹیک لگائی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف بیان فرمائی اور اس کی بہت بہت ثنا و صفت بیان فرمائی۔ آپ کے الفاظ مختصر تھے کم تھے نہایت پاکیزہ

مُّبَارَكَاتٍ۔ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ لَنْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تُطِيْقُوْا كُلَّمَآ اُمِرْتُمْ وَلٰكِنْ سَدِّدُوْا وَاَبْشِرُوْا (رَوَاهُ فِي الْمُنْتَقٰى)

شستہ اور صاف تھے۔ متبرک اور بابرکت تھے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا اے لوگو اسلام کے کل ارشادات واحکام اور ہر ہر بات کو تم نہ کرو گے بلکہ طاقت بھی نہ ہو گی اس لئے سچائی اور راستی پر جم جاؤ اور رب کی رحمت کے امیدوار رہا کرو۔

(۴۷۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ اَنَّهُ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَهُ وَاللّٰهِ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ ۔ (رَوَاهُ شَيْخُ الْاِسْلَامِ مَجْدُ الدِّيْنِ اَبُو الْبَرَكَاتِ عَبْدُ السَّلَامِ فِيْ كِتَابِ الْمُنْتَقٰى)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ کھڑے کھڑے پڑھا کرتے تھے درمیان میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔ تم سے اگر کوئی بیان کرے کہ حضورؐ یہ خُطبۂ جمعہ بیٹھ کر پڑھتے تھے تو یقین کر لو کہ وہ جھوٹا ہے اللہ جانتا ہے میں نے تو حضورؐ کے پیچھے دو ہزار سے بھی زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

(۴۷۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو طول دیتے اور خطبہ کو مختصر کرتے۔

(رَوَاهُ صَاحِبُ الْمُنْتَقٰى)

یہ یاد رہے کہ نماز کو خطبے سے دراز کرنا اور خطبہ کو نماز سے کم کرنا یہ مقصود اس حدیث کا نہیں، کیونکہ کبھی کبھی جمعہ کے خطبے میں حضورؐ کا سورۂ برأت پڑھنا بھی ثابت ہے۔ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو ترغیب ترہیب۔ اسی طرح صحیح مسلم وغیرہ میں بھی ہے کہ حضورؐ بعد از تلاوت قرآن اپنے خطبے میں تذکیر اور وعظ بھی بیان فرماتے تھے اور یہ بھی مروی ہے کہ جمعہ کی نماز میں آپ سورۂ سَبِّحِ اور هَلْ اَتٰكَ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح خطبۂ مسنونہ اور سورۂ قاف اور پھر وعظ کا مجموعہ بھی نماز کے مجموعہ سے کسی طرح کم نہیں بلکہ طویل ہے۔ پس مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ نماز جمعہ بہ نسبت اور دونوں کی نماز ظہر کے طویل ہوتی تھی اور خطبہ جمعہ بہ نسبت عید و دیگر وعظ وغیرہ کے کم ہوتا ہے ٹھیک بات یہی ہے کہ نماز بھی درمیانہ نماز ہو اور خطبہ بھی درمیانہ خطبہ ہو، چنانچہ ایک حدیث میں بھی یہی ہے کہ حضورؐ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانہ ہوتا تھا، نہ یہ کی رسمی خطبہ عربی میں چند سطر مقفّٰی اور مسجّع سنا کر پانچ سات منٹ میں ختم کر دیا۔ اور پھر نماز سے بھی تین

چار منٹ میں فارغ ہو گئے۔ کہاں گئے تھے ؟ تو کہا کہیں نہیں۔ نہ خطبے سے کچھ پند و نصیحت سامعین نے حاصل کی۔ نہ نماز میں جی لگانے کا موقعہ ملا۔ یہ تو بہی عبادت ہے۔ اصلی عبادت کا طریقہ یہی ہے کہ خطبہ دلوں کو نرمانیوالا اور نماز خدا میں دل لگا دینے والی ہو۔ اللہ ہمیں اخلاص نصیب فرمائے۔ آمین !

(۴۸۰) حضرت حصین بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کی نماز میں میں حضرت عُمارہ بن رُوَیبہؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ یہ زمانہ بشر بن مروان کا تھا۔ یہ خطبہ کہہ رہا تھا، دُعا کے موقعہ پر اس نے اپنے دونوں ہاتھ دُعا مانگنے کے لئے اُٹھائے تو حضرت عُمارہؓ نے کہا، اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو غارت کرے۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَخْطُبُ اِذَا دَعَا یَقُوْلُ ھٰکَذَا فَرَفَعَ السَّبَّابَۃَ وَحْدَھَا۔ (اَلْمُنْتَقٰی مِنْ اَخْبَارِ الْمُصْطَفٰی)

میں نے تو دیکھا ہے کہ خطبہ میں دعا مانگتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے جاتے تھے۔ (نہ کہ اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے ہوں۔) ہاں دُعاء استسقاء اس سے مستثنیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۸۱) عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاھِرًا یَدَیْہِ قَطُّ یَدْعُوْ عَلٰی مِنْبَرٍ وَّلَا عَلٰی غَیْرِہٖ مَا کَانَ یَدْعُوْ اِلَّا یَضَعُ یَدَہٗ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَیُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ اِشَارَۃً (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ فِیْہِ لٰکِنْ رَأَیْتُہٗ یَقُوْلُ ھٰکَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ وَعَقَدَ الْوُسْطٰی وَالْاِبْھَامَ رَوَاہُ الشَّیْخُ الْاِمَامُ الْعَلَّامَۃُ شَیْخُ الْاِسْلَامِ مَجْدُ الدِّیْنِ اَبُو الْبَرَکَاتِ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِی الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ تَیْمِیَّۃَ الْحَرَّانِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مُنْتَقَاہُ)

میں نے منبر پر یا غیر منبر پر بہت ہاتھ لمبے کئے ہوئے دُعا مانگتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا آپ تو اپنا ہاتھ اپنے مونڈھوں کے بالمقابل کر لیتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے رہتے۔

اس کو امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا اس میں بیان کیا کہ میں نے آپ کو دیکھا آپ اس طرح کرتے تھے اور اپنی سبّابہ سے اشارہ کیا وسطیٰ اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا اس کو شیخ الاسلام مجد الدین ابو البرکات عبدالسلام بن عبداللہ بن ابوالقاسم بن محمد بن تیمیہ حرانی رحمۃ اللہ نے اپنی منتقیٰ میں روایت کیا۔

(۴۸۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ

کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضورؐ جمعہ کے دن منبر پر سے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ وَيُكَلِّمُهٗ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ اِلٰى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّيْ۔ (رَوَاهُ فِي الْمُنْتَقٰى)

بعد از خطبہ اُترے اور کسی نے اپنے کام کی باتیں حضورؐ سے شروع کر دیں تو آپ سُنتے بھی اور اُسے جواب بھی دیتے۔ اس سے باتیں کرتے پھر آگے بڑھ کر نماز شروع کرا دیتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴۸۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ اِذْ اَغْفَا اِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مُتَبَسِّمًا فَقُلْتُ مَا اَضْحَكَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اٰنِفًا سُوْرَةٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (رَوَاهُ فِي الْمُنْتَقٰى)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں صحابہؓ کا مجمع مسجد میں جمع تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے کہ ایک مرتبہ ہی حضورؐ پر کچھ غنودگی سی طاری ہو گئی، پھر جو سر اُٹھایا تو چہرے پر مُسکراہٹ کھل رہی تھی۔ ہم نے پوچھا حضورؐ کیسے مُسکرا رہے تھے۔؟ فرمایا مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت اُتری جس سے میں خوش ہوں وہ سورت یہ ہے پھر آپؐ نے بسم اللہ الخ پڑھ کر سورۂ کوثر کی تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے تجھے کوثر دی۔ تو بھی اپنے رب کی نمازیں پڑھتا رہ اور اس کے لئے قربانیاں کرتا رہ یقین رکھ تیرا دشمن برباد و شرنی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر سورت کے شروع میں حضورؐ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اُترا کرتی تھی۔ جیسے کہ ابوداؤد وغیرہ میں صریح اور صحیح حدیثیں ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن میں ہر جگہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک مستقل آیت ہے۔ واللہ اعلم

پس میں کہوں گا کہ عامل سُنّت کے لئے باغ و بہار ہے۔ لطف و کرم پروردگار ہے۔ کوثر و تسنیم ہے اور جنت النعیم ہے اور مخالف سنت کے لئے عذاب و نار ہے، جھڑکی اور مار ہے، رسوائی اور خواری اور خدا کی بیزاری ہے۔ اللہ ہمیں عامل سُنّت بنائے اور بدعت سے بچائے۔ بَارَكَ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَفَعَنِيْ وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ وَثَبَّتَنِيْ وَاِيَّاكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکتیسویں[۳۱] جمعہ کا پہلا خطبہ کیفیت و تاثیر خطبہ اور غیر اللہ کی قسم کی حرمت میں

جسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ[۱۲] خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْبَرِّ الْجَوَادِ ه اَلَّذِیْ جَلَّتْ نِعَمُهٗ عَنِ الْاِحْصَاءِ وَالْاِعْدَادِ ه خَالِقِ اللُّطْفِ وَالْاِرْشَادِ ه اَلْهَادِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ ه اَلْمُوَفِّقِ بِكَرَمِهٖ لِطُرُقِ السَّدَادِ ه اَلْمَانِّ بِالْاِعْتِنَاءِ بِسُنَّةِ حَبِیْبِهٖ وَخَلِیْلِهٖ ه عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ ه صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ ه وَعَلٰی مَنْ لَطَفَ بِهٖ مِنَ الْعِبَادِ ه اَلْمُخَصِّصِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا بِعِلْمِ الْاِسْنَادِ ه اَلَّذِیْ لَمْ یُشْرِكْهَا فِیْهِ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَمِ عَلٰی تَكْرَارِ الْعُصُوْرِ وَالْاٰبَادِ ه اَلَّذِیْ نَصَبَ لِحِفْظِ هٰذِهِ السُّنَّةِ الْمُكَرَّمَةِ الشَّرِیْفَةِ الْمُطَهَّرَةِ خَوَاصَّ مِنَ الْحُفَّاظِ وَالنُّقَّادِ ه وَجَعَلَهُمْ ذَابِّیْنَ عَنْهَا فِیْ جَمِیْعِ الْاَزْمَانِ وَالْبِلَادِ ه بَاذِلِیْنَ وُسْعَهُمْ فِیْ تَبْیِیْنِ الصَّحِیْحِ مِنْ طُرُقِهَا وَالْفَسَادِ ه خَوْفًا مِّنَ الْاِنْتِقَاصِ مِنْهَا وَالْاِزْدِیَادِ ه وَلَا یَزَالُ عَلَی الْقِیَامِ بِذٰلِكَ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَلُطْفِهٖ جَمَاعَاتٌ فِی الْاَعْصَارِ كُلِّهَا اِلٰٓی اِقْبَالِ الْمَعَادِ ه اَحْمَدُهٗ اَبْلَغَ حَمْدٍ عَلٰی نِعَمِهٖ خُصُوْصًا عَلٰی نِعْمَةِ الْاِسْلَامِ ه وَاَنْ جَعَلَنَا مِنْ اُمَّةِ خَیْرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ه وَاَكْرَمِ السَّابِقِیْنَ وَاللَّاحِقِیْنَ ه مُحَمَّدٍ عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ وَحَبِیْبِهٖ وَخَلِیْلِهٖ ه خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعِتْرَتِهٖ ه اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ه مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ه بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ه اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ه فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ه اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ه

بخششوں کے کرنے والے، بھلائیوں کے دینے والے، احسانوں کے کرنے والے، خدا کی پاک ذات کے لئے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جس کی نعمتیں ہم گن بھی نہیں سکتے جس کے لطف وکرم بے حد وحساب ہیں جس نے ہمیں راہ ہدایت بخشی جس نے عامل بالحدیث بنایا جس نے ہمیں عشقِ سُنّت عطا فرمایا جس نے ہم میں محدثین کی پاکباز جماعت پیدا کی جس جماعت نے احادیث مصطفویؐ کو جمع کیا، نتھارا۔ لوگوں کی ملونی سے پاک کیا اور اس طرح

ہمیں پہنچایا کہ گویا ہم نے خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ اپنی عمریں اس میں وقف کر دیں۔ اپنی طاقتیں اسی میں خرچ کیں اسے حفظ کیا، اسے پڑھا، اسے لیا۔ اور پھر اُسے دیا۔ راستی عدل انصاف حق گوئی صداقت پسندی اور ثقاہت و دیانت کے ساتھ اس امانتِ نبویؐ کو ہم تک بلا کم و کاست پہنچایا۔ باری تعالیٰ ہم تیری اس نعمت پر تیرے بیحد شکر گذار ہیں۔ ساتھ ہی دُعا کناں کہ تو اس پاکباز جماعت اہلحدیث و محققین پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور انہیں ہماری طرف سے بہترین بدلے عطا فرما۔ آمین۔ الٰہی اپنے نبی پر درود و سلام نازل فرما جو تیرے حبیب و خلیل ہیں جو ہمارے شفیع و ساقیٔ کوثر ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

خوش نصیب محدثیو! حدیثوں کے مشتاقو! اور ان پر عمل کرنے والو! مجھے معلوم ہے کہ آپ یہاں اپنے رسولؐ کے خطبے سُننے کے لئے اور ان خطبوں سے اپنے دلوں کو اپنی قبروں کو اور اپنی آخرت کو منور کرنے کے لئے آئے ہو! لو سُنو! اور دل کے کانوں سے سنو! ادب سے اور عزت سے سُنو!

(۴۸۴) چودہویں شب ہے آسمان پر چاند جگمگا رہا ہے اور زمین کو چہرۂ محمدی اپنے نور سے منور کر رہا ہے۔ آسمانی چاند کے آس پاس ستارے جھرمٹ مارے ہوئے ہیں اور نورِ نبوت کے چاند کے اردگرد صحابہؓ جیسے روشن دل سیاروں کا بلکہ پروانوں کا ہجوم ہے کہ ناگہاں سرورِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ چاند پر پڑتی ہے ہونٹ ہلتے ہیں اور اپنے صحابہؓ کو مخاطب کرکے ارشاد ہوتا ہے۔

اَمَا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ وَفِىْ رِوَايَةٍ سَتُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهٗ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِىْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ ثُمَّ قَرَأَ جَرِيْرٌ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (رَوَاهُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ فِىْ صَحِيْحِهٖ)

تم اپنے رب کے سامنے پیش ہو گے اور جس طرح اسوقت بغیر شک و شبہ کے بغیر بھیڑ بھاڑ کے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اسی طرح اپنے پروردگار کا دیدار کرو گے۔ لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ تم سورج نکلنے سے پہلے کی اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز پر مغلوب نہ ہو جاؤ۔ (تو ضرور ایسا ہی کرنا) (فجر اور عصر کی نماز باجماعت اول وقت کا بہت ہی زیادہ خیال رکھنا۔ اس کی تاکید قرآن میں بھی ہے۔ فرمان ہے اپنے رب کی پاکی اور تعریف بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔

(۴۸۵) قبیلۂ اَزْدِ شَنُوءَہ کا ایک مشہور سردار مکہ میں آتا ہے۔ مشہور تھا کہ اسے جن بھوت کے اُتارنے میں کمال

حاصل ہے۔ اس کا نام ضماد تھا مکہ کے کفار اس کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ ہم میں ایک صاحب ہیں۔ محمدؐ نام (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِدَاہُ بِآبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاَعْرَاضِنَا وَاَمْوَالِنَا) انھیں جنون ہو گیا ہے۔ آپ اس پر جھاڑ پھونک کر دیجئے۔ اس نے کہا اچھی بات ہے۔ انھیں مجھے دکھا دو۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں شفا دیدے۔ سُفہاء مکہ اس پر آمادہ ہو گئے۔ آخر ملاقات ہوئی تو ضماد کہتا ہے، اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس ہوا سے بچاؤ کا منتر جانتا ہوں اور جسے خدا چاہے اُسے اس سے شفا بھی ہو جاتی ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اپنا عمل آپ پر بھی کروں۔ آپ نے فرمایا پہلے میری سُن لو

اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

تمام تعریفوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں جسے وہ راہ دکھا دے اُسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔ میری گواہی ہے کہ لائق عبادت صرف اللہ ہی ہے۔ جو یکتا اور اکیلا ہے ایک ہی ہے جس کا کوئی شریک ساجھی اور حصہ دار نہیں اور میری گواہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے غلام ہیں اور اس کے پیغمبر بھی"۔ اب سُنو! ابھی حضورؐ کچھ فرمائیں۔ اس سے پہلے ہی ضماد بول پڑا، آپ اپنے ان کلمات کو مجھے دوبارہ سُنائیے۔ آپ نے مکرر سُنائے۔ اس نے کہا حضرت ایک بار اور بھی سُنائیے۔ آپ نے سہ بارہ سُنائے تب وہ کہہ اُٹھا۔ واللہ میں نے کاہنوں کے ساحروں کے شاعروں کے کلمات عمر بھر سُنے ہیں لیکن ان کلمات جیسے کلمات تو آج تک میرے کانوں میں پڑے ہی نہیں۔ واللہ یہ تو وہ کلمات ہیں کہ اگر آپ سمندر کے کنارے پر جا کر انھیں کہیں تو یہ اپنا اثر اس کی تہ تک کر جائیں۔ بس بس یا رسولؐ اللہ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ہاتھ پھیلائیے میں بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت ضماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لو۔ انھوں نے اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔ فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ۔

چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کی قوم کا برابر خیال رکھتے یہاں تک کہ ایک مرتبہ صحابہؓ کا ایک لشکر ان کی قوم کے پاس سے گذرا تو ان کے سردار نے دریافت کیا کہ ان لوگوں کو کافر سمجھ کر ان کی کوئی چیز تم نے لے تو نہیں لی؟ ایک صاحب نے کہا ہاں میرے پاس ان کا ایک لوٹا ہے۔ فرمایا فوراً واپس کر دو۔ یہ ضمادؓ کی قوم ہے

(۴۸۶) اللہ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ مکہ فتح ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنا رہے ہیں۔ جو خطبہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس وقت اس خطبے کے مزید الفاظ جو سامنے ہیں وہ بھی سُن لیجئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے:۔

لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مَكَّةَ قَامَ فِى النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی قوت و طاقت والے کافر کو جو اپنے ساتھ ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا تھا تہس نہس کر دیا۔ اور مکہ اس کے ہاتھوں پر فتح نہ ہوا لیکن چونکہ میں اس کا رسولؐ ہوں۔ میرے ساتھی اس کے ایماندار بندے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں میں اپنے اس محترم شہر کو سونپ دیا اور ہمیں اس پر فتح عنایت فرمائی۔

(۴۸۷) حضرت حُریثؓ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے وقت مکہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہونے کے وقت اور اس خطبہ کے وقت آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ صحیح مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔

(۴۸۸) عَنْ اَنَسٍ وَّعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا۔ وَالشَّمْسُ عَلٰى قُعَيْقِعَانٍ مُّرْتَفِعَةٌ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقَدْ كَادَتْ تَغِيْبُ فَخَطَبَنَا وَقَالَ مَا اَعْمَارُكُمْ فِىْ اَعْمَارِ مَنْ مَّضٰى اِلَّا كَمَا بَقِىَ مِنْ هٰذَا النَّهَارِ فِىْ مَا مَضٰى مِنْهُ (رَوَاهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِىْ فَتْحِ الْبَارِىْ)

ایک دن بعد نماز عصر جبکہ سورج ڈوبنے کے قریب تھا دھوپ صرف ٹیلوں پر رہ گئی تھی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمارا مجمع تھا جو آپ نے خطبہ شروع فرمایا جس میں ارشاد گرامی ہوا کہ گذشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمریں بس اتنی ہی ہیں جتنا دن پورے دن کے مقابلہ میں اب باقی رہ گیا ہے۔

(۴۸۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک غزوے میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ میں کچھ لوگوں سے باتوں میں مشغول تھا۔ جاہلیت کی عادت کے مطابق میری زبان سے نکل گیا "قسم ہے میرے باپ کی" اسی وقت میں نے سُنا کہ پیچھے سے کوئی کہہ رہا ہے۔ سُنو! اللہ تعالیٰ تمہیں باپ دادوں کی قسمیں کھانے سے منع فرما رہا ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو یہ ارشاد فرمانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تھے، پھر ہم سب سے خطاب فرما کر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ حَلَفَ بِالْمَسِیْحِ ھَلَکَ وَالْمَسِیْحُ خَیْرٌ مِّنْ اٰبَآئِکُمْ۔ (رَوَاہُ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ)

تم میں سے اگر کوئی حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی قسم کھائیگا تو وہ بھی ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السّلام تمہارے باپ دادوں سے بہت ہی بہتر و افضل ہیں

(۴۹۰) صحیح بخاری شریف میں اس موقعہ پر حضورؐ کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

اَلَا اِنَّ اللّٰہَ یَنْھَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

لوگو! خبردار ہو جاؤ، سُن لو۔ باپ دادوں کی قسمیں کھانا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے جسے قسم کھانے کی ضرورت پڑے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا چُپ رہے

حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ واللہ اس حدیث کے سُننے کے بعد میں نے کبھی بھی خدا کے سوا غیر کی قسم نہیں کھائی۔

مسلمانو! کیا میں تمہیں خدا کے رسولؐ کی حدیث بصراحت سُناؤں تو مجھ سے ناراض ہو جاؤ گے؟ اور اگر بالفرض ناراض ہو جاؤ تو تمہاری ناراضی خدا کی ناراضی سے بہت کم نقصان دہ ہے۔ بلکہ میرا ایمان ہے کہ تمہاری یہ ناراضگی خدا کی رضامندی کا سبب بنے گی۔ سُنو! میں صاف کہتا ہوں کہ یہ جو آجکل عام طور پر زبان پر جاری ہے کہ خدا رسولؐ کی قسم، پیغمبر کی قسم، رسولؐ کی قسم، بڑے پیر کی قسم، یہ بالکل شرک ہے۔ کعبہ کی قسم، تیری قسم، میری قسم تیری جان کی قسم، آنکھوں کی قسم، تیرے سر کی قسم، داتا کی قسم، غوث پاک کی قسم، فلاں ولی کی قسم فلاں نبی کی قسم، یہ الفاظ شرکیہ ہیں۔ آج ہی ان سے توبہ کر لو۔ ورنہ مشرک کی بخشش نہیں، سُنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ کَفَرَ اَوْ اَشْرَکَ جس نے خدا کے سوا دوسرے کی قسم کھائی وہ کافر و مشرک ہو گیا۔ (ترمذی) ایک اور حدیث میں ہے لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ وَلَا بِاُمَّھَاتِکُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا اِلَّا بِاللّٰہِ (نسائی وغیرہ) یعنی اپنے باپوں کی ماؤں کی اور خدا کے سوا جن کی پوجا کی جاتی ہے ان کی قسمیں نہ کھاؤ۔ سوائے اللہ کے اور کی قسم نہ کھاؤ۔ اوپر حدیث گذری جس میں نبی کے نام کی قسم سے بھی حضورؐ نے روک دیا ہے۔ پس مسلمان وہی ہے جو وہاں ٹھیر جائے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیرا دیں۔

(۴۹۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (سونا حرام ہونے سے پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی جسمیں نگینہ بھی تھا، آپ اُسے پہنتے تھے اور نگینہ ہتھیلی کے رُخ رکھا کرتے

تھے صحابہؓ نے بھی اسی طرح انگوٹھیاں بنوائیں اور پہننے لگے۔

ثُمَّ اِنَّهٗ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ اِنِّىْ كُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاَجْعَلُ فَصَّهٗ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمٰى بِهٖ ثُمَّ قَالَ. وَاللّٰهِ لَآ اَلْبَسُهٗ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

منبر پر بیٹھ کر آپ نے اپنی انگوٹھی اُتاری اور فرمایا۔ میں نے اسے پہنی تھی۔ میں اس کا نگینہ اندر کے رُخ رکھتا تھا۔ پھر اسے آپ نے پھینک دی اور فرمایا قسم بخدا اب میں اسے کبھی بھی نہ پہنوں گا۔ یہ دیکھ سُنکر تمام صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اُتار پھینکیں۔(اور سونا اور ریشم مردوں پر بالکل حرام قرار دیدیا گیا۔)

(۴۹۲) حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہؓ کی ایک جماعت اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عالیہ سے واپسی میں بنو معاویہؓ کی مسجد کے پاس سے گذرے، وہاں جاکر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی ہم نے بھی آپ کے ساتھ یہ نماز پڑھی پھر جو دعا مانگنی شروع کی تو بڑی دیر تک دُعا مانگتے رہے پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر یہ خطبہ دیا۔

سَاَلْتُ رَبِّىْ ثَلَاثًا فَاَعْطَانِىْ اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِىْ وَاحِدَةً. سَاَلْتُ رَبِّىْ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِىْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا. وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِىْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيْهَا. وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کیں۔ دو تو قبول ہو گئیں۔ لیکن تیسری قبول نہ ہوئی۔ میں نے اپنے رب سے دُعا کی کہ باری تعالیٰ قحط سالی سے میری اُمّت کو ہلاک نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی پھر میں نے دُعا کی کہ الٰہ العالمین میری اُمت کو پانی میں ڈبو نہ دے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی قبول فرمائی۔ پھر میں نے دُعا کی کہ الٰہی انھیں آپس کی لڑائی سے بھی بچا لیکن میری دُعا قبول نہ ہوئی۔

(۴۹۳) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر فتنے کا علم مجھے سب لوگوں سے زیادہ ہے اس کی یہ وجہ نہیں کہ حضورؐ نے صرف مجھ سے ہی پوشیدگی سے یہ سب بیان کیا ہو۔ نہیں نہیں ہم بہت سارے صحابہؓ اس وقت موجود تھے لیکن اب ان میں سے کوئی بھی میرے سوا زندہ نہیں ہماری اس جماعت میں حضورؐ نے کھڑے ہوکر فتنوں کو جو قیامت تک آنے والے تھے بتلایا گنوایا۔ فرمایا مِنْهُنَّ ثَلَاثٌ لَّا يَكَدْنَ يَذَرْنَ شَيْئًا وَمِنْهُنَّ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ مِنْهَا صِغَارٌ وَّمِنْهَا كِبَارٌ (مُسْلِمٌ) یعنی ان میں سے تین

تو ایسے ہوں گے کہ گویا کسی چیز کو باقی ہی نہیں چھوڑیں گے اور ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جیسے گرمی کے موسم کی آندھیاں۔ ان میں بعض چھوٹے فتنے ہوں گے اور بعض بڑے۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنَ الْفِتَنِ کُلِّھَا مِنْ صِغَارِھَا وَمِنْ کِبَارِھَا)

(۴۹۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَمْعَۃَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ النَّاقَۃَ وَذَکَرَ الَّذِیْ عَقَرَھَا فَقَالَ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰھَا ہ اِنْۢبَعَثَ لَھَا رَجُلٌ عَزِیْزٌ عَارِمٌ مَّنِیْعٌ فِیْ رَھْطِہٖ مِثْلَ اَبِیْ زَمْعَۃَ (رَوَاہُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں خطبہ سُنایا۔ جسمیں آپ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا۔ اور جس نے اس کی کوچیں کاٹی تھیں اس کا ذکر فرمایا جس کی بابت قرآن کریم میں ہے کہ ان میں کا بہت بڑا بدنصیب اس کام کے لئے اُٹھا یہ قوم میں ذی عزت تھا طبعًا بڑا خبیث تھا۔ اس کے لوگ اس کا لحاظ کرتے تھے۔ جیسے ابو زمعہؓ اپنی قوم میں ہے"

(۴۹۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو نجّار کے باغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے۔ ہم لوگ بھی حضورؐ کے ہمرکاب تھے۔ ناگہاں آپ کا خچر بھڑکا اور اس قدر بدکنے لگا کہ ہمیں خوف ہوگیا کہ کہیں حضورؐ کو گرا نہ دے۔ وہیں چار پانچ یا چھ قبریں بھی تھیں۔ آپ نے ہم سے دریافت فرمایا کہ کسی کو معلوم ہے یہ کن کی قبریں ہیں؟ ایک صحابیؓ نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے یہ لوگ شرک پر ہی مرے ہیں۔ آپنے فرمایا سُنو! اِنَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِھَا۔ فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْہُ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

میری اس اُمّت کی آزمائش اُن کی قبروں میں ہوتی ہے سُنو! مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ کہیں تم اپنے مُردوں کو دفنانے کے لئے قبرستان آنا نہ چھوڑ دو تو جو عذاب انھیں ان کی قبروں میں ہو رہا ہے اور میں سُن رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرکے تمھیں بھی سُنا دیتا" پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے جہنم کے عذابوں سے پناہ طلب کرو۔ ہم سب نے کہا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔ آپ نے فرمایا عذابِ قبر سے بھی پناہ چاہو ہم نے کہا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ آپ نے فرمایا ظاہری اور باطنی فتنوں سے بھی خدا کی پناہ مانگو ہم نے کہا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ ہ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ ہ آپنے فرمایا فتنۂ دجّال سے بھی خدا کی پناہ مانگو ہم نے کہا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ ہ (رَوَاہُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ)

(۴۹۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کی پوری کیفیت سُنئے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَحْمَدُ اللّٰہَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ اِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰہِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ. وَكَانَ اِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ اِحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَعَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ كَاَنَّهٗ نَذِيْرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْضَيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ وَاَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ ٥
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضور علیہ السّلام خطبۂ (جمعہ) میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے پھر اس کی بہترین ثنا وصف بیان فرماتے پھر فرمایا کرتے خدا کی رہبری کئے ہوئے کا گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اس کے گم کردہ راہ کا ہادی کوئی نہیں۔ سب سچی باتوں میں زیادہ سچی بات کتاب خدا ہے۔ تمام طریقوں میں بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں جو شریعت میں نئے نکالے جائیں۔ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔ پھر فرماتے ہیں، میں اور قیامت اسطرح بھیجے گئے ہیں۔ پھر کلمے کی انگلی اور درمیانی اُنگلی کو ملا کر دکھاتے۔ قیامت کے بیان کے وقت رُخسارِ مُبارک سُرخ ہو جاتے۔ آواز بلند ہو جاتی۔ غصّہ بڑھ جاتا۔ گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرانے والے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ صبح شام وہ تم پر چھاپہ مارنیوالا ہے پھر فرماتے جو مسلمان مرے اور مال چھوڑ مرے وہ سب اس کے وارثوں کا ہے اور جو مرے اور قرض چھوڑ جائے یا بال بچے چھوڑ جائے وہ قرض مجھ پر اور میرے ذمّے ہے اور ان بچوں کی پرورش اور کفالت بھی مجھ پر ہے سُنو! میں مومنوں سے بہت ہی قریب ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ پر درود و سلام نازل فرمائے۔ فی الواقع آپ ہم پر ہمارے ماں باپ سے بلکہ خود ہم سے بھی زیادہ مہربان تھے ہمیں بھی چاہئے کہ ہر وقت آپ پر درود پڑھتے رہیں۔ آپ کی سُنتوں پر جان چھڑکتے رہیں۔ مسلمانو! عمریں بیتی چلی جا رہی ہیں، کچھ کر لو۔ لمبا سفر درپیش ہے، توشہ دھر لو۔ غیر اللہ کی قسمیں کھانے کا گھُن

نہ لگاؤ۔ حوضِ کوثر اور دیدارِ ربِ اکبر کی دُھن لگاؤ۔ سونے کو ریشم کو اے مردو، اے لڑکو نہ پہنو فتنوں سے اور اختلاف سے بچو۔ عذابِ خدا سے پناہ مانگتے رہو۔ قیامت کو قریب سمجھو موت کو ہر وقت پیشِ نظر رکھو۔

وَقَانَا اللّٰہُ اِیَّانَا وَاِیَّاکُمْ مِّنْ عِقَابِہٖ وَعَذَابِہٖ

وَھَدَانَا اللّٰہُ اِیَّانَا وَاِیَّاکُمْ اِلٰی صِرَاطِہٖ وَثَوَابِہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکتیسویں ۳۱ جمعہ کا دوسرا ۲ خطبہ حوضِ کوثر حرمتِ متعہ اور مسائل نماز پر حضورؐ کے خطبے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

(۴۹۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَۃَ اللّٰہِ غَالِیَۃٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَۃَ اللّٰہِ الْجَنَّۃُ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسے چوروں، اچکوں، ڈاکوؤں اور دشمنوں کا ڈر ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو آدھی رات کے بعد وہ آپڑیں۔ وہ اوّل رات ہی سے کوچ کر جاتا ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ دشمنوں سے بچکر منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے پس تم بھی شیطان سی شیطونڑوں سے اور فاسق انسانوں سے اپنے ایمان کو بہوشیاری بچالو) لوگو! سنو! اور ہوشیار ہو جاؤ۔ خدا کا سودا بہت گراں ہے۔ وہ چیز جو تم خدا سے لینا چاہتے ہو وہ بڑی قیمتی ہے وہ جنت ہے (جس کے لئے نفس کشی اور پورے اسلام کی اور نیک اعمال کی ضرورت ہے، غافل نہ رہو سُست نہ ہو جاؤ"

(۴۹۸) میں نے اپنے آج کے پہلے خطبے میں سورۂ کوثر کی تلاوت کی تھی۔ جب یہ سورت اُترتی ہے اسوقت اللہ کے رسول سلامؐ علیہ مسجد میں ہوتے ہیں۔ صحابہؓ کا حلقہ آپ کے پاس ہوتا ہے۔ آپ یہ سورت پڑھ کر اُنھیں سُناتے ہیں پھر فرماتے ہیں:۔

هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ؟ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کوثر نامی جنت میں ایک نہر ہے۔ میں نے جب اسے دیکھا اس کے کنارے موتیوں کے خیمے تھے تو میں نے جبرئیل امین علیہ السّلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہی وہ کوثر ہے جس کے دینے کا وعدہ آپ سے اللہ تعالیٰ کرچکا ہے۔"

(۴۹۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ اَلْمَرْأَةُ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا وَمَالِهِ وَهُوَ يَرِثُ مِنْ دِيَتِهَا وَمَالِهَا مَا لَمْ يَقْتُلْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ خَطَأً وَرِثَ مِنْ مَالِهِ وَلَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

فتح مکہ والے خطبے میں آنحضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے کوئی مار ڈالے اس پر جو جرمانہ (سو اونٹ وغیرہ) آتا ہے۔ اس میں سے اس مقتول کی عورت بھی اپنے ورثے کے برابر حصّہ پائیگی۔ اور اپنے خاوند کے مال میں سے بھی اپنا حصہ بقدر ورثے کے پائیگی۔ اسی طرح خاوند بھی عورت کی دِیت کے مال کا اور عورت کے مال کا اپنا حصّہ وراثت پائیگا یہ اسوقت تک جب تک انہی میں سے ایک دوسرے کا قاتل نہ ہو جب ان میں سے ایک دوسرے کو عمداً قتل کرڈالے تو وہ نہ تو اس کے مال کا وارث ہوگا۔ نہ دِیت کا اور اگر یہ قتل کرڈالے تو وہ نہ تو اس کے مال کا وارث ہوگا، نہ دِیت کا اور اگر یہ قتل خطا کی رو سے ہو تو مال کا وارث ہوگا لیکن دِیت کا پھر بھی نہیں۔"

(۵۰۰) عَنْ سَبْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ غَدَوْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ يَقُوْلُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ أَلَا وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهَا

حضرت سبُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں کعبۃ اللہ میں صُبح ہی صبح پہنچا تو دیکھا کہ مقامِ ابراہیم اور رُکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے ہیں۔ اے لوگو! میں نے تمہیں مُتعہ کی رخصت دی تھی (کہ تم مقرر مدت کیلئے اس ضرورت کے موقعہ پر نکاح کرلو) سواب وہ حرام ہے۔ مُتعہ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے حرام فرمادیا ہے۔ سُنو! ایسی

وَلَا تَأْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

عورتیں جو تمہارے پاس ہوں ان سے تعلق چھوڑ دو۔ ہاں جو تم نے انھیں معاوضہ دے رکھا ہے وہ بھی چھوڑ دو کوئی چیز ان سے واپس نہ لو۔ (اب متعہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے)۔

اسی لئے خلیفۃ الرسول فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (بوقت اضطرار) متعہ کی رخصت دی تھی لیکن تین دن کے بعد اُسے حرام فرمادیا۔ (یعنی بوقت اضطرار جو رخصت دی تھی وہ ہٹادی) خدا کی قسم اب اگر میں نے سُن لیا کہ کسی شخص نے متعہ کیا تو میں اُسے پتھروں سے سنگسار کردوں گا پس شیعوں کا یہ مسئلہ غلط ہے۔ متعہ مثل زنا کے حرام ہے جنابِ باری کا فرمان ہے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝

اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ کسی طور پر بھی جو اپنی نفسانی خواہش پوری کرے وہ ظالم اور حد سے گذر جانے والا ہے۔" متعہ کی ابدی حرمت کے لئے یہ آیت کافی وافی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ ۝ وَعِلْمُهٗ اَكْمَلُ وَاَتَمُّ ۝

(۵۰۱) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اشْتَكٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّیْنَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّ اَبُوْ بَكْرٍ یُّسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِیْرَهٗ فَالْتَفَتَ اِلَیْنَا فَرَاٰنَا قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّیْنَا بِصَلٰوتِهٖ قُعُوْدًا فَلَمَّا سَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنْ كِدْتُّمْ اِنَّمَا تَفْعَلُوْا فِعْلَ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ یَقُوْمُوْنَ عَلٰی مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ فَلَا تَفْعَلُوْا اِئْتَمُّوْا بِاَئِمَّتِكُمْ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَّاِنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مُبارک ناساز تھی آپ بیمار تھے تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضرت ابو بکرؓ مُکبّر تھے حضرتؐ کی تکبیر آپ بلند آواز سے ہمیں سُنا رہے تھے۔ ہم سب آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ نے التفات فرما کر ہماری اس حالت کو دیکھکر ہمیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا ہم بیٹھ گئے پھر ہم سب نے بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھی۔ سلام کے بعد آپ نے ہماری طرف منہ پھیر کر ہم سے فرمایا" اس وقت تو قریب تھا کہ تم فارسیوں اور رومیوں کا سا کام کر گزرو اُنکے ہاں یہی ہوتا ہے کہ اُن کے بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں۔ اور وہ کھڑے رہا کرتے ہیں۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ بلکہ

اپنے اماموں کی اقتدا کیا کرنا وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔ اور اگر وہ بیٹھ کر پڑھائیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا۔"

یہ یاد رہے کہ آخری بیماری میں حضورؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہؓ نے کھڑے ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اس لئے امام کی مجبوری کے وقت جائز ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور مقتدی چونکہ مجبور و معذور نہیں ہیں کھڑے ہو کر پڑھ لیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ قیام تعظیم بھی منع ہے نیز یہ بھی معلوم ہے کہ نماز میں نماز کی اصلاح کے متعلق کوئی کام ہو تو نمازی کر سکتا ہے۔ دوسرا نمازی اُسے بہ اشارہ آگاہ کر سکتا ہے، اور یہ بھی واضح رہے کہ اس قسم کے اشارے سے گو اس سے کوئی بات سمجھی بھی جائے۔ نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام اسلام میں نسخ بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب انسان کوئی کام خلاف شرع دیکھے خاموش نہ رہے۔ بلکہ اسی وقت تبلیغ کر دے۔ نیز اسی جیسی بعض روایات میں ایک جملہ یہ بھی ہے کہ جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہو۔ اس سے بعض حضرات نے سمجھ لیا ہے کہ مقتدی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ پڑھے۔

میں کہتا ہوں یہ استدلال کئی وجہ سے غلط ہے۔

اوّل تو اس لئے کہ حدیث میں تقسیم نہیں یعنی یہ نہیں فرمایا کہ مقتدی سمع اللہ الخ نہ کہے اور امام ربنا لک الحمد نہ کہے
دوم اگر تقسیم مانی جائے تو پھر یہ بھی لازم آتا ہے کہ امام مقتدی کا وظیفہ نہ کہے یعنی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ الخ نہ پڑھے حالانکہ تم اس کے قائل و عامل ہو بس ثابت ہو گیا کہ حدیث سے مراد تقسیم نہیں۔
سوم خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں چیزوں کو جمع کرتے تھے چنانچہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد ملاحظہ ہو بخاری شریف۔
چہارم امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر اپنی صحیح بخاری شریف میں باب باندھا ہے بَابُ مَا یَقُوْلُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَہٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔ یعنی رکوع سے سر اُٹھاتے وقت امام اور مقتدی کیا کہیں؟ اس کے بعد مندرجہ بالا حدیث لا کر ثابت کیا ہے کہ امام بھی دونوں کلمے کہے اور مقتدی بھی۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ کہتے ربنا لک الحمد بھی کہتے۔ ترمذی شریف میں ہے قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ وَغَیْرُہٗ یَقُوْلُ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ

حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِثْلَ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ وَبِهٖ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَاِسْحٰقُ یعنی مقتدی اور امام دونوں سمع اللہ اور ربنا لک الحمد کہیں اور امام شافعیؒ اور امام اسحٰقؒ اور ابن سیرینؒ یہی فرماتے ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں ہے کہ امام شافعیؒ امام ابن سیرینؒ وغیرہ محدثین کا یہی مذہب اور یہی فتویٰ ہے۔

پنجم اسی حدیث میں آپ نے فرمادیا ہے۔ اِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ امام اسی لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے پس جن باتوں سے آپ نے روک دیا اُن کے سوا اور تمام امور میں مقتدی اور امام کی نماز یکساں ہی رہے گی اور مقتدی اپنے امام کی اقتدا کا پابند ہی رہے گا۔ اور یہ کہ منفرد اور امام ایک ہی حکم میں ہیں جب امام کا ربنا لک الحمد پڑھنا مان لیا گیا اور یہ حدیث اس کے خلاف نہیں تو پھر اس حدیث سے مقتدی کو سمع اللہ کی روک کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟

ششم اسی طرح آپ کا یہ فرمان کہ صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ بھی اسی کا مقتضی ہے یعنی نماز اسی طرح پڑھو جسطرح مجھے پڑھتے ہوئے تم دیکھا کرتے ہو اور ظاہر ہے کہ حضورؐ دونوں اذکار کو جمع کرتے تھے۔

ہفتم جو روایت پیش ہے اس سے مطلب صرف یہی ہے کہ مقتدی کا یہ قول یعنی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ امام کے اس قول یعنی سمع اللہ کے بعد ہو۔ اور واقعہ میں ہوتا بھی یہی ہے کہ امام کا سَمِعَ اللّٰهُ کہنا رکوع سے قومہ کی طرف منتقل ہونے کی حالت میں ہوتا ہے اور مقتدی کا ربنا لک الحمد پڑھنا قومہ میں ہوتا ہے۔ اس حدیث سے مقصود اصل یہی ہے اسی لئے اس حدیث کے شروع میں حضور اکرمؐ کے الفاظ ہیں لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ یعنی امام پر سبقت نہ کرو۔ امام سے آگے نہ بڑھ جایا کرو۔ اور روایت میں ہے فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ اس سے اختلاف نہ کرو۔

ہشتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو نماز سکھاتے ہوئے ان دونوں اذکار کا پڑھنا ارشاد فرمایا ہے۔ نماز جیسے منفرد کی ہے مقتدی کی بھی ہے اور امام کی بھی ہے۔ جہاں فرق ہو وہاں کوئی صحیح حدیث فرق کرنیوالی صراحت کیساتھ ہونی چاہئے نہ کہ لوگوں کی سمجھ اور اُن کا استحسان اور قیاس دارقطنی میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا یَا بُرَيْدَةُ اِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقُلْ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ الخ یعنی رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ پھر اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ الخ پڑھا کر الخ پیش کردہ روایت میں یہ جملہ بھی ہے وَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا اَجْمَعُوْنَ ۝ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ امام اگر عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو سارے مقتدی جنھیں کوئی عذر نہیں بیٹھکر ہی نماز پڑھیں؟ اگر کہو کہ دوسری حدیثیں اس کے خلاف موجود ہیں تو کیا ہمیں حق نہ ہوگا؟

کہ کہیں ! اسی طرح سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ مقتدی کے کہنے کی بھی اور حدیثیں موجود ہیں۔

نہم علاوہ ازیں اسی روایت میں ہے وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْنَ (مسلم) یعنی جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ ہے کوئی حدیث کو ماننے والا؟ جو کہے کہ مقتدی وَلَا الضَّآلِّیْنَ نہ کہے؟ اور امام آمین نہ کہے؟ یا ہے کوئی حدیث کا عامل؟ جو کہے کہ مقتدی وَلَا الضَّآلِّیْنَ نہ کہے؟ رہے مقلدین ان کو تو الحمد سے کچھ مطلب ہی نہیں رہا۔ بلکہ مقلد ہونے کی حیثیت سے انھیں عمل بالحدیث کا بھی اختیار نہیں رہا۔ وہ ہیں اور ان کے امام کا قول لیکن حدیث پر مدارِ عمل رکھنے والے تو یہ نہیں کہہ سکتے، اور جب نہیں کہہ سکتے تو بھی اسی حدیث کے اسی جیسے جملے کے یہ معنی کیوں لے رہے ہیں؟ کہ مقتدی سمع اللہ الخ نہ کہے؟ اگر اسی پر ضد ہے تو آج سے مقتدی وَلَا الضَّآلِّیْنَ بھی نہ کہا کریں اور امام آمین بھی نہ کہے پس ہمارا مقصود واضح ہے کہ اس حدیث سے یا اس جملے سے تقسیم مراد ہی نہیں۔ اسی لئے حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں لَیْسَ فِیْہِ مَا یَدُلُّ عَلَی النَّفْیِ یعنی اس حدیث میں سمع اللہ نہ کہنے کی کوئی دلیل نہیں۔ (فتح) یہ مسلّم اصل ہے کہ عدمِ ذکر عدمِ شے کو مستلزم نہیں۔

دہم یہ تو ہوئی مختصر سی بحث۔ اب میں اپنے محمدی بھائیوں کو ایسی روایت سنادوں جس کے بعد انھیں نہ تو کوئی شک باقی رہے نہ عذر و معذرت وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قَالَ مَنْ وَّرَآءَہٗ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔

یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔ معنیً مرفوع ہے۔ عملاً اجماع صحابہؓ ہو یعنی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ہم جب کبھی حضورؐ کی اقتدا میں نماز پڑھتے اور آپ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو آپ کے کل مقتدی بھی سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ میرے خیال سے اس صریح اور صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کو اب کلام کی گنجائش باقی نہیں۔ پس اگر آپ میں سے کسی کا عمل اس پر نہ تھا۔ تو آج سے اس پر عامل بن جایئے اور اس سنت کو مردہ نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝ اَلْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۝ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ الدِّیْنَ ۝ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ عِبَادَ اللّٰہِ ۝ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَکْبَرُ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بتیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں فضائل شہدا مسائل نماز اور جمع قرآن کی بابت حضورؐ کے سات خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۰ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۰ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۰ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۰ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۰ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۰ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۰ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۰ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۰ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۰

اتنی سی جان اور گز بھر کی زبان! ہم اور خدا کی حمد؟ واللہ ہم تو ان القاب وآداب کے الفاظ تک نہیں پاتے، جو ذاتِ اقدس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لائق ہوں۔ ہم جتنے بہتر سے بہتر بڑے سے بڑے اہم سے اہم الفاظ لاکر خدا کی تعریفیں بیان کریں گے۔ یقیناً یقیناً وہ ان سب سے زیادہ مستحق ہے پس ہم اپنی عاجزی کا اقرار کرتے ہیں اور اقبال کرتے ہیں کہ لَا نُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے اپنی ساری عمر ہماری بھلائی میں گذاری جسے ہر وقت یہی خیال رہا کہ میری اُمت کی بہتری کیسے ہو؟ اس پر کیا ایک دوبار کے درود سے ہم سبکدوش ہو جائیں گے؟ عُمر بھر درود بھیجتے رہیں پھر بھی یہی کہنا پڑے گا کہ کروڑویں حصہ میں سے ایک حصہ حق بھی ادا نہیں کر سکے فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۰

حمد و صلوٰۃ کے بعد میرے بھائیو! جو آیتیں میں نے اس وقت آپ کو سنائی ہیں اُن میں ذاتِ اقدس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے فرمایا ہے کہ راہِ خدا کے شہیدوں کو یہ نہ سمجھو کہ وہ مر گئے۔ فنا ہو گئے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ خُدا کے پاس ایک بہترین زندگی میں جی رہے ہیں اور یہی نہیں کہ وہ دل [illegible] زندگی ہو نہیں بلکہ وہ

وہاں روزیاں دیئے جارہے ہیں اور وہ بھی خدا کی طرف سے سُنو سُنو! جو فضلِ خدا انھیں وہاں حاصل ہے اس پر وہ خوشیاں منارہے ہیں بلکہ اس راہ کے اور رہروؤں کو بھی وہ وہیں سے یہ خوشخبریاں پہنچا رہے ہیں۔ کہ وہ بھی نہ ترساں ہوں نہ ہراساں ہوں۔ بیخوف رہیں، بے غم رہیں۔ یہ شہداء خود بھی خوشیوں میں ہیں اور آنے والے شہداء کو بھی خوشیاں پہنچا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی نعمت انھیں ملنے والی ہے۔ یہ تو یقینی بات ہے کہ کسی ایماندار کے کسی عمل کا اجر خدائے تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ پھر شہداء جو اپنے خون میں راہ اللہ نہا چکے۔ ان کے اجر وہ ارحم الراحمین خدا کیسے کھودے؟ ناممکن اور محض ناممکن۔ آؤ مسلمانو! اس آیت کی تفسیر جو صحابہؓ کے مجمع میں حضورؐ نے سُنائی ہے۔ آپ کے مجمع میں میں بھی آپ کو سُنادوں۔

(۵۰۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اِنَّہٗ لَمَّا اُصِیْبَ اِخْوَانُکُمْ یَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرْوَاحَھُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْھَارَ الْجَنَّۃِ تَاْکُلُ مِنْ ثِمَارِھَا وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَھَبٍ مُعَلَّقَۃٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِیْبَ مَاْکَلِھِمْ وَمَشْرَبِھِمْ وَمَقِیْلِھِمْ قَالُوْا مَنْ یُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّۃِ لِئَلَّا یَزْھَدُوْا فِی الْجَنَّۃِ وَلَا یَنْکُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ۔ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُھُمْ عَنْکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ" اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَاتِ　(رَوَاہُ ابوداود)

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہؓ کے مجمع کے سامنے بیان فرمایا کہ جس دن جنگ اُحد کے موقعہ پر تمہارے ساتھی شہید ہوئے۔ جنابِ باری تبارک وتعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے جسموں میں کردیا۔ جنّت کی نہروں کا وہ پانی پئیں اور جنّت کے میوے اور پھل پھول کھائیں اور راتوں کو عرش تلے کی سونے کی قندیلوں میں رہیں سہیں۔ جب ایسی بہترین جگہ اور اتنی نفیس غذا انھیں ملی تو یہ آپس میں کہنے لگے کہ کیا اچھا ہوتا جو کوئی یہ خبر ہمارے زندہ بھائیوں کو بھی پہنچا دیتا کہ ہم یہاں زندہ ہیں اور اس عیش وعشرت میں چین کر رہے ہیں تاکہ وہ بھی یہاں پہنچنے کی کوشش کریں۔ لڑائی میں سُست نہ پڑ جائیں اور جنّت کی طمع میں بڑھ جائیں اُن کی اس آرزو کو دیکھ کر جنابِ باری عزوجل نے فرمایا میں تمہاری اس خواہش کو پوری کردیتا ہوں اسی وقت جبرئیل علیہ السّلام کو یہ آیتیں دیکر بھیجا۔ (جو آیتیں مع ترجمہ میں آپکو سُنا چکا ہوں)"

(۵۰۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت پہنچی کہ ہماری مسجد کے امام بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ بلکہ ایک صاحب عشاء کی نماز میں شریک ہوئے لیکن نماز توڑ دی۔ جب حضورؐ کو یہ باتیں پہنچیں تو راوی کا بیان ہے کہ

مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) اَتُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَامُعَاذُ؟ اِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَاقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ٥ وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ٥ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ٥ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ٥ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

میں نے تو کسی وعظ میں حضورؐ کو اس قدر غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا اس وعظ میں۔ پھر فرمایا اے لوگو! تم میں سے بعض ایسے ہیں جو دوسروں کو نفرت دلانیوالے ہیں۔ سنو تم میں سے جو اور لوگوں کو نماز پڑھائے اُسے چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے۔ اُس کے پیچھے بڈھے بھی ہوتے ہیں۔ بڑے بھی ہوتے ہیں۔ کام کاج والے بھی ہوتے ہیں پھر آپ نے فرمایا۔ اے معاذؓ! کیا تم لوگوں کو فتنے میں ڈالنے والے بننا چاہتے ہو؟ جب تم امام ہو تو (عشاء کی نماز میں) وَالشَّمْسِ اور سَبِّحِ اسْمَ اور وَالَّیْلِ اور اِقْرَأْ کی قرأت کیا کرو۔"

یہ یاد رہے کہ حضرت معاذؓ حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھ کر پھر جاتے اور اپنی مسجد میں امامت کراتے۔ تو ایک تو ویسے ہی دیر ہو جاتی۔ پھر سورہ بقرہ کی تلاوت عشاء میں شروع کر دی تھی۔ اس شکایت پر آپ نے یہ فرمایا۔

(۵۰۴) حضرت علی بن شیبانؓ کا بیان ہے کہ میں ایک وفد میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہم نے آپ سے بیعت کی آپ کے پیچھے نمازیں ادا کرنے کا شرف بھی ہمیں حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ آپ نے کنکھیوں سے دیکھ لیا کہ ایک صاحب رکوع سجدے میں اپنی پیٹھ ٹھیک برابر نہیں کرتے نماز کے بعد ہم سب سے فرمایا:-

يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ (ابن ماجہ)

اے مسلمانو! اس کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع سجدے میں اپنی کمر سیدھی نہ کرے۔" (یعنی اطمینان ہر ہر رکن میں نہ کرنے والا نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔)

(۵۰۵) حضرت انسؓ سے سوال ہوتا ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بھی پہنی تھی؟ آپ نے فرمایا ہاں سنو ایک رات مغرب کی نماز کے بعد حضورؐ مکان پر تشریف لے گئے اور آدھی رات کے قریب تک آپ عشاء پڑھانے کے لئے نہ نکلے، پھر آئے نماز پڑھائی اور ہماری طرف منہ کرکے یہ بیان کیا:-

اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) وَلَوْلَا الضَّعِيْفُ وَالسَّقِيْمُ اَحْبَبْتُ اَنْ اُؤَخِّرَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ (مجمع الزوائد)

لوگوں نے یہ نماز پڑھ لی اور سو بھی گئے لیکن جب تک تم اس کے انتظار میں رہے تب تک گویا تم نماز میں ہی رہے۔ سنو! اگر ضعیف اور بیمار لوگ نہ ہوتے تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرنا ہی پسند کرتا ہوں۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے چمکنے کو دیکھ رہا تھا اور اب تک وہ نقشہ نگاہ تلے ہے۔

(۵۰۶) حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہمیں حضورؐ نے نماز پڑھائی ہمیں معلوم نہیں کہ کچھ زیادتی ہوگئی یا کمی؟ نماز کے بعد آپ نے ہم سے پوچھا ہم نے بتلا دیا۔ تو آپ نے پیر موڑ کر قبلے کی طرف ہو کر دو سجدے کر کے سلام پھیر دیا پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَاَنْبَأْتُكُمُوْهُ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ. وَاَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَتَحَرَّ اَقْرَبَ ذَالِكَ مِنَ الصَّوَابِ فَيُتِمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمَ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

اگر نماز میں کوئی نئی بات کا حکم منجانب اللہ ہوا ہوتا تو میں تم سے ضرور کہدیتا۔ سنو! میں تو تم جیسا ایک انسان ہی تو ہوں۔ جیسے تم بھول چوک کرتے ہو۔ میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو۔ سنو! تم میں سے جس کسی کو نماز میں شک ہو وہ زیادہ سے زیادہ درست بات کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے اور اسی پختگی پر اپنی نماز کو پوری کرے۔ سلام پھیر دے۔ ہاں دو سجدے سہو کے کر لے۔

کہاں ہیں وہ؟ جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور انسان کہنے والا کافر ہے۔ خود حضورؐ اپنے تئیں بشر کہتے ہیں۔ قرآن کی متعدد آیتوں میں حضورؐ کو بشر فرمایا گیا ہے، ملاحظہ ہو۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وغیرہ۔ پس آپ بشر ہیں لیکن تمام بشروں کے سردار سب سے افضل اور بہتر۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرمائے آمین!

(۵۰۷) حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارا وفد سرکار نبویؐ میں پہنچا تو حضور نے ہمیں اپنے چمڑے کے خیمے میں اتارا، ہر رات بعد از عشاء ہمارے پاس آتے اور کھڑے ہی کھڑے ہمیں

وعظ سُناتے۔ یہ وعظ اس قدر دراز ہوتے کہ آپ کے پاؤں تھک جاتے۔ اور آپ کبھی اِس پاؤں پر زور ڈالتے کبھی اس پر راحت حاصل کرتے عموماً آپ ان واقعات و مصائب کو بیان فرماتے جو آپ کو کفارِ قریش سے جھیلنے پڑتے تھے۔ پھر فرماتے لَا أَسَاءُ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذِلِّينَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا (تفسیر ابن کثیر) یعنی میں اِن باتوں کا بُرا نہیں مناتا۔ ہم مکہ میں بہت کمزور تھے گری پڑی حالت میں تھے۔ جب وہاں سے مدینہ پہنچے تو ہم میں اُن میں لڑائیاں شروع ہوئیں۔ کبھی ہم اُن پر غالب کبھی وہ۔

(۵۰۸) حضرت اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک رات عادت کے خلاف حضورؐ بہت دیر سے آئے تو ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ آج کیا بات تھی؟ بہت دیر لگادی۔ آپ نے فرمایا۔ إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ حِزْبِي مِنَ الْقُرْآنِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيءَ حَتَّى أُتِمَّهُ (رَوَاهُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ) یعنی قرآن کریم کا جو حصّہ (منزل) میں روزانہ پڑھا کرتا تھا وہ آج رہ گیا تھا تو میں نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ اُسے پُورا کئے بغیر چلا جاؤں۔" حضرت اوسؓ فرماتے ہیں میں نے صحابہؓ سے پوچھا کہ قرآن کی منزلیں آپ کتنی اور کیسے کرتے تھے؟ تو مجھے جواب ملا کہ سات منزلیں مقرر تھیں پہلی منزل پہلی تین سورتوں کی۔ دوسری منزل پانچ سورتوں کی۔ تیسری منزل سات کی۔ چوتھی نو کی۔ پانچویں گیارہ کی۔ چھٹی تیرہ کی۔ باقی مفصّل کی تمام سورتیں خاتمہ قرآن تک کی ساتویں منزل (ابن کثیر) الحمدللہ۔ مسلمانو! یہ دلیل ہے قرآن کریم کی پوری حفاظت کی۔ الحمدللہ اسی طرح آج بھی موجودہ قرآن کی منزلیں ہیں سُنئے پہلی منزل تین سورتوں کی یعنی سورۂ بقر۔ سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی۔ دوسری منزل پانچ سورتوں کی یعنی مائدہ۔ انعام، اعراف انفال اور براءۃ کی۔ تیسری منزل سات سورتوں کی یعنی یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، حجر اور نحل کی۔ چوتھی منزل نو سورتوں کی یعنی بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، انبیاء، حج، مومنون، نور اور فرقان۔ پانچویں منزل گیارہ سورتوں کی یعنی شعراء، نمل، قصص، عنکبوت، روم لقمان، الم سجدہ احزاب، سباء، فاطر اور یٰسین کی چھٹی منزل تیرہ سورتوں کی یعنی صافات، ص، زمر، غافر، حم السجدہ، حم عسق، زخرف، دخان، جاثیہ، احقاف، قتال، فتح اور حجرات کی اس کے بعد سورہ ق سے آخر تک کی ایک منزل۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم موجودہ ترتیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی موجودگی اور آپ کی زندگی میں ہی مرتب موجود تھا، فالحمدللہ۔

چونکہ یہ بحث آگئی ہے اس لئے اسے میں آپ کے سامنے قدرے بسط سے بیان کر دوں۔ سُنئے۔ حدیث شریف میں صاف آچکا ہے کہ جب کوئی آیت اُترتی تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس آیت کو فلاں سورت

کی فلاں آیت کے بعد لکھ لو۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، فتح الباری) خود آپ سورتیں حفظاً نماز میں اور غیر نماز میں تلاوت فرماتے (صحاح) دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ اترتی اور آپ لکھواتے (ابوداؤد) رمضان شریف میں قرآن کا دور کرتے، آپ پڑھتے اور جبرئیلؑ سنتے۔ جبرئیل پڑھتے اور آپ سنتے (صحیح بخاری) قرآن کریم کا نسخہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں منگوایا تھا۔ یہ قرآن کریم حضرت عمرؓ کے پاس سے آپ کو ملا تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پایا تھا۔ جو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے لئے لکھوایا تھا۔ پورا قرآنِ کریم خلافتِ صدیقیؓ میں صحابہ کے ہاتھوں میں موجود تھا (بخاری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لکھا ہوا موجود تھا۔ جو جرائدِ نخل اور حجارۂ بیض اور پارہ ہائے چرم پر مکتوب تھا۔ ملاحظہ ہو اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری شریف حضرت امام سیوطیؒ حارث محاسبی سے ناقل ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قرآن کریم آپ کے سامنے مختلف چیزوں پر تھوڑا تھوڑا لکھا جاتا رہا۔ لمعات میں ہے وَكَانَ ذَالِكَ بِمَنْزِلَةِ أَوْرَاقٍ وُّجِدَتْ فِي بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَهَا جَامِعٌ وَّرَبَطَهَا بِخَيْطٍ حَتّٰى لَا يَضِيْعَ مِنْهَا شَيْءٌ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں آپ کا لکھوایا ہوا قرآن شریف گویا مختلف اوراق پر موجود تھا جنھیں جمع کرنے والوں نے جمع کر کے تاگے سے ان سب اوراق کو سی لیا تاکہ کھوئے جانے کا کھٹکا نہ رہے۔

الغرض پورا قرآن خود آپ کے حکم سے مرتب لکھا ہوا موجود تھا، ہاں ایک جگہ ایک ہی چیز پر سارا کا سارا نہ تھا۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کی زندگی میں احتمال تھا کہ شاید اور کوئی آیت اترے۔ یا ممکن ہے کسی آیت کو منسوخ قرار دیا جائے وغیرہ۔ پس حضورؐ کے وصال کے بعد یہ احتمال باقی نہ رہا۔ چنانچہ خلیفہ اولؓ نے اس سارے کو ایک جگہ جمع کرا لیا۔ پھر خلیفۂ دومؓ کے پاس اس کا نسخہ رہا۔ پھر خلیفۂ سومؓ نے اُسے اور پختگی کے ساتھ لکھوا کر تمام ممالک اسلامی میں پھیلا دیا۔ رضی اللہ عنہم۔ پورے قرآن کی حضورؐ کے زمانے میں لکھا ہوا موجود ہونے کی بڑی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے زمانے میں ہی حافظِ قرآن صحابہؓ موجود تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حافظ قرآن تھے۔ پس اگر مجموع و مرتب نہ ہوتا تو حفظ کیسے ہو سکتا تھا۔ لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے وَقَدْ كَانَ الْقُرْاٰنُ كُلُّهٗ كُتِبَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی قرآن پورا کا پورا عہد نبویؐ میں لکھا جا چکا تھا۔ حاکم میں ہے۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْاٰنَ فِي الرِّقَاعِ یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن شریف کو لکھ کر پرزوں پر جمع وتالیف کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری شریف پارہ ۲۱ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ مروی ہے مَاتَرَكَ اِلَّا مَابَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو چھوڑا ہے جو ان دونوں لوحوں یعنی پٹھوں کے درمیان ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ قرآنِ کریم کو لکھا ہوا چھوڑ گئے تھے۔ گو اور معنی ظاہر ہیں یہی قول حضرت محمد بن حنفیہ کا بھی ہے (بخاری پارہ ۲۱) بعض روایتوں میں لفظ مَابَيْنَ اللَّوْحَيْنِ۔ اور بعض میں صاف لفظ مصحف بھی آیا ہے۔ بخاری مسلم کی حدیث میں ابن مسعودؓ کی بیان کردہ حدیث کا ثبوت طلب کرنے والی عورت کا یہ کہنا بھی مروی ہے کہ میں نے دونوں لوحوں کے درمیان کا سارا قرآن پڑھا ہے۔ صحیح بخاری شریف پارہ بیس میں ہے کہ ایک عراقی شخص نے حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اَرِيْنِيْ مُصْحَفَكِ مجھے ذرا اپنا قرآن شریف تو دکھاؤ حضرت عائشہؓ نے قرآن منگوا کر انھیں دکھایا اور کئی آیتیں لکھوائیں۔ مسلم کی حدیث میں ہے لَاتُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ الخ یعنی قرآن پاک ساتھ لیکر دشمن کے ملک میں سفر کو نہ جاؤ، یہ حدیث بھی دلیل ہے۔ قرآن شریف کے لکھا ہوا ہونے کی۔ مسند احمد ابو داود وغیرہ میں ہے کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ میں قرآن کی منزل تلاوت کر رہا تھا۔ اور میرا ارادہ ہوا کہ اسے پورا کئے بغیر نہ چھوڑوں، یہ سُنکر لوگوں نے صحابہؓ سے سوال کیا کہ قرآن کی منزلیں کس طرح کرتے تھے فرماتے ہیں سات منزلیں کرتے تھے۔ تین پہلی سورتوں کی ایک منزل۔ پھر پانچ سورتوں کی پھر سات سورتوں کی پھر نو سورتوں کی پھر گیارہ سورتوں کی پھر تیرہ سورتوں کی پھر مفصّل یعنی سورہ قٓ سے لے کر ختم قرآن تک کی یہ حدیث بالکل صاف کھلی دلیل ہے اس امر کی کہ آیتوں کی ترتیب پھر سورتوں کی ترتیب پھر منزلوں کی ترتیب اور ترتیب بھی وہی جواب ہے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی۔ اس ترتیب سے حضورؐ اور آپ کے صحابہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو قرآن کریم کے لکھنے کی عام اجازت دی تھی۔ اسی طرح اس ایک باریک نکتہ کی طرف بھی غور فرمائیے کہ جس حدیث مین ہے کہ زمانۂ صدیق میں جب حضرت زیدؓ سے قرآن لکھنے کو کہا گیا اور آپ نے لکھنا شروع کیا تو کھجور کے درخت کے چھلکوں، چمڑے کے ٹکڑوں، کاغذ کے ورقوں، کاغذی جزوں، سفید پتھروں، مٹی کے برتنوں، ہڈیوں اونٹ کی پالان کی لکڑیوں، تختیوں اور کتابوں سے دیکھ دیکھ کر لکھا۔ اور یہاں تک احتیاط کی کہ جو آیتیں یاد تھیں لیکن لکھی ہوئی نہ ملتی تھیں انھیں اپنی یاد سے نہ لکھتے تھے یہانتک کہ انھیں تلاش کر کے نکالیں۔ چنانچہ اس روایت میں

ہے کہ سورۂ توبہ کے خاتمہ کی دو آیتیں لَقَدْ جَآءَ کُمْ الخ ہمیں نہیں ملتی تھیں بالآخر حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس ملیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آیتیں یاد تھیں اور لوگوں نے پیش بھی کی تھیں لیکن زمانہ نبویؐ کی لکھی ہوئی ملتی نہ تھیں اس لئے لکھنے میں توقف تھا جب ملیں تب لکھ لی گئیں۔ چنانچہ فتح الباری میں لَمْ اَجِدْ هَا اَیْ مَکْتُوْبَةً یعنی حضرت زیدؓ جو فرماتے ہیں کہ مجھے وہ آیت ان کے سوا دوسرے کے پاس نہ ملی اس سے مطلب یہ ہے کہ لکھی ہوئی نہ ملی پس یہ واقعہ بھی دلیل ہے کہ پورا قرآن کریم زمانۂ رسالت پناہ میں لکھ لیا گیا تھا۔ ایک صاف حدیث اور بھی سُنا دوں بیہقی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ انسان کا قرآن کو حفظ پڑھنا ایک ہزار درجے رکھتا ہے اور مصحف میں سے دیکھکر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار درجوں تک پہونچ جاتا ہے (مشکوۃ)

الغرض اللہ کی پوری کتاب قرآن کریم حضورؐ کی موجودگی اور زندگی میں لکھا ہوا مرتب موجود تھا اور ٹھیک اُسی طرح جس طرح اب موجود ہے، فالحمد للہ۔ یہ جو مشہور ہے کہ حضرت عثمانؓ جامع قرآن ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے بہت سے قرآن کریم ایک ہی قراءت کے لکھوا کر مملکتِ اسلامی میں پھیلا دیئے۔ نہ یہ کہ اس سے پہلے قرآنِ کریم مرتب موجود ہی نہ تھا۔ فالحمد للہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اس کی تلاوت پر اس کے عمل پر جھک جائیں دونوں جہان کی بھلائیاں اسی میں ہیں۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ اِیَّانَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّهٗ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اِنَّهٗ بَرٌّ عَفُوٌّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بتیسویں ۳۲ جُمعہ کا دُوسرا خطبہ ۹۰

جسمیں فتنوں کے بیان میں حضور صلعم کے سات خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ۝ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝

ہمارا حمد الٰہی کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے، ہماری ثنا خوانی گونگوں کی گویائی ہے۔ ہمارا درود بھیجنا اپنا ہی نفع سونچنا ہے۔ ہمارا سلام پڑھنا اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ جس کی حمد وثنا میں بے حد وبے شمار مخلوق مشغول ہو جسکے گُن گانے میں رہتی دنیا تک پاک فرشتے مصروف ہوں بھلا اُسے ہم سے عاصیوں کی کج مج زبان سے حمد کی ادائیگی کی کیا پرواہ؟ جس پر خود خدا اور اس کی ممتاز مخلوق ہر وقت درود ورحمت بھیجتی ہو، اگر کوئی نامسعود انکی درود خوانی سے غافل ہو تو ہوا کرے اور جو سعادت مند دعائے رحمت کرے وہ اپنی گود مرادوں سے بھرے لیکن دوسرے پر احسان کیا؟ بلند اقبال خوشحال عالی حوصلہ بلند پائیگاہ حضرات آئیں اور اس ذوالجلال والاکرام کی صفت وثنا بیان فرمائیں۔ جس کے سب محتاج اور جو سب سے بے نیاز۔ ہاں بہترین امت کے چیدہ اشخاص اور برگزیدہ حضرات بھی قدم رنجہ فرمائیں اور مقام محمود والے، اخلاق حمیدہ والے صاحب کوثر وشفاعت مالک سیادت وقیادت، سرتاج انبیاء محبوب خدا، سید اولاد آدمؑ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجیں۔ یَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا ہ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَهٗ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ہ اَمَّا بَعْدُ۔ مسلمانو اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ نے ہمیں اپنی رحمتِ کاملہ سے اس پیغمبرؐ کی امت میں پیدا کیا۔ جسکی تعریفیں وہ خود کرتا ہے جسکی مدح وثنا خود قرآن کریم میں ہے جس کے محاسن ومناقب خود پروردگار عالم بیان فرماتا ہے جسکی تابعداری کو اپنی اطاعت بتلاتا ہے جسکی اتباع کو اپنی قربت کا سبب فرماتا ہے جن کے ہر فرمان کو اپنی وحی بتلاتا ہے جن کے نہ ماننے والے کو کافر کہتا ہے۔ جنکا سا مرتبہ، جنکا سا غلبہ دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہوا جن کا سا علم وحلم کسی کو نہیں ملا۔ جنکی سی حکمت ومعرفت کو کوئی نہیں پہنچا۔ سب پیشوا آپ کے پیرو، سب امام آپ کے مقتدی۔ سب بزرگ آپ کے سامنے خورد، خورشید سے ذرّہ کو تو کچھ نسبت ہے بھی، لیکن کسی اُمتی کے علم کو آپ کے علم سے وہ نسبت دینی بھی مبالغہ سے خالی نہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ آج اگر خلیل اللہ اور کلیم اللہ اور روح اللہ بھی ہوتے تو حلقہ بگوش اُمتیوں کی صف میں کھڑے نظر آتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى كُلِّ اَنْبِيَآئِكَ وَرُسُلِكَ ہ

(۵۰۹) عَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَتْ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ اَوْسَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا اَخَذْتُ وَفِىْ رِوَايَةٍ

حضرت اُمّ ہشام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور دو سال تک یا اسکے قریب تک ایک ہی رہا۔ میں نے سورۂ قٓ کو کسی اور طریق سے یاد نہیں کیا۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مَا حَفِظْتُ قٓ ؕ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ؕ اِلَّا عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ ؕ

سے سن کر اُسے حفظ کر لیا۔ ہر جمعہ کے دن جب کہ آپ لوگوں کو خطبہ دیتے اسی سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(رواہ ابن کثیر فی تفسیرہ)

(۵۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ؕ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ وَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ بِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَّقَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مُنَافٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ يَا اُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اِشْتَرِيَا اَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا اَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ مَاشِئْتُمَا۔

جب یہ آیت اُتری کہ اپنے قریبی رشتے داروں کو ہوشیار کر دے تو حضورؐ نے ایک ایک قبیلے کو بلایا اور بآواز بلند اُن سے فرمانے لگے۔ اے بنو فہر، اے بنو عدی، اے بنو عبد مناف، اے بنو عبد المطلب، اے قریش کے قبیلے والو اپنی اپنی جانوں کو خدا سے خرید لو۔ اے زبیرؓ کی ماں، اے میری پھوپھیؓ اے فاطمہؓ اے میری بیٹی اپنی جانوں کو خدا سے خرید لو۔ دیکھو میں خدا کے ہاں تمہاری کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں میرے مال کی تمہیں ضرورت ہو تو مانگ لو۔

(رواہ البخاری)

(۵۱۱) ایک مرتبہ انصاریوں کو خطبہ دینا تھا حکم دیا کہ صرف انصار جمع ہوں۔ جب جمع ہو گئے تو آپ تشریف لائے اور فرمایا هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ ؟ تمہارے سوا یہاں اور تو نہیں ؟ انھوں نے جواب دیا کوئی نہیں بجز ہمارے بھانجوں کے۔ آپ نے فرمایا اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) یعنی قوم کی بہن کا لڑکا انہیں سے ہی ہوتا ہے۔

(۵۱۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَاَكْثَرَ عَنْهَا حَتّٰى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْاَحْلَاسِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ہم صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ فتنوں کا بیان فرما رہے تھے اسکا بہت کچھ ذکر کیا۔ یہاں تک کہ فتنۂ احلاس کا ذکر فرمایا۔ صحابہؓ نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے ؟ فرمایا جان مال اور مکانات

وَمَا فِتْنَةُ الْاَحْلَاسِ؟ قَالَ هِيَ هَرْبٌ وَّضَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّوْءِ دُخْنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ مِنِّيْ وَلَيْسَ مِنِّيْ وَاِنَّمَا اَوْلِيَآئِيَ الْمُتَّقُوْنَ ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ لَا تَدَعُ اَحَدًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَاِذَا قِيْلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَّ يُمْسِيْ كَافِرًا حَتّٰى يَصِيْرَ النَّاسُ اِلٰى فُسْطَاطَيْنِ فُسْطَاطِ اِيْمَانٍ لَّا نِفَاقَ فِيْهِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَّا اِيْمَانَ فِيْهِ فَاِذَا كَانَ ذَالِكَ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَّوْمِهٖ اَوْ مِنْ غَدِهٖ

(رَوَاهُ الْاِمَامُ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ تَذْكِرَتِهٖ)

کی پوری بربادی کا۔ پھر اس کے بعد ایک اور بدترین فتنہ ہوگا۔ جس کی آگ اس شخص کے قدموں تلے سے سلگے گی جو میری اہلبیت سے ہوگا۔ وہ اپنے تئیں میرا سمجھتا ہوگا لیکن دراصل وہ میرا نہ ہوگا۔ میرے تو وہ ہیں جن کے دل تقوے سے معمور ہوں۔ اس کے بعد لوگ ایک شخص پر صلح کریں گے لیکن وہ بے سرپیر کے ہوگی جیسے پسلی پر ران ہو۔ اس کے بعد ایک زبردست اندھا دھند فتنہ برپا ہوگا جس کے تھپیڑے ہر دور و نزدیک والے کو ضرور لگیں گے۔ لوگ سمجھیں گے کہ بس اب یہ فتنہ دب گیا جو وہیں وہ اُبھر جائیگا۔ اس فتنے میں لوگوں کی حالت ہوگی کہ صبح کو مومن ہے تو شام کو کافر ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کی ٹھیک دو جماعتیں ہو جائیں گی ایک طرف خالص مومن جن میں نفاق کا نام نہ ہوگا۔ دوسری طرف خالص نفاق جہاں ایمان کا نام نشان نہیں۔ جب یہ ہو جائے پھر تو دجال کے آنے میں کچھ دیر ہی نہیں آج نکلا یا کل نکلا۔

(۵۱۳) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ يَوْمًا كَيْفَ بِكُمْ اِذَا جَمَعَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى كَالنُّشَّابِ فِي الْكِنَانَةِ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ لَّا يَنْظُرُ اِلَيْكُمْ ۔ (تذکرہ قرطبی)

ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے مجمع کو مخاطب کرکے فرمایا، تمھارا کیا حال ہوگا؟ اس دن جو پچاس ہزار سال کا دن ہوگا اور تم ایسے ہوگے جیسے ترکش میں تیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھاری طرف دیکھے گا بھی نہیں"۔

یعنی قیامت کی پریشانی سخت ہوگی۔ خطاب صحابہؓ سے ہے اور مراد عوام ہیں۔ خصوصاً گنہگار واللہ اعلم

(۵۱۴) غزوہ موتہ کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اسی خطبے میں

منبر پر بیٹھے ہوئے حضورؐ کا یہ فرمان بھی سیرۃ ابن ہشام میں منقول ہے:۔

لَقَدْ رُفِعُوْا اِلَیَّ فِی الْجَنَّةِ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ عَلٰی سُرُرٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَرَأَیْتُ فِیْ سَرِیْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ ازْوِرَارًا عَنْ سَرِیْرَیْ صَاحِبَیْهِ فَقُلْتُ عَمَّ هٰذَا فَقِیْلَ لِیْ مَضَیَا وَتَرَدَّدَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْضَ التَّرَدُّدِ ثُمَّ مَضٰی۔

(سیرۃ ابن ہشام)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن تینوں کو یکے بعد دیگرے میں نے لشکر کا سردار بنایا تھا۔ ان تینوں کی شہادت کے بعد جناب باری نے خواب کی شکل میں ان تینوں کو مجھے جنت میں دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا تخت بہ نسبت اُن کے دونوں ساتھیوں کے قدرے ہلکا تھا۔ تو میں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ مجھے جواب ملا کہ یہ دونوں تو بغیر تردد کے میدان میں کود پڑے تھے لیکن انھیں قدرے تردد ہوا پھر میدان میں اُترے۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

(۵۱۵) آؤ میں تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کا ایک اور خطبہ نبویؐ سناؤں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ جُمُعَةٍ عَشِیَّةَ رُجِمَ الْاَسْلَمِیُّ فَقَالَ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ یَكُوْنَ عَلَیْكُمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ عُصَیْبَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَفْتَتِحُوْنَ الْبَیْتَ الْاَبْیَضَ بَیْتَ كِسْرٰی اَوْ اٰلِ كِسْرٰی وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ كَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِذَا اَعْطَی اللّٰهُ تَعَالٰی اَحَدَكُمْ خَیْرًا فَلْیَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اَنَا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس جمعہ کی شام کو حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رجم کیا گیا اس جمعہ کے دن میں نے سُنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے قائم ہونے تک میرا یہ دین قائم رہے گا۔ یا یہ کہ تم پر بارہ خلیفہ آئیں جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے اور میں نے آپ سے یہ بھی سُنا ہے کہ مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت ایران کو فتح کرے گی اور کسریٰ کا وہ خزانہ جو بیت ابیض میں جمع ہے اپنے قبضے میں کرے گی اور میں نے آپ سے یہ بھی سُنا ہے کہ قیامت کے پہلے بہت سے جھوٹے دعوے دار اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ (کسی کا نبوت کا دعوی ہوگا۔ کسی کا امامت کا کسی کا کچھ کسی کا کچھ) پس تم اِن سے بچتے رہو۔

اَلْفَرَطُ عَلَی الْحَوْضِ۔ اسی طرح میں نے آپ کے اس فرمان کو بھی سنا ہے کہ
(رواہ الامام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فی صحیحہ) جب تم میں سے کسی کو جناب باری کوئی بھلائی اور خیر و
برکت عطا فرمائے تو اُسے چاہئے کہ پہلے اپنے نفس سے شروع کرے اور اپنے اہل بیت سے اور میں نے آپ سے
یہ بھی سُنا ہے کہ لوگوں میں حوض کوثر پر تمہاری طرف سے بطور میر سامان پہلے سے ہی موجود رہوں گا"
اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ پر درود و سلام نازل فرمائے، کیسے مرتبے والے تھے ؟ کہ واقعی بوریہ نشینوں کو بدّوؤں کو اونٹنیوں
کے دودھ پینے والوں کو پتھر کے پجاریوں کو، علم و تمدن سے دور کا بھی سروکار نہ رکھنے والوں کو اپنی پاک تعلیم کے
ذریعہ جہاں ایک طرف خدا رسیدہ بنا دیا۔ وہاں دوسری جانب دنیا بھر کا مالک بنا دیا۔ دنیا بھر میں اُس وقت
دو بڑی بڑی سلطنتیں تھیں روم اور ایران لیکن بہت تھوڑے عرصہ میں ان دونوں پر مسلمانوں کے قدم تھے اور
اُن کے بلند قلعوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے گڑ چکے تھے۔ اُن کے خزانے سمٹ کر عرب میں پہونچ
چکے تھے۔ یہ ایران جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سلطنت میں فتح ہوگیا اور
وہاں کے بے انتہا خزانے خلیفۃ الرسولؐ نے مسلمانوں میں اپنے ہاتھوں تقسیم کئے۔ مسلمانو! آج بھی کچھ نہیں بگڑا
تعلیم نبوی پر عمل اگر تم بھی شروع کر دو تو تم بھی دنیا پر بھاری پڑ سکتے ہو اور اس ذلت و غلامی سے آزاد ہو سکتے ہو۔
مسلمانو! میں تو تم سے کہوں گا کہ یہ خطبات جہاں آپ سُنتے ہیں وہاں اِنھیں دوسروں کو بھی سُنائیے۔
اپنے گھروں میں اپنے بچوں میں بیٹھ کر انھیں پڑھئے سُنئے اور سُنائیے اور ان پر عمل و عقیدہ رکھئے۔ اللہ
تمھیں برکتیں بخشے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ٥ وَاخْذُلِ الْکَفَرَۃَ وَالْفَجَرَۃَ وَالْمُشْرِکِیْنَ
اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ ٥ وَشَتِّتْ شَمْلَھُمْ ٥ وَفَرِّقْ جَمْعَھُمْ ٥ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ ٥ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
لِیْ وَلَکُمْ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ اِنَّہٗ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ٥ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تینتیسویں (۳۳) جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب باراں کے پندرہ (۱۵) خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ٥ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ

شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ٭ مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ٭ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ٭ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ٭ اَمَّا بَعْدُ ٭ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ٭ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ٭ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ٭ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ٭ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ ٭ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ٭ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ٭ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٭ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ٭ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ٭ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ٭ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ٭ اٰمِیْنَ

اے حمد و ستائش تعظیم و تکریم کے لائق خدا! تمام حمد و ثنا صرف تیرے لئے ہی ہے اس لئے کہ سارے جہان کا خالق مالک تو ہی ہے سب کا پیدا کرنے والا، پالنے پوسنے والا بھی تو ہی ہے تیری بخشش بڑھی ہوئی تیرا رحم سب سے زیادہ، تیرا کرم ہر ایک پر ساری دُنیا میں جو محبت و پیار ہے جو رحم و کرم ہے جو سلوک و بھلائی ہے جو مہربانی و شفقت ہے وہ تیری مہربانیوں کے اَن تھاہ سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ نہ صرف یہاں کا بلکہ وہاں کا، نہ صرف دنیا کا بلکہ آخرت کا بھی حقیقی مالک تو ہی ہے۔ ہم سب اور کل مخلوق سارے فرشتے اور تمام انبیاء اولیاء تیرے غلام تیرے در کے فقیر ہیں۔ تیرا دیا کھاتے ہیں تیرے سہارے زندہ ہیں۔ ہمارا مددگار ہمارا پروردگار تو ہی ہے۔ نہ ہم تیرے سوا کسی کے در پہ جائیں نہ تیرے سوا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ نہ تیرے سوا کسی کو مالک و قادر سمجھیں۔ تیرے در پہ ہماری پیشانی جھکی ہوئی ہے۔ تیرے سامنے ہماری پستی ظاہر ہے اپنے ہر ہر کام میں ہم تیرے محتاج ہیں۔ یہاں تک کہ سانس لینے میں بھی، نتھنا پھڑکانے میں بھی، قدم اُٹھانے میں بھی ہاتھ ہلانے میں بھی، دیکھنے سُننے میں بھی۔

الٰہی اور الٰہ العالمین ہماری تمنّا ہے کہ ہر کام میں تو آپ ہماری رہنمائی فرما۔ قلّت سے ذلت سے بُری سمجھ سے، بدراہ سے، حماقت سے، رذالت سے تو ہمیں بچا، سیدھا راستہ دِکھا، ہر کام کا انجام نیک کر، بھلے لوگوں کی راہ ہمیں بھی چلا۔ انبیاء کا مُطیع، نیکوں کا ساتھی، بھلوں کا رفیق بنا، اپنی نعمت اپنی رحمت عطا فرما۔

اے مالک الملک خدا بدیوں سے، بُرائیوں سے، خطاؤں سے، گناہوں سے، بُری راہ سے، بدساتھیوں سے بُرے ارادوں سے، ناپاکیوں سے، گندگیوں سے، واہی خیالات سے، بُرے سنگھاتیوں سے، شرک و بدعت سے

گناہوں اور نفاق سے، کُفر اور تکبّر سے، اپنے غضب و قہر سے گمراہی اور بدنظمی سے، بُرے انجام سے اور نافہمی سے کج خلقی سے، اور بدکلامی سے، کمینہ پن اور سفلہ پن سے ہمیں بچا۔ اپنی حفاظت نصیب فرما۔ ہمیں وہ توفیق دے جس سے تیری رضامندی حاصل ہو۔ ہمیں ان کاموں سے بچا جو تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ الٰہی دین دُنیا میں ہمیں سرسبز خوش خرم رکھ۔ دونوں جہان سنوار دے اپنی محبت میں سرشار اپنے نبیؐ کی حدیثوں کا تابعدار رکھ۔ آمین۔

(۵۱۶) محمدی بھائیو! جمعہ کا دن ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ آپ سب اس نور مُو فور کے حاصل کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جو مشکوٰۃ محمدی سے نکلا ہے جسکا منبع ساتویں آسمان پر ہے۔ پس باادب بیٹھ جایئے۔ اپنی توجہ میری طرف کر لیجئے، دل کا رُخ اُن نورانی الفاظ کی طرف کر لیں جو زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے ہیں اس کے بعد کہ وہ کلام اللہ ہو کر آپ کے پاس پہنچے۔ واللہ ان الفاظ کا ایک ایک حرف ہماری جان سے زیادہ قیمتی ہے سُنئے صحیح بخاری شریف میں ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے جو منبر کے سامنے والے دروازے سے ایک صحابیؓ آئے (غالباً وہ حضرت کعب بن مُرّہ تھے یا حضرت خارجہ بن حصنؓ) اور کھڑے ہی کھڑے پکار کر کہنے لگے یا رسول اللہ مویشی ہلاک ہو گئے۔ راستے کٹ گئے پس آپ جناب باری سے دُعا کیجئے کہ وہ بارش برسائے۔ حضور اکرم نے اسی وقت ہاتھ اُٹھائے اور یہ دُعا کی:۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا الٰہی ہمیں پانی پلا خدایا ہم پر بارش برسا پروردگار ابر کو برسنے کا حکم دے۔ خدا کی قسم اس وقت نہ تو آسمان پر ابر تھا۔ نہ پھٹے ٹکڑے ابر کے تھے نہ کچھ اور تھا سَلَع پہاڑی کے اور ہمارے درمیان کوئی گھر وغیرہ بھی نہ تھا۔ مطلع صاف تھا۔ حضورؐ کی دُعا کے ساتھ ہی سَلَع پہاڑ کے پیچھے سے ایک چھوٹا سا ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا جو اوپر کو اُٹھتا ہوا بیچ آسمان میں پہنچکر پھیلنا شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے برسنے لگا، واللہ پورے ایک ہفتے تک ہمیں سورج نظر ہی نہ آیا اور چوطرف ریل پیل ہو گئی جدھر نظر ڈالو جل تھل ہو گیا۔

(۵۱۷) حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اگلے جمعہ کو اسی دروازے سے وہی شخص اس وقت آیا کہ حضورؐ کھڑے ہوئے خطبۂ جمعہ پڑھ رہے تھے اور اسی طرح کھڑے ہی کھڑے اس نے پھر درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ مال غارت ہو گئے۔ راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش روک لے۔ آپ نے پھر اپنے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھائے اور دُعا کی:۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ (رواہ البخاری) یعنی یا الٰہی ہمارے آس پاس برسے اور ہم پر نہ برسے۔ الٰہی ٹیلوں پر پہاڑوں پر اونچے میدانوں میں جنگلوں

میں، درختوں کے اُگنے کی جگہ میں برسے۔ راوی کا بیان ہے کہ اسی وقت ابر کھل گیا۔ بارش بند ہوگئی۔ سورج نکل آیا اور ہم دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔

(۵۱۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جمعہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سُنا رہے تھے جو ایک صاحب آئے اور کہا یا رسول اللہ قحط سالی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دُعا کیجئے۔ آپ نے دُعا کی، اسی وقت اس زور سے بارش برسنے لگی کہ ہمیں گھر پہنچنے مشکل ہو گئے اسی طرح آئندہ جمعہ تک برابر مسلسل موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کے دن یہی شخص یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اب تو اس ابر کے ہم پر سے ہٹ جانے کی دُعا کیجئے تو آپ نے یہ دُعا کی:۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) الٰہی ہمارے چاروں طرف برسے لیکن ہم پر نہ برسے۔ میں نے اپنی آنکھوں دیکھا کہ اسی وقت ابر دائیں بائیں کٹ گئے۔ چوطرف بارش ہو رہی تھی لیکن مدینہ شریف بالکل خالی تھا۔

(۵۱۹) ایک روایت میں ہے کہ کسی شخص نے آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دُعا کی درخواست کی، آپ نے دُعا کی، اگلے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی پھر وہ آیا اور شکایت کی کہ یا رسول اللہ گھر گر رہے ہیں۔ راستے بند ہو گئے ہیں۔ مویشی تباہ ہو رہے ہیں۔ تو آپ نے دُعا کی۔ اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) الٰہی ٹیلوں پر چھوٹی پہاڑیوں پر جنگلوں میں، کھیت اور باغات میں بارش برسا اسی وقت مدینہ ایسا کھل گیا جیسے کپڑا کھل جائے اور مدینہ کے ارد گرد برابر بارشیں برستی رہیں۔

(۵۲۰) ایک اور روایت میں ہے۔ جمعہ کے دن حضورؐ کے خطبہ میں لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور با آواز بلند کہنے لگے یا رسول اللہ بارش کی تنگی ہوگئی۔ درخت سُرخ پڑ گئے چوپائے بھوکوں مرنے لگے۔ اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ پانی پلائے آپ نے دو مرتبہ یہ لفظ کہے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا۔ واللہ اس وقت ابر کا کوئی ٹکڑا بھی سارے آسمان پر نظر نہیں آتا تھا، اسی وقت ابر اُٹھتا ہے اور زور شور سے برسنے لگتا ہے۔ آپ منبر پر سے اُترتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں۔ اگلے جمعہ تک بارش آنکھ کھولنے نہیں دیتی۔ اگلے جمعہ کو جبکہ حضورؐ خطبہ بیان کر رہے ہیں، جو صحابہؓ عرض کرتے ہیں کہ گھر گر گئے۔ راستے کٹ گئے۔ اس بارش کے ہم سے رُک جانے کی دُعا کیجئے۔ یہ سُنکر حضورؐ مُسکرا دیئے اور دُعا کی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا الٰہی اب مدینہ والوں پر تو موقوف ہو جائے اور آس پاس برستی رہے۔ اسی وقت مدینہ ایسا کھل گیا جیسے تاج ہو۔ چوطرف بارش دھواں دھار ہو رہی ہے اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہیں (بخاری)

(۵۲۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بدوی اعرابی جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسولؐ اللہ مویشی ہلاک ہو گئے، بال بچے مر رہے ہیں، لوگ تباہ ہو رہے ہیں آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور نمازیوں نے بھی اپنے ہاتھ اُٹھائے اور سب نے دُعا کی۔ ابھی ہم مسجد سے نہ نکلے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ آئندہ جمعہ تک بارش کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ پھر وہی شخص آیا اور عرض کرنے لگا یا رسولؐ اللہ مسافروں پر سفر بھاری ہو پڑا۔ راستے بالکل بند ہو گئے تو آپ نے پھر ہاتھ اُٹھا دیئے یہانتک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ (صحیح بخاری)

(۵۲۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں قحط پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ مال برباد ہو گیا۔ بال بچے بھوکوں مرنے لگے اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ ہمیں پانی پلائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھائے، اسوقت مطلع صاف تھا لیکن فوراً ہی پہاڑوں جیسے بادل اُٹھنے لگے۔ ابھی آپ منبر پر سے اُترے نہ تھے جو بارش برسنے لگی۔ اور مسجد کی چھت کچھ پکی تو تھی ہی نہیں، کھجور کے پتوں کی تھی۔ اس میں سے پانی آپ پر ٹپکنے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھی مُبارک پر سے بارش کے پانی کے قطرے گرنے لگے۔ پورا وہ دن پھر اگلا دن پھر اُس سے اگلا دن اور اس کے بعد کا دن غرض آئندہ جمعہ تک بارش برستی ہی رہی۔ دوسرے جمعہ میں وہی اعرابی یا کوئی اور صاحب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ مکانات گر رہے ہیں، مال ڈوبتا جا رہا ہے، اللہ سے دُعا کیجئے۔ آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا پروردگار ہم پر نہ برسے ہمارے اردگرد برسے۔ آسمان کی جس جس جہت کی طرف آپ اشارہ کرتے جاتے تھے وہی صاف ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ مدینہ شریف مثل ایک تاج کے صاف نکل آیا۔ چوطرف ابر ہے اور مدینہ پر ایک ٹکڑا بھی نہیں۔ وادی قناۃ برابر ایک ماہ تک بہتی رہی۔ ادھر اُدھر سے جو آتا تھا وہ کہتا تھا کہ بارش خوب ہو رہی ہے۔ (بخاری)

(۵۲۳) اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے بارش کے نہ ہونے اور قحط سالی ہونے کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی تو آپ کے حکم سے منبر عیدگاہ میں رکھ دیا گیا اور آپ نے وعدہ فرمایا کہ فلاں دن میں آؤں گا۔ لوگ جمع ہو جائیں۔ سورج کا کنارہ ظاہر ہوتے ہی آپ گھر سے نکلے عیدگاہ پہنچ کر جو ہُوا وہ سُنئے:۔

فَقَعَدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَکَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ	آپ منبر پر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی۔ اللہ کی حمد
قَالَ اِنَّکُمْ شَکَوْتُمْ جَدْبَ دِیَارِکُمْ	ثنا کی۔ پھر فرمایا تم نے اپنے ملک کی قحط سالی کی اور

وَاسْتِیْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ وَقَدْ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَكُمْ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ لَكُمْ۔ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ ۝ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

بارش کے اپنے ابتدائی زمانہ سے مؤخر ہونے کی شکایت کی سُنو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دعائیں کرنے کا حکم دیا ہے اور تمہاری دُعائیں قبول فرمانے کا وعدہ کیا ہے پھر فرمایا اللہ ہی کے لئے تعریفیں ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، جو بخشش کرنیوالا مہربان ہے، جو قیامت کے دن کا مالک ہے۔ جس کے سِوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، جو وہ چاہتا ہے کرگذرتا ہے۔ الٰہی تو ہی معبود برحق ہے، تیرے سِوا لائقِ عبادت کوئی نہیں۔ تو بے پرواہ غنی اور خزانوں والا ہے ہم سب تیرے فقیر اور تیرے محتاج ہیں۔ پروردگار ہم پر بارش برسا اور اے پروردگار جو تو ہم پر نازل فرمائے اسے ہمارے لئے باعثِ تقویت بنا اور اس سے ہمارے مقصود پورے فرما۔"

پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اس قدر اونچے کئے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر حضورؐ قبلہ کی طرف گھوم گئے لوگوں کی طرف پیٹھ پھیر لی اور اپنی چادر اُلٹ دی۔ ہاتھوں کو آپ اُٹھائے رہے پھر لوگوں کیطرف متوجہ ہوئے۔ منبر پر سے اُترے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اسی وقت حکمِ خدا سے ابر اُٹھا۔ گرج کڑک چمک شروع ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برسنے لگی۔ مسجد پہنچے اس سے پہلے تو ندی نالے جاری ہو گئے۔ آپ نے جب دیکھا کہ لوگ بھاگے دوڑے بارش سے بچنے کی جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ تو آپ ہنس دئے یہانتک کہ آپ کے مسوڑھے نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَاَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) یعنی میری گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، ساتھ ہی میں شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کا بندہ۔

(۵۲۴) ایک اعرابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ بوجہ قحط سالی کے اب تو کوئی اونٹ باربرداری کے لائق نہیں رہا اور کوئی نر اونٹ کودنے کے لائق نہیں رہا۔ یارسول اللہ ﷺ ہمیں تو کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا بجز اس کے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے درخواستِ دُعا کریں۔ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک کھینچتے ہوئے منبر پر چڑھ گئے اور دُعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا۔ الٰہی ہم پر بارشیں برسا

اسی وقت جل تھل ہوگیا تو حضورؐ فرمانے لگے لَوْ كَانَ اَبُوْطَالِبٍ حَيًّا لَقَرَّتْ عَيْنَاهُ مَنْ يُنْشِدُ نَا قَوْلَهٗ ، آج اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں۔ کوئی ہے؟ جو اُن کے اشعار سُنائے ؛ اس پر حضرت علیؓ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے میں اُن کا شعر عرض کرتا ہوں جو یہ ہے ؎

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

یعنی میرے نبی علیہ السلام ایسے سفید نورانی چہرے والے ہیں کہ اُن کے پاکیزہ چہرے سے بادل برسائے جاتے ہیں آپ یتیموں کے حامی اور رانڈوں کے پشت پناہ ہیں۔ (رَوَاهُ الْاِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کے سامنے بارش کے نہ ہونے کی شکایت پیش ہوئی، آپ نے منبر پر ہی دُعا کی اور بارش برسنے لگی پرنالے بہنے لگے۔ اس وقت میں آپ کے چہرۂ مُبارک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور ابوطالب کا یہ شعر زبان پر تھا کہ یہ نورانی چہرہ وہ ہے کہ ابر بھی پانی برسانے لگے اس لئے کہ ساری دنیا کی خیرخواہی کا مرقع یہ پاک چہرہ ہے"۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهٗ)

(۵۲۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا مُّتَوَاضِعًا مُّتَضَرِّعًا حَتّٰى اَتَى الْمُصَلّٰى فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ (رَوَاهُ صَاحِبُ فتح الباری شارحُ البُخاریؒ رحمہ اللہ) یعنی استسقاء کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے۔ پھٹے پُرانے میلے کچیلے ردی کپڑے پہنے ہوئے تھے تواضع عاجزی لاچاری مسکینی سے چل رہے تھے۔ تضرع زاری ڈر خوف طاری تھا عیدگاہ پہنچکر منبر پر چڑھے اس کے بعد کا بیان پہلے گذر چکا ہے:۔

(۵۲۷) حضورؐ سے قحط سالی کی شکایت اور دُعا کی درخواست ہوتی ہے۔ مکی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدنی منبر پر ہیں۔ ہاتھ اُٹھا دیتے ہیں، سارے نمازی بھی دست بدعا ہوجاتے ہیں۔ زبانِ مبارک سے الفاظ نکلتے ہیں:۔ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا الٰہی ہماری فریادرسی کر ساتھ ہی آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھتی ہیں۔ اب کیا تھا وہ موسلا دھار بارش برسنے لگی کہ قوی سے قوی لوگوں کو بھی پاس پاس کے گھروں میں پہنچنا مشکل ہوگیا۔ (فتح الباری)

(۵۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آگئے ہیں جو بنوفزارہ کا وفد اپنے بھوکے اور سوکھے اونٹوں پر سوار باریاب ہوتا ہے۔ سردارِ وفد حضرت خارجہ بن حصنؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ وہ ہماری فریادرسی فرمائے۔ ہم تو بارش کو ترس گئے اسی وقت منبر پر ہی حضورؐ دُعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِ بَلَدَكَ وَبَھِيْمَتَكَ وَانْشُرْ بَرَكَتَكَ۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا مُّرِيْعًا طَبَقًا وَّاسِعًا عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ اَللّٰھُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَّا سُقْيَا عَذَابٍ ہ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ ہ وَانْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ۔

(دلائل النبوۃ)

اے خدا اپنے شہر کو اور اپنے چوپایوں کو پانی پلا۔ اپنی برکتیں پھیلا دے۔ الٰہی ہم پر بارش برسا جو ہماری فریاد رسی کرنے والی ہوں۔ انجام کے لحاظ سے مفید ہوں۔ گھاس چارہ درخت اناج اگانے والی ہوں جم کر برسنے والی ہوں۔ وسعت کشادگی اور پھیلا دے والی ہوں جلد برسیں دیر سے نہ آئیں، نفع پہنچائیں نقصان والیاں نہ ہوں۔ الٰہی رحمت کے بادل برسا نہ کہ عذاب کے۔ خدایا ہمیں پانی پلا اور دشمنوں پر ہمیں غالب کر اور ہماری مدد فرما۔ ادھر دُعا ختم ہوتی ہے اُدھر مست ہاتھیوں کی طرح سیاہ ابر جھوم جھوم کر اُٹھتا ہے اور اس طرح جم کر برستا ہے کہ ذرا سی دیر میں چوطرف جل تھل ہو جاتے ہیں۔

(۵۲۹) ایک روایت میں حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ میں آپ کی یہ دُعا بھی مروی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَھِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔

(رَوَاہُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّاءِ)

الٰہی اپنے غلاموں کو اپنے پیدا کردہ جانوروں کو پانی پلا۔ الٰہی اپنی رحمتیں پھیلا دے بکھیر دے، برسا دے، الٰہی اپنی بنائی ہوئی زمین کو جو اب مُردہ ہو رہی ہے اپنے کرم سے زندہ کر دے۔" یہ دُعا قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور معجزہ آپ کی مقبولیت اور آپ کی دُعا کا اثر صحابہؓ کو دکھا دیتا ہے۔ فصلی اللہ علیہ۔

(۵۳۰) جبکہ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرتے ہیں کسی صورت سے قبولیتِ اسلام پر آمادہ نہیں ہوتے تو حضورؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں الٰہی ان پر وہی قحط سالیاں ڈال جو زمانۂ یوسف نبی علیہ السلام میں آئی تھیں یہ دُعا پوری ہوتی ہے۔ قریش کا بُرا حال ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ ہڈیاں اور مردار کھانے لگتے ہیں۔ آخر تنگ آکر ابو سفیان کو اپنا وفد بنا کر خدمتِ نبوی میں بھیجتے ہیں۔ یہ آکر کہتا ہے آپ تو رحمۃ اللعالمین ہیں آپ صلہ رحمی کرنے والے اور اسی کا حکم دینے والے ہیں۔ دیکھئے تو آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے۔ چنانچہ آپ دُعا کرتے ہیں بارش برسنے لگتی ہے۔ قحط سالی دور ہو جاتی ہے۔ سات دن تک مسلسل بارش برستی رہتی ہے۔ پھر لوگ کثرتِ باراں کی شکایت کرتے ہیں تو آپ (منبر پر وہی) دعا کرتے ہیں (جو اس سے پہلے گذر چکی ہے) اَللّٰھُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا چنانچہ مدینہ سے ابر پھٹ جاتا ہے، چوطرف بارش ہوتی رہتی ہے۔

لیکن ان کفارِ مکہ کو اب بھی ایمان نصیب نہیں ہوتا۔" (بخاری شریف)

بھائیو! دیر سے سن رہے ہو کہ حضورؐ کی دعا سے بارش برسی۔ بھائیو! بارش ہی کیا حضورؐ کی وجہ سے ہم پر رحمت رب برسی۔ بخدا ہم نہال ہو گئے بارش تو صرف یہیں کی زندگی سنوار سکتی ہے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہماری اُخروی زندگی بھی سنوار دی۔ انھوں نے تو زمین و آسمان کو نورِ توحیدِ خداوندی سے منور کر دیا۔ مُردہ دلوں کو کلام اللہ کی بارش سے زندہ بنا دیا۔ کفار کو مسلمان کر دیا۔ وہ کیا جو کسی سے نہ ہو سکا تھا۔ جو مکہ سے تنہا نکلتا تھا۔ وہ بدر کے میدان میں تین سو ساٹھ پیدا کر لیتا ہے۔ احد کے میدان میں اس کے فدائی ایک ہزار ہوتے ہیں حدیبیہ میں ڈیڑھ ہزار پروانوں کے درمیان وہ شمعِ خداوندی دکھائی دیتی ہے۔ فتح مکہ کے وقت اس کی رکاب میں دس ہزار پاکبازوں کا مجمع ہے حنین میں تیرہ ہزار سربکف مجاہدین اس کے اشارے کے منتظر ہیں اور تبوک میں وہ تیس ہزار جانبازوں کا سردار نظر آتا ہے اور حجۃ الوداع میں اس کے تخت کے آس پاس ڈیڑھ لاکھ خدام نظر آتے ہیں اور آج پچھتر کروڑ اس کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ فَصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَلِيْ وَلَكُمْ ۝ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تینتیسویں (۳۳) جمعہ کا دوسرا (۲) خطبہ (۱)

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب باران کے ساتھ خطبہ (۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ ۝ نَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۝ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَكُمْ اَنْهٰرًا ۝

وَقَالَ عَزَّ شَانُہٗ۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۝

میرے کرم فرما بھائیو! اللہ ہم پر اپنی رحمتیں برسائے اور ہمیں ہر تنگی ترسی سے بچائے۔ اللہ ہی ہے جو ہماری ناامیدیوں کے بعد ہم پر بارشیں برساتا ہے اور اپنی رحمتیں عام کر دیتا ہے۔ وہی سچا والی ہے اسی کی ذات تعریفوں والی ہے وہ توبہ کرنے سے گناہ معاف فرماتا ہے اور بارشیں برساتا ہے اور مال اولاد عطا فرماتا ہے اور باغات اور نہریں دیتا ہے۔ اس سے دعا کرنے والا نامراد نہیں رہتا نامراد وہ ہے جو اس سے دعا کرنے سے روگردانی کرے۔

(۵۳۱) حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں قحط پڑا۔ مسلمانوں نے آپ سے شکایت کی آپؐ نے فرمایا فلاں دن عیدگاہ چلیں گے۔ لیکن اپنے ساتھ راہِ للہ دینے کے لئے کچھ لے چلنا۔ چنانچہ اس دن حضورؐ سکینت و وقار کے ساتھ چلے صحابہؓ بھی نکلے آپ نے آگے بڑھ کر دو رکعتیں بآواز بلند پڑھائیں پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں ھَلْ اَتٰکَ پڑھی۔ بعد از نماز لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر چادر پلٹی اور گھٹنوں کے بل ہو کر ہاتھ اٹھا کر دیر تک تکبیریں کہتے رہے پھر یہ دعا پڑھی:۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا رَّحْبًا رَّبِیْعًا ہ وَجْدًا اَغْدَقًا طَبَقًا مُّغْدِقًا ھَنِیْئًا مَّرِیْئًا مُّرَبَّعًا وَّابِلًا شَامِلًا مُّسْبِلًا مُّجَلًّا دَائِمًا وَّدَرًّا۔ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ ہ عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ ہ اَللّٰھُمَّ تُحْیِیْ بِہِ الْبِلَادَ ہ وَتُغِیْثُ بِہِ الْعِبَادَ ہ وَتَجْعَلُہٗ بَلَاغًا لِّلْحَاضِرِ مِنَّا وَالْبَادِ ہ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْنَا فِیْٓ اَرْضِنَا زِیْنَتَھَا ہ وَاَنْزِلْ فِیْٓ اَرْضِنَا سَکَنَھَا ہ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَھُوْرًا ہ فَاَحْیِ بِہٖ بَلْدَۃً مَّیْتَۃً ہ وَاسْقِہٖ مَا خَلَقْتَ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ کَثِیْرًا ۝ ادھر یہ دعا ہو رہی تھی اُدھر ابر اُٹھ رہا تھا پھر جو بارش برسی تو ہفتہ بھر تک نہ کھلی۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

(۵۳۲) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دن چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر مسجد میں استسقا کیا۔ تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا کہا پھر یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا سَمْنًا وَّلَبَنًا ہ وَّشَحْمًا وَّلَحْمًا ہ الٰہی ہمیں گھی دودھ چربی اور گوشت عطا فرما۔ اسی وقت ایسی بارش برسی کہ لوگ گھبرا گئے ادھر اُدھر بارش سے بچنے لگے۔ لیکن حضورؐ کھڑے ہی رہے، یہاں تک کہ پانی کے قطرے موتیوں کی طرح آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکنے لگے اور جسم مبارک پر بہنے لگے۔ پھر حضورؐ چلے میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔ آپ فرمانے لگے یہ پانی اپنے رب کے پاس سے ابھی ہی تو آرہا ہے۔ واللہ اس سال سے زیادہ یہ چیزیں ہم نے تو کبھی نہیں دیکھی۔ یہاں تک کہ اُن کے خریدار نظر نہیں آتے تھے۔ اب آپ مردوں کی طرف آئے انھیں وعظ کیا۔ خدا کی نافرمانیوں سے منع کیا۔

(۵۳۳) پھر عورتوں کی طرف آئے فَوَعَظَهُنَّ فَشَدَّدَ عَلَيْهِنَّ فِي الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ ٥ یعنی عورتوں کو وعظ کہا اور سونا ریشم (پہن کر اترانے) کے بارے میں ان پر سختی کی اس پر بنو عامر کے ایک شخص نے تکبر کی تفصیل دریافت کی تو آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ وَاِنَّمَا الْكِبْرُ مَنْ جَهِلَ الْحَقَّ وَغَمِصَ النَّاسَ بِعَيْنِهٖ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي كَبِيْرِهٖ) یعنی خوبصورتی اور بناؤ چناؤ اور پاکیزگی اور نظافت پسندی اور چیز ہے۔ جمال تو پسندیدہ خدا چیز ہے خود خدا جمیل ہے۔ تکبر بڑائی اور اترانا تو یہ ہے کہ حق سے جاہل رہے اور دوسروں پر حقارت کی نظریں ڈالے۔

(۵۳۴) عَنِ الشِّفَاءِ اُمِّ سُلَيْمَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ٥ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

جمعہ کے دن حضورؐ نے ہاتھ اٹھا کر بارش برسنے کی دعا کی مسجد میں (منبر پر) کی۔ جس میں چادر بھی گھمائی اور یہ بھی فرمایا۔ لوگو! اپنے پروردگار سے استغفار کرو۔ وہ بڑا ہی غفور ہے۔"

(۵۳۵) عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا خَطَبَ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ (رَوَاهُ الطبرانی فی الکبیر)

جمعہ کے خطبے میں (جب) حضورؐ (استسقا کرتے) اپنے دونوں ہاتھ اس قدر بلند کرتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

(۵۳۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نے آکر خدمت نبوی میں عرض کیا کہ حضورؐ میں ایسی قوم کے پاس سے آرہا ہوں جن کے ہاں چرواہے کچھ لے کر نہیں آتے۔ اور جن کے نر جانور دم ہلانے کے قابل نہیں رہے۔ پس حضورؐ منبر پر چڑھے۔

نَحْمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا طَبَقًا مَّرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ۔

اے اللہ ہمیں پانی پلا کہ ہماری فریاد باقی نہ رہے جو بہت پچتا ہو۔ خوب بکثرت ہو۔ کافی موسلا دھار ہو اور جلد ہی برسے نہ کہ دیر سے۔ پھر حضورؐ منبر پر سے اترے۔ اب تو ایسی ریل پیل ہوئی کہ جہاں سے جو آتا وہی کہتا کہ خوب بارش ہو رہی ہے۔

(۵۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نماز استسقا کی کیفیت پوچھی جاتی ہے تو آپ فرماتے ہیں

حضور نہایت میلے کچیلے لباس میں تواضع اور عاجزی سے نکلے

فَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ وَلٰكِنْ لَّمْ يَزَلْ فِي الدُّعَآءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيْرِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْعِيْدَيْنِ۔ (رَوَاهُ النِّسَائِيُّ)

پھر منبر پر بیٹھے اور تمہارے ان خطبوں جیسا خطبہ نہیں کہا (بلکہ خطبے کا کم و بیش حصہ دعا میں ہی گذارا) اور برابر دعا زاری اور اللہ کی بڑائی کے بیان میں مشغول رہے اور عید کی طرح دوگانہ ادا کیا۔

(۵۳۸) استسقا میں حضورؐ کی دعا منبر پر اور راس میں ہاتھ اٹھانا بیان ہو چکا ہے صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں فَاَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ اِلَى السَّمَآءِ ؀ یعنی آپ نے دعا میں اپنے ہاتھ بھی الٹ دیئے ہاتھوں کی پشت آسمان کیطرف کر دی "۔

محترم برادران! آپ دیر سے سن رہے ہیں کہ حضورؐ نے استسقا میں نماز باجماعت بھی پڑھائی خطبہ بھی پڑھا لیکن آپ حیرت سے سنیں گے اور میں یہ تو نہیں کہونگا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بلکہ یہ کہونگا کہ حنفی مذہب نے نہ استسقا کی نماز باجماعت رکھی نہ خطبہ رکھا۔ اس نے تو صاف کہدیا کہ استسقا میں نہ نماز مسنون ہے نہ خطبہ۔ اب آپ سے اور آپ کے زندہ دل سے آپ کے اسلام سے اور آپ کے علم سے اپیل ہے کہ فرمائیے۔ ہم فقیہوں کی مانیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ بلکہ میرا ایمان تو یہ ہے کہ ممکن ہے یہ روایتیں امام صاحبؒ کو نہ پہنچی ہوں اگر یہ حدیثیں امام صاحبؒ کو پہنچتیں تو ناممکن تھا کہ وہ ان کے خلاف کہتے۔ اسی لئے امام محمد وغیرہ باوجود امام صاحب کے شاگرد ہونے کے اس بات کو نہیں مانتے۔ اسی طرح آپ بھی اس مسئلے کو جو مریح صحیح حدیثوں کے خلاف ہے ہرگز نہ مانئے چادر کا پلٹنا کئی کئی حدیثوں میں آپ سن آئے لیکن فقہ کی یہ کتابیں ہمیں اس سے بھی روکتی ہیں۔ فرمائیے حدیث پر عمل ہونا چاہئے یا فقہ پر۔ مسلمانو! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اماموں سے بیر بغض رکھنے والا ملعون ہے لیکن یاد رکھنا کہ اقوال ائمہ کی وجہ سے حدیث کو چھوڑنے والا بھی اس سے کم تو کسی طرح بھی نہیں۔ اماموں کی خود کی نصیحت اور وصیت بھی یہی ہے کہ ہمارے اقوال جو خلاف حدیث ہوں انھیں دیوار پر دے مارو۔ پس اسلام یہی ہے کہ جہاں حدیث چھوٹتی ہو وہاں اس دوسری چیز کو چھوڑ دے، گو ساری دنیا ہی کیوں نہ ہو، لیکن حدیث کو ہرگز نہ چھوڑے۔ گو مال جان عزت و وطن سب چھوڑنا پڑے۔

مسنون طریقہ استسقا کا یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ قحط سالی آجائے بارش نہ ہوئی ہو تکالیف بڑھ گئی ہوں ناامیدی کی سی کیفیت عوام میں پیدا ہو چکی ہو اس وقت مسلمان میلے کچیلے، پھٹے پرانے کپڑے پہن کر تضرع و زاری کے

ساتھ صدقہ خیرات کرکے یا ساتھ لے کر جنگل میں نکلیں سورج نکلتے ہی روانہ ہو جائیں۔ وہاں جاکر امام بخشوع خضوع دو رکعت نماز اونچی آواز کی قرأت سے پڑھائے۔ سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہوکر امام منبر پر آئے مقتدی سب بیٹھے رہیں۔ صف بندی نہ توڑیں مسنون خطبہ جو پہلے بیان ہو چکا ہے پڑھے پھر نماز ادا کرے تو یہ صورت بھی حدیث میں موجود ہے۔ خواہ یوں کرلے خواہ ووں اختیار ہے۔ یا یہ کرے کہ نماز سے پہلے منبر پر خطبہ دعائیں ہوں اور بعد از نماز بھی۔ واللہ اعلم۔ نیز لوگوں کو استغفار کی طرف صدقہ کی طرف مائل کرے تکبیرات کہے مسنون دعائیں پڑھے اسی درمیان میں ہاتھ اٹھائے اور منہ کے سامنے تک لائے اور خوب بلند کرے لیکن سر سے اوپر نہ جائیں اور بغلوں سے ہاتھ الگ کرلے۔ اثناء دعا میں ہاتھوں کو پلٹ دے پشت آسمان کی طرف کرکے دعا مانگے۔ مسنون دعائیں خصوصیت سے پڑھے رو رو کر سب ملکر دعائیں مانگیں اسی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے اور دعا جاری رکھے۔ مسلمان بھی ہاتھ اٹھا کر امام کے ساتھ اس کی دعا میں شرکت کریں۔ اثناء دعا میں قبلہ کی طرف متوجہ ہونے کے بعد امام اور مقتدی سب اپنی چادریں پلٹ دیں، اوپر کا حصہ نیچے، نیچے کا اوپر دائیں جانب کا بائیں طرف بائیں طرف کا داہنی جانب کھووں پر سے پلٹ دیں۔ حضورؐ کے اوپر اس وقت سیاہ رنگ کی چادر تھی، آپ کی چادر مبارک چھ ہاتھ لمبی تین ہاتھ چوڑی تھی۔ آپ کے تہمد کی لمبائی چار ہاتھ دو بالشت کی ہوتی تھی چوڑائی دو ذراع کی۔ استسقاء کی دعاؤں میں ایک دعا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بھی ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَّلَمْ يُكْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَّهٰذِهٖ اَيْدِيْنَا اِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِيْنَا اِلَيْكَ بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ۔ اگر چادر بھاری ہو اور نیچے کا سرا اوپر کرنا دشوار ہو تو صرف کندھوں پر دائیں بائیں بدل دے (استسقاء کی)، یہ نماز عیدگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ چھ ہجری ماہ رمضان میں ادا کی تھی اس نماز کے لئے اذان اقامت نہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم ع

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

ع استسقاء کی دعائیں خطبے احکام اور بھی ہیں لیکن خطبے کے دراز ہو جانے کے خوف سے ہم نے انہیں وارد نہیں کیں وَالرَّجِيْ الْعَفْوَ مِنَ اللّٰهِ ۱۲

(محمد عفی عنہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چونتیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں مسائل نماز کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ خطبے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَحْمَدُہٗ وَھُوَرَبُّ الْعَالَمِیْنَ ہ ھُوَالَّذِیْ اٰتٰی اَحْمَدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَالْکَلِمِ الْجَامِعَۃِ ہ وَاَمَدَّہٗ بِشَمْسِ الْمَعَارِفِ الَّتِیْ بَھَرَسَنَاھَا اَنْوَارَشَمْسِ الْاٰفَاقِ السَّاطِعَۃِ ہ وَبَعَثَہٗ بِالدِّیْنِ الَّذِیْ حَلّٰی تَاجَہٗ بِجَوَاھِرِ خُطَبِہِ اللَّامِعَۃِ ہ وَمَنَحَہٗ مِنَ الْعُلُوْمِ وَالصِّفَاتِ مَالَاتُحِیْطُ بِاسْتِقْصَائِہٖ دَائِرَۃُ النُّطْقِ الْوَاسِعَۃِ ہ وَبَعْدَ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ فَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَاتَرَکَّبَتِ الْاَلْفَاظُ مِنْ حُرُوْفِ مَبَانِیْھَا ہ وَدَلَّتْ عَلٰی اَسْرَارِھَا وَمَعَانِیْھَا ہ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ہ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہ اَمَّابَعْدُ ہ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ہ

(۵۳۹) عَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَحَدِ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْھَلِ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِنَا فَصَلّٰی بِنَا الْمَغْرِبَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ ارْکَعُوْا ھَاتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لِلسُّبْحَۃِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مغرب کی نماز قبیلہ بنو عبد الاشہل کی مسجد میں ادا فرمائی۔ بعد از نماز لوگوں سے فرمایا کہ مغرب کے بعد کی ان دو سنتوں کو گھروں میں جاکر پڑھا کرو۔ افضل بہتر یہی ہے گو مسجد میں پڑھ لینا بھی جائز ہے۔

(۵۴۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِالنَّاسِ فَخَلَعَ نَعْلَیْہِ فَلَمَّا احَسَّ بِہِ النَّاسُ خَلَعُوْا نِعَالَھُمْ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اَقْبَلَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی اثنار نماز میں آپ نے اپنی جوتی اتار دی۔ اس کا احساس کرکے آپ کے مقتدی صحابہؓ نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے

عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَكَ اَتَانِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنْ بِنَعْلَیَّ اَذًی فَاِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقْلِبْ نَعْلَيْهِ فَاِنْ رَاٰى فِيْهِمَا شَيْئًا فَلْيَمْسَحْهُمَا ثُمَّ يُصَلِّیْ فِيْهِمَا ۔ (رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَغَيْرُهٗ) وَ فِیْ رِوَايَةٍ اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا اِنْ بَدَا لَهٗ ۔

فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اس نے مجھے بتلایا کہ میری جوتی میں گندگی لگی ہوئی ہے۔ تم میں سے جو مسجد میں آئے وہ اپنی جوتیاں اُلٹی کر کے دیکھ لے۔ اگر کچھ لگا ہوا ہو تو پونچھ ڈالے۔ پھر جوتی سمیت نماز پڑھ لے، یا جی چاہے تو اُتار دے"۔ یعنی جوتیوں سمیت بھی نماز جائز ہے۔

(۵۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَلَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلَيْهِ فَخَلَعَ مَنْ خَلْفَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ اَنْ خَلَعْتُمْ نِعَالَكُمْ؟ قَالُوْا رَاَيْنَاكَ خَلَعْتَ فَخَلَعْنَا فَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا فَخَلَعْتُهُمَا لِذٰلِكَ فَلَا تَخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ ۔ (رَوَاهُ الْبَزَّارُ)

نماز پڑھاتے ہوئے حضورؐ نے جوتیاں اتار دیں۔ آپ کے مقتدیوں نے بھی اُتار دیں۔ بعد از نماز آپ نے فرمایا تم نے اپنی جوتیاں الگ کیوں کر دیں؟ انھوں نے جواب دیا آپ کو الگ کرتا دیکھ کر۔ آپ نے فرمایا مجھے تو جبرئیلؑ نے آن کر کہا کہ میری جوتیوں میں گندگی لگی ہوئی ہے اس لئے میں نے اُتار دیں۔ تم اپنی جوتیاں نہ اُتارا کرو"۔

مسئلہ یہ ہے کہ جوتیاں اگر پاک ہوں تو انھیں پہنے ہوئے بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ اُتار کر نماز پڑھنا بھی حدیثوں سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہ۔ ہاں یہ خیال رہے کہ مسجدوں کے بہترین فرش و فروش کو جوتیوں سے میلا اور خراب کرنا اور اپنے دائیں بائیں کے نمازیوں کو اپنی جوتیوں سے تکلیف پہنچانا یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۵۴۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا هٰؤُلَاءِ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ؟ قَالُوْا

دربارِ محمدیؐ میں پروانہ وار صحابہ کرام بیٹھے ہوئے ہیں۔ منتظر ہیں کہ آپ کے پاکیزہ ملفوظات سُنیں جو حضورؐ اُنکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ سب کی باچھیں کھل جاتی ہیں۔ اور ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ میں تمھاری طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں سب جواب دیتے ہیں کہ ہاں ہاں ہمیں خوب معلوم ہے

بَلٰى نَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْزَلَ فِيْ كِتَابِهٖ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ؟ فَقَالُوْا بَلٰى نَشْهَدُ اَنَّهٗ مَنْ اَطَاعَكَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَاَنَّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ طَاعَتُكَ ۔ قَالَ فَاِنَّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ اَنْ تُطِيْعُوْنِيْ وَاِنَّ مِنْ طَاعَتِيْ اَنْ تُطِيْعُوْا اَئِمَّتَكُمْ فَاِنْ صَلَّوْا قُعُوْدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

اور ہماری گواہی ہے کہ بیشک آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کیا تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ کتاب اللہ میں فرمان خدا ہے کہ میرا اطاعت گذار خدا کا فرمانبردار ہے؛ سب نے متفقہ طور جواب دیا کہ ہاں بیشک ہماری گواہی ہے کہ آپ کی اطاعت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا اطاعت گذار ہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری آپ کی فرمانبرداری ہی۔ آپ نے فرمایا سنو اللہ کی اطاعت میری اطاعت ہی اور میری اطاعت اماموں کی اطاعت ہے۔ اپنے اماموں کی پیروی کرو۔ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائیں تو تم بھی اُن کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز ادا کرو۔"

یہ بارہا بیان ہو چکا ہے کہ مرض الموت میں حضورؐ نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی اور آپ کے مقتدیوں نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

(۵۴۳) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ اِشَارَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِيْ صَلَاتِنَا فَنُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۔ (رَوَاهُ الْبَزَّارُ)

اثناء نماز میں ایک صحابیؓ نے آپ کو سلام کیا، تو آپ نے ہاتھ کا اشارہ کر دیا۔ فارغ ہو کر فرمایا کہ ہم نماز میں سلام کا جواب دیدیا کرتے تھے لیکن اب اس سے ممانعت کر دی گئی ہے۔" ثابت ہوا کہ نمازی کو اگر کوئی بحالت نماز سلام کرے تو وہ زبان سے جواب نہ دے اشارہ کردے یہ مسنون طریقہ ہے۔ اس کا خیال نہ کرے کہ کسی امام کے مذہب میں یہ منع ہے۔ اس لئے کہ ہم مسلمانوں کے امام، امام الانبیاء سرور رسل حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۵۴۴) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ هُمْ يُصَلُّوْنَ سَاَلَ الَّذِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَيُخْبِرُهٗ بِمَا فَاتَهٗ فَيَقْضِيْ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ مَعَهُمْ

پہلے یہ دستور تھا کہ جب کوئی مسجد میں آتا اور جماعت کھڑی دیکھتا تو اپنے پاس والے سے دریافت کر لیتا کہ کتنی رکعتیں ہو چکیں، وہ بتاتا تو یہ پہلے اُن فوت شدہ رکعتوں کو پڑھتا پھر جماعت میں ملکر سب کے ساتھ باقی نماز ادا کرتا ایک روز

حَتّٰی اَتٰی مُعَاذٌ یَوْمًا فَاَشَارُوْا اِلَیْهِ اِنَّكَ قَدْ فَاتَكَ كَذَا وَكَذَا۔ فَاَبٰی اَنْ یُّصَلِّیَ نَصَلّٰی مَعَهُمْ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدُ مَا فَاتَهٗ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَقَالَ۔ اَحْسَنَ مُعَاذٌ وَّ اَنْتُمْ فَافْعَلُوْا كَمَا فَعَلَ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِیْرِ ہ وَاَصْلُهٗ فِی السُّنَنِ)

حضرت معاذؓ ایسے ہی وقت پر آئے۔ ان سے بھی اشارہ سے کہا گیا کہ آپ کی اتنی رکعتیں فوت ہوئیں لیکن انھوں نے فوت شدہ رکعتیں الگ پہلے ادا نہ کیں۔ بلکہ جماعت میں مل گئے۔ اور جماعت ہو چکنے کے بعد کھڑے ہو کر فوت شدہ رکعتیں ادا کرلیں۔ جب حضورؐ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا یہ تو معاذؓ نے بہت ہی اچھا کیا۔ اب سے تم بھی ایسا ہی کیا کرو"

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا۔ معاذؓ نے تمھارے لئے اچھا طریقہ جاری کر دیا ہے۔ اب سے تم بھی اسی طرح کیا کرو، معلوم ہوا کہ جو نماز جماعت سے فوت ہوئی یہ فوت کرنیوالے کی پہلی رکعتیں ہیں۔ انھیں جماعت ہو چکنے کے بعد پہلی نماز سمجھ کر پہلی نماز کی طرح ادا کرے۔ مثلاً کوئی شخص آیا اور اُسے مغرب کی نماز کی ایک رکعت ملی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ دو رکعت ادا کرے۔ اس طرح کی پہلی رکعت میں الحمد اور سورت پڑھے پھر بیچ میں قعدہ نہ کرے۔ التحیات نہ پڑھے کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح بھری پڑھے یعنی الحمد اور دوسری سورت ملا کر پھر التحیات میں بیٹھے اور التحیات درود دعا پڑھکر سلام پھیر دے اگر ظہر عصر عشا کی ایک رکعت ملی ہے تو کھڑا ہو کر دو رکعتیں الحمد اور سورت والی پڑھے بیچ میں التحیات میں نہ بیٹھے دو رکعت پڑھ کر التحیات میں بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت صرف سورۃ فاتحہ سے پڑھے۔ اب التحیات درود دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یہی مقصد اس حدیث کا ہے جسمیں حضورؐ فرماتے ہیں مَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔ جو فوت ہوئی ہے اُسے پوری کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ واللہ اعلم وعلمہٗ اتم۔

محمدی بھائیو! خوش ہو جاؤ حضورؐ کا ایک مطول پر مغز وعظ سنو!

(۵۴۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَا یُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَزِیْدُ بِهٖ فِی الْحَسَنَاتِ؟ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا

کیا میں تمھیں وہ اعمال نہ بتلاؤں؟ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمھاری خطائیں معاف فرما دے؟ اور نیکیاں بڑھا دے سب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا جی نہ چاہے کا بل وضو کرنا (مثلاً پانی میں کمی ہو سردیاں ہو اور جاڑہ ہو وغیرہ) اور دور سے پیدل چلکر مسجدوں میں

إِلَى الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ مُتَطَهِّرًا فَيُصَلِّيْ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فِي الْمَجْلِسِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ الْاُخْرٰى اِلَّا الْمَلٰٓئِكَةُ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ فَاِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاعْدِلُوْا صُفُوْفَكُمْ وَاَقِيْمُوْهَا وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ فَاِذَا قَالَ اِمَامُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِنَّ خَيْرَ صُفُوْفِ الرِّجَالِ الْمُقَدَّمُ وَشَرُّهَا الْمُؤَخَّرُ وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ الْمُؤَخَّرُ وَشَرُّهَا الْمُقَدَّمُ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ اِذَا سَجَدَ الرِّجَالُ فَاغْضُضْنَ اَبْصَارَكُنَّ لَا تَرَيْنَ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ ضِيْقِ الْاُزُرِ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

پہنچنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ سُنو تم میں سے جو شخص اپنے گھر سے وضو کرکے نماز کے لئے مسجد کی طرف چلے پھر مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے پھر اپنی جگہ بیٹھا ہوا دوسری نماز باجماعت کا انتظار کرے تو اس تمام پورے وقت تک فرشتے اس کیلئے دُعا کرتے ہیں کہ خدایا اسے بخش، اس پر رحم کر۔ مسلمانو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوؤ تو صفیں سیدھی کرلو۔ صفوں کو درست کرلو، دو شخصوں کے درمیان کچھ فاصلہ نہ رہ جائے۔ یاد رکھو میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں جب تمہارا امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو، مسلمانو! مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر صف آگے کی صف ہے اور ان کی بدترین صف پچھلی صف ہے، اور عورتوں کی بہترین صف پچھلی صف ہے۔ اور ان کی بُری صف اگلی صف ہے۔ اے عورتو! جب مرد سجدے میں جائیں تو تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ مردوں کے تہمد کی تنگی کی وجہ سے بے پردگی ہو جائے۔

میں پہلے بسط وتفصیل سے بیان کر چکا ہوں کہ مقتدی بھی سمع اللہ کہے اور امام بھی ربنا لک الحمد پڑھے۔ نماز میں پیچھے کی طرف سے مقتدیوں کا آپ کو دکھائی دینا یہ آپ کا معجزہ تھا۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۵۴۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھائی فارغ ہو کر ان کی طرف منہ کرکے دریافت کیا کہ کیا تم اپنی نماز میں اپنے امام کے پیچھے جبکہ امام پڑھ رہا ہو پڑھتے

بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَتَقْرَءُوْنَ فِیْ صَلَاتِکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ یَقْرَءُ؟ فَسَکَتُوْا قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ اَوْقَالَ قَائِلُوْنَ اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا لِیَقْرَأْ اَحَدُکُمْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ فِیْ نَفْسِهٖ (رَوَاہُ اَبُوْیَعْلٰی والطبرانی فِی الْاَوْسَطِ وَھٰذا حدیث صحیحٌ)

ہو؟ سب خاموش رہے۔ آپ نے تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ تب ایک نے یا کئی ایک نے جواب دیا کہ ہاں ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہ کرو۔ ہاں تم میں سے ہر ایک سورۂ فاتحہ کو اپنے دل میں (یعنی آہستہ آہستہ) پڑھ لیا کرے۔

محترم بھائیو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آپ کے سامنے ہے جو آپ مقتدیوں کو دے رہے ہیں کہ جب امام ہو، فرض نماز ہو، امام قرأت پڑھ رہا ہو اس وقت بھی تم الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھ لیا کرو۔ پہلے وہ حدیث بھی بیان ہو چکی ہے کہ اگر الحمد نہ پڑھو گے تو نماز نہ ہوگی پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا کے رسول اپنے مطاع برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سر آنکھوں پر رکھیں۔ فرض نماز میں امام کے پیچھے بھی جبکہ امام با آواز بلند پڑھ رہا ہو یا پست آواز سے پڑھ رہا ہو۔ تب بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا نہ چھوڑیں۔ اگر نہ پڑھیں گے تو نماز نہ ہوگی، اور یہ تو ایمان کا مسئلہ ہے کہ حضورؐ کے فرمان کے مقابلہ میں دوسرے کی ماننا اور آپ کے حکم کے خلاف کرنا، ایمان کیخلاف ہے یہ صاف صریح حدیث ہے۔ اللہ کے نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف فرمان ہے، سند صحیح ہے۔ راوی سب ثقہ ہیں۔ اس کا خلاف کرنا خدا کے ہاں اس حیثیت سے بدترین جرم ہے۔ اور ایسی نماز بھی دراصل نماز نہیں[٥] نماز جیسے اہم مسئلہ میں بے پرواہی نہ کرو۔ حضورؐ کے مقابلہ میں کسی اور کی نہ مانو۔ سب کے فرمان رد ہو جائیں مگر اللہ کے رسولؐ کا فرمان رد نہ کرو۔ ورنہ قیامت کے دن ہولناک عذابوں میں پکڑے جاؤ گے۔

(۵۴۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا لِاَصْحَابِهٖ وَاَنَا حَاضِرٌ لَوْ کَانَ لِاَحَدِکُمْ هٰذِهِ السَّارِیَةُ لَکَرِہَ اَنْ یُّخْدَعَ کَیْفَ یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ فَیَخْدَعُ صَلٰوتَهُ الَّتِیْ هِیَ لِلّٰهِ فَاَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ اِلَّا تَامًّا۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کے مجمع میں ایک مرتبہ حضورؐ نے یہ وعظ فرمایا اس وقت میں بھی حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کی کوئی چیز ہو تو وہ نہیں چاہتا کہ اس میں اس سے دھوکہ بازی کی جائے۔ پھر چہ جائیکہ خدا کی چیز میں اس رب سے دھوکہ دہی کی جائے؟ سنو نماز کو اطمینان سے نہ ادا کرنا، بلکہ رکوع سجود وغیرہ میں جلدی کرنا۔ یہ خدا سے دھوکہ کرنا ہے۔

[٥] اس مسئلہ کی پوری تحقیق بہت سے دلائل سے مع ان دلائل کے جواب کے جو اس کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں، مؤلف کی کتاب دلائل محمدی میں ہے۔

لوگو! اپنی نماز کو کامل اور پوری کرتے رہو۔ سنو اللہ تعالیٰ ناقص نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ وہ لوگ جو نماز جلدی جلدی پڑھا کرتے ہیں۔ رکوع سجدہ اطمینان سے نہیں کرتے، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر مسنون اذکار رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ الخ وغیرہ نہیں پڑھتے۔ دونوں سجدوں کے درمیان اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ کر رَبِّ اغْفِرْلِیْ الخ وغیرہ نہیں پڑھتے۔ وہ سوچیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھیر پکائے لیکن اس میں ایلوا ڈال دے۔ محنت برباد گناہ لازم۔ نماز بھی پڑھیں اور مقبول نہ ہوئی، بلکہ پرانے کپڑے کی طرح ان کے منہ پر ماردی گئی۔ اور حدیث میں ہے کہ رہتی دنیا تک یہ نماز اس کے لئے بددعا کرتی رہتی ہے کہ الٰہی جیسے اس نے مجھے ضائع کیا۔ تو بھی اسے برباد کر۔ حدیث میں ہے کہ حضورؐ کے رکوع سجدوں کی تسبیحوں کا اندازہ بقدر دس دس بار کہنے کے تھا اور عموماً آپ رکوع سجدے میں یہ تسبیح پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

(۵۴۸) عَنْ خَفَّافِ بْنِ اِیْمَاءَ بْنِ رَحْضَةَ الْغِفَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ لِحْیَانًا وَّرِعْلًا وَّذَكْوَانًا وَّعُصَیَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ لَسْتُ قُلْتُ هٰذَا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَهٗ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِیْرِ)

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ کر آپ نے دعاءِ قنوت پڑھی جس میں یہ دعا کی الٰہی لِحیان رِعل اور عُصَیَّہ قبیلوں پر لعنت کر جنھوں نے تیری نافرمانی پر کمر کس لی ہے۔ باری تعالیٰ قبیلۂ سالم کو سلامت رکھ، خدایا قبیلۂ غفار کو بخش دے اس کے بعد آپ نے سجدہ کیا، نماز پوری کر کے لوگوں کی طرف منہ پھیر کر فرمایا۔ اے لوگو! میں نے یہ نہیں کہا بلکہ اللہ عزوجل نے خود ہی فرمایا ہے"۔

(۵۴۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ عَلَی الْمِنْبَرِ كَمَا یُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ۔ (رَوَاهُ الطبرانی فی الکبیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر لوگوں کو التحیات میں پڑھنے کا تشہد سکھایا کرتے تھے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح مکتب میں بچوں کو استاد تعلیم دیا کرتے تھے۔

(۵۵۰) عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ حَیْدَةَ قَالَ

حضورؐ نے صحابہؓ کو خطبہ سنایا جسمیں فرمایا تم بدکار فاجر و فاسق

خَطَبَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَتّٰی مَتٰی تَرْعَوْنَ عَنْ ذِکْرِ الْفَاجِرِ ھَتِّکُوْہُ حَتّٰی یَحْذَرَہُ النَّاسُ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

کی برائیاں بیان کرنے سے کب تک بچتے رہوگے؟ اسکی برائیاں دُنیا کے سامنے رکھدو تاکہ لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں اور اس کی برائی سے بچیں"۔

معلوم ہوا کہ فاسق بدکاروں کی برائیاں مسلمانوں کی مصلحتوں کے لحاظ سے بیان کرنا یا دینی مصالح کی بنا پر کرنا درست ہے، یہ چیز غیبت میں داخل نہیں ہے۔

میرے محترم مسلمان بھائیو! اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے آپ نے سُن لئے مجھ جیسا بے بضاعت انکی تفصیل وتشریح کیا کرے؟ بجز اس کے کہ میں اور آپ سب ملکر اللہ سے دُعا کریں کہ خدایا ہمارے سینے کو کھولدے ہمارے دلوں میں اپنا دین جمادے۔ ہمیں قرآن حدیث پر پورا عامل بنادے۔ اپنی اور اپنے رسولؐ کی محبت ہمیں عنایت فرما۔ ہمارے دین دنیا کے تمام کام سنوار دے۔ ہر کام کا ہمیشہ انجام نیک کر۔ بُری گھڑی سے بُری بیماری سے، تنگی اور سختی سے ہمیں بچا۔ دونوں جہان کی بھلائیاں عطا فرما۔ آمین۔ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا ٥ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا ٥ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ ٥ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ٥ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَ نَسْئَلُكَ شُکْرَ نِعْمَتِكَ ٥ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ ٥ وَنَسْئَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا ٥ وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّنَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَاتَعْلَمُ ٥ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاتَعْلَمُ ٥ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ ٥ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ٥ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ٥ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ ٥ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ٥ وَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ اِنَّہٗ بَرٌّ رَّءُوْفٌ کَرِیْمٌ ٥ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چونتیسویں ۳۴ جمعہ کا دوسرا ۲ خطبہ

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلونکو نرم وگرم کرنیوالے چھ ۶ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ اَشْھَدُ اَنْ لَّا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۰ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۰ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۰ اَمَّا بَعْدُ ۰

(۵۵۱) یَآ اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ۰ وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ قَبْلَ اَنْ تَشْتَغِلُوْا عَنْھَا ھَرَمًا نَاغِضًا وَّمَوْتًا خَالِصًا وَّمَرَضًا حَابِسًا وَّتَسْوِیْفًا مُّوْلِیًا ۰ وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ تُسْعَدُوْا ۰ وَاَکْثِرُوا الصَّدَقَۃَ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ تُؤْجَرُوْا ۰ وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَ تُجْبَرُوْا ۰ وَأْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ تُخْصِبُوْا ۰ وَانْھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ تُنْصَرُوْا ۰ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اَکْیَسَکُمْ اَکْثَرُکُمْ ذِکْرًا لِّلْمَوْتِ ۰ وَ اَکْرَمَکُمْ اَحْسَنُکُمْ اِسْتِعْدَادًا لَّہٗ ۰ اَلَا وَاِنَّ مِنْ عَلَامَاتِ الْعَقْلِ التَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ ۰ وَالْاِنَابَۃَ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالتَّزَوُّدَ لِسُکْنَی الْقُبُوْرِ ۰ وَالتَّاَھُّبَ لِیَوْمِ النُّشُوْرِ ۰ (مواہب لدنیہ وزرقانی)

لوگو! موت سے پہلے توبہ کر و۔ لوگو کمر توڑ بڑھاپے سے اور خالص موت اور روک دینے والی بیماری اور بے فائدہ افسوس کے موقعہ سے پہلے ہی پہلے نیکیاں کر لو۔ اللہ تعالیٰ سے اچھے تعلقات توحید و سُنت کی پابندی سے پیدا کر و تاکہ سعادت سے محروم نہ رہ جاؤ۔ پوشیدگی میں اور بظاہر بھی صدقہ خیرات دیتے رہو۔ تاکہ اجر و ثواب بھی ملے۔ ستائش اور تعریف بھی ہو، روزی و رزق میں بھی کشادگی اور فراوانی ہو۔ دشمنوں کے مقابلے میں اور تمھارے اپنے کاموں میں بھی تمھاری مدد خدا کی طرف سے کیجائے۔ لوگو! سب سے دانا وہ ہے جو اپنی موت کو کبھی نہ بھولے۔ سب سے زیادہ بزرگی اور اکرام اس کا ہوگا جو اپنی موت کے لئے موت کے وقت سے پہلے بخوبی تیاریاں کرلے یعنی نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرلے لوگو! عقل کی علامتیں یہ ہیں کہ انسان اس دھوکے کی ٹٹی ناپائیدار دُنیا سے الگ تھلگ رہے اور اللہ تعالیٰ کی ہمیشگی کی نعمتوں والی جنت کا طالب اور اس کی طرف راغب رہے۔ اور قبر کی لمبی رہائش کے لئے توشہ ساتھ لے جائے اور دوبارہ جی اٹھنے کے دن کے لئے تیاریاں کرتا رہے یعنی نیکیوں میں مشغول اور بُرائیوں سے دور رہے۔

(۵۵۲) آؤ ترمذی شریف سے میں آپ کو حضورؐ کا ایک مختصر سا خطبہ سناؤں جو ہمیں دونوں جہان کی بھلائی کے لئے کافی ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَامَ

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اَوَّلٍ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

تعالیٰ عنہ منبر پر خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور رونے لگے پھر فرمایا پہلے ہی سال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ سُنانے کو منبر پر کھڑے ہوئے اور رونے لگے۔ پھر فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت طلب کرو۔ سُنو ایمان کے بعد کسی کو کوئی نعمت عافیت سے بہتر عطا نہیں کی گئی۔

الٰہ العالمین! ہم بھی تیرے نبیِ اکرم حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے تجھ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی عفو اور عافیت عطا فرما۔ آمین! یا مجیب المُضطرِیْن! مسلمانو! توجہ سے سُنو یوں سمجھ کر سُنو کہ کلامِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے ہو حضورؐ کا خطبہ سنو خاموشی سے دلی توجہ سے ادب و عزت سے سُنو! کان لگا کر آنکھیں جما کر باادب بیٹھ کر سُنو۔

(۵۵۳) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ كَاَنَّ الْمَوْتَ عَلٰى غَيْرِنَا فِيْهَا كُتِبَ وَكَاَنَّ الْحَقَّ عَلٰى غَيْرِنَا وَجَبَ وَكَاَنَّ الَّذِيْ نُشَيِّعُ مِنَ الْاَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِيْلٍ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ ۝ وَنَاْوِيْهِمْ اَجْدَاثَهُمْ ۝ وَنَاْكُلُ تُرَاثَهُمْ كَاَنَّا مُخَلَّدُوْنَ ۝ قَدْ نَسِيْنَا كُلَّ وَاعِظَةٍ ۝ وَاَمِنَّا كُلَّ جَائِحَةٍ طُوْبٰى لِمَنْ شَغَلَهٗ عَيْبُهٗ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ طُوْبٰى لِمَنْ طَابَ كَسْبُهٗ ۝ وَصَلُحَتْ سَرِيْرَتُهٗ وَحَسُنَتْ عَلَانِيَتُهٗ ۝ وَاسْتَقَامَتْ طَرِيْقَتُهٗ طُوْبٰى لِمَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ مِنْ غَيْرِ مَنْقَصَةٍ ۝

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو یہ خطبہ سُنایا۔ لوگو! ہم تو ایسے ہو گئے کہ اس دنیا میں اور مرنے والے ہیں لیکن ہم پر گویا موت آنے کی ہی نہیں، ہم پر گویا کوئی حق ہی نہیں، جو کچھ حقوق ہیں وہ اوروں پر ہی ہیں جنھیں ہم اپنے کندھے پر چڑھا کر رکھ آتے ہیں۔ گویا یوں سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے کسی سفر کو گئے ہیں۔ جو بہت جلد پھر واپس لوٹنے والے ہیں۔ ہم اُن کے جسموں کو دفنا دیں اور ان کا ورثہ کھالیں۔ ہمیں تو گویا دنیا چھوڑنی ہی نہیں، دوامی پٹہ لکھوا لائے ہیں۔ آہ ہم نصیحت کی تمام باتیں بھُلا بیٹھے۔ گویا اپنے تئیں تمام آفتوں سے محفوظ سمجھ بیٹھے۔ سُنو! نیک انجام فرخندہ فرجام وہ ہے جو اپنی اصلاح میں لگ جائے اور لوگوں کی عیب گیری سے

وَاَنْفَقَ مَا لَا جَمَعَهٗ فِیْ غَیْرِ مَعْصِیَةٍ ٭ وَخَالَطَ اَهْلَ الْفِقْهِ وَالْحِکْمَةِ ٭ وَرَحِمَ اَهْلَ الذُّلِّ وَالْمَسْکَنَةِ ٭ طُوْبٰی لِمَنْ اَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَّالِهٖ ٭ وَاَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهٖ ٭ وَوَسِعَتْهُ السُّنَّةُ ٭ وَلَمْ یَعْدُ عَنْهَا اِلَی الْبِدْعَةِ ٭ (رَوَاہُ فِیْ مُنْتَخَبِ کَنْزِ الْعُمَّالِ)

الگ ہو جائے۔ خوش نصیب وہ ہے جس کی کمائی طیب حلال ہو۔ جس کی اندرونی حالت بہتر ہو جس کا ظاہر بھی تقوے سے آراستہ ہو جو صحیح طریقے پر جما ہوا ہو خوش نصیب ہے وہ جو اللہ کا حکم سمجھ کر تواضع فروتنی اور عاجزی اختیار کرلے، جو اسے نقصان دہ نہیں اور مال کو بوجہ حلال جمع کرے۔ پھر راہِ خدا میں خرچ کرتا رہے نہ کہ بُرائیوں میں۔ اور علماء کرام سے میل جول رکھے۔ جو سمجھدار اور دانائی والے ہوں اور گرے پڑے مسکینوں اور ضعیفوں پر رحم و کرم کرے، اس کے لئے مبارکباد ہے جو اپنا بچایا ہوا مال خرچ کرے اور بیہودہ بے فائدہ باتوں سے احتراز کرے، اپنی زبان کو روکے رکھے۔ ہر کام مطابق سُنّت کرے، حدیث کے دائرے میں لپے اس سے گذر کر بدعت میں قدم نہ رکھے بلکہ بدعتوں سے بچتا رہے" قربان جائیں اس رسول پر اور قربان جائیں ان سچے موتیوں سے بھی قیمتی الفاظ پر۔

(۵۵۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَرَخَّصَ فِیْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّیْءِ اَصْنَعُهٗ ٭ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْیَةً (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام خود کیا اس کی رخصت عنایت فرمائی۔ باوجود اس کے بعض حضرات نے اس سے پرہیز کیا، جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ہمیں خطبہ سُنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد فرمایا بعض لوگوں کی یہ کیا روش ہے؟ کہ کسی کام کو میں خود کرتا ہوں تاہم وہ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ سُن لو قسم بخدا ان سب سے زیادہ اللہ کی باتوں کا عالم میں ہوں، اُن سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا میں ہوں پس معلوم ہوا کہ ہمارے لئے تمامتر خوبی اللہ کے رسولؐ کی اطاعت میں ہے۔ اگر تم نے کسی اور کی تقلید کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا تو اطاعت رسولؐ تم سے چھوٹ جائے گی، اور اس کے چھوٹتے ہی بھلائیاں تم سے اور تم بھلائیوں سے الگ ہو جاؤ گے۔

(۵۵۵) دیکھو صحیح مسلم شریف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کے الفاظ یہ ہیں:۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ٥ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ ٥ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح رہے کہ تمام باتوں میں بہتر بات کتابِ خدا قرآنِ مجید فرقانِ حمید ہے اور تمام طریقوں اور راہوں میں بہتر طریقہ اور راہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور تمام کاموں میں بدترین کام نئے کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

الحاصل ترکِ سنت اکبر الکبائر گناہ ہے۔ اور فعلِ بدعت اس سے بھی بڑھ کر کبیرہ گناہ ہے۔ پس مذہبوں کے بندھنوں سے اماموں کی تقلید سے فقہاء کے قیاسات سے رسم و رواج کی پابندیوں سے برادری کے معمولات سے آزاد ہو کر سنتِ رسول کی پیروی میں لگ جاؤ۔ مذہبوں کی تعلیم بھی دراصل یہی ہے۔ اسی میں خدا کی خوشنودی ہے۔ اسی میں رسول اللہؐ کے قدم جنت میں ملنے کی امید بلکہ یقین ہے۔ دوستو ایک طرف گناہوں سے ہاتھ کھینچو اور دوسری طرف سنتِ رسولؐ کیطرف ہاتھ بڑھاؤ اللہ کی نعمتوں کو پہچانو اور ان کا شکر بجالاؤ۔

(۵۵۶) عَنْ عَلِيٍّ اَوْعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا فَيُذَكِّرُنَا بِاَيَّامِ اللّٰهِ حَتّٰى نَعْرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ وَكَاَنَّهٗ نَذِيْرُ قَوْمٍ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ (تلخیص الحبیر)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبوں میں ہمیں اللہ کی نعمتیں یاد دلاتے، اس وقت خود آپ پر اس قدر خلوص جوش اور اثر ہوتا تھا کہ ہمیں آپ کے چہرے سے محسوس ہو جاتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا گویا آپ کسی زبردست خطرے سے اپنی قوم کو آگاہ فرما رہے ہیں۔

خوش نصیب ہے وہ جو اللہ کے رسولؐ کے ڈراوے سے ڈر گیا، اور بدنصیب ہے وہ جس نے ایسے سچے ہمدرد اور خیر خواہ کے ڈراوے کو بھی بھلا دیا۔ بدمستیوں اور سرکشیوں میں عمر گذار دی۔ بھائیو! اب آؤ اللہ تعالیٰ سے بہ عاجزی دعائیں مانگیں۔ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ٥ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ٥ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ٥ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ٥ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ٥ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ٥ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ٥ وَاَزْوَاجِ مُحَمَّدٍ ٥ وَاَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ٥ وَخُلَفَآءِ مُحَمَّدٍ ٥ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ٥ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ٥ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ٥

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پینتیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

فضائل جہاد، اثر خطبات نبویہ اور عورتوں کی نصیحتوں کے بیان میں

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ خطبے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ٭ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ٭ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ ٭ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ٭ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الۡکُفَّارَ وَالۡمُنَافِقِیۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَیۡھِمۡ وَمَاۡوٰھُمۡ جَھَنَّمُ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ٭

(۵۵۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات عشاء کی نماز کے لئے حضور بہت دیر میں گھر سے نکلے، اس وقت ہم میں سے کوئی تو نماز میں تھا، کوئی لیٹا ہوا تھا، تو آپ نے ہم سے خطاب کر کے ہمیں خوشخبریاں دیں اور فرمایا:-

اِنَّہٗ لَا یُصَلِّیۡ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اَحَدٌ مِّنۡ اَھۡلِ الۡکِتَابِ ٭ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ لَیۡسُوۡا سَوَآءً مِّنۡ اَھۡلِ الۡکِتَابِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتۡلُوۡنَ اٰیَاتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ اللَّیۡلِ وَھُمۡ یَسۡجُدُوۡنَ (رَوَاہُ الۡاِمَامُ ابۡنُ جَرِیۡرٍ فِیۡ تَفۡسِیۡرِہٖ)

ہمیں آپ نے خوشخبری دی، اور فرمایا سنو اس نماز کو اس وقت تمھارے سوا اور کوئی نہیں پڑھ رہا۔ اس پر جناب باری نے آیت لَیۡسُوۡا سَوَآءً آخر تک نازل فرمائی یعنی اہل کتاب سب یکساں نہیں، ان میں بھی ایک جماعت ہے جو کتاب اللہ کو رات کی گھڑیوں میں کھڑے کھڑے تلاوت کرتی ہے اور سجدے کرتی ہے۔"

(۵۵۸) مشرکین مکّہ جنگ اُحد میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا کر لوٹ گئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ اب بدر صغریٰ میں ہم تم سے سمجھ لیں گے۔ زخمی مسلمان حضورؐ کے اردگرد ہیں اور آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہیں اس کا خلاصہ بزبان ابن عباس ملاحظہ ہو۔

نَدَبَ النَّاسَ لِیَنۡطَلِقُوۡا مَعَہٗ وَیَتَّبِعُوۡا مَا کَانُوۡا مُتَّبِعِیۡنَ ٭ وَقَالَ اِنَّمَا یَرۡتَحِلُوۡنَ الۡاٰنَ فَیَاۡتُوۡنَ الۡحَجَّ وَلَا یَقۡدِرُوۡنَ عَلٰی مِثۡلِھَا حَتّٰی عَامٍ مُّقۡبِلٍ

آپ نے لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے آمادہ کیا اور جس طرح بھی ہو سکے اپنا ساتھ نہ چھوڑنے کی ترغیب

دلائی۔ یہ بھی فرمایا کہ اب یہ کوچ کر جائیں گے، حج میں آئیں گے اور آئندہ سال تک اس جیسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے۔" ادھر شیطان نے یہ افواہ اڑا رکھی تھی کہ تمھارے مقابلہ کے لئے کفّار نے بڑی فوجیں جمع کر لی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات بعض لوگوں کے دلوں میں جم گئی۔ اس پر آپ نے اپنے اس خطبے میں پھر فرمایا:۔

اِنِّیْ ذَاھِبٌ وَاِنْ لَّمْ یَتَّبِعْنِیْ اَحَدٌ لَاُحَضِّضُ النَّاسَ۔ — تم میں سے اگر کوئی بھی میرے ساتھ نہ چلے تو نہ چلے میں تو ضرور جاؤں گا۔

(رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ)

یہ سُنکر مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ تیار ہوگئے۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی، زبیر، سعد، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ۔ کل ستّر صحابہؓ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ ابوسفیان سردار لشکر کفار کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ صَفرا مقام تک پہنچ گئے۔ اس کے دل میں خدا تعالیٰ نے خوف ڈال دیا اور وہ وہاں سے سیدھا مکہ ہو لیا، لڑائی نہ ہوئی اور مسلمانوں نے وہاں کا بازار کیا اور بہت بڑے نفع کے ساتھ خدا کی رضا اور نعمت لے کر لوٹے۔ اسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ یعنی جن صحابہؓ نے باوجود زخم خوردہ ہونے کے اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات مان لی اور احسان اور تقوے پر جمے رہے ان کیلئے بہت بڑا اجر اور ثواب ہے۔"

(۵۵۹) اس موقعہ پر حضورؐ نے اپنے اصحاب کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَا عِصَابَۃٌ تَشُدُّ لِاَمْرِ اللّٰہِ تَطْلُبُ عَدُوَّھَا فَاِنَّہٗ اَنْکٰی لِلْعَدُوِّ وَاَبْعَدُ لِلسَّمْعِ۔ (رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ فِیْ تفسیرہٖ) — کیا کوئی ایسی جماعت نہیں؟ جو خدا کے دین کو مضبوط کرنے کیلئے اس کے دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے میرے ساتھ چلے۔ اس سے دشمن کی کمر ٹوٹ جائے گی اور یہ سفر دکھاوے سناوے سے بہت دور ہوگا۔

باوجود زخموں سے چور ہونے کے اس وقت بھی حضورؐ کے ساتھ ستّر صحابہ ہوگئے اور جنگ احدؔ کے دوسرے دن یہ نکل کھڑے ہوئے، حمراء اسد تک پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں آکر دیکھا کہ ابوسفیان بزدلی کر کے بھاگ رہا ہے اور میدان خالی ہے۔ پیر، منگل، بدھ تین دن تک یہاں مسلمانوں کا پڑاؤ رہا اور خیریت اور نعمت اور اجر کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مسلمانو! اگلے مسلمانوں کے ایمان کو اور ان کی ایمانی طاقت کو آپ نے دیکھا؟ آج یہی چیز ہم میں نہیں۔ سُنئے اس موقعہ پر بنو عبدالاشہل کے دو سگے بھائی بھی آپ کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک تھے، دونوں زخموں سے چور تھے، جب حضورؐ دوسری جنگ کے لئے صحابہ کو آمادہ کرتے ہیں تو یہ دونوں حسرت و افسوس سے ایک دوسرے کو کہتے ہیں، کیا اس جہاد میں ہم سے حضورؐ کا ساتھ چھوٹ جائیگا؟ ہمارے پاس سواری کا کوئی جانور نہیں ہم دونوں سخت مجروح ہیں، قدم اٹھایا نہیں جاتا۔ اتنے میں حضورؐ تیار ہو گئے۔ ان دونوں بھائیوں نے بھی ہمت کر لی۔ ایک جو کم زخمی تھا اس نے اپنے دوسرے بھائی کو جو زیادہ زخمی تھا اپنی کمر پر لاد لیا۔ جب عاجز آجاتا اُتار دیتا، کچھ دور پیدل چلتے الغرض بہزار دشواری چلے لیکن آپ کا ساتھ نہ چھوڑا، جہاد سے منہ نہ موڑا، یہانتک کہ میدانِ جنگ میں حاضر ہو گئے اور فضیلت و ثواب سمیٹا فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۰ یہ تھا ان کا اپنا اخلاص اور جذبۂ شہادت، اور یہ تھا حضورؐ کے خطبوں کا اثر۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(۵۶۰) چنانچہ ایک مرتبہ جبکہ منافقین زوجۂ رسول عائشہ بتول رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں جسکا بیان کسی اور خطبے میں مفصل آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور حضور اکرمؐ منبر پر آکر شکایت کرتے ہیں، اور بعض انصارؓ بدلے پر تُل جاتے ہیں کہ اس منافق کو قتل کر دیں۔ اور اس کے قبیلے والے بھی مقابلہ پر آجاتے ہیں اور مسلمان انصار کے دونوں قبیلے یعنے اوس و خزرج ایک دوسرے کے مقابلے میں آجاتے ہیں اور خرخرہؔ میدان میں باقاعدہ جنگ کا عزم کر لیتے ہیں تو حضورؐ منبر پر سے ہی انھیں تھپکتے ہیں، سمجھاتے ہیں آپس کی لڑائی سے روکتے ہیں، راوی کا بیان ہے کہ اس وقت حضورؐ نے اس آیت کی تلاوت شروع کی

وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۰ راوی کہتا ہے فَلَمْ یَزَلْ یَتْلُوْھَا عَلَیْھِمْ حَتّٰی اعْتَنَقَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا وَحَتّٰی اِنَّ لَھُمْ لَحَنِیْنًا (رَوَاہُ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اِبْنِ جَرِیْرٍ)

خدا کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ تمھاری آپس کی دشمنی کے بعد اس نے تمھارے دلوں میں آپس کی محبت ڈال دی، یہانتک کہ تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور یہ خاص خدا کی نعمت و رحمت تھی تم سب جہنم کے کنارے پہنچ چکے تھے لیکن خدائے تعالیٰ نے تمھیں اس سے بھی بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں اور نشانیاں ظاہر فرما رہا ہے کہ تم ہدایت پر جمے رہو؛ آخر اس خطبے کا یہ اثر ہوا کہ انصار کے دل دہل گئے، وہ ایک

دوسرے سے معافی مانگنے لگے اور آپس میں مل گئے، گلے لگ گئے، رونے دھونے لگے"۔

(۵۶۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عَلٰى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ اسْمَعُوْا قُلْنَا قَدْ سَمِعْنَا قَالَ اسْمَعُوْا قُلْنَا قَدْ سَمِعْنَا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ اُمَرَآءُ فَلَا تُصَدِّقُوْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَا تُعِيْنُوْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَاِنَّ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔
(رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

ہملوگ مسجد نبوی میں حضورؐ کے مکان کے دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ باہر تشریف لائے اور ہمارے سامنے آکر فرمایا سنو! ہم نے کہا حضورؐ ہم سن رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح سنو! ہم نے پھر جواب دیا ہاں یارسول اللہ ہم کان لگا کر سن رہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا میرے بعد ایسے بادشاہ امیر و امام ہونگے جو جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے۔ تم اُن کے جھوٹ کو سچا نہ کرنا، نہ سچا کہنا نہ اُن کے ظلم کو اچھا کہنا نہ ظالمانہ کاموں میں اُن کا ساتھ دینا۔ جس نے اُن کے جھوٹ کو سچا کیا اور جس نے ان کے ظلم میں ان کی امداد کی وہ میرے حوض کوثر پہ پھٹکنے بھی نہ پائیں گے"۔

پس امیروں کی دولتمندوں کی بادشاہوں کی اور افسروں کی خوشامدوں میں لگے رہنا، اماموں اور بزرگوں کی غلط اور خلافِ حدیثؐ قرآن باتوں کو بھی ماننا ظالم کے ظلم میں اس کا ساتھ دینا۔ یہ بھی وہ کبیرہ گناہ ہے جو قیامت کے پچاس ہزار سال والے دن پیاسا مارے گا۔

(۵۶۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْفُلُوْا لِيْ بِسِتٍّ اَكْفُلْ لَكُمْ بِالْجَنَّةِ قَالُوْا وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالْاَمَانَةُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَاللِّسَانُ
(رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آس پاس کے اُمتیوں صحابہؓ کو فرمایا، تم میرے لئے چھ چیزوں کے پابند ہو جاؤ تو میں تمہارے لئے جنّت کا ضامن ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ وہ چھ کام کیا ہیں؟ فرمایا نمازوں کا قائم رکھنا۔ زکوٰۃ کا دینا۔ امانت داری کرنا۔ شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔ پیٹ کو لقمۂ حرام سے بچانا۔ زبان کو جھوٹ غیبت وغیرہ حرام باتوں سے محفوظ رکھنا"۔

(۵۶۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ فِی الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَالصِّدِّیْقُ فِی الْجَنَّةِ وَالرَّجُلُ یَزُوْرُ اَخَاهُ فِیْ نَاحِیَةِ الْمِصْرِ لَا یَزُوْرُهٗ اِلَّا لِلّٰهِ فِی الْجَنَّةِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِنِسَائِكُمْ فِی الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كُلُّ وَدُوْدٍ اِذَا غَضِبَتْ اَوْ اُسِیْءَ اِلَیْهَا اَوْ غَضِبَ زَوْجُهَا قَالَتْ هٰذِهٖ یَدِیْ فِیْ یَدِكَ لَا اَكْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰی تَرْضٰی۔ (رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتلاؤں کہ مردوں میں سے کون سے مرد جنت میں جائیں گے ہم سب نے جواب دیا کہ ہاں یارسول اللہ ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا سُنو! انبیاء جنتی ہیں، صدّیق جنتی ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جنتی ہیں جو صرف اللہ کے لئے آپس میں محبتیں رکھیں شہر کے اُس کنارے پر وہ ہے اور اس کنارے پر یہ ہے اس سے ملنے جاتا ہے لیکن کسی غرض مطلب کے لئے نہیں بلکہ صرف اللہ کے لئے اچھا اب بتلاؤں کہ کونسی عورتیں جنتی ہیں؟ ہم نے کہا ہاں یارسولؐ اللہ ضرور ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا وہ عورتیں جو (اپنے خاوندوں اور اولادوں کے ساتھ) محبت رکھنے والیاں ہوں جب انھیں ناراض کر دیا جائے یا انھیں تکلیف دیجائے یا اُن کے میاں اُن سے بگڑ جائیں، روٹھ جائیں، غُصّے ہو جائیں تو یہ کہدیں کہ یہ ہے میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہیں آپ کی ماتحت ہوں میں آنکھ نہ جھپکاؤں گی سُکھ کی نیند نہ سوؤں گی. جب تک کہ آپ مجھ سے خوش نہ ہو جائیں!"

(۵۶۴) محترم بہنو! آؤ میں تمہیں اب ایک اور خطبۂ نبویہ سناؤں۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ قُعُوْدٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَعَلَّ رَجُلًا یَقُوْلُ مَا فَعَلَ بِاَهْلِهٖ وَلَعَلَّ امْرَاَةً تُخْبِرُ بِمَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقُلْتُ اِیْ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَیَفْعَلُوْنَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا فَاِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ شَیْطَانٍ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مردوں کا اور عورتوں کا مجمع تھا میں بھی ان میں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید کہ تم میں سے کچھ مرد ایسے ہوں کہ پردے ڈال کر گھر کے کواڑ بند کر کے اپنی بیوی سے اپنی حاجت پوری کرتے ہوں لیکن باہر نکل کر اپنے دوستوں سے اس کا ذکر کرتے ہوں ممکن ہے کہ تم عورتوں میں کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں کہ گھر بند کر کے پردے ڈال کر اپنے میاں سے ملیں

لَقِیَ شَیْطَانَۃً فَغَشِیَھَا وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَعِنْدَ الْبَزَّارِ اَطْوَلُ مِنْ ھٰذَا)

لیکن اس کے بعد اپنی سہیلیوں سے ذکر کرتی پھریں اس پر اور سب تو خاموش رہے لیکن میں نے جرأت کر کے کہا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم مردوں میں ایسے مرد بھی ہیں اور عورتوں میں ایسی عورتیں بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا خبردار ہرگز ایسا نہ کرنا یہ تو ایسا ہی برا ہے جیسے لوگوں کے سامنے ہی یہ کام کیا۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے شیطان اپنی شیطانیہ سے آباد راستوں میں لوگوں کے دیکھتے ہوئے ملتا ہے اور اپنی کارروائی کر کے چل دیتا ہے۔

(۵۶۵) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِیْ جَھْلٍ وَّ عِنْدَہٗ فَاطِمَۃُ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَۃُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ قَوْمَكَ یَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَھٰذَا عَلِیٌّ نَاكِحًا ابْنَۃَ اَبِیْ جَھْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُہٗ حِیْنَ تَشَھَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَدْ اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِیْعِ فَحَدَّثَنِیْ فَصَدَّقَنِیْ وَاِنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ بُضْعَۃٌ مِّنِّیْ وَاَنَا اَكْرَہُ اَنْ تَفْتِنُوْھَا وَاِنَّھَا وَاللّٰہِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰہِ عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اَبَدًا قَالَ فَنَزَلَ عَلِیٌّ عَنِ الْخِطْبَۃِ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجودیکہ اُن کے نکاح میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تھیں اپنا مانگا ابوجہل کی لڑکی سے ڈالا۔ اسکا پتہ حضرت فاطمہؓ کو چلا تو آپ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم میں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ اپنی لڑکیوں کی حمایت نہیں کرتے۔ اب دیکھئے کہ حضرت علی ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنے والے ہیں اسی وقت آپ کھڑے ہو گئے۔ منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا جسمیں کلمۂ شہادت کی ادائیگی کے بعد امّا بعد کہکر فرمایا کہ میں نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح عاص بن ربیعؓ سے کیا تھا اس نے مجھ سے جو کہا اسے سچا کر دکھایا۔ میری لڑکی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ میں اسے ناپسند رکھتا ہوں کہ تم اسے کسی فتنے میں ڈالو اور قسم ہے خدا کی یہ تو ناممکن ہے کہ اللہ کے رسولؐ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع ہوں۔ یہ سُنکر حضرت علیؓ نے اپنا یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

(۵۶۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَالَ فِیْ قِصَّۃِ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ

حجۃ الوداع کے خطبے میں حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم نے انھیں اللہ کی امن سے لیا ہے اور اُن کے جسم اپنے اوپر

النَّاسَ وَقَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ الخ

اللہ کے کلمے سے حلال کئے ہیں۔ پس ان کا بہت کچھ خیال رکھو الخ۔

(رَوَاهُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۷) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ۔

اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کا دیا ہوا تحفہ حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی ہو۔

(رواہ البخاری ومسلم)

معزز بھائیو! آپ یہ خطبے اُن کے سُن رہے ہیں جو خدا سے سُنی اُمت کو سُناتے تھے پس نیک نصیب اور مقصد ور ہیں وہ جوان پر عمل کریں انھیں پلّے باندھ لیں اور انھیں اپنی زندگی کا دستور العمل بنالیں۔ اب آئیے نیک و بد کی تمیز کا خطبۂ نبویہ سُنئے۔ صحابہؓ کا مجمع جمع ہے اور حضورؐ فرماتے ہیں۔

(۵۶۸) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُكُمْ اَعْمَالًا (وَفِي رِوَايَةٍ) وَاَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا (وَفِي رِوَايَةٍ) اِذَا سَدَّدُوْا (وَفِي رِوَايَةٍ) فِي الْاِسْلَامِ۔

حضورؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے بہتر کون ہے؟ سب صحابہؓ نے کہا ہاں حضورؐ ضرور۔ فرمایا سُنو! تم میں سے بہتر وہ ہیں جن کی عمر اسلام میں طویل ہوں اور جن کے اخلاق اور اعمال مطابق سُنّت ہوں، اور درستی پر قائم رہیں۔

(رَوَاهُ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

دنیا کے لوگو! قرآن جیسی کتاب تو کہاں؟ کوئی سورت بلکہ کوئی آیت تک بھی کسی کے بس میں نہیں۔ آج چودہ سو سال سے قرآن مجید کے اس معجزے کا جواب کوئی نہ دے سکا لیکن میں کہتا ہوں بخدا خطباتِ محمدیہ بھی ایسی ہی لاجواب چیز ہیں، خدا جانے مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ وہ اپنے خطبات کو اپنے بزرگوں کے خطبوں کو تو بہترین چیز سمجھتے ہیں لیکن خطباتِ محمدیہ کی قدر و قیمت سے اب تک پورے غافل ہیں۔ آؤ اس خطبۂ نبویہ اور وعظِ محمدی کو سُنو اور دنیا کو چیلنج دو کہ ہے کوئی خطبہ؟ ہے کوئی خطیب؟ جو اس کا مقابلہ کر سکے؟ اس خطبے کو پہنچانے والے حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسے اپنی کتاب میں محفوظ کرنے والے حضرت امام طبرانی محدّث

ہیں، رحمۃ اللہ علیہ۔ اور وہاں سے جن کی وساطت سے یہ ہم تک پہنچا ہے وہ امام ہیثمی ہیں رحمۃ اللہ علیہ، اور الحمد للہ کہ آج ہمیں اس کے بیان کا فخر حاصل ہو رہا ہے۔ اس خطبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(۵۶۹) مَا بَالُ اَقْوَامٍ يُشَرِّفُوْنَ الْمُتْرَفِيْنَ ٥ وَيَسْتَخِفُّوْنَ بِالْعَابِدِيْنَ ٥ وَيَعْمَلُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ مَا وَافَقَ اَهْوَآءَهُمْ ٥ وَمَا خَالَفَ اَهْوَآءَهُمْ تَرَكُوْهُ ٥ فَعِنْدَ ذَالِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَيَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ٥ يَسْعَوْنَ فِيْ مَا يُدْرَكُ بِغَيْرِ شَيْءٍ مِّنَ الْقَدْرِ الْمَقْدُوْرِ وَالْاَجَلِ الْمَكْتُوْبِ ٥ وَالرِّزْقِ الْمَقْسُوْمِ ٥ وَلَا يَسْعَوْنَ فِيْ مَا لَا يُدْرَكُ اِلَّا بِالسَّعْيِ مِنَ الْجَزَاءِ الْمَوْفُوْرِ وَالسَّعْيِ الْمَشْكُوْرِ وَالتِّجَارَةِ الَّتِيْ لَا تَبُوْرُ ٥

لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہ امیروں اور دولتمندوں پر اُنکی للچائی ہوئی اور خوشامدانہ نگاہیں اٹھتی رہتی ہیں۔ اور عابدوں، زاہدوں غریب نیک کار مسلمانوں کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ قرآن پر عمل تو کرتے ہیں لیکن وہیں تک جہاں تک ان کی اپنی چاہت اور خواہش کیخلاف نہ ہو۔ جہاں اُن کے اپنے نفس کے خلاف ہو وہاں عمل ترک کر دیتے ہیں۔ پس حقیقی معنی میں یہ پورے قرآن کے ماننے والے نہیں بلکہ بعض پر اُن کا ایمان ہے اور بعض سے کفر ہے۔ آہ! اُس چیز کے تو درپے ہیں اور اس کے حاصل کرنے میں کوشاں ہیں جو یقیناً بغیر طلب وسعی کے بھی حاصل ہونے والی ہے کیونکہ قلمِ تقدیر چل چکا ہے۔ اجل لکھی جا چکی ہے۔ روزی بٹ چکی ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی خاص کوشش اور تگ و دو نہیں کرتے جو بغیر کوشش اور کاوش کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ یعنی خدا کے ہاں کا ثواب نیک بدلہ اور اعمالِ صالحہ کی جزا اور اُن کی قدردانی، دنیا کی تجارت تو وہی پھل دے گی جو قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ جس کے پیچھے تم پڑے ہو۔ ہاں آخرت کی تجارت کا پھل بے حساب ہے۔ وہ گھاٹے سے پاک ہے لیکن افسوس کہ تم اس سے غافل ہو رہے ہو۔

مسلمانو! پیارے پیغمبر کی پیاری باتیں سُن لیں؟ اب اُن پر عمل کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَه ٥ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ ٥ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ ٥ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ نَحْمَدُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ يَا غَفُوْرُ يَا رَحِيْمُ ٥

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پینتیسویں ۳۵ جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں عورتوں کے احکام اور فتنۂ دجال کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ۶ خطبے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ بِتَحۡمِیۡدِہٖ یُسۡتَفۡتَحُ کُلُّ خُطۡبَۃٍ وَّ کِتَابٍ ٥ وَبِذِکۡرِہٖ یُصَدَّرُ کُلُّ کَلَامٍ وَّ خِطَابٍ ٥ بِاسۡمِہٖ یُشۡفٰی کُلُّ دَآءٍ ٥ وَبِہٖ یُکۡشَفُ کُلُّ ھَمٍّ وَّ بَلَآءٍ ٥ اِلَیۡہِ تُرۡفَعُ الۡاَیۡدِیۡ بِالتَّضَرُّعِ وَالدُّعَآءِ ٥ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ ٥ وَلَہُ الشُّکۡرُ عَلٰی مَآ اَنۡعَمَ وَاَعۡطٰی ٥ وَاَوۡضَحَ الۡحُجَّۃَ وَھَدٰی ٥ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی صَفِیِّہٖ وَحَبِیۡبِہٖ وَرَسُوۡلِہٖ ٥ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاِخۡوَانِہٖ ٥ اَمَّا بَعۡدُ ٥

محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ ہمیں خوش رکھے ہم پر سے تمام مصیبتیں اور آفتیں دور فرمائے ہمیں دشمنوں سے محفوظ رکھے، بُری گھڑی سے، بُری بیماری سے، محتاجی عاجزی اور بے بسی سے بچائے۔ ابھی ابھی آپ نے حضورؐ کا ایک نہایت مؤثر خطبہ سنا تھا۔ خدا کرے ہم خدا پر توکل کرنا سیکھ جائیں اور آخرت کی کوشش میں لگ جائیں۔ آمین اب اور بھی سُن لیجیے۔

(۵۷۰) عَنۡ اِیَاسِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَا تَضۡرِبُوۡا اِمَآءَ اللّٰہِ فَجَآءَ عُمَرُ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرۡنَ النِّسَآءُ عَلٰی اَزۡوَاجِھِنَّ فَرَخَّصَ فِیۡ ضَرۡبِھِنَّ فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نِسَآءٌ کَثِیۡرٌ یَّشۡکُوۡنَ اَزۡوَاجَھُنَّ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَیۡسَ اُولٰٓئِکَ بِخِیَارِکُمۡ۔

(رَوَاہُ اَبُوۡدَاوٗدَ وَابۡنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ)

رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے مردوں کو منع فرمایا کہ خبردار اپنی بیویوں کو ہرگز نہ مارنا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ عورتیں اس حکم کی وجہ سے بہت دلیر اور ڈھیٹ ہوگئیں۔ اس لئے کہ انھیں اب کوئی ڈر خوف نہ رہا۔ تب آپ نے انھیں تنبیہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کچھ دنوں کے بعد بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی مار پیٹ کی شکایت لے کر حضورؐ کے گھر آبیٹھیں۔ اس پر آپ نے مردوں سے فرمایا۔ میرے مکان پر عورتوں کا مجمع جمع ہوگیا ہے۔

جو اپنے خاوندوں کی مار پیٹ کی شکایت میرے گھر والوں سے کر رہی ہیں۔ سنو! اے مردو! یاد رکھو تم میں سے جو اپنی عورتوں کو مار پیٹ کرتے ہیں وہ اچھے آدمی نہیں ہیں۔ وہ کسی طرح بہتر انسان کہلوانے کے مستحق نہیں"! بلکہ حضورؐ کا فرمان ہے کہ اپنی بیویوں کو بھی کھلاؤ جبکہ تم خود کھاتے ہو۔ انھیں کپڑے پہناؤ جبکہ تم خود پہنتے ہو۔ اُنکے منہ پر ہرگز نہ مارو۔ انھیں گالی گلوچ نہ دیا کرو۔ اور اگر کسی وجہ سے اُن سے علیحدگی کرنی ہو تو بھی گھر سے باہر نہ نکال دیا کرو۔ (ملاحظہ ہو ابوداؤد وغیرہ)

(۷۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَغَيْرِهٖ قَالَ كُنَّا وَفِي التِّرْمِذِيِّ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضورؐ نے فرمایا اے جوانو! تم میں سے جسے خوراک پوشاک دینے کی اور مردمی کی طاقت ہو۔ اُسے چاہیے کہ نکاح کر لے نکاح نظر کو نیچا رکھنے والی اور عصمت کی حفاظت کرنے والی چیز ہے ہاں (عورت کو رکھنے بسانے اور اس کی ضروریات پورا کرنے کی) جسے قدرت نہ ہو وہ بکثرت روزے رکھے۔ یہ گویا اس کے لئے خصی ہونا ہے۔ پس موجودہ طریق صوفیت جس میں نفس کشی کے طور پر بیوی بچوں سے علیحدگی ضروری چیز سمجھی جاتی ہے۔ یہ دراصل خلاف شرع چیز ہے"! نکاح کا حکم دے کر نکاح کا خطبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے سُنئے!

(۷۵۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ (إِلٰى أَنْ قَالَ) وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک تو تشہد نماز کا سکھایا۔ اور دوسرا حاجت کا مثلاً نکاح وغیرہ کا۔ پس حاجت کا تشہد یہ ہے "تمام تعریفوں کے لائق فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہم اس کی تعریفیں بیان کرتے ہیں۔ اس سے امداد طلب کرتے ہیں۔ اور اس سے استغفار کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ خدا ئی ہدایت یافتہ کو کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ وَيَقْرَأُ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ الخ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ)

اور اس کے گمراہ کئے ہوئے کا کوئی ہادی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور تین آیتیں پڑھے"؛ ایک سورۂ نساء کی پہلی آیت، دوسری یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ تیسری سورۂ احزاب کی آیت یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا الخ۔

(۵۷۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهٖ فَوَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ

لعان کے موقعہ پر حضورؐ نے پہلے مرد کو اپنے پاس بلا کر اُسے وعظ کہا۔ نصیحت کی اور بتلایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے۔ پھر عورت کو اپنے پاس بلا کر اسے وعظ و پند کہا۔ نصیحت کی اور خبر دی کہ اے عورت دنیا کی سزا آخرت کے عذابوں کے مقابلہ میں گویا کچھ ہی نہیں"۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۴) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ۔ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُّصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَّلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِاَنَّ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز میرے کان میں پڑی کہ لوگو نماز کے لئے جمع ہو جاؤ میں بھی مسجد جا پہونچی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر منبر پر آکر بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ مسکرا رہے تھے۔ لیکن لوگوں کی حالت بہت دگرگوں تھی کہ آج خلافِ عادت یہ کیا بات ہے؟ فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے۔ یہ سُنکر جو کھڑے تھے وہ بھی بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ ہی کو علم ہے اور اسکے

تَمِيْمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا
فَجَآءَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِيْ حَدِيْثًا وَافَقَ الَّذِيْ
كُنْتُ اُحَدِّثُكُمْ بِهٖ عَنِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ
حَدَّثَنِيْ اَنَّهٗ رَكِبَ فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ
ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا مِّنْ لَّخْمٍ وَّجُذَامٍ۔ فَلَعِبَ
بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَاَرْفَئُوْا اِلٰى
جَزِيْرَةٍ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا
فِيْ اَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ
فَلَقِيَتْهُمْ دَآبَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا
يَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهٗ من دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ
الشَّعْرِ قَالُوْا وَيْلَكِ مَا اَنْتِ؟ قَالَتْ
اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِنْطَلِقُوْا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ
فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ
قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا
اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا
حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَاِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ
اِنْسَانٍ مَّا رَاَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَّاَشَدُّهٗ
وَثَاقًا مَجْمُوْعَةً يَدَاهُ اِلٰى عُنُقِهٖ مَا بَيْنَ
رُكْبَتَيْهِ اِلٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ
مَا اَنْتَ؟ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِيْ
فَاَخْبِرُوْنِيْ مَا اَنْتُمْ؟ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ
مِّنَ الْعَرَبِ۔ رَكِبْنَا فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ
فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ

رسول جانتے ہیں ہمیں خبر نہیں۔ فرمایا سُنو نہ تو میں نے تمہیں (کچھ مال وغیرہ دینے کی) لالچ کے لئے جمع کیا ہو نہ (کسی دشمن کی چڑھائی سے) ڈرانے کے لئے جمع کیا ہو بات یہ ہے کہ تمیم داری جو (ملک شام کے نصرانیوں میں ایک) نصرانی تھے وہ میرے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ اس نے مجھے ایک بات پہنچائی ہے جو اس بات کے موافق ہے جو میں ہمیشہ تم سے کہا کرتا تھا اس خوشی سے آج مجھے دوپہر کے قیلولے کی نیند بھی نہیں آئی اور میں نے چاہا کہ اپنی خوشی میں تمہیں بھی شریک کرلوں یعنی مسیح دجّال کی نسبت۔ تمیم کا بیان ہے کہ قبیلۂ لَخم و جُذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ یہ ایک جہاز میں بیٹھ کر بحری سفر کو نکلے لیکن طوفان نے انھیں گھیر لیا۔ مہینہ بھر تک یہ یونہی موجوں کے تھپیڑے کھاتے رہے۔ آخر ایک ٹاپو نظر آیا اس کے قریب جہاز کو لے گئے پھر چھوٹی کشتیوں میں بیٹھکر اس جزیرے میں قریب بہ مغرب پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بالوں والا سیاہ رنگ کا مادین ہے جسکا آگا پیچھا بھی بوجہ بالوں کی کثرت کے نظر نہیں آتا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ بدنصیب تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تجسّس کرنیوالا، خبریں پہنچانے والا ہوں یہاں قریب ہی ایک خانقاہ ہے وہاں ایک شخص ہے وہ تم لوگوں سے خبریں سُننے کا مشتاق ہے تم اس کیطرف چلو ہم اس کی یہ بات سُن کر ڈر گئے۔ اور خوف کھانے

فَلَقِيْتَنَا دَآبَّةٌ اَهْلَبُ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ
اِعْمُدُوْآ اِلٰى هٰذَا فِي الدَّيْرِ فَاَقْبَلْنَا اِلَيْكَ
سِرَاعًا فَقَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ
هَلْ تُثْمِرُ؟ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّهَا
تُوْشِكُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ
بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيْهَا مَآءٌ؟ قُلْنَا
هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَآءِ قَالَ اِنَّ مَآءَهَا يُوْشِكُ
اَنْ يَّذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ
هَلْ فِي الْعَيْنِ مَآءٌ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا
بِمَآءِ الْعَيْنِ؟ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَآءِ
وَاَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّآئِهَا قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ
عَنْ نَّبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ؟ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ
مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ
الْعَرَبُ؟ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ
بِهِمْ؟ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى
مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوْهُ قَالَ
اَمَا اِنَّ ذَالِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْا
وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اِنِّيْ اَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ
وَاِنِّيْ يُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ
فَاَخْرُجَ فَاَسِيْرَ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ
قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُّهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً
غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ
كِلْتَاهُمَا كُلَّمَآ اَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا

لگے کہ کہیں یہ کوئی جنّات نہ ہو۔ وہاں سے تیز چل کر ہم اس خانقاہ میں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک معمر بہت لمبا بہت موٹا عظیم الشان جُثّے کا انسان ہے جس کے چہرے سے حزن وملال اور شکایت کے آثار ظاہر ہیں جس کے ہاتھ بھاری بھاری ہتھکڑیوں سے گردن کے ساتھ جکڑے ہوئے ہیں اور گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک وزنی لوہے کی زنجیروں میں قید ہے۔ ہم نے کہا برباد شُدنی! تو کون ہے؟ اس نے کہا، ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ لیکن پہلے تم میرے چند سوالوں کا جواب دیدو! اول تو یہ بتلاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم شام کے رہنے والے عرب ہیں جہاز میں سوار ہو کر سمندر کے سفر کو نکلے تھے لیکن طوفان میں گھر گئے مہینہ بھر اسی کشمکش میں پڑے رہے آخر اس جزیرے کو دیکھکر یہاں اُتر پڑے، ایک جانور ہمیں یہاں ملا جس نے اپنا نام جسّاسہ بتلایا اور تیرے پاس آنے کو کہا ہم تیز چال چلکر تیرے پاس آئے اس نے ہمیں بتلایا تھا کہ تو اس دیر میں ہے۔ اس نے کہا اچھا اس دوسرے سوال کا جواب بھی دو کہ بیسان کے دَرَخت خُرما میں کھجوریں آتی ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا خیر عنقریب اس کے درخت بے پھل ہو جائیں گے۔ اچھا یہ بھی بتلاؤ کہ بُحیرۂ طبریّہ میں پانی ہے؟ ہم نے کہا بہت ہی۔ کہا اسکا پانی بھی سوکھ جائیگا۔ چشمۂ زغر میں پانی ہے؟ اور وہاں والے اس پانی سے کھیتیاں کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا

مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صُلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَاِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ؟ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ۔ اَلَا اِنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَاهُوَ وَاَوْمَأَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہاں اس میں پانی ہے بکثرت اور کھیتوں میں برابر کام لایا جارہا ہے اس نے کہا اچھا اب یہ تبلاؤ کہ نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا انھوں نے مکّہ سے ہجرت کی مدینہ میں تشریف لائے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا عربوں سے اسکی لڑائیاں بھی ہوئیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے دریافت کیا پھر کیا نتیجہ رہا؟ ہم نے کہا آس پاس کے تمام عرب پر آپ غالب آگئے سب نے آپ کی اطاعت گذاری تسلیم کرلی آج ان میں بڑا اتفاق ہے۔ سب ایک معبود کی عبادت کرتے ہیں، ایک دین کے پیرو ہیں وہ کہنے لگا ہاں ان کے لئے بہتری اسی میں ہے کہ وہ اس نبیؐ کی فرمانبرداری کرلیں اس کے بعد اس نے تین جھٹکے لئے اور کہنے لگا اب میری نسبت سُنو! میں مسیح دجّال ہوں۔ مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت ملنے کا زمانہ آگیا ہے میں نکل کر زمین کا دورہ کرونگا۔ چالیس دنوں میں ساری دنیا میں پھرلوں گا۔ ایک ایک بستی میں جاؤں گا۔ صرف مکّہ اور طیبہ یہ دو شہر مجھ پر حرام ہیں۔ ان میں میرا قدم نہ جاسکے گا۔ میں بسا اوقات ان میں جانے کا ارادہ کروں گا لیکن ننگی تلواروں والے فرشتے مجھے باربار روک دیں گے۔ ہر ہر راستے پر چوکیدار فرشتے ہوں گے اس لئے ان شہروں میں نہ جاسکوں گا۔ یہ سب بیان فرماکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لکڑی اپنے منبر پر مار کر فرمایا وہ طیبہ یہی ہے، وہ طیبہ یہی ہے۔ وہ طیبہ یہی ہے۔ یعنی مدینہ شریف ہی کا دوسرا نام طیبہ ہے۔ تبلاؤ! کیا دجّال کے متعلق یہ خبر بیں میں تمہیں پہلے ہی نہ سُنا چکا تھا؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں بیشک یارسول اللہ آپ نے ہم سے فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا اب اور سُنو وہ بحرِ شام میں ہے یا بحرِ یمن میں۔ نہیں بلکہ وہ یقیناً مشرق کی طرف ہے۔ ساتھ ہی آپ نے مشرق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ بھی کرکے تبلادیا" یہ حدیث مسلم کے علاوہ ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ ہم نے ترجمے میں ابن ماجہ کے الفاظ بھی لے لئے ہیں۔

(۵۷۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ دینے

وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ۔ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کو کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی پوری پوری حمدو ثنا کی پھر دجال کا ذکر کیا۔ فرمایا میں تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں اور آگاہ کر رہا ہوں۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے اور اسکے فتنے سے ڈرایا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السّلام بھی اپنی قوم کو اس سے متنبہ فرماتے رہے لیکن میں تمھیں اس کی ایک ایسی علامت بتلاتا ہوں کہ کسی نبیؐ نے اپنی اُمّت کو وہ بتلائی نہ اس کے معلوم ہونے کے بعد کوئی شخص اس کے فتنے میں آسکتا ہے۔ وہ علامت یہ ہے کہ دجّال آنکھ کا کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں وہ ہر نقص سے پاک ہے"۔ ایک روایت میں ہے کہ دجّال کی داہنی آنکھ کانی ہوگی اور اس کی پیشانی پر "کاف" "فے" "رے" لکھا ہوا ہوگا اس طرح ک، ف، ر، یعنی کافر، اسے ہر پڑھا لکھا اور بے پڑھا پڑھ لے گا۔

الغرض مال اولاد بیوی بچوں کے فتنے سے اور قربِ قیامت کے فتنوں سے اور دجّال کے فتنوں سے اور شیطانی چکر سے بچکر جس نے دنیا کی زندگی گذاری اور اپنے ایمان کو اپنے ساتھ اپنی قبر تک سالم لے گیا وہ ہے جس نے اپنی دونوں مٹھیاں خیر سے بھر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو سالم رکھے، ہمیں ایمان پر زندہ رکھے اور ایمان پر خاتمہ کرے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَنَجِّنَا مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنَا وَسَلِّمْ دِيْنَنَا وَلَا تَسْلُبْ وَقْتَ النَّزْعِ اِيْمَانَنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ وَلَا يَرْحَمُنَا وَارْزُقْنَا خَيْرَ الدَّارَيْنِ ۝ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ قُوْمُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چھتیسویں ۳۶ جمعہ کا پہلا ۱ خطبہ

فتنۂ دجّال وغیرہ کے متعلق احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اسۡمُہٗ لِلذّٰاکِرِیۡنَ ذُخۡرُہٗ وَلِلۡاَقۡوِیَآءِ عِزُّہٗ وَلِلضُّعَفَآءِ حِرۡزُہٗ وَلِلۡمُحِبِّیۡنَ نُوۡرُہٗ وَلِلۡعُبَّادِ سُرُوۡرُہٗ وَلِلۡاَرۡوَاحِ رَاحَۃٌ وَلِلۡاَجۡسَامِ نَجَاۃٌ وَلِلصُّدُوۡرِ نُوۡرُہٗ وَبِہٖ یَنۡتَظِمُ الۡاُمُوۡرُ۔ اَلۡحَمۡدُ لِمَنۡ جَعَلَ النَّارَ لِاَعۡدَآئِہٖ مِرۡصَادًا وَجَعَلَ الرُّؤۡیَۃَ لِاَحِبَّآئِہٖ مِیۡعَادًا۔ اَلۡحَمۡدُ لِمَنۡ بِہٖ حَسُنَتِ الظُّنُوۡنُ وَسَہِرَتۡ لَہُ الۡعُیُوۡنُ۔ اِذَا قَالَ لِلشَّیۡءِ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔ بَارِیءُ الۡبَرَایَا۔ سَتَّارُ الۡخَطَایَا۔ اَلۡمَنَّانُ بِالۡعَطَایَا۔ سَمِیۡعُ الۡاَصۡوَاتِ۔ مُجِیۡبُ الدَّعۡوَاتِ۔ اِلٰـہِیۡ وَاِلٰـہَ کُلِّ شَیۡءٍ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلٰی حَبِیۡبِكَ وَصَفِیِّكَ مُحَمَّدٍ۔ وَعَلٰی اِخۡوَانِ مُحَمَّدٍ۔ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ وَعَلٰی اَصۡحَابِ مُحَمَّدٍ۔ وَعَلٰی اَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔

اَمَّا بَعۡدُ۔ بڑے بڑے بولنے والے جب کہ حمد خدا کا مضمون پورا نہ کر سکیں۔ گہرے اور وسیع علم والے جہاں اپنے علم کی کمی کا اعتراف کریں۔ قدوسی صفت حضرات لاکھوں برس کی مخلصانہ عبادت کے بعد بھی اپنی عاجزی کا اقرار کریں، وہاں ہم جیسے اگر یہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم نے حمد خدا ادا کر لی یا ہم نے حق عبادت سے سبکدوشی حاصل کر لی تو یہ ظلم جیسا ظلم ہوگا۔ ہر چند حمد کے آسمان کا چکّر لگانے کے لئے ہم پر پھڑ پھڑائیں لیکن کیا کبھی کوئی چڑیا آسمان کی بلندی پر پہنچتی ہے؟ جو ہم آسمانِ حمد کا پھیرا کر سکیں؟ ہاں وہ قدوسِ خدا جو اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے افعال میں یکتا اور بے نظیر ہے۔ لمحہ لمحہ میں جسکی بے شمار نعمتیں اور رحمتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ ناممکن کہ ہم اس کا شکر بجا لا سکیں۔

اے لائقِ حمد وثنا خدا ہمیں اپنا حامد وشاکر بنالے۔ اے پروردگار عظیم تیری قسم تیری حمد کا ڈھنگ بھی ہمیں یاد نہیں، ہماری اس بے علمی بے بضاعتی پر نظر ڈالکر جن ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہم تیری تعریفیں بیان کر رہے ہیں انھیں قبول فرمالے اور ہم سے خوش ہو جا۔ الہ العالمین جس شافع روزِ جزا ہمدرد مخلوق خدا کو تو نے سرداری سروری اور پیغمبری کا تاج پہنا کر ہم میں مبعوث فرمایا۔ ہمارے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔ ہماری دعا ہے کہ ان پر سدا

اپنی رحمت و برکت نازل فرماتارہ، الٰہی تو گواہ رہ کہ ہمارا ان پر ایمان ہے ہماری گواہی ہے کہ انھوں نے تیری رسالت ادا کی۔ دن رات تیری باتیں تیرے بندوں کو پہنچائیں۔ ہماری خیر خواہی میں، تیرے دین کی تبلیغ میں کوئی کمی انھوں نے نہیں کی، پس تو ہمیشہ ہمیش ان پر صلوٰۃ و سلام کے بھرپور اور جھومتے ہوئے بادل برساتارہ۔ آمین

برادران! آؤ خدا کی اور اس کے رسولؐ کی باتیں سُنو! اور آٹھ دن کے لئے سبق حاصل کر جاؤ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ قُلْ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

اے نبیؐ! لوگوں سے کہدیجئے کہ اے لوگو اگر تمہیں میرے دین میں کوئی شک ہے تو ہو۔ سنو! میرا دین تو یہ ہے کہ میں اُن کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم اللہ کے سوا کر رہے ہو بلکہ میں تو اُسی ایک خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں مارنے والا ہے۔ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں ایمان والوں میں ہی رہوں اور یہ کہ میں دین حنیف پر جم جاؤں اور مشرکوں میں نہ ملجاؤں۔ مجھ سے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پکار کیونکہ کوئی اور نہ تجھے نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اے نبی اگر تونے ایسا کر لیا تو یقیناً تو بھی ظالموں میں سے ہو جائیگا سُن اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی نقصان پہنچادے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اُس نقصان کو ہٹا سکے۔ اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی نہیں جو اس کے فضل کو دور کر سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا فرمادے۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مومن بھائیو! آیاتِ کلامِ اللہ اور اس کا ترجمہ آپ نے سُن لیا۔ یاد رکھو توحید پر ہی ایمان کی نیو ہے اور شرک وہ بلا ہے جس کے بعد نبوت بھی سوختت ہے۔ اللہ کے سوا آج کوئی ولیوں نبیوں کو نفع نقصان کا مالک سمجھ بیٹھا ہے۔ کوئی رام لچھمن کو، کوئی عیسیٰؑ اور عزیرؑ کو یہی کفر ہے یہی شرک ہے۔ اسی سے بچنے والے کا نام مومن، مسلم، موحد، محمدیؐ ہے۔ یاد رکھو جس طرح ایک تنکا اور کنکر خدا کی خدائی میں عاجز ہے۔ اور کسی طرح کی برابری خدا کے ساتھ نہیں رکھتا اور اُس پر خدائی تصرفات جاری ہیں ٹھیک اسی طرح ہر بڑے چھوٹے پر

پر خدا کی ملکیت ہے۔سب اس کے قبضے اور تصرف میں ہیں۔نبی، ولی، امام، شہید، پیر فقیر سب اسکے محتاج ہیں۔کسی کو اپنی جان کا بھی کچھ اختیار نہیں۔مختار و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔لوگو! اپنے تئیں خدا کو سونپ دو۔اپنا مالک صرف اسی کو سمجھو۔ہر نیک بد پر فرماں روا وہی ہے۔ہر نفع نقصان کا مالک وہی ہے یہ سمجھنا کہ کوئی نبی ولیؒ ہمیں اولادیں دے سکتا ہے، ہماری بیماریاں کھو سکتا ہے۔ہمیں روزیاں دے سکتا ہے ہماری تنگی دور کر سکتا ہے، یہ کفر ہے،اس سے انسان مشرک ہو جاتا ہے۔شرک وکفر صرف اسی کو نہیں کہتے کہ کوئی خدا کو مانے ہی نہیں بلکہ یہ بھی شرک وکفر ہے کہ خدا کو مان کر پھر خدائی صفات جو ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں، اُن میں سے کسی صفت کو خدا کے سوا کسی اور میں بھی مانے خواہ وہ اور کوئی بھی ہو،یعنی نبی ہو، فرشتہ ہو، ولی ہو، قطب ہو کوئی بھی ہو۔واللہ سارے نبی ولی فرشتے جن انسان ایک بات کو چاہیں اور خدا کی چاہت نہ ہو تو ناممکن کہ ان کی چاہت ہو جائے۔سُنو! خدا کی مملکت میں اس کا شریک کوئی نہیں وہ اکیلا ہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی قادر ہے وہی عالم الغیب ہے۔وہی قدرت اور سکت والا ہے۔اس عقیدے پر جو مضبوطی سے جم گیا وہ محمدی ہو گیا۔بڑی چیز استقامت ہے۔دین پر توحید پر جم جانا ہے۔کلمہ زبان سے پڑھا اور فعل سے توڑ دیا تو وہ نہ پڑھنے کے برابر ہے۔استقامت اور درستگی مطلوب شرع ہے۔بھائیو! آؤ میں تمھیں اللہ کے رسول کا وعظ سناؤں۔

(۵۷۶) یہ وعظ بھی ایسا ہے کہ اپنے دل میں رکھ لیجئے اور عمر کی کسی گھڑی میں اسے فراموش نہ فرمایئے حضرت ابو کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم حضورؐ کے ساتھ تھے۔جب حجر نامی وہ بستی آئی جو قوم عاد کی تھی۔جہاں عذاب خدا نازل ہوا تھا تو صحابہؓ نے وہاں جا کر اُسے دیکھنا چاہا اُسی وقت حضورؐ کے منادی کی ندا ہمارے کانوں میں آئی کہ نماز کے لئے سب آجائیں جب ہم آئے تو حضورؐ اپنے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ہم سے آپ نے فرمایا عَلٰی مَا تَدْخُلُوْنَ عَلٰی قَوْمٍ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ کیوں ان کی بستی میں داخل ہو رہے ہو؟ جن پر غضب و عذابِ خدا آیا؟ تو ایک صحابیؓ نے جواب دیا کہ محض عبرت و تعجب کے طور پر۔آپ نے فرمایا۔اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَعْجَبَ مِنْ ذٰلِکَ؟ نَبِیُّکُمْ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کَانَ قَبْلَکُمْ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ اِسْتَقِیْمُوْا وَسَدِّدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَعْبَأُ بِعَذَابِکُمْ شَیْئًا (رواہ الطبرانیؒ) میں تمہیں اس سے بھی زیادہ عبرت و تعجب کی چیز ہیں نہ بتلاؤں؟ یہ ہوں میں تمھارا نبی جو تمہیں (ان قوموں کی اور امور دینی کی) ہو چکی ہوئی اور ہونے والی خبریں پہنچا رہا ہوں۔تم مضبوطی کے ساتھ دینِ خدا پر جم جاؤ، اور درستگی اور سچائی

کولازم پکڑے رہو۔ سنو (ایسا نہ کرنے پر) تم بھی عذابوں کے لائق ہو جاؤ گے اس وقت تمہیں بھی عذاب کرتے ہوئے خدا کو کوئی پرواہ اور لحاظ نہ ہوگا۔

(۵۷۷) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فِي حَدِيْثِ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَتْ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا أَنْتِ؟ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ إِذْهَبْ إِلَى ذَالِكَ الْقَصْرِ فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ فِي الْأَغْلَالِ يَنْزُوْا فِيْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ أَنَا الدَّجَّالُ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تمیم داریؓ نے جو قصۂ دجال حضورؐ سے کہا اور حضورؐ نے منبر پر اپنے خطبے میں اُسے دوہرایا (جس کا پورا بیان گذشتہ جمعہ کے خطبے میں آپ حضرات سُن چکے ہیں) اس میں یہ بھی ہے کہ تمیمؓ فرماتے ہیں اس جزیرے میں میں نے ایک خوفناک عورت دیکھی جس کے بال اس قدر تھے کہ وہ اپنے بالوں کو گھسیٹ رہی تھی۔ ہم نے جب اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میرا نام جساسہ ہے۔ تو اس مکان میں جا۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص ہے جو اپنے بالو کی کثرت سے انھیں گھسیٹتا پھرتا ہے۔ زبردست زنجیروں میں سر سے پاؤں تک جکڑا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی زمین و آسمان کے درمیان اُچھل کود رہا ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دجّال ہوں۔

(۵۷۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا وَإِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ۔ (رَوَاهُ الْإِمَامُ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ صَحِيْحِهِ)

ہمارے مجمع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ تبارک تعالیٰ کانا نہیں، یاد رکھو اچھی طرح سُن لو کہ دجّال کانا ہے اس کی داہنی آنکھ ایسی کانی ہے جیسے اُبھرا ہوا انگور بالکل بے نور ہے پھوٹی ہوئی ہے۔

(۵۷۹) دجّال کے متعلق ایک طویل خطبۂ نبویّہ بیان ہو چکا ہے۔ اس کا ایک حصہ بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح مسلم شریف میں اس طرح مروی ہے۔

يَأْتِيْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْتَهِيْ إِلٰى بَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِيْ

یعنی دجال مدینہ شریف کے کسی گوشے میں گلی میں آ ہی نہیں سکتا، اس لئے وہاں وہ مدینہ کے آس پاس کی کسی

تَلِيَ الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْمِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهٗ ـ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهٗ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ لَا ـ قَالَ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ ـ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَاكُنْتُ فِيْكَ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّيْ الْاٰنَ ـ قَالَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ اَنْ يَقْتُلَهٗ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ ـ (رواہ مسلم)

شور زمین پر ٹھہر جائیگا، اس وقت اس کے سامنے ایک شخص جائے گا جو اس وقت کے تمام لوگوں میں بہتر ہوگا یا فرمایا اس وقت کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔ اور سامنے کھڑا ہوکر نہایت دلیری اور بے پرواہی سے کہیگا کہ میری گواہی ہے کہ تو دجال ہے۔ اور وہی دجّال جس کی خبر ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دے گئے ہیں۔ لوگو اس کے دھوکے میں نہ آنا۔ دیکھو یہ کانا دجّال ہے جس کا ذکر حدیثوں میں موجود ہے۔ اسوقت دجّال اپنے والوں سے کہے گا۔ کہ اگر میں اسے مار ڈالوں پھر زندہ کردوں تو تمہیں میری خدائی میں کوئی شک رہ جائیگا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ چنانچہ دجّال انھیں پکڑ کر لٹا کر سر سینے اور پیٹ پر بہت کچھ مار ماریگا۔ پھر کہیگا کہ اب تو مجھ پر ایمان لا۔ لیکن یہ مومن فرمائیگا۔ کہ میرا تو ایمان ہے کہ تو مسیح کذاب ہے، اب یہ اس کے سر پر آرہ رکھکر اسے آرہ سے چروا دے گا قتل کردے گا۔ (پھر انہیں زندہ کردیگا) یہ زندہ ہوتے ہی پھر علی الاعلان کہینگے کہ مجھے جو یقین تیرے دجّال ہونے کا اس قتل سے پہلے تھا وہ اب اور بھی بڑھ گیا۔ اے کانے تو قطعاً دجال ہی ہے۔ لوگو اس کے بھرے میں نہ آنا۔ اور سن لو اب یہ کسی کے قتل پر قادر بھی نہ ہوگا۔ اسپر دجال جھنجلا کر اسے دوبارہ قتل کرنا چاہے گا لیکن اب قادر نہ ہوگا، اُسے قتل نہ کر سکے گا، اس کا سر اور سینہ مثل تانبے کے ہو جائیگا جو کٹ ہی نہ سکے۔"

(۵۸۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ اٰخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهٗ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلٰى مَنْكِبَيْهِ قَدْ عَصَبَ رَاْسَهٗ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ـ اَيُّهَا النَّاسُ اِلَيَّ فَثَابُوْا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے، اور حضورؐ کا آخری خطبہ تھا، اس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جسمیں لپٹے ہوئے تھے۔ جس کے کنارے آپ کے مونڈھوں پر تھے۔ سر سے ایک پٹی بندھی ہوئی تھی، جو چکنی ہو رہی تھی۔ بیٹھتے ہی اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا لوگو مجھ سے قریب ہوکر بیٹھو۔ چنانچہ لوگ اُٹھ اُٹھ کر قریب

اِلَیْہِ۔ ثُمَّ قَالَ اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ ھٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْاَنْصَارِ یَقِلُّوْنَ وَیَکْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَّلِیَ شَیْئًا مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ اَنْ یَّضُرَّ فِیْہِ اَحَدًا۔ اَوْیَنْفَعَ فِیْہِ اَحَدًا فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِھِمْ وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِیْئِھِمْ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی)

قریب بیٹھ گئے۔ اب آپ نے فرمایا سُنو! بعد از حمد و صلوٰۃ اور لوگ تو بڑھتے جائیں گے مگر یہ انصار کم ہوتے جائیں گے۔ میری اُمّت میں سے جو شخص کسی ایسی چیز کا والی اور حاکم ہو جسمیں کسی کو نفع نقصان پہنچا سکتا ہو، تو اُسے میں نصیحت و وصیت کرتا ہوں کہ وہ اِن انصار کے نیک کی نیکی قبول کرے اور اُنکی بُرائی سے تجاوز کر جائے“۔

(۵۸۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْبِشَیْئٍ فَقَسَمَہٗ فَاَعْطٰی رِجَالًا فَبَلَغَہٗ اَنَّ الَّذِیْنَ تَرَکُوْا عَتَبُوْا فَحَمِدَ اللہَ ثُمَّ اَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّابَعْدُ فَوَاللہِ اِنِّیْ اُعْطِی الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ وَلٰکِنْ اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِّمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْھَلَعِ وَاَکِلُ اَقْوَامًا اِلٰی مَاجَعَلَ اللہُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الْغِنٰی وَالْخَیْرِ فِیْھِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا آپ نے اُسے تقسیم فرما دیا پھر آپ کو معلوم ہوا کہ جنھیں یہ مال نہیں ملا وہ کچھ بگڑ رہے ہیں غصے ہو رہے ہیں تو آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بیان کے بعد اما بعد کہکر فرمایا کہ میں مال کی تقسیم کے وقت بعض کو دیتا ہوں اور بعض کو نہیں بھی دیتا، حالانکہ جنھیں میں نہیں دیتا وہ مجھے ان سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں جنھیں دیتا ہوں۔ بعض لوگوں کو میں صرف اس لئے دیتا ہوں کہ اُن کے دلوں میں جزع فزع اور بے اطمینانی سی ہوتی ہے اور جنھیں نہیں دیتا انھیں سپردِ خدا کرتا ہوں اسلئے کہ جانتا ہوں اُن کے دلوں میں بے پرواہی غنا قناعت صبر اور خیر ہے۔ انھیں میں عمرو بن تغلب ہیں“۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت عمروؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرمؐ کے اس فرمان سے جس قدر میں خوش ہوا ہوں قسم خدا کی اگر ساری دنیا بھی حضورؐ مجھے دیدیتے تو میں اتنا خوش نہوتا

(۵۸۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ کشتی میں آئے اور بقیع بُطحان میں اُترے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے۔ پس ہر عشا کی نماز کے وقت ہم میں سے کچھ لوگ باری باری مسجد نبویؐ میں جاکر حضورؐ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم جو گئے تو حضورؐ کسی لشکر کے بھیجنے

کی تیاری میں مشغول تھے۔ اس وجہ سے عشاکی نماز کو بہت تاخیر ہوئی۔ رات بہت زیادہ آگئی، قریب قریب آدھی رات ہونے کو آئی تو حضور انورؐ تشریف لائے، نماز عشا پڑھائی۔ بعد از فراغتِ نماز آپ نے تمام حاضرین کو فرمایا کہ بیٹھے رہو، اس کے بعد یہ خطبہ ارشاد ہوا۔

اَبْشِرُوْا اِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرَكُمْ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنِّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُمْ)

لوگو! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی یہ ایک بڑی نعمت تم پر ہے کہ اسوقت تمہارے سوا کوئی اس نماز میں مشغول نہیں اور لوگ تو نماز پڑھ پڑھ کر سو گئے۔ تم اس وقت تک گویا نماز میں رہے اس لئے کہ جماعت کا انتظار کرتے رہے۔ اگر کمزوروں کی کمزوری کا، بیماروں کی بیماری کا، حاجتمندوں کی حاجت کا مجھے خیال نہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مُؤخر کرتا۔

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے اس خطبے نے ہمیں بے حد مسرور کر دیا۔

(۵۸۳) ایک مرتبہ حضرت معاذؓ نے عشار کی نماز میں سورہ بقرہ یا سورۂ نسار کی قرارت شروع کر دی، اسپر ایک صحابیؓ جو دن بھر اپنے کھیت میں کام کر کے ابھی ابھی تھکے ہارے آئے تھے اور نماز میں شامل ہو گئے تھے اس لمبی نماز کی سکت اپنے میں نہ پاکر نیت توڑ دی اپنی نماز الگ ادا کر کے گھر چلے گئے۔ جب حضورؐ کے پاس ان کے اس فعل کی اور حضرت معاذؓ کی اس قدر درازئ صلوٰۃ کی شکایت پہنچی تو آپنے حضرت معاذؓ کو بہت ڈانٹا اور سخت غضبناک ہو کر ایک خطبہ میں فرمایا۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُّنَفِّرُوْنَ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ۔

لوگو! تم میں بعض لوگ نفرت دلانے والے ہیں۔ سُنو تم میں سے جو بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اُسے چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے۔ اس لئے کہ اس کے پیچھے بڈھے بڑے بھی ہوتے ہیں۔ کام کاج والے بھی ہوتے ہیں۔ ضعیف و کمزور بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی ہوتے ہیں۔ ہاں جب تنہا پڑھے تو اختیار ہے جتنی چاہے دراز کرے۔" پھر حضرت معاذ سے فرمایا سَبِّحِ اسْمَ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وغیرہ جیسی سورتوں سے امامت کرایا کرو۔" یہ اس لئے کہ پہلے حضرت معاذؓ حضورؐ کے

ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر جا کر قوم کی امامت کراتے تھے۔ وقت یونہی زیادہ ہو جاتا تھا، اب ڈیڑھ یا ڈھائی پارے کی سورت پڑھنے سے یقیناً لوگوں کی طاقت طاق ہو جائے گی۔

پس امام کو چاہئے کہ عشاء کی نماز میں اتنی لمبی قراءت نہ پڑھے جس سے مقتدی اُکتا جائیں۔ ہاں رکوع سجود میں اچھی طرح اطمینان کرے، نہ اتنی لمبی نماز ہو کہ شاق گذرے نہ اس قدر ہلکی ہو کہ دل ہی نہ لگے۔ ایسا نہ ہو کہ اس حدیث کو دلیل بنا کر نماز کو نماز کی حیثیت سے گرا دیا جائے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ہر دم خیال رکھنا چاہئے۔ جو مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی مصیبت کو اپنی مصیبت نہ خیال کرے وہ دراصل کمزور اسلام والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں الفت دے۔ نفرت دور کر دے۔ ہم میں شانِ اسلام پیدا کر دے اور باہم اعتماد اور ہمدردی اور نیک ظنی عطا فرمائے۔ آمین۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ ۝ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چھتیسویں[۳۶] جمعہ کا دوسرا[۲] خطبہ

فتنۂ مال و ذکر معراج وغیرہ کے متعلق حضور اکرمؐ کے چھ[۶] خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ۝ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا ۝ وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا ۝ لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۝ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۝ کَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا ۝ وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ کِتَابَهٗ ۝ وَاَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ ۝ فَبَیَّنَ الرَّسُوْلُ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَآئِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝

حمد و ثنا کے لائق وہی خدا ہے جس نے اس وقت اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جبکہ تمام

عرب لشکر آپ کے خلاف صف آرا تھے جس نے اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت مدد کی جبکہ اُن کے لئے آگ سلگائی گئی تھی کہ چشمِ فلک نے پھر ایسی آگ نہیں دیکھی۔ جس نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت بچا لیا جبکہ ایک طرف مگرمچھ منہ پھاڑے ہوئے تھے اور پانی کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور دوسری طرف فرعون اپنے پورے لشکر سمیت راہ روکے کھڑا تھا۔ جس نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آسمان پر اُٹھا لیا جبکہ یہودیوں نے سولی گاڑ دی تھی اور آپ کو گھیر لیا تھا وہی ایک مشکل کشا ہے وہی ایک حاجت روا ہے، وہی مضطر کی دُعا سنے اور قبول فرمائے۔ وہی ہے جو دے اور نہ تھکے۔ وہی ہے جو احسان کرے اور نہ گنے جسقدر اُس کی حمد کیجائے کم ہے۔ جسقدر اس کا شکر بجالایا جائے تھوڑا ہے۔ مسلمانو! کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ ۝ دوستو! اپنے نبی پر درود بھیجو۔ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ محترم مسلم بھائیو! خطباتِ نبویہ کے سننے والو! خدا کا احسان مانو اُسکا شکر بجالاؤ۔ اور عزت وادب کیساتھ تسلیم وتعمیل کے سچے جذبہ کے ساتھ خطبات نبویہ سنو!

(۵۸۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ یَوْمٍ عَلَی الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَہٗ فَقَالَ اِنَّ اَکْثَرَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مَّا یُخْرِجُ اللّٰہُ لَکُمْ مِّنْ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ قِیْلَ مَا بَرَکَاتُ الْاَرْضِ؟ قَالَ زَھْرَۃُ الدُّنْیَا فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ ھَلْ یَأْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ یُنْزَلُ عَلَیْہِ ثُمَّ جَعَلَ یَمْسَحُ عَنْ جَبِیْنِہٖ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ اَنَا قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاہُ حِیْنَ طَلَعَ

ایک دن حضورؐ منبر پر بیٹھے اور ہم لوگ بھی آپ کے آس پاس اردگرد بیٹھ گئے آپ نے خطبہ شروع کیا فرمایا مجھے تم پر زیادہ خوف زمین کی اُن برکتوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے نکالے گا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ زمین کی وہ برکتیں کیا ہونگی؟ آپ نے فرمایا یہی اُسکی تروتازگی مال کی کثرت وغیرہ۔ تو ایک صاحب نے پوچھا کہ کیا بھلائی سے بُرائی بھی ہوتی ہے؟ آپ خاموش رہے۔ وحی اُترنی شروع ہوئی، تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنی پیشانی نورانی سے پسینہ پونچھا اور دریافت فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ سنو بھلائی سے بھلائی ہی ہوتی ہے لیکن اس کے لینے کا طریقہ بھلا بھی ہوتا ہے اور بُرا بھی جیسے زمین کا سبز چارہ جسے جانور چریں چگیں ابھی سو

ذَالِكَ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خُضْرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخُضْرَةِ تَأْكُلُ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

بہت سے جانوروں کے پیٹ ابھر جاتے ہیں اور وہ موت کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ بعض مر بھی جاتے ہیں اسی طرح یہ سبز رنگ میٹھے مزے کا مال بھی ہے سُنو! جس طرح نئے چارے کو جو جانور اتنا کھائے جتنا اُسکے پیٹ میں آئے پھر دھوپ کی طرف منہ کرکے جگالی کرنے لگے پیشاب کرے، مینگنیاں کرے پھر جب پیٹ خالی ہو تو اور چرلے۔ اسی طرح اس مال کو بھی جو حق سے حاصل کرے اور حق ہی میں خرچ کرے اس کے لئے تو یہ مال دین دُنیا سنوار دیتا ہے۔ ہر بھلے کام کا سہارا بن جاتا ہے اور جو لیتے میں حق کا خیال نہ کرے وہ ایسا ہے جیسے وہ جو کھاتا جائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے۔

معزز حاضرین! آپنے اپنے نبیؐ کا خُطبہ سُنا سچ سچ تبلائیے کیا وہی نہیں ہوا جو آپنے فرمایا تھا؟ اُمت پر فتوحات ہوئیں قیصر وکسریٰ کے ملک اُمت نے فتح کئے وہاں کے خزانے سمٹ کر آئے یہانتک کہ جن اَعرابیوں نے کبھی آنکھ کھول کر سونا نہیں دیکھا تھا اُن کے بازوؤں پر کسریٰ کے انمول جڑاؤ کنگن نظر آئے۔ اسی طرح کا ایک اور خطبہ بھی سُن لو یہ خطبہ مکی ہے۔ کفارِ قریش کے سامنے ہے۔ فرماتے ہیں:-

(۵۸۵) جب مجھے معراج ہوئی۔ صبح کو میں ہیبت زدہ سا ہو گیا کہ میں یہ واقعہ جس کے سامنے بیان کروں گا وہ مجھے جھوٹا کہیگا۔ اسی تردد میں غمزدہ بیٹھا ہوا تھا جو دشمنِ خُدا ابوجہل میرے پاس آیا اور مذاقاً مجھ سے کہنے لگا کہئے کوئی نئی بات ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا وہ کیا؟ میں نے کہا رات مجھے معراج ہوئی، اس نے کہا کہاں تک گئے؟ میں نے کہا بیت المقدس تک اس نے کہا واہ واہ اور پھر صبح آپ یہاں موجود ہیں؟ میں نے کہا ہاں اسی طرح ہوا۔ اس نے خیال کیا کہ اس وقت انھیں جھٹلانا ٹھیک نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہو کر اس بات کا انکار کر جائیں اور لوگوں کے سامنے اسے بیان نہ کریں۔ اس لئے اس نے اسے بطور پیش بندی کے کہا کہ جو آپنے مجھ سے فرمایا کیا آپ کی تمام قوم کو میں جمع کرلوں تو ان سب کے سامنے بھی آپ کہیں گے؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ اُسی وقت یہ گیا اور آوازیں دیکر تمام برادری کو جمع کر کے میرے پاس لایا۔ مجلس جب

کھچا کھچ بھر گئی اور ایک بھی باقی نہ رہا تو یہ اُٹھا اور کہا جو آپ نے بات مجھ سے بیان کی ہے اب اپنی قوم کے سامنے اُسے دُہرا دیجئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ اُسْرِیَ بِیَ اللَّیْلَۃَ آج کی رات مجھے معراج کرائی گئی ہے۔ سب نے پوچھا کہاں تک؟ آپ نے فرمایا اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ بیت المقدس تک۔ تو انھوں نے کہا واہ واہ پھر صبح کے وقت آپ یہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا نَعَمْ ہاں یہ سنتے ہی کسی نے تو تالیاں بجانی شروع کیں۔ کسی نے اُسے جھوٹ سمجھ کر اپنا ہاتھ ماتھے پر دھر لیا۔ لیکن بالآخر ان میں سے بعض نے بعض کو کہا بیت المقدس ہمارا دیکھا ہوا ہے۔ یہ کبھی وہاں نہیں گئے اب یہ کہتے ہیں کہ میں ہو آیا۔ تو ان سے وہاں کے نشانات دریافت کرو۔ یہ بتلا نہیں سکیں گے تو ان کا جھوٹ سب پر کھل جائیگا۔ اس پر سب نے صواد کر دیا۔ اور حضورؐ سے کہا کیا آپ مسجد اقصیٰ کے جو احوال ہم پوچھیں انھیں بتلا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اور ساتھ ہی مسجد اقصیٰ کا نقشہ بیان فرمانا شروع کر دیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں یہاں تک کہ بعض باتوں میں مجھے شک سا معلوم ہونے لگا۔ اسی وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کو میرے سامنے کھڑی کر دی گویا عقیل کے گھر سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اب میں اسے دیکھتا جاتا ہوں اور ان کے سامنے اس کا نقشہ مع چھوٹی بڑی چیزوں کے بیان کر رہا ہوں۔ جب میں نے پوری مسجد کا حال بیان کر دیا تو دیکھنے والوں نے کہا خدا کی قسم اس میں تو نہ ایک حرف غلط ہے نہ کوئی وصف باقی ہے۔ (رواہ احمد)

یہ معراج پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے ہوئے جسم وروح سمیت ہوئی۔ رب العالمین فرماتا ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نہ تو نظر بہکی نہ بھٹکی وَلَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ یقیناً ہمارے نبیؐ نے اپنے رب کی بڑی بڑی بھاری نشانیاں (بچشم خود) ملاحظہ فرمائیں۔ تعجب ہے اُن پر جو اسے خواب کا واقعہ بتاتے ہیں، اگر خواب ہوتا تو وہ کونسی ایسی تعجب کی بات اور کونسی اتنی بڑی نعمت تھی کہ جسے خدائے تعالیٰ فخریہ بیان کرتا ہے؟ اور اپنا زبردست احسان بتاتا ہے؟ فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں وہی لفظ عبدہٖ ہے جو سورۂ کہف میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وغیرہ میں ہے یعنی اس خدا کی پاک ذات تعریفوں کے لائق ہے جس نے اپنے بندے پر اپنی کتاب قرآن مجید نازل فرمائی جو مراد یہاں لفظ عبدہٖ سے ہے وہی مراد وہاں بھی۔ معراج جسمانی عقلاً بھی ممنوع اور محال نہیں۔ اگر عالمِ سفلی سے جسم خاکی کا عالمِ علوی میں جانا محال تسلیم کر لیا جائے تو اسی طرح عالم علوی سے جسم نورانی کا عالم سفلی میں آنا محال ہو جائیگا۔ پھر نہ جبرئیلؑ آسکتے ہیں نہ کسی نبی کی طرف وحی ہو سکتی ہے نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ وَاَیُّ کُفْرٍ اَوْضَحُ مِنْ ھٰذَا اسی طرح اتنی سُرعت حرکت بھی یقینی امر ہے کہ ناممکن نہیں۔ بجلی ہوا وغیرہ کی سُرعتِ حرکت ملاحظہ ہو۔ اسی طرح اہل اسلام

کے نزدیک جبرئیلؑ اور ارواح کی سرعتِ حرکت بھی مسلّم ہے۔ زمین وآسمان کی سُرعتِ حرکت فلسفیوں کے نزدیک متحقق ہے پس ثابت ہوا کہ اتنی سُرعتِ حرکت ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے تو معراج جسمانی سیّد الاوّلین والآخرین کی مستبعد نہیں اگر واقعہ معراج صِرف خواب وخیال ہی تھا تو بیسیوں کچّے پکّے مسلمان اِسے سُنکر کیوں دین اسلام سے پلٹ گئے؟ کفار نے کیوں اسے خلافِ عادت سمجھا اور انکار کیا، کس بات نے انھیں تعجب میں ڈالا؟ اور ہنسی مذاق کرنے پر آمادہ کیا؟ خواب میں اس سے زیادہ مستبعد امر کا دیکھنا خلاف عقل نہیں اگر حضورؐ نے خواب ہی کا ذکر کیا تھا تو وہ کیوں نشانیاں پوچھتے؟ کیوں دوڑے ہوئے صدّیق اکبرؓ کو بہکانے جاتے؟ کیوں اللہ تعالیٰ اسے فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کہتا؟ بالکل صحیح مطابق عقل ونقل وہی ہے جو جمہور علمائے اسلام کا مذہب ہے قَدِیْمًا وَّحَدِیْثًا ۵

(۵۸۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ یَوْمَ عَرَفَةَ قَالَ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَیْسَ الْبِرُّ فِیْ اِیْجَافِ الْاِبِلِ وَلَا فِیْ اِیْضَاعِ الْخَیْلِ وَلٰکِنْ سَیْرًا جَمِیْلًا تَوَاصَلُوْا ضَعِیْفًا وَّلَا تُؤْذُوْا مُسْلِمًا۔ (غنیة الطالبین للجیلانی) (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لبسلاہ)

میدان عرفہ میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا تھا اس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ اے لوگو! اونٹوں کے بھگانے اور گھوڑوں کے دوڑانے میں ہی نیکی کا انحصار نہیں۔ بلکہ درمیانی چال سے اپنی سواریوں کو لیجاؤ ضعیف وکمزور لوگوں کا خیال رکھو۔ ان سے میل رکھو اور کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ (دراصل اور پوری بھلائی یہی ہے)

(۵۸۷) غزوۂ حدیبیہ سے حضورؐ مع صحابہ لوٹ رہے ہیں، راستے میں رات گذارنے کے لئے قیام فرماتے ہیں تو صحابہؓ سے ارشاد ہوتا ہے۔ صبح جگانے کا ذمہ دار کون بنتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضورؐ یہ خدمت میں بجالاؤنگا۔ آپ فرماتے ہیں تم سو جاؤ گے۔ دوبارہ سوال ہوتا ہے کہ آج رات کی چوکیداری کون کرے گا؟ حضرت عبداللہؓ عرض کرتے ہیں کہ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا تم تو سو جاؤ گے۔ غرض بار بار یہی سوال جواب ہوا۔ آخر آپ نے فرمایا اچھا تم ہی سہی لشکر سو گیا۔ ابن مسعودؓ چوکیداری کرتے رہے۔ ٹھیک صبح کے وقت اللہ کے رسول کا فرمانا سچ ہوا۔ انھیں بھی نیند آگئی۔ جب سورج چڑھ گیا تب دھوپ نے جگایا۔ جاگتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کے معمول کے مطابق وضو کیا۔ دو سنتیں پڑھیں۔ پھر باجماعت نماز صبح ادا کی۔ فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف جو تقریباً ڈیڑھ ہزار تھے۔ متوجہ ہو کر انھیں یہ خطبہ دیا:-

لَوْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَرَادَ اَنْ لَّا تَنَامُوْا عَنْھَا لَمْ تَنَامُوْا وَلٰکِنْ اَرَادَ اَنْ یَّکُوْنَ لِمَنْ بَعْدَکُمْ فَھٰکَذَا لِمَنْ نَّامَ اَوْ نَسِیَ ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَغَیْرُہٗ)

اگر اللہ عزّ وجل کا ارادہ تمہیں اس نماز کے وقت سوتا رکھنے کا نہ ہوتا تو سب کو نیند نہ آتی۔ بلکہ اللہ عز وجل نے یہ ارادہ فرمایا کہ تمہارے بعد والوں کے لئے یہ مسئلہ صاف ہو جائے پس جو شخص سویا رہے یا بھول جائے اور نماز کا وقت نکل جائے تو اس کے لئے یہی طریقہ ہے۔

پس قضا اور ادا میں کوئی فرق نہیں۔ سنتوں کی قضا بھی سنت ہے۔ جو لوگ قضا اور ادا میں فرق کرتے ہیں، جو سنتوں کی قضا کے قائل نہیں، جو قضا نماز میں جماعت کے قائل نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ خواہ کوئی بڑے سے بڑا امام ہی کیوں نہ ہو؟ سب اماموں سے بڑے اللہ کے رسولؐ ہیں علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ اور سب آپ سے چھوٹے ہیں گو ہم سے بڑے ہوں۔ بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ جس طرح اماموں کے سامنے ہم ایسے ہی ہیں جیسے ایک کروڑ کے مقابلہ میں ایک۔ اسی طرح امام رسول اللہ کے مقابلہ میں بھی ایسے ہی ہیں جیسے ایک کروڑ کے مقابلہ میں ایک۔ ہم اماموں کے اقوال کو اپنے اقوال کے مقابلہ پر ترک نہیں کرتے بلکہ امام الائمہ امام النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مقابلہ پر چھوڑتے ہیں۔ جب ہمارا ایمان ہے کہ جملہ انبیاء کے اقوال بھی آپ کے قول کے خلاف ماننے حرام ہیں پھر ہم اقوال ائمہ کو جو حضورؐ کے اُمتی ہیں حضورؐ کے قول کے مقابلہ پر نہ چھوڑیں تو ایمان کہاں رہا؟

(۵۸۸) مسلمانو! آؤ! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غدیر خم کا خطبہ سنو! حضرت براء اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اس دن ہم بھی حضورؐ کے ساتھ تھے آپ درخت تلے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اُس درخت کی جھکی ہوئی شاخوں کو آپ کے سر مُبارک پر سے ہم اپنے ہاتھوں میں تھام کر اونچی کئے ہوئے تھے۔ آپ نے اس خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَا تَحِلُّ لِیْ وَلَا لِاَھْلِ بَیْتِیْ لَعَنَ اللّٰہُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْہِ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاھِرِ الْحَجَرُ لَیْسَ لِوَارِثٍ وَصِیَّۃٌ ۔ (رَوَاہُ الطبرانی)

صدقہ اور زکوٰۃ میرے لئے اور میری اہل بیت کے لئے حلال نہیں۔ اس پر اللہ عزّ وجل کی لعنت ہے جو بیٹا تو کسی کا ہو اور کہے دوسرے کا، جو کسی قبیلے کا اور بتائے دوسرے قبیلے میں سے اس پر بھی لعنت ہے جو غلام تو کسی کا ہو اور اپنا آقا بتائے کسی اور کو۔ سنو! بچہ اُسی کا ہوگا جس کے بستر پر ہے یعنی جس کی لونڈی یا بیوی ہے اس کا بچہ اسی خاوند یا آقا کا ہوگا۔ زانی کیلئے سوائے

پتھروں کے اور کچھ نہیں۔ وارث کے لئے وصیت نہیں" (بلکہ جو حصہ اس کا قرآن حدیث نے بتا دیا ہے وہی ملے گا۔ مرنے والے نے اگر کچھ کم زیادہ دینے کی وصیت کی ہے تو وہ وصیت باطل ہے")

کیسی پاک شریعت ہے۔ کتنے عدل و انصاف کے قانون ہیں۔ کیسے پُرامن اصول ہیں۔ جب سب انسان برابر ہیں۔ جبکہ سب ایک ماں باپ کی اولاد ہیں جبکہ شریعت نے ایک خالص سید و سردار اور ایک کپڑا بُننے والے اور جوتی گانٹھنے والے اور تیل بیچنے والے اور بادشاہت کرنے والے کو ایک ہی درجے میں رکھکر عام مساوات قائم کر دی جبکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پاک کلمہ تمام نسلی اور رنگتی امتیازات مٹا دیتا ہے، تو اب ضرورت ہی کونسی رہی کہ ایک ہلکا کام کرنیوالا اپنے باپ کی طرف اور اپنے قبیلے کی طرف اپنی نسبت کرنے سے شرمائے اور اونچی ذات والوں کیساتھ ملنے کے لئے اپنا نسب بدلے اور مکاری اور دغابازی کی عادت طبیعت میں پیدا کرے۔ زنا سے کوئی رشتہ ناتہ قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ اس پلید فعل کو خود شرع نے بدترین حرام قرار دیدیا۔ پس دُنیا کی بدتہذیبی کو دُنیا کی امن سوزی کو شریعت حقہ نے غارت کر کے پاک اور پُرامن اصول پر دنیا کو نئے سرے سے قائم کر دیا۔ ہماری جانیں فدا ہوں اس نبیؐ پر جس کے ہاتھوں انسانوں نے انسانیت پائی۔ اور خدا والے اور صاف سُتھرے ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَخُلَفَآئِہٖ وَعَلَی الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ وَعَلٰٓی اَتْبَاعِھِمْ وَتَابِعِیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ٥ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سینتیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں سُود خواری کی حُرمت وغیرہ کے متعلق حُضور صلعم کے نو۹ خطبے ہیں

نَحْمَدُکَ یَا مُؤْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ ٥ وَیَا صَاحِبَ کُلِّ فَرِیْدٍ ٥ وَیَا قَرِیْبًا غَیْرَ بَعِیْدٍ ٥ وَیَا شَاھِدًا غَیْرَ غَآئِبٍ ٥ وَیَا غَالِبًا غَیْرَ مَغْلُوْبٍ ٥ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ٥ اَلَّذِیْ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ٥ لَہٗ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ ٥ وَلَہٗ وَجِلَتِ الْقُلُوْبُ ٥ مَنْ ذَلَّتْ لَہٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَۃِ ٥

وَجُمِعَتْ لَہٗ مَقَالِیْدُ الرِّعَایَۃِ ۝ لَکَ الْحَمْدُ یَا کَبِیْرَ کُلِّ کَبِیْرٍ ۝ یَا سَمِیْعُ یَا بَصِیْرُ ۝ مَنْ لَّا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ ۝ یَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِیْرِ ۝ یَا عِصْمَۃَ الْبَائِسِ الْفَقِیْرِ ۝ یَا رَازِقَ الطِّفْلِ الصَّغِیْرِ ۝ کُلُّ الْحَمْدِ لَکَ یَا وَلِیَّ الْحَمْدِ ۝ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ اللہ تبارک وتعالیٰ کی پوری حمد وثنا کے اور اسکے رسول مقبولؐ پر درود وصلوٰۃ کے بعد۔ برادران! آپ نے حرمت شراب کی آیتیں سُن لیں آیئے انہی کے متعلق سرورِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بھی سُن لیجیے۔

(۵۸۹) ابتداء اسلام میں شراب کی حرمت کی آیتیں نہیں اُتری تھیں گو احتیاطاً شراب ترک تھی مگر حکماً حرام نہ تھی مدینہ میں آکر صحابہؓ آپ سے شراب کی نسبت سوال کرتے ہیں تو آیت یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا...... نازل ہوتی ہے یعنی شراب اور جُوے کے بارے میں لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہدے کہ ان دونوں میں گو کچھ نفع بھی ہو لیکن ہیں بڑے بھاری گناہ کے کام ان کا گناہ اُن کے نفع سے بہت زیادہ اور بہت بڑا ہے اسے سُنکر بہت سے لوگوں نے اس سے توبہ کرلی۔ تاہم بعض لوگوں نے چونکہ حرمت صاف اور صریح نہ تھی اُسے نہ چھوڑا۔ کچھ مدت کے بعد اس سے زیادہ سختی نازل ہوئی اور قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۝ یعنی ایماندارو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک ہوش وحواس درست نہ ہو جائیں اور جو پڑھو اُسے سمجھنے نہ لگ جاؤ۔ اب خیال فرمایئے کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ صحابہؓ نوافل کے بھی پابند تھے اس لئے گویا تقریباً شراب نوشی چھوٹ گئی تاہم حرمت چونکہ نہ تھی اس لئے بالکل ہی بندش بھی نہ ہوئی۔ بالآخر صاف صاف حرمت نازل ہوئی اور یہ آیت اُتری یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ یعنی اے ایماندارو! شراب اور جوا اور پانسے اور تھان تیروں

سے فال لینا یہ سب گندے حرام اور شیطانی کام ہیں تم ان سے دور رہو کہ تمہیں کامیابی میسر ہو، اسے سنکر صحابہؓ باز آ گئے۔ اور حرمت صاف ہو گئی۔ اور اس آیت کے جواب میں آیت کو سنکر صحابہؓ بول اٹھے اِنْتَهَيْنَا رَبَّنَا اے ہمارے رب ہم باز آ گئے۔ ہم رک گئے ہم اس سے ہٹ گئے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک جگہ جمع تھے اور دور شراب چل رہا تھا بلکہ میں آپ ساقی بنا ہوا تھا کہ ایک مسلمان آیا اور ہم سے کہا کیا کر رہے ہو؟ شراب کی حرمت نازل ہو چکی، اسی وقت جو شراب تھی ہم نے سب بہا دی۔ مشکوں کے دہانے کاٹ دیئے مٹکے توڑ دیئے اور دوڑے بھاگے مسجد میں پہنچے۔ فَوَجَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَيُكَرِّرُهَا اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ (رواہ البزار وغیرہ) دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہیں اور بار بار آیت اِنَّمَا يُرِيْدُ الخ کی تلاوت کر رہے ہیں یعنی شیطان کا ارادہ تو یہی ہے کہ تم میں آپس میں بغض و عداوت ڈلوا دے اور تمہیں ذکر اللہ سے اور نماز سے روک دے اسی لئے یہ چیزیں اس نے تم میں برپا کر رکھی ہیں یعنی شراب اور جوا۔ پس اے مسلمانو! کیا تم ان سے باز آ جاؤ گے؟

(۵۹۰) یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جام شراب لئے ہوئے ساقی بنا ہوا محفل گرما رہا تھا، مجلس میں ابوطلحہ، ابوعبیدہ، معاذ، سہیل، ابودجانہ وغیرہ تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہم نے خوب شراب پی یہانتک کہ ہمارے سر بوجھل ہو گئے یہ سرور گھٹ رہے تھے کہ کان میں آواز آئی کہ مسلمانو! شراب حرام ہو گئی۔ بس اسی وقت ہم نے شراب کے پیپے توڑ دیئے اور ساری شراب بہا دی اور غسل کر لیا کسی نے وضو کر لیا اور حضرت ام سلیمؓ سے خوشبو مانگ لی اور مسجد نبوی کی طرف فرمان رسولؐ سننے کو چل کھڑے ہوئے۔ دیکھا کہ اس وقت یہ فرما رہے ہیں اور یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ	اے ایمان والو! یقیناً شراب اور جوا اور تھان بتوں کے اور تیر فال کے ناپاک ہیں۔ شیطانی کام ہیں۔ تم ان سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ جوے اور شراب کی وجہ سے تم میں آپس میں عداوت و بغض ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ پس کیا اب بھی تم اس سے باز نہیں رہنے کے؟

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ٥

یہ سنکر ایک صحابیؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اس کی حرمت سے پہلے اسے پیتے جو لوگ مر گئے ہیں انکا کیا حال ہوگا؟ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥

یعنی ایماندار، نکوکار پر جو کچھ انھوں نے کھا پی لیا اس میں کچھ گناہ نہیں جبکہ وہ پرہیزگاری پر قائم رہیں اور ایمان وعمل صالح پر جمے رہیں پھر بھی تقویٰ اور ایمانداری رکھیں پھر پرہیزگاری اور احسان کریں اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (رواہ البزار)

مسلمانو! آپ نے دیکھا کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ بس اسلام اسی کا نام ہے کہ انسان خدا کے حکموں کا تابع ہو جائے۔ خیال فرمائیے کہ بچپن سے شراب کے دھتیا تھے گھٹی میں شراب پڑی ہوئی تھی لیکن اِدھر حکم خدا نازل ہوتا ہے کہ یہ ناپاک چیز تم پر حرام ہے اُدھر وہ اُسے بہا دیتے ہیں اور پھر آخر دم تک ایک قطرہ اُن کے ہونٹ سے نہیں لگتا۔ آہ! آج یہ چیز ہم میں ڈھونڈھنی بے سود ہے۔ وعظ سنتے ہیں، علم پڑھتے ہیں۔ مولوی بنتے ہیں لیکن عمل کی طرف سے بہت کوتاہی ہے جو بدعادت کل تھی آج بھی ہے اور کل بھی رہے گی۔ پس مسلمانو! اپنے اسلاف سے سبق سیکھو اور اپنی عادتیں قرآن وحدیث کے ماتحت کردو۔ شرابخوری نہایت مذموم عادت ہے، پیسے دے کر بیوقوف بننا ہے۔ اپنی صحت کا آپ گلا گھونٹنا ہے، اپنے دین کو خود ہی سوخت کرنا ہے۔

حضرات! اسلام نے جس قدر اخلاقی تعلیم دنیا کو دی ہے میرے خیال میں ایسے عالمگیر اور پاکیزہ اخلاق اور کسی مذہب نے پیش نہیں کئے۔ آپس کے حقوق جو اسلام نے بتلائے ہیں۔ اُن سے دنیا کے اور کل مذاہب ساکت ہیں۔ اسلام جیسا سچا مذہب اگر دنیا میں رہنے سہنے کے اچھے طریقے کافی طور پر نہ بتلاتا تو یہ اس کا نقص سمجھا جاتا حالانکہ وہ کامل مذہب ہے۔ کاش! مسلمان اس سچے مذہب کا عملی نمونہ بن جائیں اور پبلک کو دکھا دیں کہ دیکھو اسلام یہ ہے، تو میں جانتا ہوں کہ خلق اللہ حلقہ بگوش ہو جانے میں ذرا بھی توقف بلکہ تأمل تک نہ کرے۔ نمونۂ اسلام از خود ان کو اپنی مقناطیسی زبردست قوت سے اپنی طرف کھینچ لے۔ مگر یہاں تو "مسلمانی درکتاب ومسلمانان درگور" کا مضمون ہے۔

ایک وہ مبارک زمانہ تھا کہ مسلمان نہایت مستعدی اور سرگرمی سے احکام اسلام کے پابند تھے۔

ان کے جسموں کو تیروں سے چھلنی بنا دیا جاتا تھا۔ اُن کے اعضاء کو ایک ایک کر کے کاٹ دیا جاتا تھا اُنھیں کھولتے ہوئے گرم گرم تیل کے کڑھاؤ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ بیچارے دم زدن میں چُرمُر ہو کر رہ جاتے تھے۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر برہنہ جسم لٹا کر گھسیٹا جاتا۔ بیوی بچے، مال دولت، عزت آبرو سب خاک میں ملا کر گھر سے بے گھر کر دیئے جاتے تھے۔ آہ وہ کونسا ظلم تھا جو اُن سے اُٹھا رکھا جاتا تھا وہ کونسی سفاکی تھی جو ان پر نہ ہوتی ہو، وہ کونسا بُرا برتاؤ تھا جو اُن سے نہ برتا جاتا ہو؟ مگر تاہم وہ مردانِ خدا احکام دین کی پابندی سے بال برابر نہ ہٹتے تھے۔ یہ ناقابلِ برداشت روزروز کی مصیبتیں یہ روح فرسا نت نئی تکلیفیں بھی اُن سے پہاڑ سے زیادہ مضبوط استقلال اور ایمان کو کھو دینا تو کُجا ذرہ برابر بھی جنبش نہ دے سکتی تھیں۔ اپنی تمام راحتیں ایک فرمانِ نبوی پر قربان کر دیا کرتے تھے۔ آہ آج انقلاب زمانہ نے ہمیں وہ روز بد دکھایا کہ خود بخود ذرا ذرا سی راحتوں کی خیالی امید پر چھوٹی چھوٹی تکلیفوں کے موہوم خوف سے ایمان فروشی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جسے دیکھو نفس کا بندہ۔ خواہش پرست جس پر نظر ڈالو تکبّر اور خودستائی کے نشہ میں سرمست ایک ایک فرد ننگ اسلام ہر ایک مجرم و خودکام۔ کہیں رات دن دورِ شراب ہے، کہیں عشق خانہ خراب ہے کسی کی چوری اور زناکاری میں عمر بسر ہو رہی ہے۔ کسی کی جوئے بازی اور تماشہ بینی میں ساری ساری رات گذر رہی ہے کہیں راگ اور باجوں کا شوق ہے کہیں ایذا دہی اور حرام خوری کا ذوق ہے۔ سود تو گویا دل لگی ہے اور عین اکل حلال ہے۔ شراب اور نشے بغیر گویا راحت ہی محال ہے ؎

کیسا ایمان ان میں غیرت ہی نہیں اسلام کہاں کہ جب بصیرت ہی نہیں

مسلمانو! افسوس صد افسوس! کیا مذہب اسلام کی یہی وہ پاک تعلیم ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟ کیا انہی اخلاق رَدِیَّہ و خصائل ذَمِیمَہ کو پھیلانے کے لئے آپ نے دنیا میں طرح طرح کی کوفت اٹھائی تھی؟ میرے دوستو خیال تو کرو کہ روزِ محشر میں جس وقت ہم احکم الحاکمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اعمالنامے کھلے ہوئے ہوں گے۔ زمین و آسمان بلکہ خود ہمارے اعضائے جسم ہمارے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے کل مخلوق ایک ہی میدان میں جمع ہوئی ہوگی۔ آفتاب تیزی اور تندی کے ساتھ بالکل سروں پر ہوگا۔ ساتھ ہی جہنم چیختی اور چلاتی شعلے بھڑکاتی آنکھیں پھاڑے غیظ و غضب کے ساتھ گھور رہی ہوگی ہائے اسوقت ہم باری تعالیٰ قہّار و جبّار کو اپنی ان زِشت اَعمالیوں کا کیا جواب دیں گے؟ کیا منہ لے کر اپنے مشفق و شفیق رؤف و رحیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی آرزو کریں گے؟۔

ہماری یہ بداعمالیاں ہمیں قبروں میں کالوں سے ڈسوائیں گی، لوہے کے گرزوں سے سر کچلوائیں گی خون کے آنسو رلواتی ہوئی نہایت ہی ذلت اور پشیمانی کے ساتھ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل کرائیں گی۔ یہ فانی لذتیں ہماری اُخروی نعمتوں کا ستیاناس کر رہی ہیں۔ یہ بے بقا راحتیں ہماری خوش آیند اُمیدوں کا خون کئے دیتی ہیں۔ ہائے یہ نافرمانی کا گھن ہمیں کھوکھلا کر چکا اور ہمیں خبر بھی نہیں۔ ہم برباد اور روسیاہ ہو گئے۔ مگر کچھ اثر ہی نہیں۔ آخر یہ فرعونیت کب تک؟ یہ دلیری اور بے خوفی تا بہ کے؟ سوچو تو سہی کس کے بندے کہلاتے ہو؟ کس کی امت مشہور ہو رہے ہو؟ اپنی بدنامی کا نہ سہی اسلام کی بدنامی کا تو خیال کرو۔ اپنے اسلاف اور بزرگان دین پر تو حرف نہ آنے دو۔

آہستہ خرام بلکہ مخرام — زیر قدمت ہزار جان است

مسلمانو! اب بھی باز آؤ خدا کی نافرمانیاں ترک کرو اور اپنے گذشتہ گناہوں پر شرماؤ اور توبہ کرو قضا سر پر گھوم رہی ہے نہ جانے کس وقت آنکھ بند ہو جائے اور لوگوں کے کندھوں پر لدے ہوئے قبر کی تنہائی اور تاریکی اور وحشت و تنگی سے پالا پڑے، پس گناہوں کو ترک کرو۔ نشے کی چیزوں سے خواہ وہ کھانے کی ہوں یا پینے کی ہوں احتراز کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر دے۔

(۵۹۱) عَنْ خَالَتِهٖ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَتْ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَاصِبٌ رَّاسَهٗ مِنْ لَّدْغَةِ عَقْرَبٍ فَقَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ لَا عَدُوَّ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا تُقَاتِلُوْنَ حَتّٰى يَاْتِيَ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ صِغَارُ الْعُيُوْنِ صُهْبُ الشِّعَافِ وَمِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ٥ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھونے کاٹا تھا۔ اس لئے آپ سر سے پٹی باندھے ہوئے خطبہ دے رہے تھے جس میں فرمایا۔ مسلمانو تم نے یہ کیا کہنا شروع کر رکھا ہے کہ اب دشمنانِ اسلام نہیں رہے (اس لئے جہاد بھی نہیں رہا غلط ہے سُن لو) تم برابر راہِ خدا کا جہاد کرتے رہو گے یہاں تک کہ (قریب بہ قیامت) یاجوج ماجوج نکل آئیں۔ جن کے چہرے چوڑے ہوں گے جنکی آنکھیں چھوٹی ہوں گی جن کے بال بھورے سُرخی مائل ہوں گے۔ ہر ہر بلندی سے کودتے پھاندتے آئیں گے۔ اُن کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھالیں ہوں۔"

پس گناہوں سے بچنا، شریعت کی پابندی کرنا اپنے تئیں احکام خدا کا پابند بنانا اور راہ خدا کے ہر کام کے لئے ہر وقت مستعد و تیار رہنا ہی اسلام ہے۔ یاد رکھو قیامت کے قریب بڑی آفتیں آنے والی ہیں جنمیں سے ایک یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر فتنے سے بچائے۔ آمین۔ ایک اور فتنہ بھی سن لیجئے

(۵۹۲) عَنْ بُقَيْرَةَ امْرَأَةِ الْقَعْقَاعِ قَالَتْ اِنِّي لَجَالِسَةٌ فِي صُفَّةِ النِّسَاءِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى قَالَ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا سَمِعْتُمْ بِخَسْفٍ هٰهُنَا فَقَدْ حَلَّتِ السَّاعَةُ (رواہ احمد)

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی بیوی صاحبہ حضرت بُقَیرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں عورتوں کے مجمع میں تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کی آواز سُنی کہ آپ اپنے بائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ لوگو! جب تم سُنو کہ یہاں زمین دھنس گئی ہے تو سمجھ لینا کہ قیامت آگئی۔

مسلمان بھائیو! اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ہماری آخرت سنواری ہے وہاں ہماری دُنیا بھی سنواری ہے۔ آؤ آپ کی پاک تعلیم سُنو!

(۵۹۳) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَيْتُهُ فَقَالَ لِيْ يَا جَرِيْرُ لِاَيِّ شَيْءٍ جِئْتَنَا؟ قُلْتُ لِاُسْلِمَ عَلٰى يَدَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْقٰى اِلَيَّ كِسَاءَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جریر کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا حضورؐ اسلام قبول کرنے کے لئے آپ نے اپنی چادر مبارک میری طرف بڑھا دی اور اپنے صحابہؓ کے مجمع سے خطاب کر کے فرمایا جب کسی قوم کا بڑا آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی تکریم عزت آؤ بھگت اور اکرام کیا کرو۔" اور روایت میں ہے کہ حضرت جریرؓ نے چادر مبارک کو بوسہ دیکر آپ کو واپس کی اور کہا اللہ کے رسولؐ، اللہ تعالیٰ آپ کا ایسا ہی اکرام کرے جیسا آپ نے میرا کیا۔ پھر حضورؐ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ وعن الصحابۃ اجمعین۔ مسلمان بھائیو! یہ تھے اخلاق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ تھی پاک تعلیم آپ کی، جسے آج ہم بھلا بیٹھے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کا ادب

لحاظ تک چھوڑ بیٹھے۔ بڑوں کا ادب چھوٹوں میں نہ رہا۔ چھوٹوں پر شفقت و رحمت بڑوں میں نہ رہی۔ علماء کا وقار جاتا رہا۔ ہر ایک اپنے تئیں سب کچھ سمجھنے لگا۔ ایک دوسرے پر حقارت کی نظر ڈالنے لگا۔ یہ تمام چیزیں شریعت حقہ کے خلاف ہیں۔ ادب لحاظ پاس اکرام عزت محبت مودت، آپس میں الفت و یگانگت یہ اسلام کی پہلی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔ آؤ میں بتلاؤں کہ صحابہؓ حضور اکرمؐ کا کس قدر وقار کرتے تھے اور خوش خُلقی کا درجہ خدا کے ہاں کیا ہے؟

(۵۹۴) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُوْسِنَا الطَّيْرُ مَا يَتَكَلَّمُ مِنَّا مُتَكَلِّمٌ اِذْ جَاءَهٗ نَاسٌ فَقَالُوْا مَنْ اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ اَحْسَنُهُمْ اَخْلَاقًا۔ (رواہ الطبرانی)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم (صحابہؓ) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس طرح گویا ہمارے سروں پر پرند ہیں۔ سب چپ چاپ تھے۔ کوئی بھی کلام نہیں کرتا تھا اتنے عرصے میں کچھ اور لوگ آئے اور انھوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ اللہ کے بندوں میں سوا سکے محبوب بندے کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا جو سب سے زیادہ خوش اخلاق ہوں"۔

یاد رکھیے توحید و رسالت کے بعد بڑی خوبی خوش اخلاقی ہے، ہر ایک سے کشادہ پیشانی سے ملنا بھلی بات زبان سے نکالنا۔ خیر خواہی کرنا۔ کسی کو نقصان نہ پہنچانا۔ خدا کی نافرمانیوں سے نبیؐ کی حدیثوں کی مخالفت سے پرہیز کرنا وغیرہ۔

(۵۹۵) ہاں اصلِ دین توحید خدا ہے۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيْ نَفَرٌ مِّنْ قَوْمِيْ فَقَالَ اَبْشِرُوْا وَبَشِّرُوْا مَنْ وَّرَآءَكُمْ اَنَّهٗ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (رواہ احمد)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اور میرے ساتھ میری قوم کے آدمی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہم سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اپنے پیچھے والوں کو میری طرف سے یہ خوشخبری سُنا دو کہ جو صدق دل سے خدا کی وحدانیت کی اس کے سوا کسی اور کے قابل عبادت نہ ہونے کی گواہی دے وہ جنتی ہے"۔

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں ہم حضورؐ کی اس مجلس سے اُٹھے۔ اب جو بھی ہمیں ملتا اس سے یہ خوشخبری

بیان کرتے۔ اتنے میں ہماری ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی تو فاروق اعظمؓ ہمیں واپس لوٹا لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یوں تو لوگ اسی پر جم جائیں گے (ڈر ہے کہ کہیں اعمال سے بے پرواہی نہ کرنے لگ جائیں) یہ سُنکر حضورؐ خاموش ہو گئے۔ پس مدارِ نجات توحیدِ خداوندی پر ہے۔ اللہ کے سوا اس کے اوصاف کسی میں نہ مانو، نہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان واخلاص عطا فرمائے اور ہمیں اپنی توحید پر مداومت بخشے۔ آمین۔

(۵۹۶) انصار کی مجلس جمع ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، سلام علیک کرتے ہیں سب جواب دیتے ہیں لیکن آپ کو اُنکی یہ برسرِ راہ بیٹھک کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ انصار عرض کرتے ہیں کہ آخر کہیں نہ کہیں ملکر بیٹھنا تو ضروری ہے۔ باپ دادوں سے یہ عادت ہے۔ اُن کی مجلسیں کیسے اُجاڑیں پھر دُنیا کی بات بھی تو ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا سُنو۔

اِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا فَرُدُّوا السَّلَامَ وَغُضُّوا الْاَبْصَارَ وَاَرْشِدُوا السَّبِيْلَ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

اگر ایسی عام گذرگاہوں پر بیٹھنا ضروری ہے تو سلام کا جواب دیا کرو۔ (بُری چیزوں اور خلافِ شرع چیزوں کے دیکھنے سے) آنکھیں بند کر لیا کرو۔ (راہ بھولے اور راہ دریافت کرنیوالوں کو) راستہ بتا دیا کرو۔

(۵۹۷) اور روایت میں ہے وَاَعِيْنُوْا عَلَى الْحَمُوْلَةِ وَذِكْرًا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَاهْدُوا الْاَعْمٰى وَاَعِيْنُوا الْمَظْلُوْمَ وَاَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ وَنَهْىٌ عَنْ مُّنْكَرٍ (رَوَاهُ صَاحِبُ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

راستے کا حق ادا کیا کرو۔ اور وہ یہ ہے کہ مزدوروں کے بوجھ اُٹھا دیا کرو۔ اللہ کا ذکر بکثرت کرتے رہو اندھوں کی رہنمائی کرو۔ مظلوم کی اعانت کرو۔ بھلی باتوں کا حکم کرو۔ بُری باتوں سے روکو۔

بھائیو! یہ ہیں اعمالِ اسلام۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق رفیق فرمائے۔

اَقُوْلُ قَوْلِىْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سینتیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

خصائل خیر و فضائل قریش وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خطبے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ۝ وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۝ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۝ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۝ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ۝ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ۝ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۝ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ۝ وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ۝ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ۝ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝

برادران ۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے ہماری مرادیں پوری کرے ۔ ہم پر سے سختیاں دور رکھے ۔ ہمیں نیک توفیق دے ۔ اپنے دین کا بول بالا رکھے ۔ اپنے بندوں کو سچا بندہ بنائے ۔ آمین ۔

(۵۹۸) حمد خدا اور نعت مصطفیٰ کے بعد برادران آؤ میں آپ کو ایک واقعہ مع ایک خطبہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سناؤں ۔ اس کے راوی حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ میری موجودگی میں بدر کی لڑائی کے ذکر میں ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے یہ مخالف کیا تھے گویا بڑھیا عورتیں تھیں یا یوں سمجھو کہ جیسے زانو بندھے ہوئے اونٹ تھے جنھیں جا کر ہم نے ذبح کر دیا ۔ یہ سنتے ہی حضورؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا ۔ گویا کہ انار کے دانے چھوڑ دیئے گئے ہیں ۔ پھر آپ نے اُن سے فرمایا ایسا نہ کہو (یہ تو خدا کی طرف سے تھا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انھیں اسی طرح کا تمہیں دکھایا ۔ تاکہ تمھاری ہمتیں بڑھ جائیں ورنہ) یہ سردارانِ قریش وہ تھے کہ اگر تم انھیں ان کی جگہ دیکھ لو تو دہشت لگنے لگے ۔ چنانچہ اس کی ایک مدت کے بعد جب میں مکہ گیا اور وہاں بیت اللہ میں انھیں بیٹھا دیکھا تو واللہ ان کی ہیبت کے مارے میں تو انھیں سلام بھی نہ کر سکا ۔ اس وقت مجھے حضورؐ کا فرمان یاد آ گیا ۔ اب آپ نے تمام صحابہؓ کو خطاب فرما کر فرمایا ۔

یَامَعَاشِرَ النَّاسِ ۝ اَحِبُّوْا قُرَیْشًا فَاِنَّہٗ اے لوگو! قریش سے محبت رکھو جس نے قریش سے محبت

مَنْ اَحَبَّ قُرَيْشًا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَ قُرَيْشًا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيَّ قَوْمِيْ فَلَا اَتَعَجَّلُ لَهُمْ نِقْمَةً وَّ لَا اَسْتَكْثِرُ لَهُمْ نِعْمَةً. اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهَا نَوَالًا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلِمَ مَا فِيْ قَلْبِيْ مِنْ حُبِّيْ لِقَوْمِيْ فَسَرَّنِيْ فِيْهِمْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ۝ فَجَعَلَ الذِّكْرَ وَالشَّرَفَ لِقَوْمِيْ فِيْ كِتَابِهٖ فَقَالَ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يَعْنِيْ قَوْمِيْ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ الصِّدِّيْقَ مِنْ قَوْمِيْ وَالشَّهِيْدَ مِنْ قَوْمِيْ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ قَوْمِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَلَّبَ الْعِبَادَ ظَهْرًا لِّبَطْنٍ فَكَانَ خَيْرُ الْعَرَبِ قُرَيْشٌ وَّهِيَ الشَّجَرَةُ الْمُبَارَكَةُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ قُرَيْشًا اَصْلُهَا ثَابِتٌ يَقُوْلُ اَصْلُهَا كَرَمٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ يَقُوْلُ الشَّرَفُ الَّذِيْ شَرَّفَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ بِالْاِسْلَامِ الَّذِيْ هَدَاهُمْ

رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے قریش سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں میری قوم کی محبت ڈال دی ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے اُن کی سزا میں جلدی نہیں کی اور اُن کے انعام میں بخل نہیں کیا۔ اے معبود برحق ابتداءً قریش کو سزا ہوئی ہے۔ میری دعا ہے کہ آخر میں تو ان پر اپنے انعام نازل فرما۔ لوگو! چونکہ خدائے تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ میرے دل میں میری قوم کی محبت ہے اس لئے مجھے اس نے ان کے بارے میں خوش کر دیا۔ چنانچہ فرمانِ قرآن ہے کہ یہ ذکر ہے تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے اور تم عنقریب پوچھے جاؤ گے۔ پس میری قوم کا ذکر مع ان کی شرافت کے اپنے کلام پاک میں بیان فرمایا۔ اور آیت میں ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار کر دے۔ اور اپنی اتباع کرنے والے مومنوں کے سامنے اپنا بازو جھکائے رکھ اس سے مراد بھی میری قوم قریش ہے۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے میری قوم میں صدیق، شہید اور امام بنائے۔ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے دلوں کو خوب الٹ پلٹ کر دیکھ لیا اور سارے عرب میں بہتری قریش کو عطا فرمائی۔ یہی وہ بابرکت درخت ہے جسکا ذکر آیت قرآنی میں ہے کہ کلمۂ طیبہ کی مثال طیّب درخت کی ہے جس کی جڑ ثابت ہے اور جسکی شاخیں آسمان میں ہیں۔ قریش اس کی مضبوط جڑ ہیں۔

لَهٗ وَجَعَلَهُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَنْزَلَ فِيْهِمْ سُوْرَةً مِّنْ كِتَابِهٖ مُحْكَمَةً لِاِيْلَافِ قُرَيْشٍ ۝ اِيْلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

یعنی اصل کرم ہے اور شاخ بلند ہے، مراد اس سے وہ بزرگی ہے جو انھیں ہدایت اسلام کے بعد حاصل ہوئی اور یہ اہل اسلام ہوئے۔ سُنو اِن کے بارے میں قرآن حکیم کی ایک محکم سورت نازل ہوئی۔ فرمان ہے۔ قریش کو الفت دلانے کے لئے اُن کے جاڑے اور گرمی کے سفر میں۔ پس انھیں چاہیئے کہ اس گھر کے پروردگار کی عبادت کرتے رہیں جس نے انھیں بھوک سے آسودگی عطا فرمائی اور خوف سے امن دیا۔"

(۵۹۹) عَنْ رَّجُلٍ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ تَدْرُوْنَ مَا الرَّقُوْبُ؟ قَالُوا الَّذِيْ لَا وَلَدَ لَهٗ فَقَالَ الرَّقُوْبُ كُلَّ الرَّقُوْبِ الرَّقُوْبُ كُلَّ الرَّقُوْبِ الرَّقُوْبُ كُلَّ الرَّقُوْبِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ وَلَدٌ فَمَاتَ وَلَمْ يُقَدِّمْ مِنْهُنَّ شَيْئًا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الصُّعْلُوْكُ؟ قَالُوا الَّذِيْ لَيْسَ لَهٗ مَالٌ قَالَ الصُّعْلُوْكُ كُلَّ الصُّعْلُوْكِ الصُّعْلُوْكُ كُلَّ الصُّعْلُوْكِ الصُّعْلُوْكُ كُلَّ الصُّعْلُوْكِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مَالٌ فَمَاتَ وَلَمْ يُقَدِّمْ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الصُّرَعَةُ؟ قَالُوا الصَّرِيْعُ قَالَ الصُّرَعَةُ كُلَّ الصُّرَعَةِ الصُّرَعَةُ كُلَّ الصُّرَعَةِ الصُّرَعَةُ كُلَّ الصُّرَعَةِ الرَّجُلُ الَّذِيْ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا جانتے ہو؟ بانجھ کون ہے؟ لوگوں نے کہا جسے اولاد نہ ہو۔ فرمایا سُنو، پورا بانجھ صحیح معنی میں بے اولاد۔ حقیقی بے نسلا وہ ہے جس کے اولاد تو ہو لیکن اس کے مرتے دم تک کسی ایک کو بھی ان میں سے آگے نہ بھیجا ہو۔ یعنی اس کے سامنے ان میں سے کوئی نہ مرا ہو۔ جانتے ہو فقیر کون ہے؟ صحابہؓ نے کہا جس کے پاس مال نہ ہو۔ آپ نے فرمایا سُنو! اصلی فقیر واقعی کنگلا بالکل بے مال وہ ہے جو ہو تو مالدار لیکن راہِ خدا میں اس نے اپنے مرنے سے پہلے کچھ نہ بھیجا ہو یعنی خیرات صدقہ نہ کیا ہو۔ پھر دریافت فرمایا کہ جانتے ہو پہلوان کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا جو دوسروں کو گرا لیتا ہو۔ آپ نے فرمایا سُنو! پورا پہلوان شہ زور اور طاقتور وہ ہے جسے غصہ آئے اور سخت غضبناک ہو جائے، چہرہ سُرخ نکل آئے، رونگھٹے کھڑے ہو جائیں لیکن تاہم وہ اپنے غُصّے پر قابو رکھے اور

يَغْضَبُ فَيَشْتَدُّ غَضَبُهُ وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ وَيَقْشَعِرُّ شَعْرُهُ فَيَصْرَعُ غَضَبُهُ۔
مغلوب الغضب نہ ہو جائے۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

(۶۰۰) حضرت جابر بن عبد اللہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے کے محلے میں بدھ کے دن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دیکھا کہ اُن کے کھیت اور باغات کی حد بندی کی ہوئی ہے، دیوار کھنچی ہوئی ہے اس سے پہلے آپ نے یہ ملاحظہ نہیں فرمایا تھا۔ اسی وقت انصارؓ کو جمع کر کے آپ نے انھیں یہ خطبہ دیا۔ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ اے انصاریو! سب متوجہ ہو گئے اور کہنے لگے لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا لَوْ أَنَّكُمْ إِذَا هَبَطْتُمْ لِعِيدِكُمْ يَعْنِي الْجُمُعَةَ مَكَثْتُمْ حَتّٰى تَسْمَعُوا مِنِّي قَوْلِي۔ تم جب اپنی عید یعنی جمعہ کی نماز کے لئے آؤ تو ذرا سی دیر ٹھہر جانا اور میری باتیں سُننا۔ سب نے کہا حضورؐ پر ہمارے ماں باپ صدقے! بہت خوب۔ چنانچہ جمعہ کے دن سب حاضر ہوئے۔ جمعہ کی نماز حضورؐ کے ساتھ ادا کی آپ اس روز فرضوں سے فارغ ہو کر اپنی اسی جگہ دو سنتیں پڑھنے کو کھڑے ہو گئے اس سے پہلے آپ کی عادتِ مُبارک یہ تھی کہ ان دونوں رکعتوں کو مکان جا کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ آج یہ نوافل مسجد میں ہی ادا کئے۔ جب فارغ ہوئے تو انصارؓ کی طرف منہ کیا، اسی وقت انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین اُٹھ اُٹھ کر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

(۶۰۱) تو آپ نے انھیں فرمایا۔ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! اے انصاریو! سب بول اُٹھے لبیک یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر صدقے۔ آپ نے فرمایا:۔

كُنْتُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا تَعْبُدُونَ اللّٰهَ تَحْمِلُونَ الْكَلَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَتَفْعَلُونَ الْمَعْرُوفَ وَتَصِلُونَ إِذَا مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تُحَصِّنُونَ فِي مَا يَأْكُلُ ابْنُ آدَمَ أَجْرٌ وَفِي مَا يَأْكُلُ الطَّيْرُ أَجْرٌ وَفِي مَا يَأْكُلُ السَّبُعُ أَجْرٌ۔

جاہلیت کے زمانے میں جبکہ تم خدا کی عبادت نہیں کرتے تھے تمھاری یہ حالت تھی کہ تم دوسروں کے مالی بوجھ اُٹھالیا کرتے تھے۔ بھلائیاں اور سلوک کرتے تھے۔ صلہ رحمی کرتے تھے۔ اب جبکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمھیں اسلامی دولت سے مالا مال کر دیا۔ اپنا نبی تم میں بھیجا تو تم نے دیواریں کھینچ لیں۔ اور ہاتھ تنگ کر لیا۔ سُنو! جو کچھ تمھارا

مال کسی انسان کے پیٹ میں جائے اس میں بھی تمہارے لئے اجر ہے بلکہ جو جانور کھا جائے اس میں بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرام انصار رضی اللہ عنہم جاتے ہیں اور اپنے باغوں کے احاطوں کی دیواریں توڑ دیتے ہیں تاکہ حاجتمند آئیں اور پھل کھائیں۔

پس میرے محترم بھائیو! میں آج اسی سبق پر اپنا یہ خطبہ ختم کرتا ہوں یاد رکھو جتنا دوگے اتنا لوگے بوؤگے تو کاٹو گے۔ خدا نے دیا ہو تو خود کھاؤ پیو۔ اپنے بچوں کو اور گھر والوں کو کھلاؤ پلاؤ۔ دوست احباب سے سلوک رکھو پاس پڑوس کی خبر گیری کرو۔ راہ خدا کے ہر کام میں کام آؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سخاوت کی توفیق دے اور بخیلی سے بچائے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ٥ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ٥ اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ ٥ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعْوَاتِ ٥ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ٥ وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلٰۤى اَعْدَآءِ الدِّيْنِ ٥ وَالْحَمْدُ لَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ٥ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اڑتیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ خطبے جہاد خلافت اخلاق کے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جَامِعِ الشَّتَّاتِ ٥ وَمُحْيِ الْاَمْوَاتِ ٥ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ٥ اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً تَكْتُبُ الْحَسَنَاتِ ٥ وَتَمْحُوا السَّيِّاٰتِ ٥ وَتُنْجِيْ مِنَ الْمُهْلِكَاتِ ٥ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمَاتِ ٥ اَلْاٰمِرُ بِالْخَيْرَاتِ ٥ اَلنَّاهِيْ عَنِ الْمُنْكَرَاتِ ٥ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰۤى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ ٥ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْاِنْسِ وَالْجِنَّاتِ ٥ مِنْ شَرِّ الشَّيَاطِيْنِ وَبَنِيْهِمْ وَبَنَاتِ ٥

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ اَلتَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْاٰمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو بکھرے ہوؤں کا جمع کرنے والا ہے جو مُردوں کا زندہ کرنے والا ہے اسی کے فضل وکرم سے نیکی کے کام پورے ہوتے ہیں۔ میری گواہی ہے کہ وہی معبود برحق ہے، اس کے سوا کسی قسم کی عبادت کے لائق کوئی نہیں۔ یہی وہ شہادت ہے جس کی وجہ سے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ہلاکیوں سے نجات ملجاتی ہے۔ اسی طرح میری گواہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسولؐ ہیں اور اس کے بندے بھی۔ آپ ہی ہیں جنھیں جامع باتیں دیکر خدا نے اپنا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ جو بھلی باتوں کے حکم کرنیوالے اور بُری باتوں سے روکنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت ورضوان اور اپنے درود وسلام نازل فرمائے۔ آپ کی آل پر آپکے اصحاب پر آپ کے خلفاء پر آپ کی ازواج پر بھی خدا اپنی رحمتیں سدا برستی رکھے جب تک آسمان وزمین ہیں تب تک رب کی رحمت ورضوان آپ پر باقی رہے اور اس کے بعد بھی۔ اے انسانوں اور جنوں کے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ہر ایک شیطان سے اور اس کی اولاد سے خواہ وہ انسانی صورت میں ہوں یا جناتی شکل میں۔ مسلمانو! سنو! جناب باری ارحم الراحمین کا ارشاد سُنو فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کے جان مال خرید لئے جس کے بدلے میں انھیں جنّتیں عطا فرمائیں۔ یہ راہِ خدا میں جہاد جاری رکھتے ہیں جنہیں مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ رب کا یہ وعدہ سچا ہے۔ تورات وانجیل میں بھی ہے اور اس قرآن میں بھی۔ بتاؤ رب سے زیادہ سچے وعدے اور کس کے ہو سکتے ہیں؟ پس تم بھی اس تجارت پر خوش ہو جاؤ۔ یہ تو سراسر نفع کی تجارت ہے ان نیک کردار مومنوں کے اوصاف سُنو! یہ توبہ کرنیوالے ہیں۔ عبادت گذار ہیں۔ خدا کی تعریفیں کرنیوالے ہیں، راہِ خدا میں سیاحت کرنیوالے اور روزیدار ہیں۔ رکوع سجدے کرتے ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں بُری باتوں سے روکنے والے ہیں، حدودِ خدا کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اے نبیؐ تو ایمانداروں کو خوشخبریاں سُنادے

(۶۰۲) برادران سُنئے میں آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ سناؤں جو میدانِ بدر میں اپنے جانباز صحابہؓ کے سامنے آپ بیان فرماتے ہیں:۔

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَقَاتِلُوْا قَالُوْا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَانَقُوْلُ كَمَا قَالَتْ بَنُوْٓ اِسْرَآئِيْلَ لِمُوْسٰىٓ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۝ وَلٰكِنِ انْطَلِقْ اَنْتَ وَرَبُّكَ يَامُحَمَّدُ اِنَّا مَعَكُمْ نُقَاتِلُ۔

یعنی اُٹھو اور راہِ خدا میں جہاد کرو تو آپ کے صحابہ نے جواب دیا حضور ہم حاضر ہیں۔ ہم بنو اسرائیل نہیں جو حضرت موسیٰؑ سے ایسے موقع پر کہہ اُٹھے تھے کہ آپ اور آپ کا رب جاکر جہاد کرلو ہم تو یہاں بآرام بیٹھے ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ ہم تو عرض کرتے ہیں کہ بسم اللہ کیجئے۔ راہِ خدا میں آگے بڑھئے اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہو۔ ہم بھی حاضر ہیں۔" (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

(۶۰۳) حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کی طرف گئے۔ ہم بھی حضورؐ کے ساتھ تھے وہاں جاکر ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے گویا کسی سے سرگوشی کر رہے ہیں۔ پھر آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے کھڑے ہوئے، اب ہم لوگ آپ کی طرف چلے سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔ کیا بات ہے آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرلوں، جن کے مجھ پر بڑے حقوق ہیں تو اجازت ملی۔ پھر میں نے اُن کے لئے استغفار کرنا چاہا لیکن خدائے تعالیٰ نے مجھے اس سے روک دیا۔ پھر ہم سب کی طرف نگاہ ڈالی اور اشارہ سے بیٹھنے کو فرمایا، جب ہم سب بیٹھ گئے تو آپ نے یہ خطبہ فرمایا۔

اِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّزُوْرَ فَلْيَزُرْ وَاِنِّيْ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَاِنِّيْ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ظُرُوْفٍ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ ظُرُوْفٍ فَانْتَبِذُوْا فَاِنَّ الْاٰنِيَةَ لَا تُحِلُّ شَيْئًا وَّلَا تُحَرِّمُهٗ وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ (رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

میں نے تمہیں زیارت قبر سے منع کیا تھا لیکن اب میں کہتا ہوں کہ تم میں سے جو قبرستان جانا چاہے جائے اور میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع رکھنے سے منع کیا تھا لیکن اب میں کہتا ہوں کھاؤ اور جمع ذخیرہ کرو۔ جب تک کے لئے تم چاہو، اور میں نے تمہیں کھجوریں کشمش وغیرہ خاص خاص برتنوں میں بھگونے سے منع کیا تھا لیکن اب میں کہتا ہوں جس برتن میں چاہو بھگو لیا کرو۔ برتن کسی چیز کے

حلال وحرام کرنے میں اثر نہیں رکھتے ہاں نشہ والی ہر چیز سے بچتے رہا کرو۔

(۶۰۴) عَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَخْطُبُ وَ یَقُوْلُ یَدُ الْمُعْطِی الْعُلْیَا اُمَّكَ وَ اَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ وَاَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ)

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خطبہ پڑھ رہے تھے اور فرمارہے تھے دینے والے کا ہاتھ بلند ہے، اپنی ماں سے سلوک کرو اور اپنے باپ سے اپنی بہن سے اور اپنے بھائی سے پھر اسی طرح درجہ بدرجہ

(۶۰۵) حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت بشیر بن سعدؓ سے کہا کہ ان امیروں (بادشاہوں) کے بارے میں آپ کو کوئی حدیث یاد ہو تو سنائیے۔ حضرت بشیرؓ اس سے ذرا بچا کرتے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حفظ ہے وہ سن لیجئے، آپ نے فرمایا ہے:۔

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِیْكُمْ مَّا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ اَنْ یَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ اَنْ یَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ اَنْ یَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ ,, ثُمَّ سَكَتَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ)

تم میں نبوت رہیگی (یعنی میری زندگی رہیگی) جب تک اللہ رکھنا چاہے پھر جب اسے اٹھانا چاہیگا (اٹھالیگا) پھر نبوت کے طریق پر خلافت ہوگی، وہ رہیگی۔ جب تک اللہ رکھنا چاہے۔ پھر جب چاہیگا اسے بھی اٹھالیگا۔ پھر کاٹ کھانے والے اور لڑاکو بادشاہ ہوں گے۔ یہ رہیں گے جب تک خدا انھیں رکھنا چاہے، پھر جب چاہے گا اس کو بھی اٹھالیگا۔ پھر نبوت کے طریق پر خلافت آجائے گی،، (شاید اس سے اشارہ خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف ہو جیسا کہ خود راوی کا بھی خیال ہے۔)

(۶۰۶) عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّیْ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَخْطُبُ فَقَالَ۔ لَا یَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِیْ صَالِحًا

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدمتِ نبوی میں حاضر تھا، آپ خطبہ بیان فرمارہے تھے جسمیں آپنے فرمایا،

حَتّٰى يُمْضِيَ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً وَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ فَقُلْتُ لِعَمِّيْ وَكَانَ اَمَامِيْ مَا قَالَ يَا عَمِّ۔ قَالَ كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالْكَبِيْرِ)

میری اُمّت کا کام درست رہے گا یہاں تک کہ اُنمیں بارہ خلیفہ ہوں۔ اس کے بعد پست آواز میں کچھ فرمایا چونکہ میرے چچا مجھ سے آگے تھے اس لئے میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ آہستہ سے حضورؐ نے کیا فرمایا ؟ انھوں نے کہا یہ فرمایا کہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے "

(۶۰۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ اِثْنَا عَشَرَ قَيِّمًا مِّنْ قُرَيْشٍ لَا يَضُرُّهُمْ عَدَاوَةُ مَنْ عَادَاهُمْ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر خطبہ سُنا جہمیں آپ فرما رہے تھے بارہ خُلفاء قریش میں سے ہونگے جنھیں اُنکی دشمنی کوئی ضرر نہ دیگی جو اُنکی دشمنی کریں۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

(۶۰۸) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاُمَرَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ اَلَا اِنَّ الْاُمَرَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ مَا اَقَامُوْا بِثَلَاثٍ مَا حَكَمُوْا فَعَدَلُوْا وَمَا عَاهَدُوْا فَوَفَوْا وَمَا اسْتُرْحِمُوْا فَرَحِمُوْا فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں میں خطبہ کہا جس میں فرمایا، یاد رکھو امراء اور خلفاء قریش میں سے ہی ہیں۔ سُنو! خلافت قریش میں ہی رہے گی جب تک تین باتوں کو قائم رکھیں۔ حکم میں عدل کرتے رہیں۔ وعدے پورے کرتے رہیں۔ اور رحم کی درخواست کرنے والوں پر رحم کرتے رہیں۔ (رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى)

(۶۰۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم تقریباً اسّی (۸۰) آدمی حضورؐ کی خدمت میں تھے۔ سب کے سب قریش تھے بہت چمکتے چہروں والے۔ کچھ دیر تو عورتوں کے متعلق باتیں ہوتی رہیں جہمیں حضورؐ بھی حصّہ لیتے رہے۔ اور میرے دل میں یہ آرہی تھی کہ یہ ذکر کب ختم ہوتا ہے، پھر میں آپ کے قریب ہوگیا۔ اب آپ نے تشہّد پڑھا اور فرمایا:۔

اَمَّا بَعْدُ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَاِنَّكُمْ وُلَاةُ

حمد و صلوٰۃ کے بعد اے جماعتِ قریش اِس اَمر

هٰذَا الْاَمْرِ مَا لَمْ تَعْصُوا اللّٰهَ فَاِذَا عَصَيْتُمُوْهُ بُعِثَ عَلَيْكُمْ مَّنْ يَّلْحَاكُمْ كَمَا يُلْحَى الْقَضِيْبُ لِقَضِيْبٍ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ لَحَا قَضِيْبَهٗ فَاِذَا هُوَ اَبْيَضُ يُصْلَدُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(خلافت و امامت) کے والی تم ہی ہو۔ تاوقتیکہ تم اللہ تعالیٰ کے نافرمان نہ بن جاؤ لیکن جب تم اس کی نافرمانی کرنے لگو گے تو وہ تم پر ایسے لوگوں کو برانگیختہ کرے گا جو تمہیں اس طرح چھیل ڈالیں گے جیسے لکڑی چھیل ڈالی جاتی ہے اس وقت آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی جسے چھیل کر آپ نے دکھا دی اور وہ اندر سے سفید چمکدار نکل آئی۔"

(۶۱۰) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ۰ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ۔ (رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر فرمایا اے اللہ تعالیٰ اس سے روکنے والا کوئی نہیں جسے تو دے اور اس کا دینے والا کوئی نہیں جس سے تو روک لے۔ کسی عزت اور بڑائی والے کو اس کی عزت و بڑائی تیرے سامنے کوئی نفع نہیں دے سکتی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے لوگو! میں نے اپنے اس خطبے میں یہ جو کہا ہے یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے۔"

(۶۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَجْلِسٍ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِاَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِّنِّيْ مَجْلِسًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَّقُوْلُهَا قَالَ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا (رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

ایک مجلس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے جو سب کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے سوال کیا کہ میں تمہیں بتلاؤں کہ تم سب میں میرا زیادہ محبوب اور مجھ سے زیادہ قریب قیامت کے دن کون ہے؟ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ ہاں حضورؐ ضرور ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا تم سب میں جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو

(۶۱۲) محمدی بھائیو! آؤ اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا مکہ شریف کا ایک واقعہ مع آپ کے

اس خطبے کے سُننے جو آپ نے مکّہ کے مخالفین کفّار کے سامنے چند الفاظ میں دیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ آپ کے الفاظ کا کفار پر بھی کیسا اثر پڑتا تھا؟ حضرت عُروہؓ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے دریافت کرتے ہیں کہ ابتدا اسلام میں حضوؐر کو کفار مکّہ نے جو ایذائیں پہنچائیں تھیں ان میں کا کوئی واقعہ آپ کو یاد ہو تو ہمیں سُنائیے! حضرت عمروؓ نے فرمایا ہاں سُنو! میں بھی اس وقت زندانِ کفر کا ایک قیدی تھا۔ ہملوگ سردارانِ قریش کا مجمع جمع تھا اور آپس میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یہ شخص بہت دلیر ہوگیا ہے۔ اور ہم نے بھی اس کے مقابلہ میں انتہائی بزدلی دکھائی ہے۔ بھلا کچھ ٹھکانا ہے؟ کہ یہ ہمارے بڑے اور بزرگوں کو بیوقوف بتلاتا ہے۔ ہمارے باپ دادوں کو جہنمی کہہ رہا ہے۔ ہمارے دین کو معیوب بتلاتا ہے۔ ہم میں اُس نے نا اتفاقی ڈلوادی ہے یہاں تک کہ ہمارے معبودوں، پیروں، ولیوں اور بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے لیکن ہم ہیں کہ اس کا تدارک کچھ نہیں، آخر یہ نامردی کب تک؟ کبتک ہم اس شخص کی برداشت کرتے رہیں؟ یہ باتیں ہو رہی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے آتے ہی آپ نے رکن اسود کو ہاتھ لگایا۔ پھر طوافِ بیت اللہ شروع کیا۔ جب ہمارے مجمع کے پاس سے گذرے تو ہم نے آپ پر آوازہ کسا میں نے دیکھا کہ آپ کے تیور بدل گئے لیکن آپ بغیر کچھ فرمائے چلے گئے۔ پھر طواف کے دوسرے پھیرے میں آپ ہمارے پاس سے گذرے تو پہلے سے بھی زیادہ سخت کلمات آپ کو کہے گئے۔ اس مرتبہ بھی آپ کے چہرے پر غم و غصہ میں نے دیکھا لیکن بغیر جواب دیئے ہوئے آپ چلے گئے۔ پھر جب تیسری مرتبہ آئے تو اب بھی آپ کو بُرا کہا گیا تب آپ نے اس سارے مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا!۔ تَسْمَعُوْنَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِالذِّبْحِ (مُسْنَدُ احمد) قریشیو! سُن رکھو اور خبردار ہو جاؤ۔ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ میں تمہارے پاس تمہارے ذبح کرنے کو بھیجا گیا ہوں۔ میں جہاد کے احکام لے کر تم میں آیا ہوں"۔ بس اتنا سُننا تھا کہ اُن کے حواس سلب ہو گئے۔ ہر ایک اپنا سر تھامے بیٹھ گیا اور ایک گہرے غور میں پڑ گیا، گویا کہ اُن کے سروں پر پرند بیٹھے ہیں۔ اور سب کے سب حضوؐر سے معذرت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اُن میں سب سے زیادہ جو باتیں بنا رہا تھا وہ سب سے زیادہ چاپلوسی کرنے لگا، اور آپ سے کہنے لگا اے ابوالقاسمؐ جانے دو آپ رُشد و بھلائی کے ساتھ اپنا کام کیجئے، آپ کوئی غیر تھوڑے ہی ہیں۔ بس درگذر فرمائیے۔ دوسرے روز پھر قریش کا مجمع یہیں بیت اللہ میں جمع ہوا اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ آخر تمہیں کیا ہوگیا؟ اس کی

دھمکی میں آ گئے؟ اور اس کے سامنے گونگ بن گئے؟ اس نے تمہارے منہ پر تمہیں سنائی تو جواب دینا تو کجا؟ اُلٹے تم عذر و معذرت اور چاپلوسی خوشامد کرنے لگے، اتنے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی آ گئے۔ بس آپ کو دیکھتے ہی سارے کے سارے بھڑ بھڑا کر اُٹھ کھڑے ہوئے، جاتے ہی آپ کو گھیر لیا اور کہنے لگے تو ہمیں یوں کہتا ہے۔ یہ کہتا ہے۔ تو ہمارے دین کو بُرا کہتا ہے۔ ہمارے معبودوں کو بُرا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں میں کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔ ان میں سے ایک پاجی نے اپنی چادر اُتار کر اُسے پلیٹ کر آپ کے گلے میں ڈالدی اور بل دیکر گھسیٹنے لگا یہانتک کہ آپ کی آنکھیں باہر کو آگئیں اور گلا گھٹنے لگا اُسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیچ میں آ گئے۔ دھکّے دے دیکر کافروں کو ہٹانے لگے اور اُن سے فرمانے لگے تُف ہے تم پر تم ایسے ہو گئے کہ ایک بھلے انسان کی جان کے درپے ہو؟ صرف اس بات پر کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسوقت صدیق اکبرؓ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور میں نے دیکھا کہ یہ کفار ایک ایک ہو کر اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ یہ ایک سخت ترایذا تھی جو ان کفار کے ہاتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برداشت کرنا پڑی۔

میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تبلیغ توحید کسی حال میں مسلمان سے نہ چھوٹنی چاہئے، پس خود توحید پر قائم ہو کر دُنیا کو توحید کی تعلیم دو۔ صاف کہو اور صاف صاف سُن بھی لو کہ اولاد، روزی نفع، تندرستی اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی، پیر، پیغمبر، بڑا چھوٹا نہیں دے سکتا۔ اللہ کے سوا کوئی دور نزدیک کی سُننے والا اور دلوں کے بھیدوں اور غیب کی باتوں کا جاننے والا نہیں۔ یہ شرک ہے کہ ہم کہیں اللہ رسول کیوا سطے دو۔ یہ شرک ہے کہ ہم کہیں خدا رسول کی قسم۔ یہ شرک ہے کہ ہم کہیں، جو خدا رسول چاہے۔ یہ شرک ہے کہ ہم کہیں اللہ رسول کی مدد سُنو!

واسطہ فقط خدا کا دو۔ قسم صرف اُسی کے نام کی کھاؤ۔ اپنی ہر چاہت کو پورا کرنا یہ صرف خدا ہی کا وصف ہے۔ مدد کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس اس کا وصف اس کے سوا اور میں نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی توحید سکھائے اور اس پر استقامت عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَانْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اڑتیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

خصائص نبویؐ اور تاکید خیرات وغیرہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى ۝ اَلْوَلِيِّ الْمَوْلٰى ۝ اَلَّذِىْ خَلَقَ وَاَحْيَا ۝ وَحَكَمَ عَلٰى خَلْقِهٖ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ ۝ وَالْبَعْثِ اِلٰى دَارِ الْجَزَآءِ ۝ وَالْفَصْلِ اِلٰى دَارِ الْقَضَآءِ ۝ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ اَحْمَدُهٗ حَمْدَ مَنْ صَبَرَ عَلٰى اَمْرِ الْقَضَا ۝ وَاَشْكُرُهٗ شُكْرَ مَنْ رَّضِىَ بِقَضَآءِ رَبِّهٖ ۝ فَكَانَ لَهٗ مِنْهُ الرِّضَا ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةَ عَبْدٍ عَرَفَ اَنَّهٗ اِلٰى رَبِّهٖ صَآئِرٌ وَّرَاجِعٌ ۝ وَمُحَاسَبٌ عَلٰى كُلِّ عَمَلٍ هُوَ فِيْهِ مُخَادِعٌ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَلَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْهِ فِىْ كِتَابِهِ الْمَكْنُوْنِ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَآئِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى اٰلِهِمْ وَصَحْبِهِمْ اَجْمَعِيْنَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ ۝ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کو سزاوار ہیں جو بلند و بالا ہے، جو عَلی اور اَعلیٰ ہے، جو سب کا ولی اور سب کا والی ہے جو سب کا مولیٰ اور آقا ہے جو سب کا پیدا کرنے والا اور سب کو زندگی بخشنے والا ہے۔ جس نے اپنی مخلوق پر موت اور فنا لکھ دی ہے، پھر سب کو قیامت کے دن بدلے اور جزا سزا کے لئے نئے سرے سے پیدا کرنے والا ہے تاکہ ساری مخلوق کے جھگڑے چکائے۔ ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ عطا فرمائے۔ آؤ اس رب کی ایسی حمد و تعریف کریں جیسی تعریف خدا کے وہ بندے کرتے ہیں جو راضی بہ قضا ہیں۔ آؤ اس پروردگار کا شکر کریں اور ان جیسا جو اس کی قضا پر رضامند ہیں اور اس کے بدلے میں خدا کی رضا حاصل کر لیتے ہیں آؤ مل کر گواہی دیں کہ اس خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اکیلے اسی کے لئے سب عبادتیں مخصوص ہیں یہ گواہی زبان سے دیں اور دل میں کامل یقین رکھیں کہ ایک روز اسی سے پالا پڑنا ہے۔ اسی کے سامنے اُٹھ کھڑا ہونا ہے۔ اسی طرف لوٹ کر جانا ہے اور دنیا کے فن و فریب سے یکسو ہو کر رب کو حساب دینا ہے۔ آؤ مل کر گواہی دیں کہ ہمارے بڑے اور ہمارے سردار رب کے محبوب اور سب کے سیّد حضرت محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی نبوت سچی، آپ کی رسالت سچی، آپ کی تبلیغ سچی، آپ کی باتیں سچی، آپ کے وعدے سچے، آپ کی پیشین گوئیاں سچی، آپ ہی کو خدا نے اپنی عام رسالت کے لئے چن لیا۔ آپ ہی پر اپنی آخری اور مکمل کتاب نازل فرمائی۔ آپ ہی کے ہاتھ پر اپنے دین کو کامل کیا۔ سچ ہے، مالک مالک ہے غلام غلام ہے۔ آپ کے لئے بھی قرآن نے، ہاں خدا کے کلام نے صاف فرما دیا کہ تو بھی مرنے والا ہے اور یہ سب بھی۔ الہ العالمین اپنے اس رسولؐ پر اور تمام انبیاؑ پر اپنا درود و سلام نازل فرما اور ان سب کی آل و اصحاب پر بھی اپنی لگاتار صلوۃ و سلام ان پر نازل فرماتا رہ۔ جب تک تیرے بندے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب تک بدلوگ تیری یاد سے غافل رہیں۔ پاک پروردگار ہمیں اپنے رسولؐ کی اتباع دُنیا میں اور آپ کا پڑوس قیامت میں نصیب فرما۔ آمین۔

(۶۱۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ يَقُوْلُ۔ اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا وَاغْفِرُوْا يَغْفِرِ اللّٰهُ لَكُمْ، وَيْلٌ لِاَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَيْلٌ لِلْمُصِرِّيْنَ، اَلَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ لوگو! تم اوروں پر رحم کرو تو اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین تم پر رحم کرے گا۔ لوگو! تم اوروں کی خطائیں معاف کرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بھی بخش دیگا۔ سُنو، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانیوالوں کے لئے پوری خرابی ہے۔ سُنو اُن پر بھی ویل اور حسرت و افسوس ہے جو باوجود علم کے گناہوں کی عادت ڈال لیتے ہیں۔ بُرائیوں کو برابر کرتے رہتے ہیں۔

(۶۱۴) غزوۂ تبوک والے سال اللہ کے رسولؐ رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے لئے اُٹھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اُٹھ اُٹھ کر جمع ہو جاتے ہیں۔ دشمن کا ملک ہے جہاد کے لئے آئے ہیں اسلئے چوکیداری کرنے لگتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تہجد سے فارغ ہو کر پچھلی رات ان عاشقانِ الٰہی کو درس دینے لگتے ہیں۔ سب کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں۔

لَقَدْ اُعْطِيْتُ اللَّيْلَةَ خَمْسًا مَّا اُعْطِيَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ۔ اَمَّا اَنَا فَاُرْسِلْتُ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ عَامَّةً وَّكَانَ مَنْ قَبْلِيْ اِنَّمَا

مجھے آج کی رات پانچ نعمتیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبیؐ کو نہیں دی گئیں۔ اولاً تو یہ کہ میں تمام دنیا کی طرف رسول اللہ بنا کر بھیجا گیا ہوں مجھ سے

يُرْسَلُ اِلٰى قَوْمِهٖ وَنُصِرْتُ عَلَى الْعَدُوِّ بِالرُّعْبِ وَلَوْكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ لَّمُلِئَ مِنْهُ رُعْبًا وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ اَكْلُهَا وَكَانَ مَنْ قَبْلِيْ يُعَظِّمُوْنَ اَكْلَهَا كَانُوْا يُحْرِقُوْنَهَا وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُوْرًا اَيْنَمَا اَدْرَكَتْنِي الصَّلٰوةُ تَمَسَّحْتُ وَصَلَّيْتُ وَكَانَ مَنْ قَبْلِيْ يُعَظِّمُوْنَ ذٰلِكَ اِنَّمَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ كَنَائِسِهِمْ وَبِيَعِهِمْ وَالْخَامِسَةُ هِيَ مَاهِيَ؟ قِيْلَ لِيْ سَلْ فَاِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ قَدْ سَأَلَ فَاَخَّرْتُ مَسْأَلَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهِيَ لَكُمْ وَلِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

(رَوَاهُ فِي الْمُسْنَدِ)

پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا رہا۔ دوسرے یہ کہ مجھے دشمن پر صرف رعب سے غالب کر دیا گیا ہے دشمن مجھ سے مہینہ بھر کے فاصلے پر ہو۔ وہیں اس کا کلیجہ رعب سے کانپنے لگتا ہے۔ تیسرے یہ کہ میرے لئے مالِ غنیمت جو باقاعدہ جہاد میں کفار سے حاصل کیا جائے وہ حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے کے انبیاءؑ پر یہ حرام تھا وہ اسے کھاتے نہ تھے بلکہ جلا ڈالتے تھے۔ چوتھے یہ کہ میرے لئے ساری زمین مسجد اور وضو بنادی گئی۔ جہاں مجھے وقت نماز آجائے (پانی نہ ملنے کی صورت میں) میں مٹی پر تیمم کر لوں اور وہیں نماز ادا کر لوں۔ مجھ سے پہلے یہ آسانی بھی نہ تھی۔ وہ بغیر اپنے عبادت خانہ کے اور جگہ نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔ پانچویں نعمت تو ماشاء اللہ عجیب وغریب تھی۔ وہ یہ کہ مجھ سے میرے رب نے فرمایا کہ تمام انبیاءؑ نے مجھ سے ایک ایک دعا کر لی ہے۔ تم بھی کر لو۔ میں نے کہا میں تو اس دعا کو ابھی نہیں کرتا بلکہ قیامت کے دن کرونگا۔ (وہ دعاء شفاعت ہوگی) جو تمہارے لئے بھی ہوگی اور ان تمام کے لئے بھی جو خدا کی وحدانیت کی گواہی دیں گے''۔

(۶۱۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍؓ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ اُثْبُتُوْا ثُمَّ اَتَى الرِّجَالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اٰمُرَكُمْ اَنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ثُمَّ تَخَلَّلَ اِلَى النِّسَاۗءِ فَقَالَ لَهُنَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

حضرت عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اس کے بعد فرمایا سب لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔ پھر مردوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ملا ہے کہ میں تمہیں جناب باری عزوجل سے ڈرتے رہنے اور سچی اور سیدھی بات کرنے اور کہنے کا حکم دوں پھر صفیں چیرتے

يَأْمُرُنِيْ اَنْ اٰمُرَكُنَّ اَنْ تَتَّقِيْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْ تَقُلْنَ قَوْلًا سَدِيْدًا۔ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ حَتّٰى اَتَى الرِّجَالَ فَقَالَ اِذَا دَخَلْتُمْ مَسَاجِدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَسْوَاقَهُمْ وَمَعَكُمُ النَّبْلُ فَخُذُوْا بِنُصُوْلِهَا لَا تُصِيْبُوْا بِهَا اَحَدًا فَتُؤْذُوْهُ اَوْ تَجْرَحُوْهُ (رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

ہوئے عورتوں کے پاس آئے اور اُن سے فرمایا مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں حکم دوں کہ اللہ عزوجل سے ڈرتی رہا کرو اور بات سچی سیدھی کھری اور صاف کہا کرو۔ پھر لوٹ کر مردوں کے پاس آئے اور فرمایا۔ جب تم مسلمانوں کی مسجدوں میں آؤ یا اُن کے بازار میں جاؤ اور تمھارے ہاتھ میں نیزہ تیر وغیرہ ہتھیار ہوں تو اُن کے پھلوں اور دھاروں کو ہاتھوں میں لئے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کو لگ جائیں اور اُنھیں ایذا پہنچے یا وہ زخمی ہو جائیں"۔

(۶۱۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ دعاؤں میں اور اُتار چڑھاؤ کی جگہ پر تکبیریں کہتے میں ہم اپنی آوازیں بلند کرتے تھے یہ سُنکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب آئے اور فرمایا:۔

اَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَ قَرِيْبًا مُّجِيْبًا يَسْمَعُ دُعَاءَكُمْ وَيَسْتَجِيْبُ اِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا اِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِّنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو۔ تم کسی دور والے یا بہرے کو نہیں پکار رہے۔ تم بہت قریب والے اور قبول فرمانے والے کو پکار رہے ہو جس خدا کو تم پکار رہے ہو وہ تمھاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ تم سے نزدیک ہے پھر آپ نے مجھے مخاطب فرما کر فرمایا اے عبداللہ بن قیس میں تمہیں بتلاؤں کہ جنت کا بہترین خزانہ دلوانے والا کلمہ کونسا ہے؟ وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا وظیفہ پڑھنا ہے۔ (رَوَاهُ فِيْ مُسْنَدِ اَحْمَدَ)

(۶۱۷) یہی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا آؤ آج کا دن تو ہم اللہ تعالیٰ کا کر دیں۔ بس یوں سمجھو کہ گویا حضورؐ نے سُن ہی لیا ہو اب آپ خطبے پر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ هَلُمَّ فَلْنَجْعَلْ يَوْمَنَا هٰذَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں آؤ ہم آج کا اپنا یہ دن اللہ عزوجل کے لئے کر دیں۔ اب جو آپ نے بار بار اسے کہنا شروع

کیا تو مجھے تو یہ تمنا ہونے لگی کہ کاش کے زمین پھٹ جاتی"۔

(۶۱۸) حضرت عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورؐ کے خطبے کا بیان فرماتے ہیں کہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَحُثُّ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَلَی الصَّدَقَۃِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُثْلَۃِ (مُسْنَد احمد) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں صدقے خیرات کی رغبت دلاتے تھے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹنے سے منع فرماتے تھے"۔

(۶۱۹) انہی حضرت عمران بن حصینؓ سے یوں بھی مروی ہے۔ مَاقَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا اِلَّا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَۃِ وَنَھَانَا عَنِ الْمُثْلَۃِ (مسند احمد) یعنی جب کبھی کھڑے ہو کر اللہ کے رسولؐ نے ہمیں خطبہ سنایا اس میں یہ ضرور کیا کہ ہمیں خیرات کا حکم دیا اور مُثلہ سے یعنی اعضاء بدن کاٹنے سے منع فرمایا"۔ پھر آپ فرماتے ہیں یہ بھی مُثلہ ہے کہ انسان نذر مانے کہ میں اپنی ناک کاٹ لوں گا یہ بھی مُثلہ ہے کہ کوئی نذر مانے کہ میں پاپیادہ حج کروں گا، اس نذر کو توڑ دے سواری پر سوار ہوئے اور اس کے بدلے ایک جانور راہِ للہ قربان کردے۔

(۶۲۰) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍؓ قَالَ مَاخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَۃً اِلَّا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَۃِ وَنَھَانَا عَنِ الْمُثْلَۃِ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

نہیں خطبہ کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خطبہ۔ مگر کہ فرمایا صدقہ دیا کرو اور ہرگز کسی انسان یا حیوان کا ناک کان وغیرہ عضو بدن نہ کاٹنا۔

قربان جائیں اس پاک دین پر اور اس کے مطابق عقل وطاقت احکام پر کہ وہ جہاں ایک طرف دُنیا کے ساتھ سلوک سکھاتا ہے وہاں دوسری جانب خود اپنے نفس کو بھی سکھ پہنچانے کا خیال دِلواتا ہے۔

(۶۲۱) چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ خطبہ پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب کھڑے ہوئے ہیں بیٹھتے ہی نہیں۔ دریافت فرماتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے؟ صحابہؓ خبر دیتے ہیں کہ اس نے پیدل ہی حج بیت اللہ ادا کرنے کی نذر مانی ہے تو آپ اسی خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی عَنْ تَعْذِیْبِ ھٰذَا نَفْسَہٗ لَغَنِیٌّ (متفق علیہ) یہ جو اپنے نفس کو اس مصیبت میں ہلکان کر رہا ہے، اس کی کوئی ضرورت خدائے تعالیٰ کو نہیں، یہ مشقت بے سود ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر خود اُسے آپ نے فرمایا اِرْکَبْ اَیُّھَا الشَّیْخُ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنْکَ وَعَنْ نَذْرِکَ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

یعنی اے شیخ سواری پر حج کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری اس نذر سے غنی بے پرواہ اور بیزار ہے۔ پس کسی کا یا اپنا کوئی عضو معطل کر دینا کاٹ دینا حرام ہے۔ رہبانیت یعنی اپنے نفس کو مصائب وہلاکت میں ڈالنا حرام ہے۔ تعجب ہے کہ آج ان بدعتوں اور حرام کاموں پر اولیاء اللہ ہونے اور سلطان المجاہدین ہونے کا خطاب سرکارِ جہالت سے مل رہا ہے۔ حالانکہ شرعاً یہ افعال حرام محض اور ریاکاری ہیں۔ ہاتھوں پیروں کو ہندوؤں کے جوگی سکھایا کرتے ہیں وہ آسن مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ انہی کی دیکھا دیکھی نام کے ان کچے مسلمانوں نے بھی قبروں پر، خانقاہوں پر مجاورت شروع کر دی۔ دنیا تج کر غاروں میں جا بسے۔ لمبی لمبی مالائیں جپنے لگے اور اپنے تئیں خدا رسیدہ اور فنا فی اللہ اور تارک دنیا زاہد وصوفی کہلوانے لگے۔ حالانکہ اُن کے یہ سب افعال خلافِ شرع اور خلافِ سنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف دنیا کو سنبھالے ہوئے تھے۔ دوسری جانب دین پر قائم تھے پس مسلمانوں کے لئے خدا اور اس کے رسولؐ کا سکھایا ہوا یہی طریقہ ہے۔ بوجہ حلال دُنیا کما کر اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ پالنا بھی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ ساتھ ہی دین پر استقامت یہی تقویٰ ہے اور اسی کا نام صوفیت ہے۔

برادران! یہ تھا آج کا سبق۔ یہ تھے وہ خطباتِ محمدیہ جو میں آج آپ کو سُنانا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل بخشے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانَا صَغِیْرًا ہ وَاغْفِرِ اللّٰھُمَّ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ہ وَارْحَمْ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ یَا رَحْمٰنُ ہ اِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ حَنَّانٌ مَنَّانٌ ہ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الرَّحِیْمِ الرَّحْمٰنِ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَالرِّضْوَانُ ہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُنتالیسویں (۳۹) جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں دو عجیب وغریب قصے اور رسولِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ ط

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ○ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ○ عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ط هُوَ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ - فَالْحَمْدُ كُلُّ الْحَمْدِ لِلّٰهِ ○ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا أُولِيٓ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ مَا يَفْتَحِ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ○ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ ○ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الَّذِي قَالَ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ○ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ أَمَّا بَعْدُ ○

آسمان و زمین کا مالک، دُنیا و آخرت کا دھنی، حکمت و علم کا پیدا کرنے والا، خدا ہی ہر تعریف کے لائق ہے۔ زمین میں جانے والی، زمین سے نکلنے والی، آسمان سے اُترنے والی، آسمانوں کی طرف چڑھنے والی، ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ اسی کا نام عزیز و حکیم غفور و رحیم ہے۔ کوئی ذرہ اس کے علم سے باہر نہیں، زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی چیز اس کے سامنے ہے۔ وہ مالک ہے، خالق ہے، رازق ہے، جسے چاہے اتنا دے کہ رکھنے ڈھکنے کو جگہ نہ ملے جسے چاہے ایک ایک دانے سے ترسائے۔ جسے چاہے عزت کے جھولے جھلائے۔ جسے چاہے دَر دَر سے دُر دُر کرائے۔ زمین و آسمان کا بنانے والا، فرشتوں اور انسانوں میں سے اپنے قاصد منتخب کرنے والا وہی ہے۔ انوکھی رنگتیں عمدہ صورتیں وہی دیتا ہے، انسانوں کو ہاتھ پاؤں دینے والا، فرشتوں کو دو دو تین تین چار چار اور اس سے بھی زائد پر دینے والا وہی ہے۔ انسانوں کی غذا اناج سے، فرشتوں کی زندگی اپنی یاد سے وابستہ اسی نے کر رکھی ہے ہاں وہی ہے کہ جس پر اس کی رحمت نے توجہ کی۔ اس کا بیڑا پار ہوگیا اور جس پر اس کے غضب نے نگاہ ڈالی وہ فی النار ہوگیا۔ اس کے دھتکارے ہوئے ہر سو مارے مارے پھرتے ہیں اور اس کے پچکارے ہوئے سب کے سردار بنے رہتے ہیں۔

اس رسولؐ پر، اس عربیؐ پر، اس مکی مدنیؐ پر، اس پیغمبر پر، اس سردار انس و جن پر، اس سردار رسل پر درود و سلام نازل ہوں جس نے دُنیا کو بیدار کیا۔ جس نے اپنی صداقت پتھروں اور جانوروں سے منوا دی جس کے اشارے

پرفلاسفر حیران رہ گئے۔ جس کی بات کی تہ کو برسوں تک عقلمند نہ پا سکے۔ جس نے باوجود اُمّی ہونے کے دنیا کے کتب خانوں میں اصلاح کر دی۔ جس نے اپنی تعلیم سے دُنیا کو چمکا دیا۔ جس نے مخالفین سے کہدیا کہ ذرا سی دیر کے غور سے میری صداقت و حقانیت معلوم کر سکتے ہو۔ جس نے دُنیا کی بادشاہت پاکر بھی تین تین دن کا فاقہ کیا۔ جس نے جانی دشمنوں پر فتح حاصل کر کے انھیں بادشاہ بنا دیا۔ الٰہی ہم سب کی طرف سے آپکو درود و سلام پہنچا۔ آمین

(۶۲۲) محترم بھائیو! آؤ آج میں آپ کو آپ کے اور میرے اور کل جہان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک عجیب و غریب واقعہ مع خطبہ سناؤں۔ حضرت خُریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے کچھ اُونٹ کھو گئے میں اُنھیں ڈھونڈھنے کے لئے نکلا۔ ابرق عراق میں وہ مجھے ملے۔ میں نے انھیں پکڑا باندھا ایک کو سواری کے لئے تیار کیا، شام ہو گئی تھی تو جاہلیت کے دستور کے مطابق میں نے بآواز بلند کہا، میں اس جنگل کے سردار جن کی حمایت طلب کرتا ہوں اور اس کی پناہ میں آتا ہوں۔ اسی وقت ایک بہت بلند آواز میرے کان میں آئی اور ہاتفِ غیب نے مجھے یہ اشعار سُنائے۔

وَیْحَكَ عُذْ بِاللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ ۔۔۔ وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْاَفْضَالِ
مُنَزِّلِ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ ۔۔۔ وَوَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِ
مَا هُوَ ذِی الْجِنِّ مِنَ الْاَهْوَالِ ۔۔۔ وَاقْرَأْ اٰیَاتٍ مِّنَ الْاَنْفَالِ
اِذْ یَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَی الْاَمْیَالِ ۔۔۔ وَفِیْ سُهُوْلِ الْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
وَصَارَ كَیْدُ الْجِنِّ فِیْ سِفَالِ ۔۔۔ اِلَّا التُّقٰی وَصَالِحُ الْاَعْمَالِ

یعنی افسوس تجھ پر جنّوں کی پناہ میں کہاں آتا ہے؟ اللہ ذوالجلال کی پناہ طلب کر جو بزرگی والا ہے جو نعمتیں عطا فرمانے والا ہے اور فضل و کرم والا ہے، جو حلال و حرام کو نازل فرمانے والا ہے۔ اللہ کی توحید کو مان لے اور بے فکر ہو جا۔ جنّات سے ڈرنا چھوڑ دے اور سورہ انفال کی آیتیں پڑھ لے۔ ہر ہر ٹیلہ اُوپر اللہ کی یاد کرتا رہ۔ میدانوں میں اور ٹیلوں اور پہاڑوں پر بھی اسی کا ذکر کر۔ جنّوں کی مکاریوں کو آگ لگ چکی۔ اب تو تقویٰ خداوندی اور اعمال نیک کام آئیں گے۔ یہ سنتے ہی میرا کلیجہ کپکپانے لگا۔ ہوش حواس بجا نہ رہے۔ جب ذرا سنبھلا تو میں نے دِل مضبوط کر کے کہا ؎

یَا اَیُّهَا الدَّاعِیْ مَا تَقُوْلُ ۔۔۔ اَرُشْدٌ عِنْدَكَ اَمْ تَضْلِیْلُ
بَیِّنْ لَنَا هُدِیْتَ مَا الْحَوِیْلُ

یعنی اے آواز دینے والے تو جو کچھ مجھے کہہ رہا ہے یہ ہدایت کی بات ہے یا گمراہی کی؟ سچ سچ صحیح صحیح بتلا تو اس نے پھر کہا ؎

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُوالْخَيْرَاتِ ... بِيَثْرِبَ يَدْعُوْا اِلَى النَّجَاةِ

جَاءَ بِيَاسِيْنَ وَحِيْمَاتِ ... وَسُوَرٍ اَبَعْدُ مُفَصَّلَاتِ

مُحَرِّمَاتٍ وَّمُحَلِّلَاتِ ... يَأْمُرُ بِالصَّوْمِ وَبِالصَّلٰوةِ

وَيَزْجُرُ النَّاسَ عَنِ الْهَنَاتِ ... قَدْ كُنَّ فِي الْاَنَامِ مُنْكَرَاتِ

یعنی یہ ہیں نیکیوں والے۔ خوبیوں والے۔ بھلائیاں بتلانے والے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو خدا کی کتاب میں سورۂ یاسین اور بہت سی سورتیں حامیم والی لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اُن کے ساتھ ہی بہت سی مُفصّل کی سورتیں ہیں، جنھوں نے ہر حلال وحرام کو کھول دیا ہے۔ یہ محترم رسولؐ روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی کے کاموں سے منع فرماتے ہیں۔ اور جتنی بدیاں روئے زمین پر تھیں سب کو میٹ رہے ہیں۔

میں نے پھر دل کڑا کر کے کہا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا، میرا نام مالک ہے۔ میرے باپ کا بھی یہی نام تھا، میں نجد کے مسلمان جنّات کی طرف خدا کے رسولؐ کی طرف سے امیر بن کر جا رہا ہوں۔ ان سب پر مجھے آپؐ نے سردار مقرر کیا ہے۔ اب تو میرا دل اسلام اور داعیٔ اسلام کی مُحبّت سے بھر گیا میں نے پھر آواز لگائی کہ اے اللہ کے رسولؐ کے بنائے ہوئے سردار جن! اگر کوئی میرے ان اونٹوں کی نگرانی کرنے والا ہوتا تو میں یہیں سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی راہ لگ لیتا۔ اور دیدار سے مشرّف ہو کر کلمات کو سُن کر ہاتھ میں ہاتھ دے کر ابھی ہی مسلمان ہو جاتا۔ اس نے کہا اگر یہی ارادہ ہے تو بسم اللہ کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمھارے ان تمام اونٹوں کو یہاں سے لیجا کر تمھارے گھر تک انشاء اللہ صحیح سالم پہنچا دوں گا، یہ میرا وعدہ رہا میں یہ سُنکر نہال نہال ہو گیا۔ ایک اونٹ کسا اس پر سوار ہوا، اور تیز دوڑتا ہوا اس کے نشان دادہ راستے پر لگ گیا، اور اس نے مجھے دعائیں دینی شروع کیں کہہ رہا تھا ؎

صَاحَبَكَ اللّٰهُ وَسَلَّمَ نَفْسَكَا ... وَبَلَّغَ الْاَهْلَ وَاَدّٰى رَحْلَكَا

اٰمِنْ بِهٖ اَفْلَحَ رَبِّىْ حَقَّكَا ... وَانْصُرْهُ اَعَزَّ رَبِّىْ نَصْرَكَا

یعنی اللہ تعالیٰ تیرا ساتھ دے اور تجھے صحیح سالم رکھے اور سلامتی سے منزل مقصود تک تجھے مع تیری سواری

کے پہنچائے تو ان پر ایمان لا۔ اللہ تجھے فلاح دے تو اس کی مدد کر اللہ تیری مدد کرے۔

الغرض میں بحمد اللہ مدینہ شریف پہنچا، مسجد نبوی کے پاس اونٹ پر سے اُترا، اتفاق دیکھئے یہ جمعہ کا دن تھا۔ مسجد شریف میں لوگ جمعہ کے لئے حاضر تھے، میں اپنے اونٹ کا زانو باندھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ بعد از فراغت نماز حاضر خدمتِ نبویؐ ہوؤں گا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ دو صحابیؓ میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میرے پاس آن کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اندر بُلا رہے ہیں، تشریف لائیے۔ آپ کے مسلمان ہونے کی خبر ہمیں مل چکی ہے۔ میں ایک طرف متعجب تھا اور دوسری جانب خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں پاکیزگی کے قواعدِ اسلامیہ نہیں جانتا، چنانچہ حضرت الصدیقؓ نے مجھے تعلیم دی اور میں پاک صاف ہو کر جھٹ مسجد میں پہنچا، دیکھا کہ خدا کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ بخدا یہ معلوم ہو رہا تھا گویا چودھویں رات کا چاند نور پھیلا رہا ہے۔ مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا: مَا فَعَلَ الشَّيْخُ الَّذِي ضَمِنَ لَكَ أَنْ يُّؤَدِّيَ إِبِلَكَ إِلَىٰ أَهْلِكَ سَالِمَةً ؟ أَمَا إِنَّهُ قَدْ أَدَّاهَا إِلَىٰ أَهْلِكَ سَالِمَةً۔ یعنی معلوم بھی ہے؟ کہ جس شیخ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے اونٹ تمہارے گھر تک سلامت پہنچا دیگا۔ اس نے کیا کیا؟ سنو اُس نے واقعی وعدہ وفائی کی اور تمہارے سب اونٹ صحیح سالم تمہارے گھر پہنچا دیئے۔ میں نے کہا اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ أَجَلْ رَحِمَهُ اللهُ ہاں اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ میں نے آپ کے اس خطبے کے جو الفاظ یاد رکھے ہیں وہ یہ ہیں:۔

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى صَلٰوةً يَّحْفَظُهَا وَيَعْقِلُهَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (رَوَاهُ الرُّوْيَانِيُّ	جو مسلمان سنّت کے مطابق اچھی طرح وضو کرے پھر دل لگا کر حفاظت اور عقلمندی کے ساتھ نماز ادا کرے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔“

وَالطَّبَرَانِيُّ هٰكَذَا فِي مُنْتَخَبِ كَنْزِ الْعُمَّالِ عَلٰى حَاشِيَةِ مُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى)

حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں جب حضرت خریمؓ نے اپنا یہ واقعہ دربار خلافت میں بیان فرمایا تو آپ نے فرمایا آپ کے اس واقعہ کا شاہد کوئی ہے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی شہادت دی۔

(۶۲۳) اللہ تعالیٰ کے برتر و بہتر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک واقعہ کو سُنا کر میں چاہتا ہوں کہ ایک اور واقعہ آپ کو عجیب و غریب حضورؐ کی زبانی سُناؤں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مجمع صحابہ

جمع ہے جو آپ دریافت فرماتے ہیں۔ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ عَنِ الْخَضِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ؟ میں تمہیں حضرت خضر علیہ السلام کا ایک واقعہ سناؤں؟ تو سارا مجمع عرض کرتا ہے کہ ہاں یا رسول اللہ ضرور سنائیے آپ فرماتے ہیں

بَیْنَمَا هُوَ ذَاتَ یَوْمٍ یَمْشِیْ فِیْ سُوْقِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَبْصَرَهٗ رَجُلٌ مُکَاتَبٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ عَلَیَّ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْكَ فَقَالَ الْخَضِرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنُ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ اُعْطِیْکَهٗ فَقَالَ الْمِسْکِیْنُ اَسْئَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ لَمَا تَصَدَّقْتَ عَلَیَّ فَاِنِّیْ نَظَرْتُ السَّمَاحَةَ فِیْ وَجْهِكَ وَرَجَوْتُ الْبَرَکَةَ عِنْدَكَ فَقَالَ الْخَضِرُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ اُعْطِیْکَهٗ اِلَّا اَنْ تَاْخُذَنِیْ فَتَبِیْعَنِیْ فَقَالَ الْمِسْکِیْنُ هَلْ تَسْتَطِیْعُ هٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ اَقُوْلُ لَقَدْ سَاَلْتَنِیْ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ اَمَا اِنِّیْ لَا اُخَیِّبُكَ بِوَجْهِ رَبِّیْ یَعْنِیْ قَالَ فَقَدَّمَهٗ اِلَی السُّوْقِ فَبَاعَهٗ بِاَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَمَکَثَ عِنْدَ الْمُشْتَرِیْ زَمَانًا لَا یَسْتَعْمِلُهٗ فِیْ شَیْءٍ فَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ اِلْتِمَاسَ خَیْرٍ عِنْدِیْ فَاَوْصِنِیْ بِعَمَلٍ قَالَ اَکْرَهُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ اِنَّكَ شَیْخٌ کَبِیْرٌ ضَعِیْفٌ قَالَ لَیْسَ تَشُقُّ عَلَیَّ قَالَ قُمْ فَانْقُلْ هٰذِهِ الْحِجَارَةَ ـ وَکَانَ لَا یَنْقُلُهَا

ایک دن حضرت خضر علیہ السلام بنی اسرائیل کے بازار میں جا رہے تھے جو ایک مکاتب غلام نے آپ کو دیکھا اور کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے، مجھے کچھ صدقہ دیجئے حضرت خضر نے جواب دیا کہ میرا اللہ پر ایمان ہے، اللہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے۔ افسوس میرے پاس کچھ نہیں جو میں تجھے دوں۔ مسکین نے کہا میں اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں آپ ضرور مجھے کچھ نہ کچھ دیجئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا چہرہ خیر و برکت والا ہے اسی لئے میں آپ سے نیک امید رکھتا ہوں۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا۔ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں، افسوس میرے پاس کچھ نہیں جو تجھے دوں، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تو مجھے لیجائے اور بیچ آئے، اس مسکین نے کہا کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس لئے کہ تونے اللہ کے نام پر مانگا ہے۔ اس کا نام بڑی عزّت والا ہے۔ چنانچہ وہ آپ کو بازار میں لے گیا اور چار سو درہم پر بیچ ڈالا۔ آپ جس کے ہاتھ بکے تھے اس کے ہاں خاصی مدت رہے لیکن وہ آپ سے کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ ایک روز آپنے اس سے فرمایا، آپنے مجھے خریدا ہے پھر مجھ سے کوئی خدمت کیوں نہیں لیتے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ بوڑھے بڑے کمزور آدمی ہیں، آپ کو کیا تکلیف دوں؟ آپنے فرمایا نہیں مجھے کام میں تکلیف نہ ہوگی۔ تو اس نے

دُوْنَ سِتَّةِ نَفَرٍ فِيْ يَوْمٍ فَخَرَجَ فِيْ بَعْضِ
حَاجَتِهٖ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ نَقَلَ الْحِجَارَةَ
فِيْ سَاعَةٍ. قَالَ اَحْسَنْتَ وَاَجْمَلْتَ وَاَطَقْتَ
مَا لَمْ اَرَكَ تُطِيْقُهٗ. قَالَ ثُمَّ عَرَضَ الرَّجُلَ
سَفَرٌ. قَالَ اِنِّيْ اَحْسَبُكَ اَمِيْنًا فَاخْلُفْنِيْ فِيْ
اَهْلِيْ خِلَافَةً حَسَنَةً قَالَ وَاَوْصِنِيْ بِعَمَلٍ
قَالَ اِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ قَالَ لَيْسَ
تَشُقُّ عَلَيَّ. قَالَ فَاضْرِبْ مِنَ اللَّبِنِ بَيْتِيْ
حَتّٰى اَقْدَمَ عَلَيْكَ. قَالَ فَمَرَّ الرَّجُلُ
لِسَفَرِهٖ. قَالَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ وَقَدْ
شُيِّدَ بِنَاؤُهٗ. قَالَ اَسْاَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ
مَا سَبَبُكَ وَمَا اَمْرُكَ؟ قَالَ سَاَلْتَنِيْ
بِوَجْهِ اللّٰهِ وَوَجْهُ اللّٰهِ اَوْقَعَنِيْ فِي
الْعُبُوْدِيَّةِ. فَقَالَ الْخَضِرُ سَاُخْبِرُكَ
مَنْ اَنَا؟ اَنَا الْخَضِرُ الَّذِيْ سَمِعْتَ بِهٖ
سَاَلَنِيْ مِسْكِيْنٌ صَدَقَةً. فَلَمْ يَكُنْ
عِنْدِيْ شَيْءٌ اُعْطِيْهِ. فَسَاَلَنِيْ بِوَجْهِ
اللّٰهِ فَاَمْكَنْتُهٗ مِنْ رَقَبَتِيْ فَبَاعَنِيْ
وَاُخْبِرُكَ اَنَّهٗ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ
فَرَدَّ سَائِلَهٗ وَهُوَ يَقْدِرُ وُقِفَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ جِلْدَةً لَا لَحْمَ لَهٗ وَلَا عَظْمَ
تَتَقَعْقَعُ. فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ
شَقَقْتُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَلَوْ اَعْلَمُ

کہا یہ پتھروں کا ڈھیر ہے اسے یہاں سے ہٹا کر وہاں رکھدو، یہ اتنے پتھر تھے کہ کم سے کم چھ آدمی سارے دن میں انھیں بمشکل اُٹھاتے۔ یہ تو انھیں کام بتا کر باہر گئے، ذراسی دیر میں جو واپس آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ سب پتھر اپنی جگہ پہنچ چکے ہیں، خوش ہو کر کہنے لگے آپنے تو بڑا بھاری کام کیا، آپ تو بہت طاقتور ہیں۔ کچھ دنوں بعد انھیں ایک سفر درپیش ہوا تو حضرت خضرؑ سے کہا میں جانتا ہوں کہ آپ امانت دار آدمی ہیں میری خواہش ہے کہ میرے کاروبار کام کاج اور بیوی بچوں کی حفاظت میرے بعد آپ کریں۔ آپنے فرمایا بہت بہتر لیکن کوئی اور کام بھی مجھے بتلاتے جائیے۔ کہا وہ مشکل کام ہے۔ فرمایا کچھ مشکل نہیں جو کام ہو ارشاد فرمائیے۔ اس نے کہا اچھا یہ بالاخانہ بنا دیجئے۔ وہ تو سفر میں گئے آپنے کام شروع کر دیا۔ جب وہ واپس آئے تو دیکھا کہ مکان نہایت خوبصورت مضبوط تیار ہے۔ تب تو انھیں سخت حیرت ہوئی اور کہا میں خدا کے نام آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے سچ سچ بتا دیجئے کہ آپ کون ہیں؟ اور یہاں اس صورت میں کیسے ہیں؟ آپنے فرمایا آہ تم نے اللہ کا واسطہ دیا اور اسی سے میں اس حالت میں ہوں۔ اچھا اب سُن لو خضرؑ کا نام آپنے سُنا ہوگا۔ میں وہی خضر ہوں، مجھ سے ایک مسکین نے نام خدا کچھ مانگا، میرے پاس کچھ نہ تھا میں نے اپنی گردن کا مالک اُسے کر دیا، اس نے مجھے بیچ دیا۔ سُنو!

قَالَ لَا بَأْسَ اَحْسَنْتَ وَاَتْقَنْتَ ۔ فَقَالَ الرَّجُلُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَحْکُمْ فِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ بِمَا شِئْتَ اَوْ اَخْتَرْ فَاُخَلِّیْ سَبِیْلَكَ ۔ قَالَ اُحِبُّ اَنْ تُخَلِّیَ سَبِیْلِیْ فَاَعْبُدُ رَبِّیْ فَخَلّٰی سَبِیْلَهٗ ۔ فَقَالَ الْخَضِرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْثَقَنِیْ فِی الْعُبُوْدِیَّةِ ثُمَّ نَجَّانِیْ مِنْهَا (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَرِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ اِلَّا اَنَّ فِیْهِ بَقِیَّةُ ابْنُ الْوَلِیْدِ وَھُوَ مُدَلِّسٌ وَّلٰکِنَّهٗ ثِقَةٌ)

جس شخص سے نام خدا پر مانگا جائے اور وہ باوجود قدرت کے نہ دے۔ قیامت کے دن وہ محض کھال ہی کھال رہجائیگا۔ جس میں نہ ہڈی ہو نہ گوشت وہ ہواؤں سے ہلتا رہے گا۔ اس شخص نے کہا میرا ایمان اللہ پر ہے افسوس مجھے علم نہ تھا اور میں نے آپ کو تکلیف پہنچائی۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ اُس نے کہا اچھا اب آپ کو میرے اہل ومال کا اختیار ہے اور خود اپنا بھی۔ آپ نے فرمایا تمہارا مال تمہیں مبارک ہو مجھے اس کی ضرورت نہیں، ہاں اگر آپ مجھے آزاد کردیں تو میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خالی ہو جاؤں۔ اُس نے کہا مجھے یہ بخوشی منظور ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے مجھے غلامی میں ڈالکر پھر اس سے آزادی بخشی "

گو اس روایت کی سند میں قدرے کلام ہے اور حضرت خضر کی نسبت بہت سی من گھڑت حکایتیں مشہور ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ انھیں ابتک زندہ اور رجال غیب میں سے گنتے ہیں اور اُن کے نام کی نذریں چڑھاتے اور منتیں آتارتے ہیں یہ سب توہمات ہیں اور بے ثبوت چیزیں ہیں اور نذر ومنت غیر اللہ کی شرک ہے لیکن یہ تو ظاہر اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ سائل کو اور خُصوصًا نامِ خدا پر مانگنے والے کو محروم نہ کرنا چاہئے صدقہ خیرات وہ چیز ہے جو دُنیا آخرت کی مصیبتوں کو ٹالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کشادگی دے اور توفیق خیر دے آمین۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۵ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ۵ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُنتالیسویں۳۹ جُمعہ کا دُوسرا۲ خطبہ

تعلیمِ قرآن اور ذکرِ دجّال میں رسولِ اکرمؐ کے نو خطبے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عَالِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّھَادَۃِ ۚ ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۝ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُھَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۝ ھُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِیُٔ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝

وَاُصَلِّیۡ وَاُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الَّذِیۡ نَزَلَ فِیۡہِ - اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝ اَمَّا بَعۡدُ ۝

(۶۲۴) عَنۡ عُقۡبَۃَ بۡنِ عَامِرِ الۡجُھَنِیِّ یَقُوۡلُ خَرَجَ عَلَیۡنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَوۡمًا وَّنَحۡنُ فِی الصُّفَّۃِ فَقَالَ اَیُّکُمۡ یُحِبُّ اَنۡ یَّغۡدُوَ اِلٰی بُطۡحَانَ اَوِ الۡعَقِیۡقِ فَیَاۡتِیَ کُلَّ یَوۡمٍ بِنَاقَتَیۡنِ کَوۡمَاوَیۡنِ زَھۡرَاوَیۡنِ فَیَاۡخُذَھُمَا فِیۡ غَیۡرِ اِثۡمٍ وَّلَا قَطۡعِ رَحِمٍ قَالَ قُلۡنَا کُلُّنَا یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ یُحِبُّ ذٰلِکَ قَالَ فَلَاَنۡ یَّغۡدُوَ وَاحِدُکُمۡ اِلَی الۡمَسۡجِدِ فَیَتَعَلَّمَ اٰیَتَیۡنِ مِنۡ کِتَابِ اللّٰہِ خَیۡرٌ لَّہٗ مِنۡ نَاقَتَیۡنِ ۔ وَثَلَاثٌ خَیۡرٌ مِّنۡ ثَلَاثٍ وَّاَرۡبَعٌ خَیۡرٌ مِّنۡ اَرۡبَعٍ

ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اصحابِ صُفّہ کے پاس آئے اور فرمایا تم میں سے کون ہے؟ جو چاہتا ہو کہ صبح ہی صبح بطحان یا عقیق میں جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ کا کام کئے، بغیر کسی پر ظلم کئے دو اونٹنیاں تروتازہ خوشرنگ بھرے بدن کی اونچی کوہان والی لیکر آئے تو تمام اصحاب صُفّہ بول اُٹھے کہ یارسول اللہؐ ہم میں سے ہر ایک اس بات کو پسند کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا سنو! تم میں سے جو شخص صبح ہی صبح مسجد میں جائے اور دو۲ آیتیں قرآن کریم کی سیکھ لے۔ یہ اس کے لئے دو۲ اونٹ کے ملنے سے بہتر ہے۔ اور تین آیتیں تین اونٹوں سے بہتر ہیں اور چار کا سیکھ لینا چار سے بہتر ہے۔ اسی طرح

وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ۔ (رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَغَیْرُهٗ فِیْ غَیْرِهٖ)

جتنی آیتیں سیکھے اتنے اونٹ کے ملنے سے بہتر ہے۔"

(۶۲۵) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَصْحَابِهٖ لَاتُخِیْفُوْا اَنْفُسَكُمْ اَوْقَالَ الْاَنْفُسَ فَقِیْلَ لَهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا نُخِیْفُ اَنْفُسَنَا قَالَ الدَّیْنَ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا اپنے نفسوں کو خوف زدہ نہ رکھا کرو۔ ہم نے کہا حضورؐ کوئی اپنے نفسوں کو کس طرح ڈرتا رکھے گا؟ آپ نے فرمایا کسی سے قرض لے کے۔"

(۶۲۶) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَدَارَسُ الْقُرْاٰنَ۔ قَالَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَاقْتَنُوْهُ قَالَ قُبَاثٌ وَلَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا قَالَ وَتَغَنَّوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْمَخَاضِ فِیْ عُقُلِهَا۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

صحابہؓ قرآن کریم پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا صحابیو! قرآن سیکھو اور اسے مضبوطی سے یاد رکھو۔ اور خوش آوازی سے پڑھتے رہو۔ اگر ذرا سی بھی بے پرواہی کی تو وہ سینوں سے اور حافظہ سے نکل جائیگا جیسے اونٹ کا زانو بند کھولدیا جائے تو وہ بھاگ جاتا ہے بلکہ یہ بھاگنے میں اس سے بھی زیادہ ہے۔"

(۶۲۷) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ، سفیان بن حرب، حارث بن ہشام کو بلوایا میں اپنے دل میں کہنے لگا اچھا ہوا میں بھی دیکھونگا کہ اب حضورؐ اُن کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟ کیونکہ بدلہ لینے کا وقت ہے۔ جب یہ لوگ آگئے آپ اس وقت کعبہ میں تھے بڑا مجمع جمع تھا مسلمان مشرک سب موجود تھے۔ مشرکین کانپ رہے تھے کہ دیکھو اب ہمارا کیا حشر ہوتا ہے؟ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھکر فرمایا

مَثَلِیْ وَمَثَلُكُمْ كَمَا قَالَ یُوْسُفُ لِاِخْوَتِهٖ لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

میں تو تمھارے ساتھ وہی کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ آج تم پر کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں، اللہ تمہیں بخشے وہ سب سے زیادہ رحم وکرم کرنیوالا ہے۔" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب بھی ہوا اور ندامت بھی کہ میں نے غلط خیال کیا۔ (منتخب کنز العمال)

(۶۲۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ)

"اے لوگو! جہنم سے بچ جاؤ گو آدھی کھجور ہی راہِ للہ دے کر ہو۔"

(۶۲۹) حضرت ابوجحیفہ اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیس کے چند اعراب نہایت ردّی حالت میں حضورؐ کے پاس آئے انکی گردنوں میں تلواریں حمائل تھیں۔ چادریں پھٹی پرانی اوڑھے ہوئے تھے ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ ان کی مسکینی اور افلاس نے حضورؐ کے دِل پر بڑا گہرا اثر ڈالا۔ گھر جاکر (دیکھا بھالا کہ کچھ ہو تو دیں لیکن وہاں برکت دیکھکر) پھر مسجد میں آئے نماز پڑھائی اور بیٹھ گئے۔ لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں فرمایا

لِیَتَصَدَّقْ ذُوالدِّیْنَارِ مِنْ دِیْنَارِہٖ ذُوالدِّرْہَمِ مِنْ دِرْہَمِہٖ۔ وَذُوالْبُرِّ مِنْ بُرِّہٖ۔ وَذُوالشَّعِیْرِ مِنْ شَعِیْرِہٖ۔ وَذُوالتَّمْرِ مِنْ تَمْرِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنَّہٗ یَاْتِیْ عَلَیْہِ یَوْمٌ فَیَنْظُرُ اَمَامَہٗ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ۔ وَیَنْظُرُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ وَیَنْظُرُ عَنْ شِمَالِہٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ وَیَنْظُرُ مِنْ وَّرَآئِہٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ۔
(رَوَاہُ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ)

لوگو! صدقہ خیرات کرو۔ دیناروں والا اپنے دیناروں میں سے، درہموں والا اپنے درہموں میں سے، گیہوں والا اپنے گیہوں سے، جو والا اپنے جو میں سے، کھجوروں والا اپنی کھجوروں سے صدقہ کرے۔ اس سے پہلے راہِ للہ دو، کہ وہ دن آجائے کہ جب سامنے نظر ڈالے گا تو جہنم نظر آئے گی، دائیں دیکھیگا تو وہی بھڑکتی ہوئی دکھائی دے گی، بائیں بھی یہی منظر ہوگا اور پس پُشت بھی آتش دوزخ ہی نظر آئے گی۔

اتنا سننا تھا کہ صحابہؓ نے اپنی ان تمام چیزوں کو لا لاکر ڈھیر کرنا شروع کر دیا۔ ایک صحابی انصاریؓ تو اشرفیوں کی تھیلی کی تھیلی اُٹھا لائے اور آپ کے ہاتھ پر رکھدی، ذراسی دیر میں ایک طرف کپڑوں کا اور دوسری طرف اناج کا ڈھیر لگ گیا۔ اب آپ خوش ہو گئے۔ چہرۂ مُبارک سونے کی طرح چمکنے لگا۔

(۶۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اَشْرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خَلْقٍ مِّنْ اَخْلَاقِ الْحَرَّۃِ

ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جو آپ نے حَرَّہ کے ایک ٹیلے پر جھانک کر فرمایا۔ مدینہ کی سرزمین نہایت ہی بہتر ہے، دجّال کے نکلنے کے وقت اسکے

وَنَحْنُ مَعَهُ فَقَالَ نِعْمَتِ الْاَرْضُ الْمَدِيْنَةُ اِذَا خَرَجَ الدَّجَّالُ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْ اَنْقَابِهَا مَلَكٌ لَّا يَدْخُلُهَا فَاِذَا كَانَ كَذَالِكَ رَجَفَتِ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ لَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ وَّلَا مُنَافِقَةٌ اِلَّا خَرَجَ اِلَيْهِ وَاَكْثَرُ يَعْنِيْ مَنْ يَّخْرُجُ اِلَيْهِ النِّسَاءُ وَذَالِكَ يَوْمُ التَّخْلِيْصِ يَوْمَ تَنْفِي الْمَدِيْنَةُ الْخَبَثَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ - يَكُوْنَ مَعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ سَاجٌ وَسَيْفٌ مُّحَلًّى فَيَضْرِبُ قُبَّتَهُ بِهٰذَا الضَّرْبِ الَّذِيْ مُجْتَمَعِ السُّيُوْلِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ فِتْنَةٌ وَّلَا تَكُوْنُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَكْبَرَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَلَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ حَذَّرَ اُمَّتَهُ وَلَاُخْبِرَنَّكُمْ مَا لَا اَخْبَرَ نَبِيٌّ اُمَّتَهُ قَبْلُ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى عَيْنِهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَ -

ایک ایک کونے پر فرشتہ ہوگا۔ جو اُسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیگا۔ اس وقت مدینہ تین مرتبہ ہلے گا۔ اس سے تمام منافق مرد و عورتیں یہاں سے نکل کھڑے ہوں گے ان میں اکثریت عورتوں کی ہوگی اس دن کا نام چھٹکارے کا اور خلوص کا دن ہوگا۔ اس دن مدینہ ان بُرے لوگوں کو اپنے میں سے اس طرح نکال باہر کریگا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو۔ اس دن دجّال کے ساتھ ستّر ہزار یہودیوں کا لشکر ہوگا۔ جو ریشم پہنے ہوئے اور تلواروں پر سونا منڈھے ہوئے ہوگا۔ اس کا پڑاؤ اس میدان میں ہوگا جہاں نالوں کا اجتماع ہوتا ہے نہ کوئی فتنہ ہوا نہ ہو جو اس فتنۂ دجّال سے بڑا ہو۔ ہر نبیؑ نے اپنی اُمّت کو دجّال سے ڈرایا ہے۔ لیکن میں تمہیں اس کی ایک خاص نشانی بتادوں پھر آپ نے اپنی انگلی اپنی آنکھ پر رکھکر فرمایا وہ کانا ہوگا اور اللہ عزوجل اس عیب سے پاک ہے۔

(رواہ احمد)

(۶۳۱) حرّہ کا ایک خطبہ ان الفاظ میں بھی منقول ہے۔

يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اذْكُرُوْا يَوْمَ الْخَلَاصِ قَالُوْا وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ ؟ قَالَ يُقْبِلُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ بِذُبَابٍ فَلَا يَبْقٰى

آپ فرماتے ہیں اے مدینہ شریف کے مسلمانو! خلاص کا دن یاد رکھو۔ صحابہؓ نے پوچھا وہ تمیز کا دن کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا دجّال آئے گا اور مدینہ کے پاس اُتریگا

فِي الْمَدِيْنَةِ مُشْرِكٌ وَّلَا مُشْرِكَةٌ وَلَا كَافِرٌ وَّكَافِرَةٌ وَّلَا مُنَافِقٌ وَّلَا مُنَافِقَةٌ وَّلَا فَاسِقٌ وَّلَا فَاسِقَةٌ اِلَّا خَرَجَ اِلَيْهِ وَيَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَذَالِكَ يَوْمُ الْخَلَاصِ

(اوسط طبرانی)

مدینہ میں جتنے بھی کافر فاسق مشرک مرد و عورت ہونگے سب کے سب اس کی طرف چلے جائیں گے۔ یہاں صرف مومن ہی مومن رہ جائیں گے۔ یہ دن ہے جس کا نام یوم الخلاص ہے۔

(رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ)

(۶۳۲) عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْاَدْرَعِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمُ الْخَلَاصِ وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ؟ يَوْمُ الْخَلَاصِ وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ؟ ثَلَاثًا. فَقِيْلَ لَهُ وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ؟ قَالَ يَجِيْئُ الدَّجَّالُ فَيَصْعَدُ اُحُدًا فَيَقُوْلُ لِاَصْحَابِهٖ اَتَرَوْنَ هٰذَا الْقَصْرَ الْاَبْيَضَ هٰذَا مَسْجِدُ اَحْمَدَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ثُمَّ يَاْتِي الْمَدِيْنَةَ فَيَجِدُ بِكُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَكًا مُّصْلِتًا فَيَاْتِيْ سَبْخَةَ الْحَرْفِ فَيَضْرِبُ رِوَاقَهٗ. ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَلَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ وَّلَا مُنَافِقَةٌ وَّلَا فَاسِقٌ وَّلَا فَاسِقَةٌ اِلَّا خَرَجَ اِلَيْهِ فَذَالِكَ يَوْمُ الْخَلَاصِ۔

حضورؐ نے فرمایا خلاص کا دن جانتے ہو؟ وہ مخلصی کا دن کیا ہے؟ تین بار یہ فرما کر پھر صحابہؓ کی درخواست پر کہ آپ ہی بتلائیے۔ آپ نے فرمایا دجّال آئیگا۔ اُحد پہاڑ پر چڑھ کر اپنے ساتھیوں سے کہیگا۔ تم اس سفید محل کو دیکھ رہے ہو یہی مسجد نبوی ہے۔ پھر وہ مدینہ میں جانا چاہے گا۔ لیکن یہاں ہر گلی کوچے پر فرشتوں کا پہرہ پائیگا۔ لوٹ کر نمکین سنگلاخ زمین میں اپنا پڑاؤ ڈالے گا اس وقت مدینہ تین جھنجھوٹیاں لیگا جس سے سارے ہی منافق اور فاسق مرد و عورت یہاں سے نکل جائیں گے اور دجّالی لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ اسی دن کا پورا نام یوم الخلاص ہے[1]۔"

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ)

برادران! فتنۂ دجّال بھی بڑا بھاری فتنہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔ آمین۔

---

[1] دجّال کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل خطبے خطبات محمدی جلد اول ص سے ص تک ملاحظہ ہوں۔ ۱۲ منہ دیگر صفحات کے مختلف خطبوں میں بھی یہ ذکر ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۝ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ ۝ وَاَزْوَاجِ مُحَمَّدٍ ۝ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ۝ خُصُوْصًا عَلٰی اَفْضَلِ الْاُمَّۃِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ ۝ وَعَلٰی خَیْرِ مَنْ اَبْقَی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ۝ وَعَلٰی خَیْرِ مَنْ بَعْدَہٗ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ۝ وَعَلٰی خَیْرِ الصَّحَابَۃِ مَنْ بَعْدَھُمْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَجَعَلَنَا اللّٰہُ مِمَّنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ ۝ قُوْمُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ ۝ [1]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چالیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

فضائل و مسائل جہاد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا بِالتَّوْحِیْدِ ۝ وَھَدَانَا بِعَبْدِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعَبِیْدِ ۝ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖٓ اِلٰی یَوْمِ الْوَعِیْدِ ۝ فَنَحْمَدُکَ یَا مَنْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ ۝ وَبَیَّنَ لَہٗ مِنْ مَّعَالِمِ الْعِلْمِ مَا جَلَّ وَدَقَّ ۝ وَشَرَحَ صَدْرَہٗ فَخَاطَبَ النَّاسَ بِخُطُبَاتٍ اَفْحَمَ مَصَاقِعَ الْخُطَبَاءِ ۝ مِنَ الْعَرَبِ الْعُرَبَآءِ ۝ مِنْ عِصَابَۃِ الْاُدَبَآءِ ۝ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مَنْ ذَکَّرَ الْمَوَاعِظَ لِیَتَذَکَّرَہٗ ۝ وَبَشَّرَ وَاَنْذَرَ ۝ وَبَیَّنَ اٰیَاتِ التَّوْحِیْدِ لِیَتَفَکَّرَہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَمَسَّکَ بِعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی وَحَبْلِہِ الْمَتِیْنِ ۝ وَسَلَکَ جَادَّتَہُ الْوَاضِحَۃَ وَ صِرَاطَہُ الْمُبِیْنَ ۝ فَھٰذَا الَّذِیْ قَدْ فَازَ لِمَنَا ہُ ۝ وَوَقٰی مِنْ خُسْرَانِ الْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَاہُ ۝ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ۝ کَلَامُہٗ شِفَآءٌ لِّلسِّقَامِ ۝ وَمَرْھَمٌ لِّلْاَوْھَامِ ۝ وَحَدِیْثُہٗ قَاطِعٌ لِّلْخِصَامِ ۝ عِنْدَ تَفَاوُتِ الْاَفْھَامِ ۝ وَتَبَایُنِ الْاَقْدَامِ ۝ عَلَیْہِ یَدُوْرُ فُلْکُ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاھِیْ ۝ وَاِلَیْہِ یُسْتَنَدُ فِیْ مَعْرِفَۃِ حَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ ۝ اَفْلَحَ مَنِ اتَّبَعَہٗ وَوَالَاہُ ۝ وَخَابَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْہُ وَعَادَاہُ ۝

---

[1] ان الفاظ پر خطبے کو ختم کرنا اول خلیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مواہب اور تاریخ الخلفاء وغیرہ میں منقول ہے۔ واللہ اعلم - ۱۲ منہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّبِعِیْنَ ۝ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُبْتَدِعِیْنَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ ۝ یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَۃَ بِالْحَقِّ ط ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَاِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ۝ یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْھُمْ سِرَاعًا ط ذٰلِکَ حَشْرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ ۝ فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝

خدا کی خدائی کا بیان کس سے ہو سکے؟ اس کی قدرتیں کس ذہن میں آسکیں۔ اس نے آگ کو جلانے کی قدرت دی لیکن پھر بھی اپنے خلیل کو آگ میں نہ جلنے دیا۔ اس نے پانی کو ڈبونے کی قدرت دی لیکن پھر بھی اپنے کلیم اللہ کو پانی میں نہ ڈوبنے دیا۔ اس نے جانداروں کو ہضم کی قدرت دی۔ لیکن پھر بھی اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکالا۔ اس نے سولی کو جان لینے کی چیز بنائی لیکن پھر بھی اسی سولی پر سے ہی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلامت اُتار لیا۔

اس نے ماں باپ مرد وعورت کے ملاپ سے نسلِ انسانی جاری کی، لیکن پھر بھی حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے صرف حضرت مریمؑ سے، حضرت حوّا کو بے ماں کے حضرت آدمؑ سے پیدا کر دکھایا۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو بے ماں باپ کے پیدا کر کے بتلا دیا کہ اس کی قدرتوں کا کوئی اور چھور نہیں، بیشک بیشک اے خدا تنہا قدرتوں والے۔ ہم تیری قدرتوں کے قائل ہیں۔ ہم تیری حمد وثنا بیان کرتے ہیں تو قبول فرمالے۔ ہم تیرے تمام نبیوں اور رسولوں پر درود وسلام بھیجتے ہیں تو ان سب کو ہماری طرف سے سلام پہنچا دے۔ اور قیامت کے دن ان کا بیڑا پار سرخروئی سے نصیب فرما۔ آمین۔

بھائیو! انمول کلام سنو! اپنے رسولؐ کے بول سنو! سچے جواہر لیجاؤ! بہترین موتیوں سے گودیاں بھر لو! یہ وہ چمکیلے موتی ہیں۔ جو تمہارے اندھیرے والے دلوں کو جگمگا دیں گے۔ جو تمہاری قبروں کی تاریکی کو روشن کر دیں گے۔ جو پل صراط پر نور کا کام دیں گے۔ سنو! آسان شرع کے احکام سنو!

(۶۳۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر آتے ہیں تو اُن کے سامنے قربانی کے گوشت کے ٹکڑے سوکھے ہوئے پکا کر لائے جاتے ہیں۔ لیکن آپ اس کے کھانے سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ اس گوشت کو رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی وقت حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی آجاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ سنو!

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ لَّا تَأْكُلُوا الْأَضَاحِيَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِّيَسَعَكُمْ وَإِنِّي أُحِلُّهُ لَكُمْ فَكُلُوا مِنْهُ مَا شِئْتُمْ وَلَا تَبِيعُوا لُحُومَ الْهَدْيِ وَالْأَضَاحِيَ وَتَصَدَّقُوا وَتَمَتَّعُوا بِجُلُودِهَا وَلَا تَبِيعُوهَا وَإِنْ أُطْعِمْتُمْ مِّنْ لَّحْمِهَا فَكُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں نے پہلے تمہیں حکم دیا تھا کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ نہ کرو۔ یہ صرف اس لئے تھا کہ تم سب کو گوشت پہنچ جائے، اب میں اس سے زیادہ دنوں کے لئے روک رکھنا بھی تمہارے لئے حلال کرتا ہوں۔ جو چاہو کھاؤ پیو، رکھو ڈھکو، ہاں بیچنا مت صدقہ کر دینا کھالینا، قربانی کی کھالوں کو بھی اپنے کام میں لاسکتے ہو لیکن انھیں بھی بیچنا مت۔ اگر چاہو تو گوشت کا ذخیرہ کرلو اور جب چاہو کھاؤ۔"

(۶۳۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ هَيِّنٍ لَّيِّنٍ سَهْلٍ قَرِيْبٍ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ)

فرمان رسولؐ ہے کہ لو سنو! میں تمہیں بتلا رہا ہوں کہ جنتی کون ہے؟ ہر ایک وہ مسلمان جو نرم گو، خوش خو ہو۔ جو آسانیاں کرنے والا، بھلائیاں کرنیوالا، سلوک و احسان کرنے والا، حدیث قرآن کے قریب قریب رہنے والا ہو

(۶۳۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُحِلُّ السَّخِيْمَةَ وَتُوْرِثُ الْمَوَدَّةَ فَوَاللّٰهِ لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيْتُ إِلٰى ذِرَاعٍ لَأَجَبْتُ۔

اے جماعت انصارؓ ہدیہ تحفہ دیا کرو۔ اس سے سینے کے کینے ڈھل جاتے ہیں اور آپس میں محبت و مودت پیدا ہوتی ہے۔ سنو! اگر مجھے ایک کھر بھی کوئی ہدیے میں دے تو میں اسے بھی قبول کرلوں۔ اور اگر ایک شانے کی مہمانی بھی میری کی جائے تو میں اس دعوت کو بھی قبول کرلوں۔"

(۶۳۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اے عورتو! آپس میں ہدیہ تحفہ دیتی رہا کرو۔ اس سے محبتیں بڑھ جاتی ہیں اور دشمنیاں دور ہو جاتی ہیں۔"

وَسَلَّمَ يَانِسَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَهَادَوْا وَلَوْ بِفِرْسَنِ شَاةٍ۔ فَإِنَّهُ يُثْبِتُ الْمَوَدَّةَ وَيُذْهِبُ الضَّغَائِنَ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ) پس محترم بھائیو اور بہنو! یہ بھی شریعت کا حکم ہے یہ بھی اسلام کا ایک کام ہے یہ بھی دخولِ جنت کا ایک فعل ہے۔ تحفہ بھیجنے کے لئے غربت شرط نہیں بلکہ امیروں کو رئیسوں کو بلکہ بادشاہوں کو بھی ہدیہ تحفہ بھیج سکتے ہو اور اس کا اجر خدا سے پا سکتے ہو۔ آپس میں ایک دوسرے کو دو لو کھلاؤ پلاؤ۔ ملو جلو بیٹھو اٹھو محبتیں بڑھاؤ اور جنت خرید لو۔ بشرطیکہ تمام امور میں دین خدا رضامندیٔ مولا مدنظر ہو۔

(۶۳۷) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحْلِفُ اَحَدٌ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ اِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالْكَبِيْرِ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا جھوٹی قسم کھانے والا قطعی جہنمی ہے۔“

(۶۳۸) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج یہ دونوں قبیلے انصار کے تھے، جاہلیت کے زمانے میں ان میں سخت اَن بَن تھی اور دونوں میں باپ مارے کے بیر تھے۔ ایک دن یہ سب ایک مجلس میں تھے، ناگہاں اوس میں سے ایک شخص نے ایک شعر پڑھا جس میں خزرج کی ہجو تھی۔ تو خزرجی نے مقابلہ میں ایک شعر پڑھا جس میں اوس کی ہجو تھی۔ اب بیت بازی شروع ہو گئی۔ اس میں ایک دوسرے کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے ہتھیار اٹھا لئے گئے اور میدان کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ حضورؐ کو اطلاع ملتے ہی آپ دوڑے ہوئے وہاں پہنچے۔ اور سب کو مخاطب فرما کر آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت شروع کر دی اور انہیں ٹھنڈا کرنے لگے۔ تعلقات اسلامی یاد دلانے لگے۔ یہ اسی وقت سنبھل گئے۔ ہتھیار پھینک دیئے گئے، ایک دوسرے سے معافی مانگنے لگے۔ بغلگیر ہو گئے اور پھر ایک ہو کر بیٹھے۔ روایت میں ہے کہ اس خطبے میں آپ نے یہ آیت بھی پڑھی:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

(رواہ الطبرانی فی الصغیر)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے پورے ڈرتے رہو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک ایمان پر جمے رہو کہ موت اسلام کی حالت میں ہی آئے۔“

(۶۳۹) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ صَلَّيْنَا الظُّهْرَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اَقْبَلَ عَلَيْنَا غَضْبَانَ وَفِيْ رِوَايَةٍ خَطَبَ خُطْبَةً فَنَادٰى

ایک مرتبہ ظہر کی نماز ہمیں اللہ کے رسول سلامٌ علیہ نے پڑھائی، اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے چہرے پر غصّہ کے آثار تھے۔ پھر بہت بلند آواز سے ہمیں خطبہ سُنایا۔ یہاں تک کہ آپ کی آواز عورتوں نے اپنے پردول

بِصَوْتٍ اَسْمَعَ الْعَوَاتِقَ فِیْ اَجْوَافِ الْخُدُوْرِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ فَلَمْ یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِهٖ لَا تَذُمُّوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ تَطَلَّبَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ هَتَكَ اللّٰهُ سِتْرَهٗ وَاَبْدٰی عَوْرَتَهٗ وَلَوْ كَانَ فِیْ سِتْرِ بَیْتِهٖ

میں بھی سُنی۔ فرمایا اے وہ لوگو جو زبانی تو مسلمان ہو گئے ہو لیکن دلوں تک ابھی ایمان نہیں پہونچا۔ خبردار مسلمانوں کی مذمت اور برائی نہ کیا کرو نہ اُنکی عیب جوئی کیا کرو اگر ایسا کروگے تو خدا تمھارے پردے چیر دیگا۔ تمھارے بھرم کھول دیگا۔ اور چھُپ لک کر جو کروگے اُسے بھی ظاہر کر دے گا۔" (رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ)

(۶۴۰) حضورؐ کے پاس صحابہ کا مجمع جمع ہے جو ایک صحابی کھڑے ہو کر فرماتے ہیں فلاں شخص بُرا ہے احمق اور سخت مزاج ہے آپؐ نے ہم سب کی طرف دیکھکر اسی وقت فرمایا، اِغْتَبْتُمْ صَاحِبَكُمْ وَاَكَلْتُمْ لَحْمَهٗ (رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی) تم نے اس کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا۔"

(۶۴۱) بنو کنانہ سے جہاد کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ایک سو صحابہؓ کو بھیجا، یہ چلے وہاں جا کر ان میں کچھ اختلاف سا ہو گیا تو انھوں نے حضورؐ کا حکم لینے کے لئے اپنا آدمی آپ کی خدمت میں بھیجا جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فَقَامَ غَضْبَانَ مُحْمَرَّ الْوَجْهِ فَقَالَ اَذَهَبْتُمْ مِنْ عِنْدِیْ جَمِیْعًا وَّجِئْتُمْ مُتَفَرِّقِیْنَ اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْفُرْقَةُ الخ (مسند احمد) حضورؐ کا چہرہ غصّہ کے مارے سُرخ ہو گیا اور کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔ "تم سب میرے پاس سے جمع شدہ متفق گئے لیکن پھر تم میں پھوٹ پڑ گئی، اور اپنے اختلافات کی خبر لے کر میرے پاس واپس آئے۔ سُنو سُنو تم سے اگلی اُمتوں کو اسی پھوٹ اختلاف اور فرقت نے غارت کر دیا ہے۔"

(۶۴۲) عُقبہ بن عَبد السّلَمیؓ فرماتے ہیں۔ جنگ بدر میں رات کو بارش ہوئی ٹیلوں درختوں ڈھالوں چھپروں تلے ہم نے رات بسر کی، صبح کو منادی نے ندا کی کہ نمازِ صبح سرورِ رسلؐ کے ساتھ پڑھو، جو جہاں تھا وہاں سے نکل آیا، حضورؐ نے ہمیں نماز صبح پڑھائی اس کے بعد خطبے کے لئے کھڑے ہوئے

فَحَضَّ عَلَی الْقِتَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ جَمْعَ قُرَیْشٍ تَحْتَ هٰذِهِ الضِّلَعِ الْحَمْرَاءِ مِنَ الْجَبَلِ الخ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

اس خطبے میں آپ نے ہمیں جہاد کی رغبت دلائی، لڑائی پر آمادہ کیا اور ہمیں بتلا دیا کہ کفارِ قریش ان چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے پیچھے چھپے بیٹھے ہیں۔"

(۶۴۳) اس بدری خطبے کا بیان بزبان ابن عباسؓ بھی سُن لیجئے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِیْ بَدْرًا وَاَنْ یُّغْنِمَنِیْ عَسْكَرَهُمْ وَمَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا مِنْ غَنَآئِمِهِمْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَمَنْ اَسَرَ اَسِیْرًا فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا مِنْ غَنَآئِمِهِمْ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ)

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بدر کا وعدہ فرمایا ہے یہ بھی اسکا وعدہ ہے کہ کفار کے اس لشکر پر ہمیں فتح دے کر ان کی غنیمتوں کا ہمیں مالک بنائیگا۔ مسلمانو تم میں سے جو کسی مشرک کو قتل کریگا اسے ہم مالِ غنیمت میں سے اتنا اتنا دیں گے اور جو کسی مشرک کو قید کرے گا اسے اس مال میں سے ہم اتنا اتنا دیں گے“

(۶۴۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ اسی غزوۂ بدر کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے جو حضورؐ نماز میں ہی مسکرائے ،بعداز نماز ہم سے فرمایا:

مَرَّ بِیْ مِیْكَائِیْلُ وَعَلٰی جَنَاحِهٖ اَثَرُ غُبَارٍ وَّهُوَ رَاجِعٌ مِّنْ طَلَبِ الْقَوْمِ نَضْحِكَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمْتُ اِلَیْهِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی)

میرے سامنے سے حضرت میکائیل علیہ السلام گذرے اُن کے پر غبار آلود تھے ،وہ کفار کے تعاقب سے واپس آرہے تھے۔ مجھے دیکھکر ہنس دئے تو میں مُسکرا دیا۔

(۶۴۵) جنگ بدر ختم ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غالب کر دیتا ہے ،ستّر کفار قتل ہوتے ہیں ستّر قید ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدری صحابہ کو جمع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ؛ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ هٰذَا الْاُسَارٰی ؟ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمْكَنَكُمْ مِنْهُمْ وَاِنَّمَا هُمْ اِخْوَانُكُمْ بِالْاَمْسِ ان قیدیوں کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے ؟ اللہ نے تمہیں ان پر غالب کیا ہے ،یہ کل تک تو تمھارے بھائی تھے۔ ابوبکر رضوان اللہ علیہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ یہ ہماری قوم ہے ان سے کچھ لے لو کر انھیں چھوڑ دیجئے کیا عجب کہ آج نہیں تو کل اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں نہیں یا رسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آپ کو وطن سے نکالا اور آپ کی نبوت کو جھٹلایا ان سب کی گردنیں ماریئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہ فرماتے ہیں حضورؐ انھیں تو کسی خشک بن میں بھیجدیجئے اور پھر اُسے جو طرف سے آگ لگوا دیجئے تاکہ یہ جل بھلس جائیں۔ حضورؐ یہ سُنکر چلے گئے۔ مجمع جمع رہا ،چہ میگوئیاں ہونے لگیں کوئی کہتا تھا فلاں کی رائے ٹھیک ہے۔ حضورؐ یہی کریں گے ،کوئی کچھ کوئی کچھ۔ اتنے میں آپ واپس آگئے اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیُلِیْنُ قُلُوْبَ رِجَالٍ

اللہ تبارک وتعالیٰ بعضوں کے دل نرم کر دیتا ہے جو

فِيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَلْيَنَ مِنَ اللَّبَنِ وَاِنَّ
اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُشَدِّدُ قُلُوْبَ رِجَالٍ
فِيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَشَدَّ مِنَ الْحِجَارَةِ
وَاِنَّ مَثَلَكَ يَا اَبَابَكْرٍ كَمَثَلِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ
فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ
فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَمَثَلُكَ يَا
اَبَابَكْرٍ كَمَثَلِ عِيْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ
عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَاِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ
كَمَثَلِ نُوْحٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ
دَيَّارًا ○ وَاِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ كَمَثَلِ مُوْسٰى
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاشْدُدْ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○ اَنْتُمْ عَالَةٌ فَلَا
يَنْقَلِبَنَّ مِنْهُمْ اِلَّا بِفِدَاءٍ اَوْ ضَرْبَةِ
عُنُقٍ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

مثل دودھ کے بلکہ اس سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعضوں کے دل سخت کر دیتا ہے جو پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ ابوبکر تم تو حضرت ابراہیمؑ جیسی مثال رکھتے ہو کہ وہ جناب باری میں عرض کرتے ہیں، الٰہی جو میری تابعداری کرتا ہے وہ تو میرا ہی ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو بھی تُو تو غفور و رحیم ہے۔ ہاں ابوبکرؓ تمھاری مثال تو حضرت عیسیٰؑ کی سی ہے جو فرماتے ہیں خدایا اگر تو انھیں عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو تُو عزیز و حکیم ہے اور اے عمر تمھاری مثال حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے جو جناب باری میں عرض کرتے ہیں خدایا روئے زمین پر کسی کافر کو بستا نہ چھوڑ عمر تمھاری مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جو دعا کرتے ہیں پروردگار فرعونیوں کے دل سخت کر دے۔ یہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان ہی نہ لائیں۔ بدری صحابیو! سنو میرے نزدیک تو ان سے تاوانِ جنگ فدیہ لے لیا جائے اور انھیں چھوڑ دیا جائے۔ اس لئے کہ اسوقت تمہیں مال کی ضرورت بھی ہے۔ ہاں اگر یہ اس سے بھی منہ موڑ لیں تو بیشک انھیں موت کے حوالے کر دیا جائے۔ چنانچہ یہی کیا گیا، فدیہ لیا اور چھوڑ دیا۔

(۶۴۶) مسلمانو! آؤ جنگِ اُحد کا ایک عجیب واقعہ مع خطبۂ نبویہ کے سنو! یہ جنگ ۳ھ نصف شوال یوم جمعہ کو ہوئی ہے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم جمع تھے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنی تلوار میان سے نکالی اور فرمایا (اسے کون لیگا؟ سب ہاتھ بڑھے اور سب زبانوں

سے نکالا کہ ہمیں دیجئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اب فرمایا) مَنْ یَّأْخُذُ هٰذَا السَّیْفَ بِحَقِّهٖ ؟ اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر کون لیتا ہے ؟ اب تو سب کے ہاتھ جھک گئے لیکن مجمع میں سے حضرت ابو دُجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے حضورؐ میں اسے اس شرط پر لیتا ہوں چنانچہ حضورؐ نے انھیں یہ تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی، یہ اپنے خیمے میں گئے اور سرخ نشان لگائے تلوار حمائل کئے باہر نکلے اور تبختر سے اکڑتے ہوئے مشرکین کی طرف بڑھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لوگو! اِنَّهَا مِشْیَةٌ یُّبْغِضُهَا اللّٰهُ اِلَّا فِیْ هٰذَا الْمَوْضِعِ (مجمع الزوائد) یہ چال اللہ کو سخت ناپسند ہے لیکن اسوقت چونکہ انکی نیّت مشرکین پر رعب اسلام جمانا ہے اس لئے رب العالمین اس چال کو پسندیدگی کی نظر سے ملاحظہ فرما رہا ہے اب یہ شیرِ خدا کفار کے مجمع پر پل پڑتے ہیں جو سامنے آتا ہے اسے جہنم واصل کرتے ہوئے کافروں کی صفوں کو چیرتے ہوئے بہادرانہ طور پر کفار کی عورتوں تک پہنچ جاتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ ان کی سرداری ہندہ کے ہاتھ ہے وہ اپنے لشکر کی ہمت بندھوا رہی ہے اور دامنِ کوہ میں کھڑی انھیں آگے بڑھا رہی ہے وہ اور اس کے ساتھ کی عورتیں اس وقت یہ اشعار گا گا کر اپنے مردوں کو جوش دلا رہی تھیں ؎

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٖ ‏ نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقٖ
مَشْیَ الْقُطَا الْبَوَارِقٖ ‏ وَالْمِسْكُ فِی الْمَفَارِقٖ
وَالدُّرُّ فِی الْمَخَانِقٖ ‏ اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقٖ
وَاِنْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقٖ ‏ فِرَاقَ غَیْرِ وَامِقٖ

یعنی ہم خوبصورت تر اور نازک اندام نیک سیرت عورتیں ہیں جو ہمیشہ ریشم اور قالینوں پر چلنے والیاں ہیں ہماری چال اور ہمارے انداز و ناز دلبری اور دلکشی لئے ہوئے ہیں۔ ہم زیورات اور موتیوں سے لدی ہوئی ہیں ہمارے جسموں کی مست خوشبو بے نظیر ہے۔ اے لشکریو! اگر تم نے پامردی سے مقابلہ کیا اور ڈٹے رہے اور فاتحانہ انداز میں واپس آئے۔ تو ہم تمھارے گلوں میں باہیں ڈال دیں گی۔ اور تمھیں اپنے سر پر چڑھالیں گی۔ اور اگر تم نے بزدلی اور نامردی دکھائی، شکست اٹھائی اور لوٹے تو واللہ ہم اپنی صورتیں بھی تمہیں نہ دکھائیں گی اور تم سے بیزار ہو جائیں گی۔ پھر تم ہم سے ہمیشہ کے لئے کٹ جاؤ گے۔ حضرت ابو دجانہؓ کے بے پناہ حملوں کی جبکہ مشرکین مرد تاب نہ لائے تھے تو یہاں کون اُن کے مقابلہ میں آتا؟ یہ یہاں پہنچتے ہی اس ہندہ پر تلوار اٹھاتے ہیں یہ شور مچاتی ہوئی بھاگتی ہے اور اپنی جماعت کے مردوں کو نام بہ نام آواز دیتی ہے لیکن کس کی ہمت تھی کہ موت کے

منہ کی طرف بڑھتا ؟ کوئی آگے نہیں آیا۔ اسی وقت حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو خیال آجاتا ہے کہ میں حضورؐ کی تلوار سے ایک عورت پر حملہ کروں ؟ تلوار ہٹا لیتے ہیں اور فتحمندی کے ساتھ وہاں سے پھر کفار کو کاٹتے ہوئے واپس آتے ہیں۔ فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ۔

برادران! یہی وہ بزرگ صحابی ہیں کہ جب اس جنگ میں مشرکین مسلمانوں پر چھا گئے۔ تو حضورؐ کے سامنے حضرت سعدؓ آپ کی ڈھال بنے ہوئے تھے، سامنے کے تیروں واروں کو یہ روک رہے تھے اور حضورؐ نے اپنا ترکش اُن کے سامنے پھیلا دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، کفار پر تیر چلاؤ۔ الٰہی ان کا نشانہ خطا نہ جائے مروی ہے کہ اس دن حضرت سعدؓ نے ایک ہزار تیر چلائے تھے۔ حضورؐ کی پیٹھ کی طرف ڈھال بنجانے والے یہی حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جتنے تیر کفار کے آتے تھے آپ اپنی پیٹھ پر لیتے تھے۔ ساری پیٹھ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھلنی ہو گئی تھی۔

حضورؐ کا لباس اور ہتھیار اس وقت حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہن لئے تھے۔ کفار نے انھیں گھیر لیا اور بیس سے اوپر زخم انھیں آئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس لئے کہ مشرکین انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ رہے تھے۔

یہ تھے محمدؐ والے! یہ تھے اللہ والے! یہ تھے فدائیانِ اسلام! یہ تھے شیدائیانِ توحید! آؤ اور خدا سے دُعا کریں کہ پروردگار ان سب کو ہمارے سلام پہنچائے اور ان کے درجات بڑھائے اور ہمیں اُن کی روش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے دل میں بھی جاں نثاری کا جذبہ عطا فرمائے۔ ہمارے سر کو اپنی راہ میں کٹوائے، ہمارے خون کو اپنی راہ میں بہائے۔ ہماری طاقتیں اس کے کام آئیں ہمارے مال اس کے دین کی اشاعت میں کھپ جائیں۔ ہمارے بچے اس کے نام پر قربان ہو جائیں۔ الٰہی ہماری خطائیں معاف فرما ہمیں نیکیوں کی توفیق دے، برائیوں سے بچا۔ آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چالیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں قبیلوں کے سرداروں اور وفدوں کے واقعات اور انکے سامنے حضور صلعم کے چھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُہٗ ۰ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُہٗ ۰ وَفِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ ۰ وَفِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ ۰ وَفِی النَّارِ عَذَابُہٗ ۰ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۰ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۰ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَہٗ ۰ وَقَدْ خَابَ مَنْ کَذَّبَہٗ ۰ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۰ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۰ نَحْمَدُ اللّٰہَ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ ۰ فَنَقُوْلُ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۰ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۰ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۰ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۰ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَشَعْرِیْ وَمِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنَا نُوْرًا وَّزِدْنَا نُوْرًا سُبْحَانَ مَنْ لَّبِسَ الْعِزَّ وَقَالَ بِہٖ ۰ سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَکَرَّمَ بِہٖ ۰ سُبْحَانَ مَنْ لَّا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَہٗ ۰ سُبْحَانَ مَنْ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِہٖ ۰ سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالطَّوْلِ ۰ سُبْحَانَ ذِی الْمَنِّ وَالنِّعَمِ ۰ سُبْحَانَ ذِی الْقُدْرَۃِ وَالْکَرَمِ ۰ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۰ اَمَّا بَعْدُ ۰ بے شمار چیزیں بیشمار الفاظ ہیں ہمیشہ ہمیشہ جسکی تسبیح وتقدیس پاکی اور بزرگی بیان کرتی ہیں ہم بھی اسی کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔ تمام مسلمان تمام ملائکہ بلکہ خود خدائے تعالیٰ بھی جس پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہے۔ ہم بھی ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ - فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۰

مسلمانو! خوش نصیب محمدیو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سنو!

(۶۴۷) بنو نہد کے وفد کے سامنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں:-

مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ کَانَ مُؤْمِنًا۔ وَمَنْ اَدَّی الزَّکَاۃَ لَمْ یَکُنْ غَافِلًا۔ وَمَنْ شَھِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَانَ مُسْلِمًا لَکُمْ یَابَنِیْ نَھْدٍ وَدَآئِعُ الشِّرْکِ وَوَضَائِعُ الْمُلْکِ لَمْ یَکُنْ عَھْدٌ وَّلَا مَوْعِدٌ وَلَا تَثَاقُلٌ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَلَا تَلَطُّطٌ فِی الزَّکٰوۃِ وَلَا تَلَحُّدٌ فِی الْحَیَاۃِ مَنْ اَقَرَّ بِالْاِسْلَامِ فَلَہٗ مَافِی الْکِتَابِ۔ وَمَنْ اَقَرَّ بِالْجِزْیَۃِ فَعَلَیْہِ الرِّبُوَۃُ وَلَہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ الْوَفَآءُ بِالْعَھْدِ وَالذِّمَّۃُ۔ (رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ)

جو نماز کو قائم رکھے وہ مومن ہے۔ جو زکوٰۃ کو ادا کرے وہ غافل نہیں جو خدا ہی کے معبود ہونے کی گواہی دے وہ مسلمان ہے۔ اے قبیلۂ بنو نہد زمانۂ شرک میں جو کچھ تمہیں بغیر وعدے وعید کے مل چکا ہے وہ تمہارا ہی ہے ہاں عہد شکنی نہ کرنا نمازوں سے جی نہ چرانا ادائیگی زکوٰۃ میں پس و پیش نہ کرنا۔ زندگی میں الحاد اور بے دینی نہ کرنا۔ تمہاری قوم میں سے جو بھی اسلام قبول کرلے اس کے لئے وہ تمام حقوق ہیں۔ جو جو کتاب اللہ سے ثابت ہیں اور جو جزیہ دینے کا اقرار کرے اس پر جزیہ ہے اور وہ بھی ہمارے عہد وفا میں ہے۔

(۶۴۸) عبدِ شر کی ماتحتی میں چالیس سواروں کا دستہ بطور وفد کے اللہ کے محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ آپ کا دین کیا ہے؟ اگر حق ہوگا تو ہم مان لیں گے آپ فرماتے ہیں تُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَتُعْطُوا الزَّکٰوۃَ ○ وَتَحْقِنُوا الدِّمَآءَ ○ وَتَاْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ○ (رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ) یعنی نمازوں کو قائم رکھو، زکوٰتیں دیتے رہو، لوگوں کے خونِ ناحق سے باز رہو۔ قرآن حدیث کا ہر ایک کو حکم کرتے رہو۔ اس کے خلاف سے لوگوں کو روکتے رہو" آپ نے ان کا نام بدل دیا عبدِ خیر رکھا۔

(۶۴۹) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَنْذَرْتُکُمُ النَّارَ اَنْذَرْتُکُمُ النَّارَ حَتّٰی لَوْکَانَ رَجُلٌ کَانَ فِیْ اَقْصَی السُّوْقِ سَمِعَہٗ وَسَمِعَ اَھْلُ السُّوْقِ صَوْتَہٗ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ (رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ)

حضورؐ نے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے بہت ہی بلند آواز سے فرمایا جسے بازار والوں نے بازار میں بیٹھے بیٹھے سُن لیا اور جو بازار بہت دور تھے وہاں تک بھی آپ کی آواز پہنچ گئی۔ بار بار یہی فرماتے تھے کہ لوگو میں تمہیں عذابِ دوزخ سے ڈرا رہا ہوں۔ جہنم کے عذابوں سے آگاہ ہو جاؤ، ان سے بچنے کا سامان کرلو"

(۶۵۰) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ

حضورؐ نے بوقتِ نماز تمام لوگوں کی طرف منہ کرکے

تَعَالٰی عَنْهُ وَاَرْضَاهُ۔ قَالَ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ۔ وَاللّٰهِ لَتُقِيْمُنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ قَالَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزَقُ كَعْبَهٗ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ وَرُكْبَتَهٗ وَمَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِهٖ

سب سے فرمایا لوگو اپنی صفیں درست کرلو، لوگو صفیں سیدھی کرلو۔ لوگو! صفیں برابر کرلو۔ سنو! قسم بخدا اگر تم نے صفیں بالکل برابر نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دیگا۔ اب تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنہ، پنڈلی سے پنڈلی اور مونڈھے سے مونڈھا چپکا دیا کرتا تھا۔

(رَوَاهُ فِی الْمُسْنَدِ)

یہ ہے صف بندی جو مسلمانوں پر فرض ہے لیکن آج تو دو شخص ایک دوسرے سے الگ الگ اسطرح کھڑے ہوتے ہیں کہ گویا اگر ایک سے ایک چھوگیا تو ناپاک ہو جائیگا۔ ہم میں پھوٹ اور اختلاف کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ پس صفیں ملالیا کرو۔ دو شخص اس طرح کھڑے رہو کہ گویا ایک ہو۔ اپنے دائیں بائیں دیکھ لیا کرو اور بالکل مل جل کر کھڑے ہوا کرو۔ پیروں کی انگلیاں ٹخنے اور گٹّے اور مونڈھے ملالیا کرو۔ ایڑیوں سے ایڑیاں ملا لیا کرو۔ صفیں بالکل برابر رکھو تاکہ اللہ کی رحمتیں تم پر نازل ہوں۔

(۶۵۱) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَيَقُوْلُ اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

حضورؐ نے اپنے خطبہ میں فرمایا یقین مانو کہ دعا عبادت ہے۔ پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے دعائیں کرو۔ میں تمہاری دُعائیں قبول فرماتا ہوں گا۔"

(رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ)

پس جیسے خدا سے دعا کرنی خدا کی عبادت ہے اولیاء اللہ سے دُعا کرنی اولیاء اللہ کی عبادت ہے۔ نبی شہید سے دعا کرنی ان کی عبادت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت شرک ہے پس خدا کے سوا دوسرے سے دُعا کرنی بھی شرک ہے۔ ایک اللہ ہی سے دعائیں کرو۔ وہی دور نزدیک کی سُننے والا ہے وہی دیتا ہے اور دے سکتا ہے۔ اس کے سوا سب اس کے در کے فقیر ہیں۔ وہی سب کا داتا ہے اسکے خزانے پُر ہیں وہ بخیل نہیں ہے۔ نادار نہیں مجبور نہیں اور سب اس کے دست نگر ہیں اس کے در کے بھکاری ہیں۔

(۶۵۲) محترم بھائیو! خوش نصیب محمدیو! سنو! میں آپ کو ایک عجیب وغریب واقعہ مع خطبۂ محمدیہ سُناؤں

دربارِ نبوّت ہو رہا ہے۔ مجمع صحابہؓ جمع ہے۔ محفل پُر ہے جو قبیلہ سلیم کا ایک اعرابی شکار کھیلتا ہوا ایک گوہ کو پکڑے ہوئے آنکلتا ہے محمدی جماعت کو دیکھکر دریافت کرتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جب سُنتا ہے کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں تو غیظ وغضب سے لوگوں کو ہٹاتا ہوا دھکّے دیتا ہوا حضرتؐ کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے قسم ہے لات وعزّیٰ کی کسی عورت کا بچہ مجھے تجھ سے زیادہ بُرا معلوم نہیں ہوتا۔ میں تیری جان کا دشمن ہوں قسم ہے لات وعزّیٰ کی اگر میری قوم مجھ پر جلد بازی کا الزام نہ دھرتی تو میں اسی وقت تیرا کام تمام کر دیتا اور تمام مخلوق کو تیرے دُکھ سے چھڑا دیتا اور سب کو خوش کر دیتا یہ سُنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت برہم ہو گئے۔ کہنے لگے یا رسول اللہؐ مجھے حکم دیجئے تو اس کا سر ابھی قلم کر دوں۔ آپ نے فرمایا بردباری سے کام لو۔ جلد بازی اچھی نہیں حلیم انسان نبوّت کے اخلاق کے قریب ہے پھر اعرابی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے تو کیوں اس طرح میری اور میری قوم کی ہتک کرتا ہے؟ اور ناحق کلمے زبان سے نکالتا ہے اور اللہ کے رسولؐ کی توہین کرتا ہے؟ اس نے کہا، قسم ہے لات وعزّیٰ کی میں تو تجھے رسول نہیں ماننے کا جب تک میری یہ گوہ جسے ابھی ابھی میں شکار کر کے لایا ہوں تیری نبوّت نہ مان لے ہاں اگر یہ تجھ پر ایمان لائے تو میں بھی تجھے نبی مان لوں گا۔ یہ کہکر اس نے اپنے کپڑے میں سے گوہ نکال کر زمین پر ڈال دی۔ آپ نے اس سے فرمایا، اے گوہ! اُسی وقت اس نے صاف عربی زبان میں جواب دیا کہ اے قیامت والوں کی زینت لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ اسے تمام مجمع نے سُنا۔ آپ نے پھر اس سے دریافت فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ اس نے جواب دیا اس خدا کی جس کا عرش آسمان پر ہے۔ جس کی سلطنت زمین پر ہے، جس کی راہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے۔ جس کا عذاب جہنم میں ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا یہ بتا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ رسولِ رب العالمین ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں، جس نے آپ کو مانا اس نے نجات پائی اور جس نے آپ کو نہ مانا اس نے نقصان اُٹھایا۔ اب تو اعرابی پکار اُٹھا کہ تھوڑی دیر پہلے آپ سے زیادہ بُرا میرے نزدیک کوئی نہ تھا لیکن اس خدا کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے اس وقت آپ سے زیادہ بھلا میرے نزدیک کوئی نہیں۔ واللہ میرے ماں باپ سے بلکہ میری جان سے بھی زیادہ محبوب مجھے آپ ہیں۔ دل سے اور زبان سے جسم سے اور روح سے اندر سے اور باہر سے میں آپ کی محبت رکھتا ہوں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۝ آپ نے اسی وقت فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَاکَ اِلٰی ھٰذَا الدِّیْنِ الَّذِیْ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی ۝ وَلَا یَقْبَلُہُ اللّٰہُ اِلَّا بِصَلٰوۃٍ ۝ وَلَا یَقْبَلُ الصَّلٰوۃَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ ۝ (رَوَاہُ فِیْ مُنْتَخَبِ کَنْزِ الْعُمَّالِ)	اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تجھے اپنے دین کی ہدایت کی جو ہمیشہ بلند اور غالب رہیگا کبھی پست اور مغلوب نہ ہوگا۔ سنو اس دین کو اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے قبول نہیں فرماتا اور نماز کو بغیر تلاوت قرآن کے قبول نہیں فرماتا۔

اس نے کہا جب یہ ہے تو یا رسول اللہ مجھے قرآن سکھائیے۔ آپ نے اسے سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ہو اللہ سکھائی۔ اس نے کہا میں قربان جاؤں، میں نے تو نظم و نثر میں اتنا بلند پایہ ایسا پاکیزہ کلام کبھی سنا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا سنو یہ رب العالمین کا کلام ہے، یہ انسانی کلام نہیں، یہ شعر نہیں، سنو ایک مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ لینا تہائی قرآن کے برابر ہے اور دوسری مرتبہ پڑھ لینا دو تہائی کے برابر ہے اور تین بار پڑھ لینا سارے قرآن کے پڑھنے کا اجر و ثواب رکھتا ہے۔ اعرابی رضی اللہ عنہ نے کہا واہ خوش قسمتی سبحان اللہ ہمارا معبود تو بڑے فضل و کرم والا ہے کہ تھوڑی سی چیز کو قبول فرمائے اور بہت سارا اجر عطا فرمائے۔ آپ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا اس کے ساتھ کچھ مالی سلوک کرو۔ سب نے تھوڑا بہت دیا یہانتک کہ اس کے پاس بہت کچھ جمع ہوگیا اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک اونٹنی تبوک سے آئی ہے میں اس کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں۔ میں خدا کی نزدیکی کے لئے اس اونٹنی کو اپنے اس نو مسلم بھائی کو بخشتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ، سن اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن جنت میں اس کا بہترین بدلہ دیگا۔ اب اعرابی خوش خوش حضورؐ کے پاس سے رخصت ہو کر واپس چلا۔ راستے میں دیکھتا ہے کہ اس کے قبیلے کے ایک ہزار اعراب ایک ہزار جانوروں پر سوار ایک ہزار تلواریں اور ایک ہزار نیزے لئے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ اس نے آگے بڑھ کر انھیں روکا اور دریافت کیا کہاں جارہے ہو؟ ان کے سردار نے کہا اس بے دین لامذہب کے قتل کو جارہے ہیں جو ہمارے معبودوں کو بیوقوف بتلا رہا ہے۔ ہم اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آئیں گے۔ اس نے کہا خبردار خاموش ہو جاؤ۔ جاؤ لوٹ جاؤ۔ واللہ وہ سچے رسول ہیں۔ سنو میری گواہی ہے کہ عبادت کے لائق اللہ کے سوا کوئی اور نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔ میری قوم کے لوگو! سنو میرا اپنا واقعہ سنو یہ کہکر اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا خدا نے ان کے دل اور دن پھیر دیئے، سب نے ہی اسلام قبول کر لیا، اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔

اسی وقت حضورؐ کو خبر ہوئی آپ اس وقت صرف چادر اوڑھے ہوئے تھے اسی حال میں اُن کی طرف روانہ ہوئے، آپ کو دیکھتے ہی سب اپنی سواریوں پر سے اُتر پڑے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہوئے اور کمر دہرا باندھ کر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں کچھ ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کُوْنُوْا تَحْتَ رَایَۃِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ۔ تم سب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھنڈے تلے رہو۔ پس بنو سلیم کے قبیلے کے ایک ہزار آدمی ایک ساتھ مسلمان ہوئے یہ شرف کسی اور قبیلے کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ ہمیں تمھیں بھی اسلام اور ثابت قدمی نصیب فرمائے اور سب مسلمانوں پر رحم و کرم فرمائے۔ نماز کے لئے اُٹھو اللہ تم پر رحم کرے۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

وَتَمَّ بِالْخَیْرِ

الحمدللہ تیسری جلد ختم ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

(آل عمران: ۱۳۸)

خطبات نبوی کا مستند ترین مجموعہ

مسمّٰی بہ

خُطَبَاتِ مُحَمَّدِی

جلد چہارم

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو نواسی ۱۸۹ خطبات، بہتر ۷۲ صحابہ کرام کی روایات اور حدیث و تفسیر کی ساٹھ مستند کتابوں کے حوالوں سے نقل کرکے عربی متن اور سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں

مؤلفہ

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

الدار السلفیہ

۲۴۲ جے بی بی مارگ (بلاسس روڈ) متصل مہاراشٹر کالج بمبئی ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکتالیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ جس میں ابتدائے اسلام و علاماتِ قیامت وغیرہ کے متعلق حضورؐ کے پانچ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۰ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ۰ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ۰ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۰ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۰ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۰ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۰ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۰ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ۰ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۰ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ۰ وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ۰ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ۰ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ۰ حَمْدًا لِّمَنْ نَّضَّرَ وُجُوْہَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ ۰ وَصَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلٰی مَنْ نَّزَّلَ عَلَیْہِ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ ۰ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَھْلِ التَّقَدُّمِ فِی الْقَدِیْمِ وَالْحَدِیْثِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۰ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۰ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۰ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۰ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۰ کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۰ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۰ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی ۰ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ۰ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۰ اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰٓی ۰ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۰ اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۰ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۰ کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ ۵ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ ۰ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ۰ فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ ۰ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ ۰ کَلَّا لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۵

اُس خدا کے لئے حمد ہے جس نے اسلام کو غالب رکھا، جس نے اپنے نبیؐ کو غلبہ دیا، جس نے اپنے پسندیدہ دین کا ہمیں پابند بنایا، جس نے اپنی مہربانیوں سے ہمیں پالا پوسا، جس نے جسم و جان کے ساتھ ہمیں ایمان بھی دیا، جس نے ہمیں حدیث کیساتھ ہی قرآن بھی دیا۔ اے سب کچھ دینے والے! اے ہر ایک کے کام آنیوالے! اے پروا پچھوا چلانے والے! اے مُردوں کو زندہ کرنیوالے! اے نیست کو ہست کرنیوالے! اے دُکھ درد کے دور کرنیوالے! اے ناامیدوں کو کامیاب کرنیوالے! اے دردمند دل کی سننے والے! اے سارے جہان کے پالنے والے! اے بگڑی کے بنانے والے! اے بیماری کے بعد تندرستی عطا فرمانے والے! اے ہمیں راحت و آرام پہنچانیوالے! اے ہماری نمک حرامیوں کو دیکھتے ہوئے ہماری روزیاں جاری رکھنے والے! اے رحیم و غفور! اے مالک و شکور! اے حنّان و منّان! اے ذوالجلال والاکرام! تو سچا۔ تیرا رسولؐ سچا۔ تیرا کلام سچا ؎

کانٹا ہے ہر جگر میں اٹکا تیرا حلقہ ہے ہر گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھے جانا ہے ضرور بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

ہم غلاموں پر مہر کی نظر کر۔ ہمیں اپنا کر لے۔ ہماری شرم بھرم رکھ لے۔ ہمیں نیکی کی توفیق دے۔ بدیوں سے بچا۔ بُری گھڑی سے، اپنی نافرمانی سے، سرکشی اور تکبّر سے، ظلم و زیادتی سے۔ بُری بیماریوں سے، تنگی ترشی سے محفوظ رکھ۔ الٰہی ہمارے دلوں میں ایمان دے۔ ہماری زبانیں اپنی یاد میں تر و تازہ رکھ۔ ہمارے مال اپنی راہ میں کھپتے ہوئے رکھ۔ ہماری جان اپنی شرع پر قربان کر۔ اے سب سے بڑے! ہمیں لوگوں کی نگاہ میں بڑا کر۔ اور ہماری اپنی نگاہوں میں چھوٹا رکھ۔ ہمیں اپنے کلام کا، اپنے نبیؐ کی سنتوں کا علم دے، اُن پر عمل کرنے کا ذوق دے۔ دشمنوں کے بد ارادوں سے اپنی کڑی نظر سے، رزق کی تنگی سے، دنیا کی پریشانی سے، حاسدوں کے حسد سے بچا لے۔ اپنی محبت عنایت فرما اپنا خوف نصیب کر الٰہ العالمین ؎

خواہش نہ قند کی نہ خواہاں شکر کے ہیں چسکے پڑے ہوئے تری میٹھی نظر کے ہیں

برادرانِ اسلام! جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے ہم پنپ رہے ہیں، جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں آنے سے ہم خیر الامم کہلواتے ہیں، جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ہمیں آرزو ہے، جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے پر ہماری نجات ہے ؎

بطحا کو ہوا اُس کی ولادت سے شرف طیبہ کو ملا اس کی نیابت سے شرف
اولاد ہی کو نہیں کچھ فخر اس پر آبا کو بھی ہے اُسکی اُبوّت سے شرف

آؤ اُن پر اُن کی آل پر اُن کے اصحاب پر اُن کے چاروں خلفا پر درود و سلام پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

بھائیو! میں بہت خوش ہوں کہ میں اپنے خطبوں میں آپ کو مقفّٰی عبارتیں سُنا کر، اِدھر اُدھر کے قصے سُنا کر لوگوں کے بنائے ہوئے خطبے سُنا کر، اپنا بیان سُنا کر ختم نہیں کرتا بلکہ میں آپ کو اُن کے خطبے سُناتا ہوں، اُن کے وعظ پہنچاتا ہوں جنکا ایک ایک لفظ نورانی ہے جن کا ایک ایک حرف منجانب خدا ہے۔ جن کا ایک ایک فقرہ ساری دنیا کی قیمت سے زیادہ قیمتی ہے۔ فالحمدللہ۔

(۶۵۳) سنو! حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا کہ ابوجہل آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہنے لگا کہ اس شخص نے ہمیں بڑا تنگ کر رکھا ہے۔ ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے بزرگوں کی توہین کرتا ہے۔ آج میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اُس کی تاک سے رہونگا۔ ایک بڑا سا پتھر اپنے ساتھ رکھونگا جو مجھ سے بمشکل سے اُٹھ سکے۔ یہ جب سجدہ کرے گا تو میں اس پتھر سے اس کا سر کچل دونگا۔ اب اے قریشیو! تمھیں اختیار ہے کہ میرا ساتھ دو یا نہ دو میں تو یہ طے کر چکا ہوں اور خدا کی قسم یہی کر کے رہونگا، پھر بنو عبد مناف میرے ساتھ جو چاہیں کریں، مجھ سے یہ ظلم برداشت نہیں ہو سکتا۔ اس پر سب بول اُٹھے کہ ہم سب اپنی جانوں سے آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے جو ارادہ کیا ہے اُسے پورا کیجئے جو آپ کے خلاف اُٹھے گا اُن کے سر کچل دیں گے۔ یہ خبیث ایک پتھر اُٹھا لایا جو اس سے بمشکل اُٹھ سکا اور تاک میں بیٹھ گیا قریش دارالندوہ میں تماشا دیکھنے اور وقت آنے پر ابوجہل کی مدد کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ یہ مردک برابر یہی ہانک لگا رہا تھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سجدے میں دیکھ لونگا تو اس کی گردن توڑ دوں گا، سر کچل دونگا حضرت عباسؓ فرماتے ہیں۔ یہ منظر دیکھکر، یہ مشورہ سُنکر میں گھبرایا ہوا حضورؐ کی خدمت میں پہنچا۔ ابوجہل کے اس قول اور قسم کی قریشیوں کے اس ارادے اور اس مشورے کی آپ کو خبر کی اور عاجزی اور سختی سے کہا سُنا سمجھایا بجھایا کہ آپ آج ہرگز حرم شریف میں تشریف نہ لائیں وغیرہ۔ لیکن نہ تو آپ نے ابوجہل کے اس قول و قسم کی کوئی پرواہ کی نہ میری رائے کو قبول فرمایا۔ بلکہ اسی وقت نہایت اطمینان اور جوش کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے مسجد حرام میں آئے۔ عادت مبارک یہ تھی کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان نماز ادا فرمایا کرتے تھے لیکن آج دروازے سے گذر کر دیوار کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر قریش کے مجمع کو مخاطب فرمایا جنہیں سورۂ اقرأ باسم الخ کی تلاوت کر سُنائی۔ الحمدللہ کہ آج ہم سے بھی یہ سُنّت ادا ہوئی

جب آخری الفاظ پر پہنچے تو چونکہ وہ آیت سجدہ ہے، آپ سجدے میں گر پڑے۔ اسی وقت ابوجہل سے لوگوں نے کہا لو اپنی قسم پوری کر لو۔ ابوجہل اُٹھا اس چٹان کو اُٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا لیکن پاس پہنچتے ہی ہائے وائے کرتا ہوا ہانپتا بدحواسی کے ساتھ کانپتا ہوا فوفو کرتا ہوا پچھلے پاؤں واپس لوٹا منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں، چہرہ سیاہ پڑ رہا ہے۔ آنکھیں باہر کو نکل رہی ہیں۔ پاگل سا بنا ہوا ہے۔ قریش دوڑے جا کر سنبھالا۔ اور ہمدردی کیساتھ پوچھنے لگے۔ بہادر چچا آپ کو کیا ہو گیا؟ کیوں ایسے بزدل اور ڈرپوک بن گئے؟ یہ ہاتھوں سے کس چیز کو روک رہے ہیں؟ کیوں ایسے بوکھلا گئے ہیں؟ یہاں تو کوئی چیز نہیں۔ یہ آپ ڈر کیسے گئے؟ کلیجہ قابو میں کیوں نہیں؟ اس قدر پستی نامردی اور بزدلی کیوں دکھا رہے ہیں؟ کیوں ناکام واپس آ گئے؟ کیوں اپنا ارادہ پورا نہ کیا؟ افسوس بہادر ہو کر ایسے نامرد نکلے؟ جب ذرا اُس کے حواس ٹھیک ہوئے تو کہنے لگا تم نے مجھ سے اس سے پہلے بھی کوئی بات بزدلی اور ڈرپوکی کی دیکھی ہے؟ واللہ جب میں نے اس پتھر کو اس پر پھینکنا چاہا تو پہلے تو پتھر ہی میرے ہاتھوں سے چپک گیا پھر میری آنکھیں اُس سے گویا اندھی ہو گئیں مجھے آپ نظر ہی نہیں آتے تھے بلکہ میں نے دیکھا کہ ایک مست نر اونٹ منہ پھاڑے مجھے چبا جانے بلکہ نگل جانے کے لیے آگے بڑھ رہا ہے میں نے دیکھا کہ میرے اور اس کے درمیان ایک خندق آگ کی ہے۔ میں نے دیکھا کہ بڑی بڑی بلائیں میری طرف لپک رہی ہیں۔ لوگو! کیا تم میں سے کسی نے اُن میں سے کسی چیز کو نہیں دیکھا؟ تعجب ہے۔ خیر اب اس چٹان کو تو مجھ سے چھڑاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے جب وہ پتھر اس سے لینا چاہا تو دیکھا کہ واقعی وہ اس سے چمٹا ہوا ہے، سب نے زور لگا کر بہ ہزار دقّت اسے چھڑایا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ یہ ذرا سا بھی آگے بڑھتا تو واقعی خدائی فرشتے اس کی بوٹیاں نوچ ڈالتے۔ جبرائیل علیہ السلام اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے (تفسیر ابن کثیر و سیرۃ النبویہ للزینی)۔ بحمد اللہ یہ سورہ میں نے آپ کو شروع خطبے میں سنا دی ہے، اسکا مختصر ترجمہ بھی سُن لیجئے۔

"اے نبی اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ، جو سب کا خالق ہے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ تو پڑھ تیرا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ساتھ تعلیم دی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب انسان اپنے تئیں بے پرواہ سمجھ لیتا ہے تو سرکشی پر اُتر آتا ہے حالانکہ وہ قائم رہنے والا نہیں۔ اُسے اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔ تو نے اُسے بھی دیکھا جو میرے بندے کو نماز سے روکتا ہے۔ بتلاؤ اگر یہی ہدایت پر ہے اور نیکی اور تقوے کا حکم دیتا ہے پھر اسکی مخالفت کتنا بڑا جرم ہے؟ اچھا اسے دیکھو اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑا تو کیا اُسے عذاب چھوڑ دیں گے؟ کیا اُسے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔ سنو! اگر یہ باز نہ آیا تو ہم اس کی چوٹی پکڑ کر دے ماریں گے۔ جو جھوٹی اور گنہگار پیشانی ہے۔ یہ اپنے والوں کو بُلائے تو سہی ہم بھی جہنم کے پیادوں کو بُلا لیں گے۔ سنو! اے نبیؐ تم اس کی باتوں کو ہرگز نہ ماننا۔ سجدے

کرتے رہو اور قرب خدا میں آگے بڑھتے رہو۔ برادران! اسلام کے اصلی معنی یہی ہیں کہ انسان اپنے کام سپرد خدا کر دے پھر خدا خود اس کی حفاظت کرتا ہے۔ کفار کے درمیان حضورؐ کا خطبہ یہ تھا۔ اب مجمع صحابہؓ میں جو خطبہ حضورؐ نے دیا وہ بھی سنئے

(۶۵۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ۔ وَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۰ اِلَّا ثَلَاثَةَ نَفَرٍ اَلتَّارِكُ الْاِسْلَامَ وَالْمُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہم سب سے فرمایا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دینے والے کا قتل سوائے ان تین جرموں کے حلال نہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام کو چھوڑ دے جماعت مسلمین سے الگ ہو جائے۔ دوسرا وہ جو شادی شدہ ہو پھر زنا کاری کرلے۔ تیسرا وہ جو ناحق کسی کو مار ڈالے"۔ پس مسلمان ہو جانے کے بعد انسان امن خداوندی میں آجاتا ہے اور آخرت کے درجے بھی پالیتا ہے۔

چنانچہ

(۶۵۵) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے ہوئے بعض غریب اصحاب صفہؓ گر گر پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اعراب کہا کرتے تھے یہ لوگ مجنون ہیں۔ ایک دن بعد از نماز حضورؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا:۔

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَاَحْبَبْتُمْ لَوْ اَنَّكُمْ تَزْدَادُوْنَ حَاجَةً وَّفَاقَةً (مسند احمد)

اگر تمہیں وہ درجات معلوم ہو جاتے جو خدا کے ہاں ملنے والے ہیں۔ تو تم اس سے بھی زیادہ فقر و فاقہ اور حاجتمندی کو پسند کرتے۔

ہاں جب مسلمان احکام اسلام سے بے پرواہ ہو جائیں گے تو پرنالے کے پانی کی طرح دنیا پر عذابوں کی بارش ہونے لگے گی۔ سنئے صحابہؓ کا بیان ہے کہ

(۶۵۶) ہمیں اللہ کے رسولؐ نے نماز صبح پڑھائی۔ جماعت ہو چکنے کے بعد ایک صاحب باواز بلند سوال کرتے ہیں کہ حضورؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تبلائیے تو قیامت کب آئے گی؟ آپ نے اُسے گھڑک کر فرمایا۔ چپ رہو۔ جب ذرا چاندنا اسفار ہو گیا تو آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا:۔ تَبَارَكَ رَافِعُهَا وَمُدَبِّرُهَا برکتوں والا ہے وہ خدا جو اس کا بلند کرنے والا اور اس کی تدبیر کرنیوالا ہے۔ پھر زمین کی طرف دیکھا اور فرمایا تَبَارَكَ دَاحِيْهَا

وَخَالِقُهَا۔ اس کا بچھانے والا اور اس کا پیدا کرنے والا بہت پاک ذات اور بابرکت ہے۔ پھر فرمایا اَیْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَۃِ؟ قیامت کی بابت سوال کرنے والا کہاں ہے؟ تو وہ صحابیؓ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے آپ پر میرے ماں باپ قربان وہ میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا سنو!

عِنْدَ حَیْفِ الْاَئِمَّۃِ وَتَصْدِیْقِ النُّجُوْمِ وَ تَکْذِیْبٍ بِالْقَدْرِ حَتّٰی تُتَّخَذَ الْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا وَالصَّدَقَۃُ مَغْرَمًا وَالْفَاحِشَۃُ مُفَاخَرَۃً فَعِنْدَ ذٰلِکَ هَلَاکُ قَوْمِکَ

بادشاہ ظالم بن جائیں۔ نجوم کی تصدیق کی جانے لگے۔ تقدیر کو جھٹلانے لگیں۔ جب کہ امانت کو اپنی چیز سمجھ لیا جائے۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے۔ بس اسی وقت تیری قوم کی ہلاکت ہے۔

آپ نے اس حدیث میں سُنا کہ نماز کے بہت دیر بعد اسفار ہوا۔ حدیث کے لفظ یہ ہیں۔ حَتّٰی اِذَا اَسْفَرَ اور حدیثوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز غلس میں پڑھا کرتے تھے پس صبح کے لئے اِسفار کرنا اور آخری اور تنگ وقت میں اُسے پڑھنا خلاف سُنت ہے۔ نمازوں کے وقت کا خیال رکھو۔ یہ عمر جا رہی ہے اس پر بھروسہ نہ کرو۔ سنو! حضرت علیؓ سے منقول خطبہ بھی سُن لو۔

(۶۵۷) اَلْاَنْبِیَاءُ قَادَۃٌ۔ وَالْفُقَهَاءُ سَادَۃٌ وَمَجَالِسُهُمْ زِیَادَۃٌ وَاَنْتُمْ فِیْ مَمَرِّ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ فِیْ اٰجَالٍ مَّنْقُوْصَۃٍ وَاَعْمَالٍ مَّحْفُوْظَۃٍ وَالْمَوْتُ یَاْتِیْکُمْ بَغْتَۃً فَمَنْ زَرَعَ خَیْرًا یَحْصُدُ رَغْبَۃً وَمَنْ زَرَعَ شَرًّا یَحْصُدُ نَدَامَۃً

انبیاء علیہم السلام پیشوا اور مقتدا ہیں۔ اور سمجھدار علماء حدیث و قرآن ذی عزت ہیں۔ انکی مجلسیں ایمان و علم کی زیادتی کرنے والی ہیں۔ لوگو! دن رات گذر رہے ہیں اور تم چکی کے ان دونوں پاٹوں کے درمیان پس رہے ہو۔ تمھاری عمریں گھٹتی چلی جا رہی ہیں۔ تمھارے اعمال سب کے سب خدا کے ہاں محفوظ ہیں اور جمع ہو رہے ہیں۔ سنو! موت اچانک آ جائے گی۔ اگر تم نے نیکیوں کی کھیتی بوئی ہے تو اس کا پھل ہنسی خوشی کاٹو گے اور اگر دنیا کی زندگی میں بُرائی بوئی ہے تو نہایت ندامت و شرمندگی کیساتھ اُسے کاٹو گے۔

پس میرے محترم بھائیو! موت کے لئے تیار رہو۔ قبر کی بغلی کو نہ بھولو! مال جان عزت آبرو سے دین کو حاصل کرو۔ دل لگا کر نمازیں پڑھو! زکوٰتیں دو۔ کسی دن تلاوت قرآن کو ناغہ نہ کرو! کچھ نہ کچھ حدیث و تفسیر بھی پڑھ لیا کرو۔ جہاں تک ہو سکے خیر خیرات کیا کرو! یہ وہ چیز ہے جو بُرائی کو اور بُرے وقت کو ٹال دیتی ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھ کر اپنے حواریوں سے فرمایا سنو! یہ تھوڑی دیر میں ہی مرنے والا ہے۔ بہت

دیر بعد جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل سے واپس آیا تو حواریوں نے کہا یا حضرت یہ تو ابتک زندہ موجود ہے۔ آپؑ نے اُسے اپنے پاس بلایا اور کہا۔ اے شخص کیا تو نے میرے سامنے سے جاکر کوئی نیکی کی ہے؟ اُس نے کہا اور تو کچھ بھی نہیں البتہ یہ ہوا کہ میرے ساتھ میرا کھانا تھا۔ میں لکڑیاں چُننے کے لئے جارہا تھا وہاں ایک صاحب نے مجھ سے اللہ کے نام کچھ مانگا میرے پاس صرف وہی تھوڑی سی روٹی میرے کھانے کے لئے تھی میں نے وہ روٹی اس مسکین کو دے دی۔ آپ نے فرمایا اچھا تم اپنی لکڑیوں کا یہ بوجھ کھولو تو اس نے کھولا تو اس میں سے ایک کالا ناگ بھنبھناتا ہوا نکلا اور جنگل میں چلدیا۔ آپؑ نے لوگوں سے فرمایا یہ ناگ اس کے ڈسنے اور ہلاک کرنے کے لئے آیا تھا لیکن اسکی خیرات کیوجہ سے خدا نے اس کی عمر بڑھادی اور اسے اس آفت سے بچا لیا"۔

پس لوگو! نیکیاں کیا کرو تاکہ بدیاں اور بُرائیاں اور آفتیں ہٹ جائیں، اور دنیا و آخرت سنور جائے۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَأَجَارَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَلِيْمِ ۝ وَأَدْخَلَنَا وَإِيَّاكُمْ فِيْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اکتالیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ جسمیں دینؔ و دُنیا کی اصلاح کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ ۝ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کامل حمد وثنا اور اُس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے درود وسلام کے بعد۔

(۶۵۸) مسلم بھائیو! آؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے اور وعظ میں سے ایک عجیب وغریب وعظ اور بھی آپ کو سنادوں جو دلدوز ہے جو دلچسپ ہے۔ جو زندگی کی کلید ہے۔ جو خدائی بشارت ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

یعنی گذشتہ شب میں نے عجیب وغریب باتیں دیکھیں میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْبَارِحَۃَ عَجَبًا رَاَیْتُ
رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قَدِ اسْتَوْحَشَتْہُ مَلَائِکَۃُ
الْعَذَابِ فَجَاءَ وُضُوْءُہٗ فَاسْتَنْقَذَہٗ مِنْ
ذَالِکَ ۞ وَرَاَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قَدْ بُسِطَ
عَلَیْہِ عَذَابُ الْقَبْرِ فَجَاءَتْہُ صَلٰوتُہٗ
فَاسْتَنْقَذَتْہُ مِنْ ذَالِکَ ۞ وَرَاَیْتُ رَجُلًا
مِّنْ اُمَّتِیْ قَدِ اسْتَحْوَشَتْہُ الشَّیَاطِیْنُ فَجَاءَ
ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَخَلَّصَہٗ مِنْھُمْ ۞ وَرَاَیْتُ رَجُلًا
مِّنْ اُمَّتِیْ یَلْھَثُ عَطَشًا فَجَاءَہٗ صِیَامُ
رَمَضَانَ فَسَقَاہُ ۞ وَرَاَیْتُ رَجُلًا مِّنْ
اُمَّتِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ ظُلْمَۃٌ وَّمِنْ
خَلْفِہٖ ظُلْمَۃٌ وَّعَنْ یَّمِیْنِہٖ ظُلْمَۃٌ وَّعَنْ
شِمَالِہٖ ظُلْمَۃٌ وَّمِنْ فَوْقِہٖ ظُلْمَۃٌ وَّمِنْ
تَحْتِہٖ ظُلْمَۃٌ فَجَاءَتْہُ حَجَّتُہٗ وَعُمْرَتُہٗ
فَاسْتَخْرَجَاہُ مِنَ الظُّلْمَۃِ ۞ وَرَاَیْتُ رَجُلًا
مِّنْ اُمَّتِیْ جَاءَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ لِیَقْبِضَ
رُوْحَہٗ فَجَاءَہٗ بِرُّ وَالِدَیْہِ فَرَدَّہٗ عَنْہُ
وَرَاَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یُکَلِّمُ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَلَا یُکَلِّمُوْنَہٗ فَجَاءَتْہُ صِلَۃُ الرَّحِمِ
فَقَالَتْ اِنَّ ھٰذَا کَانَ وَاصِلًا لِرَحِمِہٖ
فَکَلَّمَھُمْ وَکَلَّمُوْہُ وَصَارَ مَعَھُمْ ۞ وَرَاَیْتُ
رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یَاْتِی النَّبِیِّیْنَ وَھُمْ

اُسے گھیر رکھا ہے۔ اُسی وقت اس کا وضو آتا ہے اور اُنکے ہاتھوں سے اُسے چھڑا لیجاتا ہے ۞ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب قبر اس کے لئے پھیلائے جا رہے ہیں اتنے میں اسکی نماز آئی اور اُسے اُن سے چھڑا لے گئی اپنے ایک اُمتی کو میں نے دیکھا کہ شیاطین نے اُسے پریشان کر رکھا ہے کہ اس کا ذکر اللہ کرنا آیا اور اُن سے بچا کر لیگیا میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ پیاس کے مارے زبان نکالے دے رہا ہے کہ اس کے رمضان کے روزے آئے اور اُسے پانی پلا کر آسودہ کر دیا ۞ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ اس کے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے نیچے سے اُسے ظلمت اور اندھیر گھیرے ہوئے ہے کہ اس کا حج وعمرہ آیا اور اس ظلمت سے اُسے نکال لے گیا ۞ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ اس کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت آئے لیکن اُس نے اپنے ماں باپ کی جو خدمتیں کی تھیں، اور اُن کے ساتھ جو احسان کئے تھے وہ نیکی آئی اور موت کو اس سے ہٹا دیا ۞ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے بول رہا ہے لیکن مومن اُسے جواب تک نہیں دیتے۔ اتنے میں اس کی صلہ رحمی آئی اور کہا کہ یہ تو رشتے ناتے جوڑنے والا تھا۔ اسی وقت اُن سب نے اس سے بول چال شروع کر دی اور یہ اُن کے ساتھ ہو گیا میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ نبیوں کے حلقوں کے پاس وہ آتا ہے لیکن ہر حلقے سے ہٹا دیا جاتا ہے اسی وقت اُسکا جنابت سے غسل کرنا آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے

حَلْقٌ حَلْقٌ. كُلَّمَا مَرَّ عَلٰى حَلْقَةٍ طُرِدَ
فَجَاءَهُ اغْتِسَالُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ. فَأَخَذَ
بِيَدِهٖ فَأَجْلَسَهُ إِلٰى جَنْبِيْ :: وَرَأَيْتُ رَجُلًا
مِّنْ أُمَّتِيْ يَتَّقِيْ وَهَجَ النَّارِ بِيَدَيْهِ عَنْ وَّجْهِهٖ
فَجَاءَتْهُ صَدَقَتُهُ وَصَارَتْ ظِلًّا عَلٰى
رَأْسِهٖ وَسِتْرًا عَنْ وَّجْهِهٖ :: وَرَأَيْتُ
رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ جَاءَتْهُ زَبَانِيَةُ الْعَذَابِ
فَجَاءَ أَمْرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ
فَاسْتَنْقَذَهُ مِنْ ذٰلِكَ :: وَرَأَيْتُ رَجُلًا
مِّنْ أُمَّتِيْ هُوِيَ فِي النَّارِ فَجَاءَتْهُ دُمُوْعُهُ
اللَّتِيْ بَكٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ
فَأَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ :: وَرَأَيْتُ رَجُلًا
مِّنْ أُمَّتِيْ قَدْ هَوَتْ صَحِيْفَتُهُ إِلٰى شِمَالِهٖ
فَجَاءَهُ خَوْفُهُ مِنَ اللّٰهِ فَأَخَذَ صَحِيْفَتَهُ
فَجَعَلَهَا فِيْ يَمِيْنِهٖ :: وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ
أُمَّتِيْ قَدْ خَفَّ مِيْزَانُهُ فَجَاءَهُ أَفْرَاطُهُ
فَثَقَّلُوْا مِيْزَانَهُ :: وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ
عَلٰى شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَجَاءَهُ وَجَلُهُ مِنَ اللّٰهِ
تَعَالٰى فَاسْتَنْقَذَهُ مِنْ ذٰلِكَ :: وَرَأَيْتُ
رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ يَرْعَدُ كَمَا تَرْعَدُ السَّعَفَةُ
فَجَاءَهُ حُسْنُ ظَنِّهٖ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَسَكَّنَ
رَعْدَتَهُ :: وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ
يَزْحَفُ عَلَى الصِّرَاطِ مَرَّةً وَ مَرَّةً

پاس بٹھا دیا :: میں نے اپنی اُمّت کے ایک شخص کو دیکھا کہ
وہ آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ پر سے
ہٹا رہا ہے اتنے میں اس کا صدقہ خیرات آگئے اور
اس کے سر پر سایہ اور اس کے چہرے پر پردہ بن گئے
میں نے اپنے ایک اُمّتی کو دیکھا کہ عذاب کے داروغہ
اس کے پاس آگئے اتنے میں اس کا بھلائی کا حکم کرنا اور
بُرائی سے روکنا آگیا اور اُسے اُن کے ہاتھوں سے چھڑا
کرلے گیا :: میں نے اپنے ایک اُمّتی کو دیکھا کہ اُسے آگ میں
ڈالا جا رہا ہے اتنے میں اس کے وہ آنسو آگئے جو خوف
خدا سے رو کر اس نے دنیا میں بہائے تھے اور اُسے
آگ سے بچا کرلے گئے :: میں نے اپنی امت میں سے
ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال اُڑتا ہوا بائیں جانب
سے آرہا ہے کہ اس کا خوفِ خدا آگیا اور اس نامۂ اعمال
کو لے کر اُس کے دائیں ہاتھ میں دیدیا :: میں نے اپنی اُمت
کے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکا نیکی کا پلڑا ہلکا ہو رہا ہے
کہ اس کے چھوٹے بچے جو انتقال کر گئے تھے آگئے اور اسکی
نیکی کے پلڑے کو بوجھل اور بھاری کر دیا :: میں نے اپنی اُمّت
کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا دیا گیا ہے
کہ اس کی خداترسی آئی اور اُسے بچالے گئی :: اپنے ایک
اُمّتی کو میں نے دیکھا کہ گھانس کے تنکے کی طرح کپکپا رہا ہے
اتنے میں اس کی خدا کے ساتھ نیک گمانی آئی اور اُسے
سکون و قرار دے گئی :: ایک اُمّتی کو میں نے دیکھا کہ پل
صراط پر جم نہیں سکتا، کبھی گرتا ہے کبھی پڑتا ہے کبھی گھٹنوں

فَجَاءَتْهُ صَلٰوتُهُ عَلَيَّ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَاَقَامَتْهُ عَلَى الصِّرَاطِ حَتّٰى جَاوَزَ: وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ اِنْتَهٰى اِلٰى اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَغُلِّقَتِ الْاَبْوَابُ دُوْنَهٗ فَجَاءَتْهُ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَاَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ۔

سرکتا ہے اتنے میں اس کا مجھ پر درود بھیجنا آ گیا اور اُس کا ہاتھ تھام کر سیدھا کھڑا کر کے پُل صراط پر سے پار کر دیا: ایک کو میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازوں کے پاس پہنچ گیا ہے لیکن دروازے بند ہو گئے۔ اتنے میں اس کا کلمۂ شہادت پڑھنا آ گیا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں پہنچا دیا۔

(رَوَاهُ الْحَكِيْمُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَصَاحِبُ مُنْتَخَبِ كَنْزِ الْعُمَّالِ)

اے محمدیو! اے مسلمانو! اے مومنو! آپ نے سُن لیا، آپ نے معلوم کر لیا، نیکیاں دونوں جہان میں کام آنیوالی ہیں۔ پس نیکیاں کرو جتنی ہو سکیں۔ نیکیاں کر لو۔ اللہ ہمیں نیک بنا دے۔ اللہ ہمیں نیک بندوں میں ملا دے۔ الٰہی اپنے تمام نیک بندوں کو ہمارا سلام پہنچا دے جو تیرے پاس ہیں انھیں بخش اور اُن کے درجات بڑھا جو ہمارے پاس ہیں اُن کی مدد فرما اور انھیں اپنے عذابوں سے بچا۔ آمین

(۶۵۹) منتخب کنز العمال میں بہ ضمن وعظ و خطبات ایک وعظ و خطبہ لائے ہیں میں چاہتا ہوں آپ کو آج وہ بھی سُنا دوں اس کے راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں یہ ایک قدسی حدیث ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ مُحَرَّمًا بَيْنَكُمْ فَلَا تَظَالَمُوْا۔ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ۔ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب باری نے مجھ سے فرمایا کہ میں تم سب کو سنا دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے کہ تم ایک دوسرے پر ظلم کرو۔ پس خبردار کبھی آپس میں ظلم و زیادتی نہ کرنا۔ میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جسے میں ہدایت کروں پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں آسودہ کر دوں پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو۔ میں تمھیں روزیاں دوں گا۔ میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جسے میں کپڑے پہنا دوں پس تم سب مجھ سے کپڑے

وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ۔ يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذَالِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِيْ اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمِدَ اللّٰهَ۔ وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذَالِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ (عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَفِيْ رِوَايَةٍ) ذَالِكَ بِاَنِّيْ جَوَادٌ وَّاجِدٌ مَّاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اُرِيْدُ عَطَائِيْ كَلَامٌ وَّعَذَابِيْ كَلَامٌ اِنَّمَا اَمْرِيْ بِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْتُّهٗ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيْ)

مانگو میں تمہیں کپڑے پہنا دوں گا۔ میرے بندو! تم دن رات خطائیں کرتے ہو اور میں تمہارے تمام گناہ بخش دینے والا ہوں، پس تم مجھ سے گناہوں کی بخشش طلب کرو میں تمہارے گناہ معاف فرمادوں گا۔ میرے بندو! نہ تم مجھے نقصان پہنچانے پر قادر کہ نقصان پہنچادو۔ نہ تم مجھے کوئی نفع پہنچا سکتے ہو کہ میرا کچھ بھلا کردو! میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے انسان جنّات سب کے سب ایک بہتر سے بہتر پرہیزگار دل والے انسان کی طرح بن جائیں تو میرے ملک میں کوئی اضافہ نہ ہوگا اور اے میرے بندو اگر تم سب کے سب اگلے پچھلے انسان جن سب مِلکر کسی بد سے بد دل والے بدتر انسان بن جاؤ تو میرے ملک میں کوئی نقصان اور کمی نہیں کرسکتے۔ اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب مع اگلے پچھلوں کے کل انسان و جنّات ایک میدان میں جمع ہوکر مجھ سے اپنی اپنی مختلف حاجتیں طلب کرو اور ہر شخص الگ الگ دُعا کرے۔ کوئی کچھ مانگے کوئی کچھ مانگے اور میں ہر ایک کی دُعا قبول کرلوں۔ جو شخص جو چیز مانگے دیدوں تاہم میرے پاس کے خزانوں میں کوئی کمی نہ ہوگی مگر اتنی ہی جتنی کمی اس سمندر میں ہو جسمیں ایک سوئی ڈال کر نکال لیجائے۔ میرے بندو! یہ تو سب تمہارے اعمال ہیں جنھیں میں جمع کررہا ہوں اور جن کا بھرپور کامِل بدلہ میں تمہیں دونگا۔ جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے سوا پائے وہ سوائے اپنے نفس کے اور کسی کو ملامت نہ کرے۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ میں سخی ہوں۔ بھرپور خزانوں والا ہوں، بزرگی اور بڑائی والا ہوں جو چاہتا ہوں کرگزرتا ہوں میری بخشش اور عطا انعام اور اکرام صرف ایک کلام ہے۔ اسی طرح سزا و عذاب بھی صرف ایک کلام ہے۔ میں تو جس چیز کا بھی ارادہ کروں اس کے لئے صرف لفظ کُن کہدینا کافی ہے۔ اِدھر کہا یوں ہوجا اُدھر ہوگیا۔"

مسلمان بھائیو! خدائی صفتیں آپنے سُن لیں؟ یہی توحید خدا ہے اس کے خلاف جس کا عقیدہ ہو مشرک ہے اور مشرک پر جنّت حرام ہے۔ برادران یہ خطبہ نبویّہ ہے یا کہہ لو کہ یہ خطبۂ خداوندی ہے۔ آؤ اُس کی ہدایت پر عمل کریں جھولی پھیلا کر دامن اُٹھا کر ہاتھ بڑھا کر دُعا کریں کہ اے معبود برحق! اے الہ العالمین، اے بے پایاں انعام و اکرام والے، اے زبردست

سزا و عذاب والے۔ تو سچا۔ تیرا نبی سچا۔ ہم تیرے غلام بہ عاجزی و انکساری بہ تمنا و بیچارگی تیرے در دولت پر کھڑے ہیں۔ صدائیں لگا رہے ہیں کہ باری تعالیٰ ارحم الراحمین ہمارے قصور معاف فرما ہمیں ہدایت نصیب فرما۔ ہم بھوکے ہیں ہمیں آسودہ کر۔ ہم پیاسے ہیں۔ ہمیں چین نصیب فرما۔ ہم ننگے ہیں تو ہمیں ڈھک دے۔ ہم خطاکار ہیں تو آمرزگار ہے۔ ہمارے گناہ معاف فرما۔ ہمیں نفع دے نقصان سے بچا۔ ہمیں پاک کر دے۔ اپنا خوف اور تقویٰ عطا فرما۔ ہمیں سرکشی سے تکبّر و تجبّر سے بچا۔ اپنا کر کے لاج رکھ لے۔ عزت بھرم باقی رکھ لے۔ ہم اپنی تمام حاجتیں تجھ سے طلب کر رہے ہیں۔ تو ہمیں عطا فرما۔ ہماری محتاجی ختم کر دے۔ ہمیں اپنے غیب کے خزانوں سے برکت دے۔ ہر حرکتِ بد سے نجات دے جن جن چیزوں کے ہم محتاج ہیں ہمیں عطا فرما کر اپنے سوا سب سے بے نیاز کر دے۔ ہماری برائیاں میٹ دے ہماری نیکیاں ثابت کر لے۔ ہم ہر حال میں تیرے شکر گذار ہیں۔ اور ہم ہر برُے حال سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ بیشک بیشک تو احد ہے واحد ہے۔ ماجد ہے جواد اور واجد ہے۔ تیری قدرتوں کی کوئی حد نہیں۔ تو کسی حد میں محدود نہیں تو ہی تو ہے اور سب نیست و نابود ہیں۔ اکرم الاکرمین کرم کر۔ ارحم الراحمین رحم کر۔ آمین آمین آمین۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَاخْذُلِ الْکَفَرَۃَ وَالْمُشْرِکِیْنَ ۝ اٰمِیْنَ ۝ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیالیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں شکل و صورت خلافت و امامت اور رحمتِ رب کی وسعت کی بابت حضورؐ کے چھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَھَّلَ عَلٰی عِبَادِہٖ حِفْظَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ ۝ وَجَعَلَ صُدُوْرَھُمْ مَحْفَظَۃً لَّھُمَا بِالْفَضْلِ وَالْمِنَّۃِ ۝ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ شَھَادَۃً تُوْجِبُ الْفَوْزَ بِالدَّرَجَاتِ فِی الْجَنَّۃِ ۝ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ خَیْرُ مَنْ اُوْتِیَ الْعِلْمَ وَالْحِکْمَۃَ ۝ اَکْرَمَہُ اللّٰہُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَفَصْلِ الْخِطَابِ ۝ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ اَقْطَارِ الْفَصَاحَۃِ وَالْبَلَاغَۃِ اَقْطَابٌ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ

السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝

الٰہی! اور الٰہ العالمین! تیرے ہی لئے حمد و ثنا ہے تو واحد ہے تو احد ہے۔ تو یکتا ہے۔ تو بے مثل ہے شرکت سے تیری ذات مُنزّہ ہے۔ تثلیث سے تو مُبرّا ہے۔ نہ تو کسی میں ہے نہ تجھ میں کوئی ہے۔ نہ تو کسی سے نکلا نہ تجھ سے کوئی نکلا۔ تو صمد ہے کمی بیشی سے پاک ہے۔ ساری کائنات کا تو ہی خالق و مالک ہے۔ نہ تیری اولاد نہ تیرے ماں باپ۔ نہ تیری کفو کا کوئی نہ تیری جنس کا کوئی۔ سب کے سر تیرے سامنے جھکے ہوئے۔ سب کے ہاتھ تیرے آگے اٹھے ہوئے۔ سب تیرے محتاج اور تو سب سے بے نیاز۔ سب تیرا دیا کھانے والے اور تو سب کو دینے والا۔ جسے تو چاہے عزت کے جھولے جھلائے جسے تو چاہے در در سے دُر دُر کرائے۔ کس میں تاب کہ تیرے سامنے سرتابی کرے؟ کس میں طاقت کہ تیرے فرمان کو ٹال دے آسمان و زمین پر تیری حکومت۔ ہر چیز پر تیرا بس اور قدرت۔ انبیاء اور ملائکہ بھی تیرے در کے سائل۔ پیر پیغمبر بھی تیرے احکام کے عامل۔ اے بیجان تنکے میں جان ڈالنے والے۔ اے سیپ کے پیٹ میں موتی پیدا کرنے والے۔ پانی کے قطرے کو انسان تو نے بنایا۔ بچھی ہوئی زمین اور اونچا آسمان تو نے بنایا۔ بہتے ہوئے دریا تیرے تسبیح خواں ہیں۔ کائنات کا ہر ذی روح تیرا مہمان ہے۔ تو اپنی مخلوق سے اوپر عرش پر ہے۔ تو سب سے جدا اور تیرا علم ہر جگہ۔ کوئی نتھنے پھڑکانے اور سانس لینے کا بھی مختار نہیں۔ تجھ بن اے مولا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ اے مخلوق کے حاجت روا۔ اے ہر ایک کے مشکل کشا۔ اے بیکس کی پکار سننے والے۔ اے ہر چھپے کھلے کے جاننے والے۔ اپنی توحید ہمیں سکھا دے۔ اپنی محبت ہمارے دلوں میں رچا دے۔ اپنے سوا کی عبادت سے بیزار رکھ۔ اپنی عبودیت میں سرشار رکھ آمین یا ربّ العالمین ؎

اے دستگیر بیکساں تجھ بن نہیں کوئی میرا | اے چارۂ بیچارگاں تجھ بن نہیں کوئی میرا

صلوٰۃ و سلام درود و رحمت نازل ہو اُن پر جو ساری کائنات سے افضل ہیں، جو سردار اولاد آدم ہیں، جو حمد کے جھنڈا بردار ہیں اور شفاعتِ کبریٰ کے واحد حقدار ہیں۔ جو صاحبِ حوض کوثر ہیں۔ جو آمر معروف اور ناہی منکر ہیں جن پر رب کی نعمتیں بھرپور ہیں۔ جو حبِ خداوندی میں سرشار و چور ہیں، جنکے ہاتھوں خدا کا دین پورا ہوا۔ جنکی ذات پر نبوت ختم ہوئی جن کے فرمان فرمانِ خدا ہیں جن کے نافرمان رحمت رحیم سے جدا ہیں۔ جن کی بعثت کا مقصود مکارم اخلاق کا پورا کرنا اور ناجائز خواہشات انسانی کو کچل دینا تھا۔ جو باجوں گاجوں کے دشمن اور راگ راگنیوں کے بیخ کَن تھے جنھوں نے قرآن و حدیث کی سہانی صدائیں سنائیں اور ناپاک شیطانی آوازوں کو دبایا۔ مخلوق پرستی جس نے ٹھکرادی۔ گندے

پیروں کی پیری جس نے خاک میں ملادی۔ فلاح جس کی اطاعت میں ہے۔ نجات جس کی اتباع میں ہے حق جس کی زبان پر ہے، نور جس کے بیان پر ہے۔ صداقت جس کے کلام میں ہے۔ حلاوت جس کے نام میں ہے، ترقی جس کے پیام میں ہے عق جس کے پیغام میں ہے وہ وہ ہیں جنکا نام حبیب خدا حضرت محمد مصطفٰے ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ؎

جو کوئی رکھتا ہے دل میں اُلفتِ خیر الوریٰ
صادق و کامل وہی ہے اُمّتِ خیر الوریٰ

میرے محترم بھائیو! اور بہنو! واللہ جمعہ کے لئے دل تڑپتا رہتا ہے کہ کب یہ دن آئے اور کب پھر مل بیٹھیں اور یادِ خدا کریں اور خطبات نبویہ سنیں سنائیں اور اس نور سے دل کو مسرور اور آنکھوں کو پُرنور کریں پس باادب سُنیئے۔

(۶۶۰) مکہ فتح ہو چکا ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہزارہا انسانوں کے سامنے خطبہ دے رہے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس خطبے میں آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ شُرْبَ الْخَمْرِ وَثَمَنَھَا وَقَالَ قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی وَلَا تَمْشُوْا فِی الْاَسْوَاقِ اِلَّا عَلَیْکُمُ الْاُزُرُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ سُنَّۃَ غَیْرِنَا (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

لوگو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر شراب کا پینا حرام کیا ہے۔ شراب کا بیچنا اور اس کی قیمت کا لینا حرام کیا ہے۔ لوگو! اپنی مونچھیں کترواتے رہو۔ اپنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ بازاروں میں تہمد باندھے بغیر نہ پھرو، سُنو جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا اوروں کے طور طریق اور عادتوں پر عامل ہو وہ ہمارا نہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ہر لشکر کی ایک وردی ہوتی ہے جس سے وہ لشکر پہچانا جاتا ہے اسی طرح ہر مذہب کے کچھ ظاہری احکام بھی ہوتے ہیں جن سے صاحب مذہب کی پہچان ہو جاتی ہے۔ محمدی لشکر اور اہل اسلام کی وردی اور ظاہری پہچان جو شریعت اور بانی شریعت نے مقرر کی ہے وہ جن لوگوں پر نظر آئے گی بظاہر وہ ہی اسمیں شمار کئے جائیں گے اور مومن و مسلم ہونے کا انھیں کے سر سہرا بندھیگا۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں جس کسی شخص کو کوئی زیادہ محبوب ہوتا ہے اور جس کو وہ اپنا سچا خیر خواہ سمجھتا ہے اس کی باتوں کا ماننا اس کے طریقہ پر چلنا کل ظاہری اور باطنی امور میں اس کا تابعدار رہنا وہ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے اس کے خلاف کو اپنے حق میں سم قاتل سمجھتا ہے اور اس سے کوسوں دور رہتا ہے، اب سُنیئے۔ نشان اسلام اور تمغۂ محمدی ڈاڑھی کا بڑھانا۔ مونچھوں کا پست کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مشرکوں کا خلاف کرو ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں بہت ہی پست کراؤ۔ (بخاری مسلم) مجھے ماننے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں بڑھائیں اور مونچھیں بہت کم کرائیں اور کسریٰ کو ماننے والے اس کا خلاف کریں یعنی مونچھیں بڑھائیں اور ڈاڑھیاں منڈوائیں ہمارا طریقہ اُن کے خلاف ہے (دیلمی) ایک مرسل حدیث میں ہے کہ لوطیوں کی بستیاں اُلٹ دینے کے جو اسباب پیدا ہوئے تھے اُن میں

ڈاڑھیوں کا منڈوانا اور مونچھوں کا بڑھانا بھی تھا (ابن عساکر) آپ فرماتے ہیں ڈاڑھیوں کو منڈوانے اور زیادہ کتروانے والوں کی اللہ تعالیٰ دُعا قبول نہیں کرتا اور نہ ان پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور نہ اُن کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے اور فرشتے ان کو ملعون کہتے ہیں اور وہ خدا کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے برابر ہیں۔ واللہ اعلم (طحاوی) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ڈاڑھیوں کو کبوتروں کی دموں کی طرح کتروانے والوں کا اسلام میں کوئی حصّہ نہیں اسیطرح اخروی نعمتوں سے بھی وہ محروم ہیں (احیاء العلوم) کل انبیاء علیہم السّلام کی سنت یہی ہے کہ وہ ڈاڑھیاں بڑھاتے تھے اور مونچھیں کم کرلتے تھے۔ یہ علامت ہے اسلام کی اور اسکا خلاف کرنے والا کل انبیاء علیہم السلام کا مخالف ہے (مسند احمد) خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک گھنی اور بہت زیادہ بالوں والی تھی۔ (مسلم، ترمذی، نووی)

افسوس آجکل مسلمانوں کو ان شکلوں سے کیوں نفرت ہے؟ وہ آپ کے اور صحابہ کرامؓ کے طریقے کو کیوں ناپسند کرتے ہیں؟ ایسی شکلیں صورتیں بنالیتے ہیں کہ بعض وقت تو مسلم غیر مسلم میں تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔ نوجوانوں میں یہ بیماری عام طور پر پھیل گئی ہے۔ میرے بھائیو! حدیث میں ہے جس صورت پر مروگے اسی صورت پر قیامت کے دن اُٹھائے جاؤگے منڈی ہوئی ڈاڑھی اور بڑھی ہوئی مونچھوں سے خدا کے اور اس کے رسولؐ کے سامنے جانے سے کیا آپ کو شرم نہیں معلوم ہوگی؟ مسلمانو! سکھوں کو دیکھو اُن کے گرو کا حکم ہے کہ جسم کے کسی حصّے کے بال نہ لیں وہ کس طرح اپنے مذہب کا احترام کرتے ہیں کہ ناپاک بال بھی نہیں لیتے۔ پھر تعجب ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی ذرہ بھر بھی قدر نہ ہو بلکہ وہ بڑھی ہوئی ڈاڑھی اور پست مونچھ پر پھبتیاں اڑائیں۔ آوازے کسیں۔ مسلمانو! طب کی رو سے بھی ڈاڑھی منہ کی اور گلے کی بیماریوں سے بچالیتی ہے۔ قوت کو قائم رکھتی ہے وغیرہ۔ دوستو! اپنے ہاتھوں سے اسلام کے نشان کو گرانا اپنے آپ محمدیؐ صورت سے نفرت رکھنا پیسے دیکر سنت کو مارنا یہ انسان کی کونسی شرافت ہے؟۔

مسلمانو! لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ تمھارے لئے تو اچھا نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں تمہیں نہیں چاہئے کہ آپ کی مخالفت اور مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی موافقت کرو۔ دیکھو آپ فرماتے ہیں جو شخص جس قوم کی مشابہت کرے گا قیامت کے دن اس کا حشر انہی کیساتھ ہوگا۔ (ابوداؤد) مرد ہوکر عورتوں کی مشابہت کرنی نہایت بے شرمی کی بات ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ کی لعنت ہے اُس مرد پر جو عورتوں کی مشابہت کرے۔ مرد کو ڈاڑھی کا منڈانا ایسا ہی بُرا ہے جیسے کہ عورت کا سر منڈوانا بلکہ اس سے بھی بد اور بدتر۔ باوجود اسقدر وعید شدید کے پھر بھی اکثر مسلمان اپنی شکلوں صورتوں کو شریعت کے مطابق نہیں رکھتے۔ اکثر تو صفاچٹ کرلتے ہیں اور بہت سے برائے نام کچھ بال لگے رہنے دیتے ہیں پھر بعض کے انچ بھر بعض کے دو انچ اور بعض فرنچ فیشن دُمدار

ڈاڑھی رکھواتے ہیں یہ سب کے سب سنت کے خلاف ہیں چونکہ حدیث کے الفاظ۔ اَعْفُوْا۔ وَفِرُّوْا۔ اَوْفُوْا دَعُوْا۔ اَرْخُوْا۔ وَافِرُوْ۔ اَرْجُوْا۔ وغیرہ اور قریب قریب ان کل الفاظ کے معنی مُطلقاً بڑھانے اور بالکل چھوڑ دینے کے ہیں۔ (نیل الاوطار) نہایہ والے کہتے ہیں اَعْفُوْا کے معنی بالوں کو پورا بڑھانے اور مونچھوں کی طرح کم نہ کرانے کے ہیں۔ عراقی کہتے ہیں جمہور نے اس سے استدلال کیا ہے کہ افضل بات یہی ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں سے ایک بال بھی نہ تراشا جائے۔ امام شافعیؒ اور اُن کے ساتھیوں کا یہی قول ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں ڈاڑھی کا مونڈنا، اکھیڑنا، ترشوانا کچھ بھی جائز نہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ مختار قول یہی ہے کہ ڈاڑھیوں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے اور بالکل کچھ بھی کمی نہ کیجائے۔

مسلمانو! کسی سنت کو ہلکی نہ سمجھو کسی فرمانِ رسولؐ کی بے ادبی نہ کرو، اپنی شکل وصورت محمدیؐ بناؤ۔ اللہ ہمیں نیک صورت خوش سیرت بنائے ہمارا ظاہر وباطن سنوار دے۔ آمین۔

(۶۶۱) عمرؓ بن عوفؓ کا بیان ہے کہ ہم میں اللہ کے رسولؐ تشریف فرما تھے تھوڑی دیر میں اُٹھکر مکان چلے گئے اور وہاں سے کہلوا بھیجا کہ میرے پاس تمام قریشی آجائیں قریش کے ساتھ کوئی اور نہ آئے۔ جب سب لوگ پہنچ چکے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اے قریشیو! یہاں تمہارے سوا اور تو کوئی نہیں؟ انھوں نے جواب دیا۔ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان، کوئی نہیں ہاں ہمارے بھانجے اور ہمارے حلیف ہیں۔ آپنے فرمایا یہ تو تم میں سے ہی ہیں۔ اسی کے بعد آپ نے فرمایا۔

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنَّكُمُ الْوُلَاةُ مِنْ بَعْدِيْ لِهٰذَا الْاَمْرِ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۝ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِحْفَظُوْنِيْ فِيْ اَصْحَابِيْ وَاَبْنَائِهِمْ ۝ رَحِمَ اللّٰهُ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ۝ (رواہ الطبرانی)

اے قریشیو! اس امر خلافت کے والی میرے بعد تم ہی ہو بس نہ مرنا تم مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ خدا کی رسی کو مل جل کر مضبوط تھامے رہنا اور اُن کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے تفرقہ اور اختلاف کیا اس کے بعد کہ اُن کے پاس دلیلیں آچکیں۔ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں خلوص کے ساتھ یک طرفہ ہو کر اور نمازوں کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔ یہی مضبوط اور سچا اور قائم دین ہے اے قریشیو! میرے اصحاب کے بارے میں میرا لحاظ رکھنا بلکہ اُنکی اولاد اور اولاد در اولاد کے بارے میں بھی۔ الٰہی انصار پر رحم فرما اور انصار کی اولاد اور اُنکی اولاد پر بھی۔

(۶۶۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حَنْطَبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجُحْفَةِ فَقَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِاَنْفُسِكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ سَآئِلُكُمْ عَنِ اثْنَيْنِ عَنِ الْقُرْاٰنِ وَعَنْ عِتْرَتِيْ۔ اَلَا وَلَا تَقَدَّمُوْا قُرَيْشًا فَتَضِلُّوْا۔ وَلَا تَخَلَّفُوْا عَنْهَا فَتَهْلِكُوْا وَلَا تُعَلِّمُوْهَا فَهُمْ اَعْلَمُ مِنْكُمْ قُوَّةُ رَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ اَفْضَلُ مِنْ قُوَّةِ رَجُلَيْنِ مِنْ غَيْرِهِمْ لَوْلَا اَنْ تَبْطَرَ قُرَيْشٌ لَاَخْبَرْتُهَا بِمَا لَهَا عِنْدَ اللّٰهِ خِيَارُ قُرَيْشٍ خِيَارُ النَّاسِ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

بمقام جحفہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا پہلے تو ہم سے دریافت فرمایا کہ کیا میں تمہاری جانوں سے بھی زیادہ تم سے اولیٰ نہیں ہوں؟ ہم سب نے جواب دیا کیوں نہیں بیشک ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم سے دو چیزوں کا سوال کرنیوالا ہوں۔ قرآن کے بارے میں اور میری عترت اہل بیت کے بارے میں۔ سنو! خبردار قریش کو ہی آگے کرنا اُن سے آگے نہ بڑھنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور اُن کا ساتھ دینے سے نہ رکنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے انھیں نہ سکھانا یہ تم سے بہت زیادہ علم والے ہیں، ایک قریشی کی قوت دو غیر قریشی سے افضل ہے۔ اگر قریش بھول نہ جاتے تو میں انھیں بتادیتا کہ ان کے درجے خدا کے ہاں کیا ہیں، یاد رکھو قریش کے بہتر لوگ ساری دنیا کے بہتر لوگ ہیں

(۶۶۳) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَاْتُكُمْ عَنِ الْاِمَارَةِ وَمَا هِيَ؟ فَنَادَيْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَمَا هِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَّثَانِيْهَا نَدَامَةٌ وَّثَالِثُهَا عَذَابٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا مَنْ عَدَلَ وَكَيْفَ يَعْدِلُ مَعَ قَرَابَتِهٖ

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضؓ سے حضورؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتلاؤں کہ امارت یعنی (خلافت) کیا ہے تو میں نے بہ آواز بلند تین بار عرض کیا کہ ہاں حضورؐ ضرور ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا۔ اس کا شروع ابتدا ملامت ہے۔ دوسرا حصہ درمیانہ ندامت ہے تیسرا حصہ آخری قیامت کا عذاب ہے بجز اُن امیروں اماموں اور بادشاہوں کے جو عدل و انصاف کیا کریں اور یہ بہت مشکل ہے خصوصًا قرابت داروں کے ساتھ۔

رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ

(۶۶۴) مسلمانو! اللہ کی نعمت اللہ جسے چاہے دیتا ہے۔ یہ بھی رب کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق دی کہ ہم اسکے دربار میں جمع ہو گئے ہیں۔ اللہ اپنی رحمتوں اور نعمتوں سے ہمیں مالا مال فرمادے آمین! سنو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے نفس

خدائے تعالیٰ جبراً اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابوطفیل وغیرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ہمارے مجمع میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور بغیر کسی بات کے ہنس دیئے پھر ہم سے فرمایا اَلَا تَسْأَلُوْنِیْ مِمَّ ضَحِکْتُ؟ تم مجھسے نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنسا؟ تب ہم نے بادب عرض کیا کہ ہاں حضورؐ آپ کیسے ہنسے؟ تو آپؐ نے ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ رَأَیْتُ نَاسًا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ فِی السَّلَاسِلِ یعنی میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت کی طرف لائے جاتے ہیں۔ ہم نے کہا سبحان اللہ حضور یہ کیسے؟ اور یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا قَوْمٌ یَسْبِیْھِمُ الْمُھَاجِرُوْنَ فَیُدْخِلُوْنَھُمْ فِی الْاِسْلَامِ۔ (رَوَاہُ الْبَزَّارُ) یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کفار سے مسلمان مجاہدین جہاد کرتے ہیں، وہ ہار جاتے ہیں۔ یہ انھیں زندہ گرفتار کرکے قیدی بناکر لاتے ہیں پھر خدا انھیں ہدایت دیتا ہے وہ مسلمان ہوجاتے ہیں اور اس باعث جنت میں داخل ہوتے ہیں تو گویا انھیں جبراً گھسیٹ کر جنت میں لے گئے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ رب العالمین اپنے بندوں پر ماں باپ سے بھی زیادہ رحم وکرم فرمانے والا ہے اس کی رحمت حیلے اور اسباب تلاشتی پھرتی ہے خود فرماتے ہیں۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ تمہیں عذاب کرنے سے خدائے تعالیٰ کو کیا فائدہ؟ بشرطیکہ تم شکر گذاری برتو اور ایمان داری پیدا کرلو۔ حدیث شریف میں ہے میری ساری اُمت بخشی جائے گی مگر جو انکار کرے۔ انکار کرنے والا وہ ہے جو توحید کو بھی مان کر نہ دے پس اگر توحید موجود ہے اتباع سنت مضبوط ہے تو مالک کی رحمت میں اس کی نعمت میں کوئی کمی نہیں۔ بلاشک وشبہہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔ اس کا کرم ورحم ہم پر سب سے زیادہ ہے۔ اے باری تعالیٰ ارحم الراحمین! ہم پر رحم فرما۔ ہمیں اپنے غلاموں میں شمار کرلے اور ہمیں اپنی رحمت سے جنت الفردوس نصیب فرما۔ آمین!! اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیالیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ جسمیں آنحضرت صلعم کے ابتدائے نبوت وغیرہ کے متعلق چھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَحَ صُدُوْرَ اَھْلِ الْاِسْلَامِ بِالْھُدٰی ۝ وَنَکَتَ فِیْ قُلُوْبِ اَھْلِ الطُّغْیَانِ فَلَا تَعِی الْحِکْمَۃَ اَبَدًا ۝ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا اَحَدًا فَرْدًا صَمَدًا ۝ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ مَا اَکْرَمَہٗ عَبْدًا وَّسَیِّدًا ۝ وَاَعْظَمَہٗ

اَصْلًا وَّمَحْتِدًا ○ وَاَطْهَرَهُ مَضْجَعًا وَّ مَوْلِدًا ○ وَاٰلِهٖ صَدْرًا وَمَوْرِدًا ○ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ نُجُوْمِ الْوَرٰى ○ وَلُيُوْثِ الْهُدٰى ○ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ مِنَ الْيَوْمِ اِلٰى اَنْ يُّبْعَثَ النَّاسُ غَدًا ○ اَمَّا بَعْدُ ○

(۶۶۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِيْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ (وَفِيْ رِوَايَةٍ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِشَهْرٍ) فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ اَرَأَيْتُكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری حیات میں یعنی وصال سے ایک ماہ پیشتر ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی بعد از سلام کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا کہ لوگو اس رات کو دیکھ لو آج سے ایک سو سال پر آج جو بھی روئے زمین پر ہیں ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا"۔ یعنی یہ قرن ختم ہو جائے گا۔

(۶۶۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ؟ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَاَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰى۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے جو ایک صحابی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ۲ دو ۲ دو رکعتیں پڑھتے رہو۔ جب صبح صادق کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آجائے تو ایک وتر پڑھو سب نماز طاق ہو جائے گی۔

(۶۶۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَظَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهٗ فَجَاءَ فَصَلّٰى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ۔

ایک رات ہم نے حضور کا انتظار کیا اور آپ تقریباً آدھی رات کے وقت تشریف لائے پھر نماز عشاء پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو بھی گئے لیکن تم جب تک انتظار نماز میں رہے تب تک نماز ہی کا ثواب ملتا رہا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۶۶۸) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیس دن ہم نے مدینہ شریف میں حضورؐ کی خدمت میں گزارے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضورؐ جنگ تبوک کی تیاریوں میں تھے۔ آپ کو ہم نے بہت نرم دل مہربان رحم وکرم والا پایا۔ آپ نے محسوس کیا کہ اب ہم اپنے گھر جانے کے مشتاق ہیں تو تشریف لائے اور ہم سب سے فرمایا:۔

اِرْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ۔ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اب اپنے وطن لوٹ جاؤ وہیں رہو سہو۔ اور انھیں علم دین سکھاؤ اور سنو! نماز اسی طرح پڑھنا جس طرح مجھے پڑھتے دیکھ چلے ہو۔ نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

(۶۶۹) اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجے، ابتدائے زمانۂ نبوت میں آپ نے سخت تر تکلیفیں اٹھائیں اور دین خدا کی تبلیغ کی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں اور حکم خدا پہنچاتے ہیں کہ اپنی قوم کو بتوں سے ہٹنے اور خدا کی توحید کو ماننے کی ہدایت کر دو، تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو جمع کرتے ہیں اور ایک خطبہ پڑھتے ہیں[1] جو میں آپ کو اپنے پانچویں جمعہ کے خطبہ ۵۲ میں سنا چکا ہوں۔ اسی خطبہ میں آپ یہ بھی فرماتے ہیں:۔

يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَا أَعْلَمُ شَابًّا جَاءَ قَوْمَهٗ بِأَفْضَلَ مِمَّا جِئْتُكُمْ بِهٖ بِأَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اے اولاد عبدالمطلب قسم بخدا کوئی نوجوان اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر چیز نہیں لایا جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ سنو! میں تمہارے پاس دین دنیا دونوں کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔

(السيرة النبوية للزيني على هامشة السيرة الحلبيه)

یہ سن کر سب کے دل پسیج جاتے ہیں لیکن ابولہب بلبلا اٹھتا ہے کہ لوگو! اسے روکو ورنہ عرب تم پر چڑھ آئے گا اور ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ یہ سنتے ہی حضرت صفیہ جو حضورؐ کی پھوپھی ہوتی تھیں اور اس کی بہن تھیں اور حضرت زبیر کی والدہ ہونے والی تھیں فرماتی ہیں بھائی کیا کر رہے ہو؟ اپنے عزیز کی رسوائی کے درپے ہو؟ واللہ! دنیا سنتی آئی ہے علماء کہتے ہیں کہ اولاد عبدالمطلب میں سے ایک نبیؐ آنیوالے ہیں۔ واللہ مجھے یقین کامل ہے کہ وہ آنیوالے نبیؐ یہی ہیں لیکن ابولہب نے انھیں بھی برا کہنا شروع کیا اور اپنی بکواس بکتا رہا۔ پھر حضورؐ نے انھیں سب کو ایک بار اسی طرح اور جمع کیا اور

---

[1] یہ خطبہ جلد اوّل ص۳۰ کے کالم ۲ سطر ۵ پر گذر چکا ہے افسوس کہ وہاں حوالہ چھوٹ گیا ہے وہاں یہ حوالہ لکھ لیا جائے السیرۃ النبویہ للسید احمد زینی۔ اسی خطبہ کے مزید الفاظ مندرجہ بالا خطبہ میں ہیں ۱۲ محمد عفی عنہ

وہ خطبہ دیا جو چوتھے جمعہ کے پہلے خطبے کے ۱۴۱ میں گذر چکا ہے[۱] جس خطبہ میں اولاد عبدالمطلب تقریباً سب جمع تھی یہانتک کہ سیرۃ زینی وغیرہ میں ہے کہ جو نہ آسکا اس نے اپنی طرف سے آدمی بھیجدیا تھا۔

(۶۷۰) پھر حضورؐ اُن کی دعوت کرتے ہیں جنہیں مرد و عورت جمع ہوتے ہیں اس میں تھوڑا سا گوشت پکواتے ہیں اور تین پاکے قریب آٹے کی روٹیاں ہوتی ہیں اور تین سیر کے قریب دودھ ہوتا ہے۔ جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں اللہ کے نام سے کھانا شروع کرو۔ ان میں کا ایک ایک اتنا کھانے والا تھا کہ حضورؐ کا تیار کیا ہوا سب کچھ ایک ہی کھا لیتا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی میں برکت دی اور سب کا پیٹ بھر گیا۔ دس دس آتے تھے اور گوشت روٹی اور دودھ سے سیر ہو کر اٹھتے تھے۔ جب کھانے پینے سے فارغ ہوئے اور حضورؐ نے خطبہ دینا چاہا تو ابولہب اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ تو بڑا جادوگر ہے۔ ایسا جادو تو ہم نے آجتک نہ دیکھا نہ سُنا۔ بھاگو! ورنہ خدا جانے اس وقت وہ تم پر اور کیا جادو کرے؟ آپ اب بھی مایوس نہ ہوئے پھر اسی طرح دعوت کی اور اُٹھ کر یہ تقریر فرمائی۔

يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَنِيْ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّبَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ خَاصَّةً فَقَالَ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلٰى كَلِمَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَيْنِ فِي الْمِيْزَانِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۝ فَمَنْ يُّجِيْبُنِيْ اِلٰى هٰذَا الْاَمْرِ وَيُوَازِرُنِيْ؟ (سِيْرَةُ الزَّيْنِيْ)

اے اولاد عبدالمطلب! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام مخلوق کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور خصوصاً تمھاری طرف۔ مجھ سے فرمایا ہے کہ میں اپنے قرابت داروں کو ہوشیار کردوں۔ سنو! میں تمہیں صرف دو کلموں کی دعوت دیتا ہوں جو زبان پر بہت ہی سُبک ہیں۔ لیکن میزان نیکی میں بہت گراں اور وزنی ہیں۔ اُن میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا ہے دوسرا کلمہ میری رسالت کی گواہی دینا ہے تم میں سے کون ہے؟ جو میری اس دعوت کو قبول کرے اور میری موافقت وزارت اور مساعدت کرے؟

اس پر بھی سوائے حضرت علیؓ کے اس مجمع میں سے کسی نے اقرار نہ کیا۔[۲] آہ وہ بھی وقت تھا کہ سوائے ایک کے کوئی آواز موافقت میں نہ اُٹھی اور پھر وہ بھی وقت آیا کہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق دنیا ساری آپکے ماننے والوں

---

[۱] ملاحظہ ہو صہ ۲۸ جلد اوّل ۱۲ - [۲] یہ واضح رہے کہ شیعہ نے اس خطبہ میں حضرت علیؓ کے متعلق بہت سی باتیں ایجاد کی ہیں جس سے ان کا منشاء خلافت بلا فصل کو حضرت علیؓ کے لئے ثابت کرنا اور ان تینوں خلفاءؓ و صحابہؓ پر طعن کرنا ہے۔ یہ زیادتی سنداً ثابت نہیں قابل اعتبار نہیں۔ ۱۲ محمد عفی عنہ۔

کی مٹھی میں آگئی۔ اور آہ! آج پھر وہ وقت ہے کہ یہ دین غریب و انجان مسافر و بے سامان بن گیا توحید کا نور اور اتباع کا سرور جاتا رہا۔ اللہ! ہمیں سچا مسلمان بنا۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ اے سچے معبود برحق ہم تیرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو بصدقِ دل قبول کرتے ہیں۔ تجھے گواہ کر کے تیری وحدانیت کو مانتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے ہیں۔ پس تو ہمیں گواہوں میں اور مسلمانوں میں اور مومنوں میں شمار کرلے۔ اپنی غلامی کی اور عبادت کی توفیق دے اور اپنے نبیؐ کی اتباع کی توفیق عطا فرما آمین۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ○ وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ○ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَخُلَفَآئِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تینتالیسویں[۴۳] جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل انصار، اصلاح نفس وغیرہ کے آٹھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ○ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ○ وَنَسْتَهْدِيْهِ وَنَسْتَنْصِرُهٗ ○ وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ○ مَنْ يَّهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ○ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ○ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ○ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ غَوٰى ○ حَتّٰى يَفِيْئَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ ○ حَمْدًا لَّكَ يَا مَنِ افْتَتَحَ كِتَابَهُ الْكَرِيْمَ ○ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَشُكْرًا لَّكَ يَا مَنْ اَنْزَلَ فِيْ تِبْيَانِهِ الْعَظِيْمِ ○ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّكَ الْهَادِيْ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْمُقْتَفِيْنَ نَهْجَهُ الْقَوِيْمِ ○ وَنَسْاَلُكَ اللّٰهُمَّ اَنْ تُفِيْضَ عَلَيْنَا شَآبِيْبَ نِعْمَتِكَ ○ وَاَنْ تُدْخِلَنَا بِفَضْلِكَ فَسِيْحَ جَنَّتِكَ ○ اَمَّا بَعْدُ ○

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ○ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

اے حمد و ثنا کے لائق! اے سب سے اونچے اور سب سے فائق! اے وہ کتاب بھیجنے والے جو کتاب عظیم ہے! اے وہ نبی مبعوث فرمانے والے جو نبیؐ کریم ہے! تیری تعریف اور ہم! چھوٹا منھ اور بڑی بات ہے! ؎

ہستی سے تیری رنگ و بُو سب کے لئے ۔ طاعت میں ہے تیری آبرو سب کے لئے

ہیں تیرے سوا سارے سہارے کمزور ۔ سب اپنے لئے اور تو سب کے لئے

درود و سلام اس پر جو تیرا حبیب ہے، تیرا دُلارا ہے، تیرا محبوب ہے، تیرا برگزیدہ بنایا ہوا ہے، جس کی نبوت کی گواہی تونے دی، جس کی عزت تونے کی، جس پر تیرا بیحد و حساب کرم و رحم ہے جو تیرے نزدیک ذی جاہ و حشم ہے ؎

زہاد کو اس نے محو تجمید کیا ۔ عشاق کو مست لذت دید کیا

طاعت میں رہا نہ حق کا ساجھی کوئی ۔ توحید کو اُس نے آ کے توحید کیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ ۝

محمدیؐ بھائیو! آپ نے ابھی قرآن مجید سے وعظ لقمانی سُنا ہے جنھیں خدائی حکمت ملی تھی کہ وہ شکر خدا بجالائیں شاکر شخص اپنا ہی نفع کرتا ہے اور ناشکر گزار اپنا ہی نقصان کرتا ہے کیونکہ پروردگار تو ہر حال میں غنی ہے اور تعریفوں والا ہی ہے۔ حضرت لُقمان نے اپنے بیٹے سے جو وعظ کہا وہ سنو! فرمایا بچے خبردار خدا کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ یہ زبردست ظلم و ناانصافی ہے۔ ہر ایک انسان کو خدائی حکم ہے کہ اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کرے۔

ان کے ساتھ سلوک و احسان کرے سمجھے کہ اس کی ماں نے کیسی کیسی ناقابل برداشت مصیبتیں اُٹھا کر دُکھ جھیل کر نو ماہ تک اسے اپنے پیٹ میں رکھا۔ پھر دو سال کے عرصے میں اُسے دودھ سے جدا کیا۔ اپنا خون اُسے پلاتی رہی کیا اب بھی ماں باپ شکریہ کے مستحق نہیں؟ اور فی الواقع صحیح معنٰی میں تو احسان رب العالمین کا ہے۔ جس کی طرف بالآخر لوٹنا ہے۔ اس لئے اگر ماں باپ بھی خدا کے ساتھ شریک کرنے کو کہیں تو ان کی تابعداری حرام ہے تاہم اُن کے ساتھ دنیاوی سلوک کرتے رہو۔ ان لوگوں کی راہ لگ جاؤ جنکا دلی رجوع خدا کی جانب ہو۔ سب کا مرجع خدا کی طرف ہے اور وہاں اپنے اعمال سزا جزا بھگتنی ضروری ہے۔ پیارے بچے اعمال کی سزا جزا سے غافل نہ ہونا۔ چھوٹے سے چھوٹا یہاں تک کہ رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو نیک یا بد۔ پھر وہ کسی پتھر تلے ہو یا آسمانوں میں ہو۔ اسے بھی اللہ تعالٰی سب کے سامنے پیش فرمانے پر قادر ہے۔ یاد رکھو وہ بڑا ہی باریک بیں اور علم و خبر والا ہے میرے اچھے بچے، نماز کو قائم رکھو۔ بھلی باتیں لوگوں کو بتلاتے رہو۔ برائیوں سے منع کرتے رہو۔ اور اس معاملے میں کوئی تکلیف پہنچے یا کوئی مخالفت کھڑی ہو تو صبر سہارے سے کام لو۔ یہ زبردست اولوالعزمی ہے۔ دیکھو بد اخلاقی سے پرہیز کرو۔ کسی کے سامنے گلّے نہ پھلاؤ۔ تکبر تجبّر اور اکڑ فوں چھوڑ دو۔ زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ سمجھ لو کہ تکبر کرنیوالے شیخی خوروں کو اللہ تعالٰی پسند نہیں کرتا۔ درمیانی چال چلا کرو۔ فخر و غرور نہ کرو۔ نرم آواز سے بولا کرو۔ دیکھتے نہیں ہو کہ گدھے کی آواز سب کو ناپسند ہے اس لئے کہ وہ بلند آواز ہے۔

حضرت لقمان علیہ السّلام کے اس شخصی وعظ کے بعد میں چاہتا ہوں کہ حضرت لقمان بھی جنکی خطابت و فصاحت پر فخر کریں جو نبیوں کے خطیب ہیں۔ اُن کا بھی ایک شخصی وعظ آپ کو سُناؤں۔

(۶۷۱) حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی رسولِ خدا شافع روزِ جزا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرماتے ہیں:۔

اُوْصِیْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ ۝ فَإِنَّهٗ رَأْسُ الْأَمْرِ كُلِّهٖ ۝ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ ۝ فَإِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ ۝ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْأَرْضِ ۝ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ إِلَّا بِخَيْرٍ ۝ فَإِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِّلشَّيْطَانِ عَنْكَ ۝ وَعَوْنٌ لَّكَ عَلٰى أَمْرِ دِيْنِكَ ۝ إِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضِّحْكِ ۝ فَإِنَّهٗ رَهْبَانِيَّةُ أُمَّتِيْ ۝ أَحِبَّ الْمَسَاكِيْنَ	میں تمہیں اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اسلام کے تمام کاموں کی اصلیت یہی ہے۔ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم پکڑے رہو۔ اسی سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا۔ اور زمین پر تمہارے لئے نور ہوگا۔ سنو بجز بھلائی کے کوئی بات زبان سے نہ نکالو۔ اس سے شیطان دور ہٹ جائیگا۔ اور دینی کاموں پر مدد ملے گی۔ بہت زیادہ مت ہنسا کرو اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور چہرے کا نور جاتا رہتا ہے

وَجَالِسْهُمْ ۔ اُنْظُرْ اِلٰی مَنْ تَحْتَكَ ۔ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ فَوْقَكَ ۔ فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرِیَ نِعْمَةَ اللّٰهِ عِنْدَكَ ۔ صِلْ قَرَابَتَكَ ۔ وَاِنْ قَطَعُوْا ۔ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا ۔ لَا تَخَفْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ ۔ وَلَا تَجِدْ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَاْتِیْ ۔ وَكَفٰى بِالْمَرْءِ عَيْبًا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ ۔ اَنْ يَّعْرِفَ مِنَ النَّاسِ مَا يَجْهَلُ مِنْ نَفْسِهٖ ۔ وَيَسْتَحْیِیْ لَهُمْ مِمَّا هُوَ فِيْهِ ۔ وَيُؤْذِیْ جَلِيْسَهٗ ۔ يَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ ۔ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ ۔ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ ۔

(رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ فِیْ تَفْسِيْرِهٖ)

جہاد میں برابر مشغول رہو۔ میری اُمّت کی صوفیت اور ترکِ دُنیا یہی ہے۔ مسکینوں سے محبت رکھو اور اُن کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے رہا کرو۔ دنیوی اُمور میں اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر نظریں رکھو۔ جو تم سے زیادہ مال والے وغیرہ ہوں اُنھیں نہ دیکھو اس سے تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قدردان اور شکرگزار بنجاؤگے قرابت داری اور رشتہ داری کا لحاظ رکھو گرچہ دوسرے تمھاری قرابت داری کا لحاظ بھی نہ رکھیں حق بات زبان سے نکالا کرو۔ اگرچہ وہ کسی کو کڑوی لگے اور اگرچہ تمھیں اس سے کوئی نقصان بھی پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے اور اُس کے دین کے بارے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ اپنے نفس کی بُرائیاں دور کرنے میں مشغول رہو تاکہ اوروں کی بُرائیاں تمھاری نظروں تلے نہ رہا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ خود میں تو کوئی عیب ہو لیکن اوروں کے عیوب کی نکتہ چینی میں لگے رہو سنو! ان تین خصلتوں میں سے کسی کا انسان میں ہونا وہ بدی ہے جو غارت و برباد کرنے کے لئے کافی ہے۔ اول تو یہ کہ اپنے گناہوں بدعادتوں کیوں اور قصوروں پر نظر نہ ڈالے۔ اور دوسروں کے عیوب ٹٹولتا پھرے۔ دوسرے اوروں کی کوئی بات دیکھکر بُرا مانے لیکن خود میں وہی بات ہو اور خیال بھی نہ کرے۔ تیسرے یہ کہ اپنے ساتھی اور پڑوسی اور ہمنشین کو ستائے ایذا پہنچائے۔ اے ابوذرؓ سنو عقلمندی نام ہے صرف حسنِ تدبیر کا۔ پرہیزگاری نام ہے نافرمانیٔ خدا سے بچنے کا۔ حسب نسب کی بہتری نام ہے خوش اخلاقی کا“

برادران! رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے خطبات اس سے بے نیاز ہیں کہ کوئی اُن پر کچھ کہے۔ آئیے اب اُن خصلتوں کی بُرائی بھی سُن لیجیے جو آج عموماً پائی جاتی ہیں۔

(۲۷۶) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ

نمازِ عشاء کے بعد ہم لوگ مسجد میں ہی تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اونچی نگاہ سے آسمان کو دیکھا پھر نیچی نظریں کرلیں۔ ہم تو یہ گمان کرنے لگے کہ شاید آسمان پر کوئی

بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ فَرَفَعَ بَصَرَہٗ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ خَفَضَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ قَدْ حَدَثَ فِی السَّمَآءِ اَمْرٌ فَقَالَ اِنَّھَا سَتَکُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَآءُ یَظْلِمُوْنَ وَ یَکْذِبُوْنَ فَمَنْ صَدَّقَھُمْ بِکَذِبِھِمْ وَمَالَأَھُمْ عَلٰی ظُلْمِھِمْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْہُ وَمَنْ لَمْ یُصَدِّقْھُمْ بِکَذِبِھِمْ وَلَمْ یُمَالِئْھُمْ عَلٰی ظُلْمِھِمْ فَھُوَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

چیز ظاہر ہوئی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ سنو میرے بعد ایسے امیر (سردار پادشاہ) ہوں گے جو ظلم کریں گے جھوٹ بولیں گے اُن کے جھوٹ کو جو سچا کہے اور سچا کر دکھائے اور سچا سمجھے اُن کے ظلم میں جو اُنکا ساتھ دے وہ نہ میرا ہے نہ میں اس کا ہوں۔ ہاں جو اُن کے جھوٹ کو نہ سچائے اُن کے ظلم سے یکسو اور کنارہ کش رہے وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔

پس اے مسلمانو! بُروں کا ساتھ دو ورنہ اللہ کے رسول کا ساتھ چھوٹ جائیگا۔ نہ خود ظلم کرو نہ ظالموں کے مددگار اور ساتھی بنو گو وہ ظالم سردار ہوں پادشاہ ہوں امیر امراء ہوں۔ بڑے آدمی ہوں جھوٹ اور ظلم میں کسی کا نہ ساتھ دو۔ نہ طرفداری کرو بلکہ ظالموں اور جھوٹوں سے الگ تھلگ رہو۔

(۷۶۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا عَلٰی بَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلَیْنَا۔ فَقَالَ اسْمَعُوْا قُلْنَا قَدْ سَمِعْنَا قَالَ اسْمَعُوْا قُلْنَا قَدْ سَمِعْنَا۔ قَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَآءُ فَلَا تُصَدِّقُوْھُمْ بِکَذِبِھِمْ وَلَا تُعِیْنُوْھُمْ عَلٰی ظُلْمِھِمْ فَاِنَّ مَنْ صَدَّقَھُمْ بِکَذِبِھِمْ وَاَعَانَھُمْ عَلٰی ظُلْمِھِمْ لَمْ یَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ہم لوگ تھے آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا سنو! ہم نے کہا حضورؐ ہم سب سُن رہے ہیں فرمایئے۔ آپ نے پھر فرمایا سنو! ہم نے پھر یہی جواب دیا کہ ہم سُن رہے ہیں ارشاد! آپنے فرمایا میرے بعد جو امیر و امام آئیں اُن کے جھوٹ کو تم نہ سچانا اور اُن کے ظلم میں تم اُن کے مددگار نہ بننا۔ یاد رکھو جو بھی اُن کے جھوٹ کو سچائے اور اُن کے ظلم میں اُن کا معاون بنے وہ میرے حوض کوثر پر نہ آسکے گا۔

(رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَاللَّفْظُ لَہٗ)

وہ لوگ جو بھیڑ بکریوں کی طرح سو پچاس ملکر کسی ایک کو اپنا بڑا بنا کر اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اسکے جھوٹے

دعووں کو سچا بیان کرتے ہیں اور اُن کی نا انصافی میں اس کے ساتھ رہتے ہیں وہ ان وعیدوں پر مزید غور کریں۔ اسی طرح جو لوگ دولتمندوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں چاپلوسی اور خوشامد کے عادی ہوتے ہیں۔ امیروں کے رومال بنے رہتے ہیں وہ بھی اپنی آخرت کو تباہ کرنے والے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ سلطانی مقرب ہوتے ہیں انھیں بھی چاہئے کہ حق گوئی سے باز نہ رہیں۔ دہشت اور رعب میں آکر گونگے نہ بنجائیں برائیوں اور سیاہ کاریوں میں ہم نوالہ اور ہم پیالہ نہ رہیں بلکہ دین کو اور خدا رسولؐ کے فرمان کو مقدم رکھیں۔

(۶۷۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي بَيْتٍ فِيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ كُلُّ رَجُلٍ يُّوَسِّعُ رَجَاءَ اَنْ يَّجْلِسَ اِلٰى جَنْبِهٖ ثُمَّ قَامَ اِلَى الْبَابِ فَاَخَذَ بِعِضَادَتَيْهِ فَقَالَ الْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ وَّلِيْ عَلَيْكُمْ حَقٌّ عَظِيْمٌ وَّ لَهُمْ ذَالِكَ مَا فَعَلُوْا ثَلَاثًا رَحِمُوْا وَاِذَا حَكَمُوْا عَدَلُوْا وَاِذَا عَاهَدُوْا وَفَوْا فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذَالِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ٥

ہم مہاجر و انصار ایک گھر میں بیٹھے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کو دیکھتے ہی ہر شخص اس خوشی میں کہ حضورؐ میرے پاس بیٹھیں اِدھر اُدھر جگہ کرنے لگا لیکن آپ دروازے پر ہی چوکھٹ تھام کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا امام قریش میں سے ہی ہیں۔ سنو! میرے حقوق تم پر بہت سے اور بہت بڑے ہیں۔ یہی حق اُن کے بھی ہیں۔ جب تک وہ تین کام کرتے ہیں جب اُن سے رحم کی درخواست کی جائے تو یہ رحم کرتے رہیں۔ اپنے فیصلوں میں عدل وانصاف کرتے رہیں اور اپنے وعدے اور عہد و پیمان پورے کرتے رہیں۔ ان میں سے جو اسے نہ کرے اس پر خدا کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ وَاَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ وَّاَبُوْ يَعْلٰى)

اس حدیث اور ایسی ہی اور حدیثوں کے مطابق مسلمانوں کا اجماع ہے کہ امام وقت کے لئے ایک شرط قریشی ہونا بھی ہے اور جو امام اِن تینوں کاموں کو نہ کرے اور باوجود نہ کر سکنے کے دعوی کرنے والا بھی ملعون ہے۔

(۶۷۵) جنگ حنین میں جو مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا سچ تو یہ ہے کہ گویا وہ بے شمار تھا اس لئے کہ قبیلۂ ہوازن و غطفان وغیرہ اپنے اونٹوں۔ بکریوں اور کل مال کو لے کر میدان میں آئے تھے اپنے چھوٹے بچوں اور عورتوں تک کو انھوں نے گھر نہیں چھوڑا تھا تاکہ فیصلہ کن جنگ کریں۔ اُن کی شکست کے بعد چار ہزار اوقیہ چاندی۔ چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار بکریاں سات ہزار قیدی اور بھی بہت سا مال مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا۔ تعلیم اسلامی کے ماتحت

ایک طرف اس کی تقسیم کا وقت تھا دوسری جانب یہ خیال تھا کہ مکّہ والے جو ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں انھیں زیادہ حصہ دیا جائے تاکہ یہ مطمئن ہو جائیں اور ان کے دلوں میں اسلام جم جائے۔ چنانچہ یہی آپ نے کیا ان میں سے ایک ایک کو ایک ایک سو اونٹ عطا فرمائے اور چالیس چالیس اوقیہ چاندی۔ اس وقت بشری تقاضا تھا کہ بعض انصار کو اس کا خیال تھا کہ کٹنے مرنے کے لئے تو ہم۔ اور انعام اور فیاضی کے حصے دار اور ہمیں کچھ نہ ملا اور انکے گھر بھر گئے۔ چنانچہ یہی ہوا اور کسی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکل بھی گئے۔ اسی وقت آپ نے انصار رضوان اللہ علیہم کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک خطبہ دیا وہ بھی سنئے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ وَّلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ۔ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ اِلٰى رِحَالِكُمْ؟ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ۔ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ

حضورؐ نے آدمی بھیجکر تمام انصار کو ایک چمڑے کے خیمے کے نیچے جمع کیا۔ اُن کے ساتھ اُن کے علاوہ اور کوئی نہ تھا جب سب جمع ہو گئے تو آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہیوں میں نہیں پایا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت کی۔ تم آپس میں ایکدوسرے سے جُدا تھے میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اکٹھا کر دیا۔ اور تم میں آپس میں اتفاق کر دیا۔ تم بے مال مفلس فقیر تھے میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالدار غنی اور تونگر کر دیا ان تمام باتوں میں سے ہر ایک کے جواب میں انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین یہی کہتے رہے کہ ہاں بیشک یہ سچ ہے بلکہ اس سے بھی بہت بڑے احسان ہم پر اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے ہیں۔ اب آپ نے فرمایا لیکن اس کے جواب میں تم بھی یہ کہہ سکتے ہو کہ آپ جب ہمارے پاس آئے اس حال میں تھے اور ایسے تھے پھر اب ہماری مدد سے ایسے ہو گئے ایسے ہو گئے وغیرہ۔ پھر فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو؟ کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں اور تم اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھروں کو واپس

أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ (بُخَارِيْ شَرِيْف) وَفِيْ زَادِ الْمَعَادِ. ثُمَّ دَعَا لَهُمْ فَقَالَ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ۝

جاؤ۔ سنو! اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں آپ انصار میں سے ہی ہوتا سنو! اگر سب لوگ ایک گھاٹی میں یا ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی اور راستے پر چل رہے ہوں تو میں انصار کے راستے پر ہی چلوں گا۔ سنو! تم لوگ تو مثل اس کپڑے کے ہو جو جسم کو برہنگی سے روکے اور جسم سے لگا کر پہنا جائے اور جو جسم کا بچاؤ ہو۔ اور دوسرے لوگ گویا اس کے اوپر کے کپڑے ہیں۔ سنو! اب تو ایسا نہیں ہوا لیکن میرے بعد ایسا ہوگا کہ حق تمہارا ہوگا اور دیا جائے گا اوروں کو لیکن میں تمہیں حکم کرتا ہوں کہ تم اس وقت بھی صبر و سہار سے کام لینا یہاں تک کہ حوض کوثر پر تم مجھ سے مل لو۔ الٰہی انصار پر رحم فرما اُن کی اولاد پر بھی رحم فرما اور اُن کی اولاد کی اولاد پر بھی رحم فرما۔

(۶۷۷) بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ بعض نوجوان انصارؓ نے اس موقع پر یہ کہدیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درگذر فرمائے آپ قریشیوں کو مال دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ابھی ابھی تو ہم اُن سے مکہ میں لڑ کر آئے ہیں ابھی تو ہماری تلواروں پر سے اُن کا خون ٹپک رہا ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے اس خطبے کے شروع میں یہ بھی فرمایا:۔

مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ؟ فَقَالَ فُقَهَاءُ الْاَنْصَارِ اَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا نَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَأَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ قَالُوْا

اے انصاریو! ایک بات مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ سمجھدار انصاریوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ ہم میں سے بڑے آدمیوں نے تو ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا، البتہ بعض نوعمر لوگوں کی زبان سے یہ نکلا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو بخشے، آپ قریشیوں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے اُن کا خون ابتک ٹپک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا سنو! میں انھیں اس لئے دے رہا ہوں کہ وہ کفر کو چھوڑ ابھی ہی اسلام میں آئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اُن کے دل اسلام کی طرف اور جھک جائیں اور وہ ایمان میں اور مضبوط ہو جائیں۔ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو؟ کہ لوگ مال لیکر

يَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ رَضِيْنَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو لے کر اپنے وطن کو واپس لوٹو خدا کی قسم وہ چیز جس کو لے کر جائیں گے۔ اس سے وہ بہتر ہے جسے تم لے کر لوٹو گے اس پر سب بول اٹھے کہ یا رسول اللہ ہم اسی سے خوشی ہیں اور بہت راضی ہیں۔

انصار کی ایمانی طاقت کو دیکھو کہ ابھی ابھی تو وہ مکہ کو فتح کر کے آرہے ہیں اور وہیں کے نومسلموں کا گروہ ان کے ساتھ ہو لیا ہے اور اس غزوہ حنین میں وہ سب جو ہزاروں کی تعداد میں تھے شکست کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اس وقت آپ انہیں بھاگتا ہوا چھوڑ کر انصار کو آواز دیتے ہیں اسی وقت انصار بول اٹھتے ہیں۔ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ۝ وَنَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ ۝ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ۝ حضور ہم حاضر ہیں ہم ان کی طرح آپ کو چھوڑ کر بھاگے نہیں ہیں۔ آپ کے دائیں بائیں ہم موجود ہیں۔ ہم آپ کے قدموں میں سر کٹانے کو موجود آپ خوش ہو جائیے یا رسول اللہ ہم سب موجود ہیں، چنانچہ پھر سے انصار کی تلواریں دشمنوں پر برس پڑتی ہیں اور میدانِ جنگ مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ پھر ابھی ہی وہ مالِ غنیمت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں اور دینی مصلحتوں کے ماتحت وہ مال سب انہیں کو ملتا ہے جو ابھی مکہ میں مسلمانوں سے لڑ رہے تھے جو ابھی حنین میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے لیکن انصارؓ جب زبان رسولؐ سے رسول کا اپنا ہونا سن لیتے ہیں سکون ہو جاتا ہے فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اور یہ بھی تو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کس طرح ان کی دلجوئی کی؟ اور کس طرح ان کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔؟ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۷۷) بزرگو! اور بھائیو! آپ نے اس خطبے میں سنا ہے کہ حضورؐ نے انصارؓ سے فرمایا اگر تم چاہو تو یوں یوں کہہ سکتے ہو یہ کیا تھا؟ اس کا بیان بھی اس خطبے میں ہے فرماتے ہیں:۔

اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَلَصُدِّقْتُمْ اَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ ۝ وَمَخْذُوْلًا فَنَصَرْنَاكَ ۝ وَطَرِيْدًا فَاٰوَيْنَاكَ ۝ وَعَائِلًا فَوَاسَيْنَاكَ ۝ اَوَجَدْتُمْ عَلَيَّ يَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ فِيْ اَنْفُسِكُمْ فِيْ لُعَاعَةٍ مِّنَ الدُّنْيَا تَاَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِيُسْلِمُوْا وَوَكَلْتُكُمْ اِلٰى اِسْلَامِكُمْ۔

تم اگر چاہو تو میرے ان احسانوں کے جواب میں اپنے احسانوں کا ذکر بھی کر سکتے ہو اور کہہ سکتے ہو اور واقعی سچ کہہ سکتے ہو۔ بالکل صحیح کہہ سکتے ہو حقیقت بھی یہی ہے اور تم اس قول میں صاف سچے ہو کہ حضورؐ جب سب لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے اس وقت ہم نے آپ کو سچا پایا۔ جب کوئی آپ کو اپنا نظر نہیں آتا تھا۔ اس وقت ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ کو جلاوطنی دی گئی۔ اس وقت ہم نے اپنا وطن آپ کے

(رَوَاہُ صَاحِبُ زَادِ الْمَعَادِ وَغَیْرُہٗ وَالْقَسْطَلَانِیْ) سامنے پیش کیا۔ اس وقت جبکہ آپ بے زر بے پر تھے اس وقت ہم نے آپ کی خیر خواہی کی اور آپ کو سب کچھ دیا۔ اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ آپ کو ہم نے اپنے ہاں جگہ دی اور اپنا بنا کر رکھا۔ انصاریو! محض دنیا کا خسیس مال نہ ملنے پر تم مجھ سے بگڑنے لگے۔ میں نے انھیں دین پر مضبوط کرنے کیلئے اور اُن کے دل پرچانے کے لئے انھیں دیا اور تمھیں اسی لئے نہ دیا کہ میں جانتا ہوں تمھارے دلوں میں اسلام رچ گیا ہے۔"

حضورؐ کے اس خطبے نے نہ یہ کہ معاملہ رفع دفع کر دیا بلکہ انصاریوں کو اس قدر خوشی ہوئی کہ ہم اس کا صحیح تصور بھی نہیں کر سکتے، خوشی کے مارے رونے لگے داڑھیاں تر ہو گئیں اور یہ کہتے ہوئے لوٹے رَضِیْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ قِسْمًا وَّحَظًّا یعنی ہم اس پر بہت خوش ہیں کہ ہمارے حصہ میں اللہ کے رسول آئے فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ؂

(۶۷۸) اللہ کے رسولؐ کے معجزانہ الفاظ اپنے اندر وہ جذب و اثر رکھتے تھے کہ جس کی مثال ہم کسی چیز سے نہیں دے سکتے۔ اس موقعہ پر جبکہ آپ نے مکہ فتح کر لیا انصار کے منہ سے افسوس اور رنج کے ساتھ یہ کلمات نکل گئے کہ اب حضورؐ ہمارے ساتھ ہمارے وطن کیوں جانے لگے؟ اب تو مکہ پر آپ کا تسلط ہو گیا۔ اور سلطنت ہو گئی۔ آپ نے بھی یہ سُن لیا۔ سب کو جمع کیا اور پوچھا تم نے کیا کہا؟ انھوں نے جو بات تھی کہدی تو آپ نے اُن کے مجمع میں تین فقروں کا خطبہ کہا فرمایا۔ مَعَاذَ اللّٰہِ ٥ اَلْمَحْیَا مَحْیَاکُمْ ٥ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُکُمْ ٥ (رَوَاہُ فِیْ زَادِ الْمَعَادِ) یعنی توبہ توبہ میں ایسا کر سکتا ہوں میری تو اب زندگی اور موت تمھارے ساتھ ہے۔ موت زیست میں میں تمھارا ہی شریک حال ہوں"۔ اتنا سنتے ہی انصار کی ساری کوفت جاتی رہی اور مارے خوشی کے گویا اچھل پڑے۔ فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ٥ برادران! یہ تھے خطبات نبویہؐ اور یہ تھے اُن کے اثر سچ تو یہ ہے کہ جس پاک زبان سے یہ نورانی الفاظ نکلتے تھے اُن کے سُننے کیلئے بھی وہی کان موزوں تھے جو دل و جان سے اُن پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ میں اپنے تئیں اور آپ حضرات کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضورؐ کے ان خطبوں کا ایک ایک فقرہ اپنے دلمیں لکھ لیجئے۔ خدا ہمیں توفیق عمل دے۔ آمین! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ٥ وَعَلٰی اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ ٥ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ ٥ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ٥ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ٥ وَعَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ٥ وَعَلَی الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَعَلٰی کُلِّ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ٥ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تینتالیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں عدل و انصاف کے متعلق اور نکاح حضرت فاطمہؑ کے موقعہ پر حضورؐ کے خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ ۝ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝

محترم بھائیو! بیماریوں سے شفا دینے والے۔ ضلالت سے ہدایت دینے والے بھوک کے وقت نرم و گرم غذا کھلانے والے، پیاس کے وقت سرد و خنک پانی پلانے والے، ہر حاجت کے وقت کام آنیوالے، ہر پکار کو سُننے والے۔ ہر مصیبت کو دور کرنیوالے۔ ہر مشکل کو آسان کرنے والے۔ ہر گھڑی حفاظت کرنے والے۔ ہر اضطرار کو دفع کرنے والے، غرض ہر وقت کام آنیوالے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک کو تمام تعریفیں سزاوار ہیں وہ سب بھی جو ہمیں معلوم ہیں اور وہ سب بھی جو ہم سے پوشیدہ ہیں۔ الٰہی اپنا ثنا خواں ہمیں بنا دے۔ خدایا ہماری حمد و ثنا سے خوش ہو جا۔ پروردگار ہمیں ہمیشہ اپنی تعریف کرنیوالوں میں رکھ جب تک زبان چلتی رہے تیری حمد بیان ہوتی رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ ۝

خدایا! اُس پر جو ہم پر ہم سے زیادہ مہربان تھے جنھوں نے دن رات تیرے دین کی تبلیغ کی۔ جنھوں نے ساری دُنیا کو تیری موافقت میں اپنی مخالفت پر کھڑا ہوتے دیکھکر بھی پرواہ تک نہ کی۔ تیری راہ میں سُکھ آرام تج دیا۔ تیرے دین کی خاطر اپنا خون بہایا تیرے خوف سے ہر وقت کانپتے رہے، تیری رحمت کو ہر وقت تکتے رہے۔ تیرے بندوں کو تیری بندگی دن رات سکھاتے رہے راہ حق ہر وقت بتاتے رہے۔ الٰہی تو اُن پر بیحد و بے شمار درود و سلام نازل فرما۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ ۝

اَمَّا بَعْدُ ، جس آیت شریفہ کی میں نے اسوقت تلاوت کی ہے اس میں جناب باری تعالیٰ عزوجل نے ہمیں عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔ فرماتا ہے عدل گویا اسلام کی جڑ ہے۔ اپنوں سے اور غیروں سے ہر معاملہ میں ہر وقت عدل انصاف کو پیش نظر رکھو۔ کسی دشمن کی دشمنی میں بھی اس اصل اسلام سے دست کشی نہ کرو۔ اصل تقویٰ عدل وانصاف ہی ہے اگر تم ایمان و نیک عمل پر رہے تو مغفرت و اجر ملے گا اور اگر کسی نے کفر و تکذیب کی تو جہنمی بنیں گے۔

(۶۷۹) اسی عدل وانصاف کا ایک واقعہ مع ایک خطبہ نبویہ سنو! مسلم برادری کے ممبرو! ہماری اور تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کرلی۔ مطابق قانون شریعت اس کا ہاتھ کٹنا ضروری تھا۔ قریش پر یہ بہت گراں گزرا اور انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضورؐ سے اس کے بارے میں سفارش کرنی چاہیے لیکن کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ آگے بڑھے۔ آخر یہ مشورہ ہوا کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اس کام پر مامور کیا جائے کیونکہ یہ حضورؐ کو مثل اولاد کے بہت پیارے ہیں۔ حضرت اسامہ ان سب کے کہنے سننے سے حضورؐ کی خدمت میں پہنچے اور کچھ سفارش کی۔ آپ سخت غضبناک ہوگئے اور بار بار فرمانے لگے کہ اسامہ خدا کی حد کو اٹھانے کے لئے تو سفارش کرنے آیا ہے؟ اُن پر ناراض ہوکر آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔

اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَغَيْرُهُمَا)

تم سے اگلی امتوں کی ہلاکت کا باعث یہی تھا کہ جب انمیں سے کوئی شریف اور بڑا آدمی چوری کرتا تو یہ اُس سے چشم پوشی کرلیتے۔ ہاں جب کوئی کمزور اور کم زر چوری کرتا تو اس پر سزائے خداوندی قائم کرتے۔ لیکن میں ایسا نہیں کرنے کا۔ خدا کی قسم اگر میری لخت جگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو میں بلا تأمل اسکا ہاتھ بھی کاٹ دونگا۔

برادران! یہ تھا وہ عدل وانصاف جس سے زمین و آسمان قائم ہیں یہی وہ چیز تھی جسے ترک کردینے کے بعد اگلی امتیں عزت کے آسمان تلے سے ہٹادی گئیں اور ذلت کی زمین میں دھنسادی گئیں۔ آیئے اسی کے متعلق ایک خطبۂ محمدیہ مع ایک واقعہ اور سن لیجئے۔

(۶۸۰) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ دَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعِيْرٍ فَاَخَذَ وَبَرَةً مِّنْ سَنَامِهٖ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کی کوہان کے چند بال اپنی چٹکی میں لئے اور اپنی سپاہ کی طرف منہ کرکے یہ خطبہ سنایا۔ اے لوگو تمھارے اس مال غنیمت میں سے میرا

ثُمَّ قَالَ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ لِيْ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ شَيْءٌ وَّلَا هٰذَا وَرَفَعَ إِصْبَعَهٗ إِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ فَأَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَقَامَ رَجُلٌ فِيْ يَدِهٖ كُبَّةٌ مِّنْ شَعْرٍ فَقَالَ أَخَذْتُ هٰذِهٖ لِأُصْلِحَ بِهَا بَرْذَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا مَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ. فَقَالَ أَمَّا إِذَا بَلَغَتْ مَا أَرٰى فَلَا أَرَبَ لِيْ فِيْهَا وَنَبَذَهَا (رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ)

کچھ بھی نہیں یہ چند بال جو میری چٹکی میں تم دیکھ رہے ہو اتنا حق بھی میرا نہیں۔ بجز خمس پانچویں حصہ کے۔ اور وہ پانچواں حصہ بھی پھر تم پر ہی لوٹا دیا جائیگا پس تمہیں چاہئے کہ دھاگے اور سُوئی تک یہاں پہنچا دو۔ اس پر ایک لشکری صحابیؓ کھڑے ہو گئے اُن کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا جسے دکھا کر وہ کہنے لگے کہ میں نے اسے لے لیا تھا کہ اپنی سواری کے پالان تلے کی پھٹی ہوئی گدی کو اُن سے سی لونگا۔ آپ نے فرمایا سنو! انہیں جو حصہ میرا اور میرے خاندان کا ہے وہ تو میں نے تمہیں ہبہ کیا۔ (باقی جن اور لوگوں کا حصہ ہے ان سے بخشش کرالو) یہ سنکر وہ کہنے لگے یہ بیجان چیز جب اس حد کو پہونچ گئی ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کہکر اسے پھینک دیا۔

بھائیو! میری باتوں کی طرف کان لگاؤ۔ میرا بیان سنو! میرا نہیں بلکہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ میری باتیں نہیں بلکہ اپنے محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے سنو۔ میں اسوقت آپکو وہ خطبہ سنانا چاہتا ہوں جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر پڑھا تھا۔ مجمع نکاح جمع ہے اور حضورؐ فرماتے ہیں

(۶۸۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهٖ ۝ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ ۝ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ ۝ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطْوَتِهٖ ۝ النَّافِذِ أَمْرُهٗ فِيْ سَمَآئِهٖ وَأَرْضِهٖ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهٖ ۝ وَمَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهٖ ۝ فَأَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهٖ ۝ وَأَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهٖ ۝ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ ۝ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا ۝ وَأَمْرًا مُفْتَرَضًا ۝

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو اپنی نعمتوں کے انعام فرمانے کی وجہ سے ہر وقت قابل تعریف اور مستحق شکریہ ہے جو بڑی قدرتوں والا ہے۔ اس کی قدرتوں کو دیکھکر اسی کا معبود برحق ہونا ہر عقلمند جان سکتا ہے جو اپنی وسیع سلطنت اور ہر چیز کی ملکیت کیوجہ سے اسی قابل ہے کہ فقط اسی کی عبادت واطاعت کیجائے۔ اس کی سطوت وجلال اس کی سرزنش و سزا ایسی سخت ہے کہ ہر وقت اس کا ڈر خوف اپنے دل میں رکھا جائے۔ ساتوں آسمانوں میں اور ساتوں زمینوں میں اسکا حکم جاری ہے۔ اس نے اپنی قدرت سو ساری

أَوْشَجَ بِهِ الْأَرْحَامَ ۝ وَأَكْرَمَ بِهِ الْأَنَامَ ۝
فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ
الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ
رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ فَأَمْرُ اللهِ يَجْرِي إِلَى
قَضَائِهِ ۝ وَقَضَاؤُهُ يَجْرِي إِلَى تَقْدِيرِهِ
وَلِكُلِّ قَدَرٍ أَجَلٌ ۝ وَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝
يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ ۝
أُمُّ الْكِتَابِ ۝ ثُمَّ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنِي
أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
فَاشْهَدُوا أَنِّي زَوَّجْتُهُ عَلَى أَرْبَعِ مِائَةِ
مِثْقَالِ فِضَّةٍ إِنْ رَضِيَ بِذَالِكَ عَلِيٌّ
مَوَاهِبُ لَدُنِّيَه

مخلوق کو پیدا کیا ہے وہی ہے جس نے انسان کو اپنی حکم بر داری کے لئے چن لیا۔ اُن پر اپنا دین نازل فرمایا۔ اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں بھیجکر انھیں سرفراز فرمایا۔ اللہ ہی کا نام برکت والا ہے۔ اسی کی عظمت بلند ہے۔ ہم اس کے شکر گزار ہیں کہ اس نے میاں بیوی کے تعلقات کو قرابت کا ایک ذریعہ بنا دیا ہے۔ اور اُسے واجب کر دیا ہے۔ اسی سے رشتے جڑ جاتے ہیں اسلئے فطری طور پر ہر ایک کو اس کا پابند کر دیا چنانچہ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے کہ جناب باری وہ ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا اور نسب کے اور سسرال کے رشتے اس کیلئے بنا دیئے۔ تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے یاد رکھو اللہ کا امر اس کی قضا و قدر پر جاری ہوتا ہے اور قضائے الٰہی تقدیر تک پہنچتی ہے۔ ہر فیصلے کے لئے اندازہ ہے اور ہر اندازے کا ایک وقت مقرر ہے جسے خدا چاہے مٹائے جسے خدا چاہے برقرار رکھے۔ اُم الکتاب لوح محفوظ اسی کے پاس ہے۔ لوگو سنو! مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ میں اپنی (صاحبزادی) فاطمہ کا نکاح علی ابن ابی طالبؓ سے کر دوں۔ پس تم گواہ رہو کہ میں نے یہ نکاح کر دیا ہے اور مہر میں چالیس مثقال چاندی کے مقرر کئے ہیں بشرطیکہ علیؓ بھی اس پر راضی ہوں"۔ حضرت علی نے قبول کیا اور دعا پر یہ مجلس ختم ہوئی۔ فالحمد للہ)

نامناسب ہوگا اگر اس موقع پر میں آپ کو یہ بھی نہ بتلا دوں کہ حضورؐ نے اپنی لختِ جگر کو اس موقع پر جہیز کیا دیا تھا؟ ترغیب ترہیب میں ہے کہ بَعَثَ مَعَهَا بِخَمِيلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ ایک چادر ایک بستر جسمیں کھجور کی پتوں کا بھراؤ تھا اور اوپر چمڑا منڈھا ہوا تھا دو چکیاں ایک مشک اور دو ٹھلیاں۔ پس نکاح کے وقت مسرفانہ اور مشرکانہ رسوم کرنے والے اس پر غور فرمالیں انھیں رسموں نے مسلمانوں کو بھکاری اور کنگلا بنا دیا۔ منگنی سے لے کر نکاح تک بلکہ اس کے بعد تک کی رسموں کو پورا کرنے کے لئے گھر در کھو بیٹھے ہیں۔ دیوالیہ بنجاتے ہیں۔ ساتھ ہی خدا رسول کے نافرمان بلکہ دشمن بن بیٹھے۔ بعض لوگ تو کسی قبر پر مزار پر

دولھا کو سجدہ بھی کراتے ہیں اور بیوی ملنے سے پہلے ایمان کو کھو بیٹھتے ہیں۔ ناچ رنگ باجا گاجا اور خدا جانے کن کن حرام کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مسلمانو! ان بدعادتوں کو ترک کرو۔ رسومات سے بدعات سے اور شرکیات سے بچتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر دے۔

(۶۸۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَذْکُرُ الصَّدَقَۃَ وَ التَّعَفُّفَ مِنْھَا وَالْمَسْئَلَۃَ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔ وَالْیَدُ الْعُلْیَا الْمُنْفِقَۃُ وَالسُّفْلٰی السَّائِلَۃُ (وفی روایۃ) وَالْیَدُ الْعُلْیَا الْمُتَعَفِّفَۃُ (رواہ ابوداود)

حضورؐ نے ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے خیرات کے فضائل بیان فرمائے بے پرواہی اور استغنا کی فضیلت بیان فرمائی۔ سوال کرنے کی مذمت بیان فرمائی۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے افضل ہے۔ اونچا ہاتھ خرچ کرنے والے کا ہے اور نیچا ہاتھ لینے والے کا ہے اسی طرح جو سوال سے بچے وہ بھی اونچے ہاتھ والا ہے"

(۶۸۳) آؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مختصر خطبہ اور بھی سن لو۔ فرماتے ہیں۔

تَصَدَّقُوْا۔ فَاِنَّ الصَّدَقَۃَ خَیْرٌ لَّکُمْ۔ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔ اُمَّکَ وَاَبَاکَ وَاُخْتَکَ وَاَخَاکَ وَاَدْنَاکَ اَدْنَاکَ۔ (رواہ صاحب زاد المعاد ومواہب)

لوگو صدقہ خیرات کرتے رہو۔ سنو! خیرات صدقات ہی تمہارے لئے بہتر چیز ہے۔ سنو! اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بہن سے اپنے بھائی سے سلوک واحسان کرو پھر جو ان سے متصل ہوں پھر جو ان کے قریب ہوں۔

محمدی بھائیو! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلنشین خطبوں کو اپنے دلوں میں جگہ دو اور خیال کرلو کہ بغیر ریڈیو کے بغیر ٹیلیفون کے بغیر تار اور وائرلیس کے آج ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے آپ کے نبیؐ کے صحیح اور ٹھیک الفاظ آپ کے کانوں میں گونج رہے ہیں اب صرف عمل کی دیر ہے ادھر عمل ہوا ادھر رحمت رحیم کے دروازے تم پر کھلے۔

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چوالیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائلِ ایمان وغیرہ کی نسبت چھ خطبے ہیں

اَحْمَدُ مَنِ اطَّلَعَ مَنْ شَآءَ مِنْ خَوَاصِّ عِبَادِہٖ ۝ عَلٰی لَطَآئِفِ کَلَامِہٖ ۝ وَاَسْرَارِ کِتَابِہٖ ۝ وَرَفَعَ عَنْھُمُ الْحِجَابَ ۝ فَاَدْھَشَھُمْ لَذِیْذُ الْخِطَابِ ۝ فَھُمْ فِیْ رِیَاضِہٖ یَرْتَعُوْنَ ۝ وَلِبَدِیْعِ مَعَانِیْہِ یَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَہٗ یَعُوْنَ ۝ وَعَلَیْہِ وَعَلٰی کَلَامِ رَسُوْلِہٖ یَعْمَلُوْنَ ۝ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۝ وَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلَی الرَّحْمَةِ الْمُرْسَلَةِ ۝ وَالْبَرَکَةِ الشَّامِلَةِ الْمُنَزَّلَةِ ۝ مَنْ جَعَلَ اللّٰہُ السَّعَادَةَ الدُّنْیَوِیَّةَ وَالْاُخْرَوِیَّةَ ۝ فِیْ اِتِّبَاعِ اٰثَارِہِ الْکَامِلَةِ ۝ وَالْحَقُّ لَا یَخْرُجُ عَنْہُ وَعَنْ اَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ ۝ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَحْزَابِہٖ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ ھُمْ اَشَدُّ مِنْھُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ ؕ ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ ۝ یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَاِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ۝ یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْھُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ ۝ فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝

اے سب سے بڑی کتاب کے اُتارنیوالے، اے سب سے افضل رسول کے بھیجنے والے، اے کامل دین ہمیں عطا فرمانیوالے، اے بھرپور نعمتیں ہمیں دینے والے، اے اپنے دین پر ہمیں چلانیوالے، اے رُوٹی کپڑا مکان بالنس اور جسم وجان انعام کرنے والے تیرے کس کس احسان کا شکریہ بجا لائیں؟ تیری کس کس شان وصفت کا اظہار کریں؟

تیرے کن کن انعامات کا بیان کریں؟ زبان ایک اور تیری نعمتیں بے شمار زبان ایک اور تیرے احسانات اَن گنت سچ مچ اگر رونگٹے رونگٹے پر ہزار ہا زبانیں ہوں اور رہتی دنیا تک وہ سب ملکر تیری ثنا و صفت تیری حمد و عظمت بیان کریں تو بھی تیرے صحیح اور پاک اوصاف کی اتنی تعریف بھی نہیں کر سکتے۔ جیسے پہاڑ کے مقابلہ پر ذرّہ یا سمندر کے مقابلہ پر قطرہ۔ الٰہی! جی چاہتا ہے کہ تیری حمد و ثنا بیان کریں لیکن تیری قسم نہ ایسے بلند الفاظ ملتے ہیں نہ ایسے وسیع خیال نظر آتے ہیں بلکہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے جو تیری شان عالی کے مطابق نہ ہو، اے زبردست شان والے! اے بلند مکان والے! اے وسعت و حکمت والے اے قدرت و سلطنت والے! ہم سب تیرے ثنا گو ہیں۔ ہم سب تیرے در کے فقیر ہیں۔ ہم سب تیرے محتاج ہیں۔ تیرے سامنے دامن پھیلائے ہوئے ہیں۔ تیرا دیا کھاتے ہیں، تیرے دست نگر ہیں الٰہی ہماری حمد و ثنا قبول فرما۔ ہمیں اپنے گُن گانے والا بنا تشکر کی توفیق دے۔ ناشکری کے کفر سے بچا اپنی نعمتیں بڑھاتا جا۔ اپنے ذکر کا خوگر بنا دے۔ اپنی عبادتوں میں لذت عطا فرما۔ اپنی نافرمانیوں سے بچا۔

الٰہی جن کی راتیں تیری عبادتوں میں جن کے دن تیرے دین کی ریاضتوں میں جنکا وقت تیری راہ کے جہاد میں جن کی عمر تیرے دین کی تبلیغ میں گذری جس نے خشکی تری کو تیرا کلمہ پڑھوایا جس نے دنیا کے گوشے گوشے میں تیری توحید کا جھنڈا گاڑا جس نے اپنے آپ کو مٹا کر تجھے پہچنوایا۔ جس نے راہ بھٹکے ہوؤں کو تیری راہ پر لا کھڑا کیا۔ ہاں جس نے تیرے نور کو پھیلا دیا۔ تیرے دین کو بلند کیا۔ جس نے تیرا نام ایک ایک زبان پر جاری کر دیا۔ تو اُس پر تا قیام قیامت اپنے بہترین درود و سلام نازل فرما۔ ان کا نام بلند کر۔ ان کا ذکر اونچا کر۔ اُن کو حوض کوثر شفاعت اور مقام محمود عطا فرما۔ ان کا کلمہ ہر زبان پر جاری فرما۔ اُن کے جسدِ مطہر پر درود و سلام پہنچا۔ الٰہی ہم سب کی طرف سے اپنے اس نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہنچا! اور آپ کی اُمت کی طرف سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر آمین۔

محمدی بھائیو! ہم کیا؟ اور ہمارا علم کیا؟ علم سب کچھ علام الغیوب اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کو ہے اس کے بعد اُس کا سکھایا ہوا علم اُس کے رسولؐ کو ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی لئے میں اپنے نہیں بلکہ اللہ کے رسولؐ کے خطبے آپکو سنا رہا ہوں کیونکہ بہت سارے علم سے حاصل شدہ علم یہی ہے کہ ہم بالکل بے علم ہیں ؎

اَلْعِلْمُ لِلرَّحْمٰنِ جَلَّ جَلَالُهٗ وَسِوَاهُ فِیْ جَهَلَاتِهٖ یَتَغَمْغَمُ
مَالِلتُّرَابِ وَلِلْعُلُوْمِ وَاِنَّمَا یَسْعٰی لِیَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یَعْلَمُ

عالم صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہی ہے۔ سارا علم اسی کو ہے اس کے ماسوا اور سب تو بے علمیوں کے سمندروں میں غوطہ زن ہیں۔ نادانستگی کے جنگلوں میں خاک بسر ہیں۔ مٹی کے بنے ہوئے انسان کو علموں سے کیا واسطہ؟ انسان کے تمام تر

علم کا نتیجہ یہ بات ہو کہ اس بات کا علم اسے حاصل ہو جائے کہ وہ بے علم ہے۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

مانا کہ اچھے اچھے بولنے والے ہیں۔ مانا کہ عقل و علم کے دعویدار بھی ہیں مانا کہ لچھے دار تقریریں اور دل لبھاؤنے الفاظ بھی دنیا میں موجود ہیں لیکن ایمان کی تو یہ ہے کہ جو نور موفور، جو روشنی، جو علم و حکمت جو رشد و ہدایت اللہ کے نبی نبیوں کے خطیب خدا کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں ہے اس کا ادنیٰ سا شائبہ بھی دوسرے الفاظ میں ڈھونڈھنا اپنا وقت بیکار کھونا ہے۔ الحمد للہ الحمد للہ آجتک آپ سیکڑوں خطبے حضورؐ کے سُن چکے یہ ہماری خوش نصیبی ہے۔ آج ان نورانی الفاظ کے مجموعے سے پھر اپنے دلوں کو زندہ کریں۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَاهُ ۝

(۶۸۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سردارانِ قریش مکہ جمع ہوئے جن میں یہ لوگ بھی تھے عُتبہ بن ربیعہ۔ ابوسفیان بن حرب۔ نضر بن حارث۔ ابوالبختری۔ اسود بن عبدالمطلب۔ زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ ابوجہل بن ہشام۔ عبداللہ بن اُمیہ، اُمیہ بن خلف، عاص بن وائل، مُنبہ بن حجاج وغیرہ اور سب نے اپنے اس جلسے میں یہ طے کیا کہ ایک مرتبہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سمجھا دو تاکہ انکا کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔ اب بھی اگر وہ نہ مانیں تو پھر اُنکی مخالفت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی جائے چنانچہ انھوں نے اپنا ایک قاصد حضورؐ کے پاس بھیجا کہ ہم لوگ آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں آپ ہمارے مجمع میں آئیے اور سُن لیجئے۔ پیغام پہنچتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سردارانِ قریش کے مجمع میں پہنچگئے اب سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آج یہ ہمارا آخری اجتماع ہے اور ہم نے آپس میں طے کر کے آج صلح کی ایک آخری تجویز پاس کر لی ہے جو ہر طرح آپکے حق میں مفید ہے اگر آپ مان لیں تو صلح ہے ورنہ پھر جنگ ہے۔ سنیے! آپنے جو یہ نئی بات نکالی ہے۔ اس سے اگر آپ کی غرض مالدار بننا ہے تو ہم حاضر ہیں، ہم آپس میں مال جمع کر کے آپ کو اتنا دیتے ہیں کہ حجاز میں آپ سے بڑا مالدار اور کوئی نہو۔ اور اگر اس سے آپ کی غرض اپنی سرداری اور بادشاہت کا منوانا ہے تو آج سے ہم آپکو یہ شرف اور منصب دیتے ہیں اور آپکو اپنا سردار اور بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں وغیرہ۔ یہ سنکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا:۔

مَا بِي مِمَّا تَقُوْلُوْنَ ۝ مَا جِئْتُكُمْ بِمَا جِئْتُكُمْ بِهٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ ۝ وَلَا الشَّرَفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ ۝ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا وَاَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا ۝

آپ لوگوں نے جو چیزیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے کسی کی مجھے ضرورت نہیں نہ میرا مقصد ان میں سے کسی چیز کو حاصل کرنا ہے میں اس لئے نہیں آیا کہ تمھارے مال طلب کروں یا تم میں اپنی شرافت و بلندی پیدا کروں۔ یا ملک کا بادشاہ

وَاِنَّ اَمَرَنِیْ اَنْ اَکُوْنَ لَکُمْ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۝ فَبَلَّغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ ۝ وَنَصَحْتُ لَکُمْ ۝ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّیْ مَاجِئْتُکُمْ بِہٖ فَھُوَحَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۝ وَاِنْ تَرُدُّوْہُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰہِ ۝ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۝ (اَخْرَجَہٗ ابْنُ اِسْحَاقَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ وَصَاحِبُ فَتْحِ الْبَیَانِ ۝)

بن جاؤں۔ سنو! مجھے جناب باری رب العالمین نے تم سب کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اُس نے مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے خوشیاں سنانے والا اور ڈرانے دھمکانے والا بنوں مجھے خوشی ہے کہ میں اپنا فرض بجالا رہا ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا رہا ہوں۔ خیر خواہی اور بہبودی میں کوئی کمی نہیں کر رہا۔ اب اگر تم نے اُسے قبول کر لیا تو اپنے دونوں جہاں سنوار لوگے۔ اور اگر تم نے اسے واپس کر دیا تو میں صبر و سہار سے کام لوں گا۔ یہاں تک کہ جناب باری تعالیٰ خود مجھ میں اور تم میں کوئی دوٹوک فیصلہ کر دے۔

(۶۸۵) یہ موتیوں کی لڑیوں جیسے الفاظ اور یہ ٹکسالی سکّہ بند فقرے گو اُن کے دلوں میں کھپ گئے اور معاملہ کی اصلیت تک پہنچ گئے لیکن اتنی ہمت نہ ہوئی نہ یہ جرأت ہوئی کہ حق کو علی الاعلان قبول کریں اور صدیوں کی پرانی لکیر کو یکسر چھوڑ دیں اس لئے خفت مٹانے کے طور پر کہنے لگے اچھا اگر آپ ان سب باتوں میں سے کسی پر بھی آمادہ نہیں تو ہم اپنے مسلمان ہو جانے کے لئے آپ سے کچھ اور عرض کرتے ہیں آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ کسی فرشتے کو آپ کی تصدیق کے لئے آپ کے ساتھ کر دے ہم اس سے دریافت کریں اور وہ ہمارا اطمینان کر دے۔ اگر یہ نہیں تو آپ اپنے رب سے کہئے کہ وہ آپ کو باغات اور سونے چاندی کے محلات دے تاکہ ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہو جائیں اور جان لیں کہ واقعی آپ اپنے رب کے پاس بہت قدر و قیمت والے ہیں ورنہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ بازاروں میں آپ بھی ہماری طرح پھیرے کرتے ہیں اور کسب معاش میں لگے رہتے ہیں اس پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا بِفَاعِلٍ مَا اَنَا بِالَّذِیْ یَسْأَلُ رَبَّہٗ ھٰذَا وَمَا بُعِثْتُ اِلَیْکُمْ بِھٰذَا۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۝ (فتح البیان وغیرہ وغیرہ) یعنی میں تم لوگوں کی یہ درخواست بھی قبول نہیں کر سکتا۔ نہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ مانگوں نہ میرا یہ منصب نہ میرا یہ مقصد، نہ میری بعثت سے یہ مطلب۔ میں تو صرف خدا کا پیغام پہنچانے والا۔ جنت دوزخ کے کام بتانے والا ہوں۔ اور بس۔

اس پر قریش برہم اور برافروختہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ دیکھو نہ یوں مانتے ہیں نہ ووں۔ ہم تو سموئی ہوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی طبیعت میں ہی یہ نہیں کہ ہل جُل کر رہیں۔ اچھا تو اب دیکھو ہم کس طرح تمہارے کس بَل نکالتے ہیں؟

دنیا کے لوگو! تاریخ عالم پڑھ کر بتلاؤ اور سچ سچ بتلاؤ کہ کس کے کس بل نکل گئے؟ کون بدر میں مغلوب ہوا؟ کون مکہ پر حکمراں ہوا؟ کس نے عرب کو زیر نگیں کر لیا؟ کس کے سامنے کون قیدیوں کی صورت میں کھڑا ہو کر معافی مانگتا نظر آیا؟ سچ ہے جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے؟ سانچ کو آنچ نہیں۔ ان کافروں کے اسی سوال اور واقعہ کا بیان قرآن پاک کی ان آیتوں میں ہے۔ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ؕ اَوْ يُلْقٰى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ؕ یعنی یہ کافر کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسولؐ ہے؟ جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں آمدورفت بھی رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ کوئی فرشتہ بھی کیوں نہیں اُتارا جاتا؟ جو اس کی باتوں کی تصدیق کر کے اس کے ساتھ ملکر ہمیں دھمکائے، یا اسے کوئی خزانہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ یا اس کے لئے کوئی باغ کیوں نہیں تیار کیا جاتا؟ جہاں سے یہ کھا پی لے۔ یہ ظالم اس قدر بڑھے کہ صاف کہدیا کہ مسلمانو! تم تو ایک ایسے شخص کی تابعداری میں لگ گئے ہو جس پر کسی اور کا جادو چل گیا ہے"!

(۶۸۶) بالآخر تباہ ہو گئے اور خدا کا دین کامل ہوا۔ اللہ کے نبیؐ کا خود اُن پر بھی تسلّط ہو گیا۔ آپؐ کے مخالفین کا یہ انجام سنکر جو جو حضورؐ کی بات مانے آپ سے محبت رکھے اسکی نسبت سُنئے!

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا ۔ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

چودھویں رات تھی ہم خدائی چاند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جھرمٹ مارے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے آسمانی چاند کی طرف دیکھا۔ پھر ہماری طرف نظریں ڈال کر فرمایا تم عنقریب (بروز قیامت) اپنے رب کا دیدار اسی طرح کرو گے جیسے اب تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ کوئی بھیڑ بھاڑ دھکا مکّی ریل پیل نہ ہو گی پس دیدار رب کے حصول کے لئے ایک کام تو تم ضرور کیا کرو۔ کہ صبح کی اور عصر کی نماز اول وقت باجماعت ادا کر لیا کرو۔ پھر آپ نے آیت قرآن تلاوت فرمائی کہ اپنے رب کی پاکی اور تعریف بیان کر۔ سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے۔

(۶۸۷) اور لوگ تو اپنی جانیں، میں تو اپنی کہتا ہوں کہ خدا کے بعد سب سے بڑے احسان ہم پر ہمارے نبیؐ کے ہیں۔ میں آپکو

وہ خطبہ سنا چکا ہوں جو انصارؓ کے مجمع کے سامنے آپ نے بیان فرمایا تھا آج اسی کا ایک حصہ اور بھی سُن لو۔ فرماتے ہیں۔

يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! اَلَمْ يَمُنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ بِالْاِيْمَانِ۔ وَخَصَّكُمْ بِالْكَرَامَةِ وَسَمَّاكُمْ بِاَحْسَنِ الْاَسْمَآءِ۔ اَنْصَارَ اللّٰهِ وَاَنْصَارَ رَسُوْلِهٖ۔ قَالُوْا بَلٰى اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ وَاَفْضَلُ۔ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِيْبُوْنِيْ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ؟ قَالُوْا بِمَاذَا نُجِيْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الْمِنَّةُ وَالْفَضْلُ۔ وَجَدْتَنَا فِيْ ظُلْمَةٍ فَاَخْرَجَنَا اللّٰهُ بِكَ اِلَى النُّوْرِ وَوَجَدْتَنَا عَلٰى شَفَا جُرُفٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَنَا اللّٰهُ بِكَ۔ وَوَجَدْتَنَا ضُلَّالًا فَهَدَانَا اللّٰهُ بِكَ۔ فَرَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا۔ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ فَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ حِلٍّ

(مجمع الزوائد وغیرہ)

انصاریو! کیا تم پر خدا نے یہ کرم نہیں کیا؟ کہ تمہیں ایمان بخشا؟ تمہیں مخصوص بزرگی عطا فرمائی اور تمہارا بہترین پیارا نام رکھا یعنی خدا کے اور اس کے رسولؐ کے انصار و مددگار انھوں نے جواب دیا کہ بیشک اللہ کے یہ احسان ہم پر ہیں اور اس سے بھی زیادہ احسان ہم پر اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے ہیں آپ نے فرمایا اس کے بدل تم بھی آپنے احسانات جو مجھ پر ہیں بیان کر سکتے ہو۔ انصار نے فرمایا ہم اللہ کے رسولؐ کو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ہم پر حضورؐ کے اور رجناب باری کے بڑے بڑے انعامات ہیں۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کفر کی اندھیریوں سے نکال کر اسلام کے نور میں لا کھڑا کیا ہماری نجات ہو گئی۔ ہماری گمراہی ہدایت سے بدل گئی پس ہم اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور آپکے نبی ہونے پر خوش ہیں راضی ہیں اور دل سے اقراری ہیں یا رسول اللہ آپ جو چاہیں کیجئے۔ ہماری جو چیز آپکے کام میں آجائے۔ ہماری خوشی کا باعث ہے۔

(۶۸۸) پس میرے بھائیو اور بزرگو! اللہ کے احسانات کو اس کے رسولؐ کے اکرامات کو اپنے سامنے رکھو اور ممنوع کاموں کے آس پاس بھی نہ پھٹکو۔ سنو! میں تمہیں ۳ھ ہجری کا غزوۂ احد کا خطبۂ ختم المرسلین اور موعظت محمدی سناؤں۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ قُذِفَ فِيْ قَلْبِيْ اَنَّ مَنْ كَانَ عَلٰى حَرَامٍ فَرَغِبَ عَنْهُ اِبْتِغَآءَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ وَمَنْ اَحْسَنَ مِنْ مُّسْلِمٍ وَّكَافِرٍ وَّقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ

لوگو! ابھی ابھی مجھے وحی کی گئی ہے کہ جو شخص کسی حرام کام میں مبتلا ہو۔ پھر خدا سے ڈر کر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اسے چھوڑ دے اس کے گناہ خداوند کریم معاف فرما دیتا ہے اور جو شخص نیک کام کرے خواہ مومن ہو یا کافر، وہ

فِیْ عَاجِلِ دُنْیَاہُ اَوْ فِیْ اٰجِلِ اٰخِرَتِہٖ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَیْہِ بِالْجُمُعَۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا صَبِیًّا اَوِ امْرَأَۃً اَوْ مَرِیْضًا اَوْ عَبْدًا مَّمْلُوْکًا مَنِ اسْتَغْنٰی عَنْھَا اسْتَغْنَی اللّٰہُ عَنْہُ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ (مجمع الزوائد وغیرہ)

اپنا بدلہ ضرور پاتا ہے۔ کافر دنیا ہیں۔ مومن دونوں جگہ۔ اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے۔ ہاں بچوں پر عورتوں پر بیماروں پر اور غلاموں پر فرض نہیں (وہ ظہر پڑھ لیں) یاد رکھو جو جمعہ کی نماز سے بے پرواہی کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے منھ موڑ لیگا۔ اور اللہ تعالیٰ سارے جہاں سے بے نیاز بے پرواہ اور غنی ہے اور وہی تعریفوں والا اور مستحق تعریف ہے

(۶۸۹) بھائیو! وفد بنو عبس کے سامنے جو خطبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا وہ بھی آپ کو سنا دوں اُس وفد نے حضورؐ سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ ہم مال مویشی والے لوگ ہیں۔ اگر ہجرت بغیر ہمارا اسلام ہی مقبول نہ ہو تو خیر ہم سب کچھ بیچ کھوچ کر حاضر خدمت ہونے کو تیار ہیں ورنہ جو ارشاد ہو تو آپ نے اُن کے سامنے اپنا یہ مختصر خطبہ پڑھا۔

اِتَّقُوا اللّٰہَ حَیْثُ کُنْتُمْ فَلَنْ یَّلِتَکُمُ اللّٰہُ مِنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا۔

جاؤ جہاں رہتے ہو وہیں رہو کہیں بھی رہ کر نیک اعمال کروگے انھیں اللہ تعالیٰ برباد نہ کریگا۔ (زاد المعاد)

(۶۹۰) قبیلۂ اَزْد کا وفد حاضر دربار رسالت پناہ ہوا۔ یہ وفد سات اشخاص پر مشتمل تھا حضورؐ سے جب اس وفد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور بات چیت ہوئی تو آپ کو اُن لوگوں کے اخلاق و عادات پسند آئے۔ آپنے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کون ہو؟ انھوں نے کہا، ایمان والے۔ آپ مُسکرائے اور فرمایا۔ سنو! ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ تمھارے اس دعوے کا ثبوت کیا ہے؟ وفد نے جواب دیا۔ پندرہ خصلتیں۔ پانچ کا حکم تو آپکے قاصدوں نے ہمیں دیا کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور پانچ باتوں کا حکم دیا کہ ہم ان پر عمل کریں۔ اور پانچ خصلتیں اسلام سے پہلے کی ہم میں ہیں۔ تو ہم تو انھیں نیک خصلتیں سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر آپ اُن سے روکیں گے تو ہم رُک جائیں گے۔ آپنے فرمایا اچھا بتلاؤ میرے قاصدوں نے ایمان کی بابت پانچ حکم تمہیں کیا کیا دیئے ہیں؟ وفد نے کہا اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اسکی کتابوں پر اُس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد جینے پر ایمان رکھنا۔ فرمایا بہت خوب۔ اب وہ پانچ چیزیں بھی بتلادو جن پر عمل کا حکم دیا ہے انھوں نے کہا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ نمازیں قائم رکھنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا۔ اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا جنہیں طاقت ہو۔ آپنے فرمایا بہت خوب۔ اب یہ بتلاؤ کہ پہلے سے پانچ عادتیں تم میں

کیا کیا ہیں؟ جواب دیا کہ خوشی کے وقت شکر۔ مصیبت کے وقت صبر۔ قضائے خداوندی پر رضامندی۔ دشمن سے لڑائی کے وقت ثابت قدمی۔ غیروں کے طعنوں سے بے پرواہی۔ آپ نے فرمایا بہت خوب یہ تو حکمت کی علم کی بلکہ نبوت کی باتیں ہیں۔ اچھا اب پانچ باتیں میری سُن لو۔ اور انھیں بھی پلّے باندھ لو تو پوری بیس ہو جائیں۔ پھر حضورؐ نے انھیں یہ خطبہ دیا

لَا تَجْمَعُوْا مَا لَا تَاكُلُوْنَ ۝ وَلَا تَبْنُوْا مَا لَا تَسْكُنُوْنَ ۝ وَلَا تَنَافَسُوْا فِيْ شَيْءٍ اَنْتُمْ عَنْهُ غَدًا اَنَازِلُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَعَلَيْهِ تُعْرَضُوْنَ ۝ وَارْغَبُوْا فِيْ مَا عَلَيْهِ تَقْدَمُوْنَ ۝ وَفِيْهِ تُخَلَّدُوْنَ ۝ (رَوَاهُ اِبْنُ الْقَيِّمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ زَادِ الْمَعَادِ فِيْ هَدْيِ خَيْرِ الْعِبَادِ

چنانچہ حضورؐ کے اس خطبے کو انھوں نے حفظ کر لیا اور اس پر بھی عمل شروع کر دیا۔ یعنی وہ جمع نہ کرنا جو کھاؤ نہ، وہ نہ بنانا جسیں نہ رہو۔ نہ بسو۔ اس چیز کی رغبت نہ کرنا جسے چھوڑ کر کل چل بسو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جس کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اور اسی کے سامنے پیش ہونا ہے بلکہ رغبت ان کاموں کی کرنا جنکا پھل قیامت کے دن پاؤ جہاں تمھیں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے۔

وَرَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ كِتَابِ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ وَغَيْرُهٗ فِيْ غَيْرِهٖ)

بھائیو! آج کا پہلا خطبہ میں اسی خطبے پر ختم کرتا ہوں۔ آؤ مل کر خلوص قلب سے اللہ عزوجل سے دُعا کریں کہ یہ بیس کی بیس نیک خصلتیں اور پاک عادتیں ربّ العالمین ہم میں بھی پیدا کر دے۔ یعنی ہمارا پختہ ایمان خدا پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور مرنے کے بعد کی زندگی پر ہو جائے۔ توحید، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کے ہم پابند ہو جائیں۔ شکر، صبر، رضا بقضا، قربانی جان و مال براہِ خدا۔ اور دشمنان دین کے طعنوں سے بے پرواہی اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ ناپاک مال سے۔ بیکار نمائش سے بچائے۔ دُنیا کا بندہ نہ بنائے۔ اپنا خوف اور اپنی ذات سے لالچ ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوالیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جس میں جنت و دوزخ کے بیان میں رسول اللہؐ کے سات خطبے ہیں

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۰ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۰ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ اَنْ تَزُوْلَ وَالْاَرْضِ ۰ یَا مَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ ۰ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۰ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نَبِیِّکَ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ ۰ وَبَعْدُ ۰

(۶۹۱) فَقَدْ رُوِیَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ بِمَا فِیْھَا مِنَ الزَّھْرَۃِ ۰ فَتَنَاوَلْتُ قِطْفًا مِّنْ عِنَبِھَا لِاٰتِیَکُمْ بِہٖ ۰ وَلَوْ اَخَذْتُہٗ لَاَکَلَ مِنْہُ مَنْ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلَا یَنْتَقِصُوْنَہٗ فَحِیْلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ ۰ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ فَلَمَّا وَجَدْتُّ حَرَّ شُعَاعِھَا تَاَخَّرْتُ ۰ وَاَکْثَرُ مَنْ رَّاَیْتُ فِیْھَا النِّسَاءَ اللَّاتِیْ اِنِ ائْتُمِنَّ اَفْشَیْنَ ۰ وَاِنْ سَاَلْنَ اَحْفَیْنَ ۰ وَاِنْ اُعْطِیْنَ لَمْ یَشْکُرْنَ ۰ وَ رَاَیْتُ فِیْھَا لُحَیَّ بْنَ عَمْرٍو یَجُرُّ قُصْبَہٗ ۰ وَاَشْبَہُ مَنْ رَّاَیْتُ بِہٖ مَعْبَدُ بْنُ اَکْثَمَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ظہر یا عصر کی نماز میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے ہوئے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ آپ گویا کوئی چیز اپنے آگے سے اپنے ہاتھوں سے لے رہے ہیں پھر دوبارہ دیکھا کہ گویا یہی قصد کر رہے ہیں۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ گویا جس چیز کو آپ لینا چاہتے تھے اس کے اور آپ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو گئی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹنے لگے۔ سلام کے بعد حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ سے سوال کیا کہ حضورؐ آج تو آپ نے اپنی اس نماز میں وہ کام کیا جو اس سے پہلے کبھی کرتے نہ تھے۔ تب آپ نے ہم سب کو مخاطب فرما کر فرمایا سنو! جنت میرے سامنے مع اپنی کل تروتازگی کے پیش کی گئی تو میں نے اس کے انگوروں کا ایک خوشہ توڑ لینا چاہا

وَھُوَ اَوَّلُ مَن جَمَعَ الْعَرَبَ عَلَی الْاَصْنَامِ ہ (رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ) اگر میں اسے لے لیتا تو رہتی دنیا تک اگر آسمان و زمین والے سب اس میں سے کھاتے رہتے تو بھی اس میں کچھ بھی نہ گھٹتا لیکن میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا۔ اور مجھ پر دوزخ بھی پیش کی گئی۔ جب مجھے اسکی حرارت محسوس ہوئی تو میں پیچھے کو ہٹا۔ میں نے اس میں اکثریت عورتوں کی دیکھی یہ وہ عورتیں ہیں کہ اگر ان سے کوئی مخفی بات بطور امانت کہی جائے تو یہ اُسے بھی پھیلا دیں اور اگر کچھ مانگیں تو جھٹ جائیں ٹلیں ہی نہیں اور اگر چہ انھیں دیا جائے لیکن یہ شکر گزاری نہ کریں۔ میں نے جہنم میں لُحَیّ بن عَمْرو کو دیکھا جو اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا بالکل مَعْبَد بن اَکْثَم جیسا تھا۔ اسی نے سب سے پہلے عرب میں بُت پرستی کی بنیاد ڈالی۔ سب کو اس پر آمادہ کر لیا یہ سُنکر حضرت معبد رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ حضورؐ میں تو اس کی اولاد میں سے ہوں اور ہوں بھی اس جیسی شکل وصورت کا۔ تو کیا یہ ظاہری مشابہت مجھے کچھ نقصان پہنچائے گی؟ آپؐ نے فرمایا:۔ لَا اَنْتَ مُؤْمِنٌ وَّھُوَ کَافِرٌ ہرگز نہیں تم مومن ہو۔ وہ کافر تھا"

یہ یاد رہے کہ اگر کسی موقعہ پر شیطان کسی بھلے آدمی کے روپ میں ظاہر ہو تو اس بھلے آدمی یا بھلے گروہ کے لئے کوئی ضرر نہیں۔ ہاں مسلمان بھائیو! یاد رہے ہمارے نبی وہ نبیؐ تھے کہ فرمایا کرتے تھے اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِھِمْ الخ یعنی قیامت کے دن نبیوں کا امام نبیوں کا خطیب اور نبیوں کی شفاعت کرنے والا میں ہوں"۔ پس اپنی خوش قسمتی سمجھو کہ خطیب الانبیاء کے خطبے آج تم سُن رہے ہو لو اور سُنو!

(۶۹۲) حضرت جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِلَّا قَائِمًا (مسند احمد) یعنی میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ خطبۂ جمعہ کھڑے ہو کر ہی کہتے سُنا ہے"

(۶۹۳) انہی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی اور ہم نے دیکھا کہ آپ اپنے سامنے سے کسی چیز کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں جب سلام پھیرا تو ہم نے پوچھا حضورؐ آج کیا بات تھی؟ آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ ھُوَ کَانَ یُلْقِیْ عَلَیَّ شَرَرَ النَّارِ لِیَفْتِنَنِیْ عَنْ صَلٰوتِیْ فَتَنَاوَلْتُہٗ یعنی شیطان نے مجھے نماز سے بہکانے کے لئے مجھ پر آگ کے شعلے ڈالنے چاہے تو میں نے بھی اسے پکڑنے کے لئے

لہ شیخ نجدی کی صورت میں شیطان اہل مکہ کے مشورے میں شریک ہوا تھا اسے نجدیوں کی مذمت کی دلیل بنانیوالے بیچارے دعویٰ کرنیوالے ہیں ان جیسی روایتوں کے جوابات میری کتاب قبیلہ محمدی میں ملاحظہ ہوں ۱۲ محمد۔

فَلَوْ اَخَذْتُهٗ مَا انْفَلَتَ مِنِّیْ حَتّٰی يُنَاطَ اِلٰی سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

ہاتھ بڑھایا۔ اگر پکڑ لیتا تو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور اہل مدینہ کے بچے بھی اسے دیکھ لیتے۔"

(مسند احمد)

(۶۹۴) انہی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی زناکاری کا اقرار کیا لیکن آپ نے منہ پھیر لیا۔ جب انھوں نے کئی بار (چار بار) اقرار کر لیا تو آپ نے انھیں سنگسار کرنے کا حکم فرمایا وہ سنگسار کر دیئے گئے پھر واپسی میں جب حضورؐ کو یہ خبر دی گئی تو آپ نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔

فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ؕ مَا بَالُ رِجَالٍ كُلَّمَا نَفَرْنَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی تَخَلَّفَ عِنْدَهُنَّ اَحَدُهُمْ لَهٗ نَبِيْبٌ كَنَبِيْبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ اِحْدٰهُنَّ الْكُثْبَةَ لَئِنْ اَمْكَنَنِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ لَاَجْعَلَنَّهُمْ نَكَالًا۔

آپ نے کھڑے ہو کر اللہ عزوجل کی حمد و ثنا خوب بیان کی پھر فرمایا لوگو! کیا ہو گیا ہے کہ ادھر ہم جہاد راہِ خدا میں نکلے اُدھر عورتوں کی نگرانی کرنے والوں کو مست سانڈنی کی سی مستی سوجھی۔ ادھر اُدھر کے تھوڑے بہت کے تحفے دیکر وہ عورتوں کو پرچانے لگا۔ واللہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقعہ دیا تو میں انھیں عبرتناک سزائیں دوں گا۔

(مسند احمد)

(۶۹۵) اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جابر بن سمرہ پر اپنی رحمت و رضوان نازل فرمائے، آپ فرماتے ہیں تم سے اگر کوئی کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ کہا کرتے تھے تو اُسے ہرگز سچا نہ ماننا میں نے تو کوئی سو بار سے زیادہ ہی آپ کو جمعہ کا خطبہ کھڑے کھڑے ہی کہتے سُنا ہے۔ کھڑے ہو کر خطبہ شروع کرتے، پھر بیٹھ جاتے، بیٹھنے کی حالت میں کوئی کلام نہ کرتے، پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ بیان فرماتے۔ آپ کے شاگرد آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کے خطبے کی کیفیت تو بتلائیے، تو آپ فرماتے ہیں:۔

كَانَتْ قَصْدًا اَلْكَلَامُ يَعِظُ بِهِ النَّاسَ وَيَقْرَأُ اٰيَاتٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

آپ کا خطبۂ جمعہ نہ تو بہت طویل ہوتا تھا نہ بالکل مختصر لوگوں کے لئے وعظ ہوتا تھا جس میں آیاتِ قرآنی کی تلاوت بھی ہوتی تھی۔

(مسند احمد)

(۶۹۶) اسلمی کو جس دن رجم کیا گیا اسی شام کے خطبے میں حضورؐ نے یہ بھی بیان فرمایا:۔

لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَآئِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ یَکُوْنَ عَلَیْکُمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّھُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ ۔ یہ بیان فرما کر راوی حدیث حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں۔ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ عُصْبَةُ الْمُسْلِمِیْنَ یَفْتَتِحُوْنَ الْبَیْتَ الْاَبْیَضَ بَیْتَ کِسْرٰی وَاٰلِ کِسْرٰی وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِذَا اَعْطَی اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَحَدَکُمْ خَیْرًا فَلْیَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ وَاَھْلِ بَیْتِهٖ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ۔

یہ امر دین محمدی قیامت تک برابر قائم رہیگا جب تک کہ بارہ بادشاہ نہ آجائیں جو سب قریشی ہوں گے۔ میری اُمت کی ایک جماعت فرمانروائے ایران کسریٰ کے بیت الابیض خزانہ گھر کو فتح کرے گی۔ قیامت کے قریب بہت سے کذاب جھوٹے دعویدار ظاہر ہوں گے ان سے بچتے رہنا سنو! تم میں سے کسی کو جب جناب باری کوئی بھلائی اور خیر و برکت عنایت فرمائے تو اُسے چاہئے کہ خود اس سے نفع اُٹھائے، اپنے گھر والوں کو نفع پہنچائے پھر اوروں کو۔ سنو سنو! میں تمہارا میر سامان ہوں حوض کوثر پر۔

(رَوَاہُ فِی الْمُسْنَدِ)

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صادق و مصدوق کو سچا کیا۔ ایران آپ کے صحابہؓ نے فتح کیا قصرا بیض کے خزانے کھینچ کر مدینہ منورہ کے فقراء پر تقسیم ہو گئے۔ شاہی کنگن ایک بدّو عرب کے ہاتھ لگے جنکی قیمت دنیا آنک نہیں سکتی تھی۔ ایران کی شاہزادیاں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ آہ! آج یہ سب ایک سراب کی حیثیت ہے۔ ایک خواب کی بات ہے۔ اب تو مسلمان ٹکے کے تین بکنے لگے۔ اب تو مسلمان اغیار کے بوٹ صاف کرنے پر کتوں کے پالنے پر سور پکانے اور شراب پلانے پر ملازم نظر آتے ہیں۔ آہ! مسلمانو! خدا وہی ہے۔ رسول کی سچائی میں کمی نہیں آئی۔ خدا کے وعدے جھوٹے نہیں ہوئے۔ وہ کہتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ۔ یعنی اگر تم میں ایمان اور نیکیاں ہیں تو تم زمین کے بادشاہ ہو۔ سچ ہے ہم ایمان میں بودے ہو گئے۔ نیک اعمال سے دور پڑ گئے پس بادشاہت چھن گئی۔ غلامی کی لعنت کا طوق گلے میں آپڑا۔ مسلمانو! اب بھی کروٹ لو۔ خدا کو راضی کر لو۔ پیروں پیغمبروں قبروں تعزیوں پر سے سر اُٹھا لو۔ امتیوں کی تقلید رسموں رواجوں کی پابندی سے یکسو ہو کر حدیث و قرآن کو لے لو۔ پھر یہ خشک سالی تر سالی سے، پھر یہ مصیبت راحت سے، پھر یہ تنزل ترقی سے پھر یہ غلامی شاہی سے بدل جائے گی۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ عَسَاکِرَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ عَلٰی اَعْدَآئِكَ وَاَعْدَآءِ الدِّیْنِ ہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ہ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ہ اَللّٰھُمَّ

اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاهْدِنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اٰمِيْنَ ۝ اَيُّهَا الْاِخْوَانُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَعْلٰى وَاَهَمُّ وَاَوْلٰى وَاَكْبَرُ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پینتالیسویں (۴۵) جمعہ کا پہلا خطبہ جس میں

خصائل اسلام اور فضائل نبی علیہ السلام وغیرہ میں حضورؐ کے اٹھارہ خطبے

(۶۹۷) اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ۝ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ۝ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۝ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ (منتخب کنز العمال) ۵ے

(۶۹۸) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا لَا نُذْكَرُ فِي الْقُرْاٰنِ كَمَا يُذْكَرُ الرِّجَالُ ؟ قَالَتْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ مِنْهُ يَوْمًا اِلَّا وَنِدَاؤُهٗ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ۝ قَالَتْ وَاَنَا اُسَرِّحُ رَأْسِيْ فَلَفَفْتُ شَعْرِيْ ثُمَّ دَنَوْتُ مِنَ الْبَابِ فَجَعَلْتُ سَمْعِيْ عِنْدَ الْجَرِيْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ ۝ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

ایک روز اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خدمت نبوی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا بات ہے؟ کہ ہم عورتوں کا ذکر قرآن میں نہیں کیا جاتا؟ جیسے کہ مردوں کا ذکر ہوتا ہے ایک دن میں بیٹھی ہوئی کنگھی کر رہی تھی کہ اچانک منبر پر سے حضورؐ کی آواز آئی کہ آپ فرما رہے ہیں اے لوگو! میں نے کنگھی چھوڑ دی اور یونہی اپنے بال لپیٹ کر دروازے سے قریب ہو کر سننے لگی۔ تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں جناب باری نے یہ آیتیں قرآن پاک میں نازل فرمائی ہیں یعنی اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ سے اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ تک

۵ے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض خطبے اسی حمد وثنا سے شروع کئے ہیں۔ بحمد اللہ آج یہ سنت بھی ہم سے ادا ہوئی۔ ۱۲ محمد

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ
وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ
وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ
وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ
وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ
لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ٥

(رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ)

مومن مرد عورت ایماندار مرد عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں سچے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں خوفِ خدا سے عاجزی کرنے والے اور کرنے والیاں صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔ روزیدار مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں بدکاری سے بچنے والے مرد اور عفت مآب عورتیں۔ اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنیوالے مرد اور ایسی ہی عورتیں۔ یہ مرد و عورت وہ ہیں جنکے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے۔

(۶۹۹) غزوۂ تبوک والے سال اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے ہیں تہجد گذاری میں مشغول ہیں آپ کے اصحاب کا مجمع ہوگیا ہے وہ آپ کی چوکیداری کر رہے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ اُن کی طرف متوجہ ہوکر یہ وعظ بیان فرماتے ہیں جسے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی آپکے سامنے بیان کرتا ہوں

لَقَدْ اُعْطِيْتُ اللَّيْلَةَ خَمْسًا مَا اُعْطِيَهُنَّ
اَحَدٌ قَبْلِيْ اَمَّا اَنَا فَاُرْسِلْتُ اِلَى النَّاسِ
كُلِّهِمْ عَامَّةً وَكَانَ مَنْ قَبْلِيْ اِنَّمَا يُرْسَلُ
اِلٰى قَوْمِهٖ ٥ وَنُصِرْتُ عَلَى الْعَدُوِّ
بِالرُّعْبِ وَلَوْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ مَسِيْرَةُ
شَهْرٍ لَمُلِئَ مِنْهُ ٥ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ
اٰكُلُهَا وَكَانَ مَنْ قَبْلِيْ يُعَظِّمُوْنَ اَكْلَهَا
وَكَانُوْا يُحَرِّقُوْنَهَا ٥ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ
مَسَاجِدَ وَطَهُوْرًا ٥ اَيْنَمَا اَدْرَكَتْنِي الصَّلٰوةُ
تَمَسَّحْتُ وَصَلَّيْتُ. وَكَانَ مَنْ قَبْلِيْ

آج کی رات مجھے وہ پانچ چیزیں منجانب خدا عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ اول تو یہ کہ ساری دنیا کی طرف رسول و نبی بنا کر بھیجا گیا مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء صرف اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے رہے۔ دوسرے یہ کہ دشمن پر میری مدد صرف رعب سے ہی کی گئی ہے۔ گو مجھ سے وہ مہینہ بھر کے فاصلہ پر ہو۔ تیسرے یہ کہ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیئے گئے مجھ سے پہلے کسی نبی پر اس کا کھانا حلال نہ تھا۔ وہ اسکی بڑی حرمت مانتے تھے اور اسے جلا دیا کرتے تھے۔ چوتھے یہ کہ ساری زمین میرے لئے نماز کی جگہ بنا دیگئی بلکہ زمین

يُعَظِّمُوْنَ ذَالِكَ ـ اِنَّمَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ كَنَائِسِهِمْ وَبِيَعِهِمْ ۔ وَالْخَامِسَةُ هِيَ مَا هِيَ؟ قِيْلَ لِيْ سَلْ فَاِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ قَدْ سَأَلَ فَاَخَّرْتُ مَسْأَلَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهِيَ لَكُمْ وَلِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ بِاَسْنَادٍ صَحِيْحٍ)

کی مٹی بوقت نہ ملنے پانی کے میرے لئے پاکیزگی حاصل کرنے کی چیز مثل پانی کے کردی گئی کہ جہاں کہیں وقت نماز ہو جائے مٹی پر ہاتھ مار کر تیمم کر کے وہیں نماز ادا کر دی جائے اگلی اُمتوں اور نبیوں کو یہ آسانی نہ تھی۔ اُن پر فرض تھا کہ وہ اپنے عبادت خانے میں پہنچ کر نماز پڑھیں۔ اور پانچویں خاصیت اور خصوصیت تو عجیب و غریب ہے وہ یہ کہ مجھ سے کہا گیا کہ تم ایک دعا مانگو ہمارا وعدہ ہے کہ ہم اسے قبول فرمائیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر نبی کو ایک مقبول دُعا دی تھی (تو ہر نبی نے تو مانگ لی) لیکن میں نے اپنی اس مقبول دُعا کو مؤخر کر دی کہ الٰہی میں اسے قیامت کے دن مانگوں گا اور وہ میری آخری دُعا اُمت کے لئے شفاعت کی ہوگی۔ جو تمہارے لئے بھی کرونگا اور میرے ہر اس اُمتی کے لئے جو خدا کی وحدانیت کی گواہی دے۔

(۷۰۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک مختصر لشکر بھیجا لیکن وہ لشکر خالی ہاتھ واپس آیا۔ اُن کے چہروں پر مشقت کے نشان دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جسمیں پہلے یہ دُعا کی

اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ اِلَيَّ فَاَضْعُفَ عَنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ اِلٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوْا عَنْهَا ـ وَلَا تَكِلْهُمْ اِلَى النَّاسِ فَيَسْتَاْثِرُوْا عَلَيْهِمْ

الٰہی انھیں میری طرف نہ سونپ دے کہ میں انکی نگرانی سے کمزور رہوں۔ الٰہی انھیں خود اُنکی طرف بھی نہ سونپ دے کہ یہ عاجز ہو جائیں نہ انھیں لوگوں پر ٹال دے کہ وہ اُن پر دوسروں کو ترجیح دیں"۔ اس دُعا کے بعد آپؐ نے حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا:۔ اِذَا رَاَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْاُمُوْرُ الْعِظَامُ ـ وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِيْ هٰذِهٖ اِلٰى رَاْسِكَ ـ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ)

جب خلافت زمین مقدس میں اتر آئے اس وقت زلزلے بلائیں فتنے اور بڑے بڑے اہم امور لوگوں کے سروں پر منڈلانے لگیں گے اس وقت قیامت لوگوں سے اسقدر قریب ہو جائے گی جیسے میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے قریب ہے۔

(۷۰۱) ایک مرتبہ صبح کی نماز کے وقت کسی نے حضور سے سوال کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے انھیں تیز

نظروں سے دیکھا کوئی جواب نہ دیا اور نماز کو کھڑے ہوگئے۔ فارغ ہو کر اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا:۔

تَبَارَكَ خَالِقُهَا وَرَافِعُهَا وَمُبَدِّلُهَا وَطَاوِيهَا كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكِتَابِ ۝

برکتوں والا ہے وہ خدا جو اس کا خالق ہے اور اس کا بلند کرنے والا ہے، اسکا بدلنے والا ہے اور اسے سمیٹ لینے والا ہے جیسے دفتری کسی کتاب کو تہ کر لیتا ہے،

پھر آپؐ نے زمین کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا:۔

تَبَارَكَ خَالِقُهَا وَوَاضِعُهَا وَمُبَدِّلُهَا وَطَاوِيهَا كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكِتَابِ ۝

برکتوں والا ہے وہ خدا جو اس زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس کا بچھانے والا، اسے بدلنے والا اور اسے سمیٹ لینے والا ہے، جیسے کتاب کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔

پھر دریافت فرمایا کہ قیامت کے وقت کو پوچھنے والا کہاں ہے؟ تو مجمع کے آخر سے ایک صاحب اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوگئے۔ ہم نے جو دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطابؓ تھے۔ انھیں دیکھکر حضورؐ نے فرمایا:۔

عِنْدَ حَيْفِ الْاَئِمَّةِ وَتَكْذِيبٍ بِالْقَدَرِ وَاِيْمَانٍ بِالنُّجُوْمِ وَقَوْمٌ يَتَّخِذُوْنَ الْاَمَانَةَ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةَ مَغْرَمًا وَالْفَاحِشَةَ زِيَارَةً۔

جبکہ امام اور بادشاہ ظلم کرنے لگیں۔ جبکہ تقدیر کو جھٹلایا جائے۔ جبکہ ستاروں پر ایمان رکھا جائے۔ جبکہ ایسے لوگ آجائیں جو امانت کو اپنا مال سمجھنے لگیں۔ زکوٰۃ کو تاوان اور چٹی اور جرمانہ سمجھنے لگیں اور بدکاریوں کو ملاقات اور میل کا سبب بنالیں، اس پر حضرت علیؓ نے سوال کیا کہ اس آخری جملے کا کیا مطلب ہے؟ ہم نہیں سمجھتے، آپؐ نے فرمایا

اَلرَّجُلَانِ مِنْ اَهْلِ الْفِسْقِ يَصْنَعُ اَحَدُهُمَا طَعَامًا وَّشَرَابًا وَّيَأْتِيهِ بِالْمَرْاَةِ فَيَقُوْلُ اصْنَعْ لِيْ كَمَا صَنَعْتُ فَيَتَزَاوَرُوْنَ عَلٰى ذَالِكَ ۔ قَالَ فَعِنْدَ ذَالِكَ هَلَكَتْ اُمَّتِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ۝ (ابن ابی الدنیا والسیوطی فی الدر المنثور) [۱]

فاسق لوگ ایک دوسرے کی دعوت کریں گے کھانا دانا تیار کر کے ساتھ ہی کسی عورت کو بھی بلائیں گے اور اس کو فرمائش کریں گے یہی ایک دوسرے کی طرف سے اس کی دعوت میں کیا جاویگا۔ بس یہی میری اُمّت کی ہلاکی ہے۔

---

[۱] یہ خطبہ گو پہلے گذر چکا ہے لیکن اُس میں اجمال ہے یہاں تفصیل ہے۔ فالحمد للہ ۔ محمد عفی عنہ

(۷۰۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ؟ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت پوچھا پھر ہمیں اس میں کیا اجر ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی۔ پوچھا اون کے بارے میں کیا فرمان ہے؟ فرمایا اون کے بھی ایک ایک روئیں پر ایک ایک نیکی۔

(۷۰۳) عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ۔ اَلَا وَاِنَّ قَتِيْلَ الْخَطَاءِ شِبْهِ الْعَمَدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ مِئَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ فِيْهَا اَرْبَعُوْنَ ثَنِيَّةً اِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِفَةٌ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر کے وہاں خطبہ پڑھا۔ اس میں فرمایا جس کے ہاتھ سے کوئی مار ڈالا جائے لیکن قصداً مار ڈالنے کے ارادے سے نہ مرا ہو بلکہ خطا سے مرگیا ہو مثلاً کوڑا مارا، لکڑی ماری، پتھر مارا تو قاتل پر سو اونٹ دیت ہے جو مقتول کے وارثوں کو دلوائے جائیں گے۔ ان میں سے چالیس وہ ہوں جو چھٹے سال سے نویں سال کی عمر تک کے ہوں یہ سب اونٹنیاں ہوں اور ہوں بھی گیابھن۔

(۷۰۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

کعبۃ اللہ کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر فتح مکہ والے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا جس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا تمام تعریفیں ذاتِ باری ہی کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے غلام کی مدد کی اور مخالفین کی تمام مادی طاقتوں کو اسی ایک نے زیر و زبر کر دیا۔ فالحمد للہ الخ

(۷۰۵) ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کسی شخص نے اُن کے داداؤں میں سے کسی کو بُرا کہا، اسپر انھیں غصہ آگیا اور ایک تھپڑ مار دیا اس کی تمام قوم جمع ہوگئی۔ اور کہا کہ یا تو عباسؓ کو بھی یہ تھپڑ ماریگا۔ ورنہ ہم لڑائی کریں گے۔ بات طول پکڑ گئی اور وہ لوگ لپک کر ہتھیار بند ہو کر آگئے حضورؐ کو بھی واقعہ کا علم ہوا اُسی وقت آپ منبر پر چڑھے اور یہ خطبہ دیا۔

صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اَىُّ اَهْلِ الْاَرْضِ تَعْلَمُوْنَ اَكْرَمَ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ؟ فَقَالُوْا اَنْتَ قَالَ فَاِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّىْ وَاَنَا مِنْهُ لَا تَسُبُّوْا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوْا اَحْيَاءَنَا۔ (رَوَاهُ النَّسَائِىُّ)

اے لوگو! جانتے ہو کہ تمام زمین والوں میں سے کون خُدا کے نزدیک زیادہ افضل ہے؟ سب نے کہا ہاں وہ آپ ہیں۔ آپنے فرمایا اب سُنو عباسؓ میرے ہیں اور میں عباسؓ کا ہوں۔ خبردار ہمارے مُردوں کو بُرا کہکر ہمارے زندوں کے جذبات کو مجروح نہ کرو۔

اتنا سُننا تھا کہ وہ ساری قوم آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ہم آپکے غصہ سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں ہم سے قصور ہوا، آپ معاف فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمارے لئے معافی طلب فرمائیں قصہ جاتا رہا ہو گیا۔ فالحمدللہ۔

(۷۰۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (اَىْ فِىْ مَوْعِظَتِهٖ) ثَلَاثٌ مُّهْلِكَاتٌ ۝ وَّثَلَاثٌ مُّنْجِيَاتٌ وَ ثَلَاثٌ كَفَّارَاتٌ ۝ وَثَلَاثٌ دَرَجَاتٌ ۝ فَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ نَشُحٌّ مُّطَاعٌ ۝ وَهَوًى مُّتَّبَعٌ ۝ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ ۝ وَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَالْقَصْدُ فِى الْغَضَبِ وَالرِّضَاهِ وَالْقَصْدُ فِى الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ وَخَشْيَةُ اللهِ فِى السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَاَمَّا الْكَفَّارَاتُ فَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ۝ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِى السَّبْرَاتِ

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِدَاهُ اَبِىْ وَاُمِّىْ وعظی و مالی فرماتے ہیں۔ تین کام سخت خطرناک اور مہلک ہیں اور تین کام گناہوں کو معاف کرانے والے اور کفارہ اور بدلہ بن جانے والے ہیں اور تین کام درجوں کو بڑھانے والے مرتبے اور آبرو عزت دینے والے ہیں۔ ہلاک کرنیوالے تین گناہ تو یہ ہیں۔ اوّل بخیلی اور حرص کے پیچھے لگ جانا۔ دوسرے خواہش نفس کی پیروی میں مشغول ہو جانا۔ تیسرے انسان کا اپنی عقل مندی اور رائے پر نازاں ہو جانا۔ تین چیزیں نجات دلانے والی یہ ہیں۔ غصے اور محبت کے وقت میانہ روی کرنا۔ فقیری امیری میں بھی درمیانہ چال چلنا۔

وَنَقْلُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ ۝ وَاَمَّا الدَّرَجَاتُ فَاِطْعَامُ الطَّعَامِ ۝ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالنَّاسُ نِیَامٌ ۝ (رَوَاہُ مُنْتَخَبُ کَنْزُ الْعُمَّالِ فِیْ مَوَاعِظِہٖ وَخُطْبَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَمَالٌ)

پوشیدگی اور ظاہر میں خوف خدا رکھنا۔ تین چیزیں جو گناہوں کا بدلہ ہو جاتی ہیں انھیں بھی سُن لیجئے۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ کڑکڑاتے جاڑوں وغیرہ میں سختی کے موقعہ پر بھی کامل وضو کرنا۔ اور دور دراز سے پیدل چل کر نماز باجماعت کے لئے مسجد میں جانا۔ رہیں درجات کو بڑھانے والی تین چیزیں وہ یہ ہیں۔ کھانا کھلانا۔ بکثرت ہر ایک کو السلام علیکم کہنا۔ اور لوگوں کے سوتے ہوئے نماز ادا کرنا۔ یعنی رات کو تہجد پڑھنا۔

(۷۰۷) عَنْ عُبَیْدِ بْنِ صَخْرِ بْنِ لَوْذَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ای فی موعظۃ) تَعَاھَدُوْا بِالتَّذْکِرَۃِ وَاتَّبِعُوا الْمَوْعِظَۃَ وَھُوَ اَقْوٰی لِلْعَالَمِیْنَ بِمَا یُحِبُّ اللّٰہُ ۝ وَلَا تَخَافُوْا فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعظ میں فرمایا۔ نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ وعظ و خطبہ سُنکر عمل کیا کرو یہی چیز ہے جس کے باعث تم محبت خدا حاصل کر سکتے ہو۔ اللہ کے دین پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے میں آزاد رہو۔ بُرا ماننے والے اور ملامت کرنے والوں کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرو اللہ تبارک و تعالیٰ کا ڈر خوف رکھو جسکی طرف تمہارا حشر ہونے والا ہے۔

(اَبُوْ نُعَیْمٍ وَّالدَّیْلَمِیُّ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی کَمَا رَوَاہُ صَاحِبُ مُنْتَخَبِ کَنْزِ الْعُمَّالِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالْخُطْبَاتِ)

(۷۰۸) اَخْرَجَ صَاحِبُ مُنْتَخَبِ کَنْزِ الْعُمَّالِ ۝ فِی الْمَوَاعِظِ وَالْخُطَبِ ۝ عَنْ یَّعْلَی الْاَشْدَقِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ جَرَادٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُطْلُبُوا الْخَیْرَ دَھْرَکُمْ وَاھْرُبُوْا مِنَ النَّارِ جُھْدَکُمْ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ لَا یَنَامُ طَالِبُھَا وَالْاٰخِرَۃَ مَحْفُوْفَۃٌ بِالْمَکَارِہِ وَاِنَّ الدُّنْیَا مَحْفُوْفَۃٌ بِاللَّذَّاتِ

لوگو! عمر بھر بھلائیوں کی طلب میں لگے رہو اپنی طاقت بھر جہنم سے بچنے کی کوشش کرتے رہو۔ سُنو! طالبِ جنت غفلت کی نیند سوتا نہیں۔ یاد رکھو آخرت کی بھلائی کے کام ناپسندیدگیوں سے ڈھکے ہوئے ہیں اور دنیا لذتوں اور شہوت کے کاموں کا لفافہ چڑھائے ہوئے ہے پس شہوت پرستیوں میں اور لذتوں میں پھنسکر آخرت سے غافل نہ ہو جانا۔ ہاں اس کی دنیا کیا جس نے اپنی آخرت کو بگاڑ لیا۔ اور ہاں آخرت

وَالشَّهَوَاتِ فَلَا تُلْهِيَنَّكُمْ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا وَلَذَّاتُهَا عَنِ الْآخِرَةِ اِنَّهٗ لَا دُنْيَا لِمَنْ لَّا اٰخِرَةَ لَهٗ وَلَا اٰخِرَةَ لِمَنْ لَّا دُنْيَا لَهٗ ۝ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَبْلَغَ فِي الْمَعْذِرَةِ وَبَلَّغَ الْمَوْعِظَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَلَّ كَثِيْرًا طَيِّبًا فِيْهِ سَعَةٌ وَحَرَّمَ خَبِيْثًا فَاجْتَنِبُوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّهٗ لَنْ يُّحِلَّ اللّٰهُ شَيْئًا حَرَّمَهٗ وَلَنْ يُّحَرِّمَ شَيْئًا اَحَلَّهٗ وَاِنَّهٗ مَنْ تَرَكَ الْحَرَامَ وَ اَحَلَّ الْحَلَالَ اَطَاعَ الرَّحْمٰنَ وَاسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاجْتَمَعَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ هٰذَا لِمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ۔ (ابن صیفری فی امالیہ)

بغیر دنیا میں کی ہوئی نیکیوں کے نہیں سنور سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر طرح تمھاری عذرت معذرت ختم کر دی ہے۔ اس نے تمھیں اپنے وعظ خوب سُنا دیئے ہیں اُس نے تمھارے لئے بہت سی پاک اور عمدہ چیزیں حلال کر دی ہیں جو تمھیں کافی وافی ہیں۔ اس نے خبیث گندی اور نقصان رساں چیزیں تم پر حرام کر دی ہیں اُن سے بچتے رہو۔ جناب باری عزوجل کی فرمانبرداری میں لگے رہو۔ اللہ کا دین کا رِل ہے۔ اب وہ اپنے حلال کو حرام اور اپنے حرام کو حلال نہیں کریگا۔ خدا کا سچا بندہ وہ ہے جو حرام کو ترک کر دے اور حلال پر کفایت کر لے اور قرآن و حدیث کے مضبوط کڑے کو پوری طاقت سے تھام لو۔ جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ یہی ہے جس نے دین دنیا کو جمع کرا دیا۔ یہ خوش نصیبی اُنھی کے حِصّے میں ہے جو خدا کے فرمانبردار ہو جائیں۔

(٧٠٩) آؤ بھائیو! میں تمھیں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہما وسلم کا مشترکہ خطبہ سناؤں۔ حضور فرماتے ہیں

اِنَّ اَخِيْ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ قَالَ لِلْحَوَارِيِّيْنَ يَوْمًا مَّعْشَرَ الْحَوَارِيِّيْنَ ۝ كُوْنُوْا مِنَ الشَّرِّ بُلْهًا كَالْحَمَامِ ۝ وَكُوْنُوْا فِي الْاِجْتِهَادِ وَالْحَذَرِ كَالْوَحْشِ اِذَا طَلَبَهَا الْقَنَّاصُ ۔ (كَنْزُ الْعُمَّالِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رض)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے ایک دن حواریوں کے مجمع میں فرمایا اے میرے بھائیو! بدی اور بُرائی سے اس طرح انجان اور بھولے بن جایا کرو جیسے کبوتر ہوتا ہے اور عبادت کی کوشش میں اور گناہ سے بچنے میں ایسے ہو جاؤ جیسے وحشی جانور جو شکاری کو اپنے تعاقب میں دیکھ لے۔

(٧١٠) آؤ اللہ کے نبیؐ کی ایک نصیحت آپ کا ایک وعظ سُن لو، فرماتے ہیں۔

اَقِلَّ مِنَ الدَّيْنِ تَعِشْ حُرًّا ۔ وَ اَقِلَّ

قرض نہ لے تاکہ آزادی کی زندگی گذار سکے۔ گناہ نہ کر

مِنَ الذُّنُوْبِ لِيَخِنَّ عَلَيْكَ الْمَوْتُ وَانْظُرْ فِيْ اَيِّ نِصَابٍ تَضَعُ وَلَدَكَ فَاِنَّ الْعِرْقَ دَسَّاسٌ

(رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)

تاکہ موت کی سختی سے بچ جائے اور دیکھ لے کہ تو اپنے عمل سے اپنی اولاد کو کیا تربیت و تعلیم دے رہا ہے شاخیں اپنے تنے کی پیرو ہوتی ہیں۔

(۱۱) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا شَرِيْكَ لِيْ اِنَّهُ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِيْ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِيْ وَرَضِيَ بِحُكْمِيْ كَتَبْتُهُ صِدِّيْقًا وَّبَعَثْتُهُ مَعَ الصِّدِّيْقِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ)

جناب باری تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح محفوظ میں یہ لکھا ہے۔شروع بہ نام اللہ رحمان و رحیم کے یقیناً میں ہی اللہ ہوں۔میرے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں۔نہ کوئی میرا شریک ساجھی اور ساتھی ہے۔جو میری قضا پر راضی ہو جائے گا۔اور میری نازل کردہ بلا پر صبر کریگا اور میرے حکم پر رضامند ہو جائیگا میں اسے صدیقوں میں لکھ لونگا اور قیامت کے دن بھی صدیقوں کے ساتھ اُٹھاؤنگا۔

(۱۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مسکین انصاری رضؓ کو ضرورت و حاجت نے ستایا۔اُن کے گھر والوں نے کہا تم حضورؐ کے پاس جاؤ آپ سے سوال کرو آپ دیں گے۔یہ چلے یہاں جب پہنچے تو نقشہ یہ تھا:۔

فَاَتَاهُ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَعَفَّ اَعَفَّهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْنٰى اَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَاَلَنَا فَوَجَدْنَا لَهُ اَعْطَيْنَاهُ۔

(رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اُن کے پہنچنے کے وقت حضورؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل رہے تھے جو سوال سے بچنے کی کوشش کریگا اللہ تعالیٰ اس پر سوال کا وقت ہی نہیں لائیگا۔ اور جو شخص لوگوں سے بے پرواہی کریگا اللہ تعالیٰ اُسے غنی کر دیگا اور جو شخص ہم سے سوال کریگا اور ہمارے پاس ہوگا تو ہم اُسے ضرور دیں گے۔یہ سُنتے ہی وہ غیور مسلم انصاری رضؓ بلا سوال واپس لوٹ گئے۔

(۱۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ حضورؐ مجھ سے زنا کاری ہوگئی ہے مجھ پر حد

جاری کیجئے جب چار مرتبہ اقرار کیا اور حضورؐ نے اچھی طرح تحقیق کر لی تو حضورؐ نے انھیں رجم کرنے کا حکم دیا۔
جب رجم کر کے ہم واپس خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔

فَلَمَّا كَانَ بِالْعَشِيِّ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ (رَوَاهُ فِي الْمُسْنَدِ)

تو اس شام کو کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے؟ اسکے بعد کے جملے راوی نے بیان نہیں فرمائے

(۱۷۴) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّقُوْلُوْنَ اِنَّ رَحِمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْفَعُ قَوْمَهٗ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنَّ رَحِمِيْ مَوْصُوْلَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنِّيْ اَيُّهَا النَّاسُ فَرَطٌ لَّكُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَاِذَا جِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَ قَالَ اَخُوْهُ اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ لَهُمْ اَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُهٗ وَلٰكِنَّكُمْ اَحْدَثْتُمْ بَعْدِيْ وَارْتَدَدْتُمُ الْقَهْقَرٰى (رَوَاهُ فِي الْمُسْنَدِ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ دیا جسمیں فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیکی رشتے داری آپ کی قوم کو کچھ نفع نہ دیگی؟ ہاں سنو میری رشتے داری دنیا آخرت میں ملی ہوئی ہے۔ لوگو! میں حوض کوثر پر تم سب کا میر سامان ہوں جب تم آؤ گے تو لوگ مجھ سے کہیں گے یا رسول اللہ میں فلاں کا بیٹا ہوں، یا رسول اللہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں جواب دونگا کہ ہاں نسب تو پہچان لیا لیکن تم نے میرے بعد بدعتیں نکال لی تھیں۔ پچھلے پیروں لوٹتے گئے تھے۔"

پس بدعتیوں کو نہ حوض کوثر کا پانی نصیب ہو نہ شفاعت رسولؐ۔ خدا ہمیں بدعتوں سے بچائے اور سچا سنّی بنائے آمین۔

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْنَا بِنُوْرِ الْاِيْمَانِ ۝ وَزَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِسْلَامِ ۝ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ اَنْتَ وَلِيِّنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۝ تَوَفَّنَا مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پینتالیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں فضائل جہاد، مذمت ریاکاری وغیرہ کے متعلق آنحضرت صلعم کے آٹھ خطبے ہیں

اَحۡمَدُ مَلۡفُوۡظٍ بِهٖ اَمَامَ كُلِّ كَلَامٍ ۝ وَاَسۡعَدُ مَا يَفۡتَخِرُ بِهٖ كُلُّ مَاۡمُوۡمٍ وَّاِمَامٍ ۝ اَحۡمَدُ اللّٰهَ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰى بِمَا حَمِدَ بِهٖ فِىۡ كِتَابِهِ الۡعَزِيۡزِ وَتَنۡزِيۡلِهِ الذَّهَبِ الۡاِبۡرِيۡزِ مِنۡ جَوَاهِرِ صِيۡغَةِ الۡمُحَلَّاتِ بِاِسۡمِهٖ ۝ اِذۡ لَا يُشَارِكُهٗ اَحَدٌ فِىۡ حَدِّهٖ وَرَسۡمِهٖ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا فَاعۡبُدۡهُ وَاصۡطَبِرۡ لِعِبَادَتِهٖ ط هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ وَاِنَّمَا هِىَ مَحَامِدُ لِذَاتِهِ الۡوَاجِبِ الۡوُجُوۡدِ الۡمُوۡجِدَةِ لِكُلِّ مَوۡجُوۡدٍ اِيۡجَادًا سَوِيًّا ۝ وَاَحۡسَنُ مَا تَلِىۡ بِحَمۡدِهِ النَّامِىۡ وَوَصۡفِهِ السَّامِىۡ التَّصۡلِيَةُ وَالتَّسۡلِيۡمُ عَلٰى اَفۡضَلِ رُسُلِهٖ وَخَاتَمِ اَنۡبِيَائِهِ الۡمُسۡتَلِّ مِنۡ سُلَالَةِ عَدۡنَانَ ۝ الۡمُفَصِّلِ بِالۡقُرۡاٰنِ وَاللِّسَانِ وَالۡبَيَانِ ۝ مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ الۡاِنۡسِ وَالۡجَانِّ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَخُلَفَائِهِ الۡاَرۡبَعَةِ اُوۡلِى الۡاِيۡمَانِ وَالۡعِرۡفَانِ ۝ وَبَعۡدُ ۝

(۷۱۵) عَنۡ اَبِىۡ سَعِيۡدِ الۡخُدۡرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوۡكَ خَطَبَ النَّاسَ وَهُوَ مُسۡنِدٌ ظَهۡرَهٗ اِلٰى نَخۡلَةٍ فَقَالَ اَلَا اُخۡبِرُكُمۡ بِخَيۡرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ؟ اِنَّ مِنۡ خَيۡرِ النَّاسِ رَجُلًا عَمِلَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ عَلٰى ظَهۡرِ فَرَسِهٖ اَوۡ عَلٰى ظَهۡرِ بَعِيۡرِهٖ اَوۡ عَلٰى قَدَمَيۡهِ

تبوک والے سال کھجور کے درخت سے ٹیک لگا کر اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا جسمیں فرمایا سنو میں تمہیں بھلے اور برے انسان کے اوصاف بتلا دوں۔ بھلا انسان وہ ہے جو اپنے گھوڑے یا اپنے اونٹ کی پیٹھ پر راہ خدا کے عمل میں لگا رہے یا اپنے پیروں پر ہی یعنی ہر وقت جہاد میں مشغول رہے یا جہاد کی تیاریوں وغیرہ میں۔ اور برا انسان وہ ہے جو بدکار ہو، ڈھیٹ ہو، کتاب اللہ پڑھتا ہو

حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمَوْتُ وَاِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا جَرِيئًا يَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يَدْعُوا اِلٰى شَيْءٍ مِّنْهُ۔

لیکن کسی کو تبلیغ نہ کرتا ہو نہ خود اس پر عامل ہو"۔ (مسند احمد)

(وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَرْعَوِي بَدَلَ لَا يَدْعُو)

(۱۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کی اقتدا میں نماز ادا کی رکوع میں آپ سے پہلے چلا جاتا تھا اور آپ سے پہلے ہی سر بھی اُٹھا لیتا تھا حضورؐ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ یہ کون تھا؟ اس نے کہا میں اور میں نے یہ چاہا کہ دیکھوں آپ کو اس کی خبر بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ تو آپؐ نے تمام نمازیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

اِتَّقُوْا خِدَاجَ الصَّلٰوةِ اِذَا رَكَعَ الْاِمَامُ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا۔ (مسند احمد)

نماز کو ناقص کرنے سے بچو امام کے پیچھے رکوع کرو اور امام کے بعد ہی رکوع سے سر اُٹھایا کرو۔

(۱۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ہم باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گذارا کرتے تھے کہ آپ کو کوئی کام نکل آئے تو ہم خدمت کر سکیں۔ ایک رات ہم لوگ زیادہ تعداد میں جمع تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے جو حضورؐ آگئے اور دریافت فرمایا، یہ سرگوشیاں کیا ہو رہی ہیں؟ کیا میں نے ان سے منع نہیں کیا؟ ہم نے کہا اے نبی اللہؐ ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں قصور ہو گیا ہم مسیح دجّال کی بابت اُس سے ڈر کر آپس میں ذکر اذکار کر رہے تھے تو آپؐ نے ہم سے فرمایا:-

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْمَسِيحِ عِنْدِيْ؟ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ لِمَكَانِ رَجُلٍ۔ (رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ الشَّرِيْفِ)

میرے صحابیو! سنو میں تمہیں مسیح دجّال سے بھی زیادہ خوفناک چیزوں کی خبر دوں وہ پوشیدہ شرک ہے اس طرح کہ انسان دوسرے انسانوں کی موجودگی کی وجہ سے اس کے دکھانے کے لئے نیکیوں پر کھڑا ہو جائے۔

(۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ نبوی میں قحط پڑا حضورؐ استسقا کیلئے مدینہ سے بَقیعِ غَرقد کی طرف چلے۔ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے جس کا ایک سرا دونوں ہاتھوں کے درمیان لٹک رہا تھا اور دوسرا دونوں مونڈھوں کے درمیان ہاتھ میں عربی کمان تھی جس پر ٹیک لگا رہے تھے۔ آتے ہی قبلے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اللہ اکبر کہہ کر صحابہؓ کو دو رکعت نماز پڑھائی دونوں میں قرأت بآواز بلند پڑھی پہلی میں

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ پڑھی۔ دوسری میں سورۂ وَالضُّحٰی کی تلاوت فرمائی پھر اپنی چادر کو پلٹی جو اشارہ تھا کہ اسی طرح قحط سالی لوٹ جائے۔ پھر اللہ عزوجل کی پوری اور بہت کچھ حمد و ثنا فرمائی۔ پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ ضَاحَتْ بِلَادُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَهَامَتْ دَوَابُّنَا ۔ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ مِنْ اَمَاكِنِهَا وَنَاشِرَ الرَّحْمَةِ مِنْ مَّعَادِنِهَا بِالْغَيْثِ الْمُغِيْثِ ۔ اَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ لِلْاٰثَامِ نَسْتَغْفِرُكَ لِلْجَامَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا ۔ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْ عَظِيْمِ خَطَايَانَا ۔ اَللّٰهُمَّ اَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا ۔ وَاكِفًا مُغْزَوْرًا مِّنْ تَحْتِ عَرْشِكَ ۔ مِنْ حَيْثُ يَنْفَعُنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا دَارِعًا وَّاَبِعًا مُمْرِعًا طَبَقًا غَدَقًا خِصْبًا ۔ تُكْثِرُ لَنَا بِهِ النَّبَاتَ ۔ وَتُكْثِرُ لَنَا بِهِ الْبَرَكَاتُ وَتُقْبِلُ بِهِ الْخَيْرَاتُ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ ۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔ اَللّٰهُمَّ فَلَا حَيَاةَ لِشَيْءٍ خُلِقَ مِنَ الْمَآءِ اِلَّا بِالْمَآءِ ۔ اَللّٰهُمَّ وَقَدْ قَنَطَ النَّاسُ ۔ اَوْ مَنْ قَنَطَ النَّاسُ مِنْهُمْ وَسَاءَ ظَنُّهُمْ ۔ وَهَامَتْ بَهَائِمُهُمْ وَعَجَّتْ عَجِيْجَ الثَّكْلٰى عَلٰى اَوْلَادِهَا ۔ اِذْ حَبَسْتَ عَنَّا قَطْرَ السَّمَآءِ ۔ فَدَقَّ لِذٰلِكَ عَظْمُهَا ۔ وَذَهَبَ لَحْمُهَا ۔

الٰہی! شہر اجڑنے لگے۔ زمین مرنے لگی۔ چوپائے چیخنے لگے۔ اے ہر جگہ سے برکتوں کے نازل فرمانے والے اے مرکز سے رحمت کے پھیلانے والے تو بارشیں برسا جو ہماری پیاس بجھادیں۔ گناہوں کی بخشش تجھ ہی سے طلب کی جاتی ہے۔ ہم اپنے تمام گناہوں کو تیرے سامنے لاکر تجھ ہی سے معافی مانگتے ہیں۔ ہم اپنی تمام خطاؤں سے درگذر چاہتے ہیں۔ الٰہی بہت بہت بارشیں برسا۔ جو ہمیں کفایت کریں۔ الٰہی عرش تلے کے خزانے کھولدے اور ہمیں نفع پہنچا۔ الٰہی بکثرت کافی وافی بہتی بہتی نفع دینے والی ضرر سے دور بارشیں برسا کر زمین کی پیداوار کو اگا دے۔ اور ہمیں برکتیں دے۔ خیریت نصیب فرما۔ الٰہی تو نے آپ ہی فرمایا ہے کہ ہر چیز کی زندگی پانی سے ہے پھر پانی بغیر زندگی نہ رہے گی۔ الٰہی بہت سے تو اب ناامید جیسے ہو گئے، ان کے گمان بدلنے لگے ہیں ان کے جانور پریشان ہو گئے ہیں۔ ان کی چیخ و پکار بڑھ گئی ہے بارش کے نہ ہونے نے ان کی کمر توڑ دی ہے ان کی ہڈیاں خالی ہو گئی ہیں۔ گوشت سست پڑ گیا ہے۔ چربی سوکھ گئی ہے۔ الٰہی! ان بے زبانوں کی چیخ و پکار پر رحم فرما الٰہی! ان کی روزی کا تو بظاہر کوئی بھی سامان نہیں۔ پروردگار یہ تو تیرے وسیع دسترخوان کے ہی مہمان

وَذَابَ شَحْمُهَا ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اَنِيْنَ ۔ وَخَنِيْنَ الْحَانَّهِ ۔ وَمَنْ لَّا يَحْمِلُ رِزْقَهُ غَيْرُكَ ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْبَهَائِمَ ۔ وَالْاَنْعَامَ السَّائِمَةَ ۔ وَالْاَطْفَالَ الصَّائِمَةَ ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمَشَائِخَ الرُّكَّعَ ۔ وَالْاَطْفَالَ الرُّضَّعَ ۔ وَالْبَهَائِمَ الرُّتَّعَ ۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكَ وَلَا تَرُدَّنَا مَحْرُوْمِيْنَ ۔ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ (رَوَاهُ الْكِرْمَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ)

ہیں، الٰہی ان پریشان حواس جانوروں پر ان جنگل کے چارے سے پیٹ بھرنے والے چوپایوں پر ان بے زبان ننھے مُنّے بچوں پر جو بھوک کے مارے رونے سے ہیں، رحم فرما! ان پر کرم کر۔ الٰہی کبڑی پیٹھوں والے بڈھوں پر، الٰہی دودھ پیتے بچوں پر، الٰہی گھاس پات چرنے والے جانوروں پر رحم فرما! الٰہی! ہماری قوت، طاقت روزی، رزق بڑھا دے۔ پروردگار اے ارحم الراحمین! ہمیں اپنے دروازے سے محروم نہ پھیر تو ہی دعاؤں کا سُننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔ الٰہی رحم فرما! ارحم الراحمین تیری رحمت سب سے بڑی ہے۔ پس ادھر یہ دُعا ہوتی ہے اُدھر اس قدر جم کر بارش ہوتی ہے کہ لوگوں کو گھر پکڑنا مشکل ہوگیا۔ یہ تھی برکت دُعائے رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷۱۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ہم لوگ مسجد میں جمع تھے۔ تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے۔ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور ہمیں مخاطب فرما کر فرمایا:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَابْتَغُوْا بِهِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ قَوْمٌ يُّقِيْمُوْنَهُ اِقَامَةَ الْقِدْحِ يَتَعَجَّلُوْنَهُ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَهُ ۔ (احمد)

قرآن پڑھو اور اس کی تلاوت سے مرضئ مولا تلاش کرو۔ سنو! ایسے لوگ بھی آنے والے ہیں، جو اُس کے حرفوں کو تو ایسے دُرست کریں گے جیسے تیر دُرست اور سیدھے کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس سے دُنیا طلب کریں گے۔ آخرت کے لئے کچھ نہ رکھیں گے۔

(۷۲۰) حضرت عبداللہ بن مرفع رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا۔ اس کے اٹھارہ سو حصے کئے ایک ایک حصہ ایک ایک سو کا مقرر کیا۔ یہ زمین پر میوہ تھی۔ لوگوں نے خوب میوے کھائے جس سے انھیں بخار ہوگیا تو حضورؐ کے پاس شکایت لے کر آئے۔ آپ نے اس وقت انھیں خطبہ دیا اور فرمایا

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذِهِ الْحُمّٰى رَائِدُ

اے لوگو یہ بخار موت کا قاصد ہے اور زمین میں خدائی

الْمَوْتِ ۰ وَسِجْنُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ ۰ هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ ۰ فَاِذَا اَخَذَ تْكُمْ فَبَرِّدُوْا لَهَا الْمَاءَ فِي الشِّنَانِ ۰ يَعْنِي الْقِرَبَ ۰ وَصُبُّوْا عَلَيْكُمْ مَا بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ ۰ يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ۰

قید خانہ ہے۔ یہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ جب تمہیں یہ (گرم) بخار چڑھے تو اس کے لئے مشک میں پانی ٹھنڈا کرو اور مغرب اور عشاء کے درمیان غسل کر لو۔

(رَوَاهُ الطبرانی وَفِيهِ لِيْنٌ)

(۷۲۱) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ يَوْمًا مَا تَقُوْلُوْنَ فِي رَجُلٍ قُتِلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ قَالُوْا الْجَنَّةُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَمَا تَقُوْلُوْنَ فِي رَجُلٍ مَاتَ فَقَامَ رَجُلَانِ ذَوَا عَدْلٍ فَقَالَا لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا فَقَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ اَلْجَنَّةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. قَالَ فَمَا تَقُوْلُوْنَ فِي رَجُلٍ مَاتَ فَقَامَ رَجُلَانِ ذَوَا عَدْلٍ فَقَالَا لَا نَعْلَمُ خَيْرًا. فَقَالُوْا النَّارُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُذْنِبٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۰

صحابہ رضوان اللہ علیہم سے حضور نے ایک دن فرمایا بتلاؤ تو جو شخص میدان جہاد میں راہِ خدا میں شہید کر دیا جائے اس کی نسبت تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا۔ وہ جنتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں انشاء اللہ وہ جنتی ہے آپ نے فرمایا جو مرا اور دو عادل مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے علم میں تو یہ شخص بہت نیک تھا۔ انھوں نے کہا کہ اُس کا علم اللہ رسول کو ہے، آپ نے فرمایا انشاء اللہ وہ بھی جنتی ہے۔ اچھا بتاؤ جو مرا اور دو بھلے عدالت والے مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو اُس کی بھلائی سے بے خبر ہیں اُس کی نسبت تمھارا کیا خیال ہے؟ صحابہؓ نے کہا وہ جہنمی ہے، آپ نے فرمایا سنو وہ گنہگار رہے آگے بخشش خدا کے ہاتھ ہے، اور وہ غفور رحیم ہے۔

(رَوَاهُ الطبرانی)

(۷۲۲) یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میدان جنگ میں حضور نے ہمیں خطبہ دیا، فرمایا۔

اِنَّكُمْ قَدْ اَصْبَحْتُمْ بَيْنَ اَحْمَرَ وَاَخْضَرَ وَاَصْفَرَ فَاِذَا لَقِيْتُمْ عَدُوَّكُمْ فَقَدِّمُوا قُدُمًا فَاِنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ يَحْمِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا ابْتَدَرَتْ لَهٗ ثِنْتَانِ

مسلمانو! تم بتیس دانتوں میں زبان کی طرح ہو تم سرخ سبز زرد کے درمیان ہو، سنو! دشمن سے لڑائی شروع ہونے پر آگے ہی آگے بڑھنا۔ بتدریج غالب آتے رہنا سنو! راہِ خدا میں جہاں غازی نے حملہ کیا وہیں

مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَاِذَا اسْتُشْهِدَ كَانَ اَوَّلُ قَطْرَةٍ تَقَعُ مِنْ دَمِهٖ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ ذَنْبٍ وَتَمْسَحَانِ الْغُبَارَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَتَقُوْلَانِ قَدْ اٰنَ لَكَ وَيَقُوْلُ قَدْ آنَ لَكُمَا۔

اُس کی طرف دو حورعین نکلتی ہیں۔ جہاں یہ شہید ہوا کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ ہی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ حوریں آتے ہی اس کے چہرے سے گرد و غبار جھاڑتی ہیں اور کہتی ہیں کہ "بس اب تو تیری مسرتوں کا وقت آگیا ہے۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اب تمہاری امیدیں پوری ہوگئیں۔

الٰہ العالمین ہمیں بھی اپنی راہ کی شہادت نصیب فرما! اے بے مانگے عطا کرنے والے! ہمیں بھی حور و قصور جنان و غلمان عطا فرما!

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ۝ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ۔ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۝ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى اَعْدَائِكَ وَاَعْدَائِهِمْ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چھیالیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں صلح حدیبیہ وغیرہ کے موقع کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ۝ وَخَيْرُ الْكَلَامِ كَلَامُ الرَّبِّ جَلَّ وَعَلَاهُ وَاَعْظَمُ الْآثَارِ ثَنَاؤُهٗ عَلٰى رُؤُسِ الْمَلَاءِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ ۝ وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ ۝ عَلٰى مَنْ اَنْزَلْتَ عَلَيْهِ

كَلَامَكَ الْمَجِيْدَ ۝ وَأُتِمَّتَهُ عَلَى خُلُقٍ مُفْرِقِ الْوَحْيِ وَالْجِيْدِ ۝ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْبَدْوِ وَالْحَضَرِ ۝ وَأَفْضَلِ مَنْ وَّفَى وَنَهَى وَأَمَرَ ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى مَنْ وَّالَاهُ ۝ مَا دَعَا دَاعٍ فَخُيِّبَتْ أَوَّاهُ ۝ وَبَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ ۝ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ إِنَّهُ عَلٰى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّأَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝

حمد اُسے جو لائق حمد ہے۔ زمین آسمان سورج چاند۔ جن انسان فرشتے اور ساری مخلوق ہر آن اُس کی حمد و ثنا کے بیان میں مصروف ہے۔ سب پست اور وہ بلند۔ سب مانگنے والے اور وہ سب کو دینے والا۔ سب بے بس اور وہ قادر، سب نیچے اور وہ اونچا سب محکوم اور وہ حاکم۔ سب مخلوق اور وہ خالق۔ سب مرزوق اور وہ سب کا مُربّی سب بے خبر اور وہ غیب داں سب فقیر اور وہ غنی، وہ ہر کمی سے دور، ہر عیب سے پاک ہمیشہ سے وہ ہے اور ہمیشہ تک رہے گا۔ خرچ کرتا ہے اور کمی نہیں ہوتی، دیتا ہے اور لیتا نہیں نیکوں کی نیکیاں اُس کے لئے نفع دہ نہیں، بدوں کی بدیاں اُسے نقصان نہیں پہنچاتیں، سب عابد اور وہی اکیلا سب کا معبود اُسی کی چوکھٹ سر جھکانے کے لائق ہے اُسی کی ذات کمر خم کرنے کے قابل اسی کا دربار ادب سے ہاتھ باندھ کر با ادب کھڑے رہنے کے لائق أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ. درود و سلام اُس پر جو ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ جو خدا کا کلام لیکر آئے ہیں۔ جن پر رب کی رحمت جھومتی رہتی تھی جن کی نبوت عام تھی، جنکی دعوت سب کے لئے تھی جنکا رحم و کرم انسان جن بلکہ جانوروں پر بھی تھا، جنکا دین کامل ہے جن کی تعلیم دنیا اور دین کی ترقی کی کفیل ہے۔ جو وہی کہتے تھے جو خدا فرماتا تھا جنکا دربار نورانی تھا۔ جنکا کلام ربانی تھا جن کی تعلیم پُر نور تھی جس کی تکمیل سے ہماری روح مسرور ہے۔

(۷۲۳) حضرت خالد عُدوانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مکہ شریف گیا دیکھا کہ سُوقِ ثقیف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمان پر یا لکڑی پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ اور خطبہ دے رہے تھے جنکا مقصد یہ تھا

کہ لوگ آپ کی نبوّت کو مان لیں۔ اُس خطبے میں میں نے سُنا حضورؐ نے اس سورۂ والسماء والطارق کی تلاوت فرمائی۔ اوّل سے آخر تک اُسے پڑھ سُنائی، میرے دل میں تو اُس کے الفاظ گڑ گئے اور اُسی کفر کے زمانے میں پوری سورت مجھے حفظ ہو گئی۔ جب میں واپس اپنے وطن پہنچا تو مجھ سے قبیلہ ثقیف نے دریافت کیا کہ تم نے آپ سے کیا سُنا! میں نے یہ سورت پڑھ سُنائی تو اُن کے دل تو مان گئے لیکن کہنے لگے کہ اگر وہ حق پر ہوتا تو سب سے پہلے قریش اُسے مان لیتے۔ (تفسیر فتح البیان) الحمد للہ آج اُس سُنّت پر بھی عمل ہو گیا۔ اور اُسی سورت کی تلاوت آج کے خطبے میں ہوئی اس کا مختصر مطلب بھی سُن لیجئے۔

جناب باری عز اسمہٗ آسمان کی اور روشن ستارے کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ ہر ایک پر نگہبان مقرر ہے۔ انسان دیکھے تو سہی کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ وہ اُچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔ تو جس نے اُسے اس طرح پیدا کیا ہے وہ یقیناً اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ دوسری دفعہ کی پیدائش جس دن ہو گی۔ اس دن تمام پوشیدگیاں کھل پڑیں گی۔ کسی میں نہ تو کوئی طاقت ہو گی اور نہ اس کا کوئی مددگار ہو گا، سنو بارش والے آسمان اور پھٹنے والی زمین کی قسم، یہ بالکل صحیح دوٹوک بات ہے یہ ہنسی مذاق نہیں۔ یہ کفّار گو مکر کریں لیکن میں بھی اُن کے مکر کا بدلہ کروں گا ان کافروں کو اِس دنیا کی زندگی تھوڑی ڈھیل ہے پھر تو سب حقیقت واضح ہو جائے گی۔

(۷۲۴) اس کے بعد حضور نے ہجرت فرمائی۔ پھر سنہ ۶ھ ماہِ ذیقعدہ میں آپ چودہ سو اصحاب کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی نیت سے چلے لیکن حُدیبیہ میں آپ کو مشرکین نے روک لیا یہیں سے آپ ان سے صلح کر کے واپس لوٹے لیکن صلح سے پہلے جنگ کے تمام آثار نمودار ہو چکے تھے۔ اس لئے آپ نے ان اصحاب سے جہاد میں آگے بڑھنے اور پیچھے نہ ہٹنے پر بیعت لی، جب واپس لوٹے تو راستہ میں سورۂ فتح نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا:۔

لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اٰیَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَیْھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (تفسیر ابن کثیر) مجھ پر ایک ایسی آیت اُتری ہے جو مجھے ساری دنیا سے عزیز ہے۔ جس میں بیان ہے کہ جناب باری تعالیٰ نے میرے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تو ہم نے کہا مبارک ہو۔ آپ سے تو بیان فرما دیا گیا کہ آپ کے ساتھ یہ ہونے والا ہے۔ اب ہم رہ گئے۔ تو یہ آیت اُتری۔ لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَیُکَفِّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَکَانَ ذٰلِکَ عِنْدَ اللّٰہِ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ یعنی وہ تم

ایماندار مردوں اور عورتوں کو جنت میں پہنچائے گا جو بہتی نہروں والی ہیں جہاں ہمیشگی ہے اور وہ تمہاری سب خطائیں دور کر دیگا اور تمہیں بھری مراد تک پہنچا کر مقصد یافتہ کر دیگا۔

(۷۲۵) حضرت مجمع بن حارثہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ میں ہم حاضر تھے۔ لوٹ رہے تھے کہ میں نے دیکھا کہ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے ایک سمت چلے جا رہے ہیں ایکدوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کا کلام نازل ہوا ہے اس کے سننے کے لئے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ ہم بھی گئے دیکھا کہ حضورؐ کراع غُمیم کے پاس اپنی اونٹنی روکے کھڑے ہیں۔ جب ہم سب جمع ہو گئے تو آپ نے ہمیں سورہ فتح سُنائی۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ اس صلح کا نام فتح ہے؟ تو آپ نے فرمایا اِیْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَفَتْحٌ" (تفسیر ابن کثیر) ہاں یہ فتح ہے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

(۷۲۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے ایک رات ہمنے پڑاؤ کیا اور صبح کو سوتے رہے سورج نکلنے پر آنکھ کھُلی۔ گھبرائے ہوئے خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہم سے فرمایا:۔ اِفْعَلُوْا مَا کُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ وَکَذَالِکَ یَفْعَلُ مَنْ نَامَ اَوْ نَسِیَ (ابن کثیر) ہمیشہ ہر روز بروقت جو کرتے ہو وہی کرو (یعنی قضا اور ادا میں کوئی فرق نہیں، اُسی طرح اذان کہو، اُسی طرح سنتیں پڑھو) یہی حکم ہر اس شخص کے لئے ہے۔ جو سوتا رہ جائے یا بھُول جائے یاد رہے کہ جو لوگ قضا اور ادا میں فرق کرتے ہیں وہ اس حدیث کے مخالف ہیں۔

(۷۲۷) حضرت عُثمان بن عفّان علیہ الرحمۃ والرضوان کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قاصد بنا کر مکہ میں بھیجا ہے کہ کفار کو خبر کر دیں کہ حضور جنگ کے ارادے سے تشریف نہیں لائے صرف عمرے کے ارادے سے آئے ہیں۔ یہاں آپ کو مشرکین روک لیتے ہیں۔ وہاں یہ غلط افواہ اُڑتی ہے کہ جناب عثمان کو مشرکین نے شہید کر دیا۔ اِدھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی مسلمان صحابہ میں ندا کرتا ہے کہ روح القدس حضور پر نازل ہوئے اور بیعت کا حکم دے گئے ہیں، چلو اس سعادت کو حاصل کر لو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ببول کے درخت کے تلے کھڑے ہیں، اس کی جھُکی ہوئی شاخوں کو ایک طرف سے جناب عمر فاروق رضؓ اُٹھائے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف سے جناب مَعْقِل بن یَسار رضی اللہ عنہ اُٹھائے ہوئے ہیں، سب سے پہلے حضرت اَبُوسِنان اَسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے بیعت کرتے ہیں، پھر مسلسل بیعت ہونے لگتی ہے حضرت

سلمہ بن اکوعؓ سے آپ فرماتے ہیں تم بیعت نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگے حضور میں تو پہلے بیعت کر چکا۔ آپ نے فرمایا پھر سہی، چنانچہ یہ دوبارہ بیعت کرتے ہیں، حضور فرماتے ہیں سلمہ تمھارے پاس نہ تو ہتھیار ہے اور نہ ڈھال ہے لو یہ ڈھال لے جاؤ، پھر آخری ریلے میں آپ فرماتے ہیں، سلمہ تم بیعت نہیں کرتے؟ سلمہؓ عرض کرتے ہیں حضور میں تو دو مرتبہ بیعت کر چکا ہوں، آپ فرماتے ہیں تسری کی سہی، چنانچہ یہ آگے بڑھ کر بیعت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں، سبحان اللہ! وہ ڈھال جو میں نے دی تھی کیا ہوگئی؟ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ عامرؓ کو میں نے دیکھا کہ اُن کے پاس نہ ہتھیار ہے نہ ڈھال۔ تو میں نے انھیں دے دی۔ یہ تھا صحابہؓ کا ایثار، ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ رسول اللہ صلعم عالم الغیب نہ تھے، غیب دان نہ تھے ورنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سن کر جنگ کی تیاری نہ کرتے، حالانکہ یہ افواہ غلط تھی۔ اس بیعت کا، اس درخت کا ذکر قرآن کریم کی سورۂ فتح میں موجود ہے۔ لیکن شانِ خدا دیکھیے صرف اس لیے کہ آثار پرست طبقہ کہیں اس متبرک درخت کی پوجا نہ کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے اسے بے نشان کر دیا۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد صاحب بھی اُن لوگوں میں تھے جنھوں نے اس درخت تلے بیعت الرضوان کی تھی۔ اُن کا بیان ہے کہ اگلے سال جب ہم حج کے لئے چلے تو ہم نے ہر چند وہ درخت اور وہ جگہ تلاش کی لیکن قدرتی پردہ پڑ گیا اور ہم سے وہ جگہ مخفی ہوگئی ہمیں وہ درخت نہ ملا وہ جگہ نہ ملی، یہ بیان فرما کر فرمانے لگے کہ تم نے جو ایک فرضی درخت بنا لیا کہ اُس کے نیچے یہ بیعت ہوئی تھی اس کے ظاہر با ہر معنی یہی ہیں کہ تم اُن صحابہ سے بھی زیادہ علم والے ہو! افسوس ہے کہ آثار پرستی نے مسلمانوں کو خدا جانے کہاں سے کہاں ڈال دیا مجھے کہنے دیجئے کہ اس چیز نے مسلمانوں کو کافر بنا کر چھوڑا، یہ مآثر اور مقاماتِ مقدسہ کے ساتھ شرک کرنے لگے۔ انھوں نے فرضی قدم شریف بنالئے، فرضی نعلین بنائے، فرضی موئے مبارک بنالئے اور نہ جانے کیا کیا فرضی مقامات مقرر کر لئے ان پر چڑھاوے چڑھنے لگے اُن کی زیارت ہونے لگی، اُن کے میلے اور عرس ہونے لگے، اُن پر منتیں اُترنے لگیں، انھیں چومنے چاٹنے لگے، سنو! حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی قوم کے معبودان باطل کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کے معبودِ باطل کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آگ میں جلا دیا۔ حضرت ختم المرسلین نے ذُوالخَلَصَہ کو گرایا۔ ذُوالکَفَّین کو تڑوایا۔ بالآخر خاص مکہ شریف کے اور خصوصًا بیت اللہ کے اندر معبودانِ باطل کو ریزے ریزے کیا۔ لات و عُزّیٰ کو اکھیڑ کر تمام بتوں کو اور غیر اللہ کی پوجا کی جگہوں کو معدوم کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

صراط مستقیم مطبوعہ دھلی ص۵۳۹ میں ہے کہ ایک نیک بخت شخص تھے، بہت صالح اور باخبر آدمی زمانہ حج میں مہمانوں کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے اور اپنی لاگت سے ستّو خرید کر گھول گھول کر انہیں پلایا کرتے تھے جب ان کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اُن کی قبر پر ایک قبہ کھڑا کر لیا اور وہاں مجاور بن کر بیٹھ گئے اور اس کا نام بَیْتُ الرَّبَّۃِ رکھ لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ سنہ ھ میں طائف فتح کیا تو صحابہ کرام کو حکم دیا کہ جاکر اس قبّے کو گرادو اور ہدم کر دو۔

قرآن پاک میں صحیح حدیثوں میں معتبر تفسیروں میں یکساں موجود ہے کہیں مختصر کہیں مُطوّل کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ ضرار کو توڑ وا دیا حالانکہ یہ امر یقینی ہے کہ شرعی حیثیت سے مسجد ضرار اتنی ضرر رساں نہ تھی جتنی ضرر رساں آجکل کی یہ پختہ قبریں اور اونچے اونچے قبّے ہیں۔ یہاں تو عجب حالت ہے کہ دھبا دھب سجدے ہو رہے ہیں رکوع ہو رہے ہیں، دُعائیں لیجارہی ہیں، عرضیاں لٹکائی جارہی ہیں۔ بلکہ دین و دنیا کے مالک ساری خدائی کے ٹھیکیدار، ان قبروں کو سمجھا جاتا ہے۔ انہی کے نام کی قسمیں کھائی جاتی ہیں انھی کے واسطے دئے جاتے ہیں، انھی کے نام سے سوال کئے جاتے ہیں، ڈر خوف ہے تو ان کا پیار محبت ہے تو ان سے، یہاں تک کہ ان کے نام کے وظیفے پڑھے جاتے ہیں۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے اُن ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ سچ ہے۔ مَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ ٥ یعنی اکثر لوگ باوجود مسلمان ہونے کے مشرک کے مشرک رہتے ہیں۔ الغرض مسجد ضرار جس کا فتنہ ان قبوں اور مقبروں اور مآثر سے بہت کم تھا ہدم کر دی گئی اور اس کا ایک ایک پتھر اکھیڑ دیا گیا۔ تو پھر یہ قبّے اور یہ قبریں کیا؟ مجالس الابرار ص۱۲۵ و ص۱۲۹ میں ہے اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھَدَمَ مَسْجِدَ الضِّرَارِ فَفِیْ ھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی ھَدْمِ مَا ھُوَ اَعْظَمُ فَسَادًا مِّنْہُ کَالْمَسَاجِدِ الْمَبْنِیَّۃِ عَلَی الْقُبُوْرِ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد ضرار توڑ دینا صاف دلیل ہے اس امر کی کہ جو چیز اس سے بھی زیادہ فساد کی ہو، وہ بطور اولیٰ توڑ دی جائے جیسے کہ مسجدیں جو قبروں پر بنی ہوئی ہیں۔

میں آپ کو اب عہد فاروقی کا ایک واقعہ سناؤں جو خاص ایک پیغمبر کی ذات سے وابستہ ہے اور خود اُس پیغمبر کی قبر شریف کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ جیسے خلیفۃ الرسول نے بے نام ونشان کر دیا۔

تفسیر ابن کثیر جلد ۶ مطبوعہ بولاق مصر میں ہے۔ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِنَّہٗ لَمَّا وُجِدَ قَبْرُ دَانِیَالَ فِیْ زَمَانِہٖ بِالْعِرَاقِ اَمَرَ اَنْ یُّخْفٰی عَنِ النَّاسِ وَاَنْ

وَفِيْ تِلْكَ الرُّقْعَةُ الَّتِيْ وَجَدُوْهَا عِنْدَهٗ فِيْهَا شَيْءٌ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَغَيْرِهَا۔ یعنی امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں دانیال پیغمبر کی قبر جو عراق میں تھی اُسکی بابت حکم دیا کہ وہ لوگوں سے پوشیدہ کر دی جائے۔ اور اُس کے ساتھ ہی ایک رقعہ تھا جس میں لڑائیوں وغیرہ کی خبریں درج تھیں اسے بھی دفنا دینے کا حکم دیا غرض ایک پیغمبر کی قبر کو بے نام ونشان کرا دیا گیا۔ پھر آجکل کی قبریں اور زیارت گاہیں جو مصنوعی اور بے اصل ہیں اور نبیوں کے درجے کے لوگوں کی نہیں، اُس کے قبے اور گنبد وغیرہ کس حکم میں ہیں؟ مگر یہاں کون سنتا ہے، یہاں تو عبد المطلب اور عبد مناف کے قبے بھی پوجے جا رہے ہیں جو یقیناً بُت پرستی کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں بلکہ عبد مناف کا اصلی نام بھی عبدِ مُناۃ تھا۔

وہ درخت جس کے نیچے صحابۂ کرامؓ نے ختم المرسلین کے ہاتھ پر بیعت کی جسکا ذکر قرآن مجید اور احادیث رسولؐ میں موجود ہے، جب لوگوں نے ایک درخت کے بارے میں گھڑ لیا کہ یہ وہی ہے تو اُسے بھی عمر فاروقؓ نے جڑ سے کٹوا دیا۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:۔

بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنَّ نَاسًا يَاْتُوْنَ الشَّجَرَةَ الَّتِيْ بُوْيِعَ تَحْتَهَا فَاَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ۔

(فتح البیان)

حضرت خلیفۃ الرسول کو معلوم ہوا کہ لوگ اُس درخت کی زیارت کو آنے جانے لگے جس کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی، آپ نے فوراً حکم دیا کہ اُسے کاٹ ڈالا جائے چنانچہ وہ کاٹ ڈالا گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الشَّجَرَةَ اُخْفِيَتْ وَكَانَ خَفَاؤُهَا رَحْمَةً مِّنَ اللّٰهِ

وہ درخت چھپا دیا گیا اور دراصل اُسکا چھپا دیا جانا ہی خدا کی رحمت تھی۔

ورنہ یہ قبہ پرست، درخت پرستی میں کیا تأمل کرتے ہندؤوں کے یہاں پیپل پُجتا ہے اِن کے یہاں ببُول پُجنے لگتا۔ (مجالس الابرار صـ۱۲۵ صـ۱۲۹ میں ہے اِنَّ عُمَرَ لَمَّا بَلَغَهُ اَنَّ النَّاسَ يَتَنَاوَبُوْنَ الشَّجَرَةَ الَّتِيْ بُوْيِعَ تَحْتَهَا بِالنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرْسَلَ اِلَيْهَا فَقَطَعَهَا۔ یعنی جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ لوگ اُس درخت کے پاس تبرک حاصل کرنے کے لئے جانے لگے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی آپ نے سپاہیوں کو وہاں بھیجا اور اس درخت کو کٹوا دیا اس واقعہ کو

نقل کرنے کے بعد مصنف مجالس الابرار لکھتے ہیں:۔ فَاِذَا کَانَ عُمَرُ فَعَلَ ھٰذَا بِالشَّجَرَۃِ الَّتِیْ بَایَعَ الصَّحَابَۃُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَھَا وَذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ فَمَاذَا یَکُوْنُ حُکْمُہٗ فِیْ مَاعَدَاھَا مِنْ ھٰذَا الْاَنْصَابِ الَّتِیْ قَدْ عَظُمَتِ الْفِتْنَۃُ بِھَا وَاشْتَدَّتِ الْبَلِیَّۃُ بِسَبَبِھَا۔ یعنی جبکہ خلیفۃ الرسول نے اس درخت کو کٹوا دیا جس کے نیچے صحابہ کرام نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی جس کا ذکر رب العالمین نے اپنے کلام قرآن مجید میں کیا (محض اس بنا پر کہ لوگوں نے وہاں جانا آنا شروع کیا تھا اور خوف تھا کہ مبادا کہیں آثار پرستی شروع نہ ہو جائے) پس اس کے سوا وہ جگہیں اور وہ چیزیں جو باوجود اس درجہ کے نہ ہونے کے پھر بھی متبرک اور مقدس مانی جاتی ہیں اور وہاں کے فتنے اور بلائیں اس درخت کے بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، ان کی بابت تو خلیفۃ الرسول نہ جانیں کس قدر سخت احکام جاری فرماتے؟ اسی طرح جب کہ خلافت فاروقی میں حضرت عبداللہ بن تامر کی قبر ظاہر ہوئی جس کا ذکر سورۂ بروج میں ہے تو آپ نے حکم دیا کہ وہ یونہی دفن کر دیئے جائیں اور قبر بے نشان کر دی جائے یہ سب محض قبر پرستی اور آثار پرستی کو روکنے کیلئے ہی تھا۔

پس محترم بھائیو! آثار پرستی قبر پرستی اور غیر اللہ پرستی کو چھوڑ دو اور مُوَحّد مُخْلِص بن جاؤ! اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی توحید نصیب فرمائے! آمین!

میں بہت دور نکل گیا بیعت حدیبیہ کے موقعہ پر جبکہ صحابہ جمع تھے آپ نے اُن سب کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اَنْتُمْ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ الْیَوْمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ یَدْخُلُ مَنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ کُلُّھُمُ الْجَنَّۃَ کُلُّکُمْ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ (تفسیر ابن کثیر)

آج کے دن روئے زمین پر جتنے لوگ ہیں اُن سب سے بہتر تم ہو۔ اس درخت تلے آج بیعت کرنے والوں میں سے ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا اس درخت تلے بیعت کرنے والے سب جنتی ہیں سب کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے بجز سُرخ اونٹ والے ایک کے۔

اس بدنصیب کا نام جد بن قیس تھا یہ بنوسلمہ کے قبیلہ میں سے تھا، شانِ خدا دیکھئے کہ ایسی رحمت کے موقعہ پر بھی بعض محروم رہ جاتے ہیں، اللہ ہمیں ان میں سے نہ کرے۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ثُمَّ اسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ۝ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْعَفُوُّ الرَّحِیْمُ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چھیالیسویں (۴۶) جمعہ کا دُوسرا خطبہ

جسمیں جنگ حدیبیہ اور ابتدائے اسلام وغیرہ کے متعلق رسول اللہ صلعم کے سات خطبے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ ٥ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ٥ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ۔ اَمَّا بَعۡدُ ٥ حمد ہے اُسے جس نے ہمیں قرآن دیا۔ ایمان دیا۔ جسم و جان دی، توحید و سُنّت دی۔ بھلے بُرے کی تمیز دی۔ ماں کے پیٹ میں پالا۔ ماں کی گودیوں میں دودھ کی نہریں ہمارے لئے بہائیں، دانت دیئے تو چبانے کو دیا پھر اس کے ہضم کو معدہ بنایا۔ فُضلے کے خارج کرنے کا راستہ بنایا! اے خلّاقِ عالم! اے رزّاقِ کائنات! اے بہترین احسان و انعام والے! اے برتر فضل و کرم والے! تیرے کس کس انعام کو یاد کریں؟ روئیں روئیں پر زبان ہو اور بہت سارے شاندار الفاظ میں تیری حمد کریں تو بھی عہدہ شکر بجا نہیں لاسکتے اے فضلِ رسولؐ کو ہم پر بھیجنے والے! اے بہتر نبی کو ہم میں مبعوث فرمانے والے! اے کامل دین بوساطت آخری رسول ہمیں عطا فرمانے والے! اپنے اس نبی رحمت پر رہتی دنیا تک بلکہ اس کے بھی بعد تک درود و سلام نازل فرماتا رہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ میں ابھی ابھی آپ کو صلح حدیبیہ کا ذکر سنا رہا تھا یہاں آخر حضورؐ نے صلح کر لی اور صحابہ کو جمع کر کے فرمایا۔

(۲۸ ۷) اَیُّھَا النَّاسُ انۡحَرُوۡا وَاحۡلِقُوۡا (ابن کثیر) لوگو! اپنی قربانیاں یہیں قربان کر لو، اور سر بھی منڈوا لو۔" کیونکہ صلح نامہ کی ایک شرط یہ تھی کہ اس سال یہیں سے واپس چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ ادا کرنے کو آئیں یہ فرمایا لیکن ایک تو صحابہؓ کے دل اس صلح سے ملول تھے دوسرے بیت اللہ سے یہ روک دیئے گئے تھے، تیسرے اُمید تھی کہ یہ حکم ہٹ جائے وغیرہ، اس لئے قدرے تاخیر ہوگئی آپ واپس آئے اور خاطر شریف ملول تھی حضرت اُمّ سلمہؓ سے فرمانے لگے دیکھو تو آج ایسا ہوا، مائی صاحبہ نے فرمایا آپ جانتے ہیں کہ ان پر کیسی مصیبت نازل ہوئی ہے؟ آپ باہر تشریف لے جائیے اور اپنے جانوروں کو ذبح کر دیجئے اور خود نائی کے پاس بیٹھ جائیے آپ گئے اور اپنے جانوروں کو لیکر ذبح کر دیا، یہ ستر اونٹ تھے جنھیں آپ نے اُس دن راہِ خدا میں نحر کیا اور سر منڈانے بیٹھ گئے اب کیا تھا ہر شخص اپنی قربانی کی طرف بڑھا اور ہر شخص نائی کی تلاش میں لگ گیا، یہاں تک کہ آپس میں

جھگڑے ہونے لگے کہ پہلے میں وہ کہتا ہے پہلے میں۔

حسبِ شرطِ صلح جب آپ اگلے سال عمرہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے تو مکہ میں اس شان سے داخلہ ہوا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آگے آگے تھے اور یہ اشعار زبان پر تھے ؎

بِاسْمِ الَّذِیْ لَادِیْنَ اِلَّا دِیْنُہٗ ۔ بِاسْمِ الَّذِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُہٗ

خَلُّوا بَنِیْ الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ ۔ اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَاوِیْلِہٖ

کَمَا ضَرَبْنَا کُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ ۔ ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَّقِیْلِہٖ

فِیْ صُحُفٍ تُتْلٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ ۔ بِاَنَّ خَیْرَ الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِہٖ

یَارَبِّ اِنِّیْ مُوْمِنٌ بِقِیْلِہٖ ۔ خَلُّوْا فَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِہٖ

"یعنی اللہ کے نام پاک پر ہمارا یہ داخلہ ہے، سچا دین اُسی خدا کا دین ہے، اُسی کے بھیجے ہوئے آنحضرت محمدؐ ہیں جو خدا کے سچے رسول ہیں، سلام علیہ۔ اے کافروں کے بچو! آپ کا راستہ چھوڑ دو! یاد ہوگا آپ ہی کی دشمنی میں پہلے پٹ چکے ہو کیا اب دوبارہ ہڈیاں کھجا رہی ہیں؟ یاد رکھو! ہم وہ مستانہ بادۂ اَلَست ہیں کہ ہمارا ایک ہی وار دماغ پلپلا کر دیتا ہے، کھوپڑی بھنانے لگتی ہے، دوست دوست سے الگ ہو جاتا ہے بلکہ اُسے بھول جاتا ہے۔ سنو سنو! ہم موت کے عُشّاق ہیں ہم میدانِ جنگ میں قتل ہونا اپنی سعادت جانتے ہیں، ہم موت کے گھاٹ اُترنے کے عادی ہیں، ہم دریائے موت کے پیراک ہیں، اس لئے کہ خدا کی سچی کتاب جو سچے رسول پر اُتری ہے اس میں خدائی وعدہ ہے، ہم نے پڑھا ہے کہ راہِ خدا کا قتل حقیقی زندگی ہے پس ہم جان سے بے نیاز ہو کر زندگی سے بے پرواہ بنکر، موت کو زندگی سمجھ کر پھر جو دشمنوں میں گھستے ہیں تو ہم میں کا ایک مخالف کے بھرے لشکر کی صفیں توڑ دیتا ہے اس لئے ہمیں اپنے نبی کی باتوں کا یقین ہے بلکہ ہمارا اُن پر ایمان ہے۔"

کفار کپکپا اُٹھے تھے، اُن کے دل دہل رہے تھے خدائی لشکر کو دیکھ کر اُن کی ہمت میں آگ لگ رہی تھی، صحابہ کے بڑھے ہوئے حوصلے اور اُن کی بے مثل شجاعت نے فریقِ ثانی کی کمر توڑ دی تھی، اس کے سال بھر بعد جبکہ حضور دس ہزار قدسیوں کی جماعت کے ساتھ یہاں آئے تو صحابہؓ نے آتے ہی انھیں اس طرح دبوچ لیا جیسے شکاری تیر خوردہ شکار کو۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَصَرَ عَبْدَہٗ ؁

(۷۲۹) اُمتِ محمدؐ کے لوگو! آج ایک عام مُغالَطہ میں ہم سب پڑ گئے ہیں جس نے ہمیں دین میں سُست کر دیا آؤ اس کی بابت بھی میں تم کو کچھ سناؤں۔ جبکہ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ میں ایمان لا چکے ہیں

تو کفار کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ یہ کام تو چل پڑا، چلو اب ابوطالب کو بیچ میں ڈالکر کچھ فیصلہ کریں۔ تمام سردارانِ قریش جمع ہوکر ابوطالب کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ آپ پر عیاں ہے آج ہم ایک منصفانہ ریزولیوشن لے کر آپ کے پاس آئے ہیں جس کے تسلیم کرنے میں آپ کو اور آپ کے بھتیجے صاحب کو کوئی تأمل نہ ہونا چاہیئے وہ یہ کہ ہمیں اور ہمارے دین کو چھوڑ دے اور ہم اُسے اور اس کے دین کو چھوڑ دیتے ہیں، جو ہم کر رہے ہیں کرتے رہیں وہ ہمیں تبلیغ نہ کریں، جو وہ کرتے ہیں کرتے رہیں، ہم انھیں نہ چھیڑیں گے۔ عیسیٰ بدینِ خود موسیٰ بدینِ خود۔ ابوطالب کہتے ہیں، ہاں بھئی بات تو انصاف کی ہے، ٹھہرو میں اپنے بھتیجے کو بلاتا ہوں، جب آپ آگئے تو ابوطالب نے کہا، پیارے بچے! تمھاری قوم کے شرفاء تمھاری برادری کے اکابر جمع ہوئے ہیں، وہ کچھ تم سے لینا چاہتے ہیں کچھ تم کو دینا چاہتے ہیں۔ حضورؐ اتنا سنتے ہی کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے۔ كَلِمَةً وَّاحِدَةً تُعْطُوْنِيْهَا تَمْلِكُوْنَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِيْنُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ (سیرۃ ابن ہشام) میرے بزرگو! اور قوم کے بڑو، میں تو تم سے صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں اور اس کے عوض میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ عرب کے تم مالک ہو جاؤ گے اور عجم کے سر تمھاری چوکھٹ پر خم ہو جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا ہاں ہاں ایک کلمہ کیا ہم دس کلموں کے لئے تیار ہیں، آپ نے فرمایا نہیں صرف ایک، تَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَخْلَعُوْنَ مَنْ دُوْنَهٗ کہدو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور جن جن کو سوائے خدا کے پوجتے ہو اُن سب کو چھوڑ دو، بس یہ سنتے ہی بدک گئے اور کہنے لگے، بس میاں یہ ضدی شخص ہے کبھی نہیں ماننے کا، چھوڑو اور چلو، چنانچہ سب چلدیے۔ اسی واقعہ پر سورۂ صٓ کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔" آہ آج یہی بیماری ہم میں آگئی ہم نے اپنی مجلسوں میں اپنے والوں میں اپنے ساتھیوں میں اپنے پڑوسیوں میں ملنے جلنے والوں میں خدا کے دین کی تبلیغ چھوڑ دی۔ اور یہ بات دلوں میں بٹھالی کہ میاں ہمیں کیا دوست کی دوستی سے غرض اس کے اعمال سے کیا واسطہ؟ چھوڑو جو جس پر ہے رہے، بلکہ ہم میں وہ شخص آج وسیع ظرف اور بلند خیال سمجھا جاتا ہے جو کبھی کسی کو خدا کے دین کے خلاف کرتے ہوئے بھی کچھ نہ کہے، وہ تنگ خیال اور بدخلق اور سخت گو سمجھا جاتا ہے جو تبلیغ دین کرے، برائیوں کو روکے، لوگوں کو دینِ خدا پہنچائے فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

(٣٠٧) صحابہ بیٹھے بیٹھے نماز ادا کر رہے ہیں، جو حضورؐ آتے ہیں اور انھیں اُن کی یہ حالت دیکھ کر خطبہ دیتے ہیں جس میں فرماتے ہیں:۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ صَلٰوةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ عَنْ صَلٰوةِ الْقَائِمِ (سیرۃ ابن ہشام) لوگو معلوم کرلو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کا ثواب کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ہی ہے"۔ تعجب ہے کہ لوگ باوجود اس فرمان کے نمازیں بیٹھ کر پڑھنے کی عادت ڈال لیتے ہیں، دوپہر کو مغرب کو عشاء کو نوافل بیٹھ کر ادا کرتے ہیں یہ ٹھیک نہیں

کیوں اپنا ثواب کھوؤ، نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھا کرو، واللہ اعلم۔

(۳۱ ۷) فتح مکہ کے بعد طائف کی جانب لشکرِ محمدیؐ بڑھتا ہے، سترہ اٹھارہ دن تک اس کا محاصرہ رہتا ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ثُمَّ كَانَ خَطِيبًا فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُوصِيكُمْ بِعِتْرَتِي خَيْرًا وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُقِيمُنَّ الصَّلٰوةَ وَلَتُؤْتُنَّ الزَّكٰوةَ أَوْلَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا مِنِّي أَوْ كَنَفْسِي يَضْرِبُ أَعْنَاقَكُمْ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ هٰذَا (رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَفِيهِ طَلْحَةُ بْنُ جُبَيْرٍ وَّهُوَ ضَعِيفٌ)

یعنی پھر حضور خطبہ پر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرماکر فرمایا میں تمہیں اپنی اہل وعیال کے ساتھ بہتری کی وصیت کرتا ہوں، سنو! قسم بخدا تم (اور دوسری روایت میں ہے یعنی اہل طائف) یا تو نماز روزہ زکوۃ کی پابندی کروگے یا میں تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا۔ جو میرا ہے یا میرے نفس جیسا ہے وہ تمہاری (یا اُن کی) گردنیں مارے گا پھر آپ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ تھام کر فرمایا وہ یہ ہے "اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(۳۲ ۷) غزوۂ ذات الرقاع کا واقعہ ہے کہ ایک صحابیؓ کسی پرند کے بچے کو پکڑ کر اپنی چادر کے پلے میں باندھکر حضور کے پاس آتے ہیں ان بچوں کے ماں باپ اس کے سر پر منڈلا رہے ہیں اور بار بار بے صبری کیساتھ آآکر اس کے ہاتھ پر بیٹھ جاتے ہیں، یہ دیکھکر آپ نے صحابہ کو خطبہ دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے

فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ مَنْ كَانَ مَعَهُ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ بِفِعْلِ هٰذَيْنِ الطَّيْرَيْنِ بِفَرَاخِهِمَا وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ اللهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذَيْنِ الطَّيْرَيْنِ بِفَرَاخِهِمَا (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

حضور کے ساتھ جتنا لشکر تھا اس سب کیطرف آپ نے متوجہ ہوکر فرمایا۔ کیا ان پرندوں کی اپنے بچوں کی اس محبت پر تم تعجب کرتے ہو اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہیں جتنے یہ پرندا اپنے بچوں پر۔

(۳۳ ۷) حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور کے پاس کچھ مال آیا تو آپ نے اسے اپنے اصحاب میں تقسیم فرمایا کسی کو دیا اور کسی کو نہیں بھی دیا، اس کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ جنھیں مال نہیں ملا وہ کچھ رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہو رہے ہیں تو فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنِّي أُعْطِي نَاسًا وَّ

اَدَعُ نَاسًا وَاُعْطِی رِجَالًا وَّاَدَعُ رِجَالًا وَّالَّذِی اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِی اُعْطِی اُعْطِی اُنَاسًا لِمَا فِی قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَاَکِلُ قَوْمًا اِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِی قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنٰی وَالْخَیْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ (مسند احمد) یعنی آپ منبر پر چڑھے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں بعض کو نہیں دیتا، حالانکہ میں جنھیں نہیں دیتا وہ مجھے اُن سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں جنھیں دیتا ہوں۔ سنو! جن کے تھوڑے دل ہیں انھیں تو میں دے دیتا ہوں اور جو صاحب دِل ہیں جن کے دل غنی ہیں انھیں میں اللہ کو سونپ دیتا ہوں کیونکہ جانتا ہوں کہ یہ سیر چشم اور با خبر لوگ ہیں۔" انھیں میں سے ایک عَمرو بن تَغلِب ہیں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور کے بالکل بِالمُوَاجِہ میں بیٹھا ہوا تھا، مجھے تو ساری دنیا کے مل جانے سے بھی اتنی خوشی اور مسرت نہ ہوتی جو حضور کے اس زبان سے ہوئی۔ فَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنِ الصَّحَابَةِ کُلِّهِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

(۳۴۷) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ۔ اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ۔ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلَا هَادِیَ لِمَا اَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَا هَدَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَعَّدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ۔ اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَفَضْلَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ النَّعِیْمَ الْمُقِیْمَ الَّذِیْ لَا یَحُوْلُ وَلَا یَزُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ النَّعِیْمَ یَوْمَ الْعَیْلَةِ وَالْاَمْنَ یَوْمَ الْخَوْفِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَائِذٌۢ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَیْتَنَا، وَشَرِّ مَا مَنَعْتَنَا۔ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَیْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ۝ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝ وَاَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ ۝ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِیْنَ یُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ ۝ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ ۝ وَاجْعَلْ عَلَیْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ ۝ اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ یَا اِلٰهَ الْحَقِّ ۝ [1]

---

[1] احد والے دن جبکہ مشرکین لوٹ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کی صف بندی کرکے انھیں اپنے پیچھے کھڑا کرکے یہ دعا پڑھی تھی (ملاحظہ ہو کتاب الادب للبخاریؒ وغیرہ) ۱۲ محمدؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سینتالیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں احکام خطبہ جمعہ اور توکل و تقویٰ کیمتعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ ۱۴ خطبے ہیں

نَحْمَدُكَ اَللّٰهُمَّ حَمْدًا يُّوَافِيْ دُرَّ فَضْلِكَ الْمَنْثُوْرِ وَيُكَافِئُ عِقْدَ نَعْمَائِكَ الَّذِىْ لَا يَتَنَاهٰى عَزِيْزُ جَوْهَرِهِ الْمَاثُوْرِ ه وَنَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ الْاِعَانَةَ عَلٰى تَأْدِيَةِ شُكْرِكَ ه وَالْاِسْتِزَادَةَ مِنَ الْعُبُوْدِيَّةِ بِالْوُقُوْفِ عِنْدَ نَهْيِكَ وَاَمْرِكَ ه وَنَضَرَّعُ اِلَيْكَ اَنْ تُدِيْمَ وَافِرَ صَلٰوةِ صَلٰوتِكَ وَكَامِلَ رَقِيْقِ تَسْلِيْمَاتِكَ ه عَلٰى نُقْطَةِ دَائِرَةِ الْوُجُوْدِ ه وَالْوَاسِطَةِ فِى التَّنَزُّلَاتِ الرَّحْمَانِيَةِ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ ه رَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ه اَلْمُؤَيَّدِ بِكَلَامِكَ الَّذِىْ هُوَ النُّوْرُ الْمُسْتَضَاءُ بِهٖ وَالْمُرْشِدُ الْاَمِيْنُ ه وَعَلٰى اٰلِهٖ خَيْرِ اٰلٍ ه وَاَصْحَابِهٖ مَنْ نَّالُوْا مِنْ هَدْيِهٖ خَيْرَ مَنَالٍ ه اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ه مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ه بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ه لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ه وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ه

اے تعریفوں ستائشوں بڑائیوں عظمتوں اور عزتوں کے لائق خدا۔ اے وہ کہ جسے چاہے عزت کے جھولے جھلائے، اور جسے چاہے دَر دَر سے دُر دُر کرائے۔ جسے چاہے اپنوں سے پٹوا دے اور جسے چاہے غیروں سے پٹوا دے۔ کسی کو اتنا دے کہ رکھنے ڈھکنے کو جگہ نہ ملے۔ کسی کو ایک ایک پانی کے قطرے کی محتاجی رہے۔ تو نے ہی حضرت ابراہیمؑ کو ان کے باپ کے ہاتھوں آگ میں ڈھکیلا اور پھر آگ کو باغ بنا دیا۔ تو نے ہی حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے ملک سے بھگایا۔ اور پھر پانی کو پتھر کر دیا۔ تو جسے عزت دے وہ عزیز ہے اور وہ ذلیلوں کا ذلیل ہے جو تجھ سے منھ موڑے ہوئے ہے۔ حقیقی سلامتی اُسے ہے جو تیری چوکھٹ چومتا ہو گو روٹی کے ٹکڑے سے بھی محتاج ہو اور وہ حقیقی فقیر پورا ذلیل نہایت کمین ہے جو تیری عبادت سے جی چُراتا ہو

گو تخت سلطنت پر بیٹھا ہو۔ تو ہی ہے کہ جس کا طرفدار بن جائے دنیا ساری ملکر اسے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور جسے تو اپنے ہاں سے دھکا دیدے دنیا تمام اس کی دستگیری نہیں کر سکتی۔ الٰہی اپنا درود و سلام نازل فرما اُس نبیؐ و رسولؐ پر جو نبیوں میں بھی سب سے اعلیٰ ہیں جو ساری دنیا کی طرف تیری رسالت لے کر آئے۔ الٰہی اُنکی آل و اولاد پر اُن کی ازواج و اصحاب پر بھی درود و سلام نازل فرما۔ آمین ؛

(۷۳۵) محمدی بھائیو! آج جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں یہ سورۂ فتح کی ہیں۔ حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ضجنان میں تھے جو میں نے دیکھا کہ مسلمان صحابہؓ اپنی اونٹنیوں اور سواریوں کو بھگائے لئے جا رہے ہیں اور یہ فرماتے جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تازہ وحی نازل ہوئی ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنی اونٹنی کی نکیل ڈھیلی کی اور پہنچا۔ جب ہم سب جمع ہو گئے تو آپ نے یہی سورت ہمیں پڑھ سُنائی۔ جو اسی وقت تازہ نازل ہوئی تھی اور فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس سورت کے نزول پر مجھے مُبارکباد دی۔ تو ہم نے بھی آپ کو تہنیت پیش کی پس قیامت کے دن کی بہترین فضیلت آپ کو مل گئی۔ (ابن سعد)

(۷۳۶) جماعتِ صحابہؓ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ گویا ستاروں کے جھرمٹ میں چودھویں رات کا چاند ہے۔ وہیں چند بنو ہاشم آتے ہیں جنھیں دیکھتے ہی چہروں کا رنگ بدلنے لگتا ہے اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں صحابہؓ پوچھتے ہیں کہ حضورؐ کیا بات ہے؟ آپ فرماتے ہیں :۔

اِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ اِخْتَارَ لَنَا الْاٰخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَاِنَّ اَهْلَ بَيْتِيْ سَيَلْقَوْنَ بَعْدِيْ بَلَاءً وَّ تَشْرِيْدًا وَّتَطْرِيْدًا حَتّٰى يَاْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَاْيَاتٌ سُوْدٌ فَيَسْاَلُوْنَ الْخَيْرَ فَلَا يُعْطَوْنَهٗ فَيُقَاتِلُوْنَ فَيُنْصَرُوْنَ فَيُعْطَوْنَ مَا سَاَلُوْا فَلَا يَقْبَلُوْنَهٗ حَتّٰى يَدْفَعُوْهَا اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَؤُهَا جَوْرًا۔ فَمَنْ اَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ فَلْيَاْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ (اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ مَاجَةَ)

ہم اس گھرانے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے۔ میرے اہلبیت میرے بعد بلاؤں میں اور ذلت اور دھمکیوں میں مبتلا ہو جائیں گے یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم سیاہ جھنڈوں والی آئے گی وہ بھلائی طلب کرینگے لیکن نہ ملے گی تو وہ لڑائی لڑیں گے فتح ہو گی اب جو وہ طلب کرتے تھے اس کے دینے پر تیار ہو جائیں گے۔ لیکن اب وہ انکار کریں گے یہانتک کہ ملک میرے اہلبیت میں سے ایک کو دے دیں گے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جیسے کہ ان لوگوں نے ظلم و جور سے بھر دی تھی

اس وقت جو ہو وہ اس لشکر سے جا ملے گو اُسے برف پر گھٹنوں چلنا پڑے۔

(۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ صحابہؓ مسجد میں جمع تھے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ اسوقت وہ آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور چادر گھسیٹتے ہوئے اُن کے پاس جا کر فرمانے لگے۔

أَتَضْحَكُونَ وَلَمْ يَأْتِكُمْ أَمَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ بِأَنَّهُ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ وَلَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي ضِحْكِكُمْ آيَةٌ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ تَبْكُونَ قَدْرَ مَا ضَحِكْتُمْ۔

(ابن مردویہ ودر منثور)

کیا تم ہنس رہے ہو؟ حالانکہ تمھارے پاس اَمنِ خداوندی نہیں پہنچا کہ اس نے تمھیں بخش دیا ہو۔ سُنو! تمھارے اس ہنسنے کے بارے میں مجھ پر قرآن پاک کی آیت اُتری ہے جسمیں فرمانِ خدا ہے کہ کیا ابتک ایمانداروں کیلئے وہ وقت نہیں آیا؟ کہ اُن کے دل ذکر اللہ سے پگھل جائیں؟ یہ سنکر صحابہؓ نے کہا حضور پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپنے فرمایا جتنا ہنسے ہو اتنا خوف خدا سے رولو۔

(۳۸) اللہ کے رسولؐ۔ رسولوں کے خطیب۔ خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خطبوں کی قدر افسوس کہ آج ہم میں نہیں۔ ہم الفاظ کے ڈھیر کے۔ ہم بڑے بڑے ثقیل الفاظ کی بندش کے۔ ہم راگ کے اور سُریلے گلے کے بھاؤ اور اداکاری کے عاشق بن گئے ہیں۔ آؤ ان خطبوں کی قدر کا ایک خطبہ بھی سن لو۔ جمعہ کا دن ہے حضور خطبہ پڑھ رہے ہیں کہ ایک تجارتی قافلہ مدینہ میں پہنچتا ہے۔ یہ خبر پاتے ہی سوائے چند بزرگ صحابہؓ مثلاً حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کے باقی لوگ چلے جاتے ہیں۔ اس پر جناب باری ناراض ہوتا ہے اور یہ آیت نازل ہوتی ہے۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۰ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مَعِيَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ لَسَالَ لَكُمُ الْوَادِي نَارًا (عبد بن حُمَید) یعنی اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم سب کے سب اُٹھ کر میرے پاس سے چلے جاتے تو یہی وادی آگ بن کر تم سب کو جلا دیتی۔

(۳۹) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَخَطَبَهُمْ وَوَعَظَهُمْ وَذَكَّرَهُمْ

جمعہ والے دن حضور کھڑے ہو کر خطبہ فرما رہے تھے وعظ و نصیحت بیان ہو رہا تھا کہ کہا گیا۔ قافلہ آ گیا ہے۔ لوگ کھڑے ہونے شروع ہو گئے۔ کچھ ہی لوگ رہ گئے

نَقِيلَ جَاءَتْ عِيرٌ فَجَعَلُوا يَقُومُونَ حَتّٰى بَقِيَتْ عِصَابَةٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ كَمْ اَنْتُمْ ؟ فَعُدُّوا اَنْفُسَكُمْ فَاِذَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَّ امْرَأَةً ثُمَّ قَامَ الْجُمُعَةَ الثَّانِيَةَ فَخَطَبَهُمْ وَوَعَظَهُمْ وَذَكَّرَهُمْ فَقِيلَ جَاءَتْ عِيرٌ فَجَعَلُوا يَقُومُونَ حَتّٰى بَقِيَتْ عِصَابَةٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ كَمْ اَنْتُمْ ؟ فَعُدُّوا اَنْفُسَكُمْ فَاِذَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَّامْرَأَةٌ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوِاتَّبَعَ اٰخِرُكُمْ اَوَّلَكُمْ لَالْتَهَبَ الْوَادِيْ عَلَيْكُمْ نَارًا وَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً الْاٰيَه - (تفسیر درمنثور)

تو آپ نے فرمایا گن لو تم لوگ کتنے آدمی ہو؟ گنا تو صرف بارہ مرد اور ایک عورت باقی تھے۔ دوسرے جمعہ کو بھی یہی ہوا کہ عین خطبے کے وقت یہی آواز لگی اور سب لوگ چلے گئے صرف چند رہ گئے۔ آپ کے فرمان سے جب گنتی ہوئی تو پھر وہی بارہ مرد اور ایک عورت تو آپ نے فرمایا اُس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم سب کے سب چلے جاتے تو یہ وادی شعلۂ نار بن کر تم سب کو جلا دیتی۔ اسی کا ذکر اس آیت میں ہے کہ جب یہ کوئی تجارت یا کھیل دیکھ لیتے ہیں تو اسی کی طرف اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور تجھے کھڑا کا کھڑا چھوڑ دیتے ہیں یہ قافلہ۔ بکریاں گھی وغیرہ لیکر آیا تھا اور طبل بجا کر اس کے آنے کی اطلاع مشہور ہو گئی تھی اور صحابہ کو مسئلہ معلوم نہ تھا۔ واللہ اعلم۔

(۷۰) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا خَطَبَ كُلُّ مَاهُوَاٰتٍ قَرِيْبٌ ٥ لَا بُعْدَ لِمَا هُوَاٰتٍ ٥ لَا يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِعَجَلَةِ اَحَدٍ ٥ وَلَا يُخِفُّ لِاَمْرِ النَّاسِ ٥ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا مَا شَاءَ النَّاسُ ٥ يُرِيْدُ النَّاسُ اَمْرًا وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَمْرًا ٥ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ ٥ وَلَوْ كَرِهَ النَّاسُ ٥ لَا مُبَعِّدَ لِمَا قَرَّبَ اللّٰهُ ٥ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَعَّدَ اللّٰهُ ٥ وَلَا يَكُوْنُ شَيْءٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ٥ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ)

آپ خطبے میں فرمایا کرتے تھے ہر آنیوالی چیز قریب ہے جس کا آنا یقینی ہے اُسے دور سمجھنا غلطی ہے کسی کی جلدی کیوجہ سے خدا جلدی نہیں کرتا نہ لوگوں کے امر سے خدا کوئی کمی کرتا ہے۔ وہ ہوتا ہے جو خدا کا چاہا ہوا ہو نہ کہ لوگوں کی منشا پوری ہو۔ لوگ کچھ چاہیں اور خدا کچھ اور ہی چاہے تو وہی ہوگا جو خدا کا چاہا ہوا ہو۔ گو لوگ اسے ناپسند رکھتے ہوں خدا کے قریب کئے ہوئے کو کوئی دور نہیں ڈال سکتا اور خدا کے دور رکئے ہوئے کو کوئی قریب کرنے والا نہیں۔ کوئی چیز بغیر خدا کی منشا کے نہیں ہوتی۔ نہ ہو سکتی ہے۔

(۷۴۱) عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَلَیْہِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ۔ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَاحِدًا مِّنْ ذَا الشِّقِّ وَوَاحِدًا مِنْ ذَا الشِّقِّ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰہُ قَالَ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ۔ اِنِّیْ لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی ھٰذَیْنِ الْغُلَامَیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ لَمْ اَصْبِرْ اَنْ قَطَعْتُ کَلَامِیْ وَنَزَلْتُ اِلَیْھِمَا

اَفْصَحُ الْفُصَحَا خطیب الانبیاء رسولِ خدا علیہ صلی اللہ خطبہ پڑھ رہے ہیں جو حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہما سُرخ رنگ کے کُرتے پہنے ہوئے گرتے پڑتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی وقت حضورؐ منبر سے اُتر آئے ایک کو ادھر اُٹھایا ایک کو اُدھر۔ پھر منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا جناب باری کا فرمان بالکل صحیح ہے کہ تمہارا مال و اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے۔ میں نے ان دونوں بچوں کو گرتے پڑتے چلتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ اپنا خطبہ ادھورا چھوڑ کر انھیں لینے کے لئے اُتر پڑا۔

(ابن مردویہ)

(۷۴۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا ھُوَ یَخْطُبُ النَّاسَ عَلَی الْمِنْبَرِ خَرَجَ الْحُسَیْنُ ابْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَوَطِیَٔ فِیْ ثَوْبٍ کَانَ عَلَیْہِ فَسَقَطَ فَبَکٰی فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَلَمَّا رَاَی النَّاسُ اَسْرَعُوْا اِلَی الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَتَعَاطَوْنَہٗ یُعْطِیْہِ بَعْضُہُمْ بَعْضًا حَتّٰی وَقَعَ فِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ الشَّیْطَانَ اِنَّ الْوَلَدَ لَفِتْنَۃٌ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَادَرَیْتُ اَنِّیْ نَزَلْتُ عَنْ مِّنْبَرِیْ۔

حضورؐ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے جو حضرت حسین بن علیؓ آئے کپڑوں میں پاؤں الجھ گیا، گر پڑے اور رونے لگے۔ یہ دیکھ کر حضورؐ منبر پر سے اُتر آئے۔ لوگوں نے جب یہ دیکھا تو ہاتھوں ہاتھ بچے کو لیا۔ ایک نے دوسرے سے لیکر حضورؐ تک پہونچا دیا۔ اب آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ شیطان کو غارت کرے واقعی اولاد بھی انسان کے لئے فتنہ ہے۔ واللہ مجھے تو خیال ہی نہ رہا کہ میں منبر سے اُتر رہا ہوں۔

(ابن مردویہ)

(۷۴۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غالباً حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض پرداز ہوئے کہ یا رسول اللہ بنی فلاں نے ڈاکہ ڈالا۔ اور میرے اُونٹوں

کو اور میرے لڑکے کو پکڑ کر لے گئے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ سے دُعا کرو۔ یہ واپس گھر گئے انکی بیوی صاحبہؓ نے پوچھا کہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا؟ انھوں نے کہا دُعا کرنے کو کہا ہے چنانچہ دونوں دُعا میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کے بچے کو دشمنوں کے پنجے سے چھڑا دیا اور وہ مع اونٹوں کے آ گئے تو انھوں نے آکر حضورؐ کو یہ خبر پہنچائی۔

فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَاَمَرَهُمْ بِمَسْئَلَةِ اللّٰهِ وَالرَّغْبَةِ لَهٗ۔ وَقَرَأَ عَلَيْهِمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ (اَخْرَجَهٗ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّالْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدُوْيَهْ وَالسُّيُوْطِيُّ)

آپ منبر پر کھڑے ہوئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور لوگوں کو دعا کی خدا سے مانگنے کی، اور اس کی طرف رغبت کرنے کی ہدایت فرمائی پھر یہ آیت تلاوت کی کہ جو اللہ سے ڈرتا رہیگا اللہ تعالیٰ اس کیلئے چھٹکارا کر دیگا اور اسے روزی ایسی جگہ سے دیگا جو خود اس کے اپنے خیال میں بھی نہ ہو"

حضرت عوفؓ کے صاحبزادے کو مشرکین گرفتار کر کے لے گئے تھے۔ انھیں قید کر دیا تھا اور کھانے کو بھی نہیں دیتے تھے انھوں نے اپنے والد کو بذریعۂ خط کے یہ خبر دی اور التجا کی کہ حضور کو اس معاملہ کا علم کرائیں جب حضورؐ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا انھیں لکھ دو کہ تقویٰ رکھیں اور توکل خدا پر کریں اور صبح و شام لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ پڑھا کریں اور انھیں فرمایا کہ تم اور بچے کی ماں دونوں بکثرت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کرو چنانچہ بچے نے اس وظیفے کو اور ماں باپ نے اس وظیفے کو شروع کر دیا۔ ادھر حق تعالیٰ نے دشمن کو غافل کر دیا اور قدرت خدا سے ان کی قید کھل گئی۔ یہ صرف اپنے بلکہ اُن کے بھی اونٹوں کو لے کر یہاں آ گئے۔ فالحمد للہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے کہ کسی بادشاہ کے ظلم کا جب ڈر ہو سمندر کے طوفان کے وقت، درندے کے حملے کا جب خوف ہو اسوقت جو شخص اس آیت کو یعنی لَقَدْ جَآءَكُمْ کو آخر سورت تک پڑھ لیگا اللہ تعالیٰ اُسے اِن بلاؤں سے نجات عطا فرمائیگا۔

(۴۷) عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَآ اَيُّهَا

حضور کا ارشاد ہے اے لوگو اللہ کے تقوے کو تجارت بنالو۔ روزی تو بغیر پونجی اور بغیر تجارت کے تمہیں پہنچی

اَلنَّاسُ اتَّخِذُوْا تَقْوَی اللّٰہِ تِجَارَۃً یَّاتِکُمُ الرِّزْقُ بِلَا بِضَاعَۃٍ وَّلَا تِجَارَۃٍ ثُمَّ قَرَأَ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔

رہے گی۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ جو اللہ سے ڈرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسانی اور کشادگی کریگا اور روزی ایسی جگہ سے دیگا جس کا گمان بھی نہو۔

(طبرانی)

(۷۴۵) عقبہ کی بیعت والے دن ستر انصاریوں کے سامنے اللہ کے رسولؐ نے پوشیدہ طور پر جو خطبہ دیا تھا اور جوان سے عہد و پیمان لئے تھے وہ بھی بزبان ابو مسعود رضی اللہ عنہ سُن لیجئے۔ فرماتے ہیں۔

اَسْأَلُ لِرَبِّیْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِہٖ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَاَمَّا الَّذِیْ اَسْأَلُ لِنَفْسِیْ اَسْأَلُکُمْ اَنْ تُطِیْعُوْنِیْ اَھْدِکُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ وَاَسْأَلُکُمْ لِیْ وَلِاَصْحَابِیْ اَنْ تُوَاسُوْنَا فِیْ ذَاتِ اَیْدِیْکُمْ وَاَنْ تَمْنَعُوْنَا مِمَّا مَنَعْتُمْ مِنْہُ اَنْفُسَکُمْ فَاِذَا فَعَلْتُمْ ذَالِکَ فَلَکُمْ عَلَی اللّٰہِ الْجَنَّۃُ وَعَلَیَّ

(رَوَاہُ الطبرانی)

ایک چیز تو میں تم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں طلب کرتا ہوں وہ یہ کہ تم اُس پر ایمان لاؤ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ایک چیز میں اپنے بارے میں کہتا ہوں وہ یہ کہ میری اطاعت کرو۔ میں تمھیں رشد و نیکی کا راستہ دکھادونگا۔ میرے اور میرے اصحابؓ کیلئے بھی ایک بات تم سے چاہتا ہوں کہ تم ہماری سب کی خیر خواہی کرنا اور ہمیں ہمارے دشمنوں سے بچانا جیسے کہ تم خود اپنے تئیں بچاتے ہو جب تم یہ کرلو گے تو میں تمھارا ضامن ہوں جناب باری تمھیں جنت دیگا۔

(۷۴۶) ایک مرتبہ فتح ہوازن کے بعد آپ اُونٹ پر سوار ہیں جو لوگ آکر گھیر لیتے ہیں کہ یارسول اللہ ہمیں مال دلوایئے مجمع بڑھتا جاتا ہے اور حضور یکسو ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ببول کے درختوں میں گھس جاتے ہیں اور کانٹوں میں آپکی چادر اُلجھ جاتی ہے اسوقت آپ مجمع کی طرف التفات فرماکر فرماتے ہیں:۔

یَا اَیُّھَا النَّاسُ رُدُّوْا عَلَیَّ رِدَائِیْ فَوَاللّٰہِ لَوْ کَانَ بِعَدَدِ شَجَرِ تِھَامَۃَ نَعَمًا لَقَسَمْتُہٗ بَیْنَکُمْ ثُمَّ لَا تَلْقَوْنِیْ بَخِیْلًا وَّلَا جَبَانًا وَّلَا کَذُوْبًا۔

(رَوَاہُ احمد)

اے لوگو! میری چادر تو مجھے لوٹا دو۔ قسم خدا کی اگر مدینہ کے اس پورے جنگل کے کانٹوں کی مقدار میں بکریاں میرے پاس ہوں تو میں وہ سب بھی تم ہی میں تقسیم کردونگا تم اس وقت بھی دیکھوکے کہ میں بخیل نامرد اور جھوٹا نہیں ہوں۔

اس کے بعد آپ نے ایک اونٹ کی کوہان سے اپنی چٹکی میں چند بال لے کر فرمایا:۔

يَآاَيُّهَا النَّاسُ ، لَيْسَ لِيْ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ وَلَا هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ رُدُّوْا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ يَكُوْنُ عَلٰى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَارٌ وَّنَارٌ وَّشَنَارٌ۔

(مسند احمد)

اے لوگو! مجھے اس فَے کے مال سے کچھ حلال نہیں۔ یہ اتنے سے بال بھی حلال نہیں۔ بجز خمس کے اور وہ پانچواں حصہ بھی پھر تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔ لوگو! اس مال کا سوئی دھاگا بھی اسمیں ڈال دو۔ ورنہ یہ خیانت قیامت کے دن سبب عار اور سبب شرمندگی اور سبب جہنم ہوگی۔"

(۷۴۷) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو حضور کے لئے اور آپکے اصحابؓ کیلئے سخت موذی تھا جب فتح مکہ کے بعد یہ چھپا چھپایا لوگوں کے مجمع میں بیعت کے لئے آتا ہے تو تین مرتبہ تو حضورؐ اُسے ٹال دیتے ہیں۔ پھر اپنی انگلیوں سے بیعت لے لیتے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔ ثُمَّ اَقْبَلَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ يَنْظُرُ اِذْ رَاٰنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهٖ فَيَقْتُلَهٗ۔ کیا تم میں سے کوئی اتنا سمجھدار نہ تھا کہ میں نے جونہی اس کی بیعت سے ہاتھ روکا آگے بڑھکر اس کا کام تمام کر دیتا۔ اس پر صحابہؓ نے کہا اگر ایسا ہی تھا تو پھر آپ آنکھ سے ہمیں اشارہ ہی کر دیتے تو آپ نے فرمایا۔ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ خَائِنَةُ الْاَعْيُنِ۔ (رَوَاهُ الْبَزَّارُ) یعنی نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کی آنکھیں خیانت کرنے والی ہوں۔

(۷۴۸) عَنْ سُمْرَةَ فِيْ مَوَاعِظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْقُرْاٰنِ۔ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الظُّلْمَةِ وَهُدَى النَّهَارِ۔ فَاتْلُوْهُ مَا كَانَ مِنْ جُهْدٍ وَّفَاقَةٍ فَاِنْ عَرَضَ لَكَ بَلَاءٌ فَاجْعَلْ مَالَكَ دُوْنَ دَمِكَ فَاِنْ تَجَاوَزَ الْبَلَاءُ فَاجْعَلْ مَالَكَ وَدَمَكَ دُوْنَ دِيْنِكَ فَاِنَّ الْمَسْلُوْبَ مَنْ سُلِبَ دِيْنُهٗ وَالْمَحْرُوْبَ مَنْ حُرِبَ اِنَّهٗ لَا فَاقَةَ بَعْدَ الْجَنَّةِ وَلَا غِنٰى بَعْدَ النَّارِ اِنَّ النَّارَ لَا يَسْتَغْنِيْ فَقِيْرُهَا وَلَا يُفَكُّ اَسِيْرُهَا

(تاریخ کرمانی و ابن عساکر)

اے لوگو! میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں اللہ عزوجل کے تقوٰی کی اور تلاوت قرآن کی یہ ہر اندھیرے کا اُجالا ہے اور ہر دن کی ہدایت ہے گو مشقت ہو گو فاقہ ہو تلاوت قرآن کیا کرو بلا اور مصیبت کے وقت اپنی جان بچانے کے لئے اپنا مال قربان کر دیا کرو۔ اگر اس سے بھی بلا نہ ٹلے تو مال کے ساتھ جان بھی دیدو مگر ایمان نہ دو۔ سُنو! دیوالیہ وہ ہے جسکا دین جاتا رہے اور مغلوب وہ ہے جو دین میں ہار جائے۔ یاد رکھو جنت کے بعد فاقہ نہیں اور جہنم کے بعد غنٰی نہیں جہنم کا فقیر کبھی غنی نہیں ہوتا۔ اس کا قیدی کبھی چھٹکارا نہیں پاتا۔

میں نے آج آپ کو بہت سے مضامین کے بہت سے خطبے سُنائے جن کا ماحصل یہ ہے کہ خدا کے پاس آنحضرت کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ تونگری اور مالداری اس امر کا نشان نہیں کہ خدا اُسے چاہتا ہے دنیا میں مومن کو خوف خدا سے بہت رونا چاہئے گناہوں سے بچنا چاہئے۔ جمعہ کا جمعہ کے خطبے کا ادب کرنا چاہئے۔ اس دن امام کے منبر پر آتے ہی اذان ہوتے ہی دنیا کے کل کام کاج حرام ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفتوں پر ایمان رکھنا چاہئے۔ قیامت کو اور موت کو قریب تر سمجھنا چاہئے۔ دنیا اور دنیا والوں کی محبت کے فتنے میں پھنسکر خدا اور احکام دین کو نہ بھولنا چاہئے ہر مصیبت کے وقت بھی تقوے کو مضبوط تھامنا چاہئے۔ رب العالمین پر پورا توکل اور بھروسہ رکھنا چاہئے۔ مصیبت کے وقت مایوس نہ ہونا چاہئے تقویٰ اور توکل دنیا آخرت کو سنوار دیتے ہیں۔ مسلمانو! ہر صبح کی اور مغرب کی نماز کے بعد یہ وظیفہ ضروری جاری رکھو۔ آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ سے ختم سورت تک ایک بار ضرور پڑھ لیا کرو۔ اللہ رسول کی مانو بخیلی سے بچو۔ دشمنان دین سے دلی دوستی نہ رکھو، اللہ رسول کا لحاظ رکھو۔ آؤ اب سب مل کر اس غنی کریم سے کچھ بھیک مانگیں۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ ۝ وَاِلَیْكَ مَاٰبِیْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِیْ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۝ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ ۝ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیَانَا صَغِیْرًا ۝ وَاغْفِرْ اَللّٰهُمَّ لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَانْصُرْ عَسَاكِرَ الْمُوَحِّدِیْنَ ۝ وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْفَجَرَةَ وَالْمُشْرِكِیْنَ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سینتالیسویں جمعہ کا دُوسرا خطبہ

جسمیں حکیمانہ اقوال اور پند و نصیحت کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ط اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيَةً لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ه وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ه وَمَاذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ط اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ه فَنَشْهَدُ اَنَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ه وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ه

(۴۹ ۷) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ فِيْ دَارِ هُدْنَةٍ وَّاَنْتُمْ عَلٰى ظَهْرِ سَفَرٍ السَّيْرُ بِكُمْ سَرِيْعٌ فَاَعِدُّوا الْجَهَازَ لِبُعْدِ الْمَسَافَةِ۔ (رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مجمع میں کھڑے ہوکر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جسمیں فرمایا لوگو! تم اسوقت اس دنیا میں ہو لیکن یہ مُسافر خانہ ہے تم پابہ رکاب ہو۔ بہت جلد یہاں سے کوچ کرنا ہے اور بہت دور کا سفر سر پہ ہے پس توشہ بھتّا تیار کرلو۔

(۵۰ ۷) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَوْصِنِيْ وَ اَوْجِزْ فَقَالَ ه هَيِّئْ جِهَازَكَ ه وَاَصْلِحْ زَادَكَ ه وَكُنْ وَصِيَّ نَفْسِكَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنَ اللّٰهِ عِوَضٌ ه وَلَا لِقَوْلِ اللّٰهِ خُلْفٌ ه (رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ)

ایک شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتا ہے کہ حضور مجھے کچھ وعظ سنایئے لیکن ہو مختصر۔ تو آپ فرماتے ہیں سفرِ آخرت کی تیاریاں کرلو۔ توشہ بھتّہ درست کرلو اپنے نفس کے خود ہی خیر خواہ بنجاؤ۔ سُنو! اللہ تعالیٰ کو ناراض کردینے کے بعد اس کا کوئی بدلہ نہیں۔ یاد رکھو، خدا کی باتیں غلط نہیں ہوتیں۔

(۵۱ ۷) برادران! میں آج آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا اور حضرت خضرؑ کا ایک مشترکہ خطبہ و وعظ سناؤں۔ مجھے امید ہے کہ آپ پورے غور سے اُسے سُنیں گے۔ حضور فرماتے ہیں میرے بھائی حضرت موسیٰ نے جناب باری میں دُعا کی کہ الٰہی ایک بار اور بھی حضرت خضر سے میری ملاقات ہو جائے جن سے پہلی مرتبہ میں کشتی میں ملا تھا۔ حق تعالیٰ نے یہ دُعا قبول فرمائی۔ تھوڑے دن میں حضرت خضر ملے اور سلام کرکے خدائی سلام پہنچایا۔ حضرت موسیٰ نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وعظ سنایئے تو آپ نے فرمایا۔

يَا طَالِبَ الْعِلْمِ اِنَّ الْقَائِلَ اَقَلُّ مَلَالَةً

اے علم کے طالب سُن! کہنے والے کو ملال اور تھکن بہ نسبت

مِنَ الْمُسْتَمِعِ ه فَلَا تُمِلَّ جُلَسَاءَكَ إِذَا
حَدَّثْتَهُمْ ه وَاعْلَمْ اَنَّ قَلْبَكَ وِعَاءٌ ه
فَانْظُرْ مَا تَحْشُوْ بِهٖ وِعَائَكَ ه فَاعْزِبْ عَنِ
الدُّنْيَا وَانْبِذْهَا وَرَاءَكَ ه لَيْسَتْ لَكَ
بِدَارٍ ه وَلَا لَكَ فِيْهَا مَحَلُّ قَرَارٍ وَاِنَّهَا
جُعِلَتْ بُلْغَةً لِلْعِبَادِ لِيَتَزَوَّدُوْا مِنْهَا
لِلْمَعَادِ ه يَا مُوْسٰى وَطِّنْ نَفْسَكَ عَلَى الصَّبْرِ
تَلْقَى الْحِكْمَةَ ه وَاَشْعِرْ قَلْبَكَ التَّقْوٰى .
تَنَلِ الْعِلْمَ ه وَرَضِّ نَفْسَكَ عَلَى الصَّبْرِ
تَخْلُصْ مِنَ الْاِثْمِ ه يَا مُوْسٰى تَفَرَّغْ لِلْعِلْمِ
اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُهُ ه فَاِنَّ الْعِلْمَ لِمَنْ تَفَرَّغَ
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِكْثَارًا بِالنُّطْقِ مِهْذَارًا ه فَاِنَّ
كَثْرَةَ النُّطْقِ تَشِيْنُ الْعُلَمَاءَ وَتُبْدِيْ
مَسَاوِيَ السُّخَفَاءِ ه وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْاِقْتِصَادِ
فَاِنَّ ذَالِكَ مِنَ التَّوْفِيْقِ وَالسَّدَادِ ه وَ
اَعْرِضْ عَنِ الْجُهَّالِ وَبَاطِلِهِمْ وَاحْلُمْ
عَنِ السُّخَفَاءِ ه فَاِنَّ ذَالِكَ فِعْلُ الْحُكَمَاءِ
وَزَيْنُ الْعُلَمَاءِ ه اِذَا اشْتَمَكَ الْجَاهِلُ
فَاسْكُتْ عَنْهُ حِلْمًا وَّحَنَانَةً وَّحُزْنًا ه
فَاِنَّ مَا بَقِيَ مِنْ جَهْلِهٖ عَلَيْكَ وَشَتْمِهٖ اِيَّاكَ
اَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ه يَا ابْنَ عِمْرَانَ وَلَا تَرٰى
اَنَّكَ اُوْتِيْتَ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ه
فَاِنَّ الْاِنْدِلَاثَ وَالتَّعَسُّفَ ه مِنَ

سُننے والے کے کم ہوتا ہے۔ تو جب وعظ وغیرہ کیلئے کھڑا ہو تو اس کا احساس رکھ کہ سامعین ملول خاطر نہ ہو جائیں سمجھ لے کہ تیرا دل ایک برتن ہے۔ خوب دیکھ بھال لے کہ تو اس میں کیا بھرتا ہے؟ دنیا سے بھاگتا رہ اور اسے بیٹھ پیچھے ڈال دے۔ سُن دُنیا تیرا گھر نہیں نہ یہاں تیری قرارگاہ ہے۔ یہ تو آخرت کی کھیتی ہے اے موسیٰ صبر کی عادت ڈال لے تاکہ حکمت تیرے قدم پڑتے اپنے دل کو تقویٰ سے پُر کرلے تاکہ علم دین حاصل ہو اپنے نفس کو صبر پر ہی راضی کرلے تاکہ گناہوں سے بچ سکے۔ موسیٰ اگر علم دین حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو ہمہ تن اُسی کا ہو رہ۔ ورنہ علم حاصل نہیں ہو سکے گا۔ زیادہ نہ بولا کر۔ بڑھ بڑھ کر باتیں بنانا علماء کے لئے نازیبا حرکت ہے۔ اور غیر علماء کی بیوقوفی اسی سے ظاہر ہوتی ہے درمیانہ روی پر جم جا۔ حسن توفیق اور روش نیک کا پھل یہی ہے۔ جاہلوں سے اور اُن کی باطل باتوں سے منہ پھیر لے۔ بیوقوفوں کی باتیں برداشت کرلیا کر حکمت والوں کی عادت یہی ہونی چاہئے۔ یہی علماء کی شان ہے۔ نادان اور جاہل لوگوں کی کڑوی باتوں کو سہہ لیا کر، بردباری نرمی اور عقلمندی کیساتھ اُن کے مقابلہ میں چپ اختیار کرلیا کر۔ اس نے خود اپنے تئیں بوجھل کرلیا ہے۔ اے ابن عمرانؑ ہمیشہ یقین رکھ کہ جو علم تجھے ہے وہ بہت ہی کم ہے۔ یاد رکھ۔ دعویٰ کرنے اور تکلف کرنے سے انسان کو ندامت اور پشیمانی

اَلْاِقْتِحَامِ وَالتَّكَلُّفِ ٥ يَا ابْنَ عِمْرَانَ لَا تَفْتَحَنَّ بَابًا لَّا تَدْرِىْ مَا غَلْقُهٗ ٥ وَلَا تَغْلِقَنَّ بَابًا لَّا تَدْرِىْ مَا فَتْحُهٗ ٥ يَا ابْنَ عِمْرَانَ مَنْ لَّا تَنْتَهِىْ مِنَ الدُّنْيَا نَهْمَتُهٗ ٥ وَلَا يَنْقَضِىْ مِنْهَا رَغْبَتُهٗ ٥ كَيْفَ يَكُوْنُ عَابِدًا ٥ وَمَنْ يُّحَقِّرُ حَالَهٗ ٥ وَيَتَّهِمُ اللّٰهَ فِيْمَا قَضٰى ٥ كَيْفَ يَكُوْنُ زَاهِدًا ٥ هَلْ يَكُفُّ عَنِ الشَّهَوَاتِ مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ هَوَاهُ ٥ وَيَنْفَعُهٗ طَلَبُ الْعِلْمِ وَالْجَهْلُ قَدْ حَوَاهُ لِاَنَّ سَفَرَهٗ اِلٰى اٰخِرَتِهٖ ٥ وَهُوَ مُقْبِلٌ عَلٰى دُنْيَاهُ ٥ وَيَا مُوْسٰى تَعَلَّمْ مَا تَعَلَّمْتَهٗ لِتَعْمَلَ بِهٖ ٥ وَلَا تَتَعَلَّمْهُ لِتُحَدِّثَ بِهٖ ٥ فَيَكُوْنُ عَلَيْكَ بُوْرُهٗ ٥ وَيَكُوْنُ لِغَيْرِكَ نُوْرُهٗ ٥ وَيَا ابْنَ عِمْرَانَ اِجْعَلِ الزُّهْدَ وَالتَّقْوٰى لِبَاسَكَ وَالْعِلْمَ وَالذِّكْرَ كَلَامَكَ ٥ وَاَكْثِرْ مِنَ الْحَسَنَاتِ ٥ فَاِنَّكَ مُصِيْبُ السَّيِّاٰتِ ٥ وَزَعْزِعْ بِالْخَوْفِ قَلْبَكَ ٥ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُرْضِىْ رَبَّكَ ٥ وَاعْمَلْ خَيْرًا فَاِنَّكَ لَا بُدَّ عَامِلُ سُوْءٍ قَدْ وُعِظْتَ اِنْ حَفِظْتَ (رواه المرهبى فى العلم وابن لال فى مكارم الاخلاق ٥ والديلمى ومنتخب كنز العمال)

اٹھانی پڑتی ہے۔ اے عمران کے بیٹے وہ دروازہ نہ کھول جس کا بند کرنا نہ جانتا ہو۔ اور وہ دروازہ بند نہ کر جس کے کھولنے کا تجھے علم نہ ہو۔ اے ابن عمران جس کا پیٹ دنیا سے نہ بھرا ہو اور جس کی لالچ ابتک ختم نہ ہوئی ہو۔ بھلا وہ عابد خدا کیسے بن سکتا ہے جو اپنے تئیں دنیا میں مصیبت زدہ گنتا ہو اور خدا کی نعمتوں کی حقارت کرتا ہو اور رضا بہ قضا نہ حاصل ہوئی ہو بھلا وہ کیسے زاہد کہلایا جا سکتا ہے؟ ناممکن ہے کہ خواہشات نفسانی سے وہ باز رہے جس پر اس کا نفس غالب ہو اور ناممکن ہے کہ طلب علم اسے نفع دے۔ جس کی جہالت اُسے گھیرے ہوئے ہو نری حماقت ہے کہ جس کا سفر آخرت کیطرف ہو اس کی توجہ دنیا کی جانب ہو۔ اے موسیٰ جو سیکھ وہ عمل کے ارادے سے سیکھ نہ کہ بیان کرنے اور دوسروں کو حکم دینے کے ارادے سے۔ اس صورت میں تو ہلاکت تیری ہوگی اور بھلائی دوسروں کی۔ اے عمران کے بیٹے تقوے کو اپنا لباس بنالے، علم و ذکر اللہ کو اپنا کلام بنالے۔ نیکیاں بہت زیادہ کرتا رہ کیونکہ کچھ نہ کچھ بدیاں بھی ہو ہی جاتی ہیں۔ اپنے دل کو خوف خدا سے کپکپاتا رہ۔ اسی سے تیرا رب تجھ سے راضی ہوگا۔ عمل خیر کرتا رہ۔ کیونکہ کبھی نہ کبھی کوئی بُرائی بھی سرزد ہو جاتی ہے۔ میں اپنے وعظ کو ختم کرتا ہوں اور تجھے حکم دیتا ہوں کہ اسے حفظ کرلے"۔ اب حضرت خضر چلے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے رہ گئے"۔

مسلمانو! آہ ہم کہاں پھنس گئے؟ کس بھنور میں آ گئے؟ کس دلدل میں دھنس گئے۔ طوطے مینا کے قصے سننے لگے، مثنوی کی دھن بھانے لگی۔ بے پر کے فسانے پسند آنے لگے۔ کوئی ہے کہ ناولوں میں اٹکا ہوا ہے کوئی ہے کہ راگ پسند ہو گیا ہے کوئی ہے کہ ناٹک تھیٹر اور بائیسکوپ کا رسیا ہو گیا ہے۔ کوئی ہے کہ ملکی اخبار بینی سے فارغ نہیں۔ وعظ ہوا ہو گئے خطبے ختم ہو گئے۔ مسجدیں خالی ہو گئیں نیکی کی مجلسیں اُٹھ گئیں۔ کوئی واعظ کھڑا بھی ہوا۔ کوئی لیکچرار آ بھی گیا تو زمین کی طنابیں کھینچنے لگا بے سرو پا قصے کہنے لگا۔ راگ راگنیاں الاپنے لگا حقیقی وعظ یہ ہیں جو آپ سُن رہے ہیں۔ دین دنیا کو سنوارنے والے کلمات یہ ہیں۔ جو آپ کے کانوں میں پڑ رہے ہیں۔ پس خدا کی سُنئے! خدا کے رسول کی سُنیئے۔ اور اس پر کاربند ہو جائیے۔ یہی چیز دین دنیا کے سنوارنے کے لئے کافی ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر دے۔ کلام اللہ اور کلام الرسولؐ سے ہمارے دلوں کو معمور اور ہماری آنکھوں کو پُر نور اور ہماری طبیعتوں کو مسرور رکھے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَّاتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَاجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ مُثْنِیْنَ بِھَا قَابِلِیْھَا وَاَتِمَّھَا عَلَیْنَا۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَھَمُّ وَاَعَزُّ وَاَکْبَرُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اڑتالیسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں فضائل قریش اور وعظ خداوندی کے آٹھ خطبے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی

عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ ٥ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ ٥ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ ٥ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ ٥ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ ٥ وَاَسْاَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمِسْكِيْنِ ٥ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ ٥ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ ٥ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ ٥ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ ٥ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ ٥ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ ٥ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ٥ وَكُنْ بِيْ رَؤُفًا رَّحِيْمًا ٥ يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ ٥ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ٥ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

الٰہی تو میرے مکان کو جان رہا ہے بلکہ میرا اپنے سامنے کھڑا ہونا تو آپ دیکھ رہا ہے تجھ پر میری پوشیدگی اور ظاہر سب کچھ کھلا ہوا ہے۔ میرا کوئی امر تجھ پر مخفی نہیں۔ خدایا میں محتاج و فقیر ہوں۔ فریادی ہوں۔ پناہ مانگنے والا ہوں خوف رکھنے والا اور ڈرنیوالا ہوں۔ اپنے گناہوں کا اقراری ہوں۔ بھکاریوں کی طرح تجھ سے بھیک مانگ رہا ہوں۔ اور ایک ذلیل مجرم کی طرح تیرے سامنے عاجزی کر رہا ہوں۔ خدایا گڑگڑا کر تجھ سے مسکینی سے مانگ رہا ہوں، ڈر بھی ہے اور ہوں بھی ستم رسیدہ۔ تکلیف زدہ۔ میری گردن تیرے سامنے خم ہے۔ میری آنکھیں تیرے خوف سے بہ رہی ہیں۔ میرا جسم تیرے سامنے خاک آلودی سے تھرّا رہا ہے۔ میرا ماتھا اور ناک تیرے سامنے بر سرِ خاک ہے الٰہی اپنے عاجز غلام کو اپنے فقیر جھولی والے کو اپنے شاہانہ اور فیاضانہ در سے محروم نہ کر، خالی ہاتھ نہ پھیر۔ الٰہی تیرے رحم و کرم کا طالب ہوں۔ تیرے فضل و رحم کا خواہاں ہوں تجھ سے کوئی بہتر نہیں جس سے سوال کریں۔ ٹھیک اسی طرح تجھ سے بہتر دینے والا بھی کوئی نہیں۔ سب سے زیادہ رحیم و کریم تو ہی ہے۔ اے تمام جہانوں کے پالنے والے ساری تعریفوں کے لائق تیری ہی ذات ہے۔

محترم بھائیو! یہ الفاظ اُن کے ہیں جو ساری دنیا سے افضل و اکرم ہیں۔ فقیرانہ بھیس میں جلتے جھلستے میدان میں کھڑے ہیں اور یہ دعائیں ہو رہی ہیں جنہیں ایک طرف عظمتِ خداوندی توحید باری بیان ہو رہی ہے۔ دوسری طرف اپنی بندگی بے کسی بے بسی فقیری مسکینی غلامی عاجزی قلت ذلت کا اظہار ہو رہا ہے، بندے اور خدا میں فرق نہ کرنیوالے کہاں ہیں؟ خدا کی گدی پر نبیوں ولیوں کو بٹھانے والے کہاں ہیں آئیں اور اپنے محترم رسولؐ کی زبان فیض ترجمان سے شانِ خدا سُنیں اور اپنے شرکیہ عقائد سے واپس ہٹیں۔ یاد رکھو سارے نبی ولی خدا کے دربار کے فقیر ہیں۔ رب کی عزت کے سامنے مخلوق کوئی عزت نہیں رکھتی۔ سب اس کے در کے فقیر سب اُس کے در کے غلام ہیں، اسی کا دیا کھاتے ہیں، اسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ جسم و جان اُسی کی طرف سے پاتے ہیں اُسی

کے جِلائے جیتے ہیں اور اسی کے مارے مرینگے۔ جب وہ چاہے بہتر حالت میں رکھے۔ جب چاہے۔ بیمار ڈالدے دشمنوں میں پھنسادے۔ انبیاء لوگوں کے ہاتھوں مقتول ہوئے۔ اسیر ہوئے۔ ہاں اُحد کا میدان ہے اور سرور انبیاءؐ کا چہرہ لہولہان ہے۔ پس ہر چیز پر تا در سب کا مالک ایک خدا ہی ہے۔ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ نہ اُسکے کارخانے کا کوئی مالک نہ اُس کا کوئی شریک۔ نہ وہ کسی کی مرضی کے تابع۔ نہ وہ کسی سے ڈرنے دبنے والا۔ نہ وہ کسی کا کہا کرنے پر مجبور۔ نہ اس کے سامنے کوئی چوں کر سکے۔ نہ اس کے حکم کو کوئی ٹال سکے نہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی لب ہلا سکے۔ وہ فرماتا ہے۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ اس کی شان ہے یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ یعنی زمین کے تمام انسان وجنّات آسمانوں کے تمام فرشتے اس کے غلام اُسکے در کے سوالی، اس کے ہاں کے فقیر۔ لوگو! خدا کی شان پہچانو! لوگو! اس کے سوا نبیوں ولیوں کو حاجت روا اور مشکلکشا غوث اور عالم الغیب نہ سمجھو۔ خالق خالق ہے اور مخلوق گو کتنا ہی بڑا ہو پھر بھی مخلوق ہے۔ اگر کوئی مخلوق کوئی خدائی صفت وشان اپنے میں رکھتا ہے تو پھر خدا کی وحدانیت کہاں رہی، توحید خدا تو فنا ہوگئی پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے کیا معنی کروگے؟ پس اے کلمہ گو بھائیو! کلمہ پڑھکر اس کا خلاف نہ کرو۔ مسجد میں جو سر خدا کے سامنے جھکا ہے خبردار اب یہ کسی مزار پر، کسی تعزیئے پر، کسی چلّے پر کسی مرشد کے سامنے کسی پیر کے سامنے کسی درگاہ پر کسی خانقاہ پر نہ جھکے جس زبان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھا ہے اب اس سے خدا کا وصف کسی اور کے لئے نہ نکلے جس دل میں خدا ہو وہاں اور کا کیا کام لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ مسلمانو! کہدو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ خدا کی عبادت میں لگ جاؤ۔ اس کی نعمتوں پر اسکا شکر بجالاؤ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس کی ندا موعظت محمدی کی شکل میں سُنو!

(۷۵۲) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں سرکار نبوت میں حاضر تھا بدر کی جنگ ہوچکی تھی، ایک انصاریؓ کہنے لگے، یہ لوگ کیا تھے؟ مثل بڑھیا عورتوں کے تھے یا زانو بندھے ہوئے چند اونٹ تھے جنھیں ہم نے ذبح کردیا یہ سُنکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ یہ معلوم ہونے لگا کہ گویا انار کے دانے چہرے پر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ پھر فرمانے لگے۔ میرے بھتیجے ایسا نہ کہو۔ بدر میں تم نے جن سے لڑائی کی ہے یہ سرداران قریش تھے۔ واللہ اگر تم انھیں ان کی مجلسوں میں دیکھ لو تو اُن سے ہم کلام ہونے میں بھی تم جھجک جاؤ۔ اس انصاری کا بیان ہے کہ واقعی ایسا ہی ہوا۔ مکہ میں میرا گذر ہوا۔ مجمع قریش جمع تھا، واللہ میرا ہیاؤ نہ پڑا کہ ان میں سے کسی سے بات بھی کروں۔ بلکہ سلام کرنے کی بھی جرارت

نہ ہوئی۔ اس فرمان کے بعد حضور نے سب لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:- یَا مَعْشَرَ النَّاسِ ۝ اَحِبُّوا قُرَیْشًا فَاِنَّهٗ مَنْ اَحَبَّ قُرَیْشًا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ قُرَیْشًا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ اِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیَّ قَوْمِیْ فَلَا اَتَعَجَّلُ لَهُمْ نِقْمَةً وَّلَا اَسْتَكْثِرُ لَهُمْ نِعْمَةً۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ) یعنی اے لوگو! قریش سے محبت رکھو۔ اُن کی محبت میری محبت ہے اور ان کا بغض میرا بغض ہے۔ میرے دل میں خدا نے میری قوم کی محبت ڈالدی ہے اسی لئے میں اُن کی سزا کی جلدی نہیں کرتا اور نہ نعمت میں تنہائی کرتا ہوں زاں بعد آپ نے قریش کیلئے دُعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَیْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهَا نَوَالًا الٰہی تو نے اسوقت کے قریش کو تو سزا دی تو آخر والوں کو انعام عطا فرما۔ پھر خطبہ جاری کیا اور فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَلِمَ مَا فِیْ قَلْبِیْ مِنْ حُبِّیْ لِقَوْمِیْ فَسَرَّنِیْ فِیْهِمْ۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُوْنَ ۝ فَجَعَلَ الذِّكْرَ وَالشَّرَفَ لِقَوْمِیْ فِیْ كِتَابِهٖ فَقَالَ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ یَعْنِیْ قَوْمِیْ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الصِّدِّیْقَ مِنْ قَوْمِیْ وَالشَّهِیْدَ مِنْ قَوْمِیْ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ قَوْمِیْ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَلَّبَ الْعِبَادَ ظَهْرًا لِّبَطْنٍ فَكَانَ خَیْرَ الْعَرَبِ قُرَیْشٌ وَّهِیَ الشَّجَرَةُ الْمُبَارَكَةُ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ كِتَابِهٖ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ قُرَیْشًا اَصْلُهَا ثَابِتٌ یَقُوْلُ اَصْلُهَا كَرَمٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ یَقُوْلُ الشَّرَفُ الَّذِیْ

یہ جان کر کہ میرے دل میں میری قوم کی محبت ہے حق تعالیٰ نے ان کے بارے میں مجھے خوش کر دیا اور یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ ذکر ہے تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے اور عنقریب تم سے سوال کیا جائیگا پس جناب باری نے میری قوم کا ذکر و شرف اپنی کتاب میں فرمایا۔ فرماتا ہے اپنے قریبی قرابت داروں کو ہوشیار کر دے اور اپنا بازو اپنے تابعداروں کیلئے جھکا دے۔ اس سے مراد بھی میری قوم ہے اللہ کا بڑا شکر ہے کہ اس نے صدیق بھی میری قوم میں سے بنایا اور شہید بھی میری قوم میں سے بنایا اور امام بھی میری قوم میں سے بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دل الٹ پلٹ کر دیکھے اور سارے عرب سے بہتر قریش کو کیا یہی وہ مبارک درخت ہے جسکا ذکر اس آیت میں ہے کلمہ طیبہ کی مثال اس مبارک درخت جیسی ہے جسکی جڑ مضبوط ہو۔ اور جسکی شاخیں آسمانوں میں ہوں۔ پس قریش کی اصل ثابت ہے اور اسکی فرع آسمان میں ہے مراد اس سے وہ اسلام ہے جس سے یہ مشرف ہوئے

شَرَّفَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ بِالْاِسْلَامِ الَّذِيْ هَدَاهُمْ لَهٗ وَجَعَلَهُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَنْزَلَ فِيْهِمْ سُوْرَةً مِّنْ كِتَابِهٖ مُحْكَمَةً لِاِيْلَافِ قُرَيْشٍ ۝ اِيْلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ (رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ)

خدا نے انھیں ہدایت دیکر اہل اسلام بنایا، پھر اُن کے بارے میں ایک پوری سورت اپنی پاک کتاب میں نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا، قریش کو رغبت دلانے کیلئے اُنکے جاڑے گرمیوں کے سفر میں۔ پس انھیں چاہئے کہ اس گھر کے رب کی ہی عبادت کرتے رہیں جس نے انھیں بھوک میں کھلایا اور خوف سے امن عطا فرمایا۔

(۷۵۳) حضرت خارجہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جاہلیت میں حضرت ابوسفیان کے حلیف تھے۔ بیان فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے خطبہ دیا جمیں فرمایا:-

يَا اَيُّهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِيْ وَلَا لِاَحَدٍ مِّنْ مَّغَانِمِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا يَزِنُ هٰذِهِ الْاَبَرَةَ بَعْدَ الَّذِيْ فَرَضَ اللّٰهُ لِيْ۔ (رواہ الطبرانی)

ہاتھ میں چند بال لے کر حضورؐ نے فرمایا، اے لوگو! جو میرا حق جناب باری نے مالِ غنیمت میں مقرر کر دیا ہے اسکے بعد مجھے یہ چند بال بھی حرام ہیں۔ اور ہر ایک پر بھی یہ حرام ہیں۔

(۷۵۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک چرواہا جنگل میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا جو بھیڑیئے نے ایک بکری پکڑ لی اور لے چلا یہ اس کے پیچھے چلا اور بکری اس سے چھین لی۔ بھیڑیا اپنی دم پھیلا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا تو مجھ سے میری روزی جو خدا نے مجھے پہنچائی چھین رہا ہے؟ چرواہے نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا جانوروں کی بیٹھک بیٹھ کر انسانوں کی طرح کلام کرتا ہے! بھیڑیئے نے کہا اس پر کیا تعجب کرتا ہے؟ میں تجھے اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات بتاؤں۔ جا مدینہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو لوگوں کو گذشتہ زمانوں کی خبر دے رہے ہیں۔ یہ چرواہا وہاں سے اپنی بکریاں لئے ہوئے سیدھے مدینہ شریف پہنچا اور کسی جگہ اپنی بکریاں چھوڑ کر حاضر خدمت نبوی ہوا۔ اور آپ کو اس سارے واقعہ کی اطلاع دی حضورؐ نے اسی وقت حکم دیا کہ لوگوں میں پکار دو کہ اس نماز میں سب آجائیں۔ جب مجمع ہو گیا تو آپ تشریف لائے اور اس اعرابی سے کہا تم نے جو خبر مجھے سنائی ہے انھیں بھی کہہ سناؤ۔ اس نے سارا قصہ دہرا دیا تب آپنے فرمایا

صَدَقَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ

یہ سچا ہے، اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے

لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تُکَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَیُکَلِّمَ عَذْبَۃُ سَوْطِہٖ وَشِرَاکُ نَعْلِہٖ وَیُخْبِرُ فَخِذُہٗ مَا اَحْدَثَ اَھْلُہٗ بَعْدَہٗ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ انسانوں سے درندے باتیں کرنے لگیں گے، انسان سے اس کے کوڑے کا سرا باتیں کرے گا اور اس کی جوتی کا تسمہ اور اسکی ران اُسے وہ خبر پہنچاوے گی جو اس کی عدم موجودگی میں اسکی اہل میں ہوئی ہو۔

(۷۵۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ مُتَوَکِّئًا وَّھُوَ یَقُوْلُ اَیُّکُمْ یَسُرُّہٗ اَنْ یَّقِیَہُ اللّٰہُ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ؟ ثُمَّ قَالَ اَلَآ اِنَّ عَمَلَ الْجَنَّۃِ حَزْنٌ بِرَبْوَۃٍ ثَلَاثًا اَلَا اِنَّ عَمَلَ النَّارِ اَوْ قَالَ الدُّنْیَا سَھْلٌ بِسَھْوَۃٍ ثَلَاثًا وَالسَّعِیْدُ مَنْ وُّقِیَ الْفِتَنَ وَمَنِ ابْتُلِیَ فَصَبَرَ فَیَا لَھَا ثُمَّ یَا لَھَا۔ (رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَالشَّیْخُ عَلَاءُ الدِّیْنِ فِیْ مُنْتَخَبِ کَنْزِ الْعُمَّالِ)

ہمارا مجمع مسجد میں جمع تھا جو ٹیک لگائے ہوئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آتے ہی فرمانے لگے، تم میں سے کسے یہ بات بھلی لگتی ہے؟ کہ اللہ تعالی اسے گرمیٔ جہنم سے بچائے سُنو! جنتی کام بڑے غمگینی والے اور نفس پر شاق گذرنے والے ہیں، تین مرتبہ یہی فرمایا۔ برخلاف اس کے جہنمی کام اور دنیوی امور بڑے ہی سہل اور بظاہر پُرفریب ہیں۔ تین بار یہی فرمایا۔ سُنو! نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا اور جو اُن میں مبتلا ہوکر پھر صابر رہا اس کا تو کیا ہی کہنا۔

(۷۵۶) حضرت علی کو حضورؐ نے جو پُر مغز وعظ کہا وہ بھی سُن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

یَا عَلِیُّ مَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ کَانُوْا فِیْ حَیْرَۃٍ اِلَّا اتَّبَعَتْھُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ عِبْرَۃٌ ٥ یَا عَلِیُّ کُلُّ نَعِیْمٍ یَزُوْلُ اِلَّا نَعِیْمَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ٥ وَکُلُّ ھَمٍّ مُنْقَطِعٌ اِلَّا ھَمَّ اَھْلِ النَّارِ ٥ یَا عَلِیُّ عَلَیْكَ بِالصِّدْقِ وَاِنْ ضَرَّكَ فِی الْعَاجِلِ کَانَ فَرْحًا لَّكَ فِی الْاٰجِلِ ٥ (رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ اَنَسٍؓ)

اے علیؓ جس گھرانے کے لوگ حیرت میں ہونگے انھیں اس کے بعد عبرت حاصل ہوگی۔ اے علیؓ! سوائے جنت کی نعمتوں کے ہر نعمت زوال پذیر ہے۔ اے علیؓ سوائے جہنمیوں کے غم و صدمہ کے ہر غم و صدمہ ٹلنے اور زائل ہونیوالا ہے۔ اے علیؓ! سچائی کو لازم پکڑے رہو گو اُس سے تمہیں فوراً ہی کچھ نقصان بھی پہنچے لیکن انجام کے اعتبار سے فرح و خوشی کا باعث ہوگا۔

(۵۷) بڑے مرتبے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوش نصیب اُمتیو! آؤ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اپنے خُدا کا وعظ سُنو!

اِبْنَ اٰدَمَ اِنْ تُقْبِلُ عَلَیَّ اَمْلَأُ قَلْبَكَ غِنًى وَاَنْزِعُ الْفَقْرَ مِنْ بَیْنِ عَیْنَیْكَ وَاَكُفُّ عَلَیْكَ ضَیْعَتَكَ فَلَا تُصْبِحُ اِلَّا غَنِیًّا وَّلَا تُمْسِیْ اِلَّا غَنِیًّا وَاِنْ اَدْبَرْتَ اَوْ وَلَّیْتَ عَنِّیْ نَزَعْتُ الْغِنٰی مِنْ قَلْبِكَ وَجَعَلْتُ الْفَقْرَ بَیْنَ عَیْنَیْكَ وَاَفْشَیْتُ عَلَیْكَ ضَیْعَتَكَ فَلَا تُصْبِحُ اِلَّا فَقِیْرًا وَّلَا تُمْسِیْ اِلَّا فَقِیْرًا۔

(رَوَاہُ اَبُوالشَّیْخِ عَنْ اَنَسٍؓ)

اے بنی آدم! میری طرف متوجہ ہو جا میں تیرے دل کو غنا بے پرواہی اور تونگری سے پُر کر دونگا اور تیری نگاہوں کے سامنے سے فقیری محتاجی قلت و ذلت کو دور کر دوں گا اور تیرے تمام کنبے قبیلے کی کفالت کر لونگا اور ہر حاجت کو کفایت کر دونگا پس تو ہر وقت بے نیاز رہیگا صبح کو بھی غنی اور شام کو بھی غنی" اور اگر تو مجھ سے منہ موڑ لیا تو میں تیرے دل سے تونگری اور بے پرواہی الگ کر دونگا اور فقیری کو تیرے ماتھے پر چپکا دونگا اور بال بچوں کی الجھن میں ڈالدونگا۔ تو ہر وقت فقیر اور ذلیل ہی رہیگا صبح کو بھی اور شام کو بھی۔

(۵۸) برادران آیئے ایک وعظ اور بھی اسی جیسا فرمودۂ خدا سُن لیجئے۔

یَا اِبْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَأُ قَلْبَكَ غِنًى وَّاَمْلَأُ یَدَیْكَ رِزْقًاہ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَا تُبَاعِدْ مِنِّیْ فَاَمْلَأُ قَلْبَكَ فَقْرًاہ وَّاَمْلَأُ یَدَیْكَ شُغْلًاہ (طبرانی کبیر عَنْ مَّعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ)

اے انسان! میری عبادتوں کے لئے فارغ ہو جا تو میں بھی تیرے دل کو آسودہ بنا دوں گا۔ اُسے بے نیاز غیر محتاج اور غنی کر دونگا اور تیرے دونوں ہاتھوں کو روزیوں سے پُر کر دونگا بیشمار روزی دونگا۔ اے ابن آدم مجھ سے دور نہ ہو، ورنہ میں بھی تیرے دل کو فقیری سے پُر کر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو کام کاج سے بھر دوں گا، نہ محنت کم ہو نہ فقیری ٹلے۔

(۵۹) یہ کلماتِ خداوندی یہ مواعظ محمدیؐ بخدا دل کو نرم کر دینے آنکھوں کو بہا دینے اور جسم کو اطاعتِ خُدا میں لگا دینے کے لئے کافی ہیں تاہم اگر یہ چیزیں ہمارے دلوں اور جسموں پر اثر نہیں کرتیں تو پھر ہمیں اس بُرے وقت کا انتظار کرنا چاہیے جو الٰہی فرامین خداوندی میں ہے۔ ہاں دل کے کانوں سے سنو۔ ادب سے سنو۔ حرمت و عزت کے ساتھ سنو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب باری تعالیٰ عزوجل سے ناقل ہیں۔ کہ خدائے عالم فرماتا ہے:۔

يَا ابْنَ آدَمَ إِنْ نَازَعَكَ بَصَرُكَ إِلَى بَعْضِ مَا حَرَّمْتُ عَلَيْكَ فَقَدْ أَعَنْتُكَ عَلَيْهِ بِطَبَقَتَيْنِ فَأَطْبِقْهُمَا عَلَيْهِ وَإِنْ نَازَعَكَ لِسَانُكَ إِلَى بَعْضِ مَا حَرَّمْتُ عَلَيْكَ فَقَدْ أَعَنْتُكَ عَلَيْهِ بِطَبَقَتَيْنِ فَأَطْبِقْهُمَا عَلَيْهِ وَإِنْ نَازَعَكَ فَرْجُكَ إِلَى بَعْضِ مَا حَرَّمْتُ عَلَيْكَ فَقَدْ أَعَنْتُكَ عَلَيْهِ بِطَبَقَتَيْنِ فَأَطْبِقْهُمَا عَلَيْهِ (رواه الدیلمی عن ابی ھریرۃ)

اے ابن آدم! اگر تیری نگاہ تجھے میری حرام کردہ چیزوں کے دیکھنے کی طرف بہکائے تو میں نے اس کے ڈھکنے کے لئے تجھے دو پردے دے رکھے ہیں تو اُن پردہ ڈال لے۔ اور اگر تیری زبان تجھ سے وہ باتیں نکلوانا چاہے جو میری حرام کردہ ہیں تو ان پر بھی میں نے دو ڈھکن بنا دیئے ہیں تو اُسے ڈھک لیا کر اور اگر تیری شرمگاہ تجھے حرام کاری کی رغبت دے تو میں نے اس کے دو سرپوش بنا رکھے ہیں تو ان سے روک لے۔

پس میرے عزیز بھائیو! دوستو اور بزرگو! اپنی زبان کو اپنی نگاہ کو اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ۔ رب کی طرف کٹ جاؤ اس کی عبادت پر جھک جاؤ۔ اس سے دوری نہ اختیار کرو۔ نہ اس کی عبادت سے جان چراؤ۔ دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ آخرت کا خیال رکھو۔ مالدار بننے کے پیچھے آخرت کی فقیری مول نہ لے لو۔ فرائض خدا کی بجا آوری میں سُستی نہ کرو۔ عورتو! اپنے خاوندوں سے منہ نہ پھلایا کرو۔ انہیں راحت پہنچاؤ گی تو راحت اُٹھاؤ گی۔ انہیں ناراض رکھو گی خود بھی تکلیف میں رہو گی۔ سُنو! تمہارے حُسن سے تمہاری شیریں اداؤں سے لطف اندوز ہونے کا حق صرف تمہارے خاوندوں کو ہی ہے۔ خاوندوں کے خوش کرنے کے لئے تمہارا بناؤ سنگھار بھی عبادت ہے۔ اسے اپنی طرف مائل کرنے کیلئے تمہارا ہنسنا بولنا بھی صدقہ خیرات سے افضل ہے۔ ان کی دلبری تم پر فرض ہے یہ نہیں کہ اُنکے سامنے تو سر جھاڑ منہ پھاڑ ہو اور اِدھر اُدھر جانا ہو تو خوب سنگھار ہو۔ اس سے تو شیطان سرشار ہوگا۔ اور یہ کام باعث پھٹکار ہوگا خاوند اگر ناراض ہو جائے تو جب تک اسے منا نہ لو آرام و راحت اپنے اوپر حرام سمجھو اور اے مردو! سنو! تمہاری محبت کی حقدار تمہاری ہمرازی کی مستحق تمہاری رفیقِ زندگی تمہاری بیوی ہے۔ اسے چھوڑ کر اِدھر اُدھر آنکھ اُٹھائی تو فرشتوں کے گُرز سے کچل دیئے جاؤ گے۔ ان کے سوا اور کہیں منہ مارا تو دوزخ کا لقمہ بنو گے، انھیں بھوکا رکھکر خود کھالیا تو آتش دوزخ اپنے پیٹ میں بھری۔ اے وہ لوگو! جو آج دوسروں کے داماد بنے ہوئے ہو، اپنے ساس سسروں کو نہ ستاؤ۔ یاد رکھو کل تمہارا بھی کوئی داماد بننے والا ہے۔ اے وہ لوگو جو کسی کے ساس سسرے بنے ہوئے ہو۔ اپنی بہو کو پریشان نہ رکھو، کل تمہاری بہو بیٹیاں بھی ساس سسروں کے قبضے میں جانیوالی ہیں اے بہو بنی ہوئی عورتو! اپنی ساسوں نندوں کی عزت کرو۔ کل تم بھی ساس نند بننے والی ہو۔ اے اولاد!

اپنے ماں باپ کا ادب کرو۔ کل تمہارے سامنے بھی اولاد آنیوالی ہے۔ سنو! اصل اسلام سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ ہمارا نہیں جو بڑا ہو کر چھوٹوں پر رحم و کرم لطف و مہربانی نہ کرے اور جو چھوٹا ہو کر بڑوں کا ادب و لحاظ نہ کرے۔ پس رل مل کر رہو۔ شریعت کے احکام پر کاربند رہو تاکہ سُکھ کی زندگی یہاں بھی گذرے اور خدا کے ہاں بھی باغ و بہار پاؤ۔ الٰہی ہمیں دونوں جہان میں سُکھی رکھ۔ ہمارے دُکھ درد کو دور کر ہمیں اپنی رحمت و رضوان عطا فرما۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ۝ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ فَتُبْ عَلَيْنَا يَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اڑتالیسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جس میں وسعتِ رحمتِ ارحم الراحمین کے بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ خطبے ہیں

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ ۝ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۝ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ ۝ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ۝ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ۝ وَّاَتْبَاعِ مُحَمَّدٍ ۝ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ۝ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۝ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ

لَا تَشْعُرُوْنَ ○ اے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل کے خدا! اے زمین و آسمان کو بلا نمونہ ابتداءً پیدا کرنیوالے اے چھپے کھلے کے جاننے والے! اپنے بندوں کے تمام اختلافات کا فیصلہ اور سچا فیصلہ تیرے ہی ہاتھ میں ہے الٰہی اِن جملہ اختلافات میں تو ہمیں راہِ ہدایت و حق پر قائم رکھ۔ راہِ راست پر چلانا اور صحیح ہدایت دینا تیرے ہی بس کی بات ہے۔ الٰہی اپنے نبی۔ ہمارے سرور و شفیع، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج۔ الٰہی مجھے اور اس محفل کے حاضرین کو شیطان کے وسوسوں سے پناہ دے۔ مسلمانو! سنو! جناب باری کا ارشاد ہے کہ اے میری گنہگار بندو! میری رحمت سے کبھی بھی نا اُمید نہ ہونا۔ میں تمام گناہوں کے بخشنے پر قادر ہوں۔ میرا نام غفور رحیم ہے، ہاں تم سب میری طرف جھکتے رہو۔ میرے احکام کی تابعداری کرتے رہو۔ ورنہ پھر میرے عذاب بھی بے پناہ ہوتے ہیں۔ لوگو! میں نے جو کچھ تمہیں اپنے نبیؐ کی زبانی پہنچایا ہے۔ اس کی اتباع میں لگے رہو۔ ورنہ میرے عذاب اچانک آپڑیں گے، الٰہی ہمیں اپنے عذابوں سے بچا۔ اور اپنے نبیؐ کی تابعداری کی دُھن ہمیں لگا دے۔ مسلمانو! اپنے رب کی سُہاونی اور دل لبھاؤنی صدا بذریعہ قرآن تم نے سُن لی۔ اب یہی آواز بواسطۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سُنیئے۔

(۷۶۰) یَا ابْنَ اٰدَمَ اَمَرْتُكَ فَتَوَلَّيْتَ ○ وَنَهَيْتُكَ فَتَمَادَيْتَ ○ وَسَتَرْتُ عَلَيْكَ فَتَجَرَّأْتَ وَاَعْرَضْتُ عَنْكَ فَمَا بَالَيْتَ ○ يَا مَنْ اِذَا مَرِضَ شَكَا وَبَكٰى ○ وَاِذَا عُوْفِيَ تَمَرَّدَ وَعَصٰى ○ يَا مَنْ اِذَا دَعَاهُ الْعَبِيْدُ عَدَا وَلَبّٰى ○ وَاِذَا دَعَاهُ الْجَلِيْلُ اَعْرَضَ وَتَاَبّٰى ○ اِنْ سَاَلْتَنِيْ اَعْطَيْتُكَ ○ وَاِنْ دَعَوْتَنِيْ اَجَبْتُكَ ○ وَاِنْ مَرِضْتَ شَفَيْتُكَ ○ وَاِنْ سَلِمْتَ رَزَقْتُكَ ○ وَاِنْ اَقْبَلْتَ قَبِلْتُكَ ○ وَاِنْ تُبْتَ غَفَرْتُ لَكَ ○ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
(رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب باری نے فرمایا ہے۔ اے ابن آدمؑ میں نے تجھے حکم دیا لیکن تو نے اس سے منہ موڑ لیا۔ میں نے تجھے ممانعت کی لیکن تو اسی میں منہمک رہا میں نے جوں جوں تیری پردہ پوشی کی، تو جری اور دلیر ہوتا گیا۔ اے ابن آدمؑ تو ہی تو وہ ہے کہ جب بیمار پڑتا ہے تو شکوے شکایت اور رونا دھونا شروع کر دیتا ہے لیکن جب تجھے صحت و عافیت دیدی جاتی ہے تو تو سرکشی اور نافرمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اے ابن آدمؑ جب تجھے کوئی انسان بلائے جو میرا غلام ہے تو تو دوڑتا بھاگتا لبیک پکارتا ہوا اس کی پکار کی طرف لپکتا ہے اور جب تجھے جلیل و برتر و بزرگ مالک خدا پکارے تو تو منہ موڑ لیتا ہے، اور انکار کر جاتا ہے۔ سُن میرے احسانات

سُن اگر تو مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔ مانگتا ہے تو دیتا ہوں۔ بیمار پڑتا ہے تو شفا دیتا ہوں۔ تندرستی میں روزیاں پہنچاتا ہوں۔ میری طرف جہاں تو آیا اور میں تیری طرف آتا ہوں۔ تو نے جہاں توبہ کی اور میں نے قبول فرمائی۔ سُن میں تو ہوں ہی توبہ قبول فرمانے والا رحم و کرم کرنے والا۔

(۷۶۱) برادران! اُو رحمان و رحیم خدا کی مہربانی اور کرم میں آپ کو سُناؤں:-

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ؟ فَقَالَ رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِيْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَبِّ خُذْ لِيْ مَظْلِمَتِيْ مِنْ اَخِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْطِ اَخَاكَ مَظْلِمَتَهٗ قَالَ يَا رَبِّ لَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِيْ شَيْئٌ. قَالَ رَبِّ فَلْيَحْمِلْ عَنِّيْ مِنْ اَوْزَارِيْ. قَالَ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُكَاءِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اِلٰى مَنْ يَتَحَمَّلُ عَنْهُمْ مِنْ اَوْزَارِهِمْ. فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلطَّالِبِ اِرْفَعْ بَصَرَكَ وَانْظُرْ فِي الْجِنَانِ ۝ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ يَا رَبِّ اَرٰى مَدَائِنَ مِنْ فِضَّةٍ وَقُصُوْرًا مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةً بِاللُّؤْلُؤِ لِاَيِّ نَبِيٍّ هٰذَا؟ لِاَيِّ صِدِّيْقٍ هٰذَا؟ لِاَيِّ شَهِيْدٍ هٰذَا؟ قَالَ لِمَنْ اَعْطٰى ثَمَنَهٗ قَالَ يَا رَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ ثَمَنَهٗ؟ قَالَ: اَنْتَ تَمْلِكُهٗ قَالَ: مَاذَا يَا رَبِّ؟ قَالَ تَعْفُوْ عَنْ اَخِيْكَ مَظْلِمَتَهٗ قَالَ يَا رَبِّ فَاِنِّيْ قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ، قَالَ اللّٰهُ خُذْ بِيَدِ اَخِيْكَ فَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارا مجمع جمع تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے جو آپ ہنس دیئے اور خوب ہنسے۔ حضرت عمر نے آپ سے وجہ ہنسی دریافت کی، تو آپ نے فرمایا، میری اُمت کے دو شخص خدا کے سامنے گھٹنوں کے بَل گر گئے، اور ایک نے کہا خدایا اس میرے بھائی مسلمان سے میرا بدلہ دلوا اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ اپنے بھائی کا بدلہ دے س نے جواب دیا کہ الٰہی اب تو میرے پاس کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہی۔ تو اس شخص نے کہا میرے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں۔ یہ بیان فرماتے ہوئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے، آنسو نکل آئے۔ اور فرمانے لگے، آہ یہ دِن بہت ہی عظمت اور سختی والا دن ہے۔ آج ہر شخص کی یہی چاہت ہو گی کہ کسی اور پر اسکا بوجھ لاد دیا جائے الغرض اب جناب باری ارحم الراحمین فرمائیگا کہ اے بدلے کے طالب! اپنی نگاہ تو اُٹھا، اوپر کی جنتوں کو دیکھ، یہ دیکھے گا، اور کہیگا الٰہی! یہ کیا؟ شہر کے شہر صرف چاندی کے بنے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے زبردست محلات محض سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ جن پر موتی جڑے ہوئے ہیں۔ خدایا یہ تو کسی نبی کی یا کسی صدیق کی یا کسی شہید

کی منزل ہوگی۔ جناب باری تعالیٰ فرمائیگا۔ بلکہ یہ بکاؤ ہے، جو اس کی قیمت دے وہ لے۔ یہ کہیگا، خدایا بھلا اس کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ تو دے سکتا ہے، وہ پوچھے گا، یہ کیسے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ جو ظلم تیرے مسلمان بھائی نے تجھ پر کیا ہے جسکا بدلہ تو طلب کر رہا ہے، اسے تو معاف کر دے، یہی اس کی قیمت ہے۔ اب تو اسکی کلی کلی کھل جائیگی، بڑی خوشی سے کہیگا کہ ہاں الٰہی میں نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ جاؤ اپنے بھائی کا ہاتھ تھام لو، اور تم دونوں اس جنت میں چلے جاؤ۔ پھر حضورؐ نے آیتِ قرآن کے ان لفظوں کی تلاوت فرمائی کہ، اللہ سے ڈرو، اور آپس کی اصلاح کر لیا کرو۔ دیکھو قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کے درمیان صلح کرائیگا۔

(۷۶۲) حضورؐ کے ساتھ صحابہؓ کی جماعت ہے، راستے میں بنو معاویہ کی مسجد پڑتی ہے، آپ مسجد میں جا کر مع صحابہؓ کے دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں پھر دیر تک دعا میں مشغول رہتے ہیں پھر فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں۔

سَأَلْتُ رَبِّيْ ثَلَاثًا سَأَلْتُهُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا۔

(مسلم)

میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کیں جنمیں سے دو قبول ہوئیں۔ ایک کی ممانعت ہوگئی۔ میں نے مانگا کہ وہ میری ساری امت کو سب کو غرق نہ کر دے، میں نے مانگا کہ وہ میری ساری اُمت کو قحط سالی میں ہلاک نہ کر دے یہ دونوں دعائیں تو منظور ہوگئیں لیکن میں نے تیسری دعا یہ کی کہ اُن میں آپس میں لڑائیاں نہ ہوں، یہ دعا میری قبول نہ ہوئی۔

(۷۶۳) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نورِ رسالت پھیلانے کے لئے مکہ سے پوشیدہ طور پر ہجرت کر گئے، کفار تلملاتے رہ گئے، اب تیاریاں کرنے لگے کہ آپ اور آپکے سب ساتھیوں کو باقاعدہ موت کے گھاٹ اتار دیں گے اس کے لئے تیاریاں سامانِ جنگ مطلوب تھا ابوسفیان کو مال دیکر شام کی طرف بھیجا کہ تجارت کر کے نفع سمیت لائیں اور یہ سارا مال اس جنگ میں لگایا جائے، جب ابوسفیان کا قافلہ واپس آرہا تھا تو مدینہ شریف میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو جمع کیا اور ان میں ایک خطبہ دیا۔ فرمایا:-

اِنِّيْ اُخْبِرْتُ عَنْ عِيْرِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّهَا مُقْبِلَةٌ فَهَلْ لَّكُمْ اَنْ نَخْرُجَ قِبَلَ هٰذِهٖ

مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ ابوسفیان کا قافلہ آرہا ہے تو کیا تم لوگ تیار ہو؟ کہ ہم جائیں اور اس قافلے سے جہاد

اَلْعِيْرِ؟ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّغْنِمَنَاهَا۔
(تفسیر ابن کثیر)

کریں؟ کیا عجب کہ ہم غنیمت کے ساتھ لوٹیں؟ سب اس پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ آپ انھیں لیکر چلے ایک دو دن کے سفر کے بعد آپ نے پھر ہمیں جمع کیا اور یہ خطبہ دیا۔

(۷۶۴) مَا تَرَوْنَ فِيْ قِتَالِ الْقَوْمِ؟ فَاِنَّهُمْ قَدْ اُخْبِرُوْا بِخُرُوْجِكُمْ۔
(تفسیر ابن کثیر)

قافلہ والوں نے تمھارے نکلنے کی خبر پاکر راستہ بدل دیا اور قریشِ مکہ کا جرّار لشکر تم سے لڑنے کے لئے نکل چکا ہے۔ اب بتلاؤ اس جہاد کے بارے میں تم کیا کہتے ہو یہ سُنکر جواب دیا کہ اس ساز و سامان سے تو ہم نکلے نہیں نہ اس کی سردست ہم میں طاقت ہے۔ ہم تو قافلے کے ارادے سے نکلے تھے۔ آپ نے پھر یہی سوال کیا، اس پر حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا، یا رسول اللہ آپ کو جو کرنا ہو کیجئے۔ ہم ساتھ ہیں، ہم وہ نہیں کہ قوم موسیٰ کی طرح کہدیں، کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑ لیجئے۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ سُنکر ہمیں بڑا افسوس ہونے لگا کہ کاش کے ہم بھی یہی جواب دیتے۔

(۷۶۵) یہ خطبہ مقام رَوْحَا میں ہوا تھا، جیسے کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَدْرٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ خَطَبَ النَّاسَ۔ یعنی بدر کی طرف جاتے ہوئے روحا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ کے اس سوال پر کہ كَيْفَ تَرَوْنَ؟ تمھاری کیا رائے ہیں؟ جواب دیا کہ ہاں ہمیں بھی معلوم ہوا ہے کہ لشکر کفار فلاں جگہ ہے۔ راوی حدیث حضرت عَلْقَمَہ بن وَقّاص لَيْثِیؒ کا بیان ہے کہ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ كَيْفَ تَرَوْنَ؟ آپ نے اپنا خطبہ جاری رکھا، پھر بھی دریافت فرمایا کہ اپنی رائے بیان کرو۔ تو حضرت عمرؓ نے وہی حضرت ابوبکرؓ کا جواب دوہرا دیا۔ کہتے ہیں آپ نے پھر خطبہ جاری رکھا اور سہ بارہ بھی یہی دریافت فرمایا۔ اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا حضورؐ ہمارا جواب چاہتے ہیں؟ خدا کی قسم جس نے آپ کو مکرم بنایا ہے اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے۔ مجھے نہ تو لشکر کفار کا کوئی علم ہے نہ میں ان راہوں میں کبھی چلا ہوں لیکن اگر آپ کسی دور سے دور مقام پر چڑھائی کریں تو ہم آپ کا دامن نہ چھوڑیں گے۔ رکاب تھامے رہیں گے۔ ہم ان کی طرح نہیں ہیں جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسے موقعہ پر کہدیا کہ تو آپ اپنے خدا کو ساتھ لے کر لڑ بھڑ لے۔ ہمارے بس کی بات نہیں۔ سُنیے حضورؐ ہمارا جواب سُنیے۔ آپ چلیے خدا آپ کا ساتھ دے، ہم آپ کے جھنڈے تلے ہیں۔ اور آپ کے حکم کے ماتحت ہیں آپ گو کسی اور ارادے سے نکلے اور اب کچھ اور ارادہ ہوگیا تو جو نئی بات خدا کی طرف سے پیدا ہوئی ہے، اسے پوری

کیجیے، چلیے ہم آپ کے زیرفرمان ہیں جس سے چاہیں صلح کیجیے جس سے چاہیں جنگ کیجیے جس سے چاہیں جوڑیے جس سے چاہیں توڑیے۔ ہمارے مال ہماری جانیں آپ ہی کی ہیں جو چاہیں چھوڑ دیجیے۔

مسلمانو! بس یہ ہے اسلام کہ جان مال عزت سب ایک فرمانِ نبی پر فدا اللہ ہمیں توفیق دے۔ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انچاسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

واقعۂ داؤدؑ و واقعۂ ابوطالبؓ و واقعۂ قبر اور کتابت حدیث وغیرہ کے متعلق حضورؐ کے نو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ يَا مَنْ جَعَلَ الْعُلَمَاءَ الْعَامِلِيْنَ وَرَثَةَ الْاَنْبِيَاءِ وَرَفَعَ مَقَامَهُمْ اِعْلَامًا ۝ فَكَانُوْا لِلشَّرِيْعَةِ وَالْاِهْتِدَاءِ نُجُوْمًا وَّاَعْلَامًا ۝ وَشَغَلَهُمْ بِخِدْمَةِ كِتَابِهٖ وَحَدِيْثِ رَسُوْلِهٖ فَبَيَّنُوْا اَحْكَامَهٗ ۝ وَكَشَفُوْا اَسْرَارَهٗ ۝ وَاَوْضَحُوْا حَقَائِقَهٗ ۝ وَقَسَّمُوْا عُلُوْمَهٗ اَقْسَامًا ۝ وَوَفَّقَهُمْ لِعِنَايَتِهٖ ۝ فَقَامُوْا فِيْ خِدْمَتِهٖ ۝ بِتَفْسِيْرِهٖ وَتَاوِيْلِهٖ ۝ تَبْيِيْنِهٖ وَتَبْلِيْغِهٖ ۝ وَاَجْرَوْا فِيْ ضَبْطِهٖ وَكَشْفِ حَقَائِقِهٖ اَقْلَامًا ۝ لِمَا عَلِمُوْا اَنَّهٗ اَرْسَخُ الْعُلُوْمِ اَصْلًا ۝ وَاَنْوَرُهَا كَلَامًا ۝ وَاَسْبَغُهَا فَرْعًا وَّ اَصْلًا ۝ وَاَحْسَنُهَا نِظَامًا ۝ اِذْ لَا شَرَفَ اِلَّا وَهُوَ السَّبِيْلُ اِلَيْهِ ۝ وَلَا خَيْرَ اِلَّا وَهُوَ الدَّالُّ عَلَيْهِ ۝ وَلَهٗ اِمَامًا ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَكْرِمْ بِهٖ رَسُوْلًا وَّاِمَامًا ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ۝ صَلٰوةً وَّسَلَامًا ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَا اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى

نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ (۱)

اے وہ خدا! جس نے اپنا کامل دین اپنے آخری رسولؐ پر نازل فرمایا۔ اور اپنی آخری کتاب سے اور جامع کلمات سے اور زبردست معجزات سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ پھر اس دین کی نگہبانی اپنے ذمّہ لی کہ نہ تو اسمیں کوئی زیادتی کر سکے نہ کمی، گو اس کے نام لیوا گروہ بندی میں لگ جائیں لیکن اصل دین محفوظ ہی رہے اور اس پر ایک جماعت عامل ہی رہے ہم تیری اس بے بدل نعمت پر تیرے شکرگذار ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ۚ اُس رسول پر ہتی دنیا تک بلکہ اس کے بعد تک درود و سلام نازل ہوں جس نے نہایت ہی جانفشانی اور پوری امانت داری کیساتھ دینِ خدا کو کامل پورا کا پورا ہم تک پہنچایا اور اُسے خوب پھیلایا۔ الٰہی آپ کی آل و ازواج پر انصار و مہاجر پر بھی رحمتِ دوامی نازل فرما۔ اور اُن سے خوش رہ۔ اور انھیں بھی اپنی ذات سے خوش رکھ۔ ہاں اُن کے تابعین کو اور اُن کے بعد کے اُن محدثین کو بھی غریقِ رحمت فرما جن کے واسطے سے تیری کتاب اور تیرے پیغمبر کے پیغامات ہم تک اسی طرح پہنچے جس طرح وہ دراصل تھے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسَ مَاْوٰهُمْ۔

حاضرین و حاضرات! اسوقت میں نے آپ کے سامنے سورۂ صٓ کی چند آیتیں تلاوت کی ہیں اس سورت کا شانِ نزول سُنیے۔ تفسیر ابن کثیر فتح البیان وغیرہ میں ہے۔ ابو طالب کے مرض الموت میں سرداران قریش بیمار پُرسی کے لئے آتے ہیں۔ پہلے ہی ان میں مشورے ہو چکے ہیں کہ ابو طالب اب موت کے منہ میں ہے، چلو اور اُس سے کہہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکو، ورنہ اُس کے مرنے کے بعد جب ہم اُسے تنگ کریں گے تو دنیا کہے گی کہ اُس کی زندگی میں تو یہ کچھ نہ کر سکے اب اس کے بعد بڑے بہادر بن گئے ہیں۔ چنانچہ ابو جہل بن ہشام عاص بن وائل اسود بن عبد الملک اسود بن عبد یغوث اور بھی قریشیوں کی ایک بہت بڑی جماعت سے ابو طالب کا گھر بھر گیا اور سب نے بیک زبان شکایت کی کہ آپ کے بھتیجے نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ہمارے معبودوں

(۱) ان آیتوں کی تلاوت کے بعد امام منبر پر سے اُترے اور اللہ اکبر کہکر سجدے میں جائے۔ اسی طرح سامعین بھی سجدہ کر کے تکبیر کہتے ہوئے سب سجدے سے اٹھیں پھر امام منبر پر چڑھکر خطبہ شروع کر دے۔ بہتر ہو کہ اس سجدۂ تلاوت میں یہ دُعا بھی پڑھے اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَّاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّضَعْ بِهَا عَنِّيْ وِزْرًا وَّاقْبَلْهَا مِنِّيْ كَمَا قَبِلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ۔ یعنی خدایا میرے لئے اس کی وجہ سے اپنے پاس اجر و ثواب لکھلے اور اسے میرے لئے خزانہ اور ذخیرہ رکھ لے اور اسکی وجہ سے میرے گناہوں کے بوجھ ہلکے کر دے اور مجھ سے بھی میرا یہ سجدہ اسی طرح قبول فرما جسطرح تو نے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا۔ (محمدؐ)

کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے ساتھ یہ کرتا ہے، اور ہمیں یوں یوں کہتا ہے تم قوم کے سردار ہو ہمارے بڑے ہو ہم انصاف کے طالب ہیں۔ ہم چاہتے ہیں نہ وہ ہمیں کچھ کہے نہ ہم اسے وغیرہ وغیرہ۔ بہت کچھ کہا سنا۔ اس پر ابوطالب نے آدمی بھیجکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا جب آپ تشریف لائے تو سارا گھر ان کفار سے بھرا ہوا تھا لیکن ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ ابوطالب اور ان قریشیوں کے درمیان خالی تھی تو ابوجہل ملعون نے یہ سمجھکر کہ حضورؐ ابوطالب سے قریب اور ہم سے آگے بیٹھ جائیں گے اپنی جگہ سے اٹھکر اس خالی جگہ بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابوطالب نے کہا بھتیجے آپ کی قوم کے یہ سردار و بزرگ حضرات آپ کی شکایت کرتے ہیں کہ آپ ان کے معبودوں کو برا کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپنے کھڑے ہو کر بیان فرمانا شروع کیا۔ فرمایا:۔

(۷۶۶) یَاعَمّ اِنِّیْ اُرِیْدُھُمْ عَلٰی کَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ یَقُوْلُوْنَھَا تَدِیْنُ لَھُمْ بِھَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّیْ اِلَیْھِمْ بِھَا الْعَجَمُ الْجِزْیَةَ ٥ (رَوَاہُ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ)

میں تو انھیں صرف ایک کلمہ کہنے کی ہدایت کرتا ہوں اور اس پر ضمانت دیتا ہوں کہ اس کے بعد سارا عرب انکے زیر نگیں ہو جائیگا۔ سارا عجم انھیں جزیہ دینے لگے گا۔ یہ سنتے ہی سب کے سب متفقہ آواز سے پکار اٹھے کہ اگر یہی ہے تو ایک کیا ہم دس کلمے کہنے کو موجود ہیں۔ اب ابوطالب نے بھی اور سب حاضرین نے دریافت کیا کہ وہ کلمہ کیا ہے؟ آپنے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ سنتے ہی سب کپڑے جھاڑ کر بھاگنے لگے اور کہنے لگے واہ واہ۔ اس نے تو تمام معبودوں کا ایک ہی معبود بنا دیا یہ عجیب و غریب بات ہے، آپ کچھ اور فرمائیے تو ہم مان لیں گے آپ نے فرمایا:۔ لَوْجِئْتُمُوْنِیْ بِالشَّمْسِ حَتّٰی تَضَعُوْھَا فِیْ یَدِیْ مَا سَأَلْتُکُمْ غَیْرَھَا یعنی اگر تم سورج کو لا کر میرے ہاتھ پر رکھدو تب بھی ناممکن کہ میں اپنی بات کو بدلوں۔ اسی پر سورہ صٓ کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔ (اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ وَالنَّسَائِیُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَّالْحَاکِمُ وَصَحَّحَهٗ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَیْهِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ)

(۷۶۷) اس مبارک سورت کی نسبت ایک اور خطبہ نبویہ بھی سن لیجئے:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ صٓ فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهٗ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ

منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کی تلاوت کی اور جب سجدے کی آیت آئی اتر کر سجدہ کیا اور سب سامعین نے بھی آپکے ساتھ سجدہ کیا پھر ایک اور دن بھی آپنے اسی سورت کی تلاوت کی جب سجدے

اٰخِرَ قَرَأَهَا فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَلٰكِنِّيْ رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ فَنَزَلَ وَسَجَدَ (رَوَاهُ الْاِمَامُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَاَخْرَجَهُ الدَّارِمِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَرْدُوْيَهْ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ۔

کی آیت آئی تو لوگوں نے سجدے کی تیاری کی آپ نے یہ دیکھکر فرمایا یہ تو ایک نبی کی توبہ کا ذکر ہے لیکن چونکہ تم سجدے کے لئے تیار ہوگئے ہو اس لئے آؤ سجدہ کریں چنانچہ آپ اُترے اور سجدہ کیا

اس سجدے کے لئے ایک مخصوص دُعا بھی تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَضَعْ بِهَا عَنِّيْ وِزْرًا وَاقْبَلْهَا مِنِّيْ كَمَا قَبِلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ۔ یعنی الٰہی میرے لئے اپنے پاس اس سجدے کے بدلے اجر لکھ اور اسے میرے لئے اپنے پاس ذخیرہ بنا۔ اور اس کی وجہ سے میرے گناہ معاف فرما۔ اور مجھ سے اسے قبول فرما جیسے کہ تو نے اپنے بندے (حضرت داؤدؑ) کا سجدہ قبول فرمایا۔ (ترمذی) یہ بھی یاد رہے کہ سجدۂ تلاوت فرض نہیں۔ جیساکہ خود اس حدیث سے معلوم ہوا۔ بخاری شریف میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ منبر پر جمعہ کے دن اپنے خطبہ میں سورہ نحل کی تلاوت کی جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو منبر پر سے اُتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ اگلے جمعہ کے خطبہ میں پھر اسی سورت کی تلاوت کی اور جب سجدہ کی آیت پڑھی تو فرمایا لوگو! ہم سجدوں کی آیتیں پڑھتے ہیں جس نے سجدہ کیا اچھا کیا اور اگر کوئی سجدہ نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور خود آپ نے سجدہ نہ کیا۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ سجدے فرض نہیں کئے ہم اگر چاہیں کریں ہاں یہ بھی یاد رہے کہ ان آیتوں میں جو لوگ اُوریا کے واقعہ کو بڑے مزے لیکر بیان کرتے ہیں وہ بالکل موضوع اور من گھڑت ہے صحیح اور سچا نہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر و فتح البیان وغیرہ۔ بلکہ حضرت علیؓ نے تو فرمایا تھا کہ جو اس قصے کو بیان کریگا میں اسے ایک سو ساٹھ کوڑے مارونگا۔ مقصود ان آیتوں کا یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش ہوئی۔ بوقت آزمائش آپ اسے نہ سمجھ سکے بعد ازاں معلوم ہوگیا تو توبہ استغفار کرکے رب کو راضی کرلیا۔ واللہ اعلم۔

(۷۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَعَنْ اُمِّہٖ سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ ایک جنازہ لئے ہوئے قبرستان گئے۔ وہاں آپ نے ہمارے مجمع سے مخاطب ہوکر یہ وعظ بیان فرمایا۔

مَا يَاْتِيْ عَلَى هٰذَا الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ

قبر پر ایسا کوئی دن نہیں جاتا جس میں وہ صاف اور فصیح

يُنَادِيْ بِصَوْتٍ ذَلْقٍ طَلْقٍ- يَا ابْنَ اٰدَمَ نَسِيْتَنِيْ؟ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنِّيْ بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَبَيْتُ الْغُرْبَةِ وَبَيْتُ الْوَحْشَةِ وَبَيْتُ الدُّوْدِ وَبَيْتُ الضِّيْقِ اِلَّا مَنْ وَسَّعَنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَبْرُ اِمَّا رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ- (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

زبان میں بآواز بلند یہ نہ کہتی ہو کہ اے انسانو! کیا تم مجھے بھول گئے؟ کیا نہیں جانتے؟ کہ میں تنہائی کا گھر ہوں انجان جگہ ہوں۔ وحشت و دہشت ناکی کا مکان ہوں کیڑوں اور سانپ بچھوؤں کا گھر ہوں. تنگ و تاریک جگہ ہوں. بجز ان لوگوں کے جن کے لئے خدائے تعالیٰ مجھے وسیع کردے کشادہ کردے. پھر حضورؐ نے فرمایا قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُبُوْرَنَا رِيَاضًا مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ٥

(۷۶۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم دس شخصوں کا مجمع تھا، جو ہم میں سے ایک انصاریؓ نے کھڑے ہو کر آپ سے دریافت کیا کہ حضورؐ! سب سے دانا فرزانہ ہوشیار اور عقلمند کون ہے؟ آپ نے فرمایا

اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِّلْمَوْتِ ٥ وَاَكْثَرُهُمْ اِسْتِعْدَادًا لِّلْمَوْتِ ٥ اُولٰٓئِكَ الْاَكْيَاسُ ٥ ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا ٥ وَكَرَامَةِ الْاٰخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ كِتَابِ الْمَوْتِ)

سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والے اور سب سے زیادہ موت کے لئے اعمال نیک کی تیاریاں کرنے والے۔ یہی لوگ عقلمند اور دانا ہیں۔ یہی دنیا کی شرافت اور آخرت کی کرامت کو اپنے لئے جمع کر لیتے ہیں۔

(۷۷۰) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت مقدام بن معدی کرب حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابو الدرداء، حضرت حارث بن معاویہ کندی رضی اللہ عنہم سب جمع ہوتے ہیں۔ آپس میں حدیث رسول کا مذاکرہ شروع ہوتا ہے۔ حضرت ابو الدرداءؓ حضرت عبادہؓ سے کہتے ہیں فلاں غزوے میں خمس کے بارے میں حضورؐ نے جو خطبہ دیا تھا وہ تو بیان فرمایئے۔ حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں ہاں سنیے۔ ایک نماز حضورؐ نے غنیمت کے ایک اونٹ کے پیچھے پڑھائی۔ بعد از سلام کچھ بال اس کے آپ نے اپنی چٹکی میں لئے اور فرمایا

اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ غَنَائِمِكُمْ ٥ وَاِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ فِيْهَا اِلَّا نَصِيْبِيْ مَعَكُمُ الْخُمُسُ ٥ وَالْخُمُسُ

یہ چند بال بھی تمہارے غنیمت کے مال میں سے ہیں۔ میرا سوائے خمس کے اس میں بال بھر کا بھی حصہ نہیں۔ وہ

مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ ۔ فَاَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ ۔ وَاَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ وَاَصْغَرَهٗ وَلَا تَغُلُّوْا ۔ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ وَّنَارٌ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ وَجَاهِدُوا النَّاسَ فِى اللّٰهِ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ ۔ وَلَا تُبَالُوْا فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ وَاَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِى الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ ۔ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ ۔ فَاِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ عَظِيْمٌ ۔ يُنَجِّى اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ ۔ رَوَاهُ ابْنُ كَثِيْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِىْ تَفْسِيْرِهٖ)

خمس بھی تم پر ہی لٹایا جاتا ہے۔ پس تم دھاگا اور سوئی تک بلکہ اس سے بھی بڑی چھوٹی ہر چیز ادا کر دو۔ خیانت نہ کرو۔ یہ خیانت عار کا اور آگ کا باعث ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ لوگو راہِ خدا میں نزدیک دور والوں سے جہاد جاری رکھو اللہ کے بارے میں اپنے اور غیروں کا کوئی لحاظ نہ کرو۔ نہ کسی ملامت کنندہ کی ملامت کا اندیشہ رکھو۔ سفر میں اور وطن میں حدود خداوندی جاری رکھو۔ غزوہ کرتے رہو سُن لو جہاد تو جنت کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ غم والم سے بچا لیتا ہے۔

(۷۷۱) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ قَالَ وَاَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اِتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثَلَاثًا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَمُسْلِمٌ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جہنم سے بچو۔ پھر آپ نے ایک طرف دیکھا۔ منہ بنایا۔ پھر فرمایا لوگو آگ سے بچ جاؤ پھر منہ موڑ کر ایک طرف دیکھ کر پھر ہم سے فرمایا لوگو آتشِ دوزخ سے بچاؤ کر لو۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا آپ اس آگ کو دیکھ رہے ہیں اور ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ تین بار کے اس کہنے اور اس کرنے کے بعد فرمایا گو آدھی کھجور بھی راہِ للہ دیکر یہ بھی نہیں تو کوئی کلمہ خیر بھلی بات کہہ کر ہی۔

(۷۷۲) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا نَكْتُبُ مَا نَسْمَعُ مِنَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا هٰذَا تَكْتُبُوْنَ ؟

ہم صحابہ جو کچھ حضورؐ سے سنتے تھے اسے بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے کہ حضورؐ ہمارے مجمع میں آئے اور ہم سے دریافت فرمایا کہ یہ تم کیا لکھ رہے ہو؟ ہم نے کہا جو کچھ آپ سے سنتے ہیں سب لکھ لیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا

فَقُلْنَا مَا نَسْمَعُ مِنْكَ فَقَالَ أَكِتَابٌ مَعَ كِتَابِ اللهِ؟ اِمْحَضُوْا كِتَابَ اللهِ وَاَخْلِصُوْهُ قَالَ فَجَمَعْنَا مَا كَتَبْنَاهُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اَحْرَقْنَاهُ بِالنَّارِ فَقُلْنَا اَيْ رَسُوْلَ اللهِ اَنَتَحَدَّثُ عَنْكَ؟ قَالَ نَعَمْ تَحَدَّثُوْا عَنِّيْ وَلَا حَرَجَ - وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ قَالَ قُلْنَا اَيْ رَسُوْلَ اللهِ اَنَتَحَدَّثُ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ؟ قَالَ نَعَمْ تَحَدَّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ فَاِنَّكُمْ لَا تُحَدِّثُوْنَ عَنْهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا وَقَدْ كَانَ فِيْهِمْ اَعْجَبَ مِنْهُ (رواہ احمد)

کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ اور کتاب بھی ہے ؟ اللہ کی کتاب علیحدہ رکھو اسے خاص اور خالص رکھو" اب ہم نے جو کچھ بھی لکھا تھا سب کو ایک میدان میں جمع کر کے جلا دیا ہم نے آپ سے پوچھا بھی کہ آپ کی حدیثیں بیان بھی کریں آپ نے فرمایا ہاں بیشک، بغیر تنگی کے میری حدیثیں بیان کرتے رہو۔ یہ خیال رہے کہ جو شخص قصداً میرا نام لے کر وہ کہے جو میں نے نہ کہا ہو وہ جیتے جی اپنے تئیں جہنمی سمجھ لے۔ ہم نے کہا حضورؐ ہم بنی اسرائیلی روایتیں بھی روایت کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ لیکن جو تم ان سے لوگے اس سے بھی عجیب تر چیز ان کے ہاں پاؤ گے"

یہ حدیث ضعیف ہے اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہیں جو ضعیف ہیں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ حضورؐ نے جو منع کیا یہ ممانعت قرآن و حدیث کو ملا کر لکھنے کی تھی اس میں یہ قباحت تھی کہ قرآن ممتاز نہیں رہتا تھا علاوہ ازیں یہ روایتیں ضعیف بھی ہیں اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حدیث لکھنے کی ممانعت تھی۔ جب اس اختلاط اور التباس کا جب قرآن حدیث کے خلط ملط ہو جانے اور اُن میں امتیاز نہ ہونے کا خطرہ نہ رہا۔ تب آپ نے اجازت دیدی بلکہ حکم فرمایا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ آپ نے حضرت ابو شاہ رضی اللہ عنہ کو اپنے فرامین لکھکر دینے کا حکم دیا تھا۔ ابوداؤد کے حوالہ سے آپ کا ایک خطبہ لکھوانا گذر چکا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر آپ کی حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے بلکہ مسند احمد کی حدیث میں ہے اِسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كِتَابِهِ عَنْهُ فَاَذِنَ لَهُ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو آپ نے اپنی حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور عام اجازت بھی عطا فرمائی تھی سنیے۔

(۳۷۷) عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا

ہمارے مجمع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میری حدیثیں بیان کیا کرو لیکن یہ خیال رکھنا کہ جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ

وَلْيَتَبَوَّأْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَنَكْتُبُهَا قَالَ اكْتُبُوا وَلَا حَرَجَ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

جیتے جی اپنا ٹھکانا جہنم میں مقرر کرلے اس پر حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کی حدیثیں لکھ لیا کرتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں لکھ لیا کرو کوئی حرج نہیں۔

اور یہی نہیں کہ آپ نے حضرت رافع ہی کو یہ اجازت دی ہو یا بعض اور گنے چنے صحابہؓ کو ہی یہ فرمایا ہو بلکہ تمام صحابہؓ کی یہی عادت تھی چنانچہ مندرجہ بالا خطبے میں آپ سن چکے ہیں کہ حضرت رافعؓ فرماتے ہیں ہم صحابہؓ آپ کی باتوں کو لکھ لیا کرتے ہیں۔

(۷۷۴) صحابہؓ کو حضورؐ صبح کی نماز پڑھاتے ہیں اس میں سورۂ روم کی تلاوت کرتے ہیں لیکن قرات میں کچھ وہم سا ہو جاتا ہے۔ فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ فَإِنَّ أَقْوَامًا مِنْكُمْ لَا يُحْسِنُوْنَ الْوُضُوْءَ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الصَّلٰوةَ مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ (رَوَاهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي تَفْسِيْرِهٖ)

تم لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اچھی طرح وضو نہیں کرتے اسی وجہ سے قرآن کی قرأت ہم پر خلط ملط ہو جاتی ہے۔ تشابہ لگ جاتا ہے یاد رکھو تم میں سے جو بھی ہمارے ساتھ نماز کو آنا چاہے اُسے چاہیے کہ اچھی طرح پورا کامل وضو کرے۔

پس مسلمانو! خدا کی عزت دل میں رکھو۔ اس کا دبدبہ مانو۔ شیطان کو غلبہ نہ دو۔ اس کی ذلت کرو۔ حدیث کے بالمقابل رائے فقہ قیاس واجتہاد کو کوئی چیز نہ سمجھو گو اس کا قائل کوئی بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر نہ نکلو۔ کل قیامت کے دن آپ ہی کے ہاتھوں جامِ کوثر پینا ہے اور آپ ہی کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے۔ جہنم سے بچنے کے کام کرو۔ راہِ خدا کے مجاہد بنے رہو۔ نماز اور وضو سنت کے مطابق ادا کرتے رہو۔ موت کو آنکھوں کے سامنے رکھو اور بعد از موت کام آئیں اُن اعمال کے کرنے میں سبقت کرو۔ آخر ایک روز قبر کی بغل میں سونا ہے اور عاجزی اور بیکسی کیساتھ وہاں دوسروں کے کندھوں پر جانا ہے اللہ ہمیں نیک نصیب اور سعید بخت کرے آمین۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انچاسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں ترقی اسلام کے اور دلوں کو نرمانے اور گرمانے کے متعلق حضورؐ کے گیارہ خطبے ہیں

اَتُوبُ اِلَی اللّٰہِ سُبحَانَہٗ وَاَستَغفِرُ اللّٰہَ مِن نَّارِہٖ
وَاُثنِی عَلَیہِ بِاٰلَائِہٖ بِاِعلَانِ قَلبِی وَاِسرَارِہٖ
بَکَتِ الاَرضُ وَالسَّمَاءُ عَلَی النُّورِ اَلَّذِی کَانَ لِلعِبَادِ سِرَاجًا
مَن ھَدَینَا بِہٖ اِلَی سُبُلِ الحَقِّ وَکُنَّا لَا نَعرِفُ النِّھَاجَا

(۵۷۷) عَن عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍؓ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ (اے فِی مَوعِظَتِہٖ) اَشَدُّ مَا اَتَخَوَّفُ عَلَیکُم خَصلَتَانِ۔ اِتِّبَاعُ الھَوٰی وَطُولُ الاَمَلِ فَاَمَّا اِتِّبَاعُ الھَوٰی فَاِنَّہٗ یَعدِلُ عَنِ الحَقِّ۔ وَاَمَّا طُولُ الاَمَلِ فَالحُبُّ لِلدُّنیَا۔ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعطِی الدُّنیَا مَن یُّحِبُّ وَمَن یُّبغِضُ وَاِذَا اَحَبَّ عَبدًا اَعطَاہُ الاِیمَانَ۔ اَلَا اِنَّ لِلدِّینِ اَبنَاءً وَلِلدُّنیَا اَبنَاءً فَکُونُوا مِن اَبنَاءِ الدِّینِ۔ وَلَا تَکُونُوا مِن اَبنَاءِ الدُّنیَا۔ اَلَا اِنَّ الدُّنیَا قَدِ ارتَحَلَت مُتَوَلِّیَۃً وَالاٰخِرَۃَ قَدِ ارتَحَلَت مُقبِلَۃً۔ اَلَا وَاِنَّکُم فِی یَومِ عَمَلٍ۔ لَیسَ فِیہِ حِسَابٌ۔ اَلَا وَاِنَّکُم تُوشِکُونَ فِی یَومِ حِسَابٍ

حضورؐ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا۔ مجھے تم پر دو خصلتوں کا بہت ہی خوف ہے، خواہش کی تابعداری۔ اور لمبی امید۔ تابعداری خواہش تو حق سے ہٹا دیتی ہے اور لمبی امید دنیا کی محبت پیدا کر دیتی ہے۔ لوگو! غور سے سنو! دنیا تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی دیتا ہے جسے چاہتا ہو اور اسے بھی دیتا ہے جس سے بغض رکھتا ہو۔ ہاں ایمان اُسی کو عطا فرماتا ہے جس بندے کو محبوب رکھتا ہو۔ لوگو! کچھ لوگ تو دیندار ہوتے ہیں اور کچھ دنیا دار۔ پس تم کوشش کرو کہ دیندار بن جاؤ۔ دنیا دار نہ بنو۔ دیکھو دنیا تو منہ موڑے پیٹھ دکھائے جا رہی ہے اور آخرت سیدھ باندھے توجہ کئے چلی آ رہی ہے۔ میرے اُمتیو! آج تم زندگی میں ہو جہاں عمل کر سکتے ہو یہاں حساب نہیں ہے کل حساب کا دن آنے والا ہے جہاں عمل کا موقعہ نہیں۔

وَلَیْسَ فِیْہِ عَمَلٌ۔ (رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ قَصْرِ الْاَمَلِ وَنَصْرُ الْمُقَدَّسِیُّ فِیْ اِمَالِیْہِ)

(۷۷۶) میری زبان سے نہیں، اپنے نبیؐ کی زبان سے اور وہ بھی خدائی زبان کا ایک خطبہ سُن لو۔ دل کو حاضر کرلو ادب و عزّت سے سنو! دل کے کانوں سے سُنو!!

یَا ابْنَ اٰدَمَ مَا تُنْصِفُنِیْ؟ اَتَحَبَّبُ اِلَیْکَ بِالنِّعَمِ۔ وَتَتَمَقَّتُ اِلَیَّ بِالْمَعَاصِیْ خَیْرِیْ اِلَیْکَ مُنَزَّلٌ وَشَرُّکَ اِلَیَّ صَاعِدٌ وَلَا یَزَالُ مَلَکٌ کَرِیْمٌ یَاْتِیْنِیْ عَنْکَ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ بِعَمَلٍ قَبِیْحٍ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْسَمِعْتَ وَصْفَکَ مِنْ غَیْرِکَ وَاَنْتَ لَا تَعْلَمُ مَنِ الْمَوْصُوْفُ؟ لَسَارَعْتَ اِلٰی مَقْتِہٖ (اَلدَّیْلَمِیُّ وَالرَّافِعِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رض)

اے ابن آدم! تو میرے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں برتتا سُن میں تو تیرے پاس پے در پے اپنی نعمتیں بھیجتا رہتا ہوں لیکن تو میری نافرمانیوں پر نافرمانیاں کرتا رہتا ہے میری جانب سے تیری طرف بھلائی اور خیر اترتی رہتی ہے لیکن تیری طرف سے میری جانب بُرائیاں اور بدیاں چڑھتی رہتی ہیں۔ میرے بزرگ فرشتے تیری طرف سے دن رات بُرائیاں لے کر میرے پاس آتے رہتے ہیں سُن اے انسان سُن! جو جو اوصاف تجھ میں ہیں۔ اگر یہی تیرے سامنے کسی اور کے بیان کئے جائیں۔ تو یقیناً تو اس موصوف سے سخت ناراض ہوگا اور تجھے بڑا غصہ آئیگا (کہ ایسا بھی کوئی ہے؟ ایسا شخص نہایت لائق ہے لیکن افسوس تجھ میں وہ سب اوصاف ہیں اور تو کبھی غور نہیں کرتا۔)

(۷۷۷) بھائیو! آؤ خدائی آواز پھر سُنو! اور وہ بھی روایت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لَسْتُ نَاظِرًا اِلٰی حَقِّ عَبْدِیْ حَتّٰی یَنْظُرَ عَبْدِیْ فِیْ حَقِّیْ۔ (طَبْرَانِیْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض) یعنی میں بھی اپنے بندے کے حقوق کی طرف نظر نہ ڈالونگا جبتک میرا بندہ میرے حقوق کی طرف نظر نہ ڈالے۔

(۷۷۸) اور فرمان ہے۔ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی۔ یَا ابْنَ اٰدَمَ ۰ اِخْتَرِ الْجَنَّۃَ عَلَی النَّارِ ۰ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ ۰

اے ابن آدم! جنت کو پسند کرلے اور دوزخ سے الگ ہو جا۔ لوگو! اپنے اعمال غارت نہ کرو۔ ورنہ اوندھے منہ ہمیشگی والی جہنّم کی آگ میں جھونک دیئے جاؤ گے۔

فَتُقْذَفُوْا فِی النَّارِ ۰ مُنَکَّسِیْنَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ۰ (رَوَاہُ الرَّافِعِیُّ)

(۷۷۹) آؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی وہ باتیں سُنو جو دنیا میں کسی نے نہ سُنائی ہوں۔ فرماتے ہیں۔

عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَدَّقَ اللّٰہَ نَجَاہُ وَمَنْ

جس نے خدا کی باتوں کو سچ مانا اس نے نجات پائی، جس نے خدا کی معرفت حاصل کرلی وہ متقی پارسا بن گیا جس نے خدا

عَرَفَهٗ اتَّقٰى ۰ وَمَنْ اَحَبَّهٗ اسْتَحْيَاهُ ۰ وَمَنْ رَّضِيَ بِقِسْمَتِهٖ اسْتَغْنٰى ۰ وَمَنْ حَذِرَهٗ اَمِنَ ۰ وَمَنْ اَطَاعَهٗ فَازَ ۰ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ اكْتَفٰى ۰ وَمَنْ كَانَتْ هِمَّتُهٗ عِنْدَ نَوْمِهٖ وَيَقْظَتِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَانَتِ الدُّنْيَا تَحْثُّهٗ عَلَى الْاٰخِرَةِ وَتُحْرِزُهٗ الْفَاقِرَةَ ۰ (ابوعبدالرحمٰن السُّلمی)

کی محبت رکھی وہ یقیناً خدا سے شرمائے لجائیگا۔ جو اپنی قسمت پر راضی ہوگیا وہی غنی ہے، جو اللہ سے ڈرتا رہا اسی نے امن و امان حاصل کرلی۔ جسنے خدا کی اطاعت کی وہی مراد کو پہنچا اور کامیاب ہوا جسنے رب پر توکل کرلیا اُسنے اپنی کفایت کا سامان پیدا کرلیا جو توحید خدا پر ایسا پختہ ہوگیا کہ جاگتے سوتے اسکے سامنے اہم کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی ہے اسے تو خود دنیا دین پر آمادہ کرتی رہتی ہے اور اپنی ذلیل وخوار رہتی ہے

(۸۰) عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُحَارِبِيِّ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِذَا هُوَ قَآئِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ وَيَقُوْلُ يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا اِلَخ (کتاب الاصابہ فی تمییز الصحابہ)

حضرت طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلی دفعہ آیا۔ تو میں نے آپکو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا میں نے سُنا آپ اپنے اس خطبے میں فرما رہے ہیں کہ دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے اور افضل ہے۔

(۸۱) حضرت ذوالنور طُفَیل بن عَمرو دَوسی رضی اللہ عنہ مکہ میں آتے ہیں۔ یہ بلند پایہ شاعر اور بڑے عالم ہیں اہل مکہ ان کی عزّت و سرداری کے قائل ہیں مل جُل کر اُن سے کہتے ہیں آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیے اور انھیں عاجز کر دیجیے تاکہ اُن کا دعویٰ باطل ہوجائے، یہ آتے ہیں اور اپنے نہایت زوردار اشعار آپ کو سُناتے ہیں پھر کہتے ہیں آؤ تم بھی اس کے مقابلہ میں کچھ کہو چنانچہ آپ کھڑے ہوجاتے ہیں اور قرآن کریم کی سورۂ اخلاص اور سورۂ مُعَوَّذَتَین کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ سُنتے ہی حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کلام کو چاک کر دیتے ہیں اور اسی وقت وہیں اسلام قبول کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ اُن کی قوم کے پچھتر آدمی تھے وہ بھی سب کے سب مسلمان ہو جاتے ہیں۔ حضرت طفیلؓ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ اب میں اپنی پوری قوم کو مسلمان کرنا چاہتا ہوں، آپ رب سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانِ صداقت عطا فرمائے۔ آپ دُعا کرتے ہیں۔ اُن کا ماتھا چاند کی طرح چمکنے لگتا ہے، عرض کرتے ہیں کہ دَوس بڑی بدگمان قوم ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کہدے دیکھو اس کے ماتھے پر کوڑھ نکل آئی۔ چنانچہ اسی وقت وہ نور ان کی لکڑی کے سرے پر چمکنے لگا۔ یہ واپس گئے قوم کو مسلمان کیا۔ اُن کے بُت کو اپنے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ توڑتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے ؎

يَا ذَا الْكَفَّيْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِكَا ۔ مِيْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِّيْلَادِكَا

اِنِّيْ حَشَوْتُ النَّارَ فِيْ فُؤَادِكَا

اے ذوالکفین بُت! میں اب تیرے پجاریوں میں نہیں رہا۔ اور کیسے رہوں، تو نہ تھا اور میں تھا، میری پیدائش تجھ سے پہلے ہے۔ پھر تو میرا خالق یا مربی کیسے بنا، میں تو تجھے جھلسا دوں گا۔ تیرے پیٹ میں آگ لگا دوں گا اور تجھے جلا کر بھسم کر دوں گا۔

(۷۸۲) اصحاب صُفّہ جو طالب علمی کی حیثیت میں مسجد شریف کے پھونس کے چھپر تلے ننگے بھوکے رہا کرتے تھے رضی اللہ عنہم۔ ایک دن اُن میں سے کوئی کہہ بیٹھتا ہے کہ یا رسول اللہ روٹی میسر نہیں ہوتی کبھی کبھی کھجوریں مل جاتی ہیں جنھیں کھا کھا کر اب تو کلیجہ پھک گیا آپ نے سب کو اسی وقت جمع کیا منبر پر چڑھ گئے اور یہ خطبہ دیا:۔

فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ فَقَالَ لَوْ وَجَدْتُّ خُبْزًا اَوْ لَحْمًا لَّاَطْعَمْتُكُمُوْهُ۔ اَمَا اِنَّكُمْ تُوْشِكُوْنَ اَنْ تُدْرِكُوْا ذَالِكَ اَنْ يُّرَاحَ عَلَيْكُمْ بِالْجِفَانِ وَتَسْتُرُوْنَ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ (كِتَابُ الْاِصَابَهْ فِیْ تَمْيِيْزِ الصَّحَابَهْ)

منبر پر چڑھ گئے اور یہ خطبہ دیا۔ اگر میں روٹی گوشت پاتا تو یقیناً تمھیں وہی کھلاتا لیکن تم یقین مانو وہ زمانہ آرہا ہے کہ تم یہ پاؤ گے طرح طرح کے کھانوں کے خوان پر خوان تمھارے پاس آئیں گے بلکہ تم اپنے گھروں کو پردے چڑھاؤ گے جیسے اس وقت کعبہ پر غلاف چڑھتا ہے۔

(۷۸۳) عَنْ اَنَسٍ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْ شَيْئٍ فَلْيَسْاَلْ عَنْهُ۔ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ

سورج ڈھلتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیر کر ممبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا تم میں سے جو بھی مجھ سے جو پوچھنا چاہے پوچھے قسم خدا کی تم مجھ سے جو پوچھو گے میں اس کا جواب دے دوں گا۔ جب تک کہ اپنی اس جگہ ہوں۔

شَيْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا۔ (رَوَاهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ كِتَابِ الْاَصَابَهْ)

(۷۸۴) حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آئے، ابھی مسجد سے باہر ہی تھے کہ حضور کا یہ فرمان کان میں پڑا۔ اِجْلِسُوْا بیٹھ جاؤ یہ سُنکر آپ وہیں بیٹھ گئے، فارغ ہو کر حضور سرورِ رُسُل نے انھیں یہ دُعا دی۔ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا عَلٰى طَوَاعِيَةِ اللّٰهِ وَطَوَاعِيَةِ رَسُوْلِهٖ (اِصَابَهْ) اللہ تعالیٰ تیرے اس شوق کو زیادہ کرے کہ تو اللہ رسولؐ کی اطاعت میں بڑھ جائے۔

(۷۸۵) حضرت عبداللہ بن حوالۃ الازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے مدینہ کے آس پاس غزوے کے لئے پیدل روانہ فرمایا لیکن وہاں ہمیں مالِ غنیمت کچھ نہ ملا۔ جب ہم واپس لوٹے اور حضورؐ نے دیکھا کہ ہمارے چہرے ملول ہیں تو آپ تشریف لائے۔ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ اِلَىٰ اَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوْا عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ اِلَى النَّاسِ فَيَتَأَمَّرُوْا عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ لَيُفْتَحَنَّ عَلَيْكُمُ الشَّامُ وَالرُّوْمُ وَفَارِسُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِاَحَدِكُمْ مِنَ الْاِبِلِ كَذَا وَكَذَا وَمِنَ الْغَنَمِ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى يُعْطٰى اَحَدُكُمْ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَسْخَطُهَا ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِيْ فَقَالَ. يَا ابْنَ حَوَالَةَ اِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْاُمُوْرُ الْعِظَامُ اَلْحَدِيْثَ (رواہ الحافظ ابن حجر فی کتابِ الاصابہ)

الٰہی نہ انھیں انہی کے ذمے کر دے کہ یہ عاجز آجائیں نہ انھیں دوسروں کے اوپر ڈالدے کہ وہ ان پر حکومتیں کرنے لگیں پھر فرمایا سنو! اے گروہ مجاہدین اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر شام کو روم کو اور فارس کو فتح کریگا۔ یہاں تک کہ تم بہت زیادہ اونٹوں والے اور بہت زیادہ بکریوں والے ہو جاؤگے یہانتک کہ تم میں سے کسی کو جب ایک سو گنیاں دیجائیں گی تو وہ اُسے کوئی چیز نہ سمجھیگا اور اسے کمتر جان کر ناراض ہو جائیگا پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت بیت المقدس میں آگئی تو سمجھ لینا کہ زلزلے اور مصیبتیں اور بڑے بڑے امور قریب آگئے

اللہ تعالیٰ اپنے رسول پر درود وسلام نازل فرمائے جو فرمایا تھا ہو کر رہا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غالب رکھے انھیں دینی جوش اور سچا ولولہ اور عمل بالسّنۃ نصیب فرمائے اُن کے دشمنوں کو ان کے مقابلہ میں ذلیل وخوار رکھے اور اپنے دین کو سب دینوں پر غالب رکھے۔

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پچاسویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں عورتوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ۞ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ۞ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ۞ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ۞ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۞ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۞ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۞ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۞ اَمَّا بَعْدُ ۞ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ۞ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۞ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ۞ وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ۞ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ۞ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ۞ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۞ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۞ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۞

مسلمان بھائیو! اور بہنو! آؤ سب ملکر اس خدائے تعالیٰ کی تعریفیں کریں جس نے ہمیں ایک ماں باپ سے پیدا کیا اور آپس میں ہمیں ایک کر دیا۔ ایک کی فرورتیں دوسرے سے وابستہ کر کے سب کو جوڑ دیا۔ وہ خدا کامل قدرتوں والا ہے اس نے ہمیں ماں باپ سے پیدا کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ صرف ماں سے۔ حضرت حوّا علیہا السلام کو حضرت آدمؑ سے بن باپ کے پیدا کر کے اپنی کامل قدرت کا ظہور فرمایا۔ ساتھ ہی اپنی کمال قدرت دکھانے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا۔ سچ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے ہمیں وہ نعمتیں بخشیں جو انمول اور گراں بہا ہیں۔ آج اگر وہ ہماری آنکھیں لے لے تو ساری دنیا کے مالک اگر ہم ہوں اور ساری دنیا دے کر آنکھیں لینی چاہیں تو نہیں مل سکتیں۔ ایسی ہی قدرت کی فیاضی والی بیشمار نعمتیں ہمارے پاس موجود ہیں پس آؤ سب ملکر ان کا شکر کریں اور کہیں کہ الٰہی ہمارے پاس جو بھی نعمتیں ہیں سب تیری ہی دی ہوئی ہیں۔ ان تمام نعمتوں کا انعام کرنے والا صرف تو اکیلا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں تو اپنی

نعمتیں ہم پر بڑھا تا رہ اور ہمیں شکر گزاری کی توفیق عطا فرما۔ اور جیسے تو نے ہمارے کسی حق بغیر ہم سے کسی معاوضے اور بدلے کی تمنا بغیر یہ بیشمار اور ان گنت نعمتیں دنیا میں عطا فرما رکھی ہیں۔ ایسے ہی ہمیں اپنے فضل و کرم سے اپنی بے بہا اور نہ ختم ہونیوالی نعمتیں آخرت میں بھی عطا فرما۔ الٰہی ہمارے پاس عبادت و ریاضت ایسی نہیں جو پیش کر کے ہم اس کی قیمت طلب کریں۔ نہ ہمارے پاس کوئی صنعت و حکمت محنت و مزدوری ایسی جسے پیش کر کے بدلہ طلب کریں ہم تو جھولیاں لٹکا کر بھیک کے ہاتھ پھیلا کر اپنی عاجزی اور فقیری پیش کر کے تجھ سے بھیک مانگتے ہیں۔ اے غنی اے داتا اے سخی اے جواد اے ارحم الراحمین اے ذوالجلال والاکرام ہمیں اپنی سرکار سے محروم نہ پھیر۔ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ الٰہی ہم جیسا فقیر اور تجھ جیسا غنی کوئی نہیں۔ الٰہی ان سفید ڈاڑھیوں کی ان سفید چوٹیوں کی شرم بھرم رکھ لے۔ ہمارے گناہ معاف فرما۔ ہماری بیماریوں کو دور کر ہمیں سب سے بے نیاز کر دے۔ ہمارے دلوں کو ایمان سے پُر کر دے ہمیں نیکیوں کی الفت دے، بُرائیوں سے نفرت دے ہماری دین دنیا میں برکت بخش۔

بھائیو اور بہنو! آؤ مل جُل کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ۝ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ۝ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ آپ نے حق رسولؐ ادا کر دیا نہیں نہیں! یاد رکھئے دنیا میں کسی کا حق ہم پر حضورؐ کے حق سے بڑا نہیں کسی مخلوق کا احسان ہم پر اتنا نہیں جتنا حضور علیہ السّلام کا احسان ہے۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے دن رات آپ پر درود پڑھا کرو۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمام درودوں میں بہتر افضل یہی درود ہیں۔

میں آج آپ کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خطبے اور وعظ سنانا چاہتا ہوں جو آپ نے خاص عورتوں کے مجمع میں یا خاص عورتوں سے خطاب کر کے یا خاص عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں پس آپ دل کے کانوں سے سُنیں اور اُن پر عمل کے لئے تیار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر دے اور ہر شر سے محفوظ رکھے آمین۔

(۷۸۶) مسلمان عورتیں اپنی طرف سے وفد بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتی ہیں ان کی طرف سے حضرت اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مردوں عورتوں سب کی طرف رسول بنکر آئے ہیں۔ ہم عورتیں بھی آپ پر ایمان لائی ہیں۔ آپکی تابعداری میں لگی ہوئی ہیں۔ حضورؐ کو علم ہے کہ ہم عورتیں پردہ نشین ہیں، گھروں کی چار دیواری میں بیٹھی رہنے والیاں ہیں۔ مردوں کی خواہشوں کو پورا کرنیوالیاں ہیں۔ اور اُن کی اولادوں کی پرورش کرنے والیاں ہیں۔ مردوں کے لئے درجوں کے کام بہت سے ہیں۔ وہ جماعتوں سے

نماز پڑھتے ہیں، جنازوں میں شرکت کرتے ہیں، جہاد کو جاتے ہیں۔ ہم بھی اُن کا ہاتھ بٹاتی ہیں اس طرح کہ اُنکے بعد اُن کے گھر کی اُن کے مال کی اُن کی اولاد کی حفاظت کرتی ہیں تو کیا اُن کے اجر میں ہماری بھی شرکت ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ نے اپنے صحابہؓ کے مجمع کی طرف منھ کرکے فرمایا؟ تم نے عورتوں کے اس سوال سے بہتر سوال کسی کا سُنا ہے؟ پھر آپ نے عورتوں کی اس پیشوا عورت سے فرمایا۔

اِنْصَرِفِیْ یَا اَسْمَاءُ وَاَعْلِمِیْ بِاَنَّكِ مِنَ النِّسَاءِ اِنَّ حُسْنَ تَبَعُّلِ اِحْدَاكُنَّ لِزَوْجِهَا وَطَلَبُهَا لِمَرْضَاتِهَا وَاِتِّبَاعُهَا لِمُوَافَقَتِهٖ یَعْدِلُ كُلَّ مَاذَكَرْتِ لِلرِّجَالِ

اے اسماء لوٹ جا اور سُن لو، سُنا دو کہ تم میں سے جو عورت اپنے خاوند کو خوش کرنے کے لئے اس سے ہنستی بولتی اور اس کا دل پرچاتی رہے اس کی رضاجوئی کی طلب میں لگی رہے اسکی موافقت سے الگ نہ ہو اس کی تابعداری سے باہر نہ ہو اور اسے خوش رکھے۔ وہ مردوں کے ان تمام کاموں میں جو تم نے بیان کئے ہیں بحیثیت اجر کے شامل ہے۔

یعنی نماز با جماعت نماز جنازہ جہاد وغیرہ کا ثواب اسے گھر بیٹھے ملیگا جبکہ خاوند کا دل وہ اپنے ہاتھ میں رکھے یہ سنکر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دربار حضورؐ سے خوش خوش اٹھیں اور تکبیر تہلیل کہتی ہوئی آگے بڑھیں۔ میری بہنو! آپ نے خدائی کرم و رحم سن لیا؟ آپ نے معلوم کر لیا کہ خاوندوں کو خوش رکھنے میں آپ کے لئے کیسے کیسے درجے ہیں اب ناخوش رکھنے کا دبال بھی سُن لیجئے۔

(۷۸۷) عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ وَعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ قُعُوْدٌ قَالَ بِیَدِهٖ اِلَیْهِنَّ بِالسَّلَامِ فَقَالَ۔ اِیَّاكُنَّ وَكُفْرَانَ الْمُنْعِمِیْنَ اِیَّاكُنَّ وَكُفْرَانَ الْمُنْعِمِیْنَ (قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ قَالَ بَلٰی اِنَّ اِحْدَاكُنَّ تَطُوْلُ اَیْمَتُهَا ثُمَّ تَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَارَأَیْتُ مِنْهُ سَاعَةً خَیْرًا قَطُّ فَذٰلِكَ كُفْرَانُ

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اس وقت عورتوں کی ایک جماعت بھی مسجد میں بیٹھی ہوئی تھی آپنے اپنے ہاتھ کے اشارے سے انھیں سلام کیا اور فرمایا احسان کرنیوالوں کی ناشکری سے بچو! دیکھو خبردار اپنے محسنوں کی ناشکری بے قدری نہ کرنا۔ یہ سنکر عورتوں میں سے ایک نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہیں کہ ہم اللہ کی نعمتوں کی شکر گزاری نہ کریں۔ آپنے فرمایا ہاں یہی ہوتا ہے کہ جہاں غصہ آیا کوئی بات ناگوار گزری کہ جھٹ سے کہدیا کہ واللہ اس گھر

نِعَمِ اللّٰہِ وَذٰلِكَ كُفْرَانُ الْمُنْعِمِيْنَ۔

(ادب المفرد)

میں مَیں نے کوئی گھڑی سکھ کی نہیں گذاری مجھے تو کبھی اس سے کوئی راحت نہیں پہنچی۔ یہی اللہ تعالیٰ کی ناشکری بھی ہے اور یہی محسن کشی ہے۔ اس کا نام شرعی اصطلاح میں شکر کے بدلے کفر ہے۔

(۷۸۸) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ مَرَّبِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا فِيْ جَوَارٍ اَتْرَابٍ لِّيْ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ اِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنْعِمِيْنَ وَكُنْتُ مِنْ اَجْرَأِهِنَّ عَلٰى مَسْئَلَتِهٖ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كُفْرُ الْمُنْعِمِيْنَ؟ قَالَ لَعَلَّ اِحْدٰكُنَّ تَطُوْلُ اِيْمَتُهَا مِنْ اَبَوَيْهَا ثُمَّ يَرْزُقُهَا اللّٰهُ زَوْجًا وَّيَرْزُقُهَا مِنْهُ وَلَدًا فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَكْفُرُ فَتَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ (ادب المفرد)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں اور میرے ساتھ اور بھی نوجوان لڑکیاں اور عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں جو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سلام کیا اور فرمایا احسان کرنیوالوں کی ناشکری سے بچتی رہا کرو۔ میں حضورؐ سے مسائل معلوم کرنے میں بہت دلیر تھی اسلئے میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان و انعام کرنیوالوں کی ناشکری کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا لمبی مدت تک بے خاوند کے اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھی رہیں پھر پروردگار نے نکاح کر دیا خاوند دیا پھر اس سے اولاد بھی ہوئی۔ پھر کسی وقت کسی بات سے جہاں ناراض ہوئی کہ زبان سے نکلا، میاں میں نے تم سے کوئی راحت کبھی نہیں پائی

بہنو! خبردار رہو، ناشکری کی عادت بہت بُری ہوتی ہے۔ اس بدعادت کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ سنو! اپنے نہ فراموش کرنے والے خدا کی آواز سنو!

(۷۸۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا لَا نُذْكَرُ فِي الْقُرْاٰنِ كَمَا يُذْكَرُ الرِّجَالُ؟ قَالَتْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ مِنْهُ يَوْمًا اِلَّا وَنِدَاءُهٗ عَلَى الْمِنْبَرِ يَاَيُّهَا النَّاسُ ہ قَالَتْ وَاَنَا اُسَرِّحُ رَأْسِيْ فَلَفَفْتُ شَعْرِيْ ثُمَّ دَنَوْتُ مِنَ الْبَابِ فَجَعَلْتُ سَمْعِيْ عِنْدَ الْجَرِيْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

ایک روز اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے خدمتِ نبویؐ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا بات ہے؟ کہ ہم عورتوں کا ذکر قرآن میں نہیں کیا جاتا؟ جیسے کہ مردوں کا ذکر ہوتا ہے۔ ایک دن میں بیٹھی ہوئی کنگھی کر رہی تھی کہ اچانک منبر پر سے حضورؐ کی آواز آئی کہ آپ فرما رہے ہیں، اے لوگو! میں نے کنگھی چھوڑ دی اور یونہی اپنے بال لپیٹ کر دروازے کے قریب ہو کر سُننے لگی تو میں نے سُنا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ جناب باری

یَقُوْلُ ۝

نے یہ آیتیں قرآن پاک میں نازل فرمائی ہیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَ الصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَ الصَّابِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝

مومن مرد و عورت ایماندار مرد اور عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں سچے مرد اور اور سچ بولنے والی عورتیں صبر کرنیوالے اور صبر کرنے والیاں خوفِ خدا سے عاجزی کرنے والے اور کرنے والیاں صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ کرنیوالی عورتیں روزے دار مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، بدکاری سے بچنے والے مرد اور عفت مآب عورتیں، اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنیوالے مرد اور ایسی ہی عورتیں۔ یہ مرد و عورت وہ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے۔

بہنو! آپ نے اپنا درجہ سمجھا کہ آپکی خواہش پر آپ کا ذکر قرآن کریم میں ہوا۔ اب سننے میں آپ کو آپ کے متعلق ایک خاص مسئلہ کا خطبۂ نبویہ سناؤں۔

(۷۹۰) حضرت سہیل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عمرو بن عوف کے محلہ میں رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے قبائل میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے ادھر نماز عصر کا وقت آ گیا تو حضورؐ کے فرمان کے مطابق حضرت بلالؓ نے اذان کہی۔ تکبیر کہی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ نماز شروع کی ہی تھی جو حضورؐ صلح کرا کر واپس تشریف لائے، لوگوں نے دستک دینی شروع کی لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نہ عادت تھی کہ نماز میں اِدھر اُدھر التفات کریں۔ نہ اب کیا۔ حضورؐ صفوں میں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے دستک کی زیادتی سے آخر صدیق اکبرؓ نے التفات کیا تو حضورؐ پر نگاہ پڑی اور آپ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو لیکن صدیق اکبرؓ نے اپنے ہاتھ اٹھا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی کہ حضور میری امامت پر خوش ہیں۔ پھر پچھلے پیروں پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے اور حضورؐ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میری اجازت کے باوجود تم مصلّے پر کیوں نہ ٹھیرے رہے؟ آپ نے فرمایا۔ ابوقحافہ کے لڑکے کو یہ کب پھبتا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائے، اور آپکے آگے کھڑا ہو؟ اب آپنے تمام صحابہؓ کی طرف دیکھکر فرمایا

مَالِیْ رَأَیْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِیْقَ؟ مَنْ یہ کیا بات ہے کہ تم نے بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی

نَابَہٗ شَیْءٌ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیُسَبِّحْ فَاِنَّہٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَیْہِ وَاِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ (بُخَارِیْ)

انگلیاں مارنی شروع کر دیں۔ سن لو کسی کو نماز کی حالت میں کوئی ایسی اہم بات پیش آجائے تو سبحان اللہ کہے اس کے سبحان اللہ کہنے سے اس کی طرف التفات کیا جائیگا، یہ دستک دینا تو عورتوں ہی کے لئے ہے وہ سبحان اللہ نہ کہیں دستک دیں لیکن مرد تو سبحان اللہ کہیں۔،،

پس عورت جب کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہو، اسے امام کی غلطی پر سبحان اللہ نہ کہنا چاہئے بلکہ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں مار کر دستک دینی چاہئے۔

(۷۹۱) اللہ کے نبی پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔ آپ عورتوں سے فرماتے ہیں :۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسْوَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اِخْتَضِبْنَ غَمْسًا وَّاخْفِضْنَ وَلَا تُنْھِکْنَ فَاِنَّہٗ اَحْظٰی عِنْدَ اَزْوَاجِکُنَّ وَاِیَّاکُنَّ وَکُفْرَ الْمُنْعِمِیْنَ (رَوَاہُ الْبَزَّارُ)

انصاری عورتیں ایک مرتبہ حضورؐ کے گھر جمع ہوتی ہیں تو آپ انھیں خطبہ دیتے ہیں جمیں فرماتے ہیں اے انصار کی عورتو تم مہندی لگایا کرو۔ اور مبالغہ سے ختنہ نہ کراؤ تاکہ اپنے شوہروں کو اچھی لگو۔ دیکھو خبردار کبھی بھی اپنے خاوندوں کی ناشکری نہ کرنا۔ احسان کرنے والوں کا احسان مانتی رہا کرنا۔ میری بہنو! نہ جانیں آج کیا حالت ہے اور کل کیا ہو؟ دنیا میں تم کیسی کچھ ہو اور آخرت میں خدا جانے کیسی کچھ ہو جاؤ پس آخرت کی فکر کو مقدم کرو۔ سنو:۔

(۷۹۲) عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتِ اسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاذَآ اُنْزِلَ اللَّیْلَۃَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ اَیْقِظُوْا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ فَرُبَّ کَاسِیَۃٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَۃٌ فِی الْاٰخِرَۃِ ۔ (بُخَارِیْ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو جاگے اور فرمانے لگے سبحان اللہ آج کی رات کیسے کیسے فتنے اترے؟ اور کیسے کیسے خزانے کھلے؟ ان حجرے والیوں کو تو جگاؤ۔ بہت سی عورتیں ہیں جو دنیا میں کپڑے پہنے ہوتی ہیں لیکن آخرت میں ننگی ہوں گی۔

یہ ہے حضورؐ کا رات کا وعظ جسے امام بخاریؒ نے اسپر باب باندھا ہے رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ کے قربان جائیں جس نے عورتوں کی کمزوری کا لحاظ فرما کر ان کے چھوٹے عمل کا ثواب بڑا کر دیا، سنیئے۔

(۷۹۳) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ فِیْ مَوَاعِظِ

سلوک دیندار قرابت داروں سے کیا کرو۔ کمزوروں کا

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا الصَّنِيْعَةُ اِلٰى ذِىْ دِيْنٍ اَوْحَسَبٍ وَجِهَادُ الضُّعَفَاءِ الْحَجُّ وَجِهَادُ الْمَرْأَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ لِزَوْجِهَا وَالتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ وَمَا عَالَ امْرُؤٌ عَلٰى اقْتِصَادٍ وَاسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ وَاَبَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ اَرْزَاقَ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُوْنَ ○

جہاد حج کرنا ہے۔ عورتوں کا جہاد اپنے خاوندوں کی دلبری کرنا، انھیں ناز وادا سے خوش رکھنا ہے۔ آپس کی محبت آدھا ایمان ہے۔ میانہ روی سے چلنے والا انسان فقر و فاقہ سے محفوظ رہتا ہے۔ روزیوں کی زیادتی راہِ خدا کے خرچ پر موقوف ہے۔ سنو! اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے رزق کی سبیل صرف ایسی ہی جگہ سے رکھی ہے جہاں سے کسی کو گمان بھی نہ ہو۔

(اَلْعَسْكَرِىُّ فِى الْاَمْثَالِ)

مسلمان بہنو! میری دعا ہے کہ خدا تمہیں بہت دے، دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو۔ اچھے سے اچھا کھاؤ بہتر سے بہتر پہنو، اوڑھو لیکن دیکھنا کبھی بھی کسی مسلمان عورت پر جو غریب مسکین ہو حقارت کی نظر نہ ڈالنا۔ سنو!

(۷۹۴) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دن چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر مسجد میں استسقا کیا۔ تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، پھر تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا کہا پھر یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا سَمْنًا وَّلَبَنًا وَّشَحْمًا وَّلَحْمًا ○ الٰہی ہمیں گھی دودھ چربی اور گوشت عطا فرما۔ اسیوقت ایسی بارش برسی کہ لوگ گھبرا گئے ادھر ادھر بارش سے بچنے لگے لیکن حضورؐ کھڑے ہی رہے یہاں تک کہ پانی کے قطرے موتیوں کی طرح آپ کی ڈاڑھی مبارک پر سے ٹپکنے لگے اور جسم مبارک پر بہنے لگے پھر حضورؐ چلے، میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپؐ فرمانے لگے یہ پانی اپنے رب کے پاس سے ابھی ہی تو آرہا ہے واللہ اس سال سے تو زیادہ یہ چیزیں ہم نے تو کبھی نہیں دیکھیں یہاں تک کہ ان کے خریدار نظر نہیں آتے تھے۔ اب آپ مردوں کی طرف آئے انھیں وعظ کیا۔ خدا کی نافرمانیوں سے منع کیا۔ پھر عورتوں کی طرف آئے فَوَعَظَهُنَّ فَشَدَّدَ عَلَيْهِنَّ فِى الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ ○ یعنی عورتوں کو وعظ کہا اور سونے اور ریشم کے بارے میں ان پر بہت سختی کی (یعنی سونا اور ریشم پہن کر جو عورتیں تکبر اور بڑائی کرتی ہیں فخر اور غرور کرتی ہیں وہ خدا کے نزدیک بڑی کمین ہیں اور انھیں سخت عذاب کئے جائیں گے وغیرہ) اس پر بنو عامر کے ایک شخص نے تکبر کی تفصیل دریافت کی تو آپؐ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ وَاِنَّمَا الْكِبْرُ مَنْ جَهِلَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ بِعَيْنَيْهِ (رواہ الطبرانی فِى الكبير) یعنی خوبصورتی اور بناؤ چناؤ اور پاکیزگی اور لطافت پسندی اور چیز ہے۔ جمال تو پسندیدۂ خدا چیز ہے۔ خود خدا

جمیل ہے تکبر بڑائی اور اترانا تو یہ ہے کہ حق سے جاہل رہے اور دوسروں پر حقارت کی نظریں ڈالے"۔

حق تبارک وتعالیٰ ہم مردوں وعورتوں کو تکبر سے بچائے اور تواضع نصیب فرمائے۔ تکبر صرف شایان شان خدا ہے۔ ہم مٹی کے بنے ہوئے انسانوں کو تکبر سے کیا کام؟ حدیث شریف میں ہے۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ (اوکما قال) یعنی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائیگا۔ بہنو! سنو، میں تمہیں تمہاری ایک صحابیہ بہن کا واقعہ مع خطبۂ نبویہ سناؤں۔

(۷۹۵) صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتی ہیں کہ یارسول اللہ آپ کی حدیثیں تو مرد ہی لے کر چل دیئے، ہمارے لئے بھی آپ کوئی دن مقرر فرمائیں کہ ہم بھی آکر آپ سے وہ علم سیکھیں جو آپ کو خدا نے سکھایا ہے آپ نے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا فلاں فلاں دن فلاں فلاں مکان پر جمع ہو جایا کرو چنانچہ وہ جمع ہوئیں اور حضورؐ وہاں تشریف لے گئے اور جو علم خدا آپ کو تھا اس میں کچھ آپ نے انھیں بھی سکھایا۔ اسی وعظ میں آپ نے یہ بھی فرمایا:۔

مَا مِنْکُنَّ اِمْرَأَۃٌ تُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیْھَا مِنْ وَّلَدِھَا ثَلٰثَۃً اِلَّا کَانَ لَھَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ ۝ — تم میں سے جس عورت نے تین بچے اپنے سے بھیج دیئے ہوں اس کے وہ بچے اس کے لئے جہنم سے حجاب بن جائیں گے۔

اس پر ایک عورت نے سوال کیا کہ یارسول اللہ اگر دو ہوں۔ دو مرتبہ اس نے اپنا سوال دوہرایا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) یعنی ہاں دو بھی دو بھی دو بھی۔

محترم بہنو! صبر میں اجر ہے شکر میں برکت ہے۔ سنو! دنیا میں کوئی درخت نہیں جسے ہوا نہ لگی ہو۔ اسی طرح دنیا میں ایک انسان نہیں جو مصیبتوں سے بچا ہوا ہو۔ مسلمان کا کام یہ ہے کہ نعمتوں پر شکر کرے، تکلیفوں پر صبر کرے جس حال میں خدا رکھے اس پر خوش رہے اسی کا نام رضا بہ قضا ہے۔ قناعت اختیار کرے۔ بہنو! ہر وقت یہ دعا پڑھتی رہو۔ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ یعنی اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے دے رکھا ہے اسی پر قناعت دے اور میری روزیوں میں برکتیں عطا فرماتا رہ۔ ہر وقت توبہ واستغفار کرتی رہو اور یہ پڑھتی رہو۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ۝ سنو! دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ دکھ سکھ سب آنی جانی چیز ہے۔ اپنے خدا کی عبادت میں اپنے رسول کی اطاعت میں اپنے خاوند کی خوشی میں اپنی عمر گزارو۔ ہاں اگر وہ تمہیں دکھ دیگا تو خدا کے ہاں اس کی پکڑ ہوگی۔ تم بھی اس کا حق ادا کرتی رہو۔ اور اے مردو! شرک کے بعد کوئی گناہ

اس سے بڑھ کر نہیں کہ تم اپنی بیوی کو بلا وجہ ستاؤ، اسے تڑپاؤ اور کلپاؤ۔ اس پر تنگی کرو، اور اس سے بے رُخی برتو۔ آج جس طرح تم دوسرے کی بیٹی کے خاوند بنے ہو، کل اسی طرح تمہاری بیٹی کا بھی کوئی خاوند بننے والا ہے۔ یاد رکھو سب سے زیادہ حقدار تمہاری محبت کی تمہارے کھلانے پلانے کی ہنسنے بولنے کی، خوشی خوشی رہنے کی۔ تمہاری بیوی ہے جو تم پر جی رہی ہے۔ جو ماں باپ چھوڑ کر تمہارے گھر بسی ہوئی ہے۔ اسے چھوڑ تم نے اپنے بناؤ سنگار غیر عورت کو دکھایا۔ اس کی راحت چھوڑ تم نے اور جگہ منہ مارا، قیامت کے دن جہنم کا تنور ہوگا اور تم ہوگے۔

عورتو! تمہاری خوبصورتی تمہارے بناؤ سنگھار تمہارے زیور کپڑے، تمہاری ناز و ادا دیکھنے والا صرف تمہارا خاوند ہی ہے، اگر غیر مردوں کی طرف اُلجھیں اگر اُنھیں اپنی طرف مائل کیا تو یاد رکھو کباب سیخ کی طرح جہنم کی آگ میں جھلستی رہو گی۔

مردو! اور عورتو! دنیا کی گاڑی کے تم دونوں دو پہیے ہو۔ ایک دوسرے کی مخالفت کرو گے تو دنیا کی زندگی بے لطف ہو جائے گی۔ دنیا کا مزہ زندگی کی بہار سچا عیش حقیقی لطف تمہارے میل ملاپ اور یک جہتی اور آپس کی محبت والفت عورتوں میں ہی ہے۔ عورتوں کے قصوروں سے بھی درگذر کرنے کی عادت ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائے گا۔ میری مسلمان بہنو! جو آیتیں میں نے اپنے اس خطبے کے شروع میں تلاوت کی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی محترم آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ تم مسلمان عورتوں سے یہ عہد و پیمان اقرار و وعدہ لے لو کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، چوری اور بدکاری نہ کریں۔ اپنی اولادوں کو قتل نہ کریں۔ اندھا دھند بہتان اور تہمت باندھ کر افترا کھڑا نہ کریں۔ آپ کی فرماں برداری برابر کرتی رہیں یعنی قرآن وحدیث پر ہی عمل و عقیدہ رکھیں۔ عورتیں جب ان باتوں کا اقرار کرلیں تو تم اُن کے اس اقرار کو قبول کرلو۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے پس آپ سب ان باتوں کا اقرار کر لیجئے۔ ان پر عمل جاری رکھئے آپ کی بیعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی۔ خبردار اب ان بنے ہوئے بے شرع پیروں کی مصنوعی اور بدعتی بیعت میں نہ پھنسنا، قبریں اور تعزیے، خانقاہیں اور پہاڑ تھان اور شدے پنجے نہ پوجنا۔ برائیوں سے دور رہنا نیکیوں پر کمر بستہ رہنا۔ حدیث و قرآن پر ہی عمل رکھنا۔ آؤ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ الٰہی ہم میں آپس میں محبت دے ہماری آنکھیں ہماری جوروؤں سے اور ہمارے بچوں سے ٹھنڈی رکھ۔ الٰہی جہاں ناچاقیاں ہیں وہاں بھی الفتیں دے ہمارے گھر بستے رکھ۔ ہمارے کنبے بڑے رکھ۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ط اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پچاسویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں عورتوں کے متعلق رسول اللہ صلعم کے چھ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَۃَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَۃَ لُوْطٍ ط کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتَاھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَۃَ فِرْعَوْنَ م اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِکَلِمَاتِ رَبِّھَا وَکُتُبِہٖ وَکَانَتْ مِنَ الْقَانِتِیْنَ

تمام حمد وثنا سزاوار ہے اس اللہ کو جو تمام جہانوں کا روزی رساں، سب کا خالق مالک مُربّی پالنہار اور پروردگار ہے اس کے کارخانوں کا نہ کوئی مالک نہ مختار آپ اپنے ہاتھ سے جس کو جتنا چاہے دے۔ جب چاہے دے جو چاہے دے اعلیٰ قسم کے بہت بہت اور پاک پاک درود وسلام اس آخری رسولؐ پر جو ساری دنیا کے لئے رحمتِ خدا ہیں۔ جو سب کے رہنما ہیں جو مغفرت یافتہ ہیں جو شفاعت کنندہ ہیں، جو ساقی کوثر اور شافع اکبر ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔

جن آیتوں کی تلاوت آپ نے ابھی سُنی یہ سورۂ تحریم کی آخری آیتیں ہیں جنہیں دو بدترین عورتوں کا اور دو بہترین عورتوں کا ذکر ہے۔ یہ بدنصیب دو جلیل القدر پیغمبروں کی بیویاں تھیں۔ ایک حضرت نوح علیہ السّلام کی دوسری حضرت لوط علیہ السّلام کی لیکن ایمان اور نیک اعمال سے خالی تھیں اس لئے جہنم واصل ہوئی۔ اُن کے خاوندوں کی نبوّت نے انھیں کوئی نفع نہ پہنچایا۔ دو بہترین بیویوں میں ایک فرعون کی عورت تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنھوں نے اپنے خاوند کے کفر میں شرکت نہ کی۔ خدا کے خلاف خاوند کی نہ مانی۔ اُس کے ظلم وستم پر صبر کیا۔ جان دیدی۔ لیکن ایمان نہ دیا ان کی دُعا رب العالمین نے قبول فرمائی۔ فرعون سے اور اس کی ظالم قوم سے انھیں نجات بخشی۔ اور جنّت الفردوس انھیں عطا فرمائی۔ دوسری بیوی حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو نہایت پاکیزہ خصلتوں اور نیک عادتوں

کی وجہ سے قدرت کی نظر انتخاب میں آئیں اور ان کو اس اہم معجزہ اور عجوبہ روزگار نشانِ قدرت کے واسطے چن لیا گیا۔ جو آج تک اکثر انسانوں کی فکروں کا جولانگاہ اور معرکۃ الآرا مبحث بنا ہوا ہے۔ دنیا والے ان کے حالات میں عقل گم کر چکے ہیں۔ دراصل یہ خاندان ہمیشہ سے منتخب روزگار رہا ہے۔ حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے جبکہ یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھیں ان کی والدہ محترمہ نے دُعا کی تھی۔ رَبِّ اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ یعنی میرے پروردگار میں اپنے پیٹ کے بچے کو آزاد کر کے تیری نذر کرتی ہوں تو اپنے رحم و کرم سے اس حقیر نذر کو ہی قبول کر لے کیونکہ ؎

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

چونکہ یہ دُعا ایک نیک دل کی گہرائیوں سے نہایت خلوص کیساتھ بغیر کسی ظاہری ٹیپ ٹاپ کے نکلی تھی فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ فوراً ہی درجۂ قبولیت حاصل کر گئی، سچ ہے ؎

جو دعا دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ⁂ پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اگرچہ اس زمانہ میں لڑکے ہی خدا کی نذر کیے جاتے تھے مگر یہ لڑکی ہونے کے باوجود بھی مقبول بارگاہ ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ بہت سے فرشتوں نے (پکار کر) کہا اے مریمؑ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم کو چن لیا ہے اور ہر قسم کی گندگی اور بُرائی سے پاک کر کے خصوصاً اس زمانہ کی تمام عورتوں کے مقابل تم کو پسند فرمایا۔ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ اے مریم ادب کے ساتھ اپنے رب کی فرمانبرداری کیا کرو، اور رکوع سجدہ کرنے (نماز پڑھنے) والوں کے ساتھ تم بھی رکوع سجدہ کرتی رہو۔

بیویو! دیکھو ان دونوں پاکدامن پرہیزگار اور نیک بیویوں کی دُعا کتنی جلد قبول ہوئی۔ اور جو ان کی دلی تمنائیں تھیں وہ فوراً ہی پوری کر دی گئیں اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ جو شخص بھی ہر طرح اللہ ہی کا ہو جائے۔ اللہ بھی ضرور اس کا ہو جائے گا۔

(۷۹۶) اب اُن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان بھی سُن لیجئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ اَلْحَدِيْثَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ابن کثیر و مشکوٰۃ) مردوں میں سے تو صاحب کمال بہت سارے ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں سے کامل عورتیں صرف حضرت آسیہ رضی

ہیں جو فرعون کی بیوی تھیں اور حضرت مریم بنت عمرانؑ (جناب مسیح علیہ السّلام کی والدہ محترمہ) ہیں الخ (تفسیر محمدی پ ۲۵)

(۷۹۷) اور مسند امام احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور صحابہؓ سے دریافت کیا کہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ ہی کو پورا علم ہے، آپنے فرمایا سنو! تمام جنتی عورتوں میں سے افضل خدیجہ بنت خُوَیلدؓ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی حضرت فاطمہؓ کی والدہ ماجدہ) اور فاطمہؓ بنت محمدؐ اور مریم بنت عمرانؑ اور آسیہ بنت مُزاحم ہیں۔ (تفسیر محمدی)

(۷۹۸) اور سُنیے عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَآئِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَآئِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اَبُوْکُرَیْبٍ وَاَشَارَ وَکِیْعٌ اِلَی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیان فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے ہوئے سُنا کہ تمام دنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر حضرت مریم بنت عمرانؑ اور حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہما ہیں۔

(مشکوٰۃ)

(۷۹۹) عَنْ اَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَّ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَّاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ۔

(ترمذی)

انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیگئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تم اگر فضیلت والی عورتیں تلاش کروگے تو تم کو تمام دنیا میں کافی فضیلت والی عورتیں (چار ملیں گی) عمران کی بیٹی مریمؑ۔ خُوَیلد کی بیٹی خدیجہؓ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ زہراؓ اور فرعون کی کی بیوی آسیہ (رضی اللہ عنہن۔

میری بہنو! آپ نے ان چاروں نیک اور پارسا بیویوں کی فضیلت اور بھلائی خود زبان رسالتؐ سے سُن لی۔ ان میں سے حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہما کے متعلق کچھ بیان شروع میں سُن چکیں اب ایک حدیث خصوصی بھی سن لیجئے۔

(۸۰۰) اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بلاکر کچھ پوشیدہ طور پر کان میں بات کی تو

دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا قَالَتْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ۔

(ترمذی)

فوراً وہ رونے لگیں پھر ذرا ہی بعد آپ نے اپنی جگر گوشہ سے کچھ بیان کیا تو فوراً ہی ہنس پڑیں۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تو میں نے فاطمہ زہراؓ سے ان کے ہنسنے اور رونے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو خبر دی تھی کہ اب یقیناً آپ کا انتقال ہو جائے گا تو میں رو پڑی پھر ذرا دیر بعد مجھکو خبر دی کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ جنتی عورتوں کی سردار ہونگی تو مجھکو (خوشی کیوجہ سے) فوراً ہی ہنسی آگئی۔

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ ان چاروں میں بھی جناب عیسیٰ مسیح علیہ السّلام کی والدہ محترمہ سب سے افضل بہتر اور اعلیٰ درجہ پر ہیں اب میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ سب فضیلتیں صرف پرہیزگاری اور عمل سے حاصل ہوتی ہیں اس کے متعلق خطبہ سُنئے اور عمل کیجئے۔

(۸۰۱) حضرت عائشہ بنت قُدامہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ عورتیں جمع تھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے (زبانی) بیعت لے رہے تھے میں بھی اپنی ماں رائطہ بنت ابی سفیان کے ساتھ تھی تو آپ نے عورتوں سے خطاب فرما کر فرمایا:۔

أُبَايِعُكُنَّ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقْنَ وَلَا تَزْنِينَ وَلَا تَقْتُلْنَ أَوْلَادَكُنَّ وَلَا تَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُنَّ وَأَرْجُلِكُنَّ وَلَا تَعْصِينَ فِي مَعْرُوفٍ۔ (طبرانی وغیرہ)

اے عورتو! میں تم سے بیعت (عہد) لیتا ہوں اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا۔ چوری مت کرنا۔ بدکاری مت کرنا۔ اپنی اولادوں کو ہلاک مت کرنا۔ سرتاپا بہتان باندھ کر کھڑا مت کرنا۔ سب عورتوں نے گردن جُھکا کر ان باتوں کا اقرار کیا میری کم سنی کیوجہ سے میری ماں مجھے سمجھاتی جاتی تھیں۔ میں نے بھی زبانی اقرار کر کے کہا کہ ہاں جہانتک طاقت ہوگی۔

بہنو! یہ جو کچھ فضیلتیں آپ نے سُنیں سب عمل اور اللہ و رسولؐ کے حکم کی فرمانبرداری کا نتیجہ ہے۔ اگر تم بھی شریعت کے احکام کا خیال رکھو تو جنت میں ان معزز خواتین کا پڑوس حاصل کر سکتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک

عمل کی توفیق دے اور ہمارے گناہوں کو بخشے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مُسْلِمِیْنَ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ۝ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۝ اِنَّکَ سَمِیْعٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکیاونویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق رسول اللہ صلعم کے چار خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضَاہُ۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ وَلَا مَنْجٰی مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِ مُحَمَّدٍ وَّذُرِّیَّاتِ مُحَمَّدٍ وَّاَتْبَاعِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

برادران! دنیا مصائب کا گھر ہے۔ اچھے بُرے سب پر دُکھ سکھ آتا جاتا رہتا ہے حدیث میں ہے کہ تم پر جو تکلیف آئے میری اسی قسم کی تکلیف کو یاد کر کے اپنے مغموم دل کو تسکین دے لیا کرو۔ آؤ آج میں آپ کو ایک واقعہ مع ایک خطبۂ نبویہ کے سناؤں۔

(۸۰۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہؓ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاجزادی صاحبہ مسلمانوں اور مومنوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر میں جانا چاہتے تو اپنی بیویوں کے نام قرعہ ڈالتے جس کا نام نکلتا وہی آپ کے ساتھ جاتیں۔ آپ نے جب غزوہ بنو المصطلق کی تیاری کی یہ واقعہ ۶ھ ماہ شعبان کا ہے۔ خزاعہ قبیلہ سے یہ لڑائی

تھی۔ مدینہ شریف پر حضورؐ نے حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا تھا۔ قبیلۂ بنو مُصطلِق بماتحتِ حارث بن ابو ضرار یہاں جمع ہوا تھا اور حضورؐ سے لڑائی کے ارادے سے تیاریوں میں مصروف تھا۔ آپ نے خود ہی ان پر چڑھائی کردی اور قُدَیْد کے پاس مُرَیسیع نامی جگہ جنگ ہوئی۔ جس میں کفار کے اس گروہ کو شکست فاش ہوئی۔ اور آپ مع مال غنیمت و اسیران جنگ واپس تشریف لے چلے۔ اس غزوے میں میرے نام کا قرعہ نکلا تھا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ پردہ کا حکم اُتر چکا تھا۔ میں اپنے اونٹ پر ہَوْدَج میں تھی۔ جب لشکر اترتا لوگ ہودج سمیت مجھے اُتار دیتے۔ روانگی کے وقت ہودج سمیت میں اپنی سواری پر سوار کرادی جاتی۔ واپسی میں مدینہ شریف کے قریب رات کو کوچ کا حکم دیا گیا۔ میں قضا حاجت کے لئے چلی۔ فارغ ہوکر جب آئی تو دیکھا کہ میرا ہار جو سفید و سیاہ خوشبو دار خَرمُہروں کا تھا جو ظِفار سے آتے ہیں جسے میں نے کسی سے مُستَعار لیا تھا وہ میرے گلے میں نہیں ہے۔ میں اُسے ڈھونڈھنے میں لگ گئی۔ بڑی دیر کے بعد وہ مجھے ملا۔ جب میں واپس آئی تو دیکھا کہ لشکر کوچ کرگیا ہے۔ یہاں کوئی بھی نہیں خالی میدان ہے اور بالکل سناٹا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ میرا ہَوْدَج اُتارنے رکھنے والے جو مقرر تھے وہ آئے اور حسب عادت ہودج اُٹھا کر اونٹ پر رکھدیا اور مَہار تھام کر چلتے ہوئے سمجھتے رہے کہ میں اسمیں ہوں حالانکہ میں اپنے ہار کی تلاش میں تھی اور مجھ میں کیا اسوقت تک عام طور پر عورتوں کے جسم میں مٹاپا نہ تھا وہ ہلکی پھلکی تھیں کچھ ایسی ہی ہلکی پُھلکی غذا انھیں مل جایا کرتی تھی اس لئے ہودج کے اٹھانیوالوں کو یہ محسوس نہ ہوسکا کہ میں اس میں نہیں ہوں (یہ یاد رہے کہ حساب سے اسوقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال سے کم تھی) الغرض جب میں نے یہاں سناٹا دیکھا تو مغموم ہوکر ایک طرف بیٹھ گئی کہ جب بھی معلوم ہوگا کہ میں اپنے ہودج میں نہیں ہوں تو لوگ بھیجے جائیں گے کہ مجھے لے جائیں۔ یہاں مجھے کچھ دیر ہوگئی تو میں اپنی چادر میں لپٹ کر لیٹ گئی۔ رات کی تکان اسوقت کی کوفت اور اُجاگے نے مجھے پریشان کردیا تھا۔ کچھ یوں ہی سی اونگھ آگئی۔ تھوڑی دیر میں میرے کان میں کسی کے اِنّا لِلّٰہ پڑھنے کی آواز آئی۔ میں جھٹ اُٹھ بیٹھی اور چادر میں سمٹ کر بیٹھ گئی۔ یہ آواز حضرت صَفْوان بن مُعَطَّل سُلَمی ذَکْوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔ (یاد رہے کہ یہ جنگ خندق وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور ۱۹ھ میں خلافت عمرؓ میں جنگ اَرْمِینیہ میں شہید ہوئے واللہ اعلم) یہ لشکر کے پیچھے مقرر کئے گئے تھے تاکہ گری پڑی چیز چھوٹا بچھڑا آدمی اُن کے ساتھ ہولے۔ اس وقت صبح ہوچکی تھی۔ انھوں نے مجھے دیکھکر اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے اگلے پیر پر اپنا پاؤں رکھا کہ اُٹھ نہ جائے میں اپنی جگہ سے اُٹھی اور اونٹ پر سوار ہوگئی انھوں نے نکیل تھامی اور مجھے لے چلے۔ واللہ انھوں نے نہ تو کوئی کلام کیا نہ میں نے۔ دوپہر کے وقت ہم اپنے لشکر میں جا ملے

عبداللہ بن اُبیّ جو اس مہم میں ہمارے ساتھ تھا اور جو منافقوں کا سردار تھا اور جس نے اسی جنگ میں کہا تھا کہ مدینہ پہنچ کر ان ذلیل محمدیوں کو ہم اپنے شہر سے خارج کر دیں گے اس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور مجھ پر لب کشائی کرنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی چند اور منافقین نے بھی میری بابت بُری باتیں مشہور کرنی شروع کر دیں کچھ بھولے بھالے مسلمان بھی ہلاکت میں پڑ گئے۔ مجھے ان باتوں کی مطلق خبر نہ تھی نہ میرے ماں باپ نے مجھ سے کوئی ذکر کیا نہ خدا کے رسولؐ نے مجھ سے کبھی کوئی بات کی۔ مدینہ میں آتے ہی میری طبیعت بگڑ گئی اور پورے ایک مہینے تک میں بیمار رہی۔ اس بیماری کی مدت میں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لطف و کرم میں البتہ نمایاں فرق دیکھا جو عموماً میں اپنی بیماری کے زمانے میں پایا کرتی تھی لیکن اس کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہ آتی تھی۔ لوگوں کی چہ میگوئیاں میرے کانوں تک نہیں پہنچی تھیں۔ حضور میرے پاس آتے اور صرف اتنا پوچھ کر چلے جاتے کہ طبیعت کیسی ہے؟ میری بیماری پر کچھ اوپر بائیس دن گذر چکے تھے اور نقاہت بہت بڑھ گئی تھی اس وقت تک ہمارے گھروں میں پاخانے نہیں بنے تھے اور قدیم عرب کی عادت کے مطابق ہم قضائے حاجت کے لئے جنگلوں میں جایا کرتی تھیں۔ عورتیں صرف رات ہی کو جاتی تھیں، گھروں میں پاخانے بنانے سے ہم کو گھن آتی تھی، ایک رات میں اُم مسطح رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو میرے والد کی خالہ تھیں۔ حضرت مسطح بن اُثاثہ رضی اللہ عنہا کی ماں تھیں۔ ابورُہم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔ پاخانے کے لئے نکلی، واپسی میں ام مسطح کا پاؤں چادر میں اُلجھ گیا تو عورتوں کی عادت کے مطابق اُن کی زبان سے کوسنا نکل گیا اور کہا مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا افسوس تم نے کیا بات کہی؟ تم اپنے لڑکے کو جو ایک بدری صحابیؓ ہے کوستی ہو؟ تین مرتبہ یہی ہوا انھوں نے یہی کہا اور میں نے انھیں روکا۔ اس پر اُن سے نہ رہا گیا کہنے لگیں اے بھولی بیٹی کیا تم نے نہیں سُنا کہ وہ کیا کہتا ہے؟ میں نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ تو اب انھوں نے مجھ پر تہمت لگائے جانے کا واقعہ میرے سامنے دُہرایا۔ میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور میری بیماری بڑھ گئی اور مجھ پر موت کا سارا سماں طاری ہو گیا جوں توں کر کے گھر پہنچی۔ حضور جب تشریف لائے اور میری مزاج پُرسی کی تو میں نے آپ سے اپنی والدہ کے ہاں جانے کی رخصت طلب کی۔ آپ نے اجازت دی اپنا غلام میرے ساتھ کر دیا اور میں اپنے میکے چلی آئی کہ واقعات تو معلوم کروں۔ میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور میرا کلیجہ پھٹا جا رہا تھا، یہاں آکر میں نے اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ کیا واقعی میری نسبت کچھ ایسی بات اُڑ رہی ہے؟ والدہ نے فرمایا، پھر بیٹی یہ کونسی انوکھی بات ہے ہر ایک نیک سیرت خوش رو عورت جس کی سوکنیں بھی ہوں اور جس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اس کے پیچھے تو ایسی باتیں لگا ہی کرتی ہیں، تم اس غم میں اپنی جان کیوں گھلاؤ؟ یہ تو معمولی بات ہے۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! کیا لوگوں کی زبان سے ایسے

کلمات میری بابت نکل رہے ہیں؛ پھر میں نے دریافت کیا کہ کیا حضورؐ تک یہ بات پہنچ گئی ہے؟ اور کیا میرے والد صاحب نے بھی یہ سنا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، پس اب تو میں ضبط نہ کر سکی اور بآواز بلند رونے لگی اور بیہوش ہو گئی۔ جب ہوش میں آئی تو جاڑا چڑھ گیا، گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیئے۔ میں بخار میں ہانپ رہی تھی میرے والد اوپر کے کمرے میں تھے، میرے رونے کی آواز سُنکر آگئے تھے، والدہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا کہ آج انھیں اس واقعہ کا پتہ چلا ہے اس لئے رو رہی ہیں، اب دن رات سوائے رونے کے میرا کوئی کام ہی نہ تھا۔ رات بھر مجھے نیند نہیں آئی۔ دن کو میرے آنسو نہیں تھمتے۔ اسی اثنا میں ایک انصاریہ عورت سے بھی میں نے اس واقعہ کا ذکر سنا۔ اِدھر کوئی وحی میرے بارے میں اللہ کے رسولؐ پر اتنے دنوں میں نہیں اُتری تھی۔ اس لئے آپ نے مشورے کے لئے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو اور حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو بلوایا (رضی اللہ عنہما) حضرت اسامہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ ہم نے آپ کی اہل میں آجتک کوئی ایسی بات نہ دیکھی نہ معلوم کی، وہ ان ناپاک تہمتوں سے بری ہیں وہ پاکدامن ہیں یہ خبر بالکل غلط اور محض جھوٹ ہے۔ ہاں حضرت علیؓ نے کہا خدا نے کوئی تنگی آپ پر نہیں کی۔ اُن کے سوا بھی عورتیں بہت ہیں۔ ہاں مزید تحقیق گھر کی ملازمہ لونڈی (حضرت بریرہؓ) سے کر لیجئے صحیح واقعات سامنے آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت بریرہؓ بھی بلوائی گئیں، اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا تم مجھے رسول اللہ مانتی ہو؟ انھوں نے کہا بیشک۔ فرمایا یاد رکھو جو میں پوچھوں اس کا جواب صاف اور سچ دینا کوئی بات نہ چھپانا، سُنو! عائشہؓ کی تم نے کبھی کوئی بات اس قسم کی دیکھی ہے جس سے کوئی شک و شبہہ ہو سکے؟ اُس نے کہا خدا کی قسم جس خدا نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے آجتک کبھی کوئی بات اس قسم کی واللہ نہیں دیکھی۔ بلکہ حضرت علیؓ نے انھیں ڈانٹا ڈپٹا بھی بلکہ بعض روایات میں ہے کہ مارا بھی اور بہت دھمکایا بھی کہ حضورؐ کو صحیح صحیح خبر دو۔ اس نے کہا واللہ میں سچ کہتی ہوں میرے علم میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں۔ ہاں اپنی کم عمری کی وجہ سے گندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں، چاہے بکری آکر کھا ہی جائے باقی کوئی عیب کی بات ہرگز نہیں۔ واللہ ان میں کوئی برائی یا عیب نہیں جس طرح خالص سونا میل سے پاک حالت میں ہوتا ہے وہ طیّبہ طاہرہ ہیں۔ حضرت زینبؓ سے (جو میری سوکن ہیں) سوالات ہوئے لیکن آپ نے صاف گوئی سے کام اور میری برأت ظاہر کی حالانکہ میرا اُن کا مقابلہ رہتا تھا یہی سوال حضرت اُمّ ایمنؓ سے بھی حضورؐ نے کیا لیکن انھوں نے بھی میری پاکدامنی کی شہادت دی۔

آہ! دل دہلتا ہے۔ کلیجہ پھٹتا ہے مسلمان اگر مغموم ہیں حضرت صدیقہ پر تو قیامت ٹوٹ پڑی ہے اللہ کے رسولؐ رنجیدہ ہیں۔ صدیق کا گھرانہ آفت میں آیا ہوا ہے۔ حضرت صفوانؓ کی پریشانی کا کچھ

نہ پوچھیے، جب وہ اس ناخوشگوار بہتان کو سنتے ہیں تو بے ساختہ اُن کی زبان سے نکلتا ہے وَاللّٰہِ مَا کَشَفْتُ کَنَفَ اُنْثٰی قَطُّ میرے رب کی قسم میں نے تو آج تک کسی عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی غمناکی کا کچھ نہ پوچھیے، رہ رہ کر فرماتے تھے وَاللّٰہِ مَا قِیْلَ لَنَا ھٰذَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَکَیْفَ بَعْدَ اَنْ اَعَزَّ اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ یعنی واللہ ہمارے گھرانے پر ایسا الزام تو کفر میں بھی کبھی نہیں لگا، چہ جائیکہ اب اسلام لانے کے بعد

منافقین کی اس گھڑنت میں بعض سچے مسلمان بھی آ گئے ہیں۔ حضرت مسطح اور حضرت حسانؓ کی زبان سے بھی یہ نکل رہا ہے حضرت حمنہ بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی بھی کچھ ایسے ہی کلمات زبان سے نکال رہی ہیں اور اپنی بہن زینب بنت جحش کی طرف سے گویا بدلہ لے رہی ہیں۔ ہاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خود اس سے بالکل الگ ہیں بلکہ اس کے خلاف ہیں اس ناپاک گھڑنت کی تردید کرتی ہیں اور اپنے دین و دیانت پر استوار ہیں اب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صبر نہیں ہو سکتا۔

(۸۰۳) لوگوں کا مجمع مسجد میں جمع ہے جو آپ آتے ہیں منبر پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے:

قَامَ فِیْنَا خَطِیْبًا فَتَشَھَّدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اَمَّا بَعْدُ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَا بَالُ اُنَاسٍ یُّؤْذُوْنِّیْ فِیْ اَھْلِیْ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَیْھِمْ غَیْرَ الْحَقِّ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِیْ اَذَاہُ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ فِیْمَنْ یُّؤْذِیْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَیَجْمَعُ فِیْ بَیْتِہٖ مَنْ یُّؤْذِیْنِیْ یَسُبُّوْنَ اَھْلِیْ فَوَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْھِمْ مِّنْ سُوْٓءٍ قَطُّ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ مِنْ اَھْلِیْٓ اِلَّا خَیْرًا وَلَقَدْ ذَکَرُوْا رَجُلًا صَالِحًا وَّاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْہِ اِلَّا خَیْرًا وَمَا کَانَ یَدْخُلُ عَلٰٓی اَھْلِیْٓ اِلَّا مَعِیَ وَلَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے خدا کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور جن تعریفوں کے لائق وہ ہے وہ تعریفیں بیان فرمائیں پھر اما بعد کہہ کر فرمایا۔ اے مسلمانو! لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہ وہ مجھے میری اہل کے بارے میں ایذا دیتے ہیں اور اُن پر ناحق تہمت رکھتے ہیں۔ کوئی ہے جو میرا بدلہ اس سے لے جس کی ایذا مجھے میری اہل تک پہنچ رہی ہے۔ میرا بدلہ اس سے کون لے گا جو میری اہل کے بارے میں مجھے ایذا پہنچا رہا ہے اپنے گھر میں ان لوگوں کو جمع کرتا ہے جو مجھے ایذا پہنچانے والے ہیں۔ یہ لوگ میری اہل کو برا کہتے ہیں۔ واللہ میں نے کبھی بھی کوئی برائی اپنی اہل میں نہیں دیکھی۔ واللہ جہاں تک میرا علم ہے

غَبْتُ فِیْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِیَ
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَابْنُ ھِشَامٍ وَالتِّرْمِذِیُّ)

میں تو اپنی اہل میں بھلائی ہی بھلائی جانتا ہوں۔ پھر جس شخص کا نام یہ لے رہے ہیں وہ نہایت صالح دیندار شخص ہے۔ میرا علم تو اس کے متعلق بھی نیکی ہی کا ہے۔ وہ کبھی بھی میری غیر موجودگی میں میرے اہل کے پاس نہیں جاتا ہمیشہ میرے ساتھ میرے گھر میں آتا ہے اور میرے ہر سفر میں میرے ساتھ رہتا ہے۔

یہ سنکر حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ بے بلکانہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ اس سے میں آپ کا انتقام لینے کے لئے تیار ہوں، اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو اس قبیلہ کا میں سردار ہوں میں اسکی گردن مار دوں گا۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج کے قبیلہ میں سے ہو تو ہمیں جو حکم آپ دیں ہم اسکی بجا آوری کے لئے مستعد ہیں۔ یہ سنکر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے، آپ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ تھے بھی مرد صالح لیکن حمیت قومی اور غصہ میں اسوقت اُن کی زبان سے نکل گیا کہ یہ غلط ہے واللہ نہ تو تم اُسے قتل کرو گے نہ قتل کر سکو گے بلکہ اگر وہ آپ کی جماعت سے ہو تو آپ اُس کا قتل کیا جانا پسند ہی نہ کریں گے بلکہ دراصل آپ کا یہ کہنا اُسی پرانی عداوت پر محمول ہو سکتا ہے جو قبیلہ اوس و خزرج میں دیرینہ چلی آ رہی ہے۔ اس کے جواب میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ بدگمانی درست نہیں میرے ارادے کا علم اللہ تعالیٰ کو بخوبی ہے۔ میں نے جو کہا حمایت رسول میں کہا ہے۔ اسی وقت حضرت اُسَیْد بن حُضَیْر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کھڑے ہو گئے یہ حضرت سعد بن معاذ کے قبیلے کے تھے انھوں نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے فرمایا، غلطی پر آپ ہیں واللہ ہم اسے مار ہی ڈالیں گے گو وہ خزرجی ہو۔ ہمیں حکم رسول کافی ہے اس کا انتظار ہے۔ منافقوں کی حمایت کرنا بھی نفاق ہے۔ اس پر دونوں قبیلوں میں بدمزگی بڑھ گئی اور قریب تھا کہ تلوار چل پڑے بلکہ ایک آدھ نے اپنی تلوار بے نیام کر بھی لی۔ حضورؐ نے طرفین کو ٹھنڈا کیا۔ ہر ایک کو دوسرے سے الگ کیا اور سمجھا بجھا کر اُس اُٹھتے فتنے کو بٹھا دیا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں مجھے اس خطبہ کا مطلقاً علم نہیں ہوا۔ میرا تو یہ سارا دن بھی روتے ہوئے گذر گیا۔ رات بھی اسی طرح آنسو بہاتے ہوئے نہ نیند تھی نہ چین تھا۔ دو راتیں اور ایک دن ایک منٹ کے لئے میرا آنسو نہیں تھما۔ صبح کے وقت میرے ماں باپ میرے پاس آئے وہ دیکھ رہے تھے کہ یہ آہ و بکا میرا کلیجہ پاش پاش کر دے گی۔ یہ آکر بیٹھے ہی تھے جو ایک انصاریہ عورت بھی آ گئیں۔ اور مجھے روتا دیکھکر وہ بھی رونے

لگیں۔ یہ مجمع یوں ہی تھا جو آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ اسوقت میرے دائیں بائیں میرے والدین تھے، انصاریہ عورتیں بھی بیٹھی تھیں میں بخار کے مارے ہانپ رہی تھی عصر کی نماز ہو چکی تھی اس واقعہ کو پچاس دن بلکہ زیادہ گذر چکے تھے خود مجھے اس کا علم ہوئے ایک مہینہ ہوگیا تھا۔ میری حالت ابتر ہو چکی تھی۔ آپ نے سلام کیا اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ اس سے پہلے اس تمام مدت میں حضورؐ میرے پاس بیٹھے نہ تھے، پھر یہ خطبہ دیا۔

(۸۰۴) فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ. يَا عَائِشَةُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِىْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا. فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ. وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ فَاسْتَغْفِرِى اللهَ وَتُوْبِىْ اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ اِلَى اللهِ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ يَا عَائِشَةُ فَاتَّقِى اللهَ اِنَّمَا اَنْتِ مِنْ بَنَاتِ اٰدَمَ اِنْ كُنْتِ اَخْطَاْتِ فَتُوْبِىْ وَوَعَظَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالٰى وَالتِّرْمِذِىُّ)

آپ نے اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور فرمایا اے عائشہؓ! مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تو اس سے بری ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے بری کر دے گا اور اگر کوئی گناہ تجھ سے ہو گیا ہے تو تو اللہ سے استغفار کر اور اس سے توبہ کر۔ سنو! جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ عائشہؓ اللہ سے ڈر تو بھی تو آخر آدم علیہ السّلام کی بیٹیوں میں سے ایک ہے۔ اگر کوئی خطا تجھ سے ہو گئی ہے تو توبہ کر لے، اور بھی آپ نے لمبا وعظ فرمایا۔

یہ سنکر میرے والد صاحب نے بھی مجھ سے فرمایا بیٹی کوئی بات ہو گئی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے میں کیا تامل ہے؟ اور اگر کچھ نہیں ہوا تو اپنے عذر و واقعہ کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح صحیح کر دو۔ میری شرمندگی اور رنج کی اب تو انتہا ہو گئی۔ میں کہہ رہی تھی کہ ہائے ایک اجنبی عورت کے سامنے میری یہ رسوائی۔؟

اب تو اس تازہ مصیبت نے پرانی مصیبت بھلا دی۔ آنسو خشک ہو گئے اور حرارت مصیبت نے ایک ایک قطرہ آنسو کا چوس لیا اور میں نے اپنے والد صاحب سے بھی کہا کہ خود آپ حضورؐ کو میری طرف سے جواب دیجئے لیکن انھوں نے فرمایا میں اصل واقعہ سے لاعلم ہوں میں کیا جواب دوں؟ میں خاموش ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود خدا واقعہ کو کھول دیگا۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا آپ ہی جواب دیجئے لیکن انھوں نے بھی یہی کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں حضورؐ کو کیا جواب دوں؟ آخر مجھے ہی جواب دینا پڑا، میں کم عمر لڑکی ہی تو تھی کچھ زیادہ قرآن شریف مجھے ازبر نہ تھا (دوسرے غم وصدمہ نے دماغ پر دباؤ ڈال رکھا تھا) تاہم میں نے جواب دینا شروع کیا

پہلے تو میں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کی پھر اس کے رسولؐ کی رسالت کی گواہی دی، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور امابعد کہہ کر کہنا شروع کیا، کہتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی۔ خدا کی قسم تم نے ایک بات سُنی ہے اسے اپنے دل میں بٹھالی ہے اور سچ مان لی ہے۔ اب اگر میں کہتی ہوں کہ میں اس ناپاک الزام سے بری ہوں اور خدا خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل الگ ہوں لیکن تم میری برأت کی تصدیق نہ کروگے اور میرا یہ قول میرے لئے سودمند نہ ہوگا نہ قسم مجھے مفید پڑے گی تمہارے تو دلوں میں یہ بات بٹھادی گئی ہے اور اگر میں کسی ایسی چیز کا اقرار کرلوں جس سے خدا کے علم میں میں بالکل الگ تھلگ ہوں، تو یقیناً تم اُسے باور کرلوگے کہ اب اس نے سچ کہا پس میری اور تمہاری مثال تو حضرت یوسف علیہ السّلام کے باپ کی سی ہے جنھوں نے فرمایا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ٥ پس میرے حق میں صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اُس میں جنابِ باری سے مدد طلب کرتی ہوں خدا کی قسم مجھے تم اس بارے میں استغفار کرنے کو کہتے ہو لیکن میں ہرگز ہرگز نہ کروں گی۔ اس وقت مجھے حضرت یعقوبؑ کا نام تک یاد نہ آیا کیونکہ ایک طرف میرا رونا مجھے بیکار کر رہا تھا دوسری طرف جی کا جلاپا مجھے کھوئے ہوئے تھا۔ اتنا کہہ کر میں اپنے بچھونے پر لیٹ گئی اور منہ دیوار کی طرف کرلیا۔ اس وقت مجھے یقین تھا کہ ارحم الراحمین خدا اس الزام سے مجھے بری فرمادے گا کیونکہ میں پاکدامن بھی تھی لیکن یہ تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں قرآنی وحی اُترے گی میں اپنے تئیں اس سے بہت کم درجہ کی سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن کی آیتیں اُتریں جو نمازوں میں پڑھی جائیں اور مسجدوں میں تلاوت کی جائیں۔ ہاں مجھے یہ قطعاً یقین تھا کہ خواب میں حضورؐ پر اللہ تعالیٰ میری پاکدامنی دکھادے یہ مجمع جوں کا توں تھا کہ اسی وقت حضورؐ پر وحی اُترنی شروع ہوگئی نہ گھر میں سے کوئی باہر گیا نہ اس واقعہ پر کوئی وقفہ گذرا کہ حضورؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی آنکھیں اوپر کو اُٹھ گئیں پسینہ پسینہ ہوگئے۔ کپڑا آپ کو اُڑھا دیا گیا۔ سر تلے چمڑے کے بھراؤ کا تکیہ رکھدیا گیا۔ آپ کی پیشانی نورانی سے مثل سفید موتیوں کے پسینہ ٹپکنے لگا حالانکہ دن سخت جاڑے کا تھا۔ میں اس وحی کے نتیجے سے بالکل مطمئن تھی کیونکہ میں بے قصور تھی لیکن میں دیکھتی تھی کہ میرے باپ ماں کا عجیب حال تھا یہ معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے کسی کی جان کنی ہو رہی ہو کیونکہ انھیں ڈر تھا کہ کہیں کوئی اور بات ظاہر نہ ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ ادھر میں حضورؐ کو وحی کی حالت میں دیکھتا اُدھر میرا خطرہ بڑھتا جاتا لیکن جب میری نگاہ اپنی بچی پر جو سہمی تھی پڑتی اور اس کا چہرہ کِھلا ہوا اور مطمئن پاتا تو مجھے قدرے سکون ہوتا تھوڑی دیر میں جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ حضورؐ کا چہرۂ مبارک بشاش ہے نور سے دمک رہا ہے چہرے سے پسینہ پونچھتے ہوئے آپ مسکرائے

بلکہ پھر تو ہنس دیئے یہانتک کہ آپ کے مسوڑے ہمیں نظر آنے لگے۔ پھر میری طرف نظریں اُٹھا کر فرمایا سب سے پہلا کلمہ یہ کہکر کہ خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرمادی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرو۔ اس کا شکر بجالاؤ۔ اس نے تمہیں بری کر دیا۔ میرا رنج وغم، غصہ وغضب اس وقت اور بھی بڑھ گیا اور میں نے کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں اور صرف اسی کی حمد کرتی ہوں۔ الحمد للہ الحمد للہ میری والدہ نے فرمایا اُٹھو رسولِ خدا کی ستائش کرو۔ میں نے کہا واللہ! نہ میں اٹھوں نہ میں حضورؐ کی ستائش کروں۔ نہ تمہاری نہ میرے والد صاحب کی نہ حضورؐ کے اصحاب کی میں صرف اپنے رب کی شکر گزار ہوں جس نے مجھے پاک کر دیا۔ اور میری برأت نازل فرمائی تم نے تو سُنا اور کوئی انکار نہ کیا، نہ اس سے کوئی غیرت کی۔ میرے والد آگے بڑھے اور میری پیشانی پر بوسہ لیا میں نے کہا اب اس سے پہلے کیا میں آپ کی لڑکی نہ تھی؟ تو میرے والد نے فرمایا بیٹی جس چیز کا مجھے علم ہی نہ تھا میں اس میں لب ہلا کر کس آسمان تلے سہارا لیتا اور کس زمین پر چلتا پھرتا؟ اس وقت تو میری عجیب کیفیت تھی یہاں تک کہ حضورؐ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہا لیکن میں نے اُسے بھی کھینچ لیا۔ حضورؐ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ پڑھ کر ہمیں وہ تازہ وحی سُنائی اور اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ سے پوری دس آیتیں پڑھ سنائیں۔ پھر آپ یہاں سے اُٹھے مسجد تشریف لے گئے منبر پر چڑھے اور سب کو خطبہ سُنایا ان آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ راوی کا بیان ہے۔

(۸۰۵) ثُمَّ خَرَجَ اِلَى النَّاسِ وَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ عُذْرِيْ وَتَلَا عَلَيْهِمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِيْ ذَالِكَ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ

حضورؐ نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر خطبہ کہا میرا عذر بیان فرمایا اور اس بارے میں جو آیتیں قرآن کی اُتری تھیں انھیں پڑھکر سُنایا۔ اُن کی تلاوت سے پہلے پھٹکارے ہوئے شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔ آیتوں کا ترجمہ یہ ہے، جن لوگوں نے اس بہتان کو اُٹھایا ہے وہ تم میں سے ہی ہیں، تم اُسے اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اُن بہتان بازوں میں سے ہر ایک اتنا ہی گنہگار ہے جتنا جس کسی نے اس میں حصّہ لیا۔ اس میں سب سے بیش بیش جو ہے اُسے تو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ (۱) مسلمانو! جب تمہارے کان میں یہ

اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ج فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (رواہ ابن حجرؒ و البخاریؒ و ابن ہشامؒ و الترمذیؒ)

باطل افواہ پڑی تم نے اسی وقت اپنے والوں پر نیک ظنی کر کے کیوں نہ کہدیا کہ یہ صریح جھوٹ ہے (۲) یہ بہتان باز اگر سچے تھے تو یہ چار گواہ کھڑے کرتے اور جب یہ گواہ نہیں لا سکتے تو یقیناً خدا کے نزدیک یہ بالکل کذاب ہیں (۳) مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتا تو جس بہتان میں تم اوندھے منہ گرے تھے اس پر تمہیں سخت تر عذاب ہوتا (۴) تم اسے برابر اپنی زبانوں سے بیان کر رہے تھے اور وہ بات کہہ رہے تھے جس سے تم بالکل بے خبر تھے۔ تم تو اُسے ہلکا کام سمجھ رہے تھے لیکن خدا کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی (۵) تمہیں تو چاہیے تھا کہ اُسے سُنتے ہی کہدیتے کہ ہم تو ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتے۔ معاذ اللہ یہ تو بہت بڑا طوفان اور بہتان ہے (۶) سنو! اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ و نصیحت فرما رہا ہے کہ اگر تم سمجھدار ایماندار ہو تو آئندہ ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسی حرکت نہ کرنا۔ (۷) اللہ تعالیٰ پورے علم والا ہے اور کامل حکمت والا اپنے احکام تمہارے سامنے واضح طور پر بیان فرما رہا ہے (۸) سنو! جن لوگوں کی یہ چاہت ہے کہ مسلمانوں میں بُری باتوں کا چرچا ہو۔ اور بُرائی پھیلے اُنکے لئے دونوں جہان میں المناک درد افزا عذاب ہیں تم محض بے علم ہو اور اللہ تعالیٰ پورے علم والا ہے (۹) اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا، تو تم برباد ہو جاتے) یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑی شفقت والا اور زبردست مہربانی والا ہے۔ یہ تھا اُن آیتوں کا ترجمہ۔

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ لِيْ وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اکیانویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں عورتوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ہے

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَافِى السَّمٰوٰتِ وَمَافِى الۡاَرۡضِ ؕ وَهُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ۔ لَوۡاَنَّ مَافِى الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَةٍ اَقۡلَامٌ وَّالۡبَحۡرُ يَمُدُّهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ سَبۡعَةُ اَبۡحُرٍ مَّانَفِدَتۡ كَلِمٰتُهٗ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ؕ اَلَّذِىۡ مَاخَلۡقُكُمۡ وَلَابَعۡثُكُمۡ عِنۡدَهٗ اِلَّا كَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهِ الرَّءُوۡفِ الرَّحِيۡمِ ؕ الَّذِىۡ بُعِثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَالنَّاسُ كَانُوۡا فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلَيۡهِ وَاَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ ۔ اَمَّا بَعۡدُ ۔

مسلم بھائیو! دل میں ہوک اُٹھ رہی ہے، کلیجے میں ٹیس ہو رہی ہے۔ آہ! اس پر تہمت! جس کے لحاف میں اللہ کے رسول پر وحیِ خدا نازل ہوتی تھی، اس پر بہتان! جس کی گود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کرتی ہے اس پر تہمت بدی جسے خود خدا اپنے نبیؐ کے نکاح کے لئے پسند کرتا ہے اس پر انگشت نمائی۔ جو خدا کے نبیؐ کو سب سے زیادہ عزیز ہے ان پر شرمناک الزام! جو راتوں اور دنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اُن پر بدزبانی جن کی دلدہی ہر وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جنکی نسبت صحابہؓ کہا کرتے تھے ؎

حَصَانٌ رَزَانٌ مَاتُزَنُّ بِرِيۡبَةٍ وَتُصۡبِحُ غَرۡثٰى مِنۡ لُحُوۡمِ الۡغَوَافِلِ

پاکدامن شرم وحیا والی بھاری بھرکم جس کی طرف کسی بُرائی کی اور شک وشبہ کی کسی طرح نسبت نہیں کیجا سکتی جو کسی کی بُرائی میں بدی غیبت میں چغلی میں کبھی حصہ نہیں لیتیں جو عفیفہ ہیں جو دنیا کی چالاکیوں سے بیخبر ہیں جو بھولی اور پاک نفس نیک خو ہیں رضی اللہ عنہا۔

(۸۰۶) برادران! آپ اُن دس آیتوں کو سُن چکے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں اُتریں ہیں

ان کا ترجمہ بھی آپ کو سنا چکا۔ راوی کا بیان ہے ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ بِمِسْطَحِ ابْنِ اُثَاثَةَ وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَّحَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانُوْا مِمَّنْ اَفْصَحَ بِالْفَاحِشَةِ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ (رَوَاهُ ابْنُ هِشَامٍ وَّابْنُ جَحَرٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى)

جب یہ آیتیں اتر چکیں اور حضرت عائشہؓ پاکدامن ثابت ہو چکیں۔ علام الغیوب خدا نے ان کی پاکیزگی اور منافقوں کی شرارت کا بیان فرمادیا تب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو جو اس منافق عبداللہ بن ابی کی باتوں میں آگئے تھے اور اُن کی زبان سے بھی ایسی گندی بات نکلی تھی حد مارنے کا حکم دیا اور حضرت مسطحؓ کو حضرت حسان کو حضرت حمنہ کو بہتان لگانے کی شرعی سزا دی گئی یعنی ان سب کو اسّی اسّی کوڑے مارے گئے،، یہ حد اُن کے لئے پاکیزگی بن گئی اور اب اُن کی نسبت بُرائی کا کلمہ نکالنا حرام محض ہے۔ پہلے بزرگ تو بدری صحابی ہیں دوسرے دربارِ محمدی کے شاعر ہیں۔ تیسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سنو! جب کبھی کوئی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتا تو حضرت عائشہؓ سخت ناراض ہوتیں اور فرماتیں تم انھیں بُرا کہتے ہو جس نے نعت نبوی میں یہ شعر کہا ہے ؎

فَاِنَّ اَبِىْ وَوَالِدَتِىْ وَعِرْضِىْ ۔۔۔ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

یعنی میرے باپ دادے اور میری عزت و جان سب عزتِ رسولؐ پر قربان ہے۔ اور سُنئے اس واقعہ سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت مسطح کے ساتھ سلوک کرتے تھے چونکہ ایک طرف رشتے داری تھی دوسری جانب وہ مسکین محتاج تھے لیکن اب آپ نے فرمایا کہ جب اس نے ہمیں یہ دُکھ پہنچایا تو واللہ میں اُسے ایک کوڑی بھی نہ دونگا اس پر آیت وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ،، یعنی بزرگی اور وسعت والے مسلمانوں کو اس سے قسم نہ کھانی چاہیے کہ وہ قرابت داروں اور مسکینوں اور راہِ خدا کے مہاجروں سے سلوک و احسان نہ کریں گے انھیں معافی اور چشم پوشی سے کام لینا چاہئے کیا تم خدائے تعالیٰ سے معاف کرانا نہیں چاہتے۔ سنو! اللہ خود غفور و رحیم ہے،، اس آیت کو سُنتے ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گردن جھکا دی اور جواب دیا کہ وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا۔ واللہ میری عین چاہت ہے کہ خدا مجھے بخشے پھر جو انھیں دیا کرتے تھے جاری کر دیا اور فرمایا۔ واللہ میں اب کبھی بھی اسے بند نہ کرونگا

بلکہ طبرانی میں ہے کہ آپ جو دیا کرتے تھے اس سے دُگنا دینا شروع کر دیا۔

مسلمان بھائیو! اس واقعہ میں ہمارے لئے بہت سی عبرتیں ہیں اوّل تو یہ کہ مسلمانوں کی نسبت ہمیشہ نیک ظنی کرنی چاہئے۔ دوم عورتوں اور بچوں میں عدل اور برابری کرنی چاہئے۔ سوم عورتوں کو پردہ ضروری ہے۔ چہارم پردے کیساتھ عورتیں اپنی ضروریات کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہیں پنجم خاوند عورت پر اپنی ناراضگی کا اظہار کر سکتا ہے۔ ششم عورت اپنی ماں باپ کے گھر بھی خاوند کی اجازت سے جائے۔ ہفتم عورتیں اپنے خاوندوں کو اپنی زینت دکھانے کے لئے زیورات وغیرہ کا استعمال کر سکتی ہیں ہشتم اپنے مال کو ضائع نہ کرنا چاہئے۔ (۹) مال کی حرص کبھی انسان کو سخت پریشانی میں ڈال دیتی ہے (۱۰) مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا چاہئے (۱۱) گرے پڑے مسلمان کی خیر خواہی مسلمان کا فرض ہے (۱۲) مریض کی تیمارداری مسنون ہے (۱۳) مسلمان دوسرے مسلمان کی بُرائی نہ کرے نہ کسی سے سُنے بلکہ جہانتک ہو سکے اس سے رُکے اور رُوکے (۱۴) مسلمان عورتیں اپنے خاوندوں کی خدمت کے لئے میدانِ جہاد میں بھی جاسکتی ہیں (۱۵) خاوند کو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، اور حسن معاشرت رکھنی چاہئے (۱۶) کوئی بات پھیل جائے تو اس کی تحقیق و تفتیش میں کوئی حرج نہیں (۱۷) ازواج مطہرات کی محبت اولاد کی محبت سے زیادہ صحابہؓ کیا کرتے تھے (۱۸) کسی تہمت کے موقعہ پر تحقیق و تفتیش کرنا اور اس سے کسی یقین تک پہنچنے کی کوشش کرنا نیک لوگوں سے مشورہ کرنا وغیرہ حرام غیبت میں داخل نہیں (۱۹) جس گناہ کی شرعی حد لگ جائے اس پر پھر عار دلانا حرام ہے وہ حد کفارہ ہو جاتی ہے (۲۰) دشمنوں کے مقابلہ پر دوستوں سے امداد لینا جائز ہے (۲۱) بوقت شہادت حق بات کا اظہار فرض ہے (۲۱) اللہ اور رسول کی حمایت ہر وقت مسلمان کا فرض ہے۔ (۲۳) حضرت عائشہ رضؓ کی اُن کے گھرانے کی پاکیزگی اور بزرگی تو اس سے صاف ظاہر ہو رہی ہے (۲۴) بعض الفاظ جو خلاف واقعہ غصّے میں نکل جاتے ہیں ان پر شرعی احکام مرتب نہیں ہوتے (۲۵) فتنوں کو دبانا اور انھیں نہ اُبھارنا نشان اسلام ہے (۲۶) گو کیسا ہی قریب ہو رشتے دار ہو لیکن حدیث و قرآن کے خلاف روش رکھتا ہو تو اس سے اس کی سرکشی کے مطابق علیحدگی ضروری ہے (۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والا آپ کی بیوی کیخلاف کہنے والا اور اُن پر طعن کرنیوالا، رسول کریم کی توہین کرنیوالا واجب القتل ہے (۲۸) اہل مصیبت کی تعزیت کرنا انھیں دلاسا دینا اسلامی رُکن ہے (۲۹) یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت مصلحت کسی کی تعریف اس کے سامنے کرنا بھی جائز ہے (۳۰) گناہ کا اقرار اور پھر اس سے رجوع و توبہ انسان پر رب کی رحمت کو برسا دیتا ہے اور اس کے گناہ

معاف کرادیتا ہے۔گنہگاروں کوتوبہ کی طرف مائل کرنا چاہئے اور انھیں امیدِ مغفرت دلانی چاہئے تاکہ مایوس نہ ہوجائیں (۳۱) بوقت مصلحت اپنی پاکیزگی کا بیان بھی ضروری ہے (۳۲) رب کی نعمت پر اس کی حمدوثنا بیان کرنی چاہئے۔(۳۳) خوشی کے وقت مسکرانا خوشی ظاہر کرنا بلکہ ہنسنا بھی شرعاً عیب کی بات نہیں (۳۴) بچے اپنے ماں باپ پر عورتیں اپنے خاوندوں پر لاڈ بھی کرسکتی ہیں، اُن کے ناز اُٹھانے بھی مشروع ہیں (۳۵) اہم امور میں اور گھبراہٹ کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے (۳۶) ہر مسلمان کو عقیدہ رکھنا چاہئے کہ سختی کے بعد آسانی ہوتی ہے تکلیف کتنی ہی بوجھل اور سخت کیوں نہ ہو لیکن کشائش اور رحمت کی اُمید رکھنی چاہئے مایوسی کفر ہے (۳۷) راہِ خدا کا خرچ بند نہ کرنا چاہئے گو اس شخص سے ہمیں کوئی دنیوی تکلیف بھی پہنچ جائے۔ (۳۸) یہ بھی یاد رہے کہ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء پر دنیا میں مصیبتیں اور بلائیں آتی رہی ہیں (۳۹) سب سے بڑھکر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے ورنہ پچاس دنوں تک مسلمان اس کرب و بلا میں اس مصیبت و تکلیف میں مبتلا نہ رہتے، نہ آپ مشورہ لیتے نہ صدیقہؓ سے باز پرس کرتے۔ نہ صدیقہ کو اس پریشانی میں گھلنے دیتے۔ سچ فرمایا رب العالمین نے اپنی کتاب عظیم میں لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ زمین و آسمان والوں میں بجز ذاتِ باری کے کوئی غیب جاننے والا نہیں۔ شرح فقہ اکبر حنفی مذہب کی عقیدہ کی کتاب میں بھی یہی ہے۔ صَرَّحَ عُلَمَاؤُنَا بِالتَّكْفِيرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ یعنی حنفی مذہب کے علماء نے کھلے لفظوں میں اُسے کافر کہا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے چالیسواں فائدہ اس حدیث کا یہ ہے کہ پریشانیوں، تباہ حالیوں، دشمنوں کی چڑھائیوں اور اپنی کمزوریوں کے وقت انسان کے لئے بہترین دُعا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہے۔ اس دُعا کو بکثرت پڑھے۔ یہی دُعا ہے جسے خلیل خُدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت پڑھی تھی یہی دُعا ہے جسے ام المومنین حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اوپر تہمت لگنے کے وقت پڑھی تھی یہی دُعا ہے جسے صحابہؓ نے اس جنگ کے وقت پڑھی تھی جبکہ اہل کتاب اور مشرکین نے مِل جُل کر مدینہ شریف پر چڑھائی کی تھی جسے جنگ احزاب اور جنگ خندق کہا جاتا ہے، ان تینوں موقعوں پر رب کی مدد کا سایہ ان کے سروں پر ہوگیا۔ آگ باغ بن گئی۔ تہمت عصمت بن گئی۔ کمزوری طاقت سے بدل گئی۔ شکست کے عوض فتح نصیب ہوگئی، پس آؤ ہم بھی کہیں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝
اٰمِيْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باونویں جمعہ کا پہلا خطبہ

جسمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ خطبے ہیں

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ۝ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ ۝ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ۝ وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۝ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۝ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُسْتَوْجِبِ لِكُلِّ كَمَالٍ ۝ اَلْمَنْعُوْتِ بِكُلِّ تَعْظِيْمٍ وَّجَمَالٍ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ جَمَعَ كُلَّ خَلْقٍ وَّخُلُقٍ ۝ فَاسْتَوٰى عَلٰى اَكْمَلِ الْاَحْوَالِ ۝ وَ اُخْتُصَّ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ فِي الْاَقْوَالِ ۝ وَعَلٰى مَنِ اغْتَنَمَ التَّاَسِّيَ بِهٖ فِي التَّخَلُّقِ بِاَخْلَاقِهٖ وَ شَمَائِلِهِ الْحِسَانِ ۝ مِنَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ عَلٰى مَمَرِّ الزَّمَانِ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ بِالتَّحْقِيْقِ وَالْاِيْقَانِ ۝ شَهَادَةً تُنْجِيْ عَنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَعَنِ النِّيْرَانِ ۝ اِسْمَعُوْا اَيُّهَا الْاِخْوَانُ ۝ قَالَ اللّٰهُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ نَقُوْلُ سَئُوْلًا عَنِ الرَّحِيْمِ الرَّحْمٰنِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

حمد وثنا اس کے لئے جو سب کا خالق ہے۔ اس کے سوا کوئی کسی کا خالق نہیں۔ کبریائی اور سطوت، بڑائی اور عظمت اونچائی اور عزت، بلندی اور شوکت اس کے لائق ہے جو اپنی ذات میں صفات میں افعال میں یکتا، یگانہ اور لاشریک ہے سب اس کے در کے فقیر اور وہ سب سے غنی۔ سب اس کے لونڈی غلام اور وہ سب کا مالک اور دھنی۔ ساری

مخلوق اس کے سامنے سرنگندہ اور محتاج۔ اور وہ سب سے بے پرواہ اور بے نیاز چیونٹی سے لیکر ہاتھی تک اُسی کے دسترخوان پر مہمان، ہر چھوٹے بڑے امیر غریب نیک بد پر وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔

(۸۰۷) تمام تعریفوں کے لائق اسی کی پاک ذات ہر نفع نقصان اسی کے ہاتھ۔ مسلمان بھائیو! توحیدِ خدا کے شیدائیو! سُنو! دنیا ساری سے افضل، کل مخلوق سے بہتر، حبیبِ خدا شافعِ روزِ جزا، خطیب الانبیاءؑ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تعریف و توصیف کن الفاظ میں کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں اور درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰی مَكَانِیْ ٥ وَتَسْمَعُ كَلَامِیْ ٥ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ ٥ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْكَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ ٥ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ ٥ اَلْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ ٥ اَلْوَجِلُ الْمُشْفِقُ ٥ اَلْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ ٥ اَسْئَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمِسْكِیْنِ ٥ وَاَبْتَهِلُ اِلَیْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ ٥ وَ اَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ ٥ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ ٥ وَفَاضَتْ لَكَ عَیْنَاهُ ٥ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ ٥ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِیًّا ٥ وَكُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا ٥ یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ ٥ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ ٥ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ (طِبْرَانِیْ)

الٰہی! تیری نظریں مجھ پر ہیں تو میری جگہ کو جانتا ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور میرا کلام میری دُعا تو خود سُن رہا ہے۔ میرا باطن ظاہر تجھ پر خوب روشن ہے میرا کوئی کام کوئی حاجت اور حالت تجھ پر پوشیدہ نہیں۔ الٰہی میں مصیبت زدہ فقیر ہوں۔ الٰہی میں تیرے در پر فریادی کی حیثیت سے اور پناہ پکڑنے والے کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ الٰہی میرا دل تیرے خوف سے کپکپا رہا ہے۔ میرا کلیجہ تیرے ڈر سے اچھل رہا ہے۔ باری تعالےٰ مجھے اپنے گناہوں کا اقرار ہے میں اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتا ہوں اور تجھ سے معافی کا طالب ہوں اُے معبودِ برحق مجھ مسکین کا سوال پورا کر۔ اے رحیم خُدا اس گنہگار ذلیل غلام کی التجا اور عاجزی پر مہر کی نظر فرما۔ الٰہی اس خوف زدہ بالکل محتاج کی گریہ وزاری پر توجہ فرما۔ خدایا میں تیرے سامنے گردن جھکائے ہوئے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے اپنے جسم کو تیرے خوف سے پگھلاتے ہوئے اپنی ناک اور پیشانی تیرے سامنے خاک آلودہ کئے ہوئے۔ ڈر خوف لالچ وطمع سے باادب کھڑا ہوں۔ الٰہی میری دُعاؤں کو قبولیت کا درجہ عطا فرما۔ مجھے اپنے دربارِ دُربار سے خالی ہاتھ نہ پھیر۔ سب سے

بڑی تمنا سب سے زیادہ ضروری درخواست یہی ہے کہ تو مجھ پر مہربان ہو جا۔ مجھ پر نرمی آسانی اور کرم فرمائی کرتا رہ۔ الٰہی تجھ سے بہتر کوئی نہیں جس سے ہم سوال کریں۔ نہ تجھ سے زیادہ کوئی دینے والا ہے، تو ہی سائلوں کا سہارا ہے تو ہی سب کچھ دینے والا ہے۔ اے ارحم الراحمین خدا مجھ پر رحم فرما۔ اے تمام جہانوں کے پالنے والے، دونوں جہاں میں اپنی رحمت کے خزانے عطا فرما۔

حاضرینِ کرام! آپ نے خدا اور بندے کا فرق معلوم کر لیا۔ آہ۔ سب نبیوں اور ساری مخلوق کے سردارؐ سرکار خداوندی میں اپنی کیسی کیسی عاجزی اور بے بسی بیان کرتے ہیں؟ اُس حقیقی مالک کی کیا کیا تعریفیں کرتے ہیں؟ پس اس دُعا سے اپنے عقائد کو درست کر لو۔ اس دعا کو یاد کر لو۔ دیکھنا یہ دُعا رحمت کی بدلیاں برسانیوالی ہے۔ یہ دُعا بندے پر خدا کو مہربان کرنیوالی ہے۔ الٰہی تو گواہ رہ۔ ہم تجھے ایسا ہی مانتے ہیں جیسا تیرے پیغمبر نے ہمیں بتلایا ہے۔ ہم اس پیغمبر پر اس افضل الرسول پر اس صاحبِ معراج پر، اس مکی مدنی پر اس شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمین پر درود و سلام بھیجتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَخُلَفَآئِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

معزز بھائیو! اور محترم بہنو! میں اپنا کج مج کلام آپ کو کیا سُناؤں؟ آؤ اور شوق سے غور سے توجہ سے اور دل کے کانوں سے سنو! میں تمہیں ان کے خطبے سناؤں جو نبیوں کے خطیب ہیں جو اسوقت بولیں گے جب ساری مخلوق اور کل انبیا خاموش ہوں گے۔ سنو! حضورؐ خود اپنی اور اپنے صحابہؓ کی بابت اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۸۰۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہتے ہیں ہم صحابہؓ نے ایک دن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر مسجد میں ہی بیٹھے رہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر جائیں گے۔ اتنے میں حضورؐ واپس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم اسوقت سے ابتک یہیں رہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا اور ٹھیک کام کیا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور عموماً آپ سر اُٹھا کر اوپر کو دیکھا کرتے تھے پھر ہمیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:۔

اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةُ السَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُ۔ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ۔ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِیْ۔ فَاِذَا ذَهَبَ

ستارے آسمانوں کی حفاظت ہیں، جب ستارے جاتے رہیں گے تو آسمانوں پر وعدہ خداوندی آپہنچیگا میں اپنے اصحاب کی حفاظت ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ آجائیگا جس کا انھیں وعدہ دیا گیا ہے۔

أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ۔

(اعلام الموقعین)

میرے اصحاب میری اُمت کی حفاظت ہیں انکے بعد میری اُمت پر وہ آئیگا جس کا اُن سے وعدہ ہے۔

(۸۰۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ چہرے پر نظریں پڑیں میں نے پہچان لیا کہ آج کوئی نئی بات پیش آئی ہے آپنے آتے ہی وضو کیا اور بغیر کچھ کہے سُنے مسجد میں تشریف لے چلے میں بھی دیوار سے چمٹ کر کھڑی ہوگئی کہ آپ کیا فرماتے ہیں وہ بھی سُنوں۔

فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لَكُمْ مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا أُجِيبَ لَكُمْ وَتَسْأَلُونِي فَلَا أُعْطِيَكُمْ وَتَسْتَنْصِرُونِي فَلَا أَنْصُرَكُمْ۔ (رواہ ابن ماجہ)

آپ نے منبر پر بیٹھکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! جناب باری عز وجل فرماتا ہے کہ اگر تم نے بھلائی کا حکم اور بُرائی سے ممانعت چھوڑ دی تو میں تمہاری دُعائیں قبول فرمانا تمہارے سوال پورے کرنا تمہاری مدد کرنا سب چھوڑ دونگا بس اس سے پہلے قرآن وحدیث لوگوں کو پہنچانے کی عادت ڈال لو۔ بس اتنا ہی فرما کر آپ منبر سے اُتر آئے۔

(۸۱۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَيْ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ كَمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ) اِقْرَأْ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْ رَسُولِ اللّٰهِ تَهْمِلَانِ (وَفِي الصَّحِيحَيْنِ أَنَّهُ قَالَ لَهُ حَسْبُكَ الْآنَ) رواہ الامام الترمذیؒ فی شمائلہ وشارحہ فی المواہب اللدنیۃ)

منبر پر سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن شریف پڑھ کر سناؤ۔ حضرت عبد اللہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں آپ کو پڑھکر سناؤں؟ آپ ہی پر تو قرآنِ کریم نازل ہوا ہے۔ آپنے فرمایا درست ہے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ کسی اور کی زبانی سنوں چنانچہ میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا کہ اے نبی ہم تجھے تیری اُمت پر بطور گواہ کے لائیں گے تو آپنے فرمایا بس اب ختم کرو۔ میں نے نگاہ ڈالی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۸۱۱) عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ بَلَغَنَآ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِسُوْرَۃٍ مَّلَأَ عَظَمَتُھَا مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ شَیَّعَھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ سُوْرَۃُ الْکَھْفِ (رَوَاہُ الْاِمَامُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ الْاِتْقَانِ)

صحابہ کا مجمع جمع ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کیا میں تمہیں بتلاؤں ؟ مجھ پر ایک ایسی مبارک سورت اُتری ہے جسکی عظمت نے آسمان وزمین کے درمیان کی تمام جگہ کو پُر کر دیا ہے جس سورت کے پہنچانے کیلئے اس کے ساتھ ستر ہزار آسمانی فرشتے اُترے تھے۔ وہ سورت سورۂ کہف ہے۔

(۸۱۲) مجمع صحابہؓ جمع ہے جو سرورِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور یہ مخاطبہ فرماتے ہیں:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی کَلِمَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِنَ الْاِشْرَاكِ بِاللّٰہِ تَقْرَؤُوْنَ قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ عِنْدَ مَنَامِکُمْ (رَوَاہُ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ الْاِتْقَانِ)

اے لوگو! کیا میں تمہیں وہ کلمے نہ بتلاؤں جو تمہیں خدا کیساتھ شرک کرنے سے نجات دیں؟ تم سونے کے وقت سورۂ قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ o پڑھ لیا کرو۔

(۸۱۳) مجمع صحابہؓ میں رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم تشریف لاتے ہیں اور یہ تلاوت فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ قَدْ قَالَھَا نَاسٌ مِّنَ النَّاسِ ثُمَّ کَفَرَ اَکْثَرُھُمْ فَمَنْ قَالَھَا حَتّٰی یَمُوْتَ فَھُوَ مِمَّنْ اُسْتَقَامَ عَلَیْھَا (اتقان فی علوم القران)

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر جم گئے وہ بے خوف وبے ہراس ہیں۔ سنو! پہلے لوگوں نے اسے کہا تو سہی لیکن پھر ان میں سے اکثر لوگوں نے کفر کر لیا۔ پس جو اسے کہے اور مرتے دم تک اسی پر جما رہے وہ ہے جس نے اس کلمہ پر استقامت کی اور اس کے لئے بیشمار اجر ہے۔

(۸۱۴) ایک روایت میں ہے کہ صَلَّی الْعِیْدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِی الْجُمُعَۃِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ اَنْ یُّصَلِّیَ فَلْیُصَلِّ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ) یعنی بعد از عید جمعہ کی رخصت عنایت فرمائی۔ اور فرمایا جو پڑھنا چاہے پڑھ لے۔

(۸۱۵) ایک روایت میں یہ بھی ہے فَصَلّٰی بِالنَّاسِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ اَنْ یَّاْتِیَ الْجُمُعَۃَ فَلْیَاْتِھَا وَمَنْ شَاءَ اَنْ یَّتَخَلَّفَ فَلْیَتَخَلَّفْ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ) یعنی نماز عید کے بعد ارشاد ہوا کہ جمعہ کی نماز کے لئے جو آنا چاہے آجائے اور جو پیچھے رہ جانا چاہے رہ جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اس دن جمعہ معاف ہے پڑھ لو تو افضل ہے نہ پڑھو تو فرض نہیں (اپنی جگہ نماز ظہر ادا کر لو

(۸۱۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ ھٰذَا یَوْمٌ یُّشْتَھٰی فِیْہِ اللَّحْمُ. وَذَکَرَ مِنْ جِیْرَانِہٖ (یَعْنِیْ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَّ قَصْرٌ کَمَا فِی الرِّوَایَۃِ الْاُخْرٰی) فَکَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَّقَہٗ. قَالَ وَعِنْدِیْ جَذَعَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ شَاتَیْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا اَدْرِیْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَۃُ مَنْ سِوَاہُ اَمْ لَا۔
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضورؐ نے عید ضحیٰ کے خطبے میں فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی ہو اُسے دوبارہ اب قربانی کرنی چاہیے اس پر ایک صحابیؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ اس دن ہر ایک کو گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور میرے پڑوس میں بہت سارے غریب ہیں تو اس نیت سے کہ ان کے گھر سب سے پہلے میرے ہاں کا گوشت پہونچے اور یہ خوش ہوجائیں۔ اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے میں نے تو ایسا ہی کیا ہے کہ نماز سے پہلے اپنی قربانی کر ڈالی۔ حضورؐ نے گویا انہیں سچا سمجھا۔ اس نے کہا اب میرے پاس چھ مہینے کی ایک تیار بکری ہے جو مجھے دو پوری بکریوں سے بھی زیادہ پسند ہے۔ اسپر حضورؐ نے انہیں اس کی قربانی کی اجازت دی۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ اوروں کو بھی اس کی اجازت ہے یا نہیں ؟، یہ صاحب کون تھے ؟ اور اور لوگ بھی چھ ماہ کی بکری کی قربانی کرسکتے ہیں یا نہیں ؟ اس کا بیان بھی سُنئے

(۸۱۷) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَضْحٰی بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَّسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ وَلَا نُسُكَ لَہٗ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَۃُ بْنُ نِیَارٍ خَالُ الْبَرَآءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنِّیْ نَسَكْتُ شَاتِیْ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ وَعَرَفْتُ اَنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ.

بقر عید والے دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید پڑھائی اس کے بعد خطبے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی وہ تو قربانی کے ثواب کو پہنچ گیا اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی وہ چونکہ نماز سے پہلے ہے اس لئے اسے قربانی کا اجر نہیں۔ یہ سُنکر حضرت براء بن عازبؓ راوی کے ماموں حضرت ابو بُردہ بن نیارؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ سمجھکر کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے سب سے پہلے میں اپنی قربانی کر ڈالوں

وَاَحْبَبْتُ اَنْ يَّكُوْنَ شَاتِيْ اَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِيْ بَيْتِيْ فَذَبَحْتُ شَاتِيْ وَ تَغَدَّيْتُ قَبْلَ اَنْ اٰتِيَ الصَّلٰوةَ قَالَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَّنَا جَذَعَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ اَفَتُجْزِئُ عَنِّيْ؟ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ

(رواہ البخاریؒ)

نماز سے پہلے ہی میں نے اپنی بکری اپنے گھر ذبح کر لی اور ناشتہ کر کے نماز کے لئے چلا۔ آپؐ نے فرمایا یہ بکری تو ہوئی گوشت کھانے کی نہ کہ قربانی کی۔ حضرت ابو بردہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میرے ہاں چھ مہینے کی ایک بکری ہے لیکن دو بکریوں سے بھی زیادہ مجھے وہ محبوب ہے کیا اب اس کی قربانی میرے لئے کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن تیرے سوا اور کسی کو کافی نہیں۔"

(۸۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَاَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ عَلٰى يَدِ بِلَالٍؓ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهٗ تُلْقِيْ فِيْهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَتَرٰى حَقًّا عَلَى الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ يَّاْتِيَ النِّسَاءَ فَيُذَكِّرُهُنَّ حِيْنَ يَفْرُغُ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يَفْعَلُوْا۔ (رواہ البخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عید والے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نماز عید ادا کی اس کے بعد لوگوں کو خطبہ سنایا۔ فارغ ہو کر اتر کر عورتوں کے پاس آئے انھیں نصیحت کی اس وقت آپ حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر سہارا لگائے ہوئے تھے اور حضر بلالؓ اپنا دامن پھیلائے ہوئے تھے جسمیں عورتیں اپنی خیرات وصدقہ ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج حضرت عطاؒ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آجکل بھی امام پر ضروری ہے کہ وہ مردوں کے خطبے سے فارغ ہو کر عورتوں کے پاس جاکر انھیں الگ خطبہ کہے؟ آپ نے فرمایا بیشک یہ حق امام پر ہے، وجہ کیا کہ وہ ایسا کریں۔

جہاں تک نظر ڈالی جاتی ہے اسلام کے کل احکام اسلام کے جملہ اصول حکمت اور اتفاق واتحاد کی جیتی جاگتی عملی تصویر نظر آتے ہیں اس عید کے دن کو ہی دیکھو حکم ہوا کہ اس دن نہا دھو کر اچھے کپڑے پہن کر صبح ہی صبح شہر سے باہر جنگل میں ایک جگہ جمع ہو جاؤ تاکہ تمھاری جاہ وحشمت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھے پھر ایک کو آگے کر کے سب اس کی اقتدا میں خدا کے سامنے جھکو تاکہ تمھارا اتحاد واتفاق ظاہر ہو۔ جاؤ تو تکبیریں

کہتے ہوئے۔ نماز پڑھو تو تکبیریں کہتے ہوئے۔ واپس آؤ تو تکبیریں کہتے ہوئے تاکہ تمہاری خداپرستی کا اظہار ہو۔ اللہ اللہ یہ جمعیت! یہ جماعت، یہ یکجائی، یہ یکجہتی، یہ ہم آہنگی، یہ اتحادِ مقصد یہ اتفاق روحانی و جسمانی، کیا وہ چیزیں نہیں؟ جو تمہارے دشمنوں پر سانپ بنکر لوٹیں اور اُن کا کلیجہ پھٹ نہ جائے۔

حکم ہوتا ہے جانے سے پہلے فطرہ ادا کرو تاکہ تمہاری غمخواری اور ہمدردی ظاہر ہو جہاں تم اپنی ضروریات پر سیکڑوں خرچ کرتے ہو وہاں غربا کی بھی خبر لو جو تم جیسے ہی ہاتھ پاؤں رکھتے ہیں مگر قدرت نے انھیں تمہارا دستِ نگر بنا رکھا ہے۔ ہاں اپنی رانڈوں یتیموں بیکسوں کی بھی خبر لیا کرو۔ تم نے اپنے بچوں کی ہٹ اور ضد پوری کردی ان کے لئے نئے اور عمدہ کپڑے بنوائے لیکن ایک یتیم بچہ آہ کرکے رہ گیا، یہ کس کے سامنے ہٹ کرے کون اسکی ضد پوری کرے گا؟ آج اسکا باپ ہوتا تو وہ بھی اپنے نورِ نظر لختِ جگر کے نہ جانے کیا کیا ارمان پورے کرتا۔ تم نے اپنی بیویوں کے کپڑے لتّے جوتی زیور وغیرہ کا انتظام کرلیا۔ انھوں نے تم سے لڑ جھگڑ کر کہہ سُن کر۔ بن بگڑ کر۔ اپنی اپنی چاہت کے مطابق اپنی فرمائش پوری کرائی۔ لیکن ان غریب رانڈ عورتوں کی نازبرداری کرنے۔ اُن کی اُمنگوں کو پورا کرنے والا کون ہے؟ وہ کس پر دباؤ ڈالیں گی؟ وہ کس کا پلّہ تھامیں گی؟ وہ کہاں سے اچھے اچھے کپڑے وغیرہ لائیں گی؟ جنھیں پیٹ پالنے کے بھی لالے پڑے ہوئے ہیں۔ ہاں امیرو! تم اپنے مال سے گلچھرّے اُڑاؤ کیا خدا کے مسکین بندوں کا حق بھول جاؤ؟ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور غربا نوازی کیا تم فراموش کرگئے، جن کی زبان مبارک سے کبھی کسی سائل نے انکار کا لفظ تک نہیں سُنا۔

غرض اس فطرے کے حکم نے گلزار اتفاق میں بادِ بہاری کا کام کیا۔ پھر حکم ہوتا ہے نماز کے بعد سب ملکر ذکر اللہ یعنی خطبہ سنو! جس میں اسلام کی اگلی شان و شوکت کا نقشہ تمہارے اسلام کے بہترین جوش و خروش کے نمونے اُن کی سچی جاں نثاریاں تمہاری ترقیوں کی گذشتہ داستانیں تمہارے کانوں میں پڑیں اور تمہارے برف سے زیادہ منجمد اور سرد دلوں میں پھر ایک مرتبہ گرمی پہنچے۔ کچھ خیال بندھے اور پھر ولولہ پیدا ہو۔ حکم ہوا کہ اب واپس آؤ تو راستہ بدل کر دوسری راہ سے آؤ تاکہ اس طرف بھی تکبیر کا غلغلہ بلند ہو ادھر بھی شان اسلام نمایاں ہو ادھر بھی توحید کا چرچا ہو۔

ناظرین مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال بھر میں خوشی کے دو دن مقرر فرمائے ہیں ایک دن عید الفطر کا۔ دوسرا دن عید الاضحیٰ کا۔ ان دونوں دنوں میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور خوشی کس طرح منانی چاہئے؟ یہ بھی آپ نے فرمادیا ہے۔ یہ دن ناٹکوں۔ تماشہ گاہوں پتنگ بازی اور لہو ولعب کے لئے نہیں

ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو عید کا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گذارتے اور خوشی کی خوشی اور ثواب کا ثواب حاصل کرتے ہیں۔

عید الفطر کی رات کو فرشتوں میں بوجہ خوشی کے دھوم مچ جاتی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر تجلی فرما کر اُن سے دریافت کرتا ہے کہ بتاؤ جب مزدور اپنا کام پورا کر چکے تو اس کی جزا کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اُسے پوری مزدوری ملنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ داروں کو بخش دیا اور اُن کے لئے جنت کو واجب کر دیا۔ (اصبہانی) اسی لئے اس رات کا نام بھی فرشتوں میں لَیْلَۃُ الْجَائِزَۃِ یعنی نجات اور انعام کی رات ہے (بیہقی) اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان دونوں عید کی راتوں کو خدائے تعالیٰ کی عبادت میں گذارے قیامت کے دن اس کو امن وامان نصیب ہوگا (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عید الفطر کے دن فرشتے تمام راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور باآواز بلند پکار کرتے ہیں۔ اے مسلمانو! اپنے رب کریم کے دربار کی طرف چلو جو بہت بڑا منعم اور محسن ہے تم کو اس نے روزے رکھنے اور راتوں کو قیام کرنے کا حکم دیا تھا تم اُسے بجالائے۔ اب اپنا انعام لینے کو آؤ اور جب وہ نماز پڑھ چکتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں۔ مسلمانو! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا اب تم خوشی کے ساتھ بھلائی اور نیک بختی لئے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ (طبرانی مجمع الزوائد) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو میں ان کے روزں اور نمازوں کی وجہ سے ان سے خوش ہوگیا اور ان کے لئے رضامندی اپنی اور بخشش کو عام کر دیا۔ میرے بندو! تم مجھ سے مانگو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم تم مجھ سے آج کے دن جو کچھ دنیا اور آخرت کی بھلائی طلب کرو گے میں تمہیں دونگا اور جبتک میرا خوف کرتے رہو گے میں تمہاری خطاؤں سے درگذر کرتا رہونگا مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہیں نہ تو رسوا کروں گا نہ فضیحت کرونگا۔ جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا تم نے مجھکو راضی کرنا چاہا تھا میں تم سے خوش ہوگیا اے میرے غلامو! اور لونڈیو! میں نے تمہارے کل گناہ معاف کر دیئے اور میں نے اپنی رضامندی سے تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔ (ابن حبان بیہقی) یوم الفطر کو اللہ تعالیٰ اس قدر لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے جس قدر سارے ماہ رمضان میں آزاد کئے تھے۔ (ترغیب)

(۸۱۹) عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَیْمٍ قَالَ کُنَّا وُقُوْفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَۃَ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ

عرفات کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر گھر والوں پر ہر سال بقرہ عید کی قربانی ہے اور عتیرہ بھی جانتے ہو عتیرہ کیا ہے؟ وہی جسے تم لوگ رجبیہ کہتے ہو،

اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھْلِ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَّۃً وَّعَتِیْرَۃً۔ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِیْرَۃُ؟ ھِیَ الَّتِیْ تُسَمُّوْنَھَا الرَّجَبِیَّۃَ۔ (یہ یاد رہے کہ عتیرہ منسوخ ہے اور بقر عید کی قربانی باقی ہے۔) (رواہ الترمذی)

الغرض قربانی اور نماز عید اللہ کے رسولؐ نے مقرر کی ہے۔ عید کے دن تماشوں اور پتنگ بازیوں اور گنجفے چوسر شطرنج کے لئے نہیں ہیں۔ یہ بزرگ و برتر دن افضیلت والے دن ہیں اس دن سرور و خوشی کیساتھ پاک اور صاف ستھرے لباسوں سے عمدہ طیب لذیذ غذائیں کھاؤ اور خدا کی عبادت بجالاؤ مسلمانوں کے غریب غربا کو بھی نہ بھولو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دن مبارک کرے اور ہمیں دین دنیا کی برکتیں عطا فرمائے۔ آخر میں آپکو ایک نصیحت اور بھی کردوں کہ جہاں تک ہوسکے سوکھا گیلا ہر سودا مسلمان سے خریدو یہ بھی آپس کی ہمدردی ہے اور اسلامی مواسات ہے مسلمانوں کی خیر خواہی کا تقاضا ہے اور ہماری غیرت و طہارت کا اقتضا بھی یہی ہے۔

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْکُمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باونویں جمعہ کا دُوسرا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوؔ خطبے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا ط وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ط یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کو سزاوار ہیں جس نے آسمان و زمین کو اندھیروں اور نور کو پیدا کیا۔ انسان کو مٹی سے بنایا پھر اجل کا ایک وقت مقرر فرمایا۔ دوسرا معین وقت اللہ کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک شبہ میں پڑے ہوئے ہو۔ وہی معبود برحق ہے آسمانوں اور زمین میں بھی۔ وہ تمھاری سب پوشیدگیاں اور ظاہرداریاں

بخوبی جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بھی باعلم و باخبر ہے۔

(۸۲۰) پس سنتوں پر عمل بھی اسلام ہے۔ آج جو تقشّف کو اور موجودہ صوفیت کو اسلام تبلایا جاتا ہے یہ غلط ہے سُنئے حضور کی موجودگی میں بعض صحابہؓ عہد کرتے ہیں کہ ہم نکاح نہیں کریں گے بعض کہتے ہیں ہم گوشت نہیں کھائیں گے۔ بعض کہتے ہیں ہم بستروں پر سوئیں گے نہیں۔ بعض کہتے ہیں ہم بلا ناغہ روزے رکھتے چلے جائیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی ہے تو حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ۔

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا لٰكِنِّيْ اُصَلِّيْ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ (رَوَاهُ النِّسَائِیْ)

آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے؟ کہ ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں میں تو ان کاموں کو نہیں کرتا بلکہ راتوں کو تہجد پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں نفلی روزے بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ سنو میری سُنت سے بے رغبتی کرنے والا میرا نہیں۔

(۸۲۱) محمدی بھائیو! آج ریڈیو ہے آج آلہ نشر الصوت ہے آج مُطّبع ہے اور بھی بہت سے ذرائع اشاعت ہیں لیکن آج سے تیرہ سو برس قبل جبکہ یہ چیزیں نہ تھیں اسوقت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی آواز کو اُدھر سے اِدھر تک پہنچا دیا تھا۔ سُنئے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاذٍؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَفَتَحَ اللّٰهُ اَسْمَاعَنَا حَتّٰى اَنْ كُنَّا لَنَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ وَنَحْنُ فِيْ مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتّٰى بَلَغَ الْجِمَارَ فَقَالَ بِحَصَى الْخَذْفِ وَاَمَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَنْ يَّنْزِلُوْا فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَاَمَرَ الْاَنْصَارَ اَنْ يَّنْزِلُوْا فِيْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ

جب حضورؐ نے میدانِ منیٰ میں خطبہ شروع کیا اسوقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دئے (ڈیڑھ لاکھ کے قریب مجمع تھا میلوں تک پڑاؤ پھیلا ہوا تھا) لیکن ہم اپنی اپنی منزل میں بیٹھے ہوئے حضورؐ کے تمام الفاظ سُن رہے تھے۔ آپ نے احکام حج کی تعلیم دینی شروع کی جب آپ جمروں تک پہنچے تو کنکریاں ماریں۔ جو ٹھیکریوں کے برابر چھوٹی چھوٹی تھیں۔ مہاجرین کو تو مسجد کے اگلے حصے میں اترنے کا حکم دیا اور انصار کو پچھلے حصے میں اُتارا۔ (رَوَاهُ النَّسَائِیْ)

آپ نے سن لیا کہ کس طرح حضورؐ کی آواز کو ڈیڑھ لاکھ انسانوں نے سن لیا۔ فالحمد للہ۔ پس آپ کی آواز کو پہاڑوں سمندروں نے آگے بڑھایا۔ میدانوں نے اس کا استقبال کیا۔ آخر روئے زمین نے اسے قبول کیا۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸۲۲) اپنے اصحاب میں پیچھے رہ جانے کی عادت دیکھ کر انھیں خطبہ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

تَقَدَّمُوْا وَائْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَأْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

آگے بڑھو تم میری اقتدا کرو اور تمہارے پیچھے والے تمہاری اقتدا کریں۔ سنو پیچھے رہنے والے یونہی پیچھے رہتے جائیں گے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ بھی انھیں پیچھے ڈال دے گا۔

(۸۲۳) صحابہ کی جماعت جمع ہے لیکن الگ الگ حلقے باندھ کر بیٹھے ہیں۔ جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور سب کو مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں مَالِیْ أَرَاکُمْ عِزِیْنَ۔ یہ الگ الگ حلقے کیسے قائم کر لئے سب مل جل کر بیٹھو۔ پھر دوبارہ تشریف لاتے ہیں اور سب کو مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ تم ایسی صف بندی کیوں نہیں کرتے؟ جیسی صف بندی فرشتے خدا کے سامنے کرتے ہیں، صحابہؓ عرض کرتے ہیں خدا کے پاس فرشتوں کی صفیں کس طرح ہوتی ہیں؟ آپ فرماتے ہیں یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰی وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) پہلی صف پوری کرتے ہیں پھر دوسری شروع کرتے ہیں اسی طرح جب تک ایک صف پوری نہ ہو جائے دوسری شروع نہیں کرتے اور صف کو اس طرح ملاتے ہیں جیسے سیسے سے دو چیزوں کو چپکا دیا جائے۔

(۸۲۴) آؤ میں آپ کو آپ کے نبی کا وہ خطبہ سناؤں جو ہر نماز کے وقت آپ اپنے صحابہؓ کو سنایا کرتے تھے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَنْ یَّمِیْنِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَعَنْ یَّسَارِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ)

نماز شروع کرنے سے پہلے دائیں جانب متوجہ ہو کر فرماتے لوگو! سیدھے ہو جاؤ، صفیں درست کر لو۔ پھر بائیں جانب متوجہ ہو کر یہی فرماتے۔ لوگو! اعتدال پر قائم رہو صفیں درست کر لو۔

(۸۲۵) سنہ ۶ ہجری ماہ جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر صحابہ کو موضع عیص کی جنگ میں بھیجتے ہیں، ان کے امام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں وہاں دشمنوں کو ہزیمت ہوتی ہے اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر یہ لشکر مظفر و منصور واپس لوٹتا ہے۔ ان قیدیوں میں ابوالعاص بھی ہوتے ہیں یہ قریشیوں

کے نامی تاجر تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ آپ کی صاحبزادی صاحبہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کے نکاح میں تھیں، یہ اسوقت کافر تھے جب یہ لشکر مدینہ پہنچتا ہے اور بنت الرسولؐ کو علم ہوتا ہے کہ اُن کا خاوند بھی قیدیوں میں ہے تو آپ اُسے پناہ دیتی ہیں۔ صبح کی نماز ہو رہی ہے جو آپ اپنے حجرے میں سے بآواز بلند فرماتی ہیں۔ لوگو میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے جب نماز کا سلام پھرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں۔ اَیُّهَا النَّاسُ هَلْ سَمِعْتُمْ مَّا سَمِعْتُ؟ قَالُوْا نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا عَلِمْتُ بِشَیْءٍ مِّنْ هٰذَا حَتّٰی سَمِعْتُ مَا سَمِعْتُمْ اَلْمُؤْمِنُوْنَ یَدٌ وَّاحِدَةٌ یُّجِیْرُ عَلَیْهِمْ اَدْنَاهُمْ وَقَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَارَتْ۔ (سیرۃ السید احمد زینی المکی)

لوگو! میں نے جو سُنا وہ تم نے بھی سُنا؟ سب نے کہا ہاں آپ نے فرمایا واللہ مجھے اس سے پہلے کوئی علم نہ تھا۔ اسوقت ہی میں نے تمہارے ساتھ ہی یہ کلمات سُنے ہیں۔ سُنو! سارے مسلمان مثل ایک ہاتھ کے ہیں۔ بہت دور دراز کا ادنیٰ مسلمان بھی کسی کو پناہ دیدے تو اس کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر عائد ہو جاتی ہے سنو! جسے زینبؓ نے پناہ دی ہے وہ سب مسلمانوں کی پناہ میں ہے

(۸۲۶) اس کے بعد آپ گھر جاتے ہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں یہ بحالت کفر میں ہے تم سے الگ ہی رہے آپ فرماتی ہیں ایسا ہی ہوگا مگر میں چاہتی ہوں کہ ان سے جو لیا گیا ہے وہ بھی واپس کر دیا جائے کیا عجب اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق رفیق ہو اور یہ اسلام قبول کر لیں، آپ پھر باہر آتے ہیں اور مسلمانوں کو یہ خطبہ سُناتے ہیں:۔ اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَیْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ فَقَدْ اَصَبْتُمْ لَهٗ مَالًا فَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَرُدُّوْا عَلَیْهِ الَّذِیْ لَهٗ فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ. وَاِنْ اَبَیْتُمْ فَهُوَ فَیْءُ اللّٰهِ الَّذِیْ اَفَاءَ عَلَیْكُمْ فَاَنْتُمْ اَحَقُّ بِهٖ۔ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلْ نَرُدُّهٗ عَلَیْهِ

ابوالعاص کا جو تعلق ہم سے ہے وہ تم سب کو معلوم ہے وہ مع مال تمہارے ہاتھوں میں اسیر ہے اگر تم بطور احسان اس کا مال بھی اُسے واپس کر دو تو یہ عین خوشی کی بات ہے اور اگر نہ کرو تو بیشک شرعاً یہ تمہارا حصہ ہے اور تمہاری چیز ہے۔ سب نے کہا حضور ہم بخوشی اُن کی تمام چیزیں واپس کر دیتے ہیں۔

(رَوَاهُ السَّیِّدُ اَحْمَدُ صَاحِبُ السِّیْرَةِ النَّبَوِیَّةِ وَالْاٰثَارِ الْمُحَمَّدِیَّةِ)

یہ ہوتے ہی ہر ایک اپنے اپنے مکان کو دوڑتا ہے اور ابوالعاص سے لی ہوئی چیزیں لاکر ڈھیر کرتا ہے

یہاں تک کہ ڈول رسّی وغیرہ بھی، ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اب تمھاری کوئی چیز باقی تو نہیں رہی؟ ابو العاص نے کہا کوئی نہیں۔ یہ مع اپنے تمام سامان و اسباب کے مکہ واپس جاتے ہیں چونکہ اہل مکہ کی پونجی لے کر ان کے مال لیکر یہ تجارت کی غرض سے گئے تھے۔ اس لئے اُن کے مال اسباب تجارتی چیزیں مع نفع ایک ایک کے حوالہ کرتے ہیں جب سب کچھ ادا کر چکتے ہیں تو کعبے میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ لوگو! جس جس کا حق مجھ پر تھا اُسے پہنچ گیا، سب کہتے ہیں اے وفادار شریف نوجوان بیشک آپ نے نہایت ایمانداری اور نیک نیتی سے جو کچھ ہمارا تھا ہمیں پورا پہنچا دیا، جزاک اللہ۔ آپ فرماتے ہیں اب تو کسی کا کوئی حق میرے ذمّے باقی نہیں وہ سب کہتے ہیں ربِ کعبہ کی قسم آپ بری الذمّہ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں بس اسی چیز کی دیر تھی اب سُنو! اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تم سب میرے اسلام کے گواہ رہو۔ میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں۔ میں حضرت کی تعلیم سے آپ کے اخلاق سے مسلمانوں کے طرزِ عمل سے اپنی قید کے زمانے میں خوب واقف ہو چکا ہوں میں نے چاہا تھا کہ میں وہیں اپنے اسلام کا اعلان کر دوں لیکن پھر یہ خیال کیا کہ تم سمجھو گے میں نے تمہارا مال مار لینے کی خاطر ایسا کیا اس لئے میں تمہارے حق سے سبکدوش ہو کر اب آزاد ہو گیا مسلمان ہو گیا اب میں ہجرت کر کے دار السّلام میں جا رہا ہوں۔ جب یہ آ گئے، مسلمان بہت خوش ہوئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو بدستور آپ کے عقد میں رکھا۔

(۷۸۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ اِنِّیْ لَمِمَّنْ يَّرْفَعُ اَغْصَانَ الشَّجَرَةِ عَنْ وَّجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَوْلَآ اَنَّ الْكِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ اَسْوَدَ بَهِيْمٍ وَمَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَرْتَبِطُوْنَ كَلْبًا اِلَّا نُقِصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ كَلْبَ غَنَمٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے اور میں درخت کی ٹہنی کو جو آپ کے سرِ مبارک کے متصل تھی اوپر کو اُٹھائے ہوئے تھا کہ آپ کو لگ نہ جائے اُس خطبے میں میں نے سُنا آپ نے فرمایا کہ اگر مخلوقات خدا میں سے ایک جماعت کتوں کی بھی نہ ہوتی تو میں ان سب کو قتل کرنے کا حکم دیدیتا۔ اب بھی میں کہہ رہا ہوں کہ ان میں سے سخت سیاہ کتوں کو مار ڈالو۔ سُنو جس گھر والے کتا پالتے ہیں ان کے اعمال میں سے ہر روز ایک قیراط گھٹ جاتا ہے، ہاں شکاری کتے کھیت کی حفاظت کرنیوالے کتے، بکریوں کی ریوڑ کی حفاظت کرنیوالے کتے

اس حکم میں نہیں ہیں۔

(۸۲۸) حضرت حسنؒ بیمار ہوئے لوگ اُن کے پاس عیادت کے لئے گئے جب سارا گھر بھر گیا تو آپ نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اور فرمایا اسی طرح ہم لوگ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے گئے اور گھر بھر گیا تو آپ نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اور فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جمع ہوئے اسوقت حضورؐ اپنی کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے جب سارا گھر بھر گیا تو حضورؐ نے بھی اپنے پاؤں سمیٹ لئے۔ پھر ہم سب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

اِنَّهٗ سَيَأْتِيْكُمْ اَقْوَامٌ مِّنْۢ بَعْدِىْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَحَيُّوْا بِهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

میرے بعد تمہارے پاس بہت سے لوگ علم دین سیکھنے کے لئے آئیں گے تم انھیں مرحبا کہنا اُنھیں دعائیں دینا ان کے ساتھ بھلائی اور عزت سے پیش آنا اور انھیں علم دین اچھی طرح سکھانا۔

الحمدللہ صاحب کرامؓ نے اس خطبۂ نبوی کو نبھایا اور خوب نبھایا ملاحظہ ہو۔ امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرف اصحاب الحدیث میں ہے عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَاَى الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُوَسِّعَ لَكُمْ فِى الْمَجْلِسِ وَاَنْ نُفْهِمَكُمُ الْحَدِيْثَ فَاِنَّكُمْ خُلُوْفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ بَعْدَنَا۔ (شرف اصحاب الحدیث عربی مع ترجمہ فضائل محمدی صد ۱۲) یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث کے جوان طلبا کو دیکھتے تو فرماتے تمہیں مرحبا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری بابت ہمیں وصیت فرمائی ہے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تمہارے لئے اپنی مجلسوں میں کشادگی کریں تمہیں مرحبا کہیں اور تمہیں حدیثیں پڑھائیں اور سمجھائیں اس لئے کہ ہمارے خلیفہ تم ہو اور ہمارے بعد اہل حدیث تم ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے اور اپنے بعد والوں کو بھی اہل حدیث بتلاتے تھے۔

فَرَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَرَحِمَهُمْ وَعَنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

پس میں آپ سے کہونگا اور پُر زور کہونگا کہ جو لوگ علم حدیث کی خدمت کرنیوالے ہیں اُنکا وقار عزت و احترام کرو۔ اسکے پڑھنے والے اسکے پڑھانیوالے اس کے پھیلانیوالے اسکے جمع کرنیوالے اسکے حفظ کرنیوالے بلکہ اس کے عمل کرنیوالے بھی نہ صرف یہاں بلکہ وہاں بھی ذی احترام اور ذی شان ہیں۔ یاد رکھو علم حدیث طلب کرنیوالے پر کبھی حقارت کی نگاہ نہ ڈالنا ورنہ ڈر ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ہاں اسیوجہ سے تمہاری حقارت نہ ہو جائے حدیث

اور اہل حدیث کی عزت کرو اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں نورِ حدیث ہمارے سینوں میں علم حدیث ہمارے جسم میں عملِ حدیث کی قوت طاقت بخشے۔ آمین۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا ۞

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترپنویں (۵۳) جمعہ کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ (۱۴) خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۞ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ۞ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۞ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۞ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۞ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۞ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ۞ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ۞ وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ۞ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۞ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ۞ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۞ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۞ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۞ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۞ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۞ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

کافروں کے گروہ کے گروہ جانوروں کی طرح اوندھے منہ جہنم کی طرف گھسیٹے جائیں گے۔ اُن کے پہنچتے ہی جہنم کے دروازے اُن کے لئے کھل جائیں گے اور داروغہ جہنم اُن سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسولؐ اللہ کی آیتیں پڑھنے والے اور اس خوفناک دن کے عذابوں سے ڈرانیوالے نہیں آئے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں آئے تو تھے لیکن پھوٹی قسمت نے یہ بُرادن دکھاہی دیا۔ داروغہ جہنم کہیں گے پھر آؤ اس بھڑکتی ہوئی جہنم کے ہمیشگی والے عذابوں میں آجاؤ۔ اب یہاں سے چھٹکارا محال ہے۔ رب کی باتوں سے اینٹھنے والوں کے لئے یہ بدترین جگہ نہایت موزوں ہے۔

ان کے برخلاف متقی پارسا لوگوں کو جنت کے نورانی فرشتے بعزت تمام جنت کی طرف لے چلیں گے اُن کے پہنچتے ہی ان کے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ہنسی خوشی اُنھیں خوش آمدید کہیں گے سلام کریں گے اور کہیں گے مبارک ہو مبارک ہو آپ خوش نصیب ہیں آپ بآرام اس ہمیشگی والی ابدی نعمتوں والی جنت میں تشریف لے چلئے۔ مرحبا مرحبا۔ اب تو خوش ہو کر کہیں گے۔ الحمدللہ، اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہم سے اپنے وعدے سچے کئے اور اس ہری بھری بنی سنوری جنت کا ہمیں مالک بنا دیا کہ جہاں چاہیں آئیں جائیں رہیں سہیں۔ واہ واہ تھوڑے سے اعمال کا اتنا بڑا بدلہ؟ اس وقت تم دیکھو گے عرش خداوندی کے اردگرد چوطرف باادب فرشتے رب کی تسبیح وحمد میں مشغول ہوں گے سب کے فیصلے درست اور بہ انصاف ہو جائیں گے۔ آخری صدا ساری مخلوق کی طرف سے یہی بلند ہوگی کہ حمد وثنا کے لائق صرف اللہ تعالیٰ رب العالمین ہی ہے۔

حمد وستائش کے لائق ذاتِ خدا ہے جو واحد ہے فرد وصمد ہے۔ حقیقتاً تمام نعمتیں اسی کی انعام کردہ ہیں۔ ماں باپ کے دل میں بھی محبت ڈالتا ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات بھی اسی کی طرف سے ہیں جس سے جو نفع پہنچتا ہے۔ اسی کے فرمان سے۔ کوئی نقصان جسے وہ نہ چاہے کوئی پہنچا نہیں سکتا۔ اس کی نعمتیں بھی بے پایاں اسکے عذاب بھی بے انتہا۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اس کی نعمتوں کی لالچ رکھیں اور اس کے عذابوں سے خوف زدہ رہیں اس مالک کے زبردست احسانات میں سے ایک اس کا پاک کلام ہے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے متبرک الفاظ ہیں اور ان الفاظ میں بھی سب سے گراں پایہ آپ کے خطبات ہیں۔ میں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ ابتک میں آپ حضرات کو حضورؐ کے سوا آٹھ سو خطبات سُنا چکا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ خدا اپنے رسولؐ پر درود وسلام نازل فرمائے۔ اور آپ کے خطبے سُننے پڑھنے اور اُن پر عمل کرنے کی ہمیں ہدایت دے۔ آمین

اب حضورؐ کے خطبے سُنئے۔

(۲۲۹) قریش کا ایک قبیلہ بنو مخزوم ہے اس میں ایک عورت تھی جسے عادت سی پڑگئی تھی کہ اس نے کچھ اُدھار سُدھار

کیا مکر گئی۔ چیز بست لی بیچ کھائی آخر ایک مرتبہ کہیں سے کچھ چوری کر لی، اسوقت حضورؐ مکہ میں تھے فتح مکہ کا سال تھا معاملہ آپ تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا اُسے چاہئے چیز واپس کر دے، اللہ سے توبہ کرلے لیکن یہ الفاظ بے اثر رہے، اب حکم سرزد ہوا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اس پر قریش میں ایک شور مچ گیا کہ ایسی اتنی شریف عورت کے ساتھ یہ کیا معاملہ ہونیوالا ہے؟ وہ دوڑی بھاگی حضرت اُم سلمہؓ کے پاس گئی۔ قریش دوڑ بھاگ کرکے مسلمان صحابہ کو سمجھانے بجھانے لگے بھلا کس کی ہمت پڑتی کہ حضورؐ کے سامنے آئے۔ آخر سب نے ملکر حضرت اسامہؓ سے کہا کہ تم تو حضورؐ کے گویا صاجزادے ہو، تم اس کی سفارش کرو۔ چنانچہ حضرت اُسامہؓ اُن کی باتوں میں آگئے۔ حضورؐ کے پاس پہنچے کہنا سُننا شروع کیا۔ حضورؐ کا چہرہ مارے غصے کے سُرخ ہو گیا اور فرمانے لگے اسامہؓ خدا کی حد کے بارے میں تو سفارش کرنے کو آیا ہے؟ حضرت اسامہؓ تو کانپ اُٹھے معافی مانگی استغفار کی درخواست کی ادگرد ہو گئے لیکن چونکہ چرچا پھیل گیا تھا اس لئے آپ خطبے کے لئے کھڑے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی یہ خطبہ سُنئے فرماتی ہیں۔

قَامَ فَخَطَبَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جسمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بہت بہت بیان کی پھر اما بعد کہکر فرمایا تم سے پہلے کے لوگ بنی اسرائیل اسی باعث برباد ہوئے کہ جب اُن میں سے کوئی شریف انسان چوری کرلیتا تو یہ اُسے بغیر حد جاری کئے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کمزور انسان ہوتا تو اُس پر حد جاری کر دیتے۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو مجھے اس کا ہاتھ کاٹنے میں بھی کوئی تامل نہ ہو۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ چنانچہ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اُسنے توبہ کرلی۔ بہت نیک بیوی بن گئی۔ قبیلہ بنو سلیم کے ایک شخص سے نکاح کر لیا۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ میرے پاس آتی جاتی تھی اور جو کام اُس کا ہوتا تھا میں حضورؐ سے کہکر کرا دیا کرتی تھی۔

(۸۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ

ایک صحابیؓ کا انتقال ہو گیا تو اُسے اُس کے گھر والوں نے پورا کفن نہ دیا اور اسی وجہ سے رات کو ہی دفن کر دیا جب

خَطَبَ یَوْمًا فَذَکَرَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهٖ قُبِضَ فَکُفِّنَ غَیْرَ طَائِلٍ وَّقُبِرَ لَیْلًا فَزَجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّیْلِ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهِ اِلَّا اَنْ یَّضْطَرَّ اِنْسَانٌ اِلٰی ذٰالِكَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَهٗ۔

آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اپنے خطبے میں اسپر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ رات کو بغیر ضرورت کے دفن نہ کیا جائے جبتک کہ نماز جنازہ نہ ہولے۔ اور حکم دیا کہ جب اپنے مردوں کو کفن دو تو پورا اور اچھا کفن دو۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدْ)

(۸۳۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فِی الشَّمْسِ فَسَأَلَ عَنْهُ قَالُوْا هٰذَا اَبُوْ اِسْرَائِیْلَ نَذَرَ اَنْ یَّقُوْمَ وَلَا یَسْتَظِلَّ وَلَا یَتَکَلَّمَ وَ یَصُوْمَ۔ قَالَ مُرُوْهُ فَلْیَتَکَلَّمْ وَلْیَسْتَظِلَّ وَلْیَقْعُدْ وَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدْ)

حضور خطبہ پڑھ رہے تھے جو آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جو دھوپ میں کھڑا ہوا تھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ اور دھوپ میں کیوں کھڑا ہے؟ لوگوں نے کہا اس کا نام ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ بیٹھنے کا نہیں سایہ حاصل نہ کریگا بولیگا نہیں اور روزے سے رہیگا۔ آپ نے فرمایا صرف روزہ رکھے باقی ساری نذر توڑ دے بیٹھ جائے سایہ حاصل کرے باتیں کرے بس روزہ پورا کرے۔

معلوم ہوا کہ جو نذر خلاف شرع ہو اس کا پورا کرنا منع ہے خصوصًا جو شرکیہ نذریں ہوتی ہیں ان کا پورا کرنا بھی شرک ہے مثلًا امام کے نام کی چوٹی رکھوانا کسی درگاہ یا چلے پر یا کسی ولی نبی کے نام پر کھانا دانا کرنا وغیرہ یہ سب شرکیہ نذریں ہیں اور اُن کا پورا کرنا حرام و شرک ہے۔

(۸۳۲) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَثَقُلَتْ عَلَیْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّکُمْ تَقْرَؤُنَ خَلْفَ اِمَامِکُمْ؟ قُلْنَا نَعَمْ

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی جس میں آپ پر قرآت بھاری ہوگئی۔ فارغ ہو کر پلٹ کر ہم سے فرمایا شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو؟ ہمنے کہا ہاں۔ رسول اللہ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ صرف سُورۂ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا يَقْرَأُ بِهَا (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ) وَفِيْ اَبِيْ دَاوٗدَ لَا تَقْرَؤُا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔)

فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ جو اُسے نہ پڑھے گا اس کی نماز نہیں۔ جب میں بآواز بلند پڑھوں تو تم سوائے الحمد شریف کے قرآن میں سے اور کچھ نہ پڑھو۔

پس الحمد کا پڑھنا ہر نماز کی ہر رکعت میں فرض ہے جو نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہ ہوگی۔ امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو بھی ہر رکعت میں الحمد شریف ضرور پڑھ لے۔

(۸۳۳) عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل بتلاؤں جو تمہارے اعمال سے بہتر ہو اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ مرتبے اور پاکیزگی والا ہو اور تم سونا چاندی خرچ کرو اس سے بھی افضل ہو بلکہ تمہارے لئے اس میں جہاد سے بھی زیادہ ثواب ہو جس جہاد میں تم دشمن سے بھڑ جاؤ اور تم اُن کی اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ حاضرین مجمع نے سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا عمل تو ضرور بتلایئے آپ نے فرمایا وہ عمل ذکر اللہ ہے۔ "چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کے ذکر میں اپنی زبان جاری رکھو۔

(۸۳۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہمیں نماز پڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف منہ کیا اور ہمیں یہ خطبہ دیا کہ اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ پس تم رکوع میں سجدے میں قیام میں پلٹنے میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ یاد رکھو میں تمہیں اپنے سامنے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" پس امام سے آگے

اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) آگے بڑھنا حرام ہے اور یہ حضورؐ کا معجزہ تھا کہ بحالت نماز آپ پر مقتدیوں کی حالت اور حرکات و سکنات مخفی نہ رہتے تھے۔

(۸۳۵) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی کی چھت نہ تھی صرف پتوں کا چھپر پڑا ہوا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت خرما کے تنے کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی تنے کے سہارے خطبہ پڑھا کرتے تھے، آپ کے صحابہؓ میں سے ایک نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کوئی ایسی چیز بنا دیں جس پر آپ کھڑے ہو کر جمعہ والے دن خطبہ پڑھا کریں تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ بھی سکیں اور آپ کی آواز بھی سب کو پہنچ جایا کرے آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا پس تین زینوں کا ممبر بنایا گیا اور اس لکڑی کی جگہ رکھ دیا گیا۔ آپ تشریف لائے اور ممبر کی طرف بڑھے جب اس تنے کے پاس سے گذر گئے تو وہ گائے کی طرح ڈکرانے لگا اور پھٹ گیا آپ ممبر پر سے نیچے اُتر آئے۔ اور اپنا ہاتھ اُس پر رکھا تب وہ چپکا ہوا، آپ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا لَوْ لَمْ اَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ) یعنی اگر میں اسے بطور تسکین دینے کے اپنے جسم سے نہ لگاتا تو قیامت تک اس کا یہ رونا بند نہ ہوتا۔ پھر جب مسجد نبوی میں وسعت کی ضرورت پڑی اُس وقت اس تنے کو حضرت ابی بن کعب اپنے گھر لے گئے وہیں وہ گل گیا دیمک کھا گئی، اور کھو کھلا ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

(۸۳۶) حضورؐ کے زمانہ میں سورج گہن ہوتا ہے آپ صلوٰۃ کسوف ادا کرتے ہیں پھر خطبہ دیتے ہیں جس میں ارشاد فرماتے ہیں رَأَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ اَخَابَنِیْ الدَّعْدَعِ یُدْفَعُ بِعَصًا ذَاتِ شِقَّتَیْنِ فِی النَّارِ وَحَتّٰی رَأَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ الَّذِیْ کَانَ یَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ مُتَّکِئًا عَلٰی مِحْجَنِهٖ فِی النَّارِ یَقُوْلُ اَنَا سَارِقُ الْمِحْجَنِ (رَوَاہُ النِّسَائِیُّ)

میں نے جہنم کو اس نماز میں دیکھا، اس میں میں نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے راہِ خُدا میں بیت اللہ شریف جاتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو اونٹنیاں لی تھیں۔ شاخوں دار لاٹھی سے اسے دھکے دیئے جاتے تھے اسی میں میں نے حاجیوں کے چور کو دیکھا جو ایک لکڑی لئے پھرتا تھا جس کے سرے پر آنکڑا بنا ہوا تھا اسی سے حاجیوں کے کپڑے وغیرہ لے لیتا اگر نگاہ پڑ گئی تو کہہ دیا کہ اس لوہے میں اٹک گیا تھا۔ ورنہ رکھ لیتا۔ یہ اپنی اسی خمدار لکڑی پر ٹیک لگائے چل رہا تھا

(۸۳۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عید کے خطبے میں حضورؐ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم زیادہ

جہنم میں تھیں اور ایک عورت نے آپ سے وجہ دریافت کی تو فرمایا تُکْثِرْنَ الشِّکَاۃَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ دو وجہوں سے اول تو یہ کہ تم شکوے شکایت بہت کرتی ہو دوسرے یہ کہ تم خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔(نسائی)

(۸۳۸) مکّی زندگی ہے۔ نبوت کا آغاز ہے۔ قوم کو اور کنبے کو پہلے درست کرنا ہے۔ وہ سیاہی چھوٹتی نہیں ہے اپنے خیر خواہ کو بُری طرح ستانے لگے ہیں اور بات تک سُننا گوارا نہیں کرتے۔ اس لئے ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم ہوتا ہے کہ کھانا تیار کرو اور اولاد عبد المطلب کی میری طرف سے دعوت کردو۔ چنانچہ حمزہؓ ابوطالب اور عباس اور ابولہب وغیرہ وغیرہ سرداران مکہ جمع ہوتے ہیں۔ دعوت کھاتے ہیں۔ فارغ ہوکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں لیکن ابولہب رنگ بگاڑدیتا ہے اور سب کو لیکر کھڑا ہو جاتا ہے حضورؐ پھر دوبارہ حضرت علی کو یہی حکم دیتے ہیں اور سب کو اپنے ہاں دعوت میں اکٹھا کرتے ہیں۔ کھانا کھلا پلا کر آپ کھڑے ہوکر یہ خطبہ دیتے ہیں۔

یَابَنِیْ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَعْلَمُ شَابًّا فِی الْعَرَبِ جَاءَ قَوْمَہٗ بِاَفْضَلَ مِمَّا جِئْتُکُمْ بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَمَرَنِیَ اللّٰہُ اَنْ اَدْعُوَکُمْ اِلَیْہِ فَاَیُّکُمْ یُوَازِرُنِیْ عَلٰی ھٰذَا الْاَمْرِ؟

اے اولاد عبد المطلب خدا کی قسم میں تو نہیں جانتا کہ کوئی نوجوان عرب اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر چیز لایا ہو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ سنو! میں تمہارے لئے دو جہان کی بہتری لے کر آیا ہوں۔ میں خدا کیطرف سے مامور ہوں کہ تمہیں اس کی طرف بلاؤں پس تم میری بات مان لو۔ تم میں سے کوئی ہے جو اس میرے کام میں ساتھ دے؟ بس یہ سُنتے ہی یہ لوگ چیں بہ جبیں ہو گئے۔ مُنہ پُھلائے اور اک بک بکنے لگے اور اُٹھ کر چلے گئے۔

(۸۳۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰی ھٰذَا الْمِنْبَرِ مَابَالُ رِجَالٍ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ رَحِمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَنْفَعُ قَوْمَہٗ بَلٰی وَاللّٰہِ اِنَّ رَحِمِیْ مَوْصُوْلَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاِنِّیْ اَیُّھَا النَّاسُ فَرَطٌ لَّکُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ دیا جسمیں فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیکی رشتہ داری بھی آپ کی قوم کو کوئی نفع نہ دے گی۔ ہاں قسم خدا کی میری نزدیکی رشتہ داری دُنیا و آخرت میں ملی ہوئی ہے۔ لوگو! میں تمہارا میر سامان ہوں۔ جب تم آؤ گے تو کوئی کہیگا یا رسول اللہ میں فلاں ہوں اور فلاں کا لڑکا ہوں، میں جواب دونگا۔

إِذَا جِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ فَأَقُوْلُ لَهُمْ أَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُ وَلٰكِنَّكُمْ أَحْدَثْتُمْ بَعْدِيْ وَارْتَدَدْتُّمُ الْقَهْقَرٰى

نسب تو میں نے جان لیا لیکن تم لوگوں نے میرے بعد بدعتیں نکالیں اور ایڑیوں کے بل پچھلے پاؤں ہٹ گئے۔

(رَوَاهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ)

(۸۴۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْعَلَائِقُ بَيْنَهُمْ؟ قَالَ مَا تَرَاضٰى عَلَيْهِ أَهْلُوْهُمْ (كِتَابُ الرَّدِّ عَلٰى أَبِيْ حَنِيْفَةَ مِنَ الْمُصَنَّفِ لِأَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اپنی رانڈوں اور جوان بچوں اور بچیوں کے نکاح کر دیا کرو۔ یہ سنکر ایک صحابیؓ نے پوچھا حضور مہر کیا ہونا چاہیے؟ آپ نے فرمایا جس پر دونوں طرف کے لوگ رضامند ہو جائیں جو آپس میں طے کرلیں۔

برادران! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس موقع پر قدرے تفصیل کروں۔ اور ایک اندرونی زبردست چیز سناؤں۔ سنئے! حنفی مذہب میں ہے دس درہم سے کم مہر نہ ہونی چاہیئے۔ حالانکہ مندرجہ بالا حدیث بلکہ خطبہ آپنے سُن لیا حضورؐ مہر کی کوئی حد مقرر نہیں فرماتے بلکہ آپنے لوہے کی انگوٹھی کا مہر باندھنے کو بھی فرمایا ہے حفظ قرآن کو بھی مہر میں مقرر فرمایا ہے صرف جوتی دینے کا مہر بھی مقرر کیا ہے۔ صرف آزادگی لونڈی کو بھی اس لونڈی کا مہر مقرر فرمایا ہے۔ تین درہم اور تہائی درہم پر نکاح آپ کے سامنے آپکی اطلاع سے ہوئے۔ اصابہ میں ہے کہ ایک صحابی کا نکاح سورۂ بقرہ اپنی بیوی کو لکھا دینے پر حضورؐ نے کردیا۔ الغرض بہت سی حدیثیں ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ دس درہم سے کم مہر پر بلکہ ایک درہم بھی نہیں بعض چیزوں کے اور بعض کاموں کے مہر پر بھی نکاح شرعًا درست ہے۔ اصابہ حرف الضاد ذکر ضمیرہ میں ہے کہ ایک صحابی نے حضورؐ سے درخواست کی کہ میرا نکاح فلاں عورت سے کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ مہر کیا دوگے اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ لوہے کی انگوٹھی کس کی ہے؟ اُس نے کہا میری چنانچہ آپ نے اسی کو مہر مقرر کرکے اس عورت سے نکاح کرا دیا۔ پس اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے جائز کردہ کام کو ناجائز کہنا کیا درست ہے؟ جانے دو ممکن ہے کسی کو حدیث نہ ملی ہو ممکن ہو کسی کو فتویٰ دیتے وقت حدیث یاد نہ رہی ہو لیکن آپکے سامنے تو دونوں چیزیں ہیں قول و فعل رسولؐ بھی اور فقہا کا قیاس اور رائے بھی۔ اب ان میں سے آپ جو چاہیں رکھ لیں جو چاہیں پھینک دیں لیکن

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ ایمان نام ہے قولِ رسولؐ حدیثِ نبویؐ پر سب اقوال کو قربان کر دینے اور اُن کی طرف نظر تک نہ ڈالنے کا۔

(۸۴۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی جس میں قرأت قرآن آپ سے خلط ملط ہوگئی۔ فارغ ہو کر ہماری طرف رُخ کر کے فرمایا:۔

لَوْرَأَيْتُمُوْنِي وَابْلِيْسَ؛ فَاَهْوَيْتُ بِيَدِيْ فَمَازِلْتُ اَخْنِقُهٗ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ لُعَابِهٖ بَيْنَ اِصْبَعِيْ هَاتَيْنِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا وَلَوْلَا دَعْوَةُ اَخِيْ سُلَيْمَانَ لَاَصْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِيْ الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهٖ صِبْيَانُ الْمَدِيْنَةِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ اَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ۔

(رَوَاهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ)

کاش کہ تم مجھے دیکھتے کہ میرے سامنے اس نماز میں ابلیس آگیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا اور اس زور سے اس کا گلا گھونٹا کہ اس کے منہ سے لعاب کی تری میری دو انگلیوں انگوٹھے اور اس کے پاس کی انگلیوں تک میں نے پائی۔ اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السّلام کی دُعا نہ ہوتی (کہ الٰہی مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو) تو میں اُسے مسجد کے ان ستونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ باندھ دیتا اور صبح مدینہ شریف کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔ پس یاد رکھو اگر ہو سکے تو کسی کو اپنے اور قبلے کے درمیان نہ ہونے دو۔

اور روایت میں ہے کہ آپ نے اس نماز میں یہ بھی کہا تھا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ اور پھر تین بار یہ بھی فرمایا اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ اور ہاتھ بھی پھیلایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْهُ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اُس پر غالب کر دیا۔ اور اسے میرے بس میں کر دیا تھا۔

(۸۴۲) عَنْ سَعِيْدٍ وَّكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ يَوْمَ الْفَتْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا لِجُلَسَائِهٖ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ لَيْسَ فِيْهَا مَوْضِعُ قَدَمٍ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ رَّاكِعٌ اَوْسَاجِدٌ ثُمَّ قَرَأَ

ایک دن حضورؐ نے اپنے ہمنشینوں سے فرمایا آسمان چرچرا رہا ہے اور یہ چرچرانا اُس کا حق بجانب ہے اس لئے کہ ایک قدم کی جگہ بھی پورے آسمانوں میں ایسی نہیں جہاں ایک نہ ایک فرشتہ رکوع میں کھڑا ہو یا سجدے میں نہ پڑا ہو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ

اُلْمُسَبِّحُوْنَ۔ (رَوَاہُ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ وَابْنُ عَسَاکِرَ فِیْ تَرْجَمَۃِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ)

پس مسلمانو! خدا کی عزت دل میں رکھو اس کا دبدبہ مانو۔ شیطان کو غلبہ نہ دو۔ اس کی ذلت کرو۔ حدیث کے بالمقابل رائے فقہ قیاس واجتہاد کو کوئی چیز نہ سمجھو۔ گو اس کا قائل کوئی بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر نہ نکلو۔ کل قیامت کے دن آپ ہی کے ہاتھوں جام کوثر پینا ہے اور آپ ہی کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے۔ جہنم سے بچنے کا کام کرو، راہِ خدا کے مجاہد بنو، نماز او روضو سُنت کے مطابق ادا کرتے رہو۔ موت کو آنکھوں کے سامنے رکھو اور بعد از موت کام آئیں۔ ان اعمال کے کرنے میں سبقت کرو آخر ایک روز قبر کی بغلی میں سونا ہے اور عاجزی اور بے کسی کے ساتھ وہاں دوسروں کے کندھوں پر جانا ہے۔ اللہ ہمیں نیک نصیب اور سعید بخت کرے۔ آمین۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ترپنویں جمعہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۝ وَاَنْزَلَ اَشْرَفَ كُتُبِهٖ اِلَيْهِ ۝ زِيَادَةً لِقَوْلِهٖ وَوَصْلِهٖ ۝ وَاَكْمَلَ تَشْرِيْفَهٗ لَدَيْهِ ۝ بِاِعْطَائِهٖ جَوَامِعَ الْكَلِمِ ۝ وَخَوَاتِمَ الْحِكَمِ ۝ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝

(۸۴۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعرات کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے۔ تو ان سے درخواست کی گئی کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں تو تمہارے ملال کا خیال رکھتا ہوں۔ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِشْكٰوة) یہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے آپ بھی اس بات کا بہت خیال رکھتے تھے کہ ہماری طبیعتیں گھبرا نہ جائیں اور اُکتا نہ جائیں۔

خود قرآن حکیم بھی بتدریج تھوڑا تھوڑا کر کے تئیس برس میں نازل ہوا۔ یہ بھی اسی لئے خود قرآن حکیم فرماتا ہے کَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا۔ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنے میں حکمت یہ ہے کہ تیرا دل مضبوط رہے، ٹھیرا رہے آہستہ آہستہ اُسے پڑھتے رہو اور یاد کرتے رہو اور عمل بھی کرتے جاؤ۔

(۸۴۴) کفار قریش نے تیرہ سال تک مسلمانوں کو ایذائیں دیں آخر تنگ آکر دینِ خدا پھیلانے کیلئے اور دینِ خدا پر عمل کرنے کے لئے امن وامان کی جگہ مدینہ شریف تجویز کر کے مسلمان صحابہؓ اپنا ملک ومال چھوڑ کر وہاں جا بسے بالآخر خود حاملِ وحیِ خدا بھی وہیں ہجرت کر گئے لیکن کفار کا جوشِ کفر اب بھی ٹھنڈا نہ ہوا وہ مدینہ شریف پر چڑھ دوڑے ایک صحابیؓ کا بیان ہے کہ اسی مقصد کے حصول کے لئے انھوں نے سردارِ کفر ابن اُبی اور اس کے کفار ساتھیوں کو خط لکھا کہ یا تو تم حضورؐ کو قتل کر دو۔ یا نکال دو، ورنہ ہم سب تم پر چڑھائی کر کے تمہارا بھرکس نکال دیں گے۔ کچھ تو خود یہ دشمنانِ اسلام تھے کچھ سرداران کی ترغیب ترہیب سے انھوں نے اپنا مجمع جمع کیا اور سب نے اس پر اتفاق کر لیا کہ ہمیں مکہ کے کافروں کا ساتھ دینا چاہئے۔ اور ان کا کہا مان لینا چاہئے۔ حضورؐ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ عین ان کے اس مجمع میں پہنچے اور وہاں یہ خطبہ دیا۔

لَقَدْ بَلَغَ وَعِيْدُ قُرَيْشٍ مِّنْكُمُ الْمَبَالِغَ مَا كَانَتْ تَكِيْدُكُمْ بِاَكْثَرَ مِمَّا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَكِيْدُوْا بِهٖ اَنْفُسَكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا اَبْنَاءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ ـــ

قریش کی دھمکی نے تمہارے ہوش وحواس کھو دیئے ہیں تمہیں جتنی ایذا وہ پہنچا سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ ایذا خود اپنے آپ پہنچانے کے لئے تم آپ ہی تیار ہو گئے۔ ہمارے ساتھ تمھاری اولادیں اور تمھارے بھائی اور قرابتی بھی ہیں تم ہم سے لڑوگے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے خاندان وقبیلے کو قتل کروگے۔ سوچو کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟ اور کس مکر کے شکار ہو رہے ہو؟ بس یہ سننا تھا کہ اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور اپنے پہلے اجماع کو توڑ کر حضورؐ سے نہ لڑنا اس پر فیصلہ کر کے سب چلے گئے۔ یہ تھا حضورؐ کے خطبوں اور وعظوں اور تقریروں کا اثر کہ مجمع کے مجمع ایک تقریر سنکر ادھر سے اُدھر ہو جاتے تھے۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸۴۵) محرم ۷ھ کا واقعہ ہے کہ یہودیوں کی پیہم شرارت کو دفع کرنے کی غرض سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سولہ سو مجاہدین کا لشکر لے کر اُن کے مرکز خیبر پر چڑھائی کرتے ہیں۔ صحابہؓ کو جمع کر کے خطبہ دیتے ہیں جسمیں ارشاد ہوتا ہے۔ لَا يَخْرُجَنَّ مَعَنَا اِلَّا رَاغِبٌ فِي الْجِهَادِ (ابن سعد) یعنی ہمارے ساتھ وہی چلے جس کا مقصد صرف رضائے خداوندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ بھی ہو۔ اب پاکباز لشکر روانہ ہوتا ہے آگے آگے

حضرت عامر بن اکوعؓ مشہور شاعر ہیں۔ جو اپنے اشعار آبدار سے لشکر محمدی کے دل بڑھا رہے ہیں۔ کہتے ہیں ؎

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَاغْفِرْ فِدَآءً لَّكَ مَا اتَّقَیْنَا وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَتَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا
وَبِالصِّیَاحِ عَوَّلُوْا عَلَیْنَا اِنَّ الْاُوْلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَیْنَا

یعنی اے خدا! اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ خیراتیں کرنے کی توفیق ہمیں ہوتی نہ نماز پڑھنے کی۔ اے خدا! ہم فدا تجھ پر ہوں ہماری لغزشوں سے درگذر فرما اور ہمیں کامل تسلی اور پوری دلجمعی عطا فرما۔ اے علیم و خبیر خدا! جنگ کی ابتدا ان کی طرف سے ہے اگر مڈبھیڑ ہو جائے تو ہم تجھ سے ثابت قدمی طلب کرتے ہیں پروردگار یہ لوگ ہم پر چل پڑے ہیں اور ہم پر ان لوگوں نے دست درازی کی ہے۔ یہ فتنہ جو لوگ ہیں اور ہم اُن کے فتنہ میں اُن کا ساتھ دینے کو آمادہ نہیں پس اُن کے مقابلہ پر تو ہمیں کامیابی عطا فرما۔ ہمیں صرف تیرے فضل و کرم کا سہارا ہے ہم تیری رحمت سے کسی حال میں بے نیاز نہیں۔

یہاں یہودیوں نے پوری تیاریاں کر رکھی تھیں۔ چھ مضبوط اور سنگین قلعوں میں ان کی بیس ہزار آزمودہ کار فوج موجود تھی اپنے غلہ اور ہتھیاروں کے انباروں پر انھیں ناز تھا جب اس ساز و سامان کی حضورؐ کو اطلاع پہنچی ہے تو آپ دوبارہ صحابہ کا مجمع جمع کرتے ہیں اور اُن میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جس کا حال تاریخ خمیس میں ان لفظوں میں بیان ہوا ہے

لَمَّا تَیَقَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْیَھُوْدَ تُحَارِبُ وَعَظَ اَصْحَابَہٗ وَنَصَحَھُمْ وَحَرَّضَھُمْ عَلَی الْجِھَادِ۔

(تاریخ خمیس) یعنی جب آپکو یقین ہو گیا کہ یہود لڑنے پر تلے ہوئے ہیں تو آپ نے صحابہ میں وعظ فرمایا انھیں نصیحتیں کیں اور جہاد کی ترغیب دلائی۔

لڑائی اور محاصرہ وغیرہ ہوتا رہا آخر تقریباً بیس بائیس دنوں میں خیبر پر مسلمانوں کا کامل قبضہ ہو گیا فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یُھْزَمُ جُنْدُہٗ۔

مسلمانوں! اسلام کے جہاد پر حرف رکھنے والے عیسائی آج جو لڑائیاں لڑ رہے ہیں آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں مقتولین کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں سے گذر کر لاکھوں تک پہنچتی ہے مجروحین اور مقتولین کی تعداد تو شمار سے

خارج ہوتی ہے لیکن پھر بھی یہ رحمدل ہیں اور مُسلم اور اسلام سنگدل لڑاکا ہیں۔ حالانکہ یہ لڑائیاں موجودہ لڑائیوں کے مقابلہ میں رکھنے کے قابل ہی نہیں۔ تاریخی طور پر صاف ثابت ہے کہ اس مسلسل اور طویل جنگ میں کل ترانوے غیر مسلم مرے اور پندرہ مسلمان صحابہؓ نے شہادت حاصل کی رضی اللہ عنہم وارضاہم۔ پس دراصل اسلام پر مسلمانوں پر یہ بہتان عظیم ہے۔ اسلام نام ہے سلم و صلح کا۔ اسلام فساد کو روکتا ہے اسلام فساد و فتنے کو دُنیا سے مٹانے دور کرنے کے لئے بہ مجبوری تلوار اُٹھاتا ہے اور فتنہ کی سرکوبی کے بعد فوراً اُسے میان میں کر دیتا ہے۔

مسلم بھائیو! یہ تھا اسلام کا ایک کارنامہ اور یہ تھے فدایانِ اسلام یہ تھے شیدایانِ توحید اور یہ ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ جو مجمع صحابہ میں بطور وعظ و تلقین درس و خطبے کے فرمائے گئے کیا میں اول اپنے نفس کو اور پھر آپ کو نہ کہوں؟ کہ ان الفاظ کی تسلیم و تعمیل کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہر ایک کو تا امکان اور تا حدِّ شرع خوش رکھو۔ حسد بغض اور رشک کی آگ سے بچو، گناہوں سے نفرت کرو۔ صدقہ خیرات نہ چھوڑو ناپ تول پوری رکھو۔ جمعہ کے لئے وقت سے پہلے آیا کرو۔ اگر کبھی دیر لگ جائے اور اس حالت میں آؤ کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہے تو دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھو گو تمہیں لوگ بہکائیں کہ حنفی مذہب میں منع ہے تم کہدو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے آپ کے حکم کو منسوخ کرنے والا کوئی نہیں۔ خلافِ شرح عمل کو نیک نہ سمجھو۔ رشوتوں سے مسلمانوں کے حقوق کی عدم ادائیگی سے اپنے والوں سے بدسلوکی کرنے سے بچو۔ اپنا امام نماز ہمیشہ زیادہ پڑھے ہوئے مسئلہ مسائل سے واقف متقی لوگوں کو بنایا کرو وہ تمہارے اور خدا کے درمیان وفد ہوتے ہیں۔ اللہ سے ڈرو نیکیوں کا حکم دینے میں بُرائیوں سے روکنے میں لوگوں کی محبت اور اُن کی ناراضگی کا خیال نہ کرو۔ نمازوں کی حفاظت کرو۔ قرآن حدیث کی ماتحتی میں اپنی عمر گذارو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشی اور سرور ایمان اور نور، خوش اخلاقی اور نیک کرداری نصیب فرمائے۔ الٰہی مجاہدین کی مدد فرما۔ الٰہی حاجیوں اور نمازیوں کی نگرانی فرما۔ الٰہی ہمیں بخش۔ ہمارے ماں باپ کو بخش ہماری آل واولاد کو نیک بنا۔ ہمارے کام کاج میں برکت دے ہمیں حرام کاموں اور حرام روزیوں سے محفوظ رکھ۔ بُری بیماریوں سے بُرے وقت سے بُری گھڑی سے بُرے لوگوں سے بچا۔ الٰہی ہمارا خاتمہ بالخیر کر اور ہم پر مہر کی نظریں رکھ۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۞

الحمدللہ چوتھی جلد ختم ہوئی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

(آل عمران ۱۳۸)

خطبات نبوی کا مستند ترین مجموعہ

مسمّٰی بہ

خطباتِ محمّدی

جلد پنجم

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو چالیس ۱۴۰ خطبات، ساٹھ صحابہ کرام کی روایات اور حدیث وتفسیر کی پینتیس مستند کتابوں کے حوالوں سے نقل کر کے عربی متن اور سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں

مؤلفہ

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جونا گڈھی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

الدار السلفیہ

۲۴۲ جے بی بی مارگ (بلاسس روڈ) متصل مہاراشٹرا کالج بمبئی ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ محمدیؐ کی پانچویں جلد

حجۃ الوداع کا پہلا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے ۶ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا۔ وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ۔ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ۔ فِیْہِ اٰیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ۔

ایک دو کو نہیں، سو پچاس کو نہیں، سارے جہان کو اپنے دسترخوان پر ایک دو وقت نہیں، ساری عمر کے لئے مہمان رکھنے والا۔ دس بیس پر نہیں، ہزار دو ہزار پر نہیں، تمام کائنات پر قبضہ رکھنے والا۔ آگ کو باغ باغ کو آگ، پانی کو پتھر، پتھر کو پانی کرنے والا۔ وہ جس کا کوئی ارادہ کوئی بدل نہ سکے، وہ جس کا کوئی حکم کوئی بھی رد نہ کر سکے جس کے سامنے کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہیں۔ جس کے سب محتاج، اور وہ سب سے بے نیاز جس کے در کے سب فقیر اور علٰی کل شیٔ قدیر جس نے پانی کے قطرے کو سیپ کے پیٹ میں موتی بنایا۔ جس نے ناقدرے پانی کے قطرے کو انسان بنایا۔ جو کنکر کو پہاڑ، جو تنکے کو تاڑ بنانے پر قادر ہے۔ زیروں کو شیر کرنے والا، سوکھوں کو ہرا کرنے والا، مسکینوں کو تاجدار بنانے والا۔ مردوں کو جلانے والا۔ گنہگاروں کو بخشنے والا، ضعیفوں کو

ماوی۔ کمزوروں کا ملجا۔ فریادرسی کرنے والا۔ درد کو پہونچنے والا۔ دور نزدیک کی سننے والا۔ ہر ایک کی مشکل کشائی کرنے والا، ہمارا مولا، ہمارا مالک، ہمارا بادشاہ، ہمارا خدا، ہمارا معبود، ہمارا مسجود، ہماری امیدوں کا مسکن، ہماری آرزوں کا پورا کرنے والا، ہماری نگرانی کرنے والا، ہمیں کھلانے پلانے، پہنانے اڑھانے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

محمدی بھائیو! دین اسلام کے پابندو آؤ خدا کی تعریفوں کے بعد تمام نبیوں پر بالعموم اور آخرالانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بالخصوص درود وسلام بھیجیں یقین ہے کہ خدا کے فرشتے جو اسی کام پر مامور ہیں۔ ہمارا درود وسلام آپ تک پہونچا دیں گے۔ پاک پروردگار تو اپنے اس افضل الرسل پر نامحدود نامعلوم درود و سلام ہر دم نازل فرماتا رہ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(۸۴۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا۔ فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ۔ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ۔ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا جس میں فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے پس تم حج کرو۔ اس پر ایک صاحب نے سوال کیا کہ اے نبی اللہ کیا ہر سال؟ آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا اس نے پھر سوال کیا، پھر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور پھر تم اسے بجالانے کی طاقت نہ رکھتے پھر فرمایا لوگو جبتک میں تمہیں چھوڑا کروں تم بھی مجھے چھوڑے رہو یعنی میں آپ بیان کروں تو تم سوالات کی بوچھاڑ نہ برسا دو۔ سنو اور یقین مانو کہ تم سے اگلوں کی ہلاکت کا باعث یہی بکثرت سوال کرنا اور اپنے نبیوں پر اختلاف کرنا ہی ہوا ہے۔ یاد رکھو میں آپ جب تمہیں کوئی حکم دوں تو جہانتک تمہاری طاقت یاری دے اسے بجالاؤ اور جب تمہیں کسی چیز سے روکوں تو رک جایا کرو۔

(۸۴۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا اے لوگو،

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ۔ فَقَالَ اَفِیْ کُلِّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَوْ قُلْتُھَا لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِھَا وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا۔ وَالْحَجُّ مَرَّۃً فَمَنْ زَادَ فَتَطَوَّعٌ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنِّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔ یہ سن کر اقرع بن حابس نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا ہر سال؟ آپؐ نے فرمایا، اگر میں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور اگر واجب ہو جاتا تو تم عمل نہ کرتے نہ تم میں عمل کی طاقت ہوتی۔ سنو حج عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے جو زیادہ کرے وہ نفل ہے۔

حجۃ الوداع میں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا مروہ کے درمیان سعی فرمانے لگے تو اول پھیرے میں ہی مروہ پہاڑی پر چڑھ گئے لوگوں کا مجمع نیچے جمع تھا آپؐ نے باآواز بلند یہ خطبہ دیا۔

(۸۴۸) لَوْ اَنِّیْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْھَدْیَ۔ وَجَعَلْتُھَا عُمْرَۃً فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ لَیْسَ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَحِلَّ وَلْیَجْعَلْھَا عُمْرَۃً فَقَامَ سُرَاقَۃُ ابْنُ مَالِکِ ابْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلِعَامِنَا ھٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ؟ فَشَبَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَہٗ وَاحِدَۃً فِی الْاُخْرٰی۔ وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَۃُ فِی الْحَجِّ مَرَّتَیْنِ لَا بَلْ لِاَبَدِ اَبَدٍ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اگر مجھے پہلے سے اس بات کا علم ہوتا جو بعد میں ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور لاتا ہی نہیں اور اسے عمرہ کر ڈالتا۔ اب میں حکم دیتا ہوں کہ تم میں سے جس کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ احرام سے باہر ہو جائے اور اسے عمرہ کر لے، یہ سن کر حضرت سراقہ بن مالک نے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ یہ حکم صرف اسی سال کے لئے ہے؟ یا ہمیشہ کے لئے ہے؟ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک میں ایک ڈال کر دکھا کر فرمایا کہ نہیں نہیں یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے۔ عمرہ حج میں اس طرح داخل ہو گیا ہے دو دفعہ یہ فرمایا۔

چوں کہ ایامِ جاہلیت میں حج کے زمانے میں عمرہ کرنا بڑا بھاری گناہ سمجھا جاتا تھا۔ سب صحابہؓ حج کے ارادہ سے چلے تھے لیکن جن کے ساتھ قربانیاں نہیں تھیں آپؐ نے انھیں حکم دیا کہ وہ طواف وسعی سے فارغ ہو کر احرام کھولدیں پھر آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام الگ باندھ لیں۔ چوں کہ یہ فرمان اچانک تھا خلافِ عادت تھا صحابہؓ پر قدرے گراں تھا اس لئے آپؐ نے یہ فرمایا کہ اگر یہی سین پہلے سے میرے سامنے ہوتا تو میں آپؐ اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا اور جیسے تم کو کہا خود بھی کرتا تو تمہیں کوئی پس و پیش نہ رہتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضورؐ کو

علم غیب نہ تھا۔ چنانچہ فرمانِ قرآن ہے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔ یعنی زمین آسمانوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو غیب جانتا ہو بجز اللہ تعالیٰ کے بلکہ ان سب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ اپنی قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔

مکہ شریف میں پہنچ کر بھی آپ نے ایسے لوگوں میں ایک خطبہ دیا وہ بھی سنیئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّۃَ قَالَ لِلنَّاسِ۔ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ اَھْدٰی فَاِنَّہٗ لَا یَحِلُّ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ عَنْہُ حَتّٰی یَقْضِیَ حَجَّہٗ۔ وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ مِّنْکُمْ اَھْدٰی فَلْیَطُفْ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَلْیُقَصِّرْ وَلْیَحْلِلْ ثُمَّ لِیُھِلَّ بِالْحَجِّ وَلْیُھْدِ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ ھَدْیًا فَلْیَصُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَۃٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰی اَھْلِہٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

تم میں سے جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہو وہ تو اپنے احرام کو باقی رکھے اس پر جو چیزیں حرام ہیں وہ حرام ہی ہیں جب تک کہ وہ اپنا حج پورا نہ کر لے۔ ہاں تم میں سے جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لایا وہ بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا مروہ کا طواف کر کے اپنے بال کتروالے اور احرام کھول ڈالے پھر حج کا احرام باندھے گا اور اس پر ایک جانور کا دم دینا یعنی قربانی کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر یہ طاقت نہ ہو تو دس دن کے روزے ہیں۔ تین روزے تو حج میں اور سات جب اپنے وطن پہنچ جائے۔

مطابقِ عادت سب کی نیت صرف حج کی تھی۔ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ قافلہ محمدی مکہ شریف پہنچ گیا۔ حضورؐ نے فرمان جاری کیا کہ جن کے ساتھ قربانی نہیں وہ احرام کھول دیں۔ تو یہ سمجھ کر کہ یہ صرف آپ کی طرف سے رخصت ہے صحابہؓ کو اس پر عمل کرنے میں قدرے تامل رہا کہ اب حج کو پانچ دن کی ہی تو دیر رہی اتنے کے واسطے کون عورتوں کے پاس جائے اور پھر اس حالت میں عرفات میں حاضر ہو۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا وہ بھی سنیئے۔

(۸۵۰) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْنَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ اَتْقَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَصْدَقُکُمْ وَاَبَرُّکُمْ وَلَوْ لَا ھَدْیِیْ لَحَلَلْتُ کَمَا تَحِلُّوْنَ۔ وَ

لوگو! تمہیں خوب علم ہے کہ تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، تم سب سے زیادہ سچا، تم سب سے زیادہ نیک میں ہوں۔ اگر میری قربانی کا جانور میرے ساتھ نہ ہوتا تو میں آپ بھی تمہاری طرح احرام کھول دیتا۔ اگر مجھے جواب معلوم ہوا

لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْیَ فَحِلُّوْا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

پہلے سے معلوم ہوتا تو میں اپنے ساتھ اپنی قربانی لاتا ہی نہیں اٹھو حلال ہو جاؤ۔

چنانچہ یہ سنتے ہی سب نے گردن جھکالی۔ اطاعت گذاری کر لی، اور فرمانِ رسولؐ پر عامل ہو کر اسی وقت احرام کھول دیا۔

حضرت صفیہ بنتِ شیبہ فرماتی ہیں کہ آلِ ابی حسین کے گھروں میں ہم چند عورتیں گئیں۔ وہاں سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ تیز چال کی وجہ سے آپؐ کا تہمد پیروں کے درمیان جھکولے لے رہا تھا۔ اس وقت آپؐ نے یہ خطبہ دیا۔

(۸۵۱) عَنْ بِنْتِ اَبِیْ تَجْرَاةٍ قَالَتْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ (رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

لوگو! صفا مروہ کے درمیان سعی کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دیا ہے۔

میدان عرفات میں اللہ کے رسول کے پورے بخت اجلال و اعزاز کا وقت تھا۔ ڈیڑھ لاکھ فدائیوں کے جھرمٹ میں آپؐ بخت اور باکروفر تشریف فرما تھے۔ سارا عرب زیر نگیں تھا۔ جاہ و جلال کی نمائش کا پورا وقت تھا لیکن تاجدار مدینہ اس وقت بھی پوری سادگی میں تھے۔

(۸۵۲) عَنْ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ یَوْمَ عَرَفَةَ عَلٰی بَعِیْرٍ قَائِمًا فِی الرِّکَابَیْنِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد)

حضرت خالد فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے خطبہ کہہ رہے تھے، میدانِ عرفات میں کھڑے تھے۔ دونوں پاؤں رکابوں پر جمائے کھڑے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عرفات سے جب چلتے ہیں تو بیک وقت ڈیڑھ لاکھ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ایک طرف کو چلا تھا کیا ٹھیک ہے؟ آپ کے کانوں میں کچھ ڈانٹ ڈپٹ کی کچھ مار پیٹ کی آواز آتی ہے کہ گویا لوگ اپنی سواری کے جانوروں کو آگے بڑھا رہے ہیں فوراً بد نظمی کا خیال آتا ہے ہاتھ میں کوڑا ہے اس سے اشارہ کرتے جاتے ہیں اور زبان مبارک سے فرما رہے ہیں۔

(۸۵۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ قَالَ۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَیْسَ بِالْاِیْضَاعِ

اے لوگو اطمینان حاصل کرو، سکون و راحت سے چلو، تیزی میں اور جانوروں پر جلدی کرنے میں ہی بھلائی نہیں

(۸۵۴) یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی رہ جائے مسئلہ نہ معلوم کر سکے کسی اور ہی امید میں ہو تو مزدلفے سے روانہ ہو کر خطبہ دیتے ہیں سکینہ اور دلجمعی اور آہستگی کی ہدایت دیتے ہیں وادی محسّر میں ذرا سواری کو تیز کر دیتے ہیں اور ٹھیکریوں کے برابر کنکریاں پھینکنے کا حکم دیتے ہیں ساتھ ہی فرماتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَلِّیْ لَآ اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ۔ (مشکوٰۃ)

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہ دیکھوں۔

اسی حجۃ الوداع میں آپ نے قربانی کی اور عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے، پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو اسی مخصوص جگہ کو لوگ قربانی کی جگہ یا افضلیت والی جگہ سمجھ لیں اسی جگہ کو عرفات کے قیام کی جگہ یا افضل جگہ سمجھ لیں، یہی خیال مزدلفہ کے ٹھہرنے کی نسبت بھی تھا اس لئے اپنے خطبہ میں فرمایا۔

(۸۵۵) نَحَرْتُ ھَاھُنَا۔ وَمِنٰی کُلُّھَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا فِیْ رِحَالِکُمْ وَوَقَفْتُ ھَاھُنَا۔ وَعَرَفَۃُ کُلُّھَا مَوْقِفٌ۔ وَوَقَفْتُ ھٰھُنَا۔ وَجَمْعٌ کُلُّھَا مَوْقِفٌ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

یعنی میں نے اس جگہ قربانی کی لیکن میدان منیٰ کل کا کل قربانی کی جگہ ہے اس لئے جو جہاں ٹھہرا ہوا ہے وہ وہیں قربانی کرلے اپنے اپنے خیموں میں ہی قربانیاں کرلو میں گو میدانِ عرفات کی اس جگہ کھڑا ہوں لیکن یہ سارا میدان کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ مزدلفہ کی اس جگہ میرا قیام ہوا ہے لیکن مزدلفہ کا سارا میدان موقف ہے جائے قیام ہے۔

پیغمبر آخر الزماںؐ کا اہم فریضہ یہی تھا کہ جاہلیت نے دین ابراہیمی میں جو تبدیلیاں کی تھیں انھیں میٹ دیں۔ خصوصاً حج کے ارکان میں اس لئے ایک خطبہ دیا۔

(۸۵۶) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَیْسِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَاھِلِیَّۃِ کَانُوْا یَدْفَعُوْنَ مِنْ عَرَفَۃَ حِیْنَ تَکُوْنُ الشَّمْسُ کَاَنَّھَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِیْ وُجُوْھِھِمْ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ۔ وَمِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ بَعْدَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حِیْنَ

آپ نے اس خطبہ میں فرمایا کہ اہلِ جاہلیت عرفات سے اس وقت لوٹا کرتے تھے جب کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو جائے ایسے جیسے لوگوں کے چہرے پر پگڑیاں ہوتی ہیں اور مزدلفہ سے اس وقت لوٹتے تھے جب سورج طلوع ہو جائے اور اسی حالت میں آجائے لیکن ہم تو عرفات سے اس وقت تک نہ لوٹیں گے جب تک سورج

تَكُوْنَ كَانَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ - فِىْ وُجُوْهِهِمْ وَاِنَّا لَا نَدْفَعُ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ - وَنَدْفَعُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ هَدْيُنَا مُخَالِفٌ لِّهَدْىِ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالشِّرْكِ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَصَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ فِىْ كِتَابِهٖ)

بالکل غروب نہ ہو جائے۔ اور مزدلفہ سے اس وقت ہماری واپسی ہوگی، جب سورج نہ نکلا ہو، سورج طلوع ہونے سے پہلے یہاں سے لوٹ چلیں گے۔ ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکوں کے خلاف ہے۔

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اسی مکہ سے یکہ وتنہا نکالا گیا تھا۔ جو حسرت ویاس کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے کہ اے مکہ تیری محبت میرے دل میں رچی ہوئی ہے اگر میں یہاں سے جبراً نہ نکال دیا جاتا جبراً مجھے یہاں سے دیس نکالا نہ ملتا تو واللہ میں تجھے ہرگز نہ چھوڑتا۔ آج اس نبی کا مکہ پہ مدینہ پر عرب پہ بلکہ بیرون عرب پہ بھی شاہی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اس وقت اس کے سامنے ڈیڑھ لاکھ وہ فوج کھڑی ہوئی ہے جو اپنے خون کے آخری قطرے کو اس کے قدموں میں نچھاور کرنا سعادتِ ابدی سمجھتی ہے۔ یہ دیکھ کر گو انداز سے یہی معلوم ہو سکتا تھا کہ جو کام میرے سپرد تھا انجام پاگیا ہے تاہم خدا کی طرف سے بھی معلوم کرا دیا گیا ہے۔ اس لئے امت کے پاسبان، مومنوں پہ مہربان، خدا کا امانت دار، مخلوق کا غم خوار عین عید کے دن شیطانوں پر کنکریاں پھینکتے ہوئے اپنی اونٹنی پر سے ہی اپنے صحابہؓ کو مخاطب کر کے خطبہ دیتے ہیں جس میں آپ فرماتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِىْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا عَنِّىْ مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّىْ لَا اَدْرِىْ لَعَلِّىْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِىْ هٰذِهٖ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لوگو مجھ سے احکام حج احکام اسلام لے لو مجھے نہیں معلوم شاید میں اپنے اس حج کے بعد کا حج نہ کر سکوں۔

کفار کی نت نئی ایذا دہی سے ذرا سا سکون پاتے ہی مدینہ پہنچے یہاں سب سے پہلے کام آپؐ نے یہ کیا تھا کہ صدیوں سے جن کے دل پھٹے ہوئے تھے اور جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے انہیں کلمہ پڑھا کر ایک کر دیا اور ان کے دلوں میں وہ الفت ومحبت پیدا کر دی جس کی نظیر سے دنیا خالی ہے۔ ڈر تھا کہ کہیں میرے بعد پھر مسلمانوں میں نا اتفاقی اور اختلاف نہ آجائے اسی لئے حجۃ الوداع کے تبلیغی خطبہ میں اتفاق واتحاد

یگانگت اور یک جہتی کی تعلیم ایسے موثر پیرائے میں کی کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ شانِ نبوت ہی تھی ورنہ انسانی ذہن اس اختراع کا اہل نہیں۔ ساتھ ہی صدیوں سے یہ خوئے بد چلی آ رہی تھی کہ اگر کچھ چشمک آپس میں کسی کی ہوگئی تو اس کی رو ندن باقی چلی جائے گی۔ صدیوں پہلے اگر دو شخصوں میں کسی بات کی اَن بن ہوگئی تھی تو ان کی صدیوں بعد کی اولادوں میں بھی وہی تیر میر اور بغض و عداوت باقی ہے، انتقام کی آگ بجھتی ہی نہ تھی۔ اس خلاف انسانیت عادت کو دنیا سے ناپید کرنی تھی اس کے لئے بھی ایک ایسا پیارا قانون بنایا جو مطابقِ فطرت ہونے کی وجہ سے دنیا ساری میں عملی طور پر فوراً ہاتھوں ہاتھ لے لیا گیا۔

(۸۵۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ۔ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ۔ اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ عَلٰى وَلَدِهٖ۔ وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ اَلَا وَاِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يُّعْبَدَ فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَبَدًا۔ وَلٰكِنْ سَتَكُوْنُ لَهٗ طَاعَةٌ فِيْ مَا تَحْتَقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضٰى بِهٖ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

یعنی مسلمانو! جانتے ہو یہ کون سا دن ہے، متفقہ آواز اٹھی کہ حج اکبر کا دن ہے، فرمایا سنو اور یاد کر لو، تمہارے خون اور مال اور عزتیں سب حرام ہیں ٹھیک اسی طرح جس طرح آج کے دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں خبردار ہر مجرم کے گناہ کا وبال اسی پر ہے جو کرے وہی بھرے یہ نہیں کہ ایک کے ہاتھ سے دوسرے کا نقصان ہو گیا تو وہ اس کی اولاد سے بدلہ لے۔ یا اولاد نے کیا ہے تو اس کا باپ پکڑا جائے۔ سنو سنو شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے اس شہر میں کبھی بھی اس کی عبادت کی جائے۔ ہاں وہ اسی سے خوش ہوتا ہے کہ تم اپنے چھوٹے چھوٹے اعمال میں ہی اس کی اطاعت کر لو۔

بادشاہت اور نبوت میں امتیاز رہنا ایک قدرتی بات تھی۔ فاتح بادشاہوں کے نخرے اور طمطراق الگ ہی ہوتے ہیں ان کا جشن فاتحانہ تمرد و رعونت کی جیتی جاگتی تصویر ہوا کرتی ہے۔ لیکن ہمارے نبی ہاں سب انسانوں کے نبی ہاں کل انس و جن کے نبی، نبیوں کے نبی کی اس وقت بھی عجیب و غریب شان ہے جو آپ کی نبوت و رسالت کی گواہی اتنی بلند آواز سے دے رہی ہے کہ بہرے کان بھی سن لیں، سنیئے:۔

(۸۵۹) عَنْ رَافِعِ ابْنِ عَمْرِو الْمُزَنِيِّ قَالَ

دن چڑھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطبے پر کھڑے

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًی حِیْنَ ارْتَفَعَ الضُّحٰی عَلٰی بَغْلَۃٍ شَہْبَاءَ۔ وَعَلِیٌّ یُعَبِّرُ عَنْہُ۔ وَالنَّاسُ بَیْنَ قَائِمٍ وَّقَاعِدٍ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدْ)

ہوئے سیاہی مائل سفید خچر اس وقت آپ کی سواری میں تھا اور علیؓ آپ کی آواز لوگوں تک پہونچانے والے اونٹ پر سوار تھے اور سامعین کچھ کھڑے تھے کچھ بیٹھے تھے۔

اللہ کے رسول پر ہم اور ہمارے ماں باپ قربان جائیں کسی بات میں ہم پر کوئی مشقت رکھی ہی نہیں، خدانے سچ فرمایا عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ تم پر جو کام ٹپڑتا ہو وہ اس پر پہلے ہی سے گراں ہو جاتا ہے اسی کو مدنظر رکھ کر اسی حج میں خطبہ دیا جس میں فرمایا۔

(۸۶۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ وَھُوَ یَقُوْلُ اِذَا لَمْ یَجِدِ الْمُحْرِمُ نَعْلَیْنِ لَبِسَ خُفَّیْنِ۔ وَاِذَا لَمْ یَجِدْ اِزَارًا لَبِسَ سَرَاوِیْلَ۔

احرام والا جب جوتیاں نہ پائے تو چمڑے کی جرابیں پہن سکتا ہے (ہاں انھیں ٹخنے سے نیچے کرلے) اور جب محرم کو تہمد نہ ملے تو پاجامہ پہن سکتا ہے۔ (متفق علیہ)

مکہ شریف کی حرمت وعزت آپؐ کے دل میں پوری تھی لیکن با دلِ ناخواستہ کفار سے لڑائی لڑنی بھی ضروری تھی ورنہ مکہ شریف کی اصل شرافت بتوں کی پلیدی سے صاف نہیں ہوسکتی تھی اس کام کو جب کرلیا مکہ پر اپنا سکہ جما دیا اور بُت پرست جھک گئے تو جھٹ سے ایک خطبہ دیا۔ بقول حضرت ابنِ عباسؓ اس خطبے میں آپؐ نے فرمایا۔

(۸۶۱) لَاھِجْرَۃَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ۔ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)

اب مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم جاتا رہا اس لئے کہ مکہ اسلام کے ہاتھوں فتح ہو گیا ہاں البتہ جہاد باقی ہے اور نیتِ جہاد بلکہ نیت ہجرت بھی مسلمانو جب بھی تم سے جہاد کے لئے کھڑا ہونے کو کہا جائے، فوراً کھڑے ہو جاؤ سفر تیار رکھو اور ایک آواز پر گھوڑے کی پیٹھ پر نظر آجاؤ۔

اسی خطبے میں فرماتے ہیں۔

(۸۶۲) اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ

اے لوگو یہ شہر وہ ہے جسے ابتدا آفرینش سے جناب باری عزوجل نے حرمت وعزت والا شہر بنایا ہے پس یہ حرمت

إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ لِأَحَدٍ قَبْلِي. وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ. وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ. وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا. وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ. فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

(متفق علیہ)

اور تقدس اور عزت اور بزرگی والا ہی رہے گا تا قیام قیامت سنو اس میں ہتھیار اٹھا کر لڑائی مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئی۔ اور میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت میں ہی حلال ہوگئی تھی۔ اب وہ آج سے لیکر قیامت تک حرمت والا ہے۔ کانٹے تک نہ کاٹے جائیں۔ یہاں کا شکار بھگایا نہ جائے۔ اس کے درخت اکھیڑے نہ جائیں اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اذخر گھانس کے کاٹنے کی اجازت طلب فرمائی کہ یہ لُہاروں کے کام آتا ہے اور لوگونکے چھپر بنتے ہیں آپنے فرمایا اذخر کو کاٹنا جائز ہے۔

اسی خطبے کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کی صبح کو کھڑے ہو کر اللہ کے رسول نے یہ خطبہ دیا تھا میرے کانوں نے اُسے سُنا، میرے دل نے اسے خوب یاد رکھا اور جس وقت آپ یہ خطبہ پڑھ رہے تھے میری نگاہیں آپ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ آپ نے جناب باری تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

(۸۶۳) إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً. فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ. وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ. وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ. وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ. وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اس شہر مکہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ہی ذی حرمت باعزت متبرک اور مبارک بنایا ہے نہ کہ لوگوں نے جسے اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہو اسے یہاں خون بہانا حلال نہیں نہ یہاں کا درخت کاٹنا حلال ہے۔ فرض ہے میرے آج کے جہاد کو کوئی دلیل بنالے تو تم اسے جواب دینا کہ یہ خاص تھا رسول اللہ کا اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دیدی تھی لیکن تمہیں اس نے اجازت نہیں دی۔ سنو مجھے بھی بس وہی ذرا سی دیر کیلئے ہی رخصت تھی اور اسی دن اتنے ہی وقت کیلئے۔ اسوقت مکہ کی حرمت ایسی ہے جیسے اس سے پہلے تھی کل کی طرح آج بھی یہ حرمت والا ہے۔ اب اور سنو

تم میں سے جو موجود ہیں اُن پر فرض ہے کہ جو حاضر نہیں
ان تک میرا یہ خطبہ پہونچا دیں۔

حضرت ام الحصینؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں بھی تھی، جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مار کر آپ لوٹے۔ آپؐ اپنے اونٹ پر سوار تھے حضرت بلالؓ اور حضرت اسامہ ساتھ تھے ایک صاحب مہار تھامے ہوئے تھے دوسرے آپؐ کے سر پر کپڑے سے سایہ کئے ہوئے تھے۔ اب حضورؐ نے خطبہ کہا جس میں علاوہ بہت سی نصیحتوں کے یہ بھی فرمایا۔

(۸۶۴) اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُّجَدَّعٌ اَسْوَدُ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا۔ (صَحِيْح مُسْلِم)

تم پر کوئی غلام سیاہ فام چپٹی ناک کا بھی امیر بنا دیا جائے اور وہ تمہیں کتاب اللہ پر عمل کرائے تو تم اس کی سنتے رہو اور مانتے چلے جاؤ۔

اسی حجۃ الوداع میں جب آپ کنکریاں مارتے ہیں تو مجمع کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

(۸۶۵) يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوْا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ۔ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ)

اے لوگو شیطان پر کنکریاں پھینکتے وقت چھوٹی چھوٹی کنکریاں پھینکو جیسے ٹھکریاں ہوتی ہیں۔ دینی معاملات میں مبالغہ کرنے اور آگے بڑھنے سے بچتے رہو۔ تم سے اگلی قوموں کو اسی زیادتی نے غارت کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ بقر عید کا دن تھا، اور حضور اپنے خچر پر اس طور سوار تھے ہاتھ میں کنکریاں تھیں اور یہ فرمایا۔

(۸۶۶) عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ۔ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ۔ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں خطبہ سناتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والوں کے احرام باندھنے کی جگہ ذی الحلیفہ ہے اور شامیوں کے احرام باندھنے کی جگہ جحفہ ہے اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں اور نجدی قرن سے اور مشرقی ذات عرق سے حضورؐ نے مشرق کی طرف

ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ لِلْاُفُقِ وَقَالَ۔ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

منہ کر کے یہ دعا کی کہ الٰہی ان کے دلوں کو دین کیطرف پھیر دے اور متوجہ کر دے۔

برادران میں آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبے اپنے اس خطبے میں بحمداللہ سنا چکا جو سب کے سب حج کے اور مکہ مدینہ کے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کی توفیق بخشے۔ ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن اکبر حج ہے۔ حضور سے جب سوال ہوا کہ سب سے پہلے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا اس کے بعد؟ فرمایا راہِ خدا کا جہاد۔ پوچھا گیا پھر؟ فرمایا حج مبرور۔ (بخاری) بلکہ جب حضرت عائشہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہؐ ہم عورتوں کو بھی سب سے بہتر عمل جہاد کی رخصت ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

لٰكِنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

یعنی تمہارے لئے جہاد پاکیزہ حج ہے۔

حضور کا فرمان ہے کہ جو شخص فسق و فجور سے اور بحالتِ احرام عورت کی مجامعت سے بچ کر حج کرے وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے گویا آج ہی دنیا میں آیا۔ (بخاری)

بھائیو! دم کا بھروسہ نہیں۔ سانس آیا آیا نہ آیا، کسی کو اپنی موت کا وقت معلوم نہیں، پس ہر ایک نیک کام میں سبقت اور جلدی کرنی چاہیئے۔ حج کے بارے میں تو حضور کا خاص ارشاد ہے کہ حج کا ارادہ جس کا ہو اُسے جلدی کرنی چاہیئے۔ کیا خبر آج کی کشادہ دستی کل بھی رہے یا نہ رہے۔ پس فریضۂ خدا میں غفلت دیر اور درنگ نہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حجۃ الوداع کا دوسرا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے ۲ دو خطبے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ج لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہُوَ

الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ۔ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کے بیان میں مصروف ہے۔ ملک کا مالک حمد وستائش کا سزاوار وہی ہے ہر چیز پر قدرت صرف اسی کو ہے اسی نے تم کو پیدا کیا ہے پھر بھی تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی ایماندار یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال بخوبی دیکھ رہا ہے۔ صحیح تدبیر سے آسمان وزمین کا خالق وہی ہے، تم سب کی صورتیں اسی نے بنائی ہیں اور دیکھ لو کہ کس بہترین طریقے سے بنائی ہیں سمجھ لو کہ اسی کی طرف بازگشت ہے۔ آسمان وزمین میں جو ہے وہ اس کے علم میں ہے۔ تمہارے ہر چھپے کھلے کا بھی وہ عالم ہے۔ سینوں کے راز اور دلوں کے بھیدوں سے بھی وہ بخوبی آگاہ ہے۔

مسلمانو! خدا کا یہ حکم بھی آپ نے سُنا ہوگا جو وہ فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ ایمان والو اپنے نبی پر درود وسلام پڑھتے رہا کرو۔ آؤ اس حکم کی تعمیل کریں اور کہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ الٰہی اپنے نبی پر اور ان کی آل پر بکثرت سلام بھیجتا رہ۔

میں ابھی ابھی آپ کو حج کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات سنا چکا ہوں۔ آؤ اسی حج کا ایک خطبۂ حج بھی سن لو۔ اس کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ صحیح مسلم شریف اور ابن ماجہ میں موجود ہے۔ مدینہ شریف میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نو سال تک قیام رہا۔ دسویں سال اعلان ہوا کہ حضور حج کو تشریف لے چلیں گے۔ اس اعلان کے ہوتے ہی شمع نبوت کے پروانوں کا اجتماع شروع ہوگیا۔ یہاں تک کہ بعض روایات میں ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ آپ کے ساتھ حج کے ارادے کی خوشی میں جمع ہوگئے اور اس خدائی فوج کو لے کر سپہ سالارِ اعظم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنیچر کے دن ۲۶ ذی قعدہ کو بعد از نماز ظہر مدینہ شریف سے روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ پہونچ کر رات گذاری اور دن کو احرام باندھ کر یہاں سے روانہ ہوگئے۔ نو روز کا سفر رہا اور ۴ ذی الحجہ بروز اتوار صبح کے وقت مکہ مکرمہ پہونچے۔ طوافِ کعبہ کیا، صفا ومروہ کے درمیان سعی کی جمعرات کے روز آٹھویں تاریخ کو مکہ سے کوچ کر کے منیٰ میں پہنچے، نویں تاریخ جمعہ کے دن نماز صبح کے بعد منیٰ سے روانہ ہو کر نمرہ میں کمل کے خیمے تلے آرام فرمایا، دوپہر ڈھلے قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا جو آگے آرہا ہے۔ پھر

یہیں ظہر عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی، پھر عرفات کے میدان میں تشریف فرما ہوئے اور دعا میں مشغول ہو گئے۔ آفتاب کے ڈوبنے کے وقت وہاں سے واپس تشریف لے چلے۔ مزدلفہ پہونچ کر مغرب عشا کی نماز جمع کر کے پڑھی اور آرام کیا۔ صبح کی نماز ادا کر کے آپ نے یہاں سے سورج نکلنے سے پہلے ہی کوچ فرمایا یہ سنیچر کا دن تھا اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ تھی۔ منیٰ پہونچ کر شیطانوں کو کنکریاں ماریں، فارغ ہو کر پھر ایک خطبہ سنایا جو عنقریب بیان ہوگا، انشاءاللہ۔ پھر قربانی کی، سر منڈوایا اور ظہر سے پہلے ہی مکہ معظمہ تشریف لے چلے۔ طواف سے فارغ ہو کر ظہر کی نماز پڑھ کر منیٰ واپس آ گئے۔ ۱۳ ذی الحجہ کو منگل کے دن یہاں سے چلے، وادی محصب میں رات گذاری، آخری رات میں کوچ کیا اور بعد از آخری طوافِ کعبہ نماز صبح حرم میں ادا کی۔ اب قافلہ لوٹا اور جسے جس طرف جانا تھا رخصت ہوا۔ آپ مع انصار و مہاجرین مدینہ شریف کو روانہ ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب آپ کے یہ خطبات سنیے۔

(۸۶۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ۔ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ۔ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔ فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ۔ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ۔ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ۔ وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ۔ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ۔ لَكُمْ رُءُوْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ۔ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَ

لوگو! تمہارے خون اور مال اور آبرو آپس میں ایک کا ایک پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں۔ لوگو! جاہلیت کے تمام دستور آج میں اپنے ان دونوں قدموں تلے روند کر سب کو کالعدم قرار دیتا ہوں۔ جاہلیت کے زمانے کے تمام خون برباد ہیں، اب ان خونوں کے انتقام کے درپے ہرگز نہ ہونا، جو ہوا سو ہو چکا۔ سنو بطور نمونہ کے میں اپنے خاندان کا ایک خون کالعدم کرتا ہوں۔ میرے چچازاد بھائی ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون جو بنو سعد کے قبیلے میں دودھ پینے کے ایام گذار رہا تھا اور جسے قبیلہ ہذیل نے قتل کر دیا تھا میں اس کے خون کو کالعدم قرار دیتا ہوں۔ سنو جاہلیت کے زمانے کا سود بھی میں باطل قرار دیتا ہوں، اپنا اصلی مال لے لو نہ تو تم ظلم کر کے سود لے لو، نہ تم پر ظلم کیا جائے کہ تمہاری اصلی رقم بھی روک لی جائے۔ اس میں بھی پیش قدمی کر کے کہتا ہوں کہ میرے

اسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ - وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ - فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ - وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ - وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ - وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلَا يَا اُمَّتَاهُ هَلْ بَلَّغْتُ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - قَالُوْا نَعَمْ نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ - فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ - اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ - اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

چچا عباس کا جو سود جس کے ذمہ ہے وہ سب کالعدم ہے لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم نے انھیں اللہ کی امن سے لیا ہے اور ان کی شرمگاہیں تم نے اللہ کے کلمہ سے حلال کی ہیں۔ ہاں بیشک اُن پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہاری اجازت بغیر کسی کو تمہارے گھر نہ آنے دیں اگر وہ ایسا کریں تو تم قدرے مار پیٹ سے بھی تنبیہ کر سکتے ہو۔ اُنکا حق تم پر یہ ہے کہ تم انھیں اپنی طاقت بھر دستور کے مطابق کھلاتے پلاتے پہناتے اُڑھاتے رہو مسلمانو! میں تم میں اپنے بعد ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط تھامے رہے تو گمراہ نہ ہو گے وہ چیز قرآن مجید ہے۔ لوگو تم سے میری بابت سوال کیا جانے والا ہے تم بتلاؤ کہ تم کیا جواب دو گے؟ میرے امتیو! کیا میں نے تمہیں دینِ خدا کی تبلیغ کر دی؟ تین دفعہ دریافت فرمایا۔ سب نے تینوں مرتبہ جواب دیا کہ ہاں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی۔ آپ نے حقِ رسالت ادا کر دیا۔ آپ نے ہماری خیر خواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اس وقت آپ نے اپنی کلمہ کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور پھر لوگوں کی طرف اسے جھکائی تین مرتبہ ایسا کیا اور زبان مبارک سے بھی تین مرتبہ اشارہ کیا کہ الٰہی تو گواہ رہ، الٰہی تو گواہ رہ، الٰہی تو گواہ رہ۔

طبقات ابنِ سعد اور عقد الفرید میں حضور علیہ السلام کے اس خطبے میں کچھ الفاظ اور بھی مروی ہیں جن سے آپ نے دنیا میں امن و امان قائم کر دیا اور وہ مساوات پیدا کر دی جو اقوامِ عالم کو ترقی کی معراج پر پہنچا دینے کے لئے کافی ہے۔ اس مساوات کو اور مذاہب میں ٹٹولنا اپنا وقت فضول ضائع کرنا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ عیسائیوں میں کالے گورے کا قبرستان تک الگ ہے۔ کسے خبر نہیں کہ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک، عیسائی وغیر مذاہب والوں کی طرح آپس میں امتیاز رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کے چار ورن کس سے مخفی ہیں لیکن شاہ اسلام کا اپنے اس خطبہ میں اعلان ہوتا ہے۔

لَيْسَ لِلْعَرَبِيِّ فَضْلٌ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ فَضْلٌ عَلَى الْعَرَبِيِّ - كُلُّكُمْ اَبْنَاءُ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنَ التُّرَابِ - اِنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ اَخُو الْمُسْلِمِ وَاِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْوَةٌ - اَرِقَّاءَ كُمْ اَرِقَّاءَ كُمْ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ - وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبِسُوْنَ - (طبقات ابن سعد وعقد الفرید)	کسی عرب کو غیر عرب پر کسی عجمی کو غیر عجمی پر کوئی بزرگی برتری فضیلت وعزت نہیں، تم سب حضرت آدم کی اولاد ہو۔ اس حیثیت سے آپس میں سب برابر ہو ذاتی اور قومی فخر کوئی چیز نہیں اور چونکہ خود حضرت آدم مٹی سے پیدا شدہ ہیں اس لئے اور بھی تمہیں فخر وغرور سے یکسو رہنا چاہیئے۔ پھر مذہب تم سب مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتا ہے۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ کسی قوم کا ہو،

مسلمان ہو کر تمہارا بھائی ہو جاتا ہے۔ خواہ تم کسی برادری کے کیوں نہ ہو بلکہ اسلام تو تمہیں مساوات کا سبق اس طرح بھی سکھاتا ہے کہ اپنے غلاموں پر بھی حقارت کی نگاہ سے اُن پر اپنی برتری سمجھ کر انہیں گرا نہ دینا۔ اُن کا پورا خیال رکھو۔ دیکھو ان کا ہر دم پاس ولحاظ رہے۔ جو تم کھاؤ انہیں بھی اس میں سے کھلاؤ۔ اور جو تم پہنو انہیں بھی اس میں سے پہناؤ۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی رحمت پر لاکھوں درود وسلام نازل فرمائے۔ یہ پاک تعلیم اگر آج مسلمان سمجھ لیں اور اس پر عامل بن جائیں تو آج دنیا ان کے قدموں پر لوٹنے لگے۔ لیکن آہ! افسوس اس پاک تعلیم کے خلاف آج فقہ حنفی کی کتابوں میں وہی اونچ نیچ پیشوں اور ذاتوں کا امتیاز پھر سے قائم کر دیا گیا۔ مسلمانو! واللہ تم ترقی کے زینے پر قدم بھی نہیں رکھ سکتے جب تک کہ قرآن وحدیث کے علاوہ جو کچھ ہے اسے قرآن حدیث کے ماتحت اور تابعدار نہ بنالو جسے اور جس کے قول کو اس کے خلاف پاؤ بلا تامل اسے غلط مان کر چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر دے اور مسلمانوں کو ایک کر کے انہیں ترقیاں نصیب فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

محترم بھائیو! یہ تھے حجۃ الوداع کے مختلف مقامات کے خطباتِ ختم المرسلین اور مواعظ محمدیہ۔ یہی وہ خطبے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس ڈیڑھ لاکھ کے مجمع میں کہے۔ دائیں جانب مہاجرین ہیں بائیں طرف انصار ہیں اور حضرات ان کے اردگرد ہیں۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ نورانی ہو رہا ہے۔ ایک ایک کنکر حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل کامیابی کی مبارک باد دے رہا ہے۔ منادی ہو چکی ہے کہ جو جہاں ہے وہیں رہے اور میرا خطبہ سنے۔ لوگ میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اپنے اپنے ڈیروں، شامیانوں اور خیموں میں بیٹھے ہیں اور قدرتِ خدا سے میلوں دور والے بھی اپنی اپنی منزلوں میں آپ کی آواز کو اسی طرح سن رہے ہیں جس طرح وہ سنتے تھے۔ جو آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ الحمدللہ آج اسی طرح یہ آواز آپ کے ہمارے کانوں میں پڑی،

خدا توفیق عمل بخشے۔

آج کے خطبے میں کچھ زیادہ وقت گذر گیا اور ابھی اسی حج کے کچھ خطبے اور بھی رہ گئے۔ پھر سہی انشاءاللہ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ كَرِيْمٌ۔ وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَجَّةُ الوداع کا تیسرا خُطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے بارہ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ۔ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔ اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اپنی تقصیروں کی اپنے اس سچے آقا سے معافی چاہتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہر آن اس کے بے پایاں احسان ہم پر ہیں۔ ہم اس کی بڑائی عظمت اور شوکت کو صحیح طور پر جانتے بھی نہیں چہ جائیکہ بیان کرسکیں۔ ہم اس کی توحید ربوبیت کے اور اس کی توحید الوہیت کے قائل ہیں۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی ہمارا مالک ہے اس لئے

ہر طرح کی عبادتوں کے لائق بھی اسی کی ذاتِ اقدس ہے۔ وَحْدَہٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔ ہم اس کے تمام رسولوں اور نبیوں پہ درود وسلام بھیجتے ہیں، بالخصوص اکرم الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ پر۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ ٥

حمد وصلوٰۃ کے بعد جو آیتیں میں نے اس وقت تلاوت کی ہیں ان میں جناب باری ارحم الرحمین نے اپنا احسان جتایا ہے کہ ہم نے اپنے خلیل علیہ السلام کے ہاتھوں اپنے گھر کی بنیاد رکھوائی اور انہیں کی زبانی حج کا اعلان کرایا۔ اس حج میں لوگوں کا سراسر نفع ہے، دنیوی بھی اور اخروی بھی۔ وہاں کی اُن کی قربانیاں بڑے اجر وثواب کا باعث ہیں۔ ساتھ ہی ان کی بھی خوراک ہے اور ان کے غریب مسکین مفلس بھائیوں کی بھی۔ یہ بعد از قیامِ عرفات احرام کھول دیں نذریں ادا کریں اور بیت اللہ شریف کا طواف کریں وغیرہ۔

اس سے اگلے جمعہ کو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے خطبے جو حج کے متعلق ہیں (آپکو سنائے تھے کچھ اور بھی) سن لیجئے۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ اِيَّانَا وَاِيَّاكُمْ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَاهُ ٥

عرفہ کے خطبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے چند اصول بیان فرمائے سُن لیجئے۔

(۸۷۰) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ۔ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع والے سال میں نے آپ سے سُنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں فرما رہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا پورا حق دلوا دیا ہے۔ پس وارث کیلئے کوئی وصیت جائز نہیں۔

یہ ہوا کرتا تھا کہ مرنے والا کہہ گیا کہ میرے بعد اسے اتنا ملے اور اسے اتنا۔ اس کا فیصلہ خود قرآن نے فرما دیا کہ کس کس رشتہ دار کو کتنا کتنا ترکہ ملے۔ اب اس کے بعد بھی اگر کوئی کہہ گیا کہ فلاں وارث کو اتنا اور بھی دیدینا تو شریعت اس کو باطل کر دیتی ہے۔ اس کا یہ کہنا لغو ہے اور اس نے خود بھی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ ہاں اگر وارثوں کے سوا اور کو دینا چاہے تو اپنے مال کی تہائی میں سے وصیت کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خطبے میں مَیں بھی موجود تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے، وہ جگالی کر رہی تھی اس کا لعاب دہن میرے مونڈھوں کے درمیان ٹپک رہا تھا آپ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا۔

(۸۷۱) اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ وَمَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ تَوَلّٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ لَایُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔ اَوْقَالَ عَدْلٌ وَّلَاصَرْفٌ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر ہوا۔ زانی کے لئے سنگساری کے سوا کچھ نہیں۔ جو لوگ اپنے باپ دادوں کے علاوہ کسی اور سے اپنا نسب ملائیں اور اس دوسری قوم ونسل سے ہونے کا دعویٰ کریں۔ اور جو غلام اپنے حقیقی آقا کے سوا اور کسی خاندان قوم یا شخص کی طرف اپنی غلامی کی نسبت کرے۔ اُن پر اللہ کی لعنت ہے اور سب فرشتوں کی بھی اور تمام لوگوں کی بھی۔ نہ اس کی توبہ قبول ہے، نہ فدیہ، نہ فرض، نہ نفل۔ راوی کو یہاں شک ہے کہ ان دو لفظوں میں سے کون سا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا اور کون سا بعد میں۔

یعنی جاہلیت کے زمانہ میں جو رواج تھا کہ کسی لونڈی وغیرہ نے دوسرے سے منہ کالا کیا تو وہ بچہ اسی کا کہلاتا تھا۔ شریعت نے یہ رواج میٹ دیا اور فرمادیا کہ جس کی وہ ہے اولاد کی نسبت اسی کی طرف رہے گی وغیرہ۔ ہاں اور یہ بھی تو دیکھئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو حفظ کرتے تھے اور اس دیانت وصداقت کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ جہاں ذرا سا شبہ ہوا فوراً اظاہر کر دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۸۷۲) عَنْ مِّخْنَفِ بْنِ سُلَیْمٍ قَالَ کُنَّا وُقُوْفًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَهْلِ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَةً وَّعَتِیْرَةً۔ اَتَدْرُوْنَ مَا الْعَتِیْرَةُ؟ هِیَ الَّتِیْ یُسَمِّیْهَا النَّاسُ الرَّجَبِیَّةَ

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

میدان عرفات میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس کھڑے تھے اور آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! ہر گھر پر ہر سال بقرعید کی قربانی ہے اور عتیرہ بھی۔ جانتے ہو عتیرہ کیا ہے؟ وہی جس کا نام لوگوں میں رجبیہ ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ فرع اور عتیرہ کوئی چیز نہیں۔ پس شریعت نے عیدالاضحیٰ کی قربانی رکھی اور رجب کی قربانی کی نفی کر دی۔ اسے منسوخ قرار دے دیا، واللہ اعلم۔

(۸۷۳) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَیْفِ مِنْ مِّنًی فَقَالَ۔ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً

منیٰ کی وادی خیف کے خطبے میں اللہ کے رسول علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اسے تروتازہ خوش وخرم رکھے جو میری باتیں سنے پھر انہیں دوسروں کو پہنچائے۔ بعض

سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَبَلَّغَهَا۔ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ۔ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ۔ ثَلَاثٌ لَّا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ يَعْنِیْ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ۔ وَالنَّصِيْحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مَنْ وَّرَاءَ هُمْ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

عالم ناسمجھ بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی اکثر ہوتا ہے کہ جنہیں یہ پہنچائیں وہ ان سے بھی زیادہ سمجھ دار ہوں مسلمانوں سنو! تین باتوں میں کبھی بھی ایماندار کا دل کمی اور خیانت نہیں کرتا۔ اول تو عمل کا صرف اللہ کے لئے خالص کرنا۔ دوسرے مسلمان بادشاہوں کی خیر خواہی کرنا۔ تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ ان کی دعائیں انکے سوا بھی سب کو شامل ہوا کرتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میدان عرفات میں جو خطبہ آپؐ نے اپنی اونٹنی پر سے ارشاد فرمایا اس میں یہ بھی فرمایا۔

اَلَا وَاِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَاُكَاثِرُ بِكُمُ الْاُمَمَ۔ فَلَا تُسَوِّدُوْا وَجْهِیْ۔ اَلَا وَاِنِّیْ مُسْتَنْقِذٌ اُنَاسًا۔ وَمُسْتَنْقَذٌ مِّنِّیْ اُنَاسٌ۔ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُصَيْحَابِیْ؟ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

اے لوگو! میں تمہارا میر سامان ہوں حوض کوثر پر اور میں تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کی کثرت پر فخر کرنا چاہتا ہوں تم میرے منہ پر...... نہ پھیر دینا۔ سنو! میں اپنی شفاعت سے بہت سے لوگوں کو جہنم سے چھڑا لینے والا ہوں۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں جو مجھ سے الگ کر دیتے جائیں گے۔ میں کہوں گا بھی کہ الٰہی یہ تو میرے ساتھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں؟

اس خطبے میں آپ کا یہ فرمان بھی زاد المعاد میں منقول ہے۔

اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ۔ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ۔ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ۔ وَاَطِيْعُوْا ذَا اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

(زَادُ الْمَعَادِ)

فقط اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا۔ پانچوں وقتوں کی نماز ادا کرتے رہنا۔ رمضان المبارک کے روزے رکھتے رہنا۔ اپنے مسلمان بادشاہوں کی فرمانبرداری کرتے رہنا تو تم بلا روک ٹوک جنت میں چلے جاؤ گے۔

حجۃ الوداع کے خطبے میں آپ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔

اَلَا لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تُعْطِیَ مِنْ مَّالِ

کسی عورت کو حلال نہیں کہ اپنے خاوند کے مال میں سے

زَوْجِهَا شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ اَلدَّيْنُ مَقْضِىٌّ وَالْعَارِيَّةُ مُؤَدَّاةٌ۔ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ۔ وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ۔

(ابنِ سعد)

کچھ بھی دے جب تک اسکی اجازت نہ ہو۔ قرض ادا کرنے کی چیز ہے ادھار لیا ہوا واپس کرنے کا ہے۔ جو چیز برتنے اور فائدہ اٹھانے کیلئے دی گئی ہو اسے برت کر کام نکال کر واپس کر دیا کرو جو ضامن ہو وہ ذمہ دار ہے۔

تیئس سال کی جانکاہ محنتوں اور کاوشوں کے بعد آج اللہ تعالیٰ کا دین پورے جاہ و جلال سے ساری دنیا کے بگڑے ہوئے انتظام کو بنا چکا تھا۔ ہر چیز اپنے ٹھکانے پر آ گئی تھی اس لئے رازدارِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہیں۔

(۸۷۷) اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا۔ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَمُحَرَّمٌ۔ وَرَجَبُ شَهْرُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ۔ اَلَا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِىْ ضُلَّالًا۔ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ۔

(مجمع الزوائد وغیرہ)

زمانہ جس طرح پیدا ہوا تھا آج پھر پھرا کر اسی طرز پر آ گیا ہے۔ اب سے سال کے بارہ مہینے گنتے رہو۔ اور اُن میں سے چار کو حرمت و عزت والے سمجھا کرو۔ تین تو پے در پے ہیں یعنی ذیقعدہ، ذی الحجۃ اور محرم چوتھا مہینہ رجب کا ہے جو مضر قبیلے کی گنتی کے مطابق جمادی الآخری اور شعبان کے درمیان ہے۔ میرے امتیو! دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ہی جدال و قتال شروع کر دو اور ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو میری امت کے لوگو! عنقریب تم خدا سے ملنے والے ہو اور وہ آپ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرنیوالا ہے۔

(۸۷۸) مزدلفہ کی صبح کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حکم صادر ہوتا ہے کہ لوگوں سے کہو ٹھہر جائیں خاموش ہو جائیں اور میری طرف متوجہ ہو جائیں۔ چنانچہ اعلان کے مطابق جب ڈھائی لاکھ آنکھیں خدا کے نبیؐ کے منور چہرے پر گڑ گئیں تو زمزمہ پرداز ہوئے۔

اِنَّ اللهَ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِىْ جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مُسِيْئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ۔ وَاَعْطٰى مُحْسِنَكُمْ مَا سَاَلَ اُدْعُوْا بِسْمِ اللهِ۔

جناب باری ارحم الراحمین نے تمہارے اس مجمع پر بہت ہی فضل و کرم فرمایا۔ تم کو اس نے بہت ہی نوازا تمہارے بُروں کو بھلوں کی وجہ سے بخش دیا اور انھیں بھی اپنے

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ) انعامات سے مالا مال کیا۔ اور تمہارے بھلوں نے جو مانگا وہی اللہ تعالیٰ نے انھیں دیا۔ اب اللہ کا نام لے کر یہاں سے آگے کوچ کرو۔

(۸۷۹) ان خطبات کے بیان کے بعد اور ان کے بیان کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا آ کہ فَلْيُبَلِّغْ أَدْنَاكُمْ أَقْصَاكُمْ۔ خبردار جو نزدیک والے ہیں وہ دور والوں کو، جو حاضر ہیں وہ جو حاضر نہیں اُن کو میری یہ باتیں پہنچا دیں میری یہ نصیحتیں سنا دیں۔ (ملاحظہ ہو زاد المعاد)

(۸۸۰) أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ۔ وَأَحُثُّكُمْ عَلَى الْعَمَلِ بِطَاعَتِهِ ٥ وَأَسْتَفْتِحُ اللهَ بِالَّذِي هُوَ خَيْرُهُ أَمَّا بَعْدُ۔ أَيُّهَا النَّاسُ۔ اِسْمَعُوا مِنِّي أُبَيِّنْ لَكُمْ۔ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا فِي مَوْقِفِي هٰذَا وَإِنَّ مَآثِرَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ غَيْرَ السِّدَانَةِ وَالسِّقَايَةِ وَالْعَمْدُ قَوَدٌ۔ وَشِبْهُ الْعَمْدِ مَا قُتِلَ بِالْعَصَا وَالْحَجَرِ۔ فِيهِ مِائَةُ بَعِيرٍ۔ فَمَنِ ازْدَادَ فَهُوَ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ أَيُّهَا النَّاسُ۔ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهُ عَامًا۔

(مجمع الزوائد وغیرہ)

اے بندگانِ خدا میں تمہیں حق تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تمہیں جناب باری عزشانہ کی فرمانبرداری کرنے کی ترغیب دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے عمدہ تر فیصلے کی طلب کرتا ہوں، لوگو! میری باتیں سن لو جنہیں میں واضح طور پہ بیان کر رہا ہوں۔ سنو میں نہیں جانتا بہت ممکن ہے کہ اگلے سال اس جگہ میں تم سے نہ مل سکوں۔ یاد رکھو کہ جاہلیت کی تمام یادگاریں برباد، منسوخ اور پامال ہیں بجز خدمتِ حاجیاں، پاسبانی بیت اللہ اور چاہ زمزم کے پانی پلانے کے۔ جان بوجھ کر مار ڈالنا اگر کوئی کسی کو مار ڈالے تو اس کے عوض اسے بھی قتل کر دینا یہی قصاص اور بدلہ ہے جسکا میں حکم دیتا ہوں ہاں جو ایسا نہ ہو لیکن اسی کے مشابہ ہو یعنی لکڑی یا پتھر مارا اور وہ مر گیا تو اس قتل میں سَو اونٹ مقتول کے بعد والوں کو دینے ہوں گے۔ اس پر زیادتی لینے میں یا دینے میں کرنی یہ بھی جاہلیت کا کام ہے۔ لوگو! مہینوں کا آگے پیچھے کرنا انہیں ہٹا دینا یہ بھی کفر کے زمانے کی بڑھائی ہوئی بات ہے۔ اس سے کفار اور گمراہی میں پڑتے ہیں کہ کسی سال تو اُس مہینے کو بے حرمت کر دیا اور کسی سال حرمت والا بنا دیا۔

مثلاً یہ کہہ دیا کہ اس سال محرم کو ہم صفر گنیں گے اور صفر کو محرم گنیں گے، یہ اس لئے کہ بیرونی لوگ محرم یا اور کوئی حرمت والا مہینہ سمجھ کر اور یہ باور کر کے کہ اس مہینے کے ادب واحترام کی وجہ سے لڑائی بھڑائی بند

ہے عرب میں آنکلیں اور یہ لوگ لوٹ کھسوٹ کریں۔ اسی طرح آپس کی خانہ جنگیوں میں بھی اگر حرمت والے چار مہینوں میں سے جن کا ذکر اس سے پہلے کے خطبے میں گذر چکا ہے کوئی آگیا تو لڑائی جاری رکھنے کے لئے صرف یہ کہہ دیتے تھے کہ ہم اس ذی الحجہ کے مہینے کو ربیع الاول کا مہینہ مانتے ہیں اور ربیع الاول کے مہینہ کو ذی الحجہ مقرر کرتے ہیں۔ اس کفریہ رسم کو اسلام نے اور نبی اسلام نے آج سوخت کر دی۔ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دنیا کی دُوا سپہ گاڑی کے دو پہیئے میاں بیوی مرد و عورت ہیں ان کے تعلقات کا استوار رہونا زندگی کا سنورنا ہے، اس لئے نبی رحمت علیہ السلام نے اس خطبے میں فرمایا۔

(۱۸۸)

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لِنِسَاءِكُمْ حَقًّا وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ حَقًّا۔ فَعَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ غَيْرَكُمْ وَلَا يُدْخِلْنَ بُيُوْتَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ اِلَّا بِاِذْنِكُمْ۔ وَلَا يَاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ۔ فَاِنْ فَعَلْنَ فَقَدْ اَذِنَ لَكُمْ اَنْ تَهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَتَضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا۔ فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ۔ لَا يَمْلِكْنَ لِاَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا۔ اِنَّمَا اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانَةِ اللهِ۔ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ۔ وَاسْتَوْصُوْا بِهِنَّ خَيْرًا۔

اے لوگو! تمہاری عورتوں کے تم پر حق ہیں۔ اور تمہارے حق اُن پر ہیں۔ ان پر تو تمہارے حق یہ ہیں کہ تمہاری خوابگاہوں پر تمہارے سوا اور کو نہ آنے دیں۔ نہ تمہاری اجازت کے بغیر کسی کو تمہارے گھر میں آنے دیں نہ اُسے اجازت دیں جس کا آنا تم بُرا جانتے ہو، اور یہ کہ ہر طرح کی بے حیائی کے اور غیرت کے خلاف کاموں سے بچتی رہیں۔ ہاں گر وہ ایسی کوئی حرکت کریں تو بیشک میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ انہیں اپنے بستروں سے الگ کر دو۔ (اس پر بھی نہ مانیں تو) انہیں مار پیٹ کر بھی سمجھا سکتے ہو لیکن ایسی مار نہ مارنا کہ ہڈی پسلی توڑ دو یا زخمی کر دو، یونہی تھوڑی سی تنبیہ کر دیا کرو۔ اگر اس پر وہ باز آگئیں تو ان کے روٹی کپڑے کے تم ذمہ دار ہو اپنی طاقت اور دستور دنیا کے مطابق انہیں دیتے لیتے رہو۔ الغرض عورتوں کے ساتھ خیر خواہانہ برتاؤ برتو وہ تمہاری ماتحتی میں ہیں۔ اپنی عصمت کا تمہیں مالک کر چکی ہیں، اپنی جان بھی تمہیں سونپ چکی ہیں خود اپنی کسی چیز کی مالک نہیں رہیں سنو

وہ تو تمہارے پاس گویا خدائی امانت ہیں جنہیں تم نے خدائی کلمہ سے اپنے لئے حلال کرلی ہیں پس امانت خداوندی کی پاس داری کرو، عورتوں کے بارے میں اللہ سے خوف زدہ رہا کرو۔ ناانصافی اور ظلم ان پر نہ ہونا چاہیے بلکہ ان کی خیرخواہی رفاقت اور ہمدردی اور دلداری کرتے رہو۔"

برادران اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پاکیزہ کلمات کی تفصیل وتشریح میں کیا کروں۔ الفاظ آپ کے سامنے ہیں اور عمل آپ کے ہاتھ ہے۔ آؤ حج کا خطبۂ نبوی اور بھی سُن لو۔

(۸۸۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ۔ لَا تُنْفِقُ امْرَأَۃٌ شَیْئًا مِّنْ بَیْتِ زَوْجِھَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا۔ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ ذٰلِکَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ)

یعنی خطبہ حجۃ الوداع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی کوئی چیز اس کی اجازت بغیر نہیں دے سکتی۔ تو آپ سے سوال کیا گیا کہ کھانے پینے کی چیز روٹی وغیرہ بھی نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ تو ہمارا بہت بہتر اور افضل مال ہے۔

اللہ کے رسول علیہ السلام کے اسی خطبے پر میں بھی آج کا اپنا یہ پہلا خطبہ ختم کرتا ہوں۔ اور پروردگار عالم سے اس کے لطف ورحم اور فضل وکرم طلب کرتا ہوں۔ اُس کا پیار اور اُس کی مِہر عام ہے۔ اے کریم خدا اے وسیع فضل والے رب، اے بخشنے والے مہربان، اے قدوس وذوالجلال۔ اے ارحم الرّاحمین ہم پر رحم فرما، ہماری خطائیں معاف کر، ہمیں دنیا کی مصیبتوں سے، ہمیں دین کی سستیوں سے، ہمیں اپنے عذابوں سے اور اپنے غضب وغصّہ سے محفوظ رکھ، ہمارے کام بنادے اور ہم پر سدا مہر وپیار کی نظر رکھ۔ آمین آمین

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ فَاغْفِرْلَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حجۃ الوداع کا چوتھا خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے نو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ۔ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰىکُمْ ج وَاِنْ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا بیان کرنا ہمارا پہلا فریضہ ہے۔ اللہ کے رسول پر درود وسلام بھیجنا یہ ہمارے لئے بلندی درجات کا پہلا ذریعہ ہے۔ پس ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول پر درود وسلام پڑھتے ہیں۔ اَمَّا بَعْدُ۔ قرآن کریم کی ان آیتوں میں جناب باری عزوجل ہمیں حکم فرماتا ہے کہ حج کے مہینوں میں جب ہم حج میں ہوں خدا کی نافرمانیوں سے بہت ہی بچتے رہیں۔ آپس کے جھگڑے ٹنٹے چھوڑ دیں احرام کی حالت میں بیویوں سے نہ ملیں۔ گھر سے پیسہ لے کر چلیں تاکہ دوسروں پر اپنا بوجھ نہ ڈالیں۔ ہاں ایام حج میں اگر کوئی تجارت بیوپار کرے تو کرسکتا ہے۔ عرفات سے لوٹتے ہوئے مشعر الحرام پر ٹھہر کر رب کا ذکر کریں اللہ کا شکر کریں۔ استغفار کریں اور بہ دل مانتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

برادران! یوں بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام معجزہ ہے اور خصوصاً خطبوں کے الفاظ طیبہ تو خدا کی قسم کلیجے سے لگانے آنکھوں پر بٹھانے کے قابل ہیں قسم خدا کی ایمان کی تازگی، دلوں کی راحت طبیعت کی خوشی، نور وسرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ میں پوشیدہ ہے۔ سنو سنو، میں آپ کو حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ سناؤں جو میدانِ منیٰ میں دونوں شیطانوں کے درمیان آپ نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو دیا تھا۔

(۸۸۳) عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْبَرْصَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَجِّ بَیْنَ الْجَمْرَتَیْنِ وَھُوَ یَقُوْلُ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ اَخِیْہِ بِیَمِیْنٍ فَاجِرَۃٍ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ لِیُبَلِّغْ شَاھِدُکُمْ غَائِبَکُمْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔
(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ)

جو شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنے کسی مسلمان بھائی کا مال لے لے اُسے چاہیے کہ جہنم میں اپنا گھر بنا لے یعنی وہ قطعاً جہنمی ہے۔ لوگو! تم میں سے جو یہاں موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ جو موجود نہیں انہیں میری باتیں پہنچا دیں۔ دو دفعہ یا تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔

(۸۸۴) عَنْ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اَرِقَّاءَکُمْ اَرِقَّاءَکُمْ۔ اَطْعِمُوْھُمْ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ ٥ وَاکْسُوْھُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ ٥ فَاِنْ جَاءُوْا بِذَنْبٍ لَاتُرِیْدُوْنَ تَغْفِرُوْہُ فَبِیْعُوْا عِبَادَ اللّٰہِ وَلَا تُعَذِّبُوْھُمْ۔
(رَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ)

لوگو! اپنے غلاموں کا اپنی لونڈیوں کا (اپنے ماتحتوں کا) پورا پورا خیال رکھو، اپنے کھانے میں اُنہیں بھی کھلاتے رہو۔ اپنے پہننے میں سے انہیں بھی پہناتے رہو۔ اگر ان سے کوئی ایسی ہی خطا ہو جائے کہ تم معاف کرنا ہی نہیں چاہتے تو پھر انہیں اور کیساتھ بیچ دو لیکن اللہ کے بندوں کو خدا کے غلاموں کو سزائیں نہ دو، انہیں عذاب نہ کرو۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خطبے سوا لاکھ اللہ والوں کے درمیان ہو رہے ہیں۔ اس خدائی لشکر کا سردار اور پاکباز گروہ کا عَلَم بردار اللہ کا نبیوں کا شفیع اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥ اس وقت بھی جس پالان اور گدی پر ہے آپ کو حیرت ہوگی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ چار درہم کی قیمت کا بمشکل ہوگا بلکہ نہ تھا یعنی عرب کے بادشاہ فاتح تبوک اس وقت جس تخت پر تخت نشین تھے وہ ایک روپیہ کی قیمت کا بھی نہ تھا۔ پھر بھی لب مبارک سے تواضع کے ساتھ یہ کلمات جاری تھے۔ بار بار زبان سے یہی دعا نکلتی تھی اَللّٰھُمَّ حَجَّۃً لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ یعنی الٰہ العالمین مجھے ایسا حج نصیب فرما جس میں دکھاؤ سناوا نہ ہو جو ریاکاری سے خالی ہو۔

اس حج کے موقع پر آپ نے اپنی خلافتِ مدینہ حضرت ابودُجانہ ساعدی رضی اللہ عنہ کو سونپی تھی۔ اسی حج میں بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کچھ شکایت کی جو ایک غلط فہمی پر مبنی تھی تو آپ نے یہ خطبہ دیا۔

(۸۸۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اشْتَکَی النَّاسُ عَلِیًّا رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْنَا خَطِیْبًا فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اَیُّھَا النَّاسُ لَا تَشْکُوْا عَلِیًّا۔ فَوَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَاَخْشَنُ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ اَوْفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ اَنْ یُّشْکٰی۔

(سیرۃ ابن ھشام)

اے لوگو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت نہ کرو، وہ ذاتِ خدا میں، راہ خدا میں اس سے کہیں زیادہ سخت ہے کہ اس کی شکایت کی جائے۔

ان خطبوں کے وقت کا آپ کا تختِ نشست، جگہ، وقت صحابہ کے مجمع کی حالت اور آپ کی باتیں لوگوں تک پہنچانے والے کا نام سُنئے۔

(۸۸۶) عَنْ رَّافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًی حِیْنَ ارْتَفَعَ الضُّحٰی عَلٰی بَغْلَۃٍ شَھْبَآءَ وَعَلِیٌّ یُعَبِّرُ عَنْہُ وَالنَّاسُ بَیْنَ قَائِمٍ وَّقَاعِدٍ۔ (مشکوٰۃ)

منیٰ کا میدان تھا، دن چڑھے کا وقت تھا، خطیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تھے سیاہ سفید رنگ کے خچر پر سوار تھے۔ صحابہ کچھ کھڑے تھے کچھ بیٹھے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی آواز اٹھاتے تھے، دُور والوں کو پہنچاتے تھے۔

(۸۸۷) سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا۔

مَنْ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَانَۃٌ فَلْیُؤَدِّھَا اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَہٗ عَلَیْھَا۔ (ابن ھشام)

جس کسی کے پاس کسی کی امانت ہو اسے چاہیئے کہ جس کی امانت ہے اسے ادا کر دے۔

(۸۸۸) خطبۃ الوداع میں فرمایا۔

اِعْقِلُوْا اَیُّھَا النَّاسُ قَوْلِیْ فَاِنِّیْ قَدْ بَلَّغْتُ فَقَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَّا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا۔ اَمْرًا بَیِّنًا کِتَابَ اللّٰہِ

لوگو! میری باتوں کو خوب سوچ سمجھ لو، میں تمہیں آخری تبلیغ کر رہا ہوں اور الوداعی خطبہ سُنا رہا ہوں۔ میں تم میں ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اُسے مضبوط تھام رکھو

وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ۔ گے تو ہرگز بہکو اور بھٹکو گے نہیں، وہ چیز خوب ظاہر اور روشن ہے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی یعنی قرآن و حدیث

(رَوَاهُ ابْنُ هِشَامٍ فِي سِيْرَتِهٖ)

برادران! ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اپنے نبی علیہ السلام کی آج سے تیرہ سو برس پہلے کی باتیں اسی طرح سُن رہے ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے والوں نے سنی تھی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ان میں سے ایک ایک بات دنیا جہان سے زیادہ قیمتی ہے۔ دل لگا کر سنئے۔ توجہ سے سنیئے۔ ادب و عزت سے سنئے۔ خطبۂ حجۃ الوداع میں فرماتے ہیں۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ۔ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ۔ كُلُّكُمْ لِاٰدَمَ۔ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مَّالُ اَخِيْهِ اِلَّا عَلٰى طِيْبِ نَفْسٍ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَسَّمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيْبَهٗ مِنَ الْمِيْرَاثِ وَلَا يَجُوْزُ وَصِيَّةٌ فِيْ اَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ۔

(مجمع الزوائد وغیرہ)

اے لوگو! تم سب کا خدا ایک ہے۔ تم سب ایک باپ کی اولاد ہو، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی۔ تمہیں معلوم ہے کہ وہ مٹی سے پیدا شدہ ہیں۔ پھر آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا، نسل اور رنگ اور پیشوں کا امتیاز کرنا، میں سید ہوں اور تو پارچہ باف ہے کہنا یہ سراسر جاہلیت ہے مسلمانو! کسی کو حلال نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا مال بغیر اس کی اچھی خوشی کے لے۔ لوگو! اللہ عزوجل نے ہر وارث کا حصہ خود تقسیم کر دیا ہے یاد رکھو! اپنے کل مال کی تہائی سے زیادہ کی .... وصیت کرنا حرام ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اُس نے آنے والے فتنوں کی خبر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور نبی اللہ نے ان سے اپنی امت کو ہوشیار کر دیا۔ چنانچہ اس وداعی خطبہ میں آپ کا فرمان ہے۔

(۸۹) لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ۔ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُرٰى بَيَاضُ اِبِطَيْهِ۔ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَنِّيْ قَدْ بَلَّغْتُ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَغَيْرُهٗ فِيْ غَيْرِهٖ)

میرے بعد کوئی نبی نہیں (اور جب نبی نہیں تو اس کی) کوئی امت بھی تمہارے بعد نہیں۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اونچے کئے یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی، اور کہا الٰہی تو گواہ رہ، میں نے تیرے دین کی تبلیغ کر دی، تیری باتیں پہنچا دیں۔

شان خدا دیکھئے جس پیغمبر نے صاف منادی کر دی تھی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اُس کی اُمت

نے اپنے میں نبی بھی بنا لیے۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔ مسلمانو! یہ بھی کفر ہے کہ ہم کسی غیر نبی کو نبی مان لیں۔ یاد رکھو! ختم المرسلین کے بعد جو بھی نبوت کے مدعی ہوں وہ کاذب اور ملعون اور کافر ہیں۔ اور یہی فتویٰ ان پر ہے جو ان کے اس دعوے کو مان لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

حج کے اس مبارک سفر کا ایک خطبہ اور بھی سُن لیجئے۔ اس میں بھی عقائد کے مسائل کا بیان ہے۔

(۸۹۱) اَیُّھَا النَّاسُ ۝ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ۝ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُ ۝ وَ اِنِّیْ مَسْئُوْلٌ وَّاِنَّکُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۝ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ۔ قَالُوْا نَشْھَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَجَھَدْتَ وَنَصَحْتَ فَجَزَاكَ اللّٰہُ خَیْرًا فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ تَشْھَدُوْنَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ وَاَنَّ جَنَّتَہٗ حَقٌّ وَّنَارَہٗ حَقٌّ وَّاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ۔ وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ قَالُوْا بَلٰی نَشْھَدُ۔ قَالَ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔

(سیرۃ الحلبیۃ)

اے لوگو! میں تم جیسا ایک انسان ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پاس بھی اللہ کا بھیجا ہوا موت کا فرشتہ آجائے اور میں اس کی بات مان لوں۔ لوگو! مجھ سے تمہاری بابت اور تم سے میری بابت خدا کے ہاں سوال ہونے والا ہے بتلاؤ تم میری بابت کیا جواب دو گے؟ سب نے کہا کہ ہماری تہہ دل سے گواہی ہے کہ بیشک آپ نے دین خدا کی تبلیغ کر دی، آپ نے ہمیں راہ راست پر لانے میں پوری کوشش اور محنت برداشت فرمائی۔ آپ نے ہماری پوری خیر خواہی کی، اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے بہترین بدلے عنایت فرمائے۔ اب حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول برحق ہیں؟ اور جنت حق ہے؟ دوزخ بھی حق ہے؟ موت حق ہے؟ اور موت کے بعد جی اٹھنا بھی برحق ہے؟ قیامت کا آنا قطعی اور حق ہے؟ جس میں کوئی شک وتردد نہیں اور یہ کہ جناب باری عزوجل قبر کے تمام مُردوں کو پھر سے زندہ کر دیگا؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں ہاں بے شک ہم سب کا دین ایمان، یہی عقیدہ اور ایقان ہے اسی وقت آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، الٰہی تو گواہ رہ۔

(۸۹۲) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

ذی الحجہ کی نویں تاریخ عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے خطبے میں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لوگو! اس دن

وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ فَغَفَرَ لَكُمْ إِلَّا التَّبِعَاتِ فِيْ مَا بَيْنَكُمْ وَوَهَبَ مُسِيْئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ أَعْطٰى لِمُحْسِنِكُمْ مَا سَأَلَ۔ فَادْفَعُوْا بِسْمِ اللهِ فَلَمَّا كَانَ بِجَمْعٍ قَالَ۔ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَفَرَ لِصَالِحِيْكُمْ وَشَفَّعَ صَالِحِيْكُمْ فِيْ طَالِحِيْكُمْ۔ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ فَتَعُمُّهُمْ۔ ثُمَّ تَفَرَّقُ الْمَغْفِرَةُ فِي الْأَرْضِ فَتَقَعُ عَلٰى كُلِّ تَائِبٍ مِمَّنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ وَيَدَهٗ۔ وَإِبْلِيْسُ وَجُنُوْدُهٗ عَلٰى جِبَالِ عَرَفَاتٍ يَنْظُرُوْنَ مَا صَنَعَ اللهُ لَهُمْ۔ فَإِذَا أُنْزِلَتِ الرَّحْمَةُ دَعَا إِبْلِيْسُ وَجُنُوْدُهٗ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر بڑے فضل وکرم اور انعام واکرام نازل فرمائے ہیں۔ تمہارے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں بجز ان گناہوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کے متعلق تھے۔ اُس نے تمہارے نیک لوگوں کی سفارش سے بدلوگوں کو بھی بخش دیا ہے اور انہیں بھی اپنے انعامات سے محروم نہ رکھا اور نیک لوگوں کو تو اس نے منہ مانگی مراد عطا فرمائی ہے۔ اب اللہ کا نام لے کر مزدلفہ کی طرف لوٹو۔ مزدلفہ پہنچ کر فرمایا اللہ عزوجل نے تم میں سے نیک لوگوں کو بخش دیا اور اُن کی سفارش بدلوگوں کے بارے میں قبول فرمالی۔ رحمتِ خدا نازل ہوئی اور سب کو ڈھانپ لیا۔ پھر عرفات سے بڑھی اور روئے زمین پر پھیل گئی۔ اور ہر توبہ کرنیوالے کی بخشش ہو گئی، جو اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں کی (آج) حفاظت کرلے یعنی خلافِ شرع کوئی حرکت ہاتھ یا زبان سے نہ کرے۔ ابلیس اور اس کے انڈے بچے آج عرفات کی ان پہاڑیوں پر کھڑے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ان مہربانیوں اور کرم فرمائیوں کو دیکھتے رہے لیکن جس وقت یہ عام رحمت نازل ہوئی تو اس نے اپنا سر پیٹ لیا۔ ہائے وائے کرنے لگا اور سب نے مل کر پورا ماتم کیا۔

(۸۹۳) ابویعلیٰ میں یہ خطبہ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں مروی ہے۔

إِنَّ اللهَ تَطَوَّلَ عَلٰى أَهْلِ عَرَفَاتٍ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ يَقُوْلُ يَا مَلٰئِكَتِيْ اُنْظُرُوْا إِلٰى عِبَادِيْ شُعْثًا غُبْرًا أَقْبَلُوْا يَضْرِبُوْنَ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَجَبْتُ دُعَاءَهُمْ وَشَفَّعْتُ رَغِيْبَهُمْ۔ وَوَهَبْتُ مُسِيْئَهُمْ لِمُحْسِنِهِمْ وَأَعْطَيْتُ لِمُحْسِنِهِمْ جَمِيْعَ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حاجیوں کے مجمع پر جو میدانِ عرفات میں ہے اپنی رحمت وشفقت کی مہر وکرم کی نظر ڈالی اور انہیں دیکھ کر فرشتوں کے سامنے ان کی بھلائی اور بڑائی بیان فرمائی اور ان کی اس خدادوستی پر فخریہ فرمایا کہ فرشتو! دیکھو میرے بندے میلے کچیلے بدن اور الجھے ہوئے بالوں سے دور دراز کا سفر طے کر کے میرے

مَا سَأَلُوْنِیْ غَيْرَ التَّبِعَاتِ الَّتِیْ بَيْنَهُمْ فَإِذَا أَفَاضَ الْقَوْمُ إِلٰى جَمْعٍ وَّوَقَفُوْا وَعَادُوْا إِلٰى الرَّغْبَةِ وَالطَّلَبِ إِلٰى اللّٰهِ۔ فَيَقُوْلُ يَا مَلٰئِكَتِیْ عِبَادِیْ وَقَفُوْا وَعَادُوْا فِی الرَّغْبَةِ وَالطَّلَبِ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّیْ قَدْ أَجَبْتُ دُعَاءَ هُمْ وَشَفَّعْتُ رَغِيْبَهُمْ وَوَهَبْتُ مُسِيْئَهُمْ لِمُحْسِنِهِمْ وَأَعْطَيْتُ مُحْسِنِيْهِمْ جَمِيْعَ مَا سَأَلُوْنِیْ وَكَفَلْتُ عَنْهُمُ التَّبِعَاتِ الَّتِیْ بَيْنَهُمْ۔ (أبو يعلى)

پاس کھڑے ہو گئے ہیں۔ سنو اور گواہ رہو کہ میں نے ان کی دعائیں قبول فرمالیں اور ان میں سے جو میری رحمتوں کی رغبت رکھنے والے ہیں، میں نے ان کی سفارش تک قبول فرمالی۔ ان کے بھلوں کی دعاؤں سے ان کے بُروں کو بھی میں نے معاف فرمادیا۔ ان میں سے جو نیک ہیں انہوں نے مجھ سے جو جو دعائیں کیں میں نے ان کی درخواستیں منظور فرمالیں۔ ہاں وہ بوجھ جو آپس میں ایک دوسرے پر تھے وہ باقی ہیں۔ اب عرفات سے حاجی لوٹے اور مزدلفہ میں ٹھہر کر پھر اللہ کی طرف جھکے اور دعائیں شروع کیں تو پھر جناب باری ان کی طرف متوجہ ہوا اور فرشتوں سے فرمایا۔ فرشتو! دیکھتے ہو میرے غلام پھر ٹھہر گئے، پھر میری طرف رغبت کرنے لگے میں تمہیں گواہ کر رہا ہوں کہ میں نے ان کی منہ مانگی مرادیں انہیں دیں، ان میں سے رغبت وطلب کرنے والوں کی شفاعت میں نے قبول فرمائی ان کے بھلوں کی وجہ سے میں نے ان کے بروں کو بھی بخشا اور انہیں بھی ان کی مرادیں دیں اور ان میں جو نیک ہیں انھوں نے مجھ سے جو جو دُعائیں کی تھیں میں نے سب قبول فرمالیں بلکہ ان میں آپس میں بھی جو بوجھ بار تھے میں آپ اُنکا ضامن ہو گیا

(۴۸۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ حَجَّ وَقَالَ هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔

قربانی والے دن دس ذی الحجہ کو پتھر کے شیطانوں کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں ٹھہرے اور اپنے خطبے میں فرمایا یہ دن ہے بڑے حج کا، پھر آپ نے لمبا خطبہ دیا جو اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے) اس میں اللہ کو گواہ کیا اور لوگوں کو رخصت کیا، اسلئے لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ یہ حجۃ الوداع ہے۔

الحمدللہ۔ الحمدللہ۔ ہمیں اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ ہم اپنے رسول فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے پڑھ اور سُن رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ہمیں ان پر عمل بھی نصیب فرمائے۔ اس حج میں چوں کہ آپؐ نے لوگوں کو رخصت فرمایا تھا اس لئے اس کا نام حجۃ الوداع ہے اور اس حج میں آپ نے دین خدا کی تکمیل کی تبلیغ کی تھی اس لئے حجۃ البلاغ بھی کہا جاتا ہے، ادھر یہ خطبے ختم ہوئے اور ادھر آیت اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ

دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ نازل ہوئی۔ پس خدا کا شکر ہے کہ جو دین اُس دن کامل ہوا تھا آج بھی وہ بشکل قرآن وحدیث جوں کا توں ہم میں موجود ہے۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت قرآن وحدیث کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور ان کے سوا کسی تیسری چیز کو دین میں داخل نہ کریں۔ میرے بھائیو! میں پھر مکرر شکر خدا ادا کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر آج بھی عمل ہوگیا کہ آپ کے یہ خطبے اوروں کو پہنچائے جائیں۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ بِنِعۡمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ ۝ وَاُفَوِّضُ اَمۡرِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ

حَجَّۃُ الوداع کا پانچواں خُطبَہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے چار خطبے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ۝ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ۝ وَاَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ ۝ اَمَّا بَعۡدُ ۝ فَاِنَّ خَيۡرَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابُ اللّٰهِ ۝ وَخَيۡرَ الۡهَدۡىِ هَدۡىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ۝ وَشَرَّ الۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُهَا ۝ وَكُلَّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٌ وَكُلَّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ ۝ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ ۝ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ السَّمِيۡعِ الۡعَلِيۡمِ ۝ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۝ وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡعٰكِفِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ۝ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؕ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

اے آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی۔ اے اپنے غلاموں کے لئے اپنا گھر مکہ مکرمہ میں بنامِ کعبہ اپنے خلیل اور اپنے ذبیح کے ہاتھوں بنانے والے اور اس کی لگن ہر مومن کے دل میں لگانے والے اور اسی خانۂ خدا میں اپنے برگزیدہ رسول کے پیدا کرنے والے اور جس طرح اس شہر کو دنیا کے سارے شہروں پر فضیلت و عزت وعظمت دی تھی اسی طرح اپنے اس آخری کی رسولؐ کو اور تمام انبیاء پر فضیلت و عزت، عظمت و حرمت عطا فرمانے والے! تیری ہی ذات مستوجب حمد و ثناء ہے۔ ہم تیری جتنی ہی خوبیاں بیان کریں، جتنی بھی بزرگی اور بڑائی بیان کریں سب کم ہے اور بہت ہی کم ہے جب کہ دنیا کے سردار اولادِ آدم کے سرتاج تیرے حبیب مخلوق کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جیسے افضل تر انسان اپنا سر مٹی پر رکھ کر اپنی ناک خاک آلودہ کر کے اپنی زبان سے گویا ہیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے، جب کہ انتہائی عاجزی دکھانے کے لئے وہ تیرے سامنے کمر جھکا دیتے ہیں اور انتہائی عبودیت کا ثبوت دینے کے لئے اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے تھام لیتے ہیں اور زبان سے کہتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پاک ہے میرا مربی جو سب سے بڑی عظمتوں اور عزتوں والا ہے، جب کہ ایسے رسولِ معصوم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر غلاموں کی طرح سے سینے پر ہاتھ باندھ کر نظریں نیچی کر کے اَلِف قد کھڑے ہو کر کہتے ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ عبادتوں کے لائق تو ہے مدد کرنیوالا تو ہے، ہیں اور سارا جہان تیرا عابد اور ساری دنیا تجھ سے مدد مانگنے والی۔ تو پھر کون ہے؟ جو تیرے سامنے تیوری چڑھا سکے، تیرے دربار سے منہ موڑ سکے، تیرے سامنے اکڑ فوں کر سکے سب پست اور تو بلند۔ سب مغلوب اور تو غالب۔ سب محتاج اور تو بے نیاز۔ ہاں آسمان کے سکان بلند پایہ فرشتوں کا جب یہ بیان ہے کہ وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔ یعنی ہم میں سے ہر شخص کی جو جگہ ہے وہیں وہ عبادت خدا میں لگا ہوا ہے۔ کیا مجال جو

ہٹ جائے یا تھک جائے۔ ہم سب کے سب صف بستہ عبادتِ خدا میں ہمہ تن اور ہر وقت مشغول ہیں۔ ایک طرف سردارِ انسان کا یہ حال ہے تو دوسری طرف سردارِ فرشتہ کا یہ قول ہے وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا یعنی ہم بلا اجازتِ خداوندی پر نہیں مار سکتے قدم نہیں ہلا سکتے، وہ ہمارا اور ہماری ہر طرف کا مالک ہے، وہ بھول چوک سے خطا و نسیان سے پاک ہے۔ ہم کیا ہماری حمد کیا۔ تاہم بطور عبادت کی بجا آوری کے ہم کہتے ہیں اور بدل کہتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

الٰہی اپنے معصوم رسول افصح الفصحا، شافع روز جزا، خیر الوریٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود وسلام نازل فرما اور ہمیشہ ہمیشہ نازل فرماتا رہ جن کی وجہ سے ہمیں راہِ حق ملی، راہِ انسانیت ملی، راہِ معرفت ملی، راہ نجات ملی، راہ سلامتی ملی، راہ راحت ملی، راہِ وصل خدا ملی، راہِ راحتِ ابدی ملی، راہِ خدا ملی، راہِ رشد ملی فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَصْحَابِهٖ۔

برادران! دو جمعہ سے میں اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الاسلام حجۃ الوداع حجۃ السلام کے خطبات سُنا رہا ہوں۔ آج بھی ارادہ ہے کہ یہی خطبات آپ کو سناؤں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی حج نصیب فرمائے، زیارتِ مکہ زیارتِ مدینہ سے مشرف فرمائے۔ آمین

(۸۹۵) حضرت نبیط بن شریط اشجعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع میں مَیں اپنے باپ کے ساتھ ان کی سواری پر ان کے پیچھے سوار تھا، جب رسولِ خدا نے خطبہ شروع کیا تو میں پالان پر اپنے باپ کے کندھوں کے سہارے کھڑے ہو کر سننے لگا آپ فرما رہے تھے۔

اَیُّ یَوْمٍ اَحْرَمُ؟ قَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ. قَالَ فَاَیُّ شَهْرٍ اَحْرَمُ؟ قَالُوْا هٰذَا الشَّهْرُ قَالَ فَاَیُّ بَلَدٍ اَحْرَمُ؟ قَالُوْا هٰذَا الْبَلَدُ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا. هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ

سب سے زیادہ حرمت والا دن کونسا ہے؟ صحابہؓ نے کہا آج کا دن، آپؐ نے دریافت فرمایا کہ سب زیادہ حرمت والا مہینہ کون سا ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا یہی مہینہ۔ پھر پوچھا سب سے زیادہ حرمت والا شہر کون سا ہے؟ صحابہؓ نے کہا یہی شہر، تب آپ نے فرمایا تمہارے خون اور مال آپس میں ایک کے ایک پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے

اَشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ۔

(طبقات ابن سعد)

اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں۔ بتلاؤ! کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ سب نے کہا ہاں بخدا۔ آپ نے جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی تو گواہ رہ۔ خدایا تو شاہد رہ میرے پروردگار گواہ بن جا۔

(۸۹۶) ایامِ تشریق میں چوں کہ مجمع منتشر تھا اور انہیں احکام پہنچانے ضروری تھے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین صحابہ کو حضرت علی حضرت عبداللہ بن خذافہ اور حضرت بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم کو اپنی طرف سے مقرر کر کے بھیجا جو آپ کے نام سے یہ منادی کر رہے تھے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ o اِنَّهَا لَيْسَتْ بِاَيَّامِ صِيَامٍ اِنَّمَا هِيَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرٍ۔

(طبقات ابن سعد)

اے لوگو! یہ دن (دس ذی الحجہ سے لے کر تیرہ تک) روزوں کے دن نہیں بلکہ یہ دن تو کھانے پینے اور ذکر اللہ کرنے کے دن ہیں۔

(۸۹۷) اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَ اَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ اَحْسَبُ اَنْ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ كُنْتُ اَحْسَبُ اَنْ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ وَاَشْبَاهَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ قَالَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا قَالَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حجۃ الوداع کے دسویں دن کے خطبے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشغول تھے جو ایک صحابی نے سوال کیا کہ فلاں کام کو فلاں کام سے پہلے خیال کرتا تھا اس لئے اسی طرح کیا بھی۔ دوسرے نے بھی اُٹھ کر دوسرے کام کی تقدیم تاخیر کو اسی طرح بیان کیا مثلاً ایک نے کہا قربانی سے پہلے میں نے سر منڈوا لیا۔ کسی نے کہا رمی جمار سے پہلے میں نے قربانی کر لی وغیرہ۔ آپ ان سب کو یہی جواب دیتے رہے کہ لو کوئی حرج نہیں بلکہ اس دن آپ سے اس قسم کے جتنے مسائل دریافت گئے آپ سب کو یہی جواب دیتے رہے۔

(۸۹۸) عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ اُمِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ رَاَيْتُ

بقرعید والے دن حجۃ الوداع میں بطن وادی سے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مار

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْمِیْ جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ یَوْمَ النَّحْرِ وَھُوَ یَقُوْلُ۔ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ لَا یَقْتُلْ بَعْضُکُمْ وَلَا یُصِیْبُ بَعْضُکُمْ وَاِذَا رَمَیْتُمُ الْجَمْرَۃَ فَارْمُوْھَا بِمِثْلِ حَصَی الْخَذْفِ فَرَمٰی السَّبْعَ وَلَمْ یَقِفْ وَخَلْفَہٗ رَجُلٌ یَّسْتُرُہٗ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا؟ قَالُوا الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ (رَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ)

رہے تھے اس وقت آپ نے لوگوں کے مجمع سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا "اے لوگو! اس قدر بھیڑ بھاڑ اور جلدی نہ کرو کہ ایک دوسرے سے نقصان پہنچے یا اسے ضرب و مار لگ جائے۔ لوگو! کنکریاں بھی ٹھکریوں کے برابر پھینکوان سے بڑی نہوں" بعدازاں آپ نے سات کنکریاں پھینکیں اور وہاں ٹھہرے میں نے نہیں دیکھا آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے ایک اور صاحب تھے جو کپڑے سے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ سعید بخت بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے تبلایا کہ حضرت عباسؓ کے صاحبزادے حضرت فضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے مالک الملک۔ اے ارحم الراحمین۔ اے اکرم الاکرمین۔ اے خلاق عالم۔ اے فاطر السمٰوٰت والارض اے غافر الذنب۔ اے علی کل شئی قدیر۔ اے رب العالمین۔ اے مالک یوم الدین ہم انتہائی عاجزی اور ذلت سے تیرے سامنے ناک رگڑتے ہوئے عرض گذار دعاکناں ہیں کہ تیری وسیع رحمت نے دنیا آسمان کو گھیر رکھا ہے اس میں تو ہمیں بھی ڈھانپ لے۔ تیری رحمت کے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں پس تو اپنے در رحمت سے ہمیں خالی ہاتھ نہ پھیر۔ ہماری مرادیں پوری کر، ہماری حاجتیں بر لا۔ ہماری امیدوں میں ہمیں کامیاب کر۔ ہماری آرزوئیں بر لا ہمیں سچا مسلمان بنا دے۔ ہمیں ایمان نصیب فرما۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا ۝ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۝ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ۝ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْعَادِلِ وَالْخَیْرِ وَالطَّاعَاتِ ۝ وَاتِّبَاعِ سُنَنِ خَیْرِ الْمَوْجُوْدَاتِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ فَتُبْ عَلَیْنَا یَا تَوَّابُ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حجۃ الوداع کا چھٹا خطبہ

جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے تین ۳ خطبے ہیں

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ٥ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ ٥ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ ٥ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ ٥ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ ٥ وَ كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ ٥ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ٥ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ ٥ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ٥ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ٥ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ٥ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ٥

خلتِ خداوند کے خطاب یافتہ۔ امتحانِ الٰہی میں پاس شدہ خلیل اللہ۔ ذبیح اللہ کے والد نسل انبیاء کے پہلے باپ، ملتِ ابراہیمی کے جاری کرنے والے حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وہ دعا ہے جو آپ نے بیت اللہ شریف کی بنا کے بعد کی۔ اسی کی برکت ہے کہ ہر مومن کے قلب میں زیارتِ بیت اللہ کی ہر وقت لگن لگی رہتی ہے۔ اولادِ خلیل میں سب سے افضل، انبیاء اللہ میں سب سے اعلیٰ۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبے آپ سن رہے تھے اسی سلسلے کو میں پھر شروع کرتا ہوں خدا میری مدد فرمائے۔ اے حاضرین کرام اے میرے بھائیو! بہنو! اور بزرگو! میں آپ سے کوئی معاوضہ اجر، بدلہ، مزدوری نہیں مانگتا، لیکن کیا میرا اتنا حق بھی نہیں جب کہ آپ نے پوری محنت سے اس خدمت دینی کو انجام دیا اور ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خطبات سیکڑوں کتابوں کی جو ہزاروں صفحات کی ہیں ایک ایک ورق کی تلاوت کے بعد برسوں میں دن ورات کی کاوش کے بعد جمع کئے اور آج آپ کے کان میں پڑ رہے ہیں تو کیا میرا اتنا بھی

حق آپ پر نہیں کہ آپ میرے لئے دعاءِ خیر و مغفرت کریں۔ بھائیو! اللہ تم پر رحم کرے دل سے کہو کہ پروردگار ان خطبات کے مولف کو بخش دے۔ اُس کی بخشش کا ذریعہ انہی خطباتِ محمدیہؐ کو بنا دے اور اُسی پر اُسے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ دے۔ آمین۔ آؤ دوستو خطباتِ حج وداع اور بھی سنو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عرفات کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے جاتے تھے اور آپؐ کے الفاظ کو حضرت ربیعہ باآواز بلند دور والوں کو پہنچاتے جا رہے تھے۔ شان خدا تو دیکھو کہ یہ ربیعہ وہی ہیں جن کا باپ سخت تر دشمنِ رسول تھا یعنی یہ اُمیہ بن خلف ستونِ کفر کے صاحبزادے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو۔

(۸۹۹) أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَلْ تَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ لَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ الشَّهْرُ الْحَرَامُ. فَيَقُوْلُ لَهُ قُلْ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ إِلٰى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا ثُمَّ يَقُوْلُ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَلْ تَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالَ فَيَصْرُخُ بِهٖ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ الْبَلَدُ الْحَرَامُ قَالَ فَيَقُوْلُ قُلْ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ إِلٰى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ بَلَدِكُمْ هٰذَا؟ قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَلْ تَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالَ فَيَقُوْلُ لَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ. قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے لوگو! جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ سب نے جواب دیا کہ حضورؐ یہ حرمت والا ادب کا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے آپس میں خون و مال حرام کر دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو ٹھیک اسی طرح جس طرح اس مہینے کی حرمت ہے۔ پھر فرمایا کہ ربیعہ لوگوں سے دریافت کرو کہ جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے۔ انھوں نے باآواز بلند دریافت کیا تو سب نے جواب دیا کہ یہ شہر حرمت وعزت والا ہے۔ آپ نے فرمایا اب کہدو کہ جیسے یہ شہر حرمت والا ہے ایسے ہی ایک مسلمان کا خون اور اس کا مال بھی دوسرے مسلمان پر قیامت تک کے لئے حرمت والا ہے۔ پھر فرمایا پوچھو کیا جانتے ہو کہ یہ دن کونسا ہے؟ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے باآواز بلند دریافت فرمایا سب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ یہ دن حج اکبر کا محترم دن ہے۔ آپ نے فرمایا پکار کر کہہ دو کہ جس طرح خدا نے آج کے دن کو حرمت و

فَيَقُوْلُ قُلْ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ اِلٰى اَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔

عزت وبزرگی والا بنایا ہے اسی طرح اے مسلمانو! تمہارے خون اور مال بھی آپس میں ہمیشہ ہمیش حرمت وعزت والے ہیں، قیامت کے قائم ہونے تک۔

(سیرۃ ابن ھشام)

اس سے پہلے حج کے خطبوں میں یہ بیان گذر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس حج کے خطبوں میں حدیث کے سننے یاد رکھنے اور پہنچانے والوں کے لئے دُعا کی وغیرہ۔ وہ خطبہ منیٰ کی مسجد خیف کا ہے اس میں یہ الفاظ بھی بروایت صحیح ابن حبان ہے۔

(۹۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَسْجِدِ الْخَيْفِ مِنْ مِنًى فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا نِيَّتَهٗ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ۔ وَجَعَلَ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ وَلَمْ يَاْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ۔ وَمَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ نِيَّتَهٗ جَمَعَ اللّٰهُ اَمْرَهٗ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ۔ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ

(رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ)

مسجد خیف کے خطبے میں جو میدانِ منیٰ میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا مقصود ونیت صرف دنیا طلبی ہو اللہ تعالیٰ اس پر اُس کے کاموں کو پراگندہ کر دے گا اور اس کی فقیری اس کے ماتھے پر لگا دیگا۔ اور یہ نہیں کہ اس کی چاہت دنیا طلبی کی پوری ہی ہو وہ بھی اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں ہے۔ اور جس کا مقصود اور نیت آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اُس کے تمام کام بنا دے گا، پراگندگیاں دُور کر دے گا اور اس کے دل میں تونگری اور قناعت پیدا کر دے گا۔ اور دنیا خوار وخستہ ذلیل وبے وقعت ہو کر اُس کے قدموں میں آپڑے گی۔

(۹۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَؤُوْبَ۔ فَقَالَ يَا بِلَالُ اَنْصِتْ لِيَ النَّاسَ فَقَامَ بِلَالٌ فَقَالَ اَنْصِتُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

میدانِ عرفات میں سورج غروب ہونے کے قریب حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو چُپ کراؤ تاکہ میں کچھ سُناؤں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ندا کی کہ لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرمانا چاہتے ہیں خاموشی سے سُنو۔ اُسی وقت سناٹا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْصَتَ النَّاسُ. فَقَالَ مَعَاشِرَ النَّاسِ ٥ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ آنِفًا فَاَقْرَأَنِيْ مِنْ رَّبِّيْ السَّلَامَ. وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَفَرَ لِاَهْلِ عَرَفَاتٍ وَّاَهْلِ الْمَشْعَرِ. وَضَمِنَ عَنْهُمُ التَّبِعَاتِ. فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَنَا خَاصَّةً؟ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَلِمَنْ اَتٰى مِنْ بَعْدِكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَثُرَ خَيْرُ اللّٰهِ وَطَابَ.

(ترغیب ترهیب للحافظ عبد العظیم المنذری)

ہوگیا تو آپ نے فرمایا۔ لوگو! میرے پاس ابھی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے، میرے رب کی طرف سے مجھے سلام پہنچایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل وعلا نے عرفات والوں کو اور مشعر الحرام والوں کو بخش دیا اور ان کے آپس کے قصوروں کا بھی وہ دین دار اور ضامن بن گیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر سوال کیا کہ حضور! کیا یہ فضیلت خاص ہمارے لئے ہی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے لئے بھی اور تمہارے بعد آنیوالوں کے لئے بھی قیامت تک۔ اب تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم لطف ورحم بہت بڑا اور بہت سارا ہے۔

مبارک ہیں وہ آنکھیں جو کعبہ دیکھیں، جو صفا مروہ دیکھیں، جو مقام ابراہیم دیکھیں جو چاہ زمزم دیکھیں جو منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ دیکھیں۔ خدایا ہماری آنکھیں بھی ان کی دید سے محروم نہ کر۔ پروردگار ان پیروں سے چل کر طواف تیرے گھر کے سوا دوسری جگہ کا ہم سے نہ کرا۔ اس منہ سے سوا حجر اسود کے قبروں اور تعزیوں کا بوسہ نہ دلوا۔ ان ہاتھوں سے اپنے سوا دوسرے کے نام پر قربانی نہ کرا۔ الٰہی شرک وبدعت سے نجات دے اور اپنی راہ کے کاموں کا مشتاق بنا دے۔ الٰہی حاجیوں کو، غازیوں کو، نمازیوں کو، روزے داروں کو، موحدوں کو، متبع سنت لوگوں کو سلامتی عطا فرما۔ پروردگار ہمیں بخش، ہمارے ماں باپوں کو بخش، ہمارے خویش واقارب کو بخش، ہمارے دوست واحباب کو بخش۔ ہمارے محسنوں اور خیر خواہوں کو بخش۔ الٰہی کل مومن مردوں عورتوں کو بخش۔ سب پر رحم فرما۔ ہمارے بادشاہوں کو نیک ہدایت دے، انہیں توحید وسنت کا پابند بنا دے، انہیں عروج وترقی عطا فرما۔ انہیں کفار کے غلبہ سے کفر کے کاموں سے بچا۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَجَّۃُ الْوَداع کا ساتواں خُطْبَہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے چودہ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ○ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ○ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ○ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ○ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ○ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ○ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ○ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا لِّیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَلَہٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ○ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ کَذٰلِکَ سَخَّرْنٰھَا لَکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ○

یعنی ہر امت کے لئے ہم نے ایک طریقہ عبادت مقرر کر دیا ہے کہ وہ اس طریق پر چوپائے جانوروں کو راہِ خدا میں بنامِ خدا قربان کریں۔ تم سب کا معبود برحق ایک ہی ہے۔ تم اسی کے تابع فرمان رہو۔ عاجزی اور اخلاص کرنے والوں کو اے نبی تو خوشخبریاں سنا دے جن کے دل ذکرِ الٰہی سے کپکپا اٹھتے ہیں انھیں جو کچھ تکلیفیں پہنچیں اُن پر صبر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ نماز و زکوٰۃ وخیرات کے پورے پابند ہوتے ہیں۔ قربانی کے یہ اونٹ رب کے معظم اور محترم نشانات ہیں۔ ان میں تمہارے لئے بہتری ہے پس اُنہیں پاؤں بندھے

قربان کرنے کے وقت اللہ کا نام ذکر کیا کرو۔ پھر جب وہ اپنی کروٹوں کے بل گریں تو تم آپ بھی اُن کا گوشت کھاؤ اور سوال نہ کرنے والوں اور سوالیوں کو بھی کھلاؤ۔ اسی طرح ہم نے انہیں تمہاری ماتحتی میں کر دیا ہے کہ تم شکر بجالاؤ۔ نہ تو ان کے گوشت خدا کے کام آتے ہیں نہ اُن کے لہو۔ ہاں اس کے ہاں پہنچنے والی چیز تمہارے دلوں کا تقویٰ ہے۔ اُس نے اُنہیں تمہارا تابع کر دیا ہے تاکہ تم خدا کی ہدایت پر خدا کی بڑائیاں بیان کرو۔ اے نبی تم نیکی کرنے والوں کو خوشخبریاں سُنا دو۔

ایک خطبہ اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمرہ کے موقع پر حدیبیہ والے دن اسی میدان میں دیا تھا وہ بھی سُن لیجئے۔

(۹۰۲) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الْهُذَلِیِّ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ ذَاتَ یَوْمٍ بَعْدَ عُمْرَتِهِ الَّتِیْ صُدَّ عَنْهَا یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ فَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً وَّ کَافَّةً فَاَدُّوْا عَنِّیْ یَرْحَمْکُمُ اللّٰهُ تَخْتَلِفُوْا عَلٰی کَمَا اخْتَلَفَ الْحَوَارِیُّوْنَ عَلٰی عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ وَکَیْفَ اخْتَلَفَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ دَعَاهُمْ اِلَی الَّذِیْ دَعَوْتُکُمْ اِلَیْهِ۔ فَاَمَّا مَنْ بَعَثَهٗ مَبْعَثًا قَرِیْبًا فَرَضِیَ وَسَلَّمَ۔ وَاَمَّا مَنْ بَعَثَهٗ مَبْعَثًا بَعِیْدًا فَکَرِهَ وَجْهَهٗ وَتَثَاقَلَ فَشَکَا ذٰلِكَ عِیْسٰی اِلَی اللّٰهِ فَاَصْبَحَ الْمُتَثَاقِلُوْنَ وَکُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ یَتَکَلَّمُ بِلُغَةِ الْاُمَّةِ الَّتِیْ بُعِثَ اِلَیْهَا۔ (رَوَاهُ ابْنُ هِشَامٍ فِیْ سِیْرَتِهٖ)

حدیبیہ والے سال جب کہ آپ عمرہ سے روک دیئے گئے تھے ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر اور کفایت بنا کر ساری دنیا کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے۔ اب تم شاہانِ عجم و فارس کے پاس میرے پیغام لے کر جاؤ اور میرا دین انہیں میری طرف سے پہونچاؤ۔ اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے۔ دیکھو حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کیطرح میرے سامنے تم آپس میں کوئی اختلاف نہ کرنا۔ یہ سُن کر صحابہؓ نے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے اختلاف کی کیا کیفیت تھی؟ آپ نے فرمایا سنو! میری طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو ادھر اُدھر بھیجنا چاہا تو جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آس پاس بھیجنا چاہتے تھے وہ تو خوش تھے اور اس سفارت کو قبول کر لیتے تھے لیکن جنہیں دور دراز بھیجنا چاہتے وہ منہ بنا لیتا اور بوجھل بن جاتا۔ بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کی شکایت جناب باری میں کی تو یہ ہو گیا کہ جسے جہاں آپ بھیجنا چاہتے تھے اُس کی زبان وہیں کی ہو گئی۔ اور وہ وہی زبان بولنے لگا جس جگہ اُسے بھیجنا تھا۔

(۹۰۳) مکہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں فرمایا۔

مَنْ قُتِلَ بَعْدَ مَقَامِیْ هٰذَا فَاَهْلُهٗ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ اِنْ شَآءُوْا فَدَمُ قَاتِلِهٖ وَاِنْ شَآءُوْا فَعَقْلُهٗ۔

(رَوَاهُ ابْنُ هِشَامٍ فِیْ سِیْرَتِهٖ)

آج سے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جس کو جو کوئی قتل کر دے اُس کے وارث دو باتوں میں سے ایک کے حقدار ہیں اوّل یہ کہ اگر وہ چاہیں اپنے مقتول کے بدلے قاتل کو قتل کرا سکتے ہیں اور دوسرا یہ کہ اگر وہ چاہیں دیت بدلہ اور جُرمانہ لے سکتے ہیں۔

(۹۰۴) عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّآ اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ۔ فَقَالَ اَلَیْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا بَلٰی۔ قَالَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ۔ قَالَ اَلَیْسَ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا بَلٰی۔ قَالَ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ۔ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمُ النَّحْرِ؟ قُلْنَا بَلٰی۔ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا۔ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا نَعَمْ۔ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ۔

عین بقرعید والے دن حجۃ الوداع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سُنایا جس میں فرمایا لوگو! بتلاؤ یہ کون سا مہینہ ہے؟ سب نے کہا، اللہ کو زیادہ علم ہے اور اس کے رسول کو۔ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس ماہ کا نام کچھ اور ہی رکھنے والے ہیں۔ پھر فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے کہا ہاں بے شک یہ مہینہ حج کا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا بتلاؤ یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ عالم ہیں۔ آپ پھر خاموش ہو ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ اس کا کچھ اور ہی نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ بلدہ (یعنی مکہ) نہیں؟ ہم نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا اچھا بتلاؤ، یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ اس پر بھی آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگے کہ آپ اس کا نام اور رکھنے والے ہیں۔ پھر فرمایا یہ قربانیاں کرنے کا دن نہیں؟ ہم نے کہا بیشک ہے۔ آپ نے فرمایا اب سنو، تمہارے خون تمہارے مال

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ رَحِمَهُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی) عزت تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں۔ بتلاؤ کیا میں تمہیں خدا کا یہ حکم پہنچا چکا؟ سب نے کہا ہاں بے شک آپ نے کہا الٰہی تو گواہ رہ۔ پھر فرمایا جو موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ جو موجود نہیں انہیں پہنچا دیں۔ بہت سے جو پہنچائے جائیں گے سننے والوں سے بھی زیادہ یاد رکھنے والے اور محفوظ رکھنے والے ہوں گے۔

حج اکبر کا دن ہے حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں، سوا لاکھ سے زیادہ مجمع ہے۔ آپ خطبہ دے رہے ہیں۔ اونٹنی کے منہ کا لعاب ابو مسعود کی پیٹھ پر پڑ رہا ہے، آپ کان لگائے سن رہے ہیں اور پھر بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس وداعی خطبہ میں فرمایا۔

اَدُّوْا اِلٰی کُلِّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ۔ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ وَمَنْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْهِ اَوِادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ۔ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔

(رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دو۔ بچہ اس کا ہے جس کا بستر ہے۔ زانی کے لئے سنگساری ہے۔ جو غلام دوسرے کی طرف اپنی غلامی کی نسبت کرے۔ جو بیٹا اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف منسوب ہو اس پر خدا کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کی توبہ قبول نہ فدیہ۔

کیسی پاک شریعت ہے، کتنے عدل و انصاف کے قانون ہیں، کیسے پُر امن اصول ہیں، جب سب انسان برابر ہیں جب کہ سب ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، جب کہ شریعت نے ایک خالص سید و سردار اور ایک کپڑا بننے والے اور جوتی گانٹھنے والے اور تیل بیچنے والے اور بادشاہت کرنے والے کو ایک ہی درجے میں رکھ کر عام مساوات قائم کر دی ہے جب کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کا پاک کلمہ تمام نسلی اور رنگتی امتیازات مٹا دیتا ہے تو اب ضرورت ہی کون سی رہی کہ ایک ہلکا کام کرنے والا اپنے باپ کی طرف اور اپنے قبیلے کی طرف اپنی نسبت کرنے سے شرمائے اور اونچی ذات والوں کے ساتھ ملنے کے لئے اپنا نسب بدلے اور مکاری اور دغابازی کی عادت طبیعت میں پیدا کرے۔ زنا سے کوئی رشتہ ناطہ قائم نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس پلید فعل کو خود شرع نے بدترین جرم قرار دے دیا، پس دنیا کی بدتہذیبی کو، دنیا کی امن سوزی کو شریعت حقہ نے غارت کر کے پاک اور پُر امن اصول پر دنیا کو نئے سرے سے قائم کر دیا۔ ہماری جانیں فدا ہوں اُس نبی پر جس کے ہاتھوں

انسانوں نے انسانیت پائی اور خدا والے اور صاف ستھرے ہوئے صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وسط ایام تشریق میں جو خطبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا لاکھ صحابہ کے سامنے پڑھا وہ بھی سن لیجئے، فرماتے ہیں۔

(۹۰۶) أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ وَ لَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ۔ أَبَلَّغْتُ؟ قَالُوا بَلَّغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مجمع الزوائد)

اے لوگو! تم سب کا خدا ایک ہے۔ تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو، سنو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کسی سیاہ کو سرخ پر کسی سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں یعنی نسلی اور رنگتی امتیازات سب ہیچ ہیں۔ فضیلت کا دارومدار صرف تقویٰ پر اور خدا کے ڈر پر ہے۔

(۹۰۷) عقبہ کے خطبے میں ارشاد ہوتا ہے۔

هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ وَّ بَلَدٌ حَرَامٌ فَدِمَاؤُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَ أَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ مِّثْلَ هٰذَا الْيَوْمِ وَهٰذَا الْبَلَدِ إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَهُ وَحَتَّى دَفْعَةً دَفَعَهَا مُسْلِمٌ مُّسْلِمًا يُّرِيدُ بِهَا سُوْءً وَسَأُخْبِرُكُمْ مَّنِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ۔ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ۔ (رَوَاهُ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

اے لوگو! آج کا دن حرمت والا ہے اور یہ شہر بھی حرمت والا ہے پس تمہارے خون اور مال اور آبرو تم پر آپس میں حرام ہیں مثل اس دن اور اس شہر کے۔ قیامت تک یہی حکم ہے، یہاں تک کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو دھکا دے اور برے ارادے سے دے یہ بھی حرام ہے۔ سنو اب میں تمہیں بتلاؤں کہ مسلمان کون ہے؟ وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے تمام لوگ بچے رہیں۔ سنو مومن وہ ہے جس سے مسلمانوں کو اپنے مالوں پر اور اپنی جانوں پر امن ہو، سنو مہاجر وہ ہے جو خطا کاریوں اور گناہوں سے الگ رہے۔ سنو مجاہد وہ ہے جو نفس سے جہاد کر کے اسے اطاعت الٰہی کا خوگر بنائے

(۹۰۸) طبرانی کبیر میں ہے کہ آپ نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا۔

وَالْمُؤْمِنُ حَرَامٌ عَلَى الْمُؤْمِنِ كَحُرْمَةِ هٰذَا

ہر مومن کا گوشت دوسرے مومن پر حرام ہے، مومن کی

الْيَوْمِ لَحْمُهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ أَنْ يَأْكُلَهُ بِالْغِيْبَةِ يَغْتَابُهُ وَعِرْضُهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ أَنْ يَظْلِمَهُ وَأَذَاهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ أَنْ يَدْفَعَهُ دَفْعًا

غیبت کرنا اُس کا گوشت کھانا ہے۔ مومن کی عزت بھی حرام ہے اُس پر ظلم کرنا اس کی آبرو ریزی کرنا ہے۔ مومن کو ایذا دینا حرام ہے اُسے دھکا مارنا بھی اُسے ایذا دینا ہے۔

(۹۰۹) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى نَاقَةٍ حَتّٰى وَقَفَ وَسَطَ النَّاسِ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ.... أَلَا كُلُّ نَبِيٍّ قَدْ مَضَتْ دَعْوَتُهُ إِلَّا دَعْوَتِيْ فَإِنِّيْ قَدْ أَدَّخَرْتُهَا عِنْدَ رَبِّيْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ مُكَاثِرُوْنَ فَلَا تُخْزُوْنِيْ فَإِنِّيْ جَالِسٌ لَكُمْ عَلٰى بَابِ الْحَوْضِ. (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

حجۃ الوداع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار آئے یہ عرفہ کا دن تھا۔ لوگوں کے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر آپؐ نے یہ خطبہ پڑھا، ہر نبی کی دُعا گذر چکی ہے، لیکن میں نے اپنی قبول شدہ دعا کو خدا کے پاس جمع کرا دیا ہے (جو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے مانگوں گا) سنو سب انبیا اپنی اپنی امت کی کثرت چاہتے ہیں۔ ایسا نہ کرنا کہ قیامت کے دن مجھے غمگین اور آزردہ دل کر دو۔ سنو! میں تمہارا انتظار اپنے حوض پر کروں گا۔

(۹۱۰) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْجَدْعَاءِ رَاكِبٌ وَخَلْفَهُ الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ يَقُوْلُ. لَا تَأَلَّوْا عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّهُ مَنْ تَأَلّٰى عَلَى اللّٰهِ يُكَذِّبْهُ اللّٰهُ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ)

لوگو! خدا پر حکم نہ چلاؤ۔ لوگو کسی بات کو جو آئندہ ہونے والی ہے اپنے انداز سے بیان کر کے اس کی پختگی خدا کی قسم کھا کر نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں جھوٹا کر دے گا، تمہاری بات خلاف ہو گی۔

(۹۱۱) عَنِ الْوَزَاعِ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَدْتُ تَحْتَ مِنْبَرِهِ يَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

حجۃ الوداع میں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپؐ کے منبر کے تلے بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ منبر پر چڑھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا جناب حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے لوگو! میں نے تم سب کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے ہاں تمہاری شاخیں اور قبیلے

إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ..... يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَا تَجِيْئُوْا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُوْنَهَا عَلٰى رِقَابِكُمْ وَيَجِيْئُ النَّاسُ بِالْآخِرَةِ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

اس لئے مقرر کر دیئے ہیں کہ آپس میں تعارف کر لیا کرو۔ یقیناً تم سب سے زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اُس کا خوف رکھنے والا ہو۔ اے قریشیو! ایسا نہ ہو کہ تم اپنی گردنوں پر دنیا لادے آؤ حالانکہ اور لوگ آخرت لئے ہوئے آ رہے ہوں۔ سنو میں تمہیں خدا کے ہاں کچھ کام نہیں آ سکتا۔

(۹۱۲) عَنْ أَبِيْ حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَسْطِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَذُوْدُ عَنْهُ النَّاسَ فَقَالَ اسْمَعُوْا مِنِّيْ تَعِيْشُوْا۔ أَلَا لَا تَظْلِمُوْا۔ أَلَا لَا تَظْلِمُوْا۔ أَلَا لَا تَظْلِمُوْا۔ إِنَّهٗ لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ أَلَا وَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهٗ عَلَيْهَا۔ (رواه أحمد)

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھا۔ منیٰ میں آپؐ تھے۔ یہ بیچ کا دن تھا۔ میں لوگوں کی بھیڑ بھاڑ آپ کے پاس سے ہٹا رہا تھا۔ آپؐ نے خطبہ شروع کیا جس میں فرمایا لوگو! میری حیات بخش باتیں سُن لو۔ دیکھو ظلم سے دُور رہنا۔ ظلم سے بچتے رہنا۔ کسی پر ظلم نہ کرنا۔ دیکھو کسی مسلمان کا مال حلال نہیں جب تک کہ وہ رضامندی سے تمہیں نہ دے۔ سنو جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ امانت داری پوری کرے اور جس کی چیز ہے اُسے پہنچا دے۔

(۹۱۳) عَنْ رَجُلٍ مِّمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَعِظُ النَّاسَ وَيَأْمُرُهُمْ۔ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً فَإِذَا تَجَاحَفَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْمُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِيْنِ أَحَدِكُمْ فَدَعُوْهُ۔ (رواه أبو داؤد)

حجۃ الوداع کے خطبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو وعظ سناتے ہوئے انہیں حکم احکام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگو! جب تک انعامات شاہی انعام کی حیثیت میں رہیں بے تکلف لے لیا کرو لیکن جب قریش ملک پر لڑنے لگیں اور انعامات یہ صورت اختیار کر لیں کہ دین کے عوض ملنے لگیں تو دست برداری کر لینا۔

(۹۱۴) اسی خطبے میں ارشاد ہوتا ہے۔

أَمَرَ النَّاسَ وَنَهَاهُمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ

بہت سے حکم اور ممانعتیں بیان فرمائیں پھر کہا سچ کہو

هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اِذَا تَجَاحَفَتْ قُرَيْشُ الْمُلْكَ فِيْمَا بَيْنَهَا وَعَادَ الْعَطَآءُ رِشًا فَدَعُوْهُ۔

قسم کھا کر کہ میں نے تمہیں تبلیغ کر دی؟ سب نے قسم کھا کر کہا کہ واللہ آپ نے خدا کی باتیں ہم تک پہونچا دیں تب آپؐ نے فرمایا کہ جب قریش میں آپس میں لڑائیاں شروع ہو جائیں تو محض ملک گیری کی وجہ سے ہوں اور انعام کے نام سے رشوتیں دی جانے لگیں تو پھر اُسے چھوڑ دینا۔

حجۃ الوداع کے خطبے بہت سے بیان ہو چکے ہیں اُن میں آپؐ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔

وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ اُنْظُرُوْا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

دیکھو خیال رکھنا اور بہت سنبھلے ہوئے رہنا۔ دیکھو خبردار میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اللہ تعالیٰ رؤف رحیم اپنے رسول کریم پر بے شمار درود و سلام بھیجے، اُمت پر کس قدر شفیق تھے۔ ہر بُری بات سے روک دیا۔ ہر بھلی بات کا حکم کر دیا۔ ہر خطرے سے آگاہ کر دیا ہر نفع کو قریب کر دیا۔ ہر نقصان کو دُور کر دیا۔ کاش آج مسلمان ان خطبوں کو، ان کے مضامین کو اپنا دستور العمل اور اپنی زندگی کا مقصد بنالیں تو آج وہ خدا کے پیارے دنیا کی آنکھوں کے تارے بن جائیں۔ مسلمانو! یہی نبی ہیں جنھوں نے صرف اپنی اس تعلیم کی بدولت نہ کہ شمشیر زنی کی بدولت دُنیا کو اپنا کر لیا جس کے ایک ایک لفظ سے نورانیت ظاہر ہے جو صرف ایک انسان کو اپنا بنا کر مکہ چلے تھے لیکن ایک سال کے بعد بدر کے موقع پر تین سو سرفروش خدا کا لشکر آپ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر اُحد کے موقع پر ہم آپ ہی کے زیر رکاب سات سو کا لشکر دیکھتے ہیں یہی پیغمبر ہیں جو خندق کے موقع پر سات سو کے لشکر پر سرداری کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر حدیبیہ کے موقع پر تقریباً ۱۵۰۰ اُن ہی کے ہاتھ پر چودہ سو انسان جان بازی کی بیعت کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر اُنہیں کو فتح مکہ کے کے وقت ہم دس ہزار قدوسیوں کا افسر اعلیٰ دیکھتے ہیں حنین کے موقع پر آپ کی بادشاہت کے جھنڈے تلے بارہ ہزار کا لشکر ہوتا ہے اور تبوک کے موقع پر لشکر محمدی کی تعداد تین ہزار ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہی جو اکیلے مکہ سے نکلے تھے، نہیں نکالے گئے تھے اسی مکہ کے عرفات کے میدان میں ڈیڑھ لاکھ کے جھرمٹ میں کھڑے نظر آتے ہیں اور آج اُن کا کلمہ بہتر کروڑ مسلمانوں کی زبانوں پر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حجۃ الوداع کا آٹھواں خطبہ

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے دو خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ الْمُحِیْطُ الْقَدِیْرُ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝ اَلتَّوَّابُ الْبَصِیْرُ ۝ اَلْوَاسِعُ الْبَدِیْعُ الْکَافِیْ ۝ اَلرَّءُوْفُ الشَّاکِرُ الْغَفُوْرُ الْحَلِیْمُ ۝ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۝ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ قَابِضٌ بَاسِطٌ حَیٌّ قَیُّوْمٌ ۝ عَلِیٌّ عَظِیْمٌ وَّلِیٌّ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ قَائِمٌ وَّھَابٌ ھُوَ الرَّقِیْبُ الْحَسِیْبُ الشَّھِیْدُ الْعَفُوُّ الْمُقِیْتُ الْوَکِیْلُ ۝ اَلنُّوْرُ الْغَافِرُ الْبَاطِنُ الْقَاھِرُ ۝ اَللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْمُحْیِ الْمُمِیْتُ الْقَادِرُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ وَھُوَ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْمُبْدِئُ الْمُعِیْدُ ۝ وَھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ۝ اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ ھُوَ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ الْمَنَّانُ ۝ اَلصَّادِقُ السَّلَامُ الْوَارِثُ الْخَلَّاقُ الْکَرِیْمُ ۝ ھُوَ الْبَاعِثُ الْھَادِیْ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ ۝ غَافِرُ الذَّنْبِ قَابِلُ التَّوْبِ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذُو الطَّوْلِ الْعَزِیْزُ ۝ اَلصَّمَدُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ الْقَھَّارُ الْاَحَدُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ ۝ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۝ اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ۝ اَلظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ۝ وَھُوَ الرَّزَّاقُ الْمُقْتَدِرُ الْقُدُّوْسُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلْحَفِیْظُ الْقَرِیْبُ الْمُجِیْبُ الْمُضْطَرِّیْنَ ۝ اَلْقَوِیُّ الْمَجِیْدُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ ۝ اَلْفَتَّاحُ الشَّکُوْرُ الْبَرُّ الْخَالِقُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَھٰذِہٖ صِفَاتُہٗ وَاَسْمَاءُہٗ - وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ - اَمَّا بَعْدُ -

برادران! یہ وہ صفات خداوندی ہیں جو کلام مجید میں وارد ہیں - ہم خدا کی ذات کو مع ان اوصاف کے مانتے ہیں اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانتے ہیں - میں آپ کو حجۃ الوداع کے خطبات نبویہ سنا رہا تھا - الحمد للہ میں خوش ہوں کہ صرف اس حج کے کچھ خطبات میں آپ کو سنا چکا کچھ اور بھی سن لیجئے - واللہ الہادی

وَهُوَ الْمُوَفِّقُ۔

(۹/۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ ثُمَّ اَخَذَ بِحَلْقَةِ بَابِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ فَقَامَ اِلَيْهِ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ فَقَالَ اَخْبِرْنَا فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اِضَاعَةُ الصَّلٰوةِ وَالْمَيْلُ مَعَ الْهَوٰى۔ وَتَعْظِيْمُ رَبِّ الْمَالِ۔ فَقَالَ سَلْمٰنُ وَيَكُوْنُ هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمٰنُ۔ تَكُوْنُ الزَّكٰوةُ مَغْرَمًا۔ وَالْفَيْءُ مَغْنَمًا وَيُصَدَّقُ الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ الْاَمِيْنُ۔ وَيَتَكَلَّمُ الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ يَتَكَلَّمُ فِي النَّاسِ مَالَمْ يَتَكَلَّمْ وَيُنْكِرُ الْحَقَّ تِسْعَةُ اَعْشَارِهِمْ وَيَذْهَبُ الْاِسْلَامُ۔ فَلَا يَبْقٰى اِلَّا اسْمُهٗ وَيَذْهَبُ الْقُرْاٰنُ فَلَا يَبْقٰى اِلَّا رَسْمُهٗ وَتُحَلَّى الْمَصَاحِفُ بِالذَّهَبِ۔ وَتَتَسَمَّنُ ذُكُوْرُ اُمَّتِيْ۔ وَتَكُوْنُ الْمَشْوَرَةُ لِلْاِمَاءِ وَيَخْطُبُ عَلَى الْمَنَابِرِ الصِّبْيَانُ۔ وَتَكُوْنُ الْمُخَاطَبَةُ لِلنِّسَاءِ۔ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تُزَخْرَفُ

حجۃ الوداع میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور یہ خطبہ فرمایا لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی علامتیں اس کی نشانیاں اور شرطیں بتلاؤں؟ اس پر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا سنو! نمازوں کا ضائع کرنا۔ خواہش کی طرف جھکنا۔ مالداروں کی تعظیم اُن کے مال کی وجہ سے کرنا۔ یہ سن کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ایسا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں بخدا ایسا ہوا کرے گا اور سنو! اُس وقت زکوٰۃ کو مثل تاوان کے سمجھا جائے گا۔ اور مال غنیمت کو اپنی دولت سمجھ لی جائے گی۔ اور جھوٹے آدمیوں کو سچا سمجھا جائے گا اور سچوں کو جھوٹا کہا جائے گا۔ خیانت کرنے والے امین مشہور ہوں گے اور امین خائن سمجھے جانے لگیں گے۔ اور وہ لوگ جنہیں بولنے کا ڈھنگ بھی نہ ہوگا مولوی اور عالم اور خطیب اور واعظ ہو جائیں گے۔ حق کے دس حصوں میں سے نو کا انکار ہونے لگے گا۔ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا۔ قرآن کے فقط حروف رہ جائیں گے۔ قرآن کو سونے سے منڈھا جائے گا۔ مٹاپا مردوں میں بڑھ جائے گا۔ لونڈیوں سے مشورے ہونے لگیں گے۔ منبروں پر کم عمر لوگ

اَلْمَسَاجِدُ كَمَا تُزَخْرَفُ الْكَنَائِسُ وَالْبِيَعُ
وَتُطَوَّلُ الْمَنَابِرُ وَتَكْثُرُ الصُّفُوْفُ مَعَ
قُلُوْبٍ مُتَبَاغِضَةٍ وَاَلْسُنٍ مُخْتَلِفَةٍ۔ وَ
اَهْوَآءٍ جَمَّةٍ۔ قَالَ سَلْمٰنُ وَيَكُوْنُ
ذٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِيَدِهٖ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمٰنُ وَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ
فِيْهِمْ اَذَلَّ مِنَ الْاَمَةِ يَذُوْبُ قَلْبُهٗ فِىْ
جَوْفِهٖ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِى الْمَاءِ مِمَّا
يَرٰى مِنَ الْمُنْكَرِ فَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُغَيِّرَهٗ
وَيَكْتَفِى الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَآءُ
بِالنِّسَآءِ وَيُغَارُ عَلَى الْغِلْمَانِ كَمَا يُغَارُ
عَلَى الْجَارِيَةِ الْبِكْرِ۔ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمٰنُ
يَكُوْنُ اُمَرَآءُ فَسَقَةً وَّوُزَرَاءُ فَجَرَةً۔ وَ
اُمَنَآءُ خَوَنَةً۔ يُضَيِّعُوْنَ الصَّلٰوٰتِ وَيَتَّبِعُوْنَ
الشَّهَوَاتِ ٥ فَاِنْ اَدْرَكْتُمُوْهُمْ فَصَلُّوْا
صَلٰوتَكُمْ لِوَقْتِهَا۔ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ
يَجِیْءُ سَبْىٌ مِّنَ الْمَشْرِقِ وَسَبْىٌ مِّنَ
الْمَغْرِبِ۔ جُثَاؤُهُمْ جُثَاءُ النَّاسِ۔ وَ
قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ۔ لَا يَرْحَمُوْنَ
صَغِيْرًا وَلَا يُوَقِّرُوْنَ كَبِيْرًا۔ عِنْدَ ذٰلِكَ
يَا سَلْمَانُ يَحُجُّ النَّاسُ اِلٰى هٰذَا الْبَيْتِ
الْحَرَامِ تَحُجُّ مُلُوْكُهُمْ لَهْوًا وَّتَنَزُّهًا
وَاَغْنِيَاؤُهُمْ لِلتِّجَارَةِ۔ وَمَسَاكِيْنُهُمْ

خطبے کہیں گے۔ کام کی بات عورتوں کے ہاتھ ہوگی۔ مسجدیں
خوب بناؤ سنگھار سے خوبصورت کی جائیں گی جیسے
گرجے اور خانقاہیں۔ منارے بہت بلند کیئے جائیں
گے۔ نمازیوں کی صفیں تو زیادہ ہوں گی لیکن دل زبان
اور خیالات بالکل الگ الگ ہوں گے۔ حضرت سلمان
رضی اللہ عنہ نے پھر متعجب ہو کر پوچھا کہ یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ایسا ہی ہو جائے گا۔ آپؐ نے
فرمایا ہاں ہاں اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی
جان ہے یہی ہوگا۔ مومن تو ان کی نگاہوں میں لونڈی
سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور یہ تو کڑھتا رہے گا۔
کیوں کہ خدا کی نافرمانیاں دیکھتا ہے اور اُنہیں
اصلاح پر لانے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا اس لئے
دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کھا کر ایسے گھلتا جاتا ہے
جیسے نمک پانی میں۔ مرد مردوں میں شہوت رانی کرنے
لگیں گے۔ عورتیں بھی آپس میں ہی مشغول ہو جائیں گی
لڑکوں پر ٹھیک اسی طرح رشک ہونے لگے گا جس
طرح کنواری نوجوان عورتوں پر۔ اس وقت فاسق لوگ
امام بن بیٹھیں گے۔ ان کے وزیر بدکردار بدکار ہوں
گے۔ امین خیانت کرنے لگیں گے۔ نمازیں ضائع کر
دی جائیں گی۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کی جانے لگے گی۔
میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ایسے وقت تم نماز کو اس کے
وقت پر پڑھ لیا کرو۔ اس وقت مشرق مغرب سے
لوگ آئیں گے جن کے جسم تو انسانی ہوں گے لیکن

لِلْمَسْأَلَةِ۔ وَقُرَّاؤُهُمْ رِيَاءً وَسُمْعَةً قَالَ وَيَكُونُ ذٰلِكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ عِنْدَ ذٰلِكَ يَاسَلْمَانُ۔ يَفْشُوْ الْكِذْبُ وَيَظْهَرُ الْكَوْكَبُ لَهُ الذَّنَبُ۔ وَتُشَارِكُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي التِّجَارَةِ وَتَتَقَارَبُ الْأَسْوَاقُ۔ قَالَ وَمَا تَقَارُبُهَا؟ قَالَ كَسَادُهَا وَقِلَّةُ أَرْبَاحِهَا۔ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ۔ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيحًا فِيهَا حَيَّاتٌ صُفْرٌ فَتَلْتَقِطُ رُؤَسَاءَ الْعُلَمَاءِ لِمَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ۔ قَالَ وَيَكُونُ ذٰلِكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْإِمَامُ السُّيُوطِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ)

ان کے دل شیطانی ہوں گے۔ نہ چھوٹوں پر رحم کریں گے نہ بڑوں کی توقیر کریں گے۔ اس وقت حج تو ہوگا لیکن بادشاہوں کا حج سیر و تفریح کے طور پر اور مالداروں کا حج تجارتی مفاد کی خاطر۔ اور مسکینوں کا حج سوال کرنے اور مانگنے کھانے کی خاطر۔ اور قاریوں کا حج ریاکاری اور دکھاوے کے طور پر۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، سے پھر صبر نہ ہو سکا کہنے لگے کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس طرح ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح ہوگا اُس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا۔ دُم دار ستارہ نظر آئے گا۔ عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہو جائیں گے۔ یعنی کساد بازاری ہوگی۔ نفع کی کمی ہوگی۔ اس وقت ایسی آندھیاں چلیں گی جو زرد سانپ برسائیں گی۔ اور وہ سانپ اس وقت کے سردار علماء کو چمٹ جائیں گے۔ کیوں کہ انھوں نے بُرائیاں دیکھیں اور انکار نہ کیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسولؐ اللہ یہی ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا یہ سب قیامت کے قریب واقع ہوگا، قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

برادران! آہ یہی وہ وقت ہے کہ یہ سب علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں، یہ سب کبیرہ گناہ ہونے لگے ہیں۔ ایسے وقت گناہوں سے بچنا اور ان علامات قیامت کے کبیرہ گناہوں سے یکسو رہنا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ خدا ہمیں ہدایت دے۔ حجۃ الوداع کے خطبے آپ نے بہت سے سُن لئے اب ان خطبوں کے لب لباب کا ایک آخری خطبہ حجۃ الوداع اور بھی سُن لیجئے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا، جس میں فرمایا۔

(۹۱۶) إِتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ۔ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَ

اے لوگو! اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ پانچوں

صُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ وَحُجُّوْا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَاَطِيْعُوْا ذَا اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وقت کی نمازیں پڑھتے رہو۔ رمضان المبارک کے روزے رکھتے رہو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اپنے پروردگار کے گھر کا حج ادا کرتے رہو۔ اپنے مسلم بادشاہوں کے فرمان کی اطاعت کرتے رہو تاکہ اپنے مربی کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

الٰہ العالمین ہمیں اپنی غلامی میں قبول فرما لے۔ ہمارا نام مسلمانوں میں لکھ لے۔ ہمیں اپنے رسول کی اُمت میں گن لے۔ ہمیں دونوں جہان میں سرخرو رکھ۔ اے ہمارے آقا اپنے غلاموں کی تقصیریں معاف فرما اور ہمیں اپنے انعامات سے مالامال فرما۔ خدایا مسلمانوں کے گذشتہ گناہوں کو بخش اور انہیں سب دروں سے ہٹا کر اپنے در پر جھکا لے۔ انہیں سب کی تابع داریوں سے برگذشتہ و آزاد کر کے اپنے رسولؐ کی اطاعت میں لگا لے آمین۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاَهْلِهٖ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خوفِ خدا کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متفرق خطبے

حَمْدًا لِّمَنْ نَضَّرَ وُجُوْهَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔ وَصَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلٰى مَنْ نَّزَّلَ عَلَيْهِ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَهْلَ التَّقَدُّمِ فِي الْقَدِيْمِ وَالْحَدِيْثِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَآئِمَيْنِ مَادَامَتِ الْاَئِمَّةُ فِيْ جَمْعِ الْاَحَادِيْثِ۔ وَسَارُوْا فِيْهِ السَّيْرَ الْحَثِيْثَ وَمَيَّزُوا الطَّيِّبَ مِنَ الْخَبِيْثِ۔ فَنَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى اِرْسَالِ رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَخَطِيْبِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَمُعَلِّمِ الْاُمِّيِّيْنَ۔ فَجَعَلَهُمْ بِهٖ قَارِئِيْنَ كَاتِبِيْنَ۔ صَالِحِيْنَ مُصْلِحِيْنَ۔ وَصَارُوْا اَئِمَّةً حُكَمَآءَ حَاكِمِيْنَ وَعُلَمَآءَ مُصْلِحِيْنَ۔ وَرَثَةَ الْاَنْبِيَآءِ وَسَادَاتِ الْخُطَبَآءِ فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الصَّادِقُ

الْمَصْدُوْقُ ٥ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - اَمَّا بَعْدُ - فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ - فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ -

جو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اُس کے لئے دو دو جنتیں ہیں - کیا اب بھی اے انسانو اور اے جنو! تم اپنے رب کی کسی نعمت کے منکر ہو سکتے ہو؟ لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ ٥ الٰہی اور الٰہ العالمین! ہم تیری بے انتہا نعمتوں میں سے کسی ایک نعمت کو بھی نہیں جھٹلاتے بلکہ تیری ایک ایک نعمت پر ہم تیری حمد و ثنا بیان کرتے ہیں - برادران! خدا سے ڈرو! دنیاوی مسرتوں میں خوف خدا کو اور قبر کو نہ بھولو -

(۹۱۷) قَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ يَوْمًا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ٥ فَقُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ فَقَالَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ٥ فَقُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ فَقَالَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ٥ فَقُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِي الدَّرْدَآءِ وَرَوَاهُ النَّسَآئِيُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْمَلَةَ بِهٖ وَرَوَاهُ النَّسَآئِيُّ اَيْضًا عَنْ مُؤَمَّلِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ بِهٖ وَقَدْ رُوِيَ مَوْقُوْفًا عَلٰى اَبِي الدَّرْدَآءِ وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ مَنْ خَافَ مَقَا

محدث و مفسر ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو الدرداء انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمارے سامنے) کئی روز یہ آیت پڑھی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ - (جو شخص اپنے مالک کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرتا رہے اُس کو خصوصی دو جنتیں دی جائیں گی) میں نے عرض کی کہ اگرچہ وہ شخص زنا چوری کرتا رہے - آپؐ نے اس کا تو کچھ جواب نہیں دیا بلکہ دوبارہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ میں نے پھر عرض کیا اگرچہ وہ زنا چوری کرتا رہے - آپؐ نے (پھر بھی کوئی جواب نہ دے کر) فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ - میں نے پھر عرض کی اگرچہ وہ زنا چوری کرتا رہے یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپؐ نے فرمایا اگرچہ ابو الدرداء ذلیل و خوار ہو جائے - یہ حدیث کئی سندوں سے مرفوع اور موقوف روایت کی گئی ہے - ایک موقوف

رَبِّہٖ لَمْ یَزْنِ وَلَمْ یَسْرِقْ ۔

(تفسیر ابن کثیر)

روایت میں ہے کہ حضرت ابو الدرداء انصاری رضی اللہ عنہ نے اس آیت (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ) کا مطلب یہ بتلایا کہ جو شخص اپنے مالک کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر دل میں رکھے گا وہ زنا و چوری وغیرہ ہرگز کبھی نہ کرے گا۔

ہر کام خوف سے یا شوق سے ہوتا ہے۔ شوق تو کبھی سست بھی پڑ جاتا ہے لیکن اگر خوف دل میں مستقل قائم ہو جائے اور جم جائے تو برائی کرنی محال نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتی ہے، اسی واسطے قرآن کریم اور حدیث شریف میں خوف پر بہت زور دیا گیا ہے بلکہ نجات کا دارومدار اسی کو قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ۝ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۝ جو شخص بھی اپنے رب کریم کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اپنی طبیعت کو ناجائز خواہشات سے ہمیشہ روکتا اور ہٹاتا رہے یقیناً جنت تو اسی کا ٹھکانہ ہے۔ دوسری جگہ اپنے لائق و نیک بندوں کے انعامات و ثواب ذکر کر کے فرمایا ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۔ یہ سب اسی کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

اب اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے ملاحظہ کیجئے۔

(۹۱۸) مدینہ طیبہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آدمی بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سوالات پیش کئے ان میں ایک یہ بھی تھا مَا الْاِحْسَانُ ۝ یعنی قرآن مجید میں جو احسان کا ذکر آیا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ۔

یعنی اللہ کا خوف و ڈر اس قدر غالب ہو کہ ہر وقت خصوصاً عبادت کے وقت تو یہی سمجھے گویا کہ تو خود اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور یہ حالت ممکن نہ ہو تو یہ تو یقینی ہے کہ وہ تجھ کو برابر دیکھ رہا ہے (اسی کو اخلاص کہتے ہیں۔)

مطلب یہ کہ کسی وقت بھی خصوصاً عبادت کے موقع پر کوئی حرکت خلاف ادب و تہذیب نہ ہو جائے۔ ورنہ عمل قبولیت کا درجہ حاصل نہ کر سکے گا اور تمام محنت برباد و گناہ لازم ہو جائے گا۔

(۹۱۹) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ

آتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ)

اِلٰی رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ۔ (یعنی وہ لوگ جو کرتے ہیں جو کچھ بھی کرتے ہیں لیکن ان کے دل اس وجہ سے ڈرتے ہیں کہ وہ لوٹ کر اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں) کے متعلق پوچھا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو شرابیں پیتے اور چوریاں کرتے ہوئے خدا کے پاس لوٹ کر جانے کا خوف رکھتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی یہ نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ روزہ نماز اور صدقہ وغیرہ کرتے ہوئے اعمال کے قبول نہ ہونے سے ڈرتے رہتے ہیں یہی لوگ نیکیوں میں بہت تیزی سے آگے بڑھتے ہیں۔

(۹۲۰) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جہنم سے اُس شخص کو بھی نکال لو جس نے کسی روز بھی مجھ کو یاد کیا ہو، یا کسی جگہ صرف مجھ سے ہی ڈرا ہو۔

(۹۲۱) مدینہ کا میدان ہے سرور رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرنے کیلئے خود نصیحت کرتے ہوئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار ہیں اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدل تشریف لیجا رہے ہیں۔ الوداعی نصیحتوں سے فارغ ہو کر فرماتے ہیں۔ معاذ! بہت ممکن ہے کہ تم اس سال کے بعد مجھ سے ملاقات نہ کر سکو اور مدینہ میں آکر میری مسجد اور قبر کو ہی دیکھو اور مجھ کو نہ پاؤ۔

یہ ایسی دردناک خبر تھی جس سے بڑے بڑوں کے دل دہل جائیں اور پتے پانی ہو جائیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بھی سنبھل نہ سکے اور اس جُدائی کی خبر سے پریشان ہو کر رونے بھی لگے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا (مسند احمد) یعنی اے معاذ! پریشان نہ ہو انشاء اللہ اس جہان کے بعد بھی ملاقات ہو گی کیوں کہ میرے

سب سے زیادہ قریب وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں خدا سے ڈر کر عمل کرتے رہیں وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں (کوئی خصوصیت نہیں ہے)۔

(۹۲۲) اس خوف کی نشانی سُن لیجئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ یَّخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ثُمَّ یُصِیْبُ شَیْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی مومن کی آنکھوں سے اللہ کے ڈر سے آنسو نکلے اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہی ہو اُس پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

(۹۲۳) خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام خوف ملاحظہ ہو۔

عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا۔ اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کچھ معاملہ کیا جائے گا۔

(۹۲۴) حضرت عمر فاروق سید المتقین رضی اللہ عنہ کا بھی خوف کے متعلق ایک واقعہ سُن لیجئے اور مقامِ خوف ملاحظہ فرمائیے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے صاحبزادے ابوبردہ رضی اللہ عنہما سے بیان فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے والد صاحب نے تمہارے والد صاحب سے کیا فرمایا تھا؟ ابوبردہ نے کہا، جی نہیں۔ تب عبداللہ نے بیان کیا کہ میرے باپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے باپ سے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کیا تمہیں یہ اچھا لگے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا مسلمان ہونا، ہجرت کرنا، جہاد کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے کل عمل ہمارے قبول ہوں اور ثواب دلائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے تمام اعمال سے ہم برابر ہی چھوٹ جائیں تو تمہارے والد نے میرے والد سے فرمایا نہیں، اللہ کی قسم ہم نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد روزہ نماز اور بہت سے جہاد کئے ہیں ونیز ہمارے ہاتھوں بہت لوگ مسلمان ہوئے ہم توان کی بھی ضرور امید کرتے ہیں ۔میرے والد صاحب نے فرمایا لیکن میں تو اللہ کی قسم یہی چاہتا ہوں کہ پہلے اعمال میرے لئے مقبول ثابت ہوں اور بعد کے تمام کاموں سے میں برابر چھوٹ جاؤں، ثواب نہ ملے تو عذاب بھی نہ ہو۔ ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم آپ کے والد صاحب میرے والد صاحب سے یقیناً بہتر تھے ۔ (بخاری)

(۹۲۵) خوف خدا کا فائدہ بھی سُن لیجئے ۔جب خدا کے دشمنوں نے انبیاء علیہم السلام کو انتہائی ستالیا اور ہر قسم کے ڈراوے دے کر بھی عاجز ہو گئے مگر اُن کے پایۂ ثبات میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ ہوئی بلکہ جوش جنون بڑھتا ہی گیا تو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۔ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۔

کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ یہ ضروری ہے کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ ورنہ یقین جانو کہ ہم تم سب کو اپنے ملک سے نکال دیں گے (جب معاملہ یہاں تک پہنچا) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے پاس وحی بھیجی کہ (تم گھبراؤ نہیں) میں ان سب بے انصافوں کو برباد کر کے ان کے بعد صرف تمہیں کو اس ملک میں آباد کر دوں گا۔ یہ وعدہ تمہارے لئے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ) ہر اس شخص کیلئے ہے جو میرے پاس کھڑے ہونے اور میری وعید (عذاب) سے ڈرتا رہے ۔

اس کی مثال میں متعدد انبیاء علیہم السلام کے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ الْاٰيَةِ ۔ جو شخص بھی اللہ سے ڈرتا اور عمل کرتا رہے اللہ بھی اُس کے لئے (ہر قسم کی مصیبتوں سے) نکلنے کے لئے جگہ کر دے گا۔ اور ایسی جگہ سے روزی پہنچائے گا کہ اس کو خیال بھی نہ ہو سکے ۔ دراصل جو بھی اللہ پر بھروسہ کرلے اللہ بھی اُس کے لئے کافی ہوتا ہے اور اُس کا ہمیشہ ہی خیال رکھتا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم سے پہلے زمانہ میں تین شخص کہیں جا رہے تھے ۔ رات کا وقت ہوا ادھر بارش نے زور کیا تو تینوں مسلمان ایک پہاڑ کے غار میں پناہ گزیں ہوئے ۔ وقت کی بات کہ پہاڑ کے اوپر سے بڑی چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آکر رک گئی ۔ اب حالت نہایت نازک تھی ۔ سوائے

خدا کے کوئی ذریعۂ نجات نہ تھا۔ آپس میں کہنے لگے کہ بھئی اس بڑی چٹان سے نجات پانے اور بچنے کا سوائے اس کے کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اپنے سچے اور خلوص کے ساتھ کئے ہوئے اعمال کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو۔ وہ اعمال دراصل اس لائق بھی ہوں جن کو وسیلہ بنایا جا سکے۔ یہی رائے پاس ہوئی اور ہر ایک نے باری باری دُعا شروع کی، چنانچہ پہلے نے کہا۔ یا اللہ! میرا گذارہ صرف بکریوں پر تھا۔ بکریاں چراتا اور انھیں کے دودھ سے تمام گھر والوں کی پرورش کرتا تھا۔ میرے ماں باپ بہت بڈھے تھے۔ میں اگرچہ اُن کی کسی خدمت کے لائق نہ تھا مگر ان سے پہلے کسی بھی چھوٹے بڑے کو دودھ ہرگز نہ پلاتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز مجھے درختوں کے پتے لینے کے لئے بہت دُور جانا پڑا۔ واپس آتے ہوئے اس قدر دیر ہو گئی کہ میرے بزرگ ماں باپ سو گئے۔ میں نے گھر میں پہونچ کر دودھ دوہا، چونکہ ماں باپ سے پہلے کسی کو بھی دینے کی عادت نہ تھی۔ لہٰذا سب سے پہلے اُن ہی کے پاس لے کر پہونچا۔ وہ تو سو ہی چکے تھے اور میں ادب کی وجہ سے جگا نہ سکا تھا۔ ہاتھ میں پیالہ لئے ہوئے اُن کی بیداری کے انتظار میں صبح تک یونہی کھڑا رہا اگرچہ بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے مگر میں نے کسی کی پرواہ نہ کی، نہ خود پیا نہ کسی کو پلایا۔ صبح کو بیدار ہو کر والدین نے جب اپنا حصہ پی لیا تب دوسروں کو دیا۔ اے اللہ! اگر دراصل میں نے یہ سب تیری مرضی کیلئے کیا ہو تو تُو بھی ہم سے اس چٹان کو ہٹا دے۔ فوراً وہ چٹان صرف اتنی ہٹی کہ وہ لوگ نکل نہ سکتے تھے۔

دوسرے نے کہا، یا اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھ کو اپنے چچا کی لڑکی سے انتہائی محبت اور عشق تھا۔ میں نے اُس کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر وہ مجھ سے بچتی رہی اور قبضہ میں نہ آئی یہاں تک کہ ایک قحط سالی کے زمانہ میں اُس کی حالت بہت نازک ہو گئی تب انتہائی مجبوری میں میرے پاس آئی۔ میں نے فوراً اس کو ایک سو بیس ۱۲۰ دینار اس شرط پہ دیئے کہ میری مُراد پوری کر دے اور مجھ کو اپنے اوپر قبضہ دیدے، وہ راضی ہو گئی۔ جب میں ہر طرح اس پر قابو پا چکا اور تیار ہو گیا تو اُس نے کہا، میں بغیر حق کے تیرے لئے اس مہر کا توڑنا حلال نہیں کر سکتی۔ اس کا مجھ پر بہت اثر پڑا اور میں خود اس سے ملنے کو گناہ سمجھ کر فوراً پیچھے ہٹ گیا اور باوجود انتہائی محبت وعشق کے علیحدہ ہو کر وہ اشرفیاں اسی کے لئے بلا معاوضہ چھوڑ دیں۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل صرف تیری توجہ اور رضا جوئی کے لئے تھا تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ اب بھی فوراً پتھر کچھ ہٹا لیکن نکلنے کے قابل راستہ نہ ہو سکا۔

تیسرے نے کہا۔ ایک مرتبہ میں نے کچھ مزدوروں سے کام لیا۔ سب کو مزدوری بھی دیدی سوائے ایک

شخص کے کہ وہ اپنا حق چھوڑ کر چل دیا۔ میں نے اس کی مزدوری کے اناج سے کھیتی کرانی شروع کر دی۔ خوب پیداوار ہوئی یہاں تک کہ اُسی کی کھیتی سے بہت سے اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ، بکریاں اور غلام وخادم میں نے خرید و فروخت کر لئے۔ لمبی مدت کے بعد وہ شخص آکر کہتا ہے کہ اے اللہ کے بندے! میری مزدوری دیدے۔ میں نے (چونکہ اُس کا حساب علیحٰدہ رکھا تھا) کہا کہ یہ سب جانور اور غلام تمہارے ہی ہیں، لے جاؤ وہ حیران ہوکر بولا۔ اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا۔ نہیں میں مذاق نہیں کر رہا ہوں یہ سب تمہارا ہی ہے۔ تم لے جاؤ، الغرض وہ سب لے گیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیری رضامندی کے لئے کئے تھے تو ہم سے اس پتھر کو ہٹا دے۔ اب پتھر بالکل ہٹ گیا اور یہ لوگ نکل کر چلے گئے۔ (ترغیب ترہیب)

بھائیو! آپ نے دیکھا کہ تقویٰ اور خوف خدا کس قدر مؤثر اور زود اثر ثابت ہوئے۔ دنیا کے واقعات پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ غلامی سے نجات، مصیبتوں کا بچاؤ اور آفتوں سے دُور رہنے کا ذریعہ، خدا کا خوف دل میں رکھ کر شریعت کے موافق عمل کرنا ہی ہے بنی اسرائیل کی غلامی پر غور کر کے آزادی کو دیکھئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کو ملاحظہ فرما کر شفایابی سامنے رکھئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کی عاجزی و کمزوری دماغ میں رکھ کر پھر دامانِ گوہر مقصود سے بھرپور ہونا سوچئے۔ ہاں حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دشمنوں کا زور دیکھ کر پھر یکہ و تنہا ظاہراً بے یار و مددگار اتنی زبردست قوت سے بال بال محفوظ رہنا بھی غور کیجئے، کیوں کہ یہ واقعات قدرت کے عجائبات میں سے ہیں۔

مستقل کوششوں اور نیک نیتی کے ہمیشہ بہترین اور شیریں پھل ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی نجات کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا۔

خدا کے وعدے بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر و استقلال کے سبب سے پورے ہوئے۔

دوسری آیت میں فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ۔

ہم نے بنی اسرائیل میں بہت سے ایسے قائد و رہبر بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم سے ہمیشہ لوگوں کی رہبری کرتے رہیں کیوں کہ وہ مستقل مزاج اور ہمارے احکام پر کامیابی کا یقین کر کے عمل کیا کرتے تھے۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
خدائے لَم یَزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے
یقین پیدا کر اے غافل کہ پابند گماں تو ہے (اقبال)

توکل کی مثال کے لئے جناب خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آگ میں ڈالا جانا اور صحیح وسالم بچ نکلنا کافی سے زیادہ ہے۔

ہاں ایک سرسری نظر مذکورہ بالا حدیث کے مضمون پر پھر ڈال جائیے اور دیکھئے۔ (۱) ماں باپ کا ادب واحترام اور خدمت کرنے کا خدا کے نزدیک کتنا بڑا درجہ ہے۔ (۲) گناہ خصوصًا زنا دعصمت دری پر قادر ہو ہو کر بھی اس سے بچنے کی نیکی کتنی زبردست ہے۔ (۳) بندوں کا حق برباد کرنے سے بچنے اور اس کی حفاظت بلکہ بہتری اور بھلائی کرنے کی کوشش کا کتنا زبردست ثواب ہے کہ آخرت کی نیکی کے علاوہ دنیوی مصیبتوں سے بھی بچاؤ کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔

ایماندار مسلمانوں کے یہ کام تھے جب وہ ہر وقت ظاہر و باطن خدا کے حکم وخوف کا خیال رکھتے تھے تب ہی تو خدا بھی ان کی ہر دُعا کو توجہ سے سُنتا اور قبول کرتا تھا۔ ہم اگرچہ اپنے زبانی دعووں سے جنتی بلکہ اس اس سے بھی آگے ہیں، مگر دراصل ہمارا حال اُن پارسا لوگوں کے بالکل خلاف ہے۔ ماں باپ ہی کیا کسی بھی بڑے کا ادب نہ رہا۔ بدکاری مسلمانوں کا سب قوموں سے زیادہ پیارا شوق ہے۔ اور دوسروں کا خصوصًا کمزوروں کا مال کھانا ہمارا بہترین مشغلہ اور عقلمندی ہے جو ایسا نہ کرے وہ اوّل درجہ کا بے وقوف نااہل اور کندۂ ناتراش ہے اُس کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، اسی لئے یہ تباہیاں اور بربادیاں ہیں سلطنت کھو چکے، عزت برباد ہو چکی، دولت اپنی قوم میں عنقا ہو گئی، علم وہنر نام کو بھی نہ رہا۔ ایک دن کے بعد دوسرا دن بدتر اور خراب ہی ہوتا ہے اس کے باوجود غفلت روز افزوں ہے۔ شعر ؎

آج آفت سے بچی جان توکل خیر نہیں ایسے نادان کا مشکل ہے سلامت رہنا
لیا عقل و دیں سے نہ کچھ کام انھوں نے کیا دینِ برحق کو بدنام انھوں نے

مسلمانو! ع ۔ بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو۔ شعر

ازغلامی فطرتِ آزاد را رسوا مکن ٭ تاتراشی خواجہ از برہمن کافر تری

(۹۲۶) خوفِ خدا سے میدان حشر میں بھی فائدہ پہونچے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّہٗ یعنی سات قسم کے وہ لوگ ہیں جن کو خداوندِ عالم میدان حشر میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اُس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں ایک وہ شخص بھی ہے رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ جو اکیلے میں اللہ کو (اور اپنے گناہوں کو) یاد کرکے آنسو بہادے۔ (بخاری وغیرہ)

(۹۲۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَکَرَ اللّٰہَ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یُصِیْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِہٖ لَمْ یُعَذَّبْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کو یاد کرکے صرف اللہ ہی کے ڈر سے آنسو روئے کہ آنسو زمین تک پہونچ جائیں اس کو قیامت کے روز عذاب نہ ہوگا۔ (ترغیب)

(۹۲۸) عَنْ مُعَاوِیَۃَ ابْنِ حَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَّا تَرٰی اَعْیُنُھُمُ النَّارَ عَیْنٌ حَرَسَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ کَفَّتْ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ۔ (تَرْغِیْبٌ)

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگوں کی آنکھیں جہنم نہیں دیکھیں گی (۱) وہ آنکھ جو جہاد میں رات کو پہرہ دے (۲) جو صرف اللہ کے ڈر سے روئے۔ (۳) وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو نہ دیکھے۔

(۹۲۹) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ نے بہت سی باتیں کیں اور نصیحتیں سُنائیں۔ مندرجہ ذیل نصیحتیں بھی اُنہی میں سے ہیں۔

(۱) دنیا سے بے رغبتی کے برابر کوئی عمل نہیں۔

(۲) حرام اور گناہوں کی باتوں سے بچنے میں سب سے زیادہ قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

(۳) میرے ڈر سے رونے کے برابر دنیا میں کوئی عبادت نہیں ہے میرے ڈر سے زیادہ تر رونے والوں کے ایسے بلند درجے ہوں گے کہ وہاں تک دوسروں کا پہنچنا ناممکن ہے۔ (ترغیب بروایۃ الطبرانی)

اسی واسطے خدا کے نیک بندے اور فرمانبردار ہمیشہ بہت زیادہ روتے رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی غلطی کے لیئے زمانہ دراز تک روتے رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا تو نام ہی نوح زیادہ رونے کی وجہ سے ہوا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اس قدر روتے تھے کہ روتے روتے بیہوش ہو جاتے تھے۔ اس واسطے حضرت زکریا علیہ السلام ان کی موجودگی میں وعظ نہیں فرماتے تھے جب وعظ کہتے تو اچھی طرح دیکھ لیتے کہ یحییٰ تو نہیں ہیں۔ ایک مرتبہ تلاش کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یحییٰ نہیں ہیں حالانکہ وہ کسی گوشۂ مسجد میں موجود تھے حضرت زکریا علیہ السلام اطمینان کر کے وعظ شروع کرتے ہیں۔ خدا کے خوف کا بیان سُن کر حضرت یحییٰ بُری طرح روئے اور گھبراہٹ و پریشانی میں گھر سے نکل کر جنگل کو چل دیئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بہت پریشان ہوئے اور کئی دن کے بعد بہ مشکل اُن کو تلاش کر سکے۔

تھوڑی سی دیر کا تقویٰ اور خوفِ خدا انسان کو مالا مال کر دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مرتبہ یہ قصہ سُنا۔ آپؐ فرماتے تھے بنی اسرائیل میں کِفل نامی ایک شخص تھا جو ہمیشہ رات دن برائیوں میں پھنسا رہتا تھا۔ کوئی سیاہ کاری ایسی نہ تھی جو اُس سے چھوٹی ہو۔ نفس کی کوئی بُری خواہش ایسی نہ تھی جو اُس نے پوری نہ کی ہو۔ ایک مرتبہ ایک عورت کو ساٹھ دینار دے کر زناکاری کے لیئے آمادہ کرتا ہے۔ جب تنہائی میں بُرے کام کے ارادہ پر مستعد ہوتا ہے تو وہ نیک بخت عورت بیدِ لرزاں کی طرح تھرّانے لگتی ہے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں، چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کلیجہ بانسوں اُچھلنے لگتا ہے۔ کِفل حیران ہو کر پوچھتا ہے۔ آخر اس ڈر، خوف، دہشت و وحشت کی وجہ کیا ہے؟ (پاک باطن، شریف النفس اور باعصمت) لڑکی اپنی بھرائی ہوئی آواز میں لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیتی ہے۔ (مجھے خدا کے عذابوں کا خیال ہے۔ اس زبوں کام کو پیدا کرنے والے خدا نے ہم پر حرام کر دیا ہے۔ یہ فعلِ بد ہمیں ہمارے مالک ذوالجلال کے سامنے ذلیل و رسوا کریگا۔ منعمِ حقیقی، محسنِ قدیمی کی یہ نمک حرامی ہے۔ واللہ) میں نے کبھی بھی خدا کی نافرمانی پر جرأت نہیں کی۔ ہائے حاجت اور فقر و فاقہ نے کم صبری اور بے استقلالی نے آج یہ روزِ بد دکھایا کہ جس کی لونڈی ہوں اُس کے سامنے اُس کے دیکھتے ہوئے اُس کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہوں۔ اپنی عصمت بیچنے اور اپنے اچھوتے دامن

پر دھبہ لگانے کے لئے تیار ہوگئی۔ لیکن اے کِفل! بخدا ئے لایزال خوفِ خداوندی مجھے گھلائے جا رہا ہے۔
اُس کے عذابوں کا کھٹکا کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ ہائے آج کا دو گھڑی کا لطف صدیوں تک خون
تھکوائے گا اور عذاب الٰہی کا لقمہ بنائے گا۔ اے کِفل! خدا کے لئے اس بدکاری سے باز آ اور اپنی اور میری
جان پر رحم کر، آخر خدا کو منہ دکھانا ہے۔ اس نیک نہاد، پاک باطن عصمت مآب خاتون کی پُرتاثیر تقریر اور
بے لوث سچی مخلصانہ خیر خواہی کِفل پر اپنا گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اور چونکہ دل کی بات ہوتی ہے دل ہی میں اپنا گھر
کرتی ہے، ندامت اور شرمندگی چوطرف سے گھیر لیتی ہے اور عذاب الٰہی کی خوفناک شکلیں در و دیوار سے دکھائی دینے
لگتی ہیں، اپنے انجام پر غور کر کے اپنی سیاہ کاریوں کو یاد کر کے رو دیتا ہے اور) کہنے لگتا ہے، اے پاکباز عورت
تو محض ایک گناہ اور وہ بھی نا کر دہ پر اس قدر کبریائے ذوالجلال سے لرزاں و ترساں ہے (ہائے میری تو ساری
عمر اپنی بدکاریوں اور سیاہ اعمالیوں میں بسر ہوگئی۔ میں نے اپنے منہ کی طرح اپنے نامۂ اعمال کو بھی سیاہ کر لیا خوف
خدا کو کبھی پاس بھی پھٹکنے نہ دیا۔ عذاب الٰہی کی کبھی بھول کر بھی پرواہ نہ کی۔ ہائے میرا مالک مجھ سے غصہ ہوگا۔
اس کے عذاب کے فرشتے میری تاک میں ہوں گے۔ جہنم کی غیظ و غضب کی قہر آلود نگاہیں میری طرف ہونگی
میری قبر کے سانپ بچھو میرے انتظار میں ہوں گے) مجھے تو تیری نسبت بہت زیادہ خدا سے ڈرنا چاہیئے (نہ جانے
میدانِ حشر میں میرا کیا حال ہوگا؟ اے بزرگ عورت تو گواہ رہ، میں آج تیرے سامنے سچے دل سے توبہ
کرتا ہوں کہ آئندہ رب کی ناراضگی کا کوئی کام نہ کروں گا، خدا کی نافرمانیوں کے پاس کبھی نہ پھٹکوں گا میں نے
وہ رقم تمہیں للہ دی اور اپنے ناپاک ارادہ سے ہمیشہ کیلئے باز آیا) پھر بصد گریہ وزاری جناب باری میں توبہ
استغفار کرتا ہے اور رو رو کر اپنے اعمال کی سیاہی دھوتا ہے دامنِ امید پھیلا کر دستِ دعا دراز کرتا ہے
کہ بارِ الٰہی میری سرکشی سے درگذر فرما، مجھے اپنے دامن عفو میں چھپا لے۔ میرے گناہوں سے چشم پوشی کر، مجھے
اپنے عذابوں سے آزاد کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اُسی رات کِفل کا انتقال ہوگیا۔ صبح کو لوگ
کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے دروازہ پر قدرتاً لکھا ہوا ہے اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لِلْکِفْلِ یعنی اللہ تعالیٰ نے کِفل
کے کل گناہ معاف فرما دیئے۔ لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَ
الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ)

آپ نے دیکھا کہ دو گھڑی کے خوفِ خدا نے عمر بھر کے گناہوں کو جلا کر بھسم کر دیا۔ سنو اور کان کھول
کر سنو! خوفِ خداوندی تمام نیکیوں سے بڑی نیکی ہے اور تمام برائیوں سے بڑی برائی خوف خداوندی خشیت

الٰہی اور تقوے کا نہ ہونا ہے۔

میں آج کے اپنے اس خطبے کو اسی پر ختم کرتا ہوں اور خاتمے پر آپ کو اس آیتِ قرآنی کا سُنانا ضروری سمجھتا ہوں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ یعنی دل میں اللہ کا ڈر رکھنا۔ زبان کو پاک صاف اور سچی رکھنا وہ عمل ہے جس پر بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں اور کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِ اَنْفُسَنَا تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خوفِ خدا کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر متفرق خطبے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَاَسْتَغْفِرُہٗ وَاَسْتَھْدِیْہِ ۝ وَاُوْمِنُ بِہٖ وَلَا اَکْفُرُہٗ وَاُعَادِیْ مَنْ یَّکْفُرُہٗ ۝ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَۃِ ۝ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ۔ وَقِلَّۃٍ مِّنَ الْعِلْمِ۔ وَضَلَالَۃٍ مِّنَ النَّاسِ۔ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ۔ وَدُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَۃِ۔ وَقُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ۔ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ ۝ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی وَفَرَّطَ وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا ۝ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ ۝ فَاِنَّہٗ خَیْرُ مَا اَوْصٰی بِہِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ یَّحُضَّہٗ عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَاَنْ یَّاْمُرَ بِتَقْوَی اللّٰہِ ۝ فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَکُمُ اللّٰہُ مِنْ نَّفْسِہٖ وَلَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ نَصِیْحَۃً وَّلَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ ذِکْرًا ۝ وَاِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ لِمَنْ عَمِلَ بِہٖ عَلٰی وَجَلٍ وَّمَخَافَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰی مَا تَبْغُوْنَ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَۃِ وَمَنْ یُّصْلِحِ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ مِنْ اَمْرِہٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ لَا یَنْوِیْ بِذٰلِکَ اِلَّا وَجْہَ اللّٰہِ یَکُنْ لَّہٗ ذِکْرًا فِیْ عَاجِلِ اَمْرِہٖ ۝ وَذُخْرًا فِیْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ یَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰی مَا قَدَّمَ ۝ وَمَا کَانَ مِنْ سِوٰی ذٰلِکَ یَوَدُّ لَوْ اَنَّ

بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ أَمَدًا بَعِيْدًا وَّيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ٥ وَالَّذِيْ صَدَقَ قَوْلَهٗ وَأَنْجَزَ وَعْدَهٗ لَا خُلْفَ لِذٰلِكَ - فَإِنَّهٗ يَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ - مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ - فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِكُمْ وَعَاجِلِهٖ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ - فَإِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ أَجْرًا - وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا - وَإِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُوَقِّيْ مَقْتَهٗ وَيُوَقِّيْ عُقُوْبَتَهٗ وَيُوَقِّيْ سَخَطَهٗ ٥ وَإِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُبَيِّضُ الْوُجُوْهَ وَيُرْضِي الرَّبَّ وَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ - خُذُوْا بِحَظِّكُمْ وَلَا تُفَرِّطُوْا بِجَنْبِ اللّٰهِ - وَقَدْ عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ كِتَابَهٗ - وَنَهَجَ لَكُمْ سَبِيْلَهٗ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَيَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ٥ فَأَحْسِنُوْا كَمَآ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ٥ وَعَادُوْٓا أَعْدَاءَهٗ - وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ - هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَسَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ٥ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ - فَأَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ ٥ وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ فَإِنَّهٗ مَنْ يُّصْلِحْ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ يَكْفِهِ اللّٰهُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ - ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يَقْضِيْ عَلَى النَّاسِ - وَلَا يَقْضُوْنَ عَلَيْهِ ٥ وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ ٥ وَلَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ ٥ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ٥ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ (طبری۔ قرطبی۔ المواہب اللدنیہ)

تمام تعریفوں کا مستحق بلکہ مالک صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں اور اُسی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ اُسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ ساتھ ہی اس مالک سے ہدایت کا خواہاں ہوں۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کا کفر نہیں کرتا بلکہ کافروں سے دشمنی رکھتا ہوں میری گواہی ہے کہ عبادت کے لائق صرف خدا کی ذات ہے۔ کسی نبی ولی پیر، فقیر، شہید اچھے بُرے کی ذات کسی قسم کی عبادت کے لائق اس کے سوا نہیں۔ میں دل سے مانتا ہوں اور زبان سے کہتا ہوں کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اس کے ایلچی، قاصد اور سچے رسول ہیں جنہیں خدائے تعالیٰ نے ہدایت و نور نصیحت و عبرت دے کر اُس وقت بھیجا جب کہ نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ٹوٹے ہوئے مدت بیت چکی تھی۔ خدائی علم کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ لوگ گمراہیوں کے تاریک غار میں اتر چکے تھے۔ زمانہ ختم ہونے کو تھا۔ قیامت قریب آچکی تھی۔ اجل سر پر منڈلا رہی تھی۔ پس اب جس نے خدا کی باتیں مان لیں، جس نے تعلیم محمدی کو لے لیا اُس نے رشد و ہدایت کو لے لیا۔ اور جس نے ان دونوں سے منہ موڑ لیا بلکہ نافرمانی میں لگ گیا وہ بہک

گیا۔ اُس نے تقصیر کی اور راہِ راست سے دور جا پڑا۔ میں تمہیں تقوے کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اُس کا لحاظ رکھو۔ ایک سچے مسلمان کو اس کے بھائی کی طرف سے بہتر سے بہتر وصیت یہی ہو سکتی ہے کہ اسے آخرت کی رغبت و لالچ دلائے۔ اُسے خوف خدا کی ہدایت کرے۔ لوگو! خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو جیسے کہ خود اس نے تمہیں اپنی ذات سے ڈرتے رہنے کی ہدایت فرمائی ہے، نہ تو اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت ہے نہ اس سے افضل کوئی ذکر ہے۔ جان لو کہ آخرت کی جن بھلائیوں کے تم امیدوار ہو۔ وہ سب موقوف ہیں اُن نیک اعمال پر جو تم خوف خدا اور تقوے سے بجا لاؤ۔ جو شخص صرف رضائے الٰہی کی جستجو میں اپنے ان تمام کاموں اور ارادوں کی اصلاح کر لے جو اس کے اور خدا کے درمیان ہیں خواہ وہ پوشیدہ امور ہوں خواہ ظاہری تو رب العالمین اسے دنیا میں نیک نام نیک انجام کر دے گا اور یہ معاملہ کی اصلاح آخرت میں بھی اُسے نیکیوں کے انبار اور ذخیرے کی صورت میں پروردگار عطا فرمائے گا۔ یہی وہ وقت ہوگا جب انسان اپنی نیکیوں کا سخت تر محتاج ہوگا۔ اور نیکیوں کے سوا اور اعمال سے اُسے اُس روز اس قدر نفرت ہوگی کہ کہے گا کاش کہ میرے اور ان کے اعمال کے درمیان بعید و غایت فاصلہ اور دوری ہوتی۔ لوگو! جناب باری تبارک و تعالیٰ تمہیں خود اپنی ذات گرامی سے ڈرا رہا ہے کہ تم اس کی خفگی اور ناراضگی سے اپنا بچاؤ کر لو۔ تم اس بچاؤ کی طرف جھکے کہ رحمت و رافت، مہربانی و نرم دلی والے خدا کی محبت تم کو لپک لے گی، اُس سے بڑھ کر بندوں پر کسی کی شفقت نہیں۔ اُس خدا کی قسم جس کی بات سچی ہے، جس کے وعدے پورے ہو کر ہی رہتے ہیں کہ جو میں کہہ رہا ہوں یہ اَن مِٹ بات ہے ٹل نہیں سکتی۔ سنو خود اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ میرے پاس کی باتیں بدلتی نہیں اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔ لوگو! رب العزت سے ڈرو۔ دنیوی معاملات میں بھی اور اخروی معاملات میں بھی، پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی، اللہ تعالیٰ سے جو ڈرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرما دے گا اور اُسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اُس کا لحاظ رکھنے والا اُس کا خوف کھانے والا ہی سب سے بڑا نصیب دار سب سے زیادہ کامیاب اور بڑا مقصد ور ہے۔ یاد رکھو کہ خدا کی خفگی سے، خدائی سزاؤں سے، رب کی ناراضگی سے بچانے والی چیز تقویٰ اور اللہ کا ڈر ہے اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن چہرہ نورانی رہے۔ مُنہ سفید رہے۔ رب راضی رہے۔ بلند درجے ملیں تو اللہ کا ڈر دل میں رکھو۔ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہو۔ لوگو! اپنا حصّہ لے لو۔ لوگو! خدا کے پڑوس میں کمی نہ کرو، یعنی جتنا ہو سکے نیکیاں کر کے درجات بڑھا لو۔ کوتاہیاں کر کر کے نعمت رب سے محروم نہ رہ جاؤ۔

تم کیا دیکھ نہیں رہے ہو؟ کہ اس نے اپنی پاک کتاب تمہیں سکھا دی، تمہارے لئے ہدایت کا راستہ کھول دیا۔ یہ اسی لئے کہ سچے اور جھوٹے دنیا پر کھل جائیں۔ خدا نے تمہارے ساتھ احسان وسلوک کیا ہے۔ تم بھی اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ احسان وسلوک سے پیش آؤ۔ اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ راہِ خدا میں جم کر جہاد کرو۔ ایسا کہ ادائیگی حقِ نمک ہو جائے۔ اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے تاکہ ہر ہلاک ہونے والا دلائل دیکھ لینے کے بعد ہلاک ہو۔ اور ہر زندگی حاصل کرنے والا بھی دلائل کے ساتھ زندہ رہے۔ نیکی کرنے کی قوت صرف مددِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ لوگو! اللہ کا ذکر بکثرت کیا کرو، موت کے بعد کام آئیں وہ اعمال کر لو۔ سنو اللہ تعالیٰ کے اور اپنے درمیان کے تعلقات اگر تم سنوارو گے تو تمہارے اور دنیا کے اور لوگوں کے درمیانی تعلقات اللہ تبارک وتعالیٰ خود سنوار دے گا کیوں کہ خدا ئے بزرگ وبرتر کی لوگوں پر چلتی ہے، نہ کہ لوگوں کی خواہش کا وہ پابند ہو۔ وہ تمام مخلوق پر حاکم اور سب کا مالک ہے۔ وہ نہ کسی کا مملوک ہے نہ اس کی مملکت میں سے کسی چیز کا کوئی اور مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور تمام قوتیں اور طاقتیں اسی کی طرف سے ہیں۔

ناظرین کرام! آپ اس سے پہلے کا خطبہ خدا کے ڈر سے رو رو کر گناہوں سے توبہ کرنے کے متعلق ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اسی کے متعلق کچھ اور بھی سن لیجئے تاکہ یہ سلسلہ مکمل ہو جائے۔

گناہوں پر رونا بھی نجات کا ذریعہ ہے۔

(۹۳۰) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) مَا النَّجَاةُ قَالَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہنم سے بچنے کا کیا ذریعہ ہے؟ فرمایا اپنی زبان کو روکے رہو بے قاعدہ نہ چلنے دو۔ تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع ہونا چاہیئے (زیادہ تر گھر ہی میں رہو۔) اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے رویا کرو۔

شریعتِ اسلام میں زبان کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ انسان کی ہر بات کو فوراً لینے اور لکھنے والے ہر وقت تیار رہتے ہیں جب یہ حالت ہے تو غور کیجئے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی بات پکڑ سے بچ نہیں سکتی۔ تو پھر زبان

کے ذریعہ گناہوں کا شمار کیا ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر چند سوالات کئے جن میں روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ کل باتیں فرما کر ارشاد فرمایا۔ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا۔ کیا میں تم کو ان تمام نیکیوں کو قوت دینے والی خصلت بتاؤں؟ میں (معاذ) نے عرض کیا ہاں ضرور فرمائیے۔ تو اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اس کو اپنے پاس ہی پکڑ کے رو کے رکھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم زبانی باتوں پر بھی پکڑے جائیں گے؟ تو فرمایا کہ تجھ کو اب تک خبر نہیں کہ مسلمانوں کو جہنم میں اوندھے منہ ڈالنے والے صرف زبانی کرتوت ہی ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)۔ یہ بھی واضح رہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی ذریعۂ نجات ہی کو پوچھا تھا یعنی مجھ کو ایسا عمل بتا دیجئے جو جہنم سے دور کر کے جنت میں داخل کرا دے۔ اس کے باوجود مذکورہ بالا جواب پانا صاف بتلاتا ہے کہ دراصل ذریعہ نجات میں زبان کو بڑا دخل ہے۔

اور زیادہ تر گھر میں رہنے والا بھی اکثر برائیوں سے بچا رہتا ہے کیوں کہ سوسائٹی میں بیٹھ کر وہ وہ باتیں ہو جاتی ہیں جو اکیلے میں ہرگز ممکن نہیں بلکہ خیال بھی نہ آئے اور یار لوگوں کے ساتھ نہایت آسانی سے ظہور پذیر ہو جاتی ہیں۔

(۹۳۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ تَلَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَخَرَّ فَتًى مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى فُؤَادِهٖ فَاِذَا هُوَ يَتَحَرَّكُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَا فَتٰى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اُتاری يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ اَلْاٰيَةَ (اے ایمان والو! تم خود اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ابتدائی ایندھن بُرے لوگ اور اُن کے پتھر ہوں گے۔ وہاں عذاب کرنے والے نہایت سخت طبیعت نہایت قوی فرشتے مقرر ہیں جو خدا کے کسی حکم کا کبھی خلاف نہیں کرتے۔ صرف وہی کرتے ہیں جو حکم دیا جائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی روز اپنے صحابہ کے سامنے اس

قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَهَا فَبَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ اَصْحَابُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنْ بَيْنِنَا فَقَالَ اَوَمَا سَمِعْتُمْ قَوْلَهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِىْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ (ترغيب)

کو تلاوت فرمایا تو ایک جوان بے ہوش ہو کر گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو وہ بہت زیادہ ہل رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ اُس نے فوراً حکم کی تعمیل کی تو اُس کو جنت کی خوشخبری دی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا یہ بشارت ہم میں سے صرف اسی کے لئے مخصوص ہے؟ آپ نے فرمایا (نہیں) کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سُنا ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِىْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ یعنی توحید کے ماننے پر جنت کا وعدہ ہر اُس شخص کیلئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے اور میرے عذاب سے ڈرتا رہے۔

یہ خوشخبری اس شخص کو صرف اس لئے ملی کہ وہ خدائی عذاب کے خوف سے بے ہوش ہوا۔ اگر اور کسی وجہ سے ہوتا تو ہرگز یہ خوشخبری نہ ہوتی۔ اس لئے یہ بشارت ہر اس شخص کے لئے ہے جو بھی عذاب سے ڈرے۔

(۹۳۲) رُوِىَ عَنْ اَنَسٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ فَقَالَ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ عَامٍ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَاَلْفَ عَامٍ حَتّٰى ابْيَضَّتْ وَاَلْفَ عَامٍ حَتّٰى اسْوَدَّتْ فَهِىَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ لَا يُطْفَأُ لَهَبُهَا وَبَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَسْوَدُ فَهَتَفَ بِالْبُكَاءِ فَنَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الْبَاكِىْ بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْحَبَشَةِ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ مَعْرُوْفًا قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ

حضرت انس انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ انھوں نے کہا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ تلاوت کر کے فرمایا جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو وہ سُرخ ہوگئی۔ پھر ہزار سال تک پھونکا گیا تو سفید ہوئی اس کے بعد ایک ہزار سال تک تیز کیا گیا تو مستقل سیاہ ہوگئی چنانچہ اب بھی وہ ایسی اندھیری سیاہ ہے کہ اُس کا شعلہ بجھتا نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی صاحبِ دل کالا آدمی (حبشی) تھا وہ تو یہ ماجرا سن کر بے اختیار چیخ کر رونے لگا۔ فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ

وَارْتِفَاعِیْ فَوْقَ عَرْشِیْ لَا تَبْکِیْ عَیْنُ عَبْدٍ فِی الدُّنْیَا مِنْ مَّخَافَتِیْ اِلَّا اَکْثَرْتُ ضِحْکَهَا فِی الْجَنَّةِ۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ وَغَیْرُهٗ۔ (ترغیب)

علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر پوچھا۔ آپؐ کے سامنے یہ کون رو رہا ہے؟ آپؐ نے یہ فرمایا کہ ملک حبش کا کوئی شخص ہے نہایت موزوں الفاظ میں اس کی تعریف کی تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تبلایا کہ خدا وند جل وعلا فرماتا ہے میں اپنی عزت وجلال اور عرش کے اوپر رہنے کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کسی بندے کی آنکھ دنیا میں میرے ڈر کی وجہ سے تر ہوگی میں جنت میں اس کو خوب ہی ہنسی خوشی رکھوں گا، رنج وغم اُس کے پاس بھی نہ ہوگا۔

اسی واسطے قرآن مجید میں فرمایا لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یعنی جنتیوں کو کوئی آئندہ کا خوف اور سابقہ احباب وغیرہ چھوٹنے کا رنج وغم نہ ہوگا۔ شعر؎

بہشت آں جاکہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

اسی واسطے ہمارے بزرگ اور خدا کے نیک بندے ہمیشہ بہت زیادہ روتے تھے، چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سنیئے۔

عَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَلِصَدْرِهٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُکَاءِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحَیْهِمَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ۔ (ترغیب)

مطرف بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے باپ سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، حالانکہ آپ کے سینے میں رونے کی وجہ سے چکی اور ہانڈی پکنے کی مانند آواز ہوتی تھی۔

یہی چیز تھی جو راتوں کو نرم گرم بستر پر چین سے نہ رہنے دیتی تھی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کسی رات میرے مکان میں بستر پر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یک لخت کہیں تشریف لے گئے میری آنکھ کھلی تو میں آپؐ کو تلاش کرنے لگی۔ اندھیرے میں ٹٹولتے ٹٹولتے میں مسجد میں پہنچی تو میرے ہاتھ آپؐ کے کھڑے پیروں کے تلوؤں پر لگے، اس وقت سجدہ میں آپؐ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ

اے اللہ میں تیری رضامندی کے ذریعہ تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کے ذریعہ سزا سے پناہ لیتا ہوں۔

مِنْكَ لَآ اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ۔

(مشکوٰۃ بروایۃ مسلم)

اور میں تیری مدد کے ذریعہ خود تجھ سے پناہ لیتا ہوں میں پورے طور پر تیری تعریف نہیں کر سکتا ہوں۔ تو ایسا ہی ہے جیسی تونے خود اپنی تعریف کی ہے۔

اس خوف وڈر اور پریشانی کی وجہ بھی سن لیجئے۔

(۹۳۳) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَحَاتَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْيَابِسَةِ وَرَقُهَا رَوَاهُ اَبُو الشَّيْخِ ابْنُ حِبَّانَ فِى الثَّوَابِ وَالْبَيْهَقِىُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَهَاجَتِ الرِّيْحُ فَوَقَعَ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ وَّرَقٍ نَخِرٍ وَبَقِىَ مَا كَانَ مِنْ وَّرَقٍ اَخْضَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مَثَلُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَقَالَ الْقَوْمُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَقَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ اِذَا اقْشَعَرَّ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ وَبَقِيَتْ لَهٗ حَسَنَاتُهٗ ۔

(ترغیب)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ چچا) سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب صرف اللہ کے ڈر سے مومن بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اُس کے تمام گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جس طرح بالکل سوکھے درخت سے تمام پتے گر جاتے ہیں۔ اس کو ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہی ہیں۔ بیہقی کی دوسری روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی درخت کے نیچے بیٹھے تھے آندھی کا جھونکا جو آیا تو اُس کے تمام سوکھے پتے جھڑ پڑے اور صرف ہرے پتے باقی رہ گئے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس درخت کی کیا مثال ہے؟ سب لوگوں نے یک زبان ہو کر باادب عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ بخوبی جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس کی مثال مومن کی اس حالت کی مانند ہے جب صرف اللہ ہی کے ڈر سے اُسکے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس کے تمام گناہ دور ہو کر صرف نیکیاں ہی باقی رہ جاتی ہیں۔

(۹۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا عَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ سَهِرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ الْاَصْبَهَانِیُّ۔ (ترغیب)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تین قسم کی آنکھوں کے سوا کل آنکھیں قیامت کے دن روتی ہوں گی (۱) جو حرام جگہ نظر ڈالے بلکہ سامنے آکر بھی جھپک جائے اور نیچی ہو جائے۔ (۲) جو صرف خدا کی راہ کے کام (جہاد وغیرہ) میں جاگے (۳) وہ آنکھ جس سے صرف اللہ کے ڈر کی وجہ سے (اگرچہ کم از کم) مکھی کے سر برابر آنسو نکلے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے بڑے بزرگ اس صفت میں سب سے اعلیٰ و بالا ہوتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن مجید اور نماز پڑھتے ہوئے اس قدر روتے کہ بیقرار ہو جاتے، مکہ کے بچے اور عورتیں جمع ہو جاتی تھیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اس طرح پڑھنے کا عورتوں اور بچوں پر نہایت درجہ اعلیٰ اثر ہوتا تھا کیوں کہ وہ دل کی آواز دلوں پر فوری اثر کرتی تھی۔ دراصل قرآن مجید پڑھنے کا یہی طریقہ ہے کہ سُننے والے کو معلوم ہو کہ یہ پڑھنے والا اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہی آواز اثر بھی ڈالتی ہے چنانچہ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔

اَیُّ النَّاسِ اَحْسَنُ صَوْتًا لِّلْقُرْاٰنِ وَاَحْسَنُ قِرَاْءَةً قَالَ مَنْ اِذَا سَمِعْتَهٗ یَقْرَاُ اُرِیْتَ اَنَّهٗ یَخْشَی اللّٰهَ قَالَ طَاؤُسُ وَکَانَ طَلْقٌ کَذٰلِكَ۔ (مشکوۃ بروایۃ الدارمی)

قرآن مجید پڑھنے میں کس کی آواز اور قرأت سب سے اچھی سمجھنی چاہیئے؟ فرمایا اس شخص کی جس کو پڑھتے ہوئے سُن کر تجھے یقین ہو جائے کہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں میں طلق اسی طرح قرآن مجید پڑھتے تھے کہ سننے والے پر اُن کی خداترسی کا بڑا اثر ہوتا تھا۔

بعض بزرگوں پر تو خوف خدا کا اتنا فوری اور خطرناک اثر ہوتا تھا کہ وہ سنبھل نہیں سکتے تھے۔ صحابہ کرام میں سے ایک بزرگ کا واقعہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ بعد والے بزرگوں میں بھی ایسے بزرگ ہوئے ہیں جو نماز میں فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝ پڑھ کر فوراً چیخ مار کر گر جاتے ہیں۔ لوگ دیکھتے ہیں روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔

خوف خدا کا اثر نسل اور اولاد میں۔

حضرت خلیفۃ المسلمین امام المتقین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رَحِمَہُ اللہ و رَضِیَ اللہُ عَنہُ وَ اَرْضَاہ کی نیکی و پارسائی مُسَلَّم الثبوت ہے۔ بَنِیْ اُمَیَّہ میں اُس فرشتہ صفت سیرت خلیفہ کے فضائل کے اسباب پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ نسلی اثر ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ اس واقعہ کو حضرت اسلم تابعی رضی اللہ عنہ خادم خلیفہ ثانی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کی عادت مبارک یہ تھی کہ رات کو اندھیرے میں خود بہ نفس نفیس گشت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ صرف یہ دیکھنے کے لئے میری رعایا کس حالت میں ہے۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا بڑھاپا ہے۔ پچھلی رات کا وقت ہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ مدینہ طیبہ میں گشت کرتے کرتے تھک کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اندر مکان سے کچھ آواز آرہی ہے۔ امیر المومنین کان لگا کر سنتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اندر ماں بیٹی کی اس طرح گفت گو ہو رہی ہے۔

ماں: بیٹی ذرا اُٹھ کر اُس دودھ تک جاؤ اور پانی ملا دو۔

بیٹی: اماں جان آپ کو معلوم نہیں؟ آج امیر المومنین کا بڑا سخت حکم جاری ہوا ہے۔

ماں: پیاری بیٹی! وہ امیر المومنین کا سخت حکم کیا ہے۔؟

بیٹی: امیر المومنین نے اپنے ڈھنڈورچی کو حکم دیا وہ پکار گیا کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔

ماں: اری بیٹی اُٹھ بھی دودھ کے پاس جا کر پانی ملا ہی دے، کیوں کہ تو ایسی محفوظ جگہ میں ہے جہاں تجھ کو عمر اور عمر کا ڈھنڈورچی دیکھ بھی نہیں سکتا ہے۔

لڑکی اس پر بھی چپ نہ رہ سکی، بلکہ بے چین ہو کر بولی۔ اماں جان مجھ سے تو یہ ہرگز نہ ہو سکے گا کہ میں سب کے سامنے اُن کی فرمانبرداری کروں اور علیحدگی اور اکیلے میں آنکھیں پھیر لوں اور نافرمانی کرنے لگوں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تمام گفتگو غور سے سنتے رہے۔ اچھی طرح سُن کر فرمایا، اسلم! اس دروازے پر نشان کر دو۔ اس جگہ کو اچھی طرح پہچان لو۔ اتنی دیر آرام کر کے پھر گشت میں چلے گئے۔

صبح ہی مجھ کو حکم دیا۔ اسلم اُس جگہ جا کر دیکھو وہ کہنے والی کون تھی اور کس سے کہہ رہی تھی اور کیا اُن کے خاوند بھی ہیں؟ میں نے اس جگہ جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کہنے والی تو کنواری لڑکی ہے اور دوسری اس کی

ماں ہے اور یہاں کوئی مرد نہیں ہے۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر کل ماجرا بیان کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام لڑکوں کو جمع کیا اور رات کا واقعہ بیان کر کے فرمایا اگر میری عمر اس لائق ہوتی تو سب سے پہلے میں خود اس نیک نیت پارسا لڑکی سے نکاح کرتا۔ تم میں سے کسی کو نکاح کرنے کی خواہش ہو تو میں اس لڑکی سے اس کا نکاح کر وا دوں۔ عبداللہ و عبدالرحمٰن نے بیویوں کی موجودگی کا عذر کر کے معافی چاہی۔ ہاں عاصم نے عرض کیا۔ ابّا جان! میرے بیوی نہیں ہے اس لڑکی سے میرا نکاح کرا دیجئے۔

چنانچہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو بلا کر اپنے پیارے عاصم کے ساتھ اُس کا نکاح پڑھوا دیا (اُس لڑکی کا نام تو معلوم نہیں) اس کے پیٹ سے جو عاصم کی بیٹی ہوئی اُس کا نام (یا صرف کنیت) اُمّ عاصمؒ رکھا گیا۔ اسی ام عاصم کے فرزند ارجمند ستودہ خصال امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرۃ عمر بن عبدالعزیز)

ایسے شخص کی نیکی کا کیا کہنا جس کے بڑے خصوصًا ننھیال والے اس قدر پاکیزہ ہوں۔ کیوں نہ ہو؟ در اصل جیسا درخت ہو ویسا ہی پھل ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ایسا ہونا تعجب کی چیز نہیں بلکہ ایسا نہ ہونا تعجب کی چیز ہوتا۔ اس واقعہ میں یہ بھی غور کیجئے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی نظر انتخاب بھی کس قدر گہری تھی اور وہ کس بات کے خواہاں تھے۔ وہاں نہ رنگ روپ دیکھا گیا نہ آنکھ ناک جھانکی گئی اور نہ ذات پات ہی تلاش کی گئی۔ بلکہ صرف اس لڑکی کے متعلق نیک نیتی اور دینداری کا یقین کر کے تمام باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اُن کے دل و دماغ میں تو صرف دینداری ہی سب کچھ تھی، اس کے مقابلہ میں ذات پات اور خوبصورتی کو وہ خیال میں بھی نہ لاتے تھے۔

خوف خدا گناہ سے روکتا ہے۔

(۱) حضرت نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الروض الممطور میں لکھا ہے کہ بِشر حافی جو مشہور درویش گذرے ہیں یہ اپنے ابتدائی زمانہ میں بڑے زبردست ڈاکو تھے۔ جب ان کی ہدایت کا وقت آیا تو اس طرح کہ بشر حافی کسی مکان پر چڑھنے کے لئے کمند ڈال چکے تھے کہ کسی مسلمان نے یہ آیت اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ پڑھی۔ اللہ کے بندہ پر فوری اثر ہوا دل پر چوٹ لگی۔ کمند وہیں چھوڑ کر مسجد میں آئے اور سجدہ میں پڑ کر اس قدر روئے کہ بڑے بڑے

نیک لوگ حیران ہوکر کہنے لگے کہ اس ڈاکو پر ایسی کیا مصیبت پڑی ہے جو اس قدر روتا ہے۔ اس روز سے تمام باتوں کو خیر باد کہا اور دراصل اللہ والے ہو گئے۔ رحمہ اللہ (چونکہ ہمیشہ ننگے پیر پھرتے تھے اس لئے حافی یعنی ننگے پیر پھرنے والے مشہور ہو گئے۔)

(۲) عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پچھلی رات کا وقت ہے، چو طرف سناٹے کا عالم ہے۔ اندھیرے نے بُری طرح دنیا پر اپنا تسلط کیا ہوا ہے۔ ستارے خوب چمک رہے ہیں۔ تمام مخلوق آرام میں ہے مگر اس وقت فاروق اعظم خوفِ خدا اور مخلوق کی دردمندی سے مجبور ہوکر مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گھوم رہے ہیں۔ ناگاہ ایک مکان کے اندر سے نہایت دردناک آواز سُنی جاتی ہے، فوراً ٹھٹھک کر ٹھہر جاتے ہیں۔ اس ہُو کے عالم میں کون ایسا مصیبت زدہ ہے جن کو اس سکون و اطمینان کے وقت چین نہیں پڑا۔ غور سے سننے سے معلوم ہوا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی جُدائی سے بیقرار ہوکر چند اشعار پڑھ رہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"یہ کالی کالی رات کس قدر لمبی ہوگئی ہے اس کے ستارے تو چلے ہی جاتے ہیں۔
آہ مجھ کو اس وجہ سے نیند نہیں آتی کہ میرا پیارا، میرے ساتھ ہنسنے کھیلنے والا نہیں ہے اگر خدا کا خوف، اپنے خاوند کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو اس وقت یقیناً اِس چارپائی کے چاروں کونے ہلتے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ میرے خاوند کی عزت کو ہر قسم کی خرابی سے محفوظ رکھے۔" الخ (ابن کثیر بحوالہ مؤطا)

(۳) حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان مجاہد زاہد مسجد میں رہتا تھا۔ کسی عورت کی نیت بد اُس کی طرف ہوئی اور چند روز کی انتھک کوشش سے اُس کو اپنے جال میں پھانس ہی لیا۔ جب اُس کو کوٹھری میں لے جانے کا ارادہ کرتی ہے اُس شخص کو آیت

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ

پرہیزگاروں کو جب کچھ شیطانی اثر ہوتا ہے تو فوراً خدا کو یاد کرکے بُرائی بھلائی دیکھنے لگتے ہیں۔

یاد آتی ہے اور بیہوش ہوکر گرجاتا ہے۔ بہت دیر کے بعد جب ہوش آتا ہے تو پھر یہی آیت پڑھ کر اس پر اس قدر خوف طاری ہوتا ہے کہ اس دفعہ بیہوشی کے عالم میں روح قفس عنصری سے پرواز کرجاتی ہے۔ رات کا وقت تھا، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھی نہ ہوئی۔ لوگوں نے رات ہی میں سپردِ خاک کر دیا۔ صبح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو اس کے باپ سے تعزیت وتسکین کرکے مجمع کثیر کے ساتھ

اُس نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے۔ قبر پر نماز جنازہ پڑھ کر اُس نوجوان کو خطاب کر کے آواز دی اور کہا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ؀ فوراً قبر کے اندر سے آواز آئی مجھے میرے مالک نے وہ دُو جنتیں دُو دُو مرتبہ عطا فرما دی ہیں۔ (ابن کثیر)

خوفِ خدا کی سب سے زبردست ظاہری پہچان تہجد کی نماز ہے۔ اگر قرآن مجید اور احادیث کا بغور مطالعہ کیا تو یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ جنت کی قیمت میں بڑا حصّہ تہجد کی نماز کا ہے، چنانچہ خداوند جل وعلا فرماتا ہے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ؀ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؀ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ؀ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ؀

پرہیز گار نیک کار لوگ جنتوں اور چشموں میں اپنے مالک کے عطیات وانعامات حاصل کرتے رہیں گے (اس لئے کہ) وہ لوگ اس سے پہلے ہمیشہ خلوص کے ساتھ (بغیر دکھانے سُنانے کے) کام کرتے تھے۔ رات کو بہت کم سوتے تھے اور خصوصًا سحری کے وقت بخشش ورحمت کی درخواستیں کیا کرتے تھے۔ (اس بدنی عبادت کے علاوہ مالی عبادت میں بھی کافی حصّہ لیتے) اور ان کے مالوں میں مانگنے اور نہ مانگنے والوں کے حصّے مقرر تھے۔

(۹۳۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔ (ترمذی)

تم خوب سلام پھیلاؤ ہر جاننے اور نہ جاننے والے کو سلام کیا کرو۔ نہایت سخاوت سے اپنے پرایوں کو کھانا کھلاؤ اور مہمانی کرو۔ رشتے ناطے ملاتے رہو۔ آپس والوں کو جُدا نہ ہونے دو، کیونکہ ؎ تو برائے وصل کر دن آمدی ؁ نے برائے فصل کر دن آمدی۔ اور اُس وقت بھی نماز پڑھا کرو جب کہ عام لوگ سوتے رہتے ہیں تو بغیر کسی دقت ومصیبت کے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اس کے متعلق ایک حدیث اور سُن لیجئے۔

(۹۳۶) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ہمیشہ تہجد کو لازم کرو کیونکہ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ دَابُ الصّٰلِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِّلسَّيِّاٰتِ وَ مَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ۔ (ترمذی)

تم سے پہلے تمام لائق اور نیک کار لوگوں کا ہمیشہ یہی طریقہ رہا ہے۔ وہ تم کو خدا سے قریب اور گناہوں سے دور کر کے تمام گناہوں کو بخشوا دے گا۔

میں اسی حدیث پر خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک ہم سب کو نیک لوگوں کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مرض الموت کے خطبے

مرض الموت کے پہلے خطبہ کا پہلا خطبہ جسمیں رسول اکرمؐ کے سترہ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُبْدِئِ الْمُعِيْدِ ۝ اَلْغَنِيِّ الْحَمِيْدِ ۝ ذِی الْعَفْوِ الْوَاسِعِ وَالْعِقَابِ الشَّدِيْدِ مَنْ هَدَاهُ فَهُوَ السَّعِيْدُ السَّدِيْدُ ۝ وَمَنْ اَضَلَّهٗ فَهُوَ الطَّرِيْدُ الْبَعِيْدُ۔ وَمَنْ اَرْشَدَهٗ اِلٰى سَبِيْلِ النَّجَاةِ وَوَفَّقَهٗ فَهُوَ الرَّشِيْدُ ۝ كُلَّ الرَّشِيْدِ ۝ يَعْلَمُ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ ۝ وَ مَا خَفِيَ وَمَا عَلَنَ ۝ وَمَا كَمُلَ وَمَا هَجَنَ ۝ وَهُوَ اَقْرَبُ اِلٰى كُلِّ مُرِيْدٍ مِّنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ قَسَّمَ الْخَلْقَ قِسْمَيْنِ ۝ وَجَعَلَ لَهُمْ مَنْزِلَتَيْنِ ۝ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ وَرَغَّبَ فِي ثَوَابِهٖ ۝ وَرَهَّبَ مِنْ عِقَابِهٖ ۝ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۝ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۝ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۝ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اَحْمَدُهٗ ۝ وَهُوَ اَهْلُ الْحَمْدِ وَالتَّحْمِيْدِ ۝ وَاَشْكُرُهٗ وَالشُّكْرُ لَدَيْهِ مِنْ اَسْبَابِ الْمَزِيْدِ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ ۝ وَالْبَطْشِ

الشَّدِیْدِ ۝ شَهَادَةً کَافِلَةً لِیْ عِنْدَهٗ بِاَعْلٰی دَرَجَاتِ اُولِی التَّوْحِیْدِ ۝ فِیْ دَارِ الْقَرَارِ وَالتَّابِیْدِ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَلْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ ۝ اَشْرَفُ مَنْ اَظَلَّتِ السَّمَآءُ وَاَقَلَّتِ الْبِیْدُ ۝ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِی الْمَعُوْنَةِ عَلَی الطَّاعَةِ وَالتَّائِیْدِ ۝ صَلٰوةً دَائِمَةً فِیْ کُلِّ حِیْنٍ تَنْمُوْ وَتَزِیْدُ ۝ وَلَا تَنْفَدُ مَادَامَتِ الدُّنْیَا وَلَا تَبِیْدُ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ ط وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰکِرِیْنَ ۝

اُس خدا کی پاک ذات کے لئے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا۔ جو کمی بیشی سے اور نقصان و زیادتی سے پاک ہے۔ جو موت سے و نیند سے، غفلت سے اور بھول سے مُبرّا ہے جو یکتا ہے اور یگانہ ہے۔ جو فوت و موت سے بیگانہ ہے۔ سب کا پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا وہی ہے بقا اسی کی ذات کو ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں۔ زمانہ اسی کا پیدا کیا ہوا، ساری مخلوق اسی کی رچائی ہوئی، ذرہ ذرہ کا مالک وہی۔ کنکر کا پہاڑ بنانے والا، قطرے کا دریا کرنے والا، زیروں کو شیر کرنے والا، مُردوں میں جان ڈالنے والا، سوکھی کو گیلی کرنے والا وہی۔ کون ہے؟ جو اُس کے سامنے لب ہلا سکے؟ چوں چرا کر سکے دم مار سکے؟ وہ قہّار و جبّار ہے، سب اُس کے لونڈی غلام ہیں۔ سب اُس کے سامنے لاچار و بیکس و بے بس ہیں۔ ہوا کا جھونکا اس کی اجازت کے بغیر چل نہیں سکتا۔ پانی کا قطرہ اُس کے فرمان بغیر برس نہیں سکتا۔ کوئی نبی ولی پیر فقیر شہید مجتہد امام اس کے فرمان بغیر تنکا نہیں پھڑکا سکتا۔ اُس کی اجازت بغیر سانس نہیں لے سکتا نہ اُسے مال اسباب کی ضرورت ہے اور نہ اُسے کاریگروں اور کام کرنے والوں کی۔ نہ وہ وزیروں اور مشیروں کا محتاج۔ اس نے ارادہ کیا اور فرمایا یوں ہو جائے اُسی وقت ہو گیا۔ اُس کے سوا کسی کو کوئی قدرت نہیں۔ ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور اس کی ثنائیں بیان کرتے ہیں۔ ہم اس کے رسولوں پر درود و سلام بھیجتے ہیں، خصوصاً آخری اور افضل رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

برادران! قرآن کریم کی جو آیت اس وقت تلاوت کی گئی ہے یہی وہ آیت ہے جسے خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ممبر نبوی پر اپنے سب سے پہلے خطبہ میں تلاوت

فرمائی تھی۔ ازاں بعد اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥ پڑھی جسے سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو انتقال رسولؐ کا یقین ہوگیا تھا اور کوہ غم اُن کے سروں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ آؤ اپنے نبی کے وصال کے قریب کے خطبے سنو!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم انتقال سے کچھ ہی دن پہلے جُدائی کے قریب ہم لوگوں کو اپنے مکان پر بلواتے ہیں اُس وقت آپؐ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھے۔ جب سب جمع ہو جاتے ہیں، گھر بھر جاتا ہے تو بآواز بلند ارشاد فرماتے ہیں۔

(۹۳۷) مَرْحَبًا بِكُمْ وَحَيَّاكُمُ اللّٰهُ بِالسَّلَامَةِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ۔ حَفِظَكُمُ اللّٰهُ۔ جَبَرَكُمُ اللّٰهُ رَزَقَكُمُ اللّٰهُ۔ رَفَعَكُمُ اللّٰهُ۔ اٰوَاكُمُ اللّٰهُ۔ وَقَاكُمُ اللّٰهُ۔ أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاُوْصِى اللّٰهَ بِكُمْ وَاَسْتَخْلِفُهٗ عَلَيْكُمْ وَاُحَذِّرُكُمُ اللّٰهَ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ٥ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ فِيْ عِبَادِهٖ وَبِلَادِهٖ۔ فَاِنَّهٗ قَالَ لِيْ وَلَكُمْ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ وَقَالَ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ (رواہ فی المواھب والطبرانی وابن سعد فی طبقاتہ)

یعنی میرے صحابیو! تمہیں مرحبا ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی کی زندگی بخشے۔ تم پر رحم فرمائے، تمہیں اپنی حفاظت میں اور خوش حال رکھے۔ تمہیں روزیاں دے۔ ترقیاں دے جگہ دے اور اپنی پناہ نصیب فرمائے۔ سنو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں۔ دیکھو میں تمہیں ہوشیار کیے جا رہا ہوں۔ میرا منصب بھی یہی تھا کہ میں تمہیں ڈرا دوں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی نہ کرنا کہ اُس کے بندوں پر ظلم وستم کرنے لگو۔ اُس کے ملک میں فساد اور بیداد پھیلا دو۔ سنو! جناب باری نے مجھے اور تمہیں سب کو فرما دیا ہے کہ انجام کی بھلائی اور آخرت کا بھلا گھر اُنہیں دیتا ہوں جو زمین میں بلندی، بڑائی، تکبر، سرکشی اور فساد نہیں کرتے۔ آخرت کی خوبی انجام کی بھلائی صرف پرہیزگاروں کے لئے ہی ہے۔ اسی طرح فرمانِ خدا تعالیٰ ہے کہ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے۔

ایک مرتبہ جب بیماری کی تکلیف بڑھ جاتی ہے تو حکم دیتے ہیں کہ سات مشکیں پانی کی مجھ پر ڈلواؤ جن کے دہانے کھلے نہ ہوں تاکہ مجھ کو کچھ سکون ہو اور میں جاکر لوگوں کو خطبہ دوں۔ چنانچہ ٹب میں آپ بیٹھ جاتے ہیں اور سات سربند مشکوں سے آپؐ کو غسل دیا جاتا ہے یہاں تک کہ خود آپ ہی فرماتے ہیں کہ اب بس کرو۔

پھر آپ باہر تشریف لے جاتے ہیں اور خطبہ سُناتے ہیں جس کا بیان بزبان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ ہے۔

(۹۳۸) قَامَ یَوْمَئِذٍ خَطِیْبًا فَحَمِدَ اللّٰہَ وَ اَثْنٰی عَلَیْہِ وَاسْتَغْفَرَ لِلشُّھَدَآءِ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا یَوْمَ اُحُدٍ۔ (مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ وَاَصْلُہٗ فِی الْبُخَارِیْ)

دیر تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرماتے رہے، پھر شہدائے اُحد کے لئے دعاء مغفرت کی۔

اسی مرض الموت میں ایک خطبہ آپؐ نے اور دیا وہ بھی بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سنیئے۔

(۹۳۹) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِیْ مَرَضِہٖ وَقَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا مَاعِنْدَہٗ فَاخْتَارَ ذٰلِکَ الْعَبْدُ مَاعِنْدَ اللّٰہِ۔ (مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ وَاَصْلُہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا میں اور اپنے پاس کی چیزیں اختیار دیا تو اُس نے اللہ کے پاس جو ہے اسے پسند کیا۔

یہ سنتے ہی راز دار نبوت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تہہ کو پہنچ گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے تو اور صحابہ کو تعجب ہونے لگا کہ اس میں رونے کی کون سی بات ہے؟ لیکن ان میں سب سے زیادہ عالم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جان چکے تھے کہ اس بندے سے مُراد خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں اور خدا کے پاس کی چیز کو پسند کرنے سے مُراد آپؐ کی جُدائی ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری زوروں پر ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دیدی ہے، عادت کے مطابق آپؐ کو خبر کرنے کیلئے آئے ہیں لیکن آپؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ جاکر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے کہو کہ لوگوں کی امامت کرائیں۔ بلال رضؓ کی کمر ٹوٹ جاتی ہے وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بے دل اور بے دم ہو کر مسجد میں آتے ہیں، مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے، پیغام پہنچاتے ہیں کہ اے صدیق اکبر رضؓ آگے بڑھیئے تاکہ تکبیر کہوں۔ خلیفۃ المومنین افضل المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راز کو اب بھی سمجھ جاتے ہیں، سینہ پھٹنے لگتا ہے کہ آہ آج مسجد نبوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی ہوگئی۔ آہ! آج آپؐ کا مصلیٰ ہے لیکن آپؐ نہیں۔ آخر سنبھل نہیں سکے، غشی طاری ہو جاتی ہے اور مسلمان چیخ اُٹھتے ہیں۔ آوازیں جب

سردارِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں پڑتی ہیں تو مضطرب ہو کر دریافت فرماتے ہیں کہ یہ رونے کی آوازیں کیسی آرہی ہیں؟ جگر گوشۂ رسول فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ آپ کی عدم موجودگی نے مسلمانوں کو بیکل کر دیا ہے۔ آپؐ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر سہارا دے کر مسجد میں جاتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں اور خطبہ دیتے ہیں جو یہ ہے۔

(۹۴۰) یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ ۰ اَنْتُمْ فِیْ وَدَاعِ اللّٰهِ وَكَنَفِهٖ وَاللّٰهُ خَلِیْفَتِیْ۔ عَلَیْكُمْ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَحِفْظِ طَاعَتِهٖ۔ فَاِنِّیْ مُفَارِقٌ لِلدُّنْیَا۔ (ماثبت بالسنة)

یعنی اے مسلمانو! میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں۔ اے مسلمانو! میں تمہیں خدا کی پناہ میں دے رہا ہوں۔ مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہنا اُس کی فرمانبرداری کرتے رہنا۔ ان دونوں باتوں پر میں اپنا خلیفہ اپنے رب کو تم پر کر جاتا ہوں۔ سنو! میں اب دنیا سے جُدائی کرنے والا ہوں۔

آہ! دنیا میں اندھیرا چھا جانے والا ہے۔ رحمتِ خدا کا مجسمہ اُٹھ جانے والا ہے۔ امت سے نبی جُدا ہونے والا ہے۔ سخت کٹھن کا وقت ہے۔ لبِ مبارک ہل رہے ہیں، آخری وصیت ادا ہو رہی ہے آخری وعظ بیان ہو رہا ہے۔ فرماتے ہیں اور بار بار دہراتے ہیں۔ تم بھی سُن لو کیا فرمان سرزد ہو رہا ہے۔

(۹۴۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ وَصِیَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ۔ اَلصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ حَتّٰی جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَغَرْغَرُ بِهَا فِیْ صَدْرِهٖ وَلَا یُفِیْضُ بِهَا لِسَانُهٗ (طبقات ابن سعد۔ ماثبت بالسنة) وَفِیْ رِوَایَةٍ حَتّٰی جَعَلَ یُلَجْلِجُ فِیْ صَدْرِهٖ۔

بوقت وفات آخری وصیت آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تھی کہ لوگو! نمازوں کی حفاظت کرو اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھا کرو۔ یہی فرماتے رہے بار بار اسی کو کہتے رہے یہاں تک کہ سینہ میں آواز بھرّانے لگی۔ نرخرا بولنے لگا، غرغرہ کا وقت آگیا، یہاں تک کہ زبان مبارک نے یاری نہ دی۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

پس بہت بُرے ہیں وہ جو نمازوں کو چھوڑ دیں۔ بہت بُرے ہیں وہ جو گھر والوں پر اور عورتوں پر اور ماتحتوں، نوکر چاکر، ملازمین، لونڈی، غلام وغیرہ پر ظلم و ستم روا رکھیں۔ مجھے کہنے دیجئے کہ یہ رسولِ خدا کو تکلیف پہنچانے والے ہیں۔ ہاں ہاں ایسے پاپی، بے ادب، توہینِ رسول کرنے والے ہیں۔ مسلمانو! نماز کا فریضہ وہ ہے

جس کا تارک کافر ہے۔ شفاعتِ شفیعِ برحق سے محروم ہے۔ اسی طرح بیوی بچوں سے ناانصافی کرنے والا ماتحتوں سے بدسلوکی کرنے والا بھی خدا کی رحمت سے بہت دُور اور فرمان رسولؐ سے نفور ہے۔

برادران یہ کلام تو تھا آخری کلام لوگوں سے مخلوق سے۔ اگر آپ کو شوق ہو تو آؤ آج میں آپ کو یہ بھی سنا دوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام خدا سے کیا تھا۔ آنکھیں چھت سے لگی ہیں، کلمہ کی انگلی ہل رہی ہے اور زبان سے نکل رہا ہے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی۔ الٰہی اپنے پاس کے بلند درجے کے ساتھیوں میں ملا دے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، ہاتھ رک جاتا ہے اور گردن جھک جاتی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۞ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ۔

(۹۴۲) وَفِیْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَۃَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہٖ اَیُّھَا النَّاسُ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَوْمِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَۃٍ فَلْیَتَعَزَّ بِمُصِیْبَتِیْ فِیْ عَنِ الْمُصِیْبَۃِ الَّتِیْ تُصِیْبُہٗ لِغَیْرِیْ۔ فَاِنَّ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابَ بِمُصِیْبَۃٍ بَعْدِیْ اَشَدَّ عَلَیْہِ مِنْ مُّصِیْبَتِیْ۔ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ)

یعنی میری امت میں سے جس کسی انسان باایمان کو کوئی بھی مصیبت و تکلیف پہونچے اس کو چاہئے کہ میری ایسی ہی مصیبت و تکلیف یاد کر کے صبر کر لیا کرے میری امت میں سے کوئی بھی میرے بعد ایسی مصیبت و تکلیف نہ پہنچایا جائیگا، جو اس پر میری مصیبت سے بھی بھاری اور سخت ہو۔

خدا کی طرف سے خدا کے نبیؐ کو آگہی ہو چکی ہے کہ اب دنیا سے رخصت کا زمانہ قریب ہے۔ اُن کی صورتیں سامنے ہیں جنھوں نے ابتدار اسلام میں ساتھ دیا تھا اور دشوار تر مواقع پر ثابت قدم رہے تھے یہانتک کہ بغیر پیٹھ موڑے راہِ خدا میں بے کسی کے ساتھ جان دی، ان میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہستیاں مجاہدینِ اُحد کی تھیں اور اُن میں خاص الخاص وہ حضرات جو اس میدان میں شہید ہوئے تھے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ آج اُس معرکہ کو آٹھ سال گذر چکے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن شہیدانِ راہ خدا کا جنازہ پڑھتے ہیں، اُن کے لئے دُعائیں کرتے ہیں اور اُنہیں اس طرح رخصت کرتے ہیں جیسے زندہ زندوں کو۔ پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے ہیں۔

یہ خطبہ بزبان حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بحوالہ صحیح بخاری و مسلم سُن لیجئے۔

(۹۴۳) اِنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ۔ وَاَنَا عَلَیْکُمْ شَھِیْدٌ۔ وَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ۔ وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ۔ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا فَتَقْتَتِلُوْا فَتَھْلِکُوْا کَمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے ایتو! میں تم سے آگے تمہارے لئے سامان درست کرنے کو جا رہا ہوں۔ میں تم پر گواہی دینے والا ہوں تمہارے میرے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے۔ میں باوجودیکہ یہاں کھڑا ہوں لیکن میں اپنے حوض کوثر کو برابر دیکھ رہا ہوں۔ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں مجھے اپنے بعد تمہارے مُشرک ہو جانے کا خطرہ نہیں ہاں یہ خوف ضرور ہے کہ ایسا نہ ہو دنیاوی چاہ میں تم ایک دوسرے سے رشک کرنے لگو جس سے آپس میں لڑائیاں شروع ہو جائیں اور تم برباد ہو جاؤ، جس طرح تم سے اگلوں کا حال ہوا۔

گھر میں سب عورت مرد جمع ہیں۔ بیماری کا غلبہ ہے۔ بچنے کی کوئی امید کسی کو نہیں رہی۔ لوگوں کو بھی شوق ہے کہ زبان مبارک سے کچھ فرمائیں۔ آپ بھی چاہتے ہیں کہ کچھ کہہ دیں۔ پہلے تو ارادہ کرتے ہیں کہ لکھ دوں یا لکھوا دوں، لیکن پھر اس ارادہ سے ہٹ جاتے ہیں اور زبانی ہی فرما دیتے ہیں۔ آؤ اس خطبے کو بھی اس وصیت کو بھی اس فرمانِ رسول کو بھی سُن لو۔ اس خطبے میں آپؐ نے تین باتیں فرمائیں جن میں دو تو متفق علیہ ہیں۔ ایک میں راوی کو کچھ شک سا ہے۔ سنیئے ارشاد ہوتا ہے۔

(۹۴۴) اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ۔ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیْزُھُمْ وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَۃِ اَوْقَالَھَا فَنَسِیْتُھَا۔ (متفق علیہ)

مسلمانو! خبردار، جزیرہ عرب میں مشرکوں کو نہ رہنے دینا دیکھو ملک عرب کو اپنی سلطنت سے نہ نکالنا۔ خبردار یہاں کوئی غیر مسلم سلطنت اپنا سکہ نہ بٹھا سکے اور یہ بھی خیال رکھنا کہ جس طرح میں وفود ایلچیوں اور قاصدوں کی خاطر مدارات کرتا رہا تم بھی اسی طرح ایلچیوں کی، وفد کی اور قاصدوں کی عزت و توقیر کرتے رہنا۔ اُن کا اکرام کرنا اور انہیں عطیہ اور انعام دیتے رہنا۔ راوی کا بیان ہے کہ یا تو تیسری چیز میں بھول گیا یا مجھ سے بیان ہی نہیں ہوئی۔

اس روایت میں یہی دو چیزیں بیان ہوئی ہیں لیکن صحیح بخاری کی روایت میں تیسری چیز قرآن کو مضبوط تھامنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔

مرض نے پورا حملہ کیا ہے۔ جان میں سکت نہیں رہی۔ سر کے درد کی وجہ سے کالی چکنی پٹی باندھے

ہوئے ہیں۔ ایک چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ آنکھوں کے سامنے انصار کرامؓ کی وہ خدمتیں ہیں جو انہوں نے جان مال، عزت آبرو، زن و فرزند سے کی ہیں۔ جوں توں کر کے مسجد پہنچتے ہیں۔ سیدھے منبر پر تشریف لیجاتے ہیں اور آخری خطبہ بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں اور اما بعد کہہ کر فرمان ہوتا ہے۔

(۹۴۵) فِی الْبُخَارِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَجَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ یَکْثُرُوْنَ وَیَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰی یَکُوْنُوْا فِی النَّاسِ بِمَنْزِلَۃِ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِیَ مِنْکُمْ شَیْئًا یَضُرُّ فِیْہِ قَوْمًا وَیَنْفَعُ فِیْہِ اٰخَرِیْنَ فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِیْئِھِمْ۔

مسلمان بڑھ رہے ہیں لیکن انصار کی تعداد کم ہو رہی ہے اور کم ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ ایسے اور اتنے رہ جائیں گے جیسے آٹے میں نمک پس تم میں سے جسے کسی کام کی تولیت حاصل ہو جس میں کچھ نفع نقصان اسے پہنچ سکتا ہو تو میں اُسے وصیت کرتا ہوں کہ ان کے بھلوں کی بھلائی قبول کرے اور اُن کے بُروں سے تجاوز کرے۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ناممکن تھا کہ ایسا رؤف ورحیم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس وقت اپنے یارِ غار کو بھول جائے اس آخری مرض الموت میں گھر سے مسجد میں آتے ہیں۔ منبر پر خطبہ دیتے ہیں اس میں فرماتے ہیں۔

(۹۴۶) اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ۔ لَا یُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

مجھ پر کسی کے جانی اور مالی احسان اتنے نہیں جتنے ابوبکر کے (رضی اللہ عنہ) اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی بھائی چارہ اور محبت ہی کافی ہے۔ سُنو مسجد میں جس جس گھر کے دروازے پڑتے ہیں، آج سب بند کر دو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔

یعنی اسے کھلا رہنے دو۔ اس میں اشارہ تھا آپ کی خلافت کا کہ آج جس طرح میرے دروازے سے میں بسہولت اس مسجد میں پہنچ جاتا ہوں کل جب کہ میرے خلیفہ یہ ہوں گے ان کا دروازہ اگر بند رہا تو انہیں مسجد میں آنے جانے کی سہولت جاتی رہے گی اس لئے ان کا دروازہ بند نہ کرو۔ اور اس میں اشارہ ہے آپ کی فضیلت و بزرگی کا تمام دیگر صحابہ پر۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں آپ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا۔ امامتِ نماز آپؓ کو سونپ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بیماری میں سترہ نمازیں آپ نے پڑھائیں۔ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

(۹۴۷) مسند احمد کے اس خطبے میں یہ الفاظ ہیں۔

لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ وَّلٰکِنْ اَخِیْ فِی الدِّیْنِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَفِی الْبُخَارِیِّ وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ۔

یعنی اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو اُس کے لائق حضرت ابوبکر تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن وہ میرے دینی بھائی ہیں اور میرے یارِ غار ہیں اور اخوتِ اسلام کی فضیلت بہت بڑی اور بھاری ہے۔

معزز حاضرین! اب میں اس سورج کو چراغ کیا دکھاؤں؟ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خطبوں کی تفصیل کیا کروں، کلیجہ پھٹ رہا ہے، دل اچھل رہا ہے، آنکھیں قابو میں نہیں۔ آؤ کہیں اور دل سے کہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَاُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیٍّ وَنَبِیِّکُمْ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرض الموت کے پہلے خطبہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ خطبے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡمَحۡمُوۡدِ بِنِعۡمَتِہٖ ہ اَلۡمَعۡبُوۡدِ بِقُدۡرَتِہٖ ہ اَلۡمُطَاعِ بِسُلۡطَانِہٖ ہ اَلۡمَرۡھُوۡبِ مِنۡ عَذَابِہٖ وَسَطۡوَتِہٖ ہ اَلنَّافِذِ اَمۡرُہٗ فِیۡ سَمَآءِہٖ وَاَرۡضِہٖ ہ اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡخَلۡقَ بِقُدۡرَتِہٖ ہ وَمَیَّزَھُمۡ بِاَحۡکَامِہٖ ہ فَاَعَزَّھُمۡ بِدِیۡنِہٖ ہ وَاَکۡرَمَھُمۡ بِنَبِیِّہٖ ہ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ہ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ہ کُلُّ مَنۡ عَلَیۡھَا فَانٍ ہ وَّیَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ ہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ

میں آپ کے سامنے اپنے اور آپ کے اور تمام دنیا کے رب اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ جن وانس کی طرف بشیر ونذیر بن کر آنے والے پیغمبر پر میں درود وسلام بھیجتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ الٰہی جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اُمت کی طرف سے جو بھلے بدلے تونے دیئے ہوں وہ تمام اور اُن سے بھی بہترین بدلے تو ہماری طرف سے ہمارے رسول کو عطا فرما صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

برادران! کلیجہ تھام لو اور صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک خطبہ پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت کا اور سنو۔

(۹۴۹) عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدِ الۡخُدۡرِیِّؓ قَالَ خَرَجَ عَلَیۡنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیۡ مَرَضِہِ الَّذِیۡ مَاتَ فِیۡہِ وَنَحۡنُ فِی الۡمَسۡجِدِ عَاصِبًا رَّاسَہٗ بِخِرۡقَۃٍ حَتّٰی اَھۡوٰی نَحۡوَ الۡمِنۡبَرِ فَاسۡتَوٰی عَلَیۡہِ وَاتَّبَعۡنَاہُ قَالَ وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ اِنِّیۡ لَاَنۡظُرُ اِلَی

رسول رب کریم آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری بیماری میں مرض الموت میں سر کو ایک پٹی سے باندھے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ ہم اُس وقت مسجد میں ہی تھے۔ آپؐ سیدھے منبر کی طرف چل دیئے اور اس پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ ہم نے بھی منبر کو گھیر لیا آپؐ نے خطبہ شروع کیا۔ فرمایا، خدا کی قسم جس کے

الْحَوْضِ مِنْ مَّقَامِیْ هٰذَا. ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ. قَالَ فَلَمْ يُفْطِنْ لَّهَا اَحَدٌ غَيْرَ اَبِیْ بَكْرٍ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ بَلْ نُفْدِيْكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتّٰى السَّاعَةَ. (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ)

ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں ٹھیک یہاں سے اپنے حوض کوثر کو برابر دیکھ رہا ہوں۔ سنو ایک بندے پر دنیا اوراس کی زینت اور آخرت پیش کی گئی لیکن اُس نے آخرت کو اختیار کیا۔ اس فرمان کے نقطے تک کسی کی رسائی نہ ہوتی سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے۔ ان کی آنکھیں ساون بھادوں برسانے لگیں۔ اور زبان کہنے لگی کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں نہیں ہم آپؐ پر اپنی ماؤں کو اپنے باپوں کو اپنی جانوں کو اور اپنے مال کو فدا کر دیں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اُتر آئے۔ آہ! اُس وقت سے لے کر آخری دم تک پھر منبر پر آپؐ کھڑے نہیں ہوئے اور نہ اب آئیں صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

موت کی خبر کے خطبوں میں سے ایک خطبہ صحیح مسلم شریف کے حوالے سے ہم یہاں اور بھی نقل کرتے ہیں۔ اس کے راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے مجمع میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔

(۹۵۰) فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ. اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهٖ وَاَخَذَ بِهٖ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ

آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی وعظ ونصیحت کی پھر اما بعد کہہ کر فرمایا کہ اے لوگو! میں ایک انسان ہوں، عنقریب میرے پاس میرے رب کا بھیجا ہوا ملک الموت آنے والا ہے اور میں اُس کی دعوت قبول کر کے یہاں سے وہاں جانے والا ہوں لیکن میں تم میں دو مؤقر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان دونوں میں سے پہلی تو کتاب اللہ قرآن کریم ہے یہی اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے۔ نور وہدایت صرف اسی میں ہے۔ اسے لینے والا اُس پر چنگل مارنے والا اس پر عمل وعقیدہ

قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي۔ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي۔ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي۔ (رَوَاهُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهٖ)

رکھنے والا ہدایت پر ہے اور جو اس سے ہٹ جائے جو اسے چھوڑ دے وہ گمراہ ہے پس تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کتاب اللہ کو پکڑے رہو، مضبوط تھامے رہو۔ اس کے سوا بھی آپؐ نے بہت زور دار الفاظ میں کتاب اللہ پر عمل کرنے کی رغبت دلائی اور سخت تاکید کی ان بیانات کے ساتھ ہی اس کے بعد فرمایا میری اہل بیت اُن کے بارے میں مَیں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں، میری اہل بیت کی خیر خواہی کرنا، میرے اہل بیت کا خیال رکھنا۔

یہ یاد رہے کہ یہاں دو چیزوں کے چھوڑنے کو فرمایا اور بیان صرف ایک ہی چیز کا کیا ہے یعنی قرآن کریم کا۔ دوسری چیز کا بیان چھوٹ گیا ہے اور وہ وہ ہے جس کا بیان مُوطا امام مالک میں ہے وہ بھی سُن لیجئے۔

(۱۵۹) عَنْ مَالِكٍ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ ۝ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ (رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّاءِ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑ دیں ہیں، جب تک انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے۔ گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے سنتِ رسول اللہ یعنی قرآن و حدیث۔

پس دوسری چیز حدیث ہے۔ اہل بیت کا ذکر بھی اس وعظ میں ہوا، راوی نے اسے بھی بیان کر دیا بیچ میں اور بھی بہت سی باتیں تھیں جنھیں راوی نے بیان نہیں کیا بلکہ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ کہہ کر چھوڑ دیا۔ عاجز کی تحقیق یہی ہے وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

اگر بالفرض دوسری چیز اہل بیت کو ہی مان لی جائے تو چنداں حرج نہیں۔ اِنَّ اَوْلِيَائِيَ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا والی حدیث مشکوٰۃ اس مطلب کی وضاحت کر دیتی ہے یعنی میرے قریبی اور میرے والے اور میرے اولیاء وہی ہیں جو متقی پرہیز گار ہوں خواہ کوئی ہوں اور خواہ کہیں کے رہنے والے ہوں۔

پس آپ کے اہل بیت میں سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح روش پر اپنے اسلاف کی طرح ہوں وہ گویا عملی نمونہ ہیں قرآن و حدیث کے۔ اور ہر طرح واجب الاحترام

ہیں۔ شیعہ جو اس روایت کو لے کر صحابہ دشمنی اور امہات المومنین کی بے ادبی کا ایک آلہ کار بنائے ہوئے ہیں یہ صرف جرأت و بے باکی ہے۔ حقیقت کچھ بھی نہیں بلکہ خود اسی حدیث میں موجود ہے کہ راوی حدیث حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اَلَيْسَ نِسَاءُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ آپ نے جواب دیا نِسَاءُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ۔ یعنی کیا ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں بیشک داخل ہیں۔ قرآن کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں کہ لفظ اہلِ بیت جس جگہ قرآن میں بولا گیا ہے اُس سے آگے کی، اُس کے پیچھے کی اور خود وہ آیت سب کا خطاب ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہن سے ہی ہے۔ یہ پورا رکوع انہی کے بارے میں ہے يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ سے شروع ہو کر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ پر ختم ہوا ہے۔ ان تمام آیتوں میں صراحت النص سے خطاب ازواج النبیؐ امہاتُ المومنین سے ہے ان ہی کو اہلِ بیت کہا ہے۔ پس انہیں اہل بیت سے خارج کر کے خدا کے قرآن کا انکار کرنا ہے۔

اگر اہل بیت سے مُراد بگاڑ کر ہی لیجائے اور اُنہیں دوسری چیز مانا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے معاملات اور طریقہ کار ایک دوسرے کے خلاف تھے پھر ان سب کی تابعداری کیسے کی جائے گی؟ مثلاً بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کر کے تینوں خلفاء کی خلافت تسلیم کر لی۔ لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ لشکر لے کر آگے بڑھے پھر صلح کی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ لڑے اور شہید ہوئے وغیرہ تو یہ دوسری چیز بن نہیں سکتے۔

محترم بھائیو! اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بیماری کو، آپ کے وصال کو انتقال کو یاد کرو اور اس کا اثر لے کر پھر مجھ سے یہ خطبہ سنو، جو بقول حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ وفات سے پانچ دن پہلے کا ہے۔ اس کے راوی بھی کئی ایک صحابی ہیں، مثلاً حضرت عائشہ، حضرت جندب، حضرت کعب رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ اس کے الفاظ بھی بہت سے ہیں۔ چونکہ معلوم تھا کہ بزرگوں کی بزرگی کی افراط انسان کو شرک جیسے گندے فعل میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اگلی امتوں کی پرستش قبور سامنے تھی۔ اُن کے قبے گنبد اور مقبروں کی ضوفشانیوں پر قربان ہونے والے اور اپنے دین کی بھینٹ چڑھانے والوں کا کفر و شرک نگاہوں تلے تھا اس لئے اپنے اس خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۹۵۲) اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا سنو اور ہوشیار ہو کر سنو! کہ تم سے پہلے کے لوگ

يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ۔ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اپنے نبیوں، ولیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا کرتے تھے۔ دیکھو خیال سے سنو! خبردار، خبردار! قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا، انہیں سجدہ گاہ نہ ٹھہرانا، میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔ اور نہایت سختی سے منع کرتا ہوں۔

اپنے مزار مبارک کی نسبت اس کا خطرہ سب سے زیادہ تھا اس لئے ایک طرف تو لوگوں سے کہا لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا میری قبر پر میلے اور عرس نہ کرنا، اُسے عید نہ بنانا۔ لیکن پھر بھی خطرہ رہا اس لئے معاملہ سپردِ خدا کر دیا اور جناب باری میں بالحاح عرض کی اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا يُّعْبَدُ الٰہی ایسا نہ ہونے دے کہ میری قبر پر عبادت ہونے لگے جیسے بُت پوجے جاتے ہیں۔

بحمد اللہ رب العالمین نے روضۂ مبارک کی حفاظت کی اور ایسی کہ آج اُسے نہ کوئی چھو سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے۔ سطح سمندر تک شیشہ پلا کر دیواریں کھڑی کر دی گئی ہیں۔ مسلمانو! اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت کا احترام کرو، قبر پرستی کی لعنت سے باز آؤ۔ کسی نبی، ولی، پیر، شہید، مرشد فقیر کی قبر پر نہ تو ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے رہو نہ رکوع کرو، نہ سجدے کرو، نہ صاحب قبر سے دعا کرو نہ اُسے حاضر ناظر جانو۔ غرض مسجد میں جو خدا کے ساتھ کرتے ہو وہ مقبروں قبروں اور قبرستانوں میں کسی کے ساتھ نہ کرو۔ دیکھو حدیث کے لفظ یہی ہیں کہ قبروں کو مسجدیں نہ بنالو۔

اینو! آپ نے اس کی اہمیت ابھی بھی محسوس نہ کی ہو تو آؤ میں آپ کو آپ کی اور میری تمام امت کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الموت کا خطبہ سناؤں۔ سنیے! اللہ توفیق عمل بخشے۔

(۹۵۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا، اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ، عبادت کی جگہ، مسجدیں بنالیں۔

یہ فرمان اُس بیماری میں صادر ہوا جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانبر نہ ہوئے۔

محمدی بھائیو! یہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری اور اخیر وفات کے خطبے آپ نے سُن لئے، کیا میں اُمید نہ رکھوں کہ آپ ان وصایا محمدی کی قدر کریں گے۔ ان فرمانوں کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنالیں گے۔ ان کے خلاف ہرگز نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں توفیق دے اور اسی دین پر ہمارا خاتمہ ہو جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ الٰہی سب مومن مسلم مردوں عورتوں، زندوں، مُردوں کو بخش دے۔ پروردگار، اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح رواں پر آپ کے جسم مطہر پر بیشمار درود وسلام نازل فرما۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ o سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o قُوْمُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

مرض الموت کے دوسرے خطبے کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ o حَمْدًا کَثِیْرًا مُّبَارَکًا فِیْہِ o مُبَارَکًا عَلَیْہِ o کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضَاہُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ o وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ o وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ o وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ o یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا o وَارْزُقْنِیْ فَھْمًا o اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ o وَمِنْ عَمَلٍ لَّا یُتَقَبَّلُ o وَمِنْ دُعَآءٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا o اَللّٰھُمَّ عَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ o وَانْفَعْنِیْ مِمَّا عَلَّمْتَنِیْ o وَزِدْنِیْ عِلْمًا o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ o وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ o اَعْلَمِ مَنْ فِی الْاَرْضِ o وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَ عِلْمِہٖ o اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۝ عَلٰی رُوْحِهٖ فِی الْاَرْوَاحِ ۝ وَعَلٰی جَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ ۝ وَعَلٰی قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْمَعَادِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِئْنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً وَّاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

اے اپنی قبر کی طرف اپنے پاؤں سے جانے والے انسان! اے ہر گھڑی اپنی موت سے قریب تر ہونے والے انسان! اے دھوکے میں پڑے مغرور انسان! موت تاک میں کھڑی ہے۔ قبر منہ کھولے انتظار میں ہے۔ وقت آرہا ہے کہ آنکھیں ہوں گی اور تو دیکھ نہ سکے گا۔ زبان ہوگی لیکن تو بول نہ سکے گا۔ آس پاس ماں، باپ، بھائی، بہن، لڑکے، لڑکیاں، خویش و بیگانے کھڑے ہوں گے لیکن تو پہچان نہ سکے گا۔ تجھے تیرے گھر سے، تیرے در سے نکال باہر کیا جائے گا، تیرے گاڑھے پسینے کی کمائی پر دوسرے قابض ہو جائیں گے۔ تیری بیوی رانڈ کہلائے گی، تیرے بچے یتیم ہو کر گلیوں میں لڑھکتے پھریں گے۔ تیرے والے تجھے اُٹھا کر زمین کے گڑھے میں تنہا دفن کر کے چلے جائیں گے۔ منوں مٹی تیرے منہ پر ڈال دیں گے۔ آہ! بارشوں کا پانی تیری قبر میں آئے گا، گرمیوں کے لئے کوئی سُوراخ تک نہ ہوگا۔ جاڑوں کے لئے کوئی بچھونا نہ ہوگا۔ بھوک کے وقت کھانے کو اور پیاس کے وقت پینے کو کوئی چیز تو نہ پائے گا۔ ایسی مجبوری اور بے کسی والا انسان ہو کر پھر تو خدا کو بھولا بیٹھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری سے بھاگتا پھرتا ہے۔ بتا تو سہی کہ ہفت اقلیم کو قبضے میں رکھنے والے بادشاہوں میں سے کوئی بچا؟ حکمت وطب پر مالکانہ تصرف کرنے والوں میں سے کوئی زندہ جاوید رہا؟ ولیوں، شہیدوں، نبیوں اور صالحوں میں سے کسی کو موت سے چھٹکارا ملا؟ پس اپنی موت کو اے غافل انسان ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھ۔ اپنے اس محتاجی کے وقت کو کبھی نہ بھول۔ سُن دنیا میں اگر کسی کو ہمیشگی ہوتی تو وہ خدا کے لاڈلے، رب کے سب سے پیارے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوتی لیکن قرآن فرماتا ہے اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ۝ ارشاد ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِئْنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ یعنی تو بھی مرنے والا ہے اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ کسی انسان کے لئے یہاں ہمیشگی ہے ہی نہیں۔ تو مر جائے تو کیا ہے تو کیا یہ دنیا میں ہمیشہ ہی رہیں گے؟ نہیں بلکہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ فرماتا ہے۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ہر انسان کو موت کا کڑوا گھونٹ

گلے سے اُتارنا ہی ہے۔ وقت آیا کہ پھر ایک انچ ادھر اُدھر نہیں ہٹنے کا۔ پس آ، اُسے راضی کر جو موت و فوت سے پاک ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جو موت و حیات کا خالق ہے جو زندہ رکھنے اور مار ڈالنے کا مالک ہے۔ اُس کی تعریف و تسبیح میں، اُس کی تمجید و توحید میں لگا رہ۔ تجھ پر سب سے زیادہ احسان وانعام واکرام اسی کے ہیں۔ اُسی کی حمد کے بعد اُس کے نبی تیرے محسن و رہنما خلق خدا میں برگزیدہ اور پسندیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ اور اس قدر جس قدر تجھ میں سکت ہو۔

بھائیو اور بہنو! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ قبروں پر سر نہ رگڑو۔ سنو! مرض الموت کے خطبات محمدیہؐ میں آپ کو اور بھی سُناؤں۔ آج قبر پرستی کی بیماری بہت پھیل گئی ہے۔ مسلمان اکثر مشرک ہو رہے ہیں۔ صدہا کچے پکے ڈھیر پوجے جا رہے ہیں۔ ہر اونچی اور پکی قبر پر مسلم ماتھا رگڑ ہو جاتے ہیں، لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک آخری خطبہ اس کے متعلق بروایت طبرانی بھی سُن لیجئے۔

(۹۵۴) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَهْدِيْ بِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِخَمْسِ لَيَالٍ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنْ نَّبِيٌّ اِلَّا وَلَهٗ خَلِيْلٌ مِّنْ اُمَّتِهٖ۔ وَاَنَّ خَلِيْلِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا۔ اَلَا وَاِنَّ الْاُمَمَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسٰجِدَ وَاِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ؟ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاُغْمِيَ عَلَيْهِ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَشْبِعُوْا بُطُوْنَهُمْ۔ وَاكْسُوْا ظُهُوْرَهُمْ وَ اَلِيْنُوا الْقَوْلَ لَهُمْ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے ہمیں ایک خطبہ سُنایا جس میں تین وصیتیں کیں اور نہایت دردانگیزی اور رقت سے بیان فرمایا طاقت طاق ہو چکی تھی قوت جواب دے چکی تھی باتیں تینوں اہم تھیں۔ اُن کا خیال رُوح فرسا تھا اللہ اکبر غشی پر غشی آ رہی تھی۔ بیہوشی پہ بیہوشی طاری تھی۔ زبان یارا نہیں دیتی تھی لیکن تاہم حق تبلیغ ادا فرما رہے تھے امت کو آخری پیغام خدا پہنچا رہے تھے۔ فرمایا کہ اول تو حق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ بھولنا ہر نبی کیلئے اُس کی اُمت میں سے ایک خلیل ہوا کرتا تھا۔ میرے خلیل بھی صدیق اکبر ہیں (رضی اللہ عنہ) ہاں تمہارے ساتھی خود خدا کے خلیل ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہیں منع کئے جا رہا ہوں کہ خبردار قبر پرستی شروع نہ کر دینا۔ تم سے اگلی امتیں اسی بنا پر ملعون ہو گئیں

کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیں تھیں۔ دیکھو میں تمہیں سختی سے اس کام سے منع کر چلا ہوں۔ چونکہ رب کی طرف سے معلوم ہوچکا ہوگا کہ امت باوجود اس نہی کے اور اس انکار کے پھر بھی قبر پرستی سے باز نہیں آئے گی اس لئے خدا کے سامنے اپنی برات کر رہے ہیں۔ وہاں اپنا دامن صاف کرنے کو فرماتے ہیں۔ الٰہی گواہ رہ میں انہیں پہنچا چکا۔ خدا گواہ رہ میں تبلیغ کر چکا۔ الہ العالمین سُن لے میں اُنہیں گور پرستی سے منع کر چکا۔ الٰہی میں اپنی اس تبلیغ پر تجھے گواہ کرتا ہوں۔ تو گواہ رہ، تو شاہد رہ۔ کچھ تو ان الفاظ کا اثر کچھ بیماری کی کمزوری۔ کچھ آنے والے واقعات کا تصور، ان چیزوں نے ایسا اثر کیا کہ بیہوش ہوگئے۔ دیر کے بعد ہوش آیا تو فرمایا اب تیسری بات بھی سُن لو، دیکھو میں تمہارے غلاموں، لونڈیوں، نوکروں چاکروں اور ماتحتوں، بیوی بچوں وغیرہ کے بارے میں بھی خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ میں اس امر میں اللہ کو بیچ میں ڈالتا ہوں۔ خبردار ان کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ دیکھو ان سے بدسلوکی، ظلم و ناانصافی نہ کرنا۔ اُنہیں پیٹ بھر کھانے کو دینا اُنہیں تن ڈھکنے کو کپڑا دیتے رہنا، اُن سے بدخُلقی اور سخت گوئی درشتی اور بدزبانی سے پیش نہ آنا بلکہ نرم کلامی، خندہ پیشانی، شیریں سخنی سے اُنکے دل بڑھانا

برادران! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے اور آپ پر اپنی برکتیں نازل فرمائے۔ آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ مرض الموت کے سُن لئے ہیں۔ اس وقت دل قابو میں نہیں کلیجہ اُچھل رہا ہے، سینہ اُبل رہا ہے۔ آخری نماز جو باجماعت مسجد میں حضور پڑھاتے ہیں وہ مغرب کی ہوتی ہے جس میں سورۂ ق والمرسلات کی تاکید فرماتے ہیں۔

آؤ ذوق شوق سے حضور قلب سے عمل کی نیت سے دل کی اُمنگ سے اور بھی خطبے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس آخری بیماری کے سُن لو۔

(۹۵۵) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ۔ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا)

الٰہی میری قبر کو تو بُت نہ بنا دینا جس کی عبادت کیجائے اُن لوگوں پر اللہ کا سخت تر غضب نازل ہوا اور ہوگا۔ جو اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں، سجدہ گاہیں، عبادت گاہیں بنالیں۔ وہاں وہ کریں جو مسجدوں میں کیا جاتا ہے یعنی نماز دُعا وغیرہ۔

(۹۵۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس سے

الَّذِی لَمْ یَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذَاكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خَشِیَ اَنْ یُّتَّخَذَ مَسْجِدًا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

آپؐ جانبر نہ ہو سکے فرمایا کہ یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو۔ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیں۔ مائی صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپؐ اپنی قبر بھی عام گذرگاہ پر ظاہر طور پر بنواتے لیکن آپؐ کو ڈر تھا کہ آپؐ کی قبر کو مسجد نہ بنالی جائے، اس لئے آپؐ کے سکونتی مکان میں ہی آپؐ کا روضہ منورہ بنایا گیا۔

(۹۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَةً لَّهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ یَقُوْلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیماری نازل ہوئی تو آپ نے اپنی سیاہ چادر منہ پر ڈالنی شروع کی۔ جب سانس گھٹنے لگتا تو منہ کھول دیتے۔ اسی حالت میں فرمایا یہود و نصاریٰ پر خدا کی پھٹکار انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیں اس بیان سے آپ کی غرض اپنی امت کو اس لعنتی فعل سے ہوشیار کر کے روکنا ہے۔

پس نبیوں ولیوں کی قبروں پر مسجدیں بنانا، اُن کی قبروں کی مسجدوں جیسی تعظیم کرنا۔ ان کی طرف اس طرح متوجہ ہونا جیسے مسجد میں مسلمان قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اُن کی طرف نماز ادا کرنا۔ قبر کا طواف کرنا، وہاں جا کر نماز پڑھنا، اُن کی مجاورت کرنا، اُس جگہ کی کعبہ کی سی عزت کرنا وغیرہ سب حرام ہے مسلمانوں کو اس سے پرہیز چاہیئے۔

انتقال کی خبر نہایت رقت خیز لہجے میں اس بیماری سے پہلے بھی آپ دے چکے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ ہے، دسویں تاریخ ہے بقرعید کا دن ہے اپنی راحلہ پر سوار ہو کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیطان کو کنکریاں مار رہے ہیں وہیں سب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

(۹۵۸) لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَآ اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ هٰذِهٖ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لوگو! مجھ سے احکام دین، مسائل حج سیکھ لو۔ مجھے نہیں معلوم شاید میں اپنے اس حج کے بعد دوسرا حج نہ کروں۔

(۹۵۹) مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے کہ مزدلفہ سے صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلے۔ لوگوں سے فرمایا عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ اطمینان اور سکون سے چلتے رہو۔ دوڑ دھوپ بے اطمینانی اور زیادہ عجلت نہ کرو۔ وادیٔ محسر میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَعَلِّیْ لَا اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا۔ (مشکوٰۃ)

اس سال کے بعد میں تمہیں شاید نہ دیکھوں۔

(۹۶۰) عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِہٖ وَجْعُہٗ اسْتَأْذَنَ اَزْوَاجَہٗ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَذِنَّ لَہٗ فَخَرَجَ وَھُوَ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ تَخُطَّ فِی الْاَرْضِ۔ بَیْنَ عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَیْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ۔ فَلَمَّا دَخَلَ بَیْتِیْ وَاشْتَدَّ بِہٖ وَجْعُہٗ قَالَ ھَرِیْقُوْا عَلَیَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَّمْ تُحَلَّلْ اَوْکِیَتُھُنَّ لَعَلِّیْ اَعْھَدُ اِلَی النَّاسِ فَاَجْلَسْنَاہُ فِیْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَیْہِ مِنْ تِلْکَ الْقِرَبِ حَتّٰی طَفِقَ یُشِیْرُ اِلَیْنَا بِیَدِہٖ اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی النَّاسِ فَصَلّٰی لَھُمْ وَخَطَبَھُمْ (وَقَالَ فِیْھَا) لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَّاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ وَلٰکِنْ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) وَفِیْہِ اِنَّہٗ اٰخِرُ مَجْلِسٍ جَلَسَہٗ (وَفِیْ مُسْلِمٍ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت نڈھال ہو گئی، مرض کا زبردست حملہ ہوگیا، درد وکرب بے حد بڑھ گیا تو آپؐ نے خواہش ظاہر کی کہ اپنی بیماری کا باقی زمانہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گذاریں۔ ازواج مطہرات نے اسے بصد شوق قبول کرلیا۔ چنانچہ آپؐ کو دو صاحبان نے اٹھایا ایک حضرت عباس دوسرے حضرت علی (رضی اللہ عنہما) آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ اسی حالت میں صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچے۔ انتقال سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ سات مشکیں پانی کی جس کے منہ نہ کھلے ہوں منگواؤ اور مجھ پر بہاؤ تاکہ میں لوگوں کے مجمع میں جاؤں اور انہیں خطبہ سناؤں ازواج مطہرات نے اس حکم کی تعمیل کی اور آپؐ کے جسم مبارک پر پانی بہانا شروع کیا، یہاں تک کہ آپؐ نے خود اشارہ سے فرمایا کہ اب بس کرو، تم میرا حکم بجالائیں پھر گھر سے نکلے مسجد میں آئے لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا کہ اگر میں کسی کو دلی دوست ومددگار بنانے والا ہوتا تو اس کے لائق میری امت میں سے صرف صدیق اکبر تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پس اس لفظ کو چھوڑ کر میں کہتا ہوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ،

اِنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِخَمْسٍ۔ میرے بھائی ہیں۔ اور میرے صحابی اور ساتھی ہیں۔ یہ آپؐ کی منبر پر آخری بیٹھک تھی۔ یہ واقعہ وفات سے پانچ دن پہلے کا ہے۔

ہفتہ کا دن ہے وفات میں دو دن باقی ہیں جو معلوم ہوتا ہے کہ رومی تیاریوں میں ہیں۔ اس سے پہلے آپؐ کے لاڈلے حضرت زیدؓ کو وہ قتل کر چکے تھے۔ آپ ان کے صاحبزادے حضرت حضرت اُسامہ کو اس مہم پر سردار بناتے ہیں۔ بڑے بڑے بزرگ آزمودہ کار صحابہؓ بھی اس لشکر میں ہوتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھنڈا باندھ کر اپنے محبوب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیتے ہیں اور اس لشکر کو روانگی کا حکم دیتے ہیں۔ ادھر بیماری بڑھ جاتی ہے اُدھر سُننے میں آتا ہے کہ بعض کو (منافقوں کو) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض ہے۔ نہیں رہا جاتا، باوجود سخت بیماری کے خطبے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

(۹۶۱) قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِيْ اُسَامَةَ وَاِنَّهٗ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ۔ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ۔ (رَوَاهُ الْاِمَامُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى)

مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ تم اسامہؓ کی امارت کے بارے میں لب کشائی کرنے لگے ہو حالانکہ وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اُس کی امارت میں طعنہ زنی کرنا گویا شاخ ہے اُس کے باپ زیدؓ کی امارت کی طعنہ زنی کی۔ حالانکہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ امارت کے اہل تھے اور وہ میرا سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اس کے بعد اب سب سے زیادہ پیارا مجھے یہ اسامہؓ ہے۔

یہ تین ہزار کا لشکر تھا جن میں سات سو قریشی نوجوان تھے۔ اس لشکر نے روم کو ہلا دیا اور یہی فتح روم کا اصلی اور اولیں سبب بنا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

روحِ قدسی کو پیکرِ انسانی میں رکھنے کی ضرورت اسی وقت تک تھی جب تک دعوتِ اسلام روئے زمین پر پہنچ جائے اور خدا کا دین پورا اُتر چکے۔ جب یہ ہو چکا، آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اتر چکی، سُورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہو چکی تو اب معلوم ہو گیا کہ رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کے حضور میں جانے والے ہیں۔ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضرت عُبَیدبن عُمَیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

(۹۶۲) اَیُّھَا النَّاسُ وَاللّٰہِ لَا تُمْسِکُوْنَ عَلَیَّ بِشَیْءٍ اِنِّیْ لَا اُحِلُّ اِلَّا مَا اَحَلَّ اللّٰہُ وَلَا اُحَرِّمُ اِلَّا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ رَوَاہُ ابْنُ سَعْدٍ فِیْ طَبَقَاتِہٖ (رَوَاہُ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَغَیْرُہٗ فِیْ غَیْرِہٖ)

حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے۔ میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے حلال کی ہے اور وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے۔

(۹۶۳) اس خطبہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

یَا فَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَا صَفِیَّۃُ عَمَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلَا لِمَا عِنْدَ اللّٰہِ۔ اِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ (طبقات ابن سعد)

اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ اور اے میری پھوپھی صفیہ قیامت کے لئے نیکیاں جمع کر لو۔ میں تمہیں خدا کے ہاں بچا نہیں سکتا۔

(۹۶۴) چونکہ آپؐ وفات کی اطلاع پا چکے تھے اس لئے دو ماہ پیشتر از وصال عرفات کے میدان میں ڈیڑھ لاکھ اُمتیوں کے سامنے خطبہ پڑھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَّا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَنْتُمْ تُسْأَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّیْتَ وَنَصَحْتَ۔ فَقَالَ بِاِصْبَعِہِ السَّبَّابَۃِ یَرْفَعُھَا اِلَی السَّمَاءِ وَیَنْکُتُھَا اِلَی النَّاسِ۔ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔

لوگو! میں جا رہا ہوں لیکن تم میں اپنے قائم مقام ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اُسے مضبوط تھامے رہے تو گمراہ ہونا ناممکن ہے اور وہ چیز خدا کی کتاب کلام اللہ شریف ہے۔ ہاں میرے امتیو! قیامت والے دن تم سے میرے بارے میں سوال کیا جانے والا ہے تو ذرا مجھے بھی تو سُنا دو کہ تم میرے بارے میں خدا کے ہاں کیا جواب دو گے؟ سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے تبلیغ دین کر دی، آپؐ نے حق رسالت ادا کر دیا، آپؐ نے اپنی امت کی پوری خیر خواہی کی۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ اپنی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائی اور تینوں بار اُسے لوگوں کی طرف جھکائی اور زبان مبارک سے دربار الٰہی میں عرض کی کہ الٰہی تو گواہ رہ۔

خدایا! اے بارِ الٰہا! ہم بھی گواہ ہیں کہ تیرے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری امانت صحیح

طور پر ادا کی۔ ہماری خیر خواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ تونے اُن کے ہاتھ پر اپنے دین کو پورا کیا اور انہوں نے وہ پورا دین ہمیں پہنچا دیا۔ پس ہماری دُعا ہے کہ تو اُن پر درُود و سلام نازل فرما اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے اس دین پر عامل بن جائیں۔ آمین۔

اے تقلید شخصی کو دین خدا میں داخل سمجھنے والو! اے ائمہ اور مجتہدین اور فقہاء کے قیاسات کو داخل دینِ خدا سمجھنے والو! خدا کے کامل دین کو ناقص نہ بناؤ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر خیانت کئے سارا دین ہمیں پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر بھولے سارا دین اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیا۔ جبرئیل امین نے بیچ میں سے کسی چیز کو نہیں چھپایا پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور خدا کے کلام کے بعد اور کسی کے کلام کو بھی شریعت میں داخل سمجھنا گویا یہ ماننا ہے کہ کچھ حصّہ دین رسول خدا نے نہیں پہنچایا پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس آخری خطبے کی تحریم و تعظیم و تکریم کرو اور رکھو اور مانو اور عقیدہ رکھو کہ خدائے تعالیٰ نے جو اُتارا وہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پہنچایا جو اس میں نہیں وہ دین بھی نہیں۔

الٰہی اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد پر آپؐ کے جسم مطہر پر، آپؐ کی روحِ مطہر پہ اپنا سلام بھیج۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَجْزِهٖ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ ۝ وَاَسْتَغْفِرُكَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مرض الموت کے دوسرے خطبے کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ ۱۲ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الموت کے خطبے آپ سُن رہے ہیں سنہ ۱۱ھ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے کو اپنی طرف واپس بلا لیا۔ رحلت سے چھ ماہ پیشتر سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝ نازل ہوئی تھی جس سے آپؐ یہ سمجھ گئے کہ اب کوچ کا وقت قریب ہے۔ اور حسب فرمانِ خداوندی لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا آپ کو یقین تھا کہ اب رب سے ملنا ہے۔ اسی لئے اس سال کے ماہ رمضان میں آپ نے بجائے دس۱۰ دن کے بیس۲۰ دن کا اعتکاف کیا۔ ۲۹ صفر پیر والے دن آپ کو سر درد شروع ہوا اور سخت بخار چڑھ آیا۔ کل تیرہ۱۳ یا چودہ۱۴ دن آپ بیمار رہے۔ آخری پورا ہفتہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گذارا۔ انتقال سے ایک روز پہلے اپنے تمام غلاموں کو راہ للہ آزاد فرمایا جن کی تعداد بعض روایتوں میں چالیس آئی ہے۔ جو کچھ نقد گھر میں موجود تھا وہ غرباء کو للہ دے دیا، ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ کر دیئے۔ اس دن کے بعد کی رات آپؐ کی آخری رات تھی۔ اس رات کاشانۂ نبوت میں چراغ جلانے کو تیل بھی نہ تھا۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ پیر کے دن چاشت کیوقت جسم اطہر سے روحِ انور نے عالمِ بالا کا رُخ کیا۔ عمر شریف ۶۳ سال قمری پر چار دن زیادہ تھی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ۔ اس بیماری کے خطبے آپ سُن رہے ہیں اور سنیئے۔

پہلے بیان گذر چکا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات سربند مشکوں کے پانی سے غسل کیا۔ سر سے پٹی باندھے ہوئے مسجد میں آئے منبر پر چڑھے۔ راوی کا بیان ہے۔

(۹۶۵) ثُمَّ کَانَ اَوَّلَ مَا تَکَلَّمَ بِہٖ اَنَّہٗ صَلّٰی عَلٰی اَصْحَابِ اُحُدٍ وَّاسْتَغْفَرَ لَھُمْ فَاَکْثَرَ الصَّلٰوۃَ عَلَیْھِمْ۔

(سیرۃ ابن اسحاق)

سب سے پہلا کلام تو آپ کا یہ تھا کہ آپ نے شہداءِ اُحد پر دُعا و رحمت کی اور مجاہدین اُحد کو بھلائی سے یاد کیا پھر اُن سب کے لئے استغفار کیا اور دیر تک بکثرت دُعائیں اُن کے لئے کیں۔

(۹۶۶) حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب بعض لوگوں نے کہا کہ ایک نوجوان کم عمر کو بڑے بڑے بزرگ مہاجرین و انصار پر سردار کر دیا تو آپؐ باہر آئے منبر پر بیٹھے۔

فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ بِمَا ھُوَ لَہٗ اَھْلُہٗ۔ ثُمَّ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اَنْفِذُوْا بَعْثَ اُسَامَۃَ۔ الخ

لوگو! اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کر دو۔ اُسے نہ روکو۔ زاں بعد کا بیان اس سے پہلے گذر چکا ہے۔ (سیرۃ ابن اسحاق)

جس طرح حکم دیا ہے کہ لوگوں کے احسان کی شکر گذاری بجالاؤ۔ آپ نے بھی اس آخری بیماری میں اس پر عمل کیا۔ منبر پر تشریف لاکر فرماتے ہیں۔

(۹۶۷) یَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِیْنَ ٥ اِسْتَوْصُوْا بِالْاَنْصَارِ خَیْرًا ٥ فَاِنَّ النَّاسَ یَزِیْدُوْنَ ٥ وَالْاَنْصَارُ عَلٰی هَیْئَتِهَا لَا تَزِیْدُ ٥ وَاِنَّهُمْ کَانُوْا عَیْبَتِیَ الَّتِیْ اَوَیْتُ اِلَیْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰی مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِیْئِهِمْ۔ (سیرۃ ابن اسحاق)

اے مہاجرین! انصار کے ساتھ خیر خواہانہ برتاؤ رکھنا لوگ تو بڑھتے جاتے ہیں لیکن انصار جتنے تھے اُتنے ہی ہیں وہ بڑھتے ہی نہیں۔ یہی میرے سچے ساتھی اور میرے رازدار ہمراہی جنہوں نے مجھے پناہ دی اور جگہ دی یہی ہیں۔ اب میں تم سے کہتا جا رہا ہوں کہ اُن کے بھلے لوگوں کی اچھائیاں قبول کر لیا کرنا اور ان کی برائیوں سے درگذر کر جانا۔ چشم پوشی کرتے رہنا۔

سیرۃ ابن اسحاق میں ہے کہ اسی مرض الموت میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے لئے حجرے سے باہر تشریف لائے۔ سر پر کپڑا لپیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھ کر لوگوں میں ہلچل ہوئی جس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں، اس لئے آپ اُلٹے پیروں پیچھے ہٹنے لگے۔ آپؐ نے اُن کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر آگے کر دیا اور فرمایا لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ اور آپؐ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے داہنی جانب بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اُنہیں بآواز بلند خطبہ دیا۔ آواز اس قدر بلند تھی کہ مسجد سے باہر جا رہی تھی۔ فرمایا۔

(۹۶۸) اَیُّهَا النَّاسُ ٥ سُعِّرَتِ النَّارُ ٥ وَ اَقْبَلَتِ الْفِتَنُ ٥ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ ٥ وَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا تُمْسِکُوْنَ عَلَیَّ بِشَیْءٍ ٥ اِنِّیْ لَمْ اُحِلَّ اِلَّا مَا اَحَلَّ الْقُرْاٰنُ ٥ وَلَمْ اُحَرِّمْ اِلَّا مَا حَرَّمَ الْقُرْاٰنُ۔ (سیرۃ ابن اسحاق)

اے لوگو! آگ بھڑک اٹھی ہے، فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ قسم خدا کی تم میری کوئی گرفت نہیں کر سکتے۔ میں نے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا تھا۔ اور میں نے صرف اُسے حرام کیا ہے جسے قرآن نے حرام کیا ہے۔

(۹۶۹) عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰی

ہمارے مجمع میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ میں

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَزْعُمُوْنَ اَنِّیْ مِنْ اٰخِرِکُمْ وَفَاۃً؟ اَلَا وَاِنِّیْ مِنْ اَوَّلِکُمْ وَفَاۃً۔ وَتَتْبَعُوْنِیْ اَفْنَادًا یُّھْلِکُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔ (طَبْقَاتِ ابْنِ سَعْدٍ)

تم سب سے آخر میں وفات پاؤں گا۔ غلط ہے۔ سنو! میں تم سب سے پہلے فوت ہونے والا ہوں اور میرے بعد والے گروہ بندی کی مصیبت میں مبتلا ہو کر ایک دوسرے کا خون بہانے لگیں گے۔

(۹۷۰) عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ فِیْ مَا یَرَی النَّآئِمُ بِمَفَاتِیْحِ الدُّنْیَا ثُمَّ ذُھِبَ بِنَبِیِّکُمْ اِلٰی خَیْرِ مَذْھَبٍ وَّ تُرِکْتُمْ فِی الدُّنْیَا تَاْکُلُوْنَ الْخَبِیْصَ اَحْمَرَہٗ وَاَصْفَرَہٗ۔ اَلْاَصْلُ وَاحِدٌ الْعَسَلُ وَالسَّمْنُ وَالدَّقِیْقُ وَلٰکِنَّکُمْ اتَّبَعْتُمُ الشَّھَوٰتِ

(طبقات ابن سعد)

مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ مجھے دنیا کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں۔ پھر تمہارے نبی کو بہترین طریق پر عمدہ جگہ لے جایا گیا اور دُنیا والوں کو دُنیا میں ہی چھوڑ دیا گیا۔ افسوس کہ وہ بلاتمیز بھلے بُرے کے ادھر اُدھر ہاتھ مارنے لگے، خواہشِ نفسانی نے اصل حلال سے انہیں دُور ڈال دیا۔

(۹۷۱) عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰۤی اَصْحَابِہٖ یُعْرَفُ فِیْہِ الْوَجَعُ فَقَالَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ قَدْ قَرَأْتُ الْبَارِحَۃَ السَّبْعَ الطُّوَلَ۔ (طبقات ابن سعد)

صحابہ کے مجمع میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، بیماری کی زیادتی آپ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر تھی، لیکن آپ نے فرمایا، باوجود اس حال کے میں نے گذشتہ شب سات لمبی سورتوں کی تلاوت کی۔

(۹۷۲) حضرت عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس بیماری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے اُس میں آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی ہی تھی جو اپنی بیماری کچھ ہلکی پاکر نکلے۔ صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں اِدھر اُدھر التفات نہیں کیا کرتے تھے لیکن یہ آہٹ پاکر آپؓ سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے ہیں اور پچھلے پاؤں پیچھے ہٹتے ہوئے صف میں آملے لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے پھر آگے کر دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کروٹ میں بیٹھ گئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے تھے۔ بعد از فراغتِ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز کی جگہ ہی بیٹھے رہے اور خطبہ شروع کر دیا۔

فَحَذَّرَ النَّاسَ الْفِتَنَ ثُمَّ نَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ حَتّٰی اِنَّ صَوْتَہٗ لَیَخْرُجُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ۔ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا یُمْسِكُ النَّاسُ عَلَیَّ بِشَیْءٍ لَا اُحِلُّ اِلَّا مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَلَا اُحَرِّمُ اِلَّا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ۔ ثُمَّ قَالَ۔ یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ وَیَا صَفِیَّۃُ عَمَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلَا لِمَا عِنْدَ اللّٰہِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ (طبقات ابن سعد)

آپؐ نے اس خطبہ میں لوگوں کو آنیوالے فتنوں سے آگاہ کیا۔ پھر بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ قسم خدا کی لوگ مجھ پر کوئی بات پکڑ نہیں سکتے۔ میں نے صرف وہی حلال کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور میں نے صرف وہی کام حرام تبلائے ہیں جن کی حرمت خدا کی طرف سے اُس کی کتاب میں ہے۔ اُس وقت آپ کی آواز اتنی بلند تھی کہ مسجد سے باہر جا رہی تھی۔ پھر فرمایا اے فاطمہ، اے میری بیٹی، اے صفیہ، اے میری پھوپھی خدا کے ہاں کام آنے والے اعمال کر لو، میں تمہیں خدا کے ہاں کچھ کام نہ آؤں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس مجلس سے کھڑے ہوئے اور دوپہر ہو اس سے پہلے ہی خدا کی رحمت کی طرف واصل ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وفضل وکرم۔

(۹۷۳) ہماری ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پیر کی رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بہت علیل ہو گئی۔ اس خبر سے تمام مرد وعورت صبح کی نماز میں مسجد میں جمع ہو گئے۔ مؤذن نے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازہ کا پردہ ہٹا کر نمازیوں کو دیکھا اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ قُرَّۃَ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں مقرر فرمائی ہے۔ (طبقات ابن سعد)

پیر کی صبح آپ کی طبیعت سنبھل گئی تو حضرت فضل بن عباس اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھوں پر سہارا لگا کر آپؐ مسجد میں آئے۔ صبح کی نماز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے۔ ایک رکعت ہو چکی تھی دوسری رکعت کے قیام میں تھے۔ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے بیحد خوش ہوئے

آپ جب امام المسلمین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کے پاس گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑکر آگے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں بازو پر کھڑے تھے، قرأت کر رہے تھے۔ سورت ختم کر کے رکعت پوری کی جب سلام پھیر چکے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی باقی رکعت ادا کی۔ (طبقات ابن سعد)

(۹۷۴) حضرت عبداللہ بن زمعہ بن الاسود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کیلئے آپ کی آخری بیماری میں آیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر آپ کو وقتِ نماز کی اطلاع دی تو آپ نے مجھ سے فرمایا جاؤ لوگوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھ لیں۔ میں نے مسجد میں آکر نظریں ڈالیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے تو میرے انتخاب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ میں نے نماز پڑھانے کو کہا۔ یہ بلند آواز تھے، اُن کی تکبیر سنتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرے سے سر باہر نکالا جھانک کر دیکھا، فرمایا اَیْنَ ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ۔ اَیْنَ ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ؟ لَا۔ لَا۔ لَا۔ لِیُصَلِّ بِهِمُ ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ۔ یہ نہیں، یوں نہیں، اس طرح نہیں۔ اُنہیں نماز تو حضرت ابوبکر بن ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ہی پڑھائیں۔ اس وقت آپ کی آواز سے غضبناکی معلوم ہوتی تھی۔ الخ (طبقات ابن سعد)

(۹۷۵) اس روایت میں ہے کہ اس مرض الموت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار آئے۔ نماز ہو رہی تھی۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دائیں جانب آپ بیٹھ گئے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا۔

لَمْ يُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰى يَؤُمَّهٗ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِهٖ۔ (طبقات ابن سعد)

یعنی نبی قبض نہیں کیا جاتا جب تک کہ اُس کی اُمت میں سے کوئی اس کی امامت نہ کرائے۔

(۹۷۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری بیماری میں بیمار ہیں۔ ہم لوگ بیتابی کے ساتھ مسجد میں جمع ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں جو ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکان سے نکلے۔ سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور ہماری طرف تشریف لا رہے ہیں۔ سیدھے منبر پر چڑھ گئے۔ جب اچھی طرح کھڑے ہو گئے تو فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَقَآئِمٌ عَلَى الْحَوْضِ السَّاعَةَ۔ الخ

اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اس وقت اپنے حوضِ کوثر پر کھڑا ہوا ہوں۔

اس کے بعد آپؐ نے دنیا اور آخرت میں ایک شخص کو اختیار دیئے جانے کا بیان فرمایا جسے رازدارِ نبوت اپنی دُوربینی سے سمجھ گئے ۔الخ۔ فَصَلَّی اللّٰہُ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔

آہ! یہ تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری خطبے۔ خوش نصیب ہے وہ امت جس کے نبیؐ نے انہیں کسی کا محتاج نہیں چھوڑا۔ آپ رب سے جا ملے لیکن انہیں اپنا قائم مقام دے گئے ۔ وہ قرآن ہے اور حدیث ہے۔ پس مسلمانو! ایک ہاتھ میں قرآن لے لو، دوسرے میں حدیث۔ اب نہ تیسرا ہاتھ نہ تیسری چیز۔ آؤ اب اُس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج کر اس خطبے کو ختم کریں۔ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ ہ وَالْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ ہ وَالنَّبِیِّیْنَ ہ وَالصِّدِّیْقِیْنَ ہ وَالصَّالِحِیْنَ ہ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ہ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ہ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ ہ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلشَّاهِدِ الْمُبَشِّرِ الدَّاعِیْ بِاِذْنِکَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ ہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْهِ۔ قُوْمُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ ہ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

مرض الموت کے تیسرے خطبے کا پہلا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس۱۰ خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ہ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ہ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ہ مَنْ یَّهْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا هَادِیَ لَہٗ ہ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہ اَمَّا بَعْدُ ہ فَاِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ہ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ہ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی

النَّارِ ٭ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا نُعْظِمُ شُكْرَكَ ٭ وَنُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَنَتَّبِعُ نُصْحَكَ ٭ وَنَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ
اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ ٭ وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَاءِ ٭ وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكَذِبِ ٭ وَ
اَعْيُنَنَا مِنَ الْخِيَانَةِ ٭ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ٭ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ٭ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ٭ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ٭ وَتَذَرُوْنَ
الْاٰخِرَةَ ٭ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ٭ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ٭ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ٭ تَظُنُّ
اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ٭ كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ٭ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ ٭ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ٭
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ٭ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ࣙالْمَسَاقُ ٭

تمہیں دنیا سے محبت ہے۔ آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ جس دن بہت سے چہرے بارونق ہوں گے۔ دیدارِ خداوندی کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہوں گے۔ اور بہت سے چہرے اُس دن بالکل بے رونق ہوں گے، جانتے ہوں گے کہ آج اُن پر ہڈی توڑ عذاب برس پڑنے والے ہیں۔ سنو موت کے وقت جب کہ جان ہنسلی تک پہنچ جائے اور کہا جائے کہ اب کون ہے جو جھاڑ پھونک کرے؟ اُس وقت یقین ہو جاتا ہے کہ جُدائی کی گھڑی آگئی۔ اور پنڈلیاں آپس میں رگڑنے لگتی ہیں۔ اُس دن تیرے رب کی طرف کوچ کرنا یقینی ہے۔

الٰہی تیرا شکر کہ تو نے ہمیں اپنی ذات کی پہچان دی۔ اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا کیا۔ ہم مانتے ہیں کہ جو تو چاہے وہ ہوتا ہے۔ ہنسنا، رُلانا، فقیر امیر بنانا، آسودہ کرنا اور بھوکا رکھنا سب تیرے ہاتھ میں ہے۔ کوئی کام گو ہمارے نزدیک کتنا ہی اہم ہو، لیکن تیرے نزدیک ادنیٰ بات ہے۔ اے جنت و دوزخ کے بنانے والے اے فرشتوں اور نبیوں کے معبود۔ اے کل جہاں کے مسجود تیرے سوا نہ کوئی مشکل کشا نہ حاجت رَوا۔ تو سچا، تیرا رسول برحق، اے بیقراروں کی بے قراری دُور کرنے والے۔ اے نبیوں کے بھیجنے والے، اے کتابوں کے اُتارنے والے۔ اے سلسلۂ نبوت کو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم کرنے والے! اے نیکوں کو نیک بدلے دینے والے۔ اے بدوں کی بدیوں سے دُور کرنے والے! ہم تیرے احسان مند ہیں، تیرے شکر گذار ہیں۔ تو پاک ہے، تیری ذات ہر حمد کی مستحق ہے۔ تو سب سے بڑا ہے۔ تو سب کا حاکم ہے غذاؤں میں آسودگی تیری طرف سے ہے۔ پانی میں روانی تیری دی ہوئی ہے۔ آگ میں حرارت کا پیدا کرنے والا تو ہے۔ درختوں میں پھل تو ہی اُگاتا ہے۔ پرندے تیری تسبیح پڑھتے ہیں۔ ہوا تیری حمد کرتی ہے۔ پانی

تیری بڑائی بیان کرتا ہے۔ پہاڑ تیری عظمت کے شاہد ہیں۔ آسمان تیری اونچائی ظاہر کر رہے ہیں۔ ہر چیز سے تیری قدرت آشکارا ہے۔ سب پر تو غالب اور قہار ہے۔ ہم غلاموں کی کج مج زبان سے جو تیری تسبیح و تقدیس بیان ہو رہی ہے اُسے قبول فرما لے۔

اوّل دن سے آخری وقت تک جس نے ہمارا بھلا کیا، جس کے دل میں ہمارا درد تھا۔ جسے پورے لمحہ ہمارا خیال رہا، جو ہر وقت ہمارے نفع میں رہا، جس نے ہمیں ایمان و دین سکھایا، جس نے تجھے پہچنوایا اور تیری توحید کا اعلان کیا تو اس پر مدام علی الدوام صلوٰۃ و سلام بھیجتا رہ۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ تمہیں ترقیاں دے، بلند اقبال کرے، خوش رکھے، تمہارا دین و دنیا سنوار دے، تمہیں اجر دے، تمہاری نیکیاں قبول فرمائے، بدیوں سے درگذر فرمائے۔ آمین۔

سنو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مرض کے خطبے سنو۔

(۹۷۷) بیماری میں ایک دن عصر کی نماز پڑھاتے ہی جلدی سے گھر تشریف لیجاتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس سرعت پر متعجب ہیں جو آپؐ واپس آتے ہیں اور صحابہؓ کا تعجب دیکھ کر فرماتے ہیں کَانَ عِنْدِیْ تِبْرٌ فِی الْبَیْتِ فَکَرِهْتُ اَنْ اُبَیِّتَہٗ عِنْدِیْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمِہٖ یعنی میرے پاس کچھ سونا تھا تو مجھے بُرا معلوم ہوا کہ وہ رات کو میرے پاس ہی رہ جائے۔ اب یاد آگیا تو میں نے جا کر کہہ دیا کہ اسے تقسیم کر دو۔ (طبقات) اور روایت میں ہے کہ میں خدا کے ساتھ کیا نیک گمان کر سکتا تھا جب کہ میں فوت ہو جاتا اور یہ مال میرے پاس ہی رہ جاتا۔

الٰہی اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیحد و بے شمار درود بھیج۔ ادھر یہ سخاوت ہے، اُدھر گھر کا یہ حال ہے کہ جس رات کو انتقال ہوتا ہے گھر میں جلانے کے لئے تیل نہیں۔ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ۔

(۹۷۸) اسی مرض میں آپؐ فرماتے ہیں قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَا یُبْقَیَنَّ دِیْنَانِ بِاَرْضِ الْعَرَبِ (طبقات) یعنی اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیں۔ خبردار ملک عرب میں دو دین باقی نہ رہیں۔

(۹۷۹) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اسی بیماری میں جب ہم بیمار پُرسی کے لئے گئے تو دیکھا کہ آپؐ چادر اوڑھے لیٹے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں چادر منہ سے ہٹا کر ہم سے فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ يُحَرِّمُوْنَ الشُّحُوْمَ وَ يَاْكُلُوْنَهَا اٰثْمَانَهَا۔ (طبقات ابن سعد)

یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو یہ چربی کو حرام مانتے ہوئے اُسے بیچ کر اُس کی قیمت کھا جاتے ہیں۔

(۹۸۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی زکوٰۃ کی، لونڈی غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ سلوک کرنے کی وصیت کی اور یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ سانس نے کام دینا چھوڑ دیا۔

وَاَمَرَ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ حَتّٰى فَاضَتْ نَفْسُهٗ مَنْ شَهِدَ بِهِمَا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ ۝ (طبقات الکبیر لابن سعدؒ)

آپؐ نے خدا کے ایک ہونے، اور بے شریک ہونے اور فقط اسی کے معبود برحق ہونے کی گواہی کا حکم دیا اور اس بات کی گواہی کا بھی کہ خدا کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچے رسولؐ ہیں۔ آپؐ یہی فرماتے رہے جب تک کہ سانس چلتا رہا۔ ان دونوں باتوں کی جو گواہی دیگا اُس کا جسم جہنم پر حرام ہے۔

(۹۸۱) بیماری کے اور بے ہوشی کے دَورے پڑ رہے ہیں۔ جو کان میں رونے کی آواز پڑتی ہے۔ معلوم ہوتا کہ انصار رُو رہے ہیں۔ سر پر پٹی باندھے چادر لپیٹے مسجد میں آتے ہیں۔ منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے ہیں۔ حمد وثنا کے بعد فرماتے ہیں۔

اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ تَرِكَةً اَوْضَيْعَةً ۝ وَاِنَّ الْاَنْصَارَ تَرِكَتِيْ اَوْضَيْعَتِيْ وَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَاعْفُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ۔ (طبقات)

ہر نبی اپنا ترکہ اور اپنی یادگار چھوڑ جاتا ہے میرا ترکہ در یادگار کنبہ قبیلہ یہی انصار ہیں۔ اور لوگ بڑھ رہے ہیں، یہ کم ہو رہے ہیں۔ پس میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان کے بھلوں کی بھلائی قبول کرو اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرتے رہنا۔

(۹۸۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ اَوْكَشَفَ سِتْرًا۔ فَاِذَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ وَرَآءَ اَبِيْ بَكْرٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا رَاٰى مِنْ حُسْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت میں ایک دن اپنے حجرے شریف کا جو دروازہ مسجد میں پڑتا تھا اُسے کھولا پردہ اُٹھایا، اُس وقت لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز فرض پڑھ رہے

حَالِهِمْ وَرَجَاءَ اَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ فِيْهِمْ بِالَّذِيْ رَاٰهُمْ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّمَا اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ اَوْمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَلْيَتَعَزَّ بِمُصِيْبَتِهٖ بِيْ مِنَ الْمُصِيْبَةِ الَّتِيْ تُصِيْبُهٗ لِغَيْرِيْ ـ فَاِنَّ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِيْ لَنْ يُّصَابَ بِمُصِيْبَةٍ بَعْدِيْ اَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُّصِيْبَتِيْ ـ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

تھے اُن کے اچھے حال کو دیکھ کر اور اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ اُن میں اُسی کو خلیفہ کرے جسے آپؐ نے اس وقت امام دیکھا ہے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر فرمایا اے لوگو! جسے کوئی مصیبت پہنچائی جائے وہ میری اس قسم کی مصیبت سے تسکین حاصل کر کے اپنی اُس مصیبت کو ہلکی سمجھ لیا کرے۔ سنو! میری امت میں سے کسی کو میرے بعد میری مصیبت سے سخت مصیبت نہ پہنچائی جائے گی۔

(۹۸۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہیں اور بیماری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس طرح انصار کی پریشانی بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ وہ مسجد کے گرد چکر کاٹ رہے ہیں اور بے تاب ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوتا ہے تو آپؐ لوگوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر نکلتے ہیں۔ پیر زمین پر گھسٹ رہے ہیں۔ سر سے پٹی بندھی ہوئی ہے۔ مسجد میں آ کر منبر کے پہلے زینے پر ہی بیٹھ جاتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سب قریب قریب ہو کر باادب جمع ہو جاتے ہیں تو آپؐ خطبہ شروع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرماتے ہیں۔

اَيُّهَا النَّاسُ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تَخَافُوْنَ مِنْ مَّوْتِ نَبِيِّكُمْ ۞ هَلْ خَلَّفَ نَبِيٌّ قَبْلِيْ فِيْمَنْ بَعَثَ اللّٰهُ ؟ فَاَخْلُدَ فِيْكُمْ ؟ اَلَا اِنِّيْ لَاحِقٌ بِرَبِّيْ ۞ وَاِنَّكُمْ لَاحِقُوْنَ بِيْ ۞ فَاُوْصِيْكُمْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ خَيْرًا ۞ وَاُوْصِي الْمُهَاجِرِيْنَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ ۞ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ ۞ وَالْعَصْرِ ۞ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۞ وَاِنَّ

مسلمانو! تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ آخری خطبہ ہے۔ اور اس خطبہ کو بیان کر کے کہتے ہیں لَمْ يَصْعَدْ هٗ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اس دن کے بعد پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف نہیں لائے۔ پس میں آپ سے کہوں گا اور بزور کہوں گا کہ اس خطبے کے ایک ایک لفظ کو اپنی زندگی کا اصول بنا لیں، اسے کان دھر کر توجہ سے سنیں۔ ادب اور لحاظ سے سنیئے۔ یہ میرا کلام اور میرا خطبہ نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک کلام اور پاکیزہ

الْاُمُوْرَ تَجْرِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۝ وَلَا یَحْمِلَنَّکُمُ
اسْتِبْطَآءُ اَمْرٍ عَلٰی اِسْتِعْجَالِہٖ ۝ فَاِنَّ اللّٰہَ
عَزَّ وَجَلَّ لَا یُعَجِّلُ بِعُجْلَۃِ اَحَدٍ ۝ وَمَنْ
غَالَبَ اللّٰہَ غَلَبَہٗ ۝ وَمَنْ خَادَعَ اللّٰہَ خَدَعَہٗ
فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی
الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَکُمْ ۝ وَاُوْصِیْکُمْ
بِالْاَنْصَارِ خَیْرًا ۝ فَاِنَّھُمُ الَّذِیْنَ تَبَوَّءُوا
الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِکُمْ ۝ اَنْ تُحْسِنُوْا
اِلَیْھِمْ۔ اَلَمْ یُشَاطِرُوْکُمْ فِی الثِّمَارِ ۝ اَلَمْ
یُوَسِّعُوْا لَکُمْ فِی الدِّیَارِ ۝ اَلَمْ یُؤْثِرُوْکُمْ
عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَبِھِمُ الْخَصَاصَۃُ ۝ اَلَا
فَمَنْ وَّلِیَ اَنْ یَّحْکُمَ بَیْنَ رَجُلَیْنِ فَلْیَقْبَلْ
مِنْ مُّحْسِنِھِمْ وَلْیَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِیْئِھِمْ
اَلَا فَلَا تَسْتَاْثِرُوْا عَلَیْھِمْ ۝ اَلَا وَاِنِّیْ فَرَطٌ
لَّکُمْ ۝ وَاَنْتُمْ لَاحِقُوْنَ بِیْ ۝ اَلَا فَاِنَّ
مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ ۝ اَلَا فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ
یَّرِدَہٗ عَلَیَّ غَدًا فَلْیَکْفُفْ یَدَہٗ وَلِسَانَہٗ
اِلَّا فِیْمَا یَنْبَغِیْ ۝ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ الذُّنُوْبَ
تُغَیِّرُ النِّعَمَ فَاِذَا اَبَرَّ النَّاسُ بَرَّتْھُمْ
اَئِمَّتُھُمْ وَاِذَا فَجَرَ النَّاسُ عَقُّوْا اَئِمَّتَھُمْ
(السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ
تالیف السید احمد الزینی)

ملفوظات ہیں۔ باادب بیٹھو اور دل سے سنو! فرماتے ہیں۔ لوگو! کیا تم اپنے نبیؐ کی موت سے ڈرتے ہو کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی اپنی امت میں ہمیشہ رہا؟ جو میں رہتا۔ سنو! میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔ اور تم مجھ سے ملنے والے ہو۔ میں تمہیں پہلے پہل ہجرت کرنے والے مہاجرین کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ اور خود اُن مہاجرین کو بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خیرخواہی کی وصیت کرتا ہوں۔ سنو! جناب باری جل وعلا کا فرمان ہے، قسم ہے عصر کی، انسان سب گھاٹے اور نقصان میں ہیں بجز اُن لوگوں کے جو ایماندار اور نیک کار ہیں۔ اور آپس میں حق اور صبر کے ساتھ ایک دوسرے کی خیرخواہی کیلئے کرتے ہیں۔ سنو! تمام کام اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوتے ہیں کسی کام کی دیر تمہیں اُس کی جلدی پر آمادہ نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی جلدی پر جلدی کرنے پر مجبور نہیں۔ اللہ پر کوئی غالب آسکتا ہے؟ خدا کو دھوکہ دینے والے خود دھوکہ میں ہیں دیکھو ایسا نہ ہو کہ ٹیڑھے بن کر زمین میں فساد پھیلاتے پھرو اور رشتے داریاں توڑنے لگو۔ میں تمہیں انصار کے ساتھ بھی بھلائی سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں یہی ہیں جنہوں نے تمہیں اور ایمان کو جگہ دی۔ دیکھو تم انکے ساتھ احسان و سلوک ہی کرتے رہنا۔ کیا انھوں نے تمہیں اپنے پھلوں میں شریک نہیں کر لیا؟ کیا انھوں نے

اپنے گھرونیں تمہارے لئے وسعت نہیں کر دی؟ کیا انھوں نے باوجود اپنی ضرورتوں کے تمہاری ضرورتیں پوری نہیں کیں؟ سنو تم میں سے جو شخص دو

انسانوں کا بھی حاکم ہو میں اُسے حکم دیتا ہوں کہ اُن کے بھلوں کی بھلائیاں قبول کرتا رہے اور اُن کی بُرائیوں سے تجاوز کرتا رہے۔ دیکھو اُن پر کسی اور کو اختیار نہ کرنا سُنو میں آگے جا رہا ہوں کہ تمہارے لئے انتظام اور سرسامان کرلوں۔ تم بھی میرے بعد میرے پیچھے آ رہے ہو۔ سُنو! ہمارے ملنے کی جگہ حوضِ کوثر ہے۔ تم میں سے جو مجھ سے کل کے دن ملنا چاہتا ہے اور میرے حوض پر وارد ہونا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان کو قبضے میں رکھے سوائے نیک کاموں کے ان سے کوئی اور کام نہ لے۔ لوگو! گناہوں سے خدا کی نعمتیں ہٹ جاتی ہیں متغیر ہو جاتی ہیں۔ لوگ جب تک اچھے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر بادشاہ ایسے لوگوں کو بناتا ہے جو اُن پر رحم کریں لیکن جب لوگ خود بد بن جاتے ہیں تو اُن پر بادشاہ بھی ایسے مسلط ہیں جو اُنہیں ضرر اور نقصان پہنچائیں۔

یہاں پر ایک لطیفہ بھی سُن لیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سب سے پہلا کلمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ نکلا تھا، جب کہ آپ دائی حلیمہ کے ہاں دودھ پینے کے زمانے میں تھے۔ اور سب سے آخری کلمہ آپؐ کی زبان سے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی نکلا تھا۔ سُہیلی رحمہ اللہ کا قول یہی ہے۔ پس پہلے اللہ کی بڑائی کی اور آخر میں بھلائی کی دُعا کی فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

امت کو سب سے آخر جو حکم دیا وہ یہ تھا اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ نمازوں کی اور اپنے ماتحتوں کی حفاظت کرو، خیال رکھو فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

آپؐ بیمار ہیں۔ صحابہ کرام بیتاب ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سب جمع ہو جاتے ہیں۔ آپؐ انہیں دُعائیں دیتے ہیں اور اُس کے بعد ایک خطبہ سُناتے ہیں جو بیان ہو گا انشاء اللہ۔ اس کے بعد اسی خطبہ کے دوران جو سوال وجواب ہوتے ہیں وہ بھی سنیئے۔

(۹۸۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی رحلت کب ہوگی؟ فرمایا دَنَا الْفِرَاقُ ○ وَالْمُنْقَلَبُ اِلَی اللّٰہِ ○ وَ اِلٰی جَنَّۃِ الْمَاْوٰی ○ فراق کا وقت قریب آ گیا ہے اور لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی طرف۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، حضورؐ! آپ کو غسل کون دے؟ فرمایا رِجَالٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ۔ اَلْاَدْنٰی فَالْاَدْنٰی۔ میرے گھر والے قریبی پھر قریبی۔ ہم نے کہا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو کفن میں کیا دیں؟ فرمایا فِیْ ثِیَابِیْ ھٰذِہٖ وَاِنْ شِئْتُمْ فِیْ ثِیَابٍ مِصْرِیٍّ اَوْ حُلَّۃٍ یَمَنِیَّۃٍ میرے یہی کپڑے اور اگر تم چاہو تو مصری یا یمنی حلہ۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر نماز کون پڑھائے؟ آپ نے فرمایا۔

اِذَا اَنْتُمْ غَسَلْتُمُوْنِیْ وَکَفَّنْتُمُوْنِیْ فَضَعُوْنِیْ | تم مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر میری اسی چارپائی

عَلٰی سَرِیْرِیْ ھٰذَا عَلٰی شَفِیْرِ قَبْرِیْ ثُمَّ اخْرُجُوْا عَنِّیْ سَاعَۃً۔ فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ جِبْرِیْلُ ثُمَّ مِیْکَائِیْلُ ثُمَّ مَلَکُ الْمَوْتِ وَمَعَہٗ جُنُوْدٌ مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ۔ ثُمَّ ادْخُلُوْا عَلَیَّ اَفْوَاجًا اَفْوَاجًا۔ فَصَلُّوْا عَلَیَّ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ وَلْیَبْدَأْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ رِجَالٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ ثُمَّ نِسَآئُھُمْ ثُمَّ اَنْتُمْ۔

پر رکھ کر، چارپائی کو میری قبر کے کنارے رکھ کر سب ہٹ جانا۔ پہلے مجھ پر جبرئیل نماز پڑھیں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اور اُن کے ساتھ فرشتوں کے لشکر۔ پھر تم تھوڑے تھوڑے آنا اور مجھ پر درود وسلام پڑھنا۔ پہلے میری اہل بیت کے مرد آئیں پھر عورتیں پھر تم۔

اس کے بعد صحابہ کرام پوچھتے ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کو قبر میں کون اُتارے؟ آپؐ نے فرمایا اَھْلِیْ مَعَ مَلٰئِکَۃٍ کَثِیْرِیْنَ یَرَوْنَکُمْ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ میرے اہل بیت اور اُن کے ساتھ خدا کی رحمت کے فرشتے ہوں گے جو تمہیں دیکھتے ہوں گے لیکن تم اُنہیں نہ دیکھ سکو گے۔

مسلم بھائیو! اس خطبے کے دل خراش، حوصلہ شکن الفاظ، کلیجہ چیرنے والے اور خون کو پانی کر دینے والے ہیں لیکن سنو اب میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الموت کے آخری الفاظ سناؤں ادب سے سنو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

(۹۸۵) اِقْرَءُوا السَّلَامَ عَلٰی مَنْ غَابَ مِنْ اَصْحَابِیْ وَمَنْ تَبِعَنِیْ عَلٰی دِیْنِیْ مِنْ یَّوْمِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

اے میرے صحابیو! جو میرے صحابہ اس وقت یہاں نہیں اُنہیں میرا آخری سلام پہنچا دینا اور اُنہیں بھی میرا سلام کہہ دینا جو میری اُمت کے لوگ میرے بعد آئیں گے اور میری تابعداری کریں گے آج سے لیکر قیامت تک

ہاں مسلم بھائیو! مجھے فخر ہے کہ آج میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچا رہا ہوں۔ الٰہی تو ہمارے نبیؐ پر بھی درود وسلام نازل فرما۔ آپ کو بہترین جزا دے اور ہم سب کی طرف سے آپؐ کی رُوح پرفتوح پر اور آپؐ کے جسم مطہر پر سلام پہنچا دے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ سَعْدٍ فِیْ طَبْقَاتِہٖ وَاَبُو السَّیِّدِ اَحْمَدُ الزَّیْنِیُّ فِیْ کِتَابِہٖ السِّیْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ)

آؤ مسلمانوں اس خطبے کو ہم درود پر ختم کریں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا

صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

(۹۸۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَخِیْهِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ قَالَ جَآءَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ اِلَیْهِ فَوَجَدْتُّهٗ مَوْعُوْكًا قَدْ عَصَبَ رَأْسَهٗ فَقَالَ خُذْ بِیَدِیْ یَا فَضْلُ فَاَخَذْتُ بِیَدِهٖ حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ۔ ثُمَّ قَالَ نَادِ فِی النَّاسِ فَاجْتَمَعُوْا اِلَیْهِ فَقَالَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ ۝ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْكُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاِنَّهٗ قَدْ دَنَا مِنِّیْ حُقُوْقٌ مِّنْ بَیْنِ اَظْهُرِكُمْ۔ فَمَنْ كُنْتُ جَلَدْتُّ لَهٗ ظَهْرًا فَهٰذَا ظَهْرِیْ فَلْیَسْتَقِدْ مِنْهُ۔ وَمَنْ كُنْتُ شَتَمْتُ لَهٗ عِرْضًا فَهٰذَا عِرْضِیْ فَلْیَسْتَقِدْ مِنْهُ۔ اَلَا وَاِنَّ الشَّحْنَآءَ لَیْسَتْ مِنْ طَبْعِیْ وَلَا مِنْ شَاْنِیْ۔ وَاِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ مَنْ اَخَذَ مِنِّیْ حَقًّا اِنْ كَانَ لَهٗ اَوْحَلَّلَنِیْ۔ فَلَقِیْتُ اللّٰهَ وَاَنَا اَطْیَبُ النَّفْسِ وَقَدْ اَرٰی اَنَّ هٰذَا غَیْرُ مُغْنٍ عَنِّیْ حَتّٰی اَقُوْمَ فِیْكُمْ مِّرَارًا ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّی الظُّهْرَ۔ (طبقات ابن سعد وغیرہ)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھ کر میں آگے بڑھا دیکھا کہ بخار چڑھا ہوا ہے۔ سر سے پٹی بندھی ہوئی ہے۔ فرمایا فضل میرا ہاتھ تھام لو۔ میں نے ہاتھ تھام کر منبر پر لا بٹھایا۔ آپؐ نے فرمایا لوگوں میں منادی کر دو کہ سب آ جائیں اور میرا آخری خطبہ سُن لیں، جب سب لوگ آ گئے تو آپؐ نے اما بعد کہہ کر فرمایا لوگو! میں تمہارے سامنے اُس ذات واحد کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی نہ حمد کے لائق ہے نہ عبادت کے۔ سنو! اجل قریب ہے ڈر ہے کہ کہیں تم میں سے کسی کا کوئی حق میرے ذمہ باقی نہ رہ جائے۔ پس میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے جسے کوئی جسمانی تکلیف پہنچائی ہو وہ اُٹھے مجھ سے جسمانی بدلہ لے لے۔ جسے میں نے زبانی تکلیف پہنچائی ہو وہ اُٹھے اور زبانی بدلہ مجھ سے لے لے۔ سنو! تم جانتے ہو کہ میری طبیعت میں بخل کینہ دشمنی نہیں، نہ یہ مجھے لائق ہے اس ڈر سے کہ مجھ پر گراں گذرے گا کوئی اپنا حق مجھ پر باقی رکھے میرا محبوب وہ ہوگا جو آج صفائی سے کہہ دے کہ میرا یہ حق آپ پر ہے اور وہ مجھ سے وصول کرے یا معاف کر دے تاکہ میں پاک صاف ہو کر اللہ سے ملاقات کروں، کوئی بوجھ مجھ پر نہ ہو (لیکن ساری مجلس میں سے کوئی بھی نہ اُٹھا نہ کسی نے کچھ کہا) اس لئے آپؐ نے

فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ ایک دو دفعہ کہہ دینے سے کام نہیں بنے گا۔ مجھے بار بار یہ کہنا پڑے گا۔ یہ فرما کر منبر سے اتر آئے نماز ظہر ادا کی۔

محترم مسلمان بھائیو! کیا اللہ کے رسول، رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطبہ کو آپ کے سامنے رکھ کر میں آپ سے نہ کہوں کہ آپ میں سے بھی جس کے ذمہ جو حق ہو اس سے پہلے ادا کر دے کہ موت مہلت نہ دے۔ یہاں سے واپس جا کر سب سے پہلا کام آپ کا یہی ہو کہ حقوق الناس سے سبکدوش ہو جاؤ، جس کا جو ہو سونپ دو۔ خبر نہیں کب موت آئے اور کس وقت فوت ہو جائے۔ یاد رکھو لوگوں کے حق خدا کی راہ کی شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرض الموت کے تیسرے[۳] خطبہ کا دوسرا خطبہ

جسمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نو[۹] خطبے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَبَعْدُ

ابھی میں نے آپ کو جو خطبہ سنایا تھا وہ نماز ظہر سے پہلے کا تھا۔ اب مزید سنو! اللہ کے محترم و افضل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

(۹۸۷) طبیعت میں ڈر دل میں کھٹکا تھا کہ شاید میرے لحاظ سے کوئی بولا نہیں اس لئے بعد از نماز پھر خطبے کے لئے منبر پر آئے بیٹھے اور پھر اپنی پہلی بات دوبارہ کہی اور بہت تاکید کی کہ دیکھو اپنے حق مجھ سے وصول کر لو، مجھ پر بوجھ باقی نہ رکھو۔ اس پر ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے تین درہم آپ پر ہیں (ایک سائل کو آپؐ نے دلوائے تھے پھر شاید آپ کو بھی یاد نہ رہا اور نہ میں نے مانگے۔) تو آپؐ نے فرمایا۔ اَعْطِهٖ یَا فَضْلُ فضل انہیں ان کے تین درہم ادا کر دو۔ میں نے ادا کر دیئے۔ وہ بیٹھ گئے

تو آپؐ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيُؤَدِّهِ وَلَا يَقُلْ فُضُوحُ الدُّنْيَا أَلَا إِنَّ فُضُوحَ الدُّنْيَا أَيْسَرُ مِنْ فُضُوحِ الْآخِرَةِ۔

جس کے پاس خدائی مال میں سے کچھ رہ گیا ہو وہ اُٹھے اور ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے کیوں کہ اس سے بڑی اور اس سے بڑی آخرت کی رسوائی ہے

اس پر ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین درہم کی خیانت میں نے مال خدا میں سے کر لی تھی جو اب تک میں نے ادا نہیں کئے۔ آپؐ نے فرمایا وَلِمَ غَلَلْتَهَا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محتاج تھا میرے پاس کچھ نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا خُذْهَا مِنْهُ يَا فَضْلُ۔ فضل ان سے یہ تین درہم لے لو۔ (طبقات ابن سعد وغیرہ)

بھائیو! آپ نے غور فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کے حق مارے جانے کا کس قدر ڈر ہے۔ پس دنیا سے اس حال میں اُٹھو کہ کسی کا کوئی حق آپ کے ذمہ نہ رہ جائے۔ نہ کسی کا مال اور نہ کسی کو تول میں کم دو نہ کسی سے دھوکہ کرو، نہ کسی کو مارو پیٹو۔ اگر کسی کا کوئی حق رہ گیا ہو تو اس سے پہلے ادا کر دو کہ تمہاری آنکھیں بند ہوں۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَبَخِيلٌ وَإِنِّي لَجَبَانٌ وَإِنِّي لَنَؤُومٌ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُذْهِبَ عَنِّي الْبُخْلَ وَالْجُبْنَ وَالنَّوْمَ فَدَعَا لَهُ۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بڑا بخیل بزدل اور بہت سونے والا ہوں اللہ سے دُعا فرمائیے کہ مجھ سے کنجوسی کم ہمتی اور نیند کی زیادتی کو دُور کر دے۔ پس آپؐ نے اُس کے واسطے یہ دُعا کر دی۔

(۹۸۸) طبقات ابن سعد میں ہے کہ۔

ثُمَّ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي لَكَذَا وَإِنِّي لَكَذَا فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُذْهِبَ عَنِّي ذٰلِكَ قَالَ اذْهَبِي إِلَى مَنْزِلِ عَائِشَةَ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

(ان کے بعد) ایک عورت نے اُٹھ کر عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں یہ عادت ہے اور یہ عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اُن گناہوں کی دُوری کی دعاء کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

وَسَلَّمَ اِلٰی مَنْزِلِ عَائِشَةَ وَضَعَ عَصَاهُ عَلٰی رَأْسِهَا ثُمَّ دَعَا لَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَكَثَتْ تُكْثِرُ السُّجُوْدَ۔

کے گھر جاؤ۔ جب آپ فارغ ہو کر وہاں پہنچے تو اس عورت کے سر پر عصا شریف رکھ کر دُعا کرنے لگے۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وہ سجدے میں گر پڑی اور بکثرت سجدے کرنے لگی تو آپؐ نے فرمایا۔

اَطِيْلِي السُّجُوْدَ فَاِنَّ اَقْرَبَ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ اللّٰهِ اِذَا كَانَ سَاجِدًا۔ (طبقات)

سجدے میں دیر تک پڑی رہو اس وقت خدائے تعالیٰ سے بندہ بہت ہی نزدیک ہوتا ہے۔

فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَوَاللّٰهِ مَا فَارَقَتْنِيْ حَتّٰى عَرَفْتُ دَعْوَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْهَا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء کا اثر اسی وقت اُس میں دیکھ لیا۔

(۹۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهُ وَ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَأَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا الرَّبَّ فِيْهِ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ۔ (رواه ابوداود)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیماری کے زمانہ میں اپنے حجرے کا پردہ اُٹھایا۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں فرض نماز ادا کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا اے لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف اچھے اور سچے خواب باقی رہ گئے ہیں جنہیں مسلمان خود دیکھیں یا اُس کے حق میں کسی دوسرے مسلمان کو دکھائے جائیں۔ لوگو! یاد رکھنا رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن کی تلاوت سے میں روک دیا گیا ہوں۔ رکوع میں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں بہ کوشش دُعائیں کرو۔ اُس وقت کی دُعائیں قبولیت سے بہت قریب ہیں اور قبولیت کے قابل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی وصیتیں بھی سُن لیجئے۔

(۹۹۰) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّهُ كَانَ فِيْ اٰخِرِ مَا عَهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْصٰى

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے آخر میں رہاوین یعنی رہاروالوں کے لئے وصیت فرمائی اور خود بھی ان

بِالرِّهَاوِيِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ الرِّهَاءِ وَاَعْطَاهُمْ مِنْ خَيْرٍ قَالَ وَجَعَلَ يَقُوْلُ لَئِنْ بَقِيْتُ لَا اَدَعُ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ دِيْنَانِ

کو کچھ مال و دولت سے سرفراز فرمایا اور فرمانے لگے اگر میں زندہ رہوں تو ملک عرب میں دو دین رہنے نہ دوں گا۔

(۹۹۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالدَّارِيِّيْنَ وَالرِّهَاوِيِّيْنَ وَالدَّوْسِيِّيْنَ خَيْرًا۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی عبدالدار رہا، والوں اور دَوس کے قبیلہ والوں سے بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی۔

وصال سے تین روز قبل کی وصیت ملاحظہ ہو۔

(۹۹۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثٍ اَلَا لَا يَمُوْتُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ۔

یعنی جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے انتقال سے تین روز پہلے فرمایا تھا خبردار تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ مرتے دم تک اللہ سے خلوص کیسا تھ اچھا گمان رکھے۔

برادران! نہ صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہہ کر ہی بس کر لیا بلکہ کر کے بتلایا اور دعا کر کے تشفی دی۔ چنانچہ مرض الموت کے ایک خطبہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

(۹۹۳) يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ خَشِيَ مِنْ نَفْسِهٖ شَيْئًا فَلْيَقُمْ اَدْعُ لَهٗ فَقَامَ رَجُلٌ ۔ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكَذَّابٌ اِنِّيْ لَفَاحِشٌ وَّ اِنِّيْ لَنَؤُوْمٌ ۔ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ صِدْقًا وَّ اِيْمَانًا وَّ اَذْهِبْ عَنْهُ النَّوْمَ اِذَا اَرَادَ ۔ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَكَذَّابٌ وَّ اِنِّيْ لَمُنَافِقٌ وَّاِنْ شَيْءٌ اِلَّا جَنِيْتُهٗ فَقَامَ عُمَرُ

اے لوگو! جو شخص اپنی ذاتی کسی خصلت وعادت کی بُرائی و شر کی خرابی سے ڈرتا ہو اُس کو فوراً کھڑا ہونا اور مجھ کو اپنی ذاتی حالت سے مطلع کرنا چاہیئے تاکہ میں اس کے واسطے خاص طور پر دُعا کروں (کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا صریح حکم ہے صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ان کے لئے رحمت کی دُعا کیجئے۔ آپ کی دُعا اُن کے لئے یقینی سکون واطمینان کا سبب ہوگی اور تمام پریشانیوں کو دُور کر دیگی) تو ایک شخص نے

بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ فَضَحْتَ نَفْسَكَ اَيُّهَا الرَّجُلُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فُضُوْحُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ صِدْقًا وَّ اِيْمَانًا وَّ صَيِّرْ اَمْرَهٗ اِلٰى خَيْرٍ۔ فَقَالَ عُمَرُ كَلِمَةً فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُمَرُ مَعِيْ وَاَنَا مَعَ عُمَرَ (رَوَاهُ صَاحِبُ اسْنَرَةِ الْحَلَبِيَّةِ وَصَاحِبُ الطَّبَقَاتِ وَغَيْرُهٗ) وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ فِيْ اِسْنَادِهٖ وَمَتْنِهٖ غَرَابَةٌ شَدِيْدَةٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت جھوٹ بولتا ہوں، مجھ میں بے حیائی کی بہت سی عادتیں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجھ کو نیند بہت ستاتی ہے، سو جاؤں تو پھر اُٹھ ہی نہیں سکتا اور نہ اُٹھنے کو جی چاہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ اللہ تو اس کو صدق وصفائی و سچ بولنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ایمان کی دولت سے مالا مال کر (کے اس سے بے حیائی کو دُور کر دے) اور نیند اس طرح اس کے قبضے میں کر دے کہ جب چاہے سوئے اور جس وقت بھی جی چاہے فوراً بیدار ہو کر اُٹھ بیٹھے۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے اُٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہت ہی جھوٹا ہوں اور میرے دل میں بے ایمانی ونفاق اس طرح جما ہوا ہے کہ دل صاف نہیں ہوتا اور واقعہ تو یہ ہے کہ دُنیا کا کوئی گناہ یا بُرائی ایسی نہیں جو میں نے نہ کی ہو۔ (اس کا اپنے متعلق اس قدر صاف بیان سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا) فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا اے شخص تو نے تو اپنے آپ کو بالکل ہی رسوا کر دیا اور اپنی ذلت وخواری کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر بن خطابؓ! دُنیا کی رسوائی و ذلت آخرت کی رسوائی سے زیادہ بہتر ہے۔ پھر آپؐ نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ پاک اس کو سچ بولنے کی توفیق دے اور اس کے ایمان کو مضبوط کر دے اور اس کو ہر قسم کی بھلائی کی طرف متوجہ کر دے۔ اُس شخص کے لئے اس طرح منہ بھر بھر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسی کوئی بات کہی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بے اختیار ہنسی آ گئی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ میرے ساتھ ہے اور میں عمرؓ کیساتھ ہوں۔

(۹۹۴) برادران! اپنے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے آخری زمانہ کو یاد کرو۔ آہ امت پر کیسا کٹھن وقت تھا؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی جلدی پیغامات خدا ادا کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمًا كَالْمُوَدِّعِ۔ فَقَالَ اَنَا النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ۔ اَنَا النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ۔ اَنَا النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ اُوْتِيْتُ فَوَاتِحَ الْكَلِمِ وَجَوَامِعَهٗ۔ وَخَوَاتِمَهٗ وَعُلِّمْتُ كَمْ خَزَنَةُ النَّارِ۔ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ وَعُرِّفْتُ وَ عَرَفْتُ اُمَّتِيْ۔ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا مَا دُمْتُ فِيْكُمْ۔ فَاِذَا ذُهِبَ بِيْ فَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ اَحِلُّوْا حَلَالَهٗ۔ وَحَرِّمُوْا حَرَامَهٗ (رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

ایک دن آپؐ ہمارے مجمع میں تشریف لائے۔ لیکن اس طرح جیسے ہمیں رخصت کرنے والے ہوں۔ اور فرمایا میں نبی اُمّی ہوں۔ یعنی دُنیا کے کسی انسان سے تعلیم نہ حاصل کرنے والا نبی ہوں۔ یعنی کسی دنیوی استاد کے سامنے زانوئے ادب طے نہ کرنے والا رسول خدا ہوں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی رسول ہے ہی نہیں۔ مجھے باتوں کے ابتدائی حصّے آخری حصّے اور جامع حصے منجانب اللہ عطا فرمائے گئے ہیں جن کے الفاظ کم سے کم اور معنی زیادہ سے زیادہ۔ مجھے خدا کی طرف سے معلوم کرایا گیا ہے کہ جہنم کے داروغہ کتنے ہیں؟ اور عرش خدا کے اُٹھانے والے کتنے ہیں؟ میرے ساتھ رب نے بڑی بڑی مہربانیاں فرمائیں۔ مجھے نجات دی پھر میری امت مجھ سے پہچنوائی اور میں نے اُسے پہچان لیا۔ سُنو! جب تک میں تم میں موجود ہوں میری باتیں سنو اور اُن پر عمل کرتے رہو۔ جب میں یہاں سے کوچ کرا دیا جاؤں تو تم کتاب اللہ کو مضبوط تھامے رہنا، اُس کے حلال کو حلال سمجھنا اور اس کے حرام کو حرام سمجھنا (یاد رہے کہ کتاب اللہ کا اطلاق سنت و حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی شامل ہے۔

اسی معنی میں یہ خطبہ بھی ہے۔

(۹۹۵) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ۔ اَيُّهَا النَّاسُ۔ لَا تَعَلَّقُوْا عَلَيَّ بِوَاحِدَةٍ مَا اَحْلَلْتُ اِلَّا مَا اَحَلَّ اللّٰهُ وَمَا حَرَّمْتُ اِلَّا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ فِيْ طَبَقَاتِهٖ)

لوگو! تم میری ایک بات پر بھی گرفت نہیں کر سکتے میں نے صرف وہی حلال کیا ہے جو خدا نے حلال کیا ہے اور میں نے صرف وہی حرام کیا ہے جو خدا نے حرام کیا ہے۔

پس حلال و حرام جو کچھ کرنا تھا، امر و نہی جو کچھ کرنی تھی، حکم و ممانعت جو کچھ کرنی تھی اللہ نے اپنے رسول

کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو کردی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ بیماری میں ہمیشہ خدا سے شفاء کی دُعا کیا کرتے تھے لیکن مرض الموت میں شفاء کی دُعا کبھی نہیں کی بلکہ فرماتے تھے، اے طبیعت تجھ کو کیا ہوا ہے کہ ہر ایک پناہ کی جگہ ڈھونڈھتی ہے، جب بیماری زیادہ ہوئی تو پیالے میں پانی بھر کر پاس رکھ لیا۔ اُس میں ہاتھ ڈال کر برابر چہرے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے اے اللہ موت کی سختیوں پر میری مدد کر اور تین تین مرتبہ فرماتے کہ اے جبرئیلؑ قریب آجاؤ۔ کبھی کبھی گھبراہٹ میں چہرہ پر کمبل ڈال لیتے۔ جب دم گھٹنے لگتا تو چہرہ کھول کر فرماتے یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ اُنہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

جب انتقال کے صرف تین دن باقی رہے تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر پوچھا اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپؐ کے پاس آپ کی عزت، فضیلت اور خصوصیت کی وجہ سے بھیجا ہے وہ پوچھتا ہے کہ آپ کی کیسی طبیعت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے جبرئیلؑ میں غمگین و پریشان ہوں۔ دوسرے دن بھی اسی طرح سوال و جواب ہوئے۔ تیسرے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ملک الموت اور ایک فرشتہ اسمٰعیل نامی آیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آگے آکر فرمایا اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ نے مجھ کو آپ کی عزت، فضیلت اور خصوصیت کی وجہ سے بھیجا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ آپؐ کا مزاج کیسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اے جبرئیل میں غمگین و پریشان ہوں۔ پھر ملک الموت نے اجازت چاہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا حضرت یہ ملک الموت آپؐ کے پاس آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ اُس نے آج سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت نہیں لی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگے گا۔ آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو۔ چنانچہ وہ داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا، عرض کی یا رسول اللہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ آپ کے ہر حکم کی میں اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھ کو حکم دیں جان قبض کرنے کا تو میں قبض کروں اور اگر چھوڑنے کا حکم دیں تو میں چھوڑ دوں۔ آپؐ نے فرمایا، کیا تم ایسا کرو گے؟ اُس نے کہا یقیناً، مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کی ہر بات میں فرمانبرداری کروں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپؐ کا مشتاق ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا، اے ملک الموت! جو تم کو حکم ہوا ہے وہ کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هٰذَا اٰخِرُ وحی خدا لے کر زمین پر آنے کی یہ میری آخری مرتبہ

مَوْطِئِ الْاَرْضِ اِنَّمَا کُنْتَ حَاجَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا۔ رَوَاہُ فِیْ طَبَقَاتِ ابْنِ سَعْدٍ)	ہے۔ روئے زمین پر آپ ہی میرے لئے اس وحی خدا کے پیغام رساں تھے۔ اب میرا وحی خدا لے کر زمین پر آنا ختم ہوتا ہے۔

ادھر یہ قول جبرئیل علیہ السلام ختم ہوتا ہے ادھر ملک الموت اپنا ہاتھ بہ ادب بڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہر طرف سے تعزیت کی آوازیں آنے لگیں مگر کہنے والے معلوم نہیں ہوتے تھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَآءً عَنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَخَلَفًا مِّنْ کُلِّ ھَالِکٍ وَدَرَکًا مِّنْ کُلِّ مَا فَاتَ فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَاِیَّاہُ فَارْجُوْا اِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ یہ آواز حضرت خضر علیہ السلام کی تھی۔ واللہ اعلم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَاٰخِرِ الرُّسُلِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

پس مجھے کہنے دیجئے کہ آج جن حضرات نے تیرے میرے اقوال وقیاسات واجتہادات کو دین خدا میں داخل کیا ہے۔ انہوں نے دین کے خلاف کیا ہے۔ دین وہی ہے جو زبانِ رسول سے نکلا کیوں کہ زبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وہی نکلتا تھا جو پہلے خدا کے کلام میں آجائے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ پس اپنی ایک مٹھی میں قرآن لے لو، دوسری میں حدیث کو لے لو اور مٹھیاں زور سے بند کر لو کہ نہ اُن میں کوئی چیز جا سکے نہ ان میں سے کچھ نکل سکے۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرمائے اور ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نصیب فرمائے۔ میں اپنے اس خطبے کا خاتمہ درود شریف پر کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا۔ وَاَکْرِمْنَا وَلَا تُھِنَّا۔ وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا۔ وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا۔ اِلٰہَ الْحَقِّ اٰمِیْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

لِلّٰہِ الحمد

اللہ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ اس نے ادارہ الدار السلفیہ کے کارکنوں کو اس عظیم کتاب کی طباعت و اشاعت کی توفیق عطا فرمائی، اے اللہ ہماری اس نیکی کو قبول فرما اور ہمارے اس عمل کو اپنے لئے خاص فرما لے۔ بیشک یہ کارِ خیر محض تیرے ہی فضل و کرم سے ممکن ہو سکا۔ فالحمد لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا أَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ،

مختار احمد ندوی

و شرکاء الدار السلفیہ

سلسلۂ مطبوعات الدار السلفیہ ۲۹

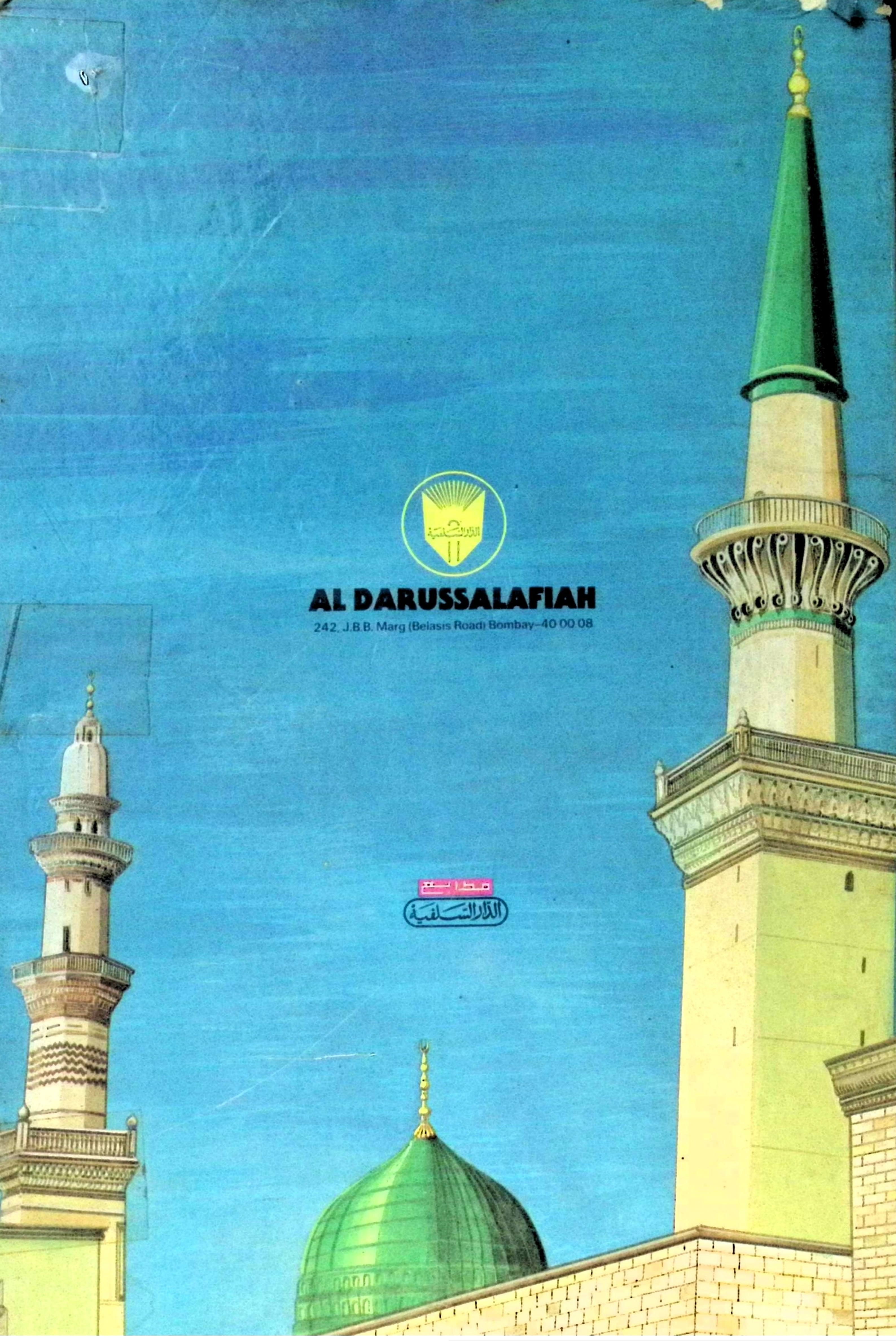
اشاعت دوم ——— جنوری ۱۹۹۰ء

تعداد اشاعت ——— پانچ ہزار

طباعت ——— مطابع الدار السلفیہ

قیمت ——— ۱۰۰ روپے

طابع و ناشر ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری نے مطابع الدار السلفیہ سے چھاپ کر الدار السلفیہ بمبئی ۸ سے شائع کیا۔



الدار السلفية

AL DARUSSALAFIAH

242, J.B.B. Marg (Belasis Road) Bombay–40 00 08

مطابع
الدار السلفية